کلیاتِ میر سوز

ترتیب و تدوین

(تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ. ڈی)

زاہد منیر عامر

زیرِ نگرانی

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا

شعبہ اردو، پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج، لاہور۔

۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوئی صاحبِ سخن نہیں مرتا
ہے قیامت تلک بقائے سخن

سوز

غمزہ بھی شعر میں ہو تو پھر سوز کا سا ہو
کس کام کی وگرنہ چھنالے کی شاعری

غلام ہمدانی مصحفی
(م ۱۸۲۴ء)

" میر سوز مرحوم کی زبان عجیب میٹھی زبان ہے اور حقیقت میں غزل کی جان ہے چنانچہ غزلیں خود ہی کہے دیتی ہیں۔ ان کی انشا پردازی کا حسن تکلف اور صنائع مصنوعی سے بالکل پاک ہے۔ اس خوش نمائی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دھرا ہے اور سر سبز پتیوں میں اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے"۔

آب حیات ۔ محمد حسین آزاد
(م ۱۹۱۰ء)

شعر کے بحر میں ترا استاد
کشتیِ ذہن کو ہے بادِ مراد
اس کو ہر طرح تو غنیمت جان
پھر ملے گا نہ سوز سا انسان

مرزا محمد رفیع سودا
(م ۱۷۸۲ء)

" بعد کے تذکرہ نویسوں نے بھی سوز کو اپنے عہد کا استادِ کامل اور غزل گوئی میں ماہرِ بے بدل تسلیم کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ نہ آج ان کا دیوان ہمارے سامنے ہے اور نہ عہد حاضر کے نقادانِ سخن نے ان کے کمال پر کوئی روشنی ڈالی ہے"۔

انتقادیات ۔ نیاز فتح پوری
(م ۱۹۶۶ء)

عکسِ تحریر
میر سوز

صراحت

غیر معمولی ضخامت کے باعث مقالے کی تجلید دو حصّوں میں کی گئی ہے: پہلا حصّہ، مقدمّہ اور ردیف آ تا ردیف ں کی غزلیات پر جبکہ دوسرا حصّہ، ردیف و تا ردیف ے کی غزلیات، دیگر اصناف، ضمیمہ اور کتابیات وغیرہ پر مشتمل ہے

مرتّب

ترتیب

دیباچے کے بغیر

کلیاتِ میر سوز کی اس تدوین پر کسی رسمی دیباچے کی ضرورت محسوس نہیں ہو رہی، آٹھ برس تک بحرِ تحقیق میں رواں رہنے والے سفینے کے کنارے لگ جانے کے بعد راستے کے ستم و جور یا محنت و مشقت کا بیان محض تحصیلِ حاصل ہے، دیباچہ اگر ضروری ہے تو اس کا مضمون فقط مہدی اخوان ثالث کا یہ مصرع ہے:

اما نمی دانی چہ شبہای سحر کردم

اس کے علاوہ اگر کچھ ہے تو وہ کچھ شکریے ہیں جن کا اظہار "من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ" کی رُو سے ضروری ہے اور جن کی فہرست میری خوبیٔ قسمت سے مختصر نہیں ہے:-

سب سے پہلے تو اپنے اللہ کا شکر ادا کرنا چاہتا ہوں جس کی دی ہوئی مہلت، صحت اور ہمت کے باعث یہ دشوار کام مکمل ہو سکا۔

استادِ گرامی ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا صاحب کی شفقت، اس کام کے دوران ہر مرحلے میں شاملِ حال رہی اور وہ جاپان سے اپنے اہلِ خانہ کے لیے لائے ہوئے محدود دنوں میں سے بھی مجھے وقت دیتے رہے۔

محترم مشفق خواجہ صاحب نے کسی مرحلے پر بھی مکانی بُعد کا احساس نہیں ہونے دیا اور بیش بہا علمی تعاون فرمایا

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب اور شاہد بھائی کی ترغیب و تنبیہہ میرے لیے وجہِ تشویق بنی رہیں۔ ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب (علی گڑھ) کی توجہ سے سوز کے خود نوشتہ

دیوان کا عکس ملا اور عابد رضا بیدار صاحب (پٹنہ) کے تعاون سے نسخۂ نیّر حاصل ہوا، محمد سہیل عمر صاحب نے ملائشیا سے دیوانِ سوز کے دو خطی نسخوں کے حصول میں مدد کی اور ڈاکٹر گوہر نوشاہی صاحب سے حسرت موہانی کے انتخاب کردہ دیوانِ سوز کا عکس ملا، ڈاکٹر خورشید رضوی صاحب، حضرت سیّد انور حسین نفیس رقم اور ڈاکٹر وحید قریشی صاحب سے مختلف امور میں راہ نمائی ملتی رہی؛ انسپکٹر عارف محمود صاحب نے مقالے کے آخری دنوں میں طول طویل اسفار کی مشقّت اٹھا کر تکمیلی مراحل طے کروائے، ڈاکٹر عارف نوشاہی صاحب اور معین نظامی صاحب نے اس عرصے میں میرے ساتھ میر سوز کو بھی یاد رکھا، محترم ڈاکٹر سہیل احمد خان صاحب سے بعض امور میں مفید مشاورت رہی اور اپنے رفقائے محترم: ڈاکٹر محمد سلیم مظہر، ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر، ڈاکٹر تحسین فراقی، ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری، مرغوب حسین طاہر اور محمد کامران صاحبان کے مقالے کے بارے میں استفسارات سے مجھے تحریک ملتی رہی۔

میں اپنے ان تمام بزرگوں، مہربانوں اور دوستوں اور ان تمام محقّقین و مصنّفین کے لیے جن کی تحریروں سے میں نے استفادہ کیا، تشکّر و ممنونیت کے جذبات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔

اہلِ خانہ میں اپنی پیاری امّی جان اور پیارے بہن بھائیوں، بھابیوں اور پھوپھی جان کی دعاؤں اور نفیسہ باجی، مختار بھائی، چندا باجی کے تعاون، عماد الرحمٰن، جرّار رؤف اور احسان الٰہی کی سعادت مندی کا شکریہ بھی لازم ہے ___ اور ہاں میری نصفِ بہتر! تمھارا شکریہ ادا کرنا تو گویا اپنا شکریہ ادا کرنا ہے، اس لیے ایک بار پھر اللہ کا شکریہ جس نے تمھیں سعادت اور سلامتیِ طبع کے اوصاف سے نوازا اور مجھے یہ کام مکمل کرنے کی توفیق دی۔

زاہد منیر عامر

استادِ شعبۂ اردو

پنجاب یونی ورسٹی اورینٹل کالج۔ لاہور

یکم ستمبر ۱۹۹۸ء

فہرستِ غزلیات

ب

ت

ز

س

ش

شمار	غزل	صفحہ

شمار	غزل	صفحہ

و

ی

ے

دیگر اصناف

مُقدّمہ

☆ کلمات

☆ سوانح

☆ شخصیت

کلمات

اٹھارویں صدی عیسوی کا جو زمانہ اردو شاعری کا دورِ زرّیں کہلاتا ہے، اس میں میر تقی میر (م ۱۲۲۵ھ/ ۱۸۰۸ء) محمد رفیع سودا (م ۱۱۵۵ھ/ ۱۷۸۱) اور خواجہ میر درد (م ۱۱۹۹ھ/ ۸۵-۱۷۸۴ء) کے ساتھ سید محمد میر سوز (م ۱۲۱۳ھ/ ۹۹-۱۷۹۸) کا نام بھی تاریخ کے دامن میں محفوظ ہے۔

اورنگ زیب عالم گیر کی وفات (۱۱۱۸ھ/ ۱۷۰۷ء) کے بعد سے نادر شاہ کے حملے (۱۱۵۱ھ/ ۱۷۳۹ء) اور احمد شاہ ابدالی کی تاخت و تاراج تک (جس کا سلسلہ ۷۵-۱۱۷۴ھ/ ۱۷۶۱ء تک مختلف صورتوں میں جاری رہا) بلکہ اس کے بعد بھی ہندوستان کی قومی زندگی جس اتھل پتھل، بے یقینی، افسردگی اور مایوسی کا شکار رہی، اس کا اندازہ لگانے کے لیے ہمارے پاس شاید اس عہد کی شاعری سے بہتر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے۔

ایسا معاشرہ جس میں وحشت اور بربادی ناچ رہی ہو اور بقولِ میرؔ "آسمان ہر روز خاکِ افتادگان کرتا تا اور ہر شب نئے فتنوں کو جنم دیتا ہو"، یقینی طور پر اپنے باطن میں اضطراب کی لہریں اٹھتی محسوس کرتا ہے۔ یہ اضطراب، مختلف صورتوں میں اظہار پاتا ہے۔ ایک زوال پذیر معاشرہ، ایسے میں، یا تو ایسے گوشے دریافت کرلیتا ہے جن میں اس کے غم کی تحلیل ہو سکے یا پھر "بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارا نیست" کا رویّہ اس کا منشورِ حیات بن جاتا ہے۔

اٹھارویں اور انیسویں صدی کے زمانے کی شاعری میں ہمیں جہاں زندگی کو اس

کی تمام تلخیوں کے ساتھ قبول کرنے یا زندگی کو روحانی بالیدگی سے آراستہ کرنے کے رویے ملتے ہیں وہاں میر سوز کے ہاں لمحۂ موجود سے زندگی کی تمام لذت کشید کر لینے کا رویّہ بھی ملتا ہے۔ میر سوز کا شعری محبوب مکمل طور پر گوشت پوست کا ایک انسان ہے جس کی خاطر وہ اپنے افکار میں کسی نوعیت کی تجلیل (GLORIFICATION) یا ترفیع (SUBLIMATION) کی ضرورت محسوس نہیں کرتے ۔ مضمون سے قطعِ نظر میر سوز کی بنیادی پہچان روزمرّہ اور محاورہ کی شاعری ہے وہ ایک خاص سلیقے سے روزمرّہ و محاورہ پر اپنی مضبوط گرفت کا احساس دلاتے ہیں۔ ان کی زبان سادہ اور عام بول چال کے بہت قریب ہے۔ بعد ازاں اردو شاعری میں جس لکھنوی رویّے نے جنم لیا (جسے ہم تاریخ ادب میں دبستان لکھنؤ کے نام سے یاد کرتے ہیں) اس کی عمارت میر سوز کی شاعری سے اٹھتی دکھائی دیتی ہے لیکن سوز کے ہاں ابتذال کی وہ روش نہیں ہے جو بعد کو عام ہوئی۔ مصحفی (م ۱۲۳۹ھ/ ۱۸۲۴ء) نے سوز کے اس امتیاز کا یوں تذکرہ کیا

غمزہ بھی شعر میں ہو تو پھر سوز کا سا ہو
کس کام کی وگرنہ چھنالے کی شاعری

میر سوز کا زمانہ زبان کے تشکیلی مرحلے کی تکمیل کا عہد تھا۔ ولی کے دیوان سے اہلِ دہلی کے تعارف کے بعد ایہام اور اصلاحِ زبان کی تحریکیں اپنا اثر دکھا چکی تھیں اب زبان کی جو صورت گری ہو رہی تھی مستقبل کے منظر نامے میں اسی کو جگہ ملنا تھی چنانچہ سوز اس اعتبار سے زبان کی جدید صورت کے معماروں میں ہیں وہ عربی اور فارسی میں شعر کہنے کی صلاحیت سے بہرہ ور تھے لیکن وہ مفرّس یا معرّب زبان استعمال نہیں کرتے۔ ادق الفاظ و تراکیب سے بھی گریز پایا جاتا ہے۔ سادگی کو پیچیدگی پر اور صفائی بیان کو صنائع بدائع پر ترجیح حاصل ہے۔

یوں تو زبان کی اس صورت گری میں میرؔ، دردؔ، سوداؔ، قائمؔ اور سوزؔ سبھی کے

نام آتے ہیں لیکن اردو ادب کے مورّخ نے تسلیم کر لیا ہے کہ میر سوز شاعری کی اس زبان کے بنانے والوں میں امتیاز کے ساتھ شریک ہیں[2]

سوز اپنے رنگِ خاص میں نہ صرف اپنے ہم عصروں پر اثر انداز ہوئے بلکہ آنے والے زمانے پر بھی ان کے اثرات مرتب ہوتے رہے اگرچہ ان کی کامل پیروی ان کے دور میں ممکن ہوئی نہ ان کے بعد۔

محمد حسین آزاد نے میر سوز کو اردو غزل کا شیخ سعدی قرار دیتے ہوئے لکھا ہے:

"میر سوز کی زبان عجیب میٹھی زبان ہے اور حقیقت میں غزل کی جان ہے، چنانچہ غزلیں خود ہی کہے دیتی ہیں۔ ان کی انشا پردازی کا حسن تکلّف اور صنائع معنوی سے بالکل پاک ہے۔ اس خوش نمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دھرا ہے اور سبز سبز پتیوں میں اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے"[3]

اردو غزل کی تاریخ میں سوز کا ایک امتیاز ان کی ادا بندی بھی ہے۔ وہ شعر کے پڑھنے میں بقول میر حسن "صاحبِ طرزِ خاص" تھے[4] اور مصحفی نے لکھا ہے کہ "کوئی دوسرا ان کی طرح اشعار نہیں پڑھ سکتا"[5] یکتا کے الفاظ ہیں کہ:

"فی الحقیقت طرزی نفیس ایجاد نمودہ کہ تتبع آن بسیار دشوار می نماید چہ اگر کسی پیروی او در پختگی و متانت می کند تقریرش بطرز میر و مرزا مشتبہ می گردد"[6]

ان کے اس اندازِ خاص کا اثر ان کے کلام میں نمایاں ہے اور یہی اندازِ خاص ہے جس کے باعث ان کے اسلوب کی پیروی دشوار ہوگئی اور وہ اپنے طرز کے موجد ہونے کے ساتھ خاتم بھی قرار پائے۔

میر سوز کو اپنے دور میں غیر معمولی مقبولیت و شہرت حاصل تھی ان سے

اثر پذیری کا دائرہ بھی خاصا وسیع تھا آزاد نے جس میں میر تک کو شامل کیا ہے
ان کا دیوان ان کی زندگی ہی میں مرتب ہو گیا تھا اس امر کی معاصر شہادت شاہ کمال
کی ہے، جس نے مجمع الانتخاب میں لکھا:

"اوّل بار دیوانی کہ ترتیب یافتہ بود نزد فقیر موجود است: در آن اکثر دستخط
خاص بخطِ شفیعا میر صاحب مرحوم مغفور است بعد ازان ازین دیوان بسیار
نقل ہا شدہ اند و رواج یافتہ اند"

شاہ کمال کے ذکر کردہ اس اوّلین نسخے کے بعد بلا شبہ دیوان سوز کی متعدد نقول
تیار ہوئیں اور ایک زمانہ گزر جانے کے باوجود اب تک دیوان سوز کی دو چار نہیں
دسیوں نقول دنیا کے مختلف کتب خانوں میں خطی نسخوں کی شکل میں موجود ہیں
ذیل میں بقید مقام دیوان سوز کے معلوم خطی نسخوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے:

ا۔ لندن

۱۔ دیوان میر سوز لکھنوی بزبان اردو

صفحات ۳۷۸ ، سطور فی صفحہ پندرہ

تاریخ: نہم ربیع الاوّل ۱۲۶۲ھ (یہ ترقیمے کی تاریخ نہیں ہے بلکہ کتب خانۂ سلیمان
جاہ کے کتاب دار کی طرف سے معائنے کی تاریخ ہے، جس سے ظاہر ہے کہ یہ نسخہ
اس تاریخ سے پہلے کا کتابت شدہ ہے)

آغاز: دعویٰ بڑا ہے سوز کو اپنے کلام کا
جو غور کیجئے تو ہے کوڑی کے کام کا

اختتام: تو کیوں گھبراتا ہے ہر دم
رہ تو اپنے من میں شادم

P. S. O | 4111 OR 380 برٹش میوزیم

۲۔ دیوان میر سوز

فولیوز ۱۲۱ سطور فی صفحہ ۱۱

تاریخ ۔ ۱۴ر جمادی الثانی ۱۲۱۶ھ

آغاز: سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھا — بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھا

انڈیا آفس لائبریری P-2872

ب۔ ملائشیا

۳ دیوان سوز[1]

فولیوز ۲۱۴ سطور فی صفحہ ۱۳

تاریخ ۷ر رمضان المبارک ۱۲۲۹ھ

آغاز: پہنچے ہے خیال اس کے کوئی وصف تک اپنا — وہاں دخل فرشتے کے نہیں وہم و گماں کا (حمد اللہ)

اختتام تمنا آرزو امید حسرت پیش کش میری — رہا اک رشتہ الفت اسے مت توڑ کر جانا

لائبریری: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اینڈ سولائزیشن کوالالمپور شمار ۳۴۶

۴۔ دیوان سوز[2]

فولیوز: ۱۸۴ سطور فی صفحہ: ۱۵

زمانۂ کتابت وسط انیسویں صدی عیسوی

آغاز: پہنچے ہے خیال اس کے کوئی وصف تک اپنا — وہاں دخل فرشتے کے نہیں وہم و گماں کا

اختتام تمنا آرزو امید حسرت پیش کش تیری — رہا اک رشتہ الفت اسے مت توڑ کر جانا

لائبریری: انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اینڈ سولائزیشن کوالالمپور شمار ۳۴۷

ج۔ کراچی

۵ دیوان میر سوز

صفحات ۴۹۶ سطور فی صفحہ ۱۱

تاریخ جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ

آغاز جز شکر قلم صفحہ پہ خلاقِ جہاں کا — چاہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے زباں کا

اختتام میں میں مست کہ مہرۂ سوز — تو میں میں بہت ہنوز (کذا)

کتب خانہ: اردو لغت بورڈ کراچی نمبر داخلہ ۱۴۳۴

۶۔ کتب خانہ ترقی اردو بورڈ کراچی میں نمبر داخلہ ۲۶۷۲ کے تحت اس لندنی نسخے کا عکس بھی موجود ہے جس کا تعارف گزشتہ سطور میں شمار ۲ کے تحت پیش کیا گیا ہے۔[۱] علاوہ ازیں دیوانِ سوز کا ایک نسخہ قومی عجائب گھر کراچی میں بھی محفوظ ہے۔

د۔ رام پور

۷۔ دیوانِ سوز[۲]

صفحات ۴۱۵

تاریخ ۱۷ر محرم ۱۲۲۷ھ

آغاز: جز شکر قلم صفحہ پہ خلاقِ جہاں کا — چاہوں جو کرے وصف تو کیا منہ ہے زباں کا

کتب خانہ: رضا لائبریری رام پور، نمبر ۳۹۹، ۴۰۰

ہ۔ علی گڑھ[۳]

۸ دیوانِ سوز فہرست نمبر ۴۷۷ (اردو ادب مارچ ۱۹۵۳ء ص ۱۵۱)

۹ دیوانِ سوز فہرست نمبر ۴۷۸

۱۰ دیوانِ سوز فہرست نمبر ۴۷۹

کتب خانہ: انجمن ترقیٔ اردو علی گڑھ

و پٹنہ

۱۱- دیوانِ سوز[۱۴]

اوراق ۱۷۸ سطور فی صفحہ ۱۴ — ۱۵

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ، بانکی پور پٹنہ - پروگریس نمبر ۲۱۵۴۲ ہینڈلسٹ نمبر ۱۶۲

ز حیدرآباد دکن[۱۵]

۱۲- دیوان سوز

صفحات ۲۰ سطور فی صفحہ ۱۵ ناقص الآخر

آغاز سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھتا

اختتام تری جور و جفا مہر و وفا سے بہتر وفاداروں کے لب پہنچی ہے تری بے وفائی کو دعا

کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد دکن فہرست نمبر ۵۲۱ لائبریری نمبر ۱۷۰

۱۳- دیوانِ سوز[۱۶]

صفحات ۴۸ سطور فی صفحہ ۱۱

کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد دکن فہرست نمبر ۵۲۲ لائبریری نمبر ۱۶۰

۱۴- دیوانِ سوز[۱۷]

صفحات ۱۲۲ سطور فی صفحہ ۱۱

آغاز: دیکھو دل کو چیرمت ظالم کہیں دکھ جائے گا میاں بغیر از قطرۂ خوں اور کیا تو پائے گا

اختتام: کہا جوں سوز نے بوسہ تو دے جا لگا کہنے کہ پھر آنے کی خوبی

کتب خانہ سالار جنگ حیدرآباد دکن فہرست نمبر ۵۲۳ لائبریری نمبر ۴۴۲

۱۵- دیوانِ سوز[۱۸]

اوراق ۱۵۴

تاریخ ربیع الثانی ۱۲۵۱ھ

آغاز سرِ دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا بجائے مدِّ بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا

کتب خانۂ سالار جنگ حیدر آباد دکن نمبر داخلہ ۵۷۷ نمبر کتاب ۷۱

۱۶- دیوانِ سوز[19]

صفحات ۷۰ سطور فی صفحہ ۱۳

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن فہرست نمبر ۲۷ ادبیات نمبر "دواوین ۹۴۷"

۱۷- دیوانِ سوز[20]

صفحات ۴۳ سطور فی صفحہ ۱۵

تاریخ اندازاً ۱۲۹۲ھ

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن فہرست نمبر ۲۸ ادبیات نمبر "دواوین ۱۷۱۲"

۱۸- دیوانِ سوز[21]

صفحات ۵۶ سطور فی صفحہ ۱۱

تاریخ ۲۷ ربیع الاوّل سہ شنبہ (سنہ نامعلوم)

کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن فہرست نمبر ۱۴۵ ادبیات نمبر "کتاب جدید ۲۲۹۸"

۱۹- دیوانِ سوز[22]

اوراق ۲۶ سطور فی صفحہ ۱۱ ناقص الطرفین نہایت قدیم

ادارہ ادبیات اردو حیدر آباد دکن فہرست نمبر ۴۰۰

ج- اودھ[23]

۲۰ دیوانِ سوز

صفحات ۳۰۰ سطور ۲۴

کتب خانہائے شاہان اودھ فہرست نمبر ۷۰۸

۲۱- دیوانِ سوز[۲۴]

۲۲- دیوانِ سوز[۲۵]

۲۳- دیوانِ سوز[۲۶]

نسخہا ئے مرتی محل لکھنؤ - اب تفصیلات دستیاب نہیں

۲۴- دیوانِ سوز[۲۷]

فہرست نمبر ۱۷۹ (دیوان)

کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی -

مندرجہ بالا فہرست میں بعض نسخے، مثلاً شمار ۱۲، ۱۳، ۱۶، ۱۸ دیوانِ سوز کے انتخابات کا درجہ رکھتے ہیں، سوز کے انتخابات بھی متعدد ہیں، سید احمد علی زیدی نے ایسے کچھ اور انتخابات کی بابت معلومات فراہم کی ہیں۔

ی- سندھ[۲۸]

۲۵- دیوانِ میر سوز

صفحات ۲۲ سطور فی صفحہ ۱۱

آغاز: دیکھو دل کو حیرت ظالم کہیں دکھ جائے گا یاں بغیر از قطرۂ خوں اور تو کیا پائے گا

اختتام کہا جوں سوز نے بوسہ تو دے جا لگا کہنے کہ بہسلانے کی خو لا

کتب خانہ فاضل زیدی - نواب شاہ

۲۶- دیوان میر سوز

اوراق ۵۴ اشعار فی صفحہ ۱۵ اوسطاً

آغاز سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا بجائے مدّ بسم اللہ مدّ آہ میں لکھتا

اختتام۔ تمت الکتاب بعنوان الوہاب حسب فرمائش نواب محترم جنگ بہادر محمد میر عظیم علی۔

کتب خانہ، فاضل زیدی - نواب شاہ

۲۷. دیوانِ میر سوز

صفحات ۷۸ اشعار فی صفحہ ۱۱

تاریخ ۱۲۵۹ھ

آغاز سرِ دیوان میرا ہے جو بسم اللہ میں لکھتا — بجائے مدِّ بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا

اختتام لوگ کہتے ہیں مجھے یہ شخص عاشق ہے کہیں — عاشق معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

تمت الکتاب بعنوان الوہاب۔ ؟ لطف العباد الا صاحب راتے متخلص بفریاد شاگردِ میر سوز

کتب خانہ فاضل زیدی۔ نواب شاہ

۲۸. دیوان میر سوز

صفحات ۲۰ سطور فی صفحہ ۲۰

آغاز سرِ دیوان میرا ہے جو بسم اللہ میں لکھتا — بجائے مدِّ بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا

اختتام تری جور و جفا، مہر و وفائے غیر سے بہتر — وفا اوروں کی کب پہنچی ہے تیری بے وفائی کو

کتب خانہ فاضل زیدی۔ نواب شاہ

۲۹. دیوان میر سوز

صفحات ۴۴ سطور فی صفحہ ۱۱

آغاز سرِ دیوان میرا ہے جو بسم اللہ میں لکھتا — بجائے مدِّ بسم اللہ مدِّ آہ میں لکھتا

اختتام لختِ جگر و کباب ہے تیار — وہ آتے تو ہم بھی مہمانی کرتے

کتب خانہ فاضل زیدی۔ نواب شاہ

۳۰. انتخابِ کلام۔ یقین، میرزا ناصر علی، میر سوز

صفحات ۱۳۶ اشعار فی صفحہ ۱۲

تاریخ ۱۲۵۹ھ

صفحہ ۹۴ سے صفحہ ۱۳۶ تک میر سوز کا کلام ہے (درمیان کے کچھ صفحات غائب ہیں)

آغاز کلام سوز: جز شکر قلم صفحے پہ خلاق جہاں کا — چاہے جو کرے وصف تو منہ کیا ہے زباں کا

اختتام   پھر جو کچھ دل میں آ گیا تو ہے   مجبور کر بیٹھے اگر دوانا ہے

ڈویژنل پبلک لائبریری خیرپور (مرس)

۳۱۔ دیوان میر سوز   فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے ہندوستانی طالب علموں کی تعلیم کے لیے دیوان سوز کا ایک انتخاب شائع کیا گیا تھا جو کلکتہ سے ۱۸۱۰ء میں شائع ہوا[29]

۳۲۔ دیوان میر سوز

صفحات ۵۹   سطور فی صفحہ ۱۱

کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی کی جو فہرست ۱۳ر نومبر ۱۸۳۷ء / ۱۳ شعبان المعظم ۱۲۵۳ھ کو شائع کی گئی تھی۔ جس میں فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے ذخیرۂ کتب کو بھی شامل کیا گیا، اس فہرست میں دیوان سوز کے دو نسخوں کا اندراج ہے، بگمان غالب یہ دونوں نسخے، اسی اشاعت کے ہیں[30]

اس انتخاب (مطبوعہ) کی ایک نقل برٹش میوزیم لندن میں محفوظ ہے

نمبر (۱-۲) ۵۴ — ۱۴۱۱۴۰[31]

اسی مطبوعہ انتخاب کی ایک قلمی نقل ڈویژنل پبلک لائبریری خیرپور میں ہے

تاریخ: ۱۲ر شعبان ۱۲۵۹ھ / ۱۸۴۳ء بقلم محمد دودمان حسینی[32]

۳۳۔ اسپرنگر نے ۱۸۴۰ء میں شائع ہونے والے ایک اور انتخاب کا بھی ذکر کیا ہے[33] یہ غالباً ۱۸۳۱ء والے انتخاب کی ہی ایک اور اشاعت ہوگی۔

۳۴۔ نسخہ عجیبہ و غریبہ الموسوم بہ دیوان سوز

پیپل منڈی اکبرآباد   ۱۲۷۱ھ / ۱۸۵۴-۵۵ء

بمطبع منبع العلوم باہتمام منشی کنہیا لال حلیہ طبع پوشید

صفحات ۴۳   سائز ۲۰ × ۳۰ / ۱۶

۳۵۔ دیوان سوز

مرتبہ سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے ایڈیٹر اردوئے معلیٰ علی گڑھ

صفحہ ایک تا آٹھ مقدمہ : میر سوز کا حال

ردیف وار انتخاب غزلیات آخر میں متفرقات

قطعات سوز ماخوذ از تذکرہ جلوۂ خضر، صفیر بلگرامی۔ غزلیات متفرق از چمن بے نظیر مطبوعہ بمبئی۔ غزلیاتِ سوز ماخوذ از ضمیمہ اخبار قدیم کارنامہ لکھنو از مخمّسات مرزا خانی نوازش۔ غزلیات سوز از مجمع الاشعار (دو غزلیں) تعداد صفحات ۳۲ [۲۴]

* یہی انتخاب حسرت موہانی کی انتخاب سخن جلد چہارم میں صفحہ ۱۸۳ تا ۲۱۰ پر شامل ہے' فرق یہ ہے کہ اس کتابچے میں ہر حصّے کے حوالہ بالا ماخذ بھی درج ہیں جبکہ انتخابِ سخن میں انھیں حذف کر دیا گیا ہے [۲۵]

۳۶۔ انتخابِ میر سوز

مرثیہ غلام حسین۔ رسالہ اردو سے متعلق کے میر سوز نمبر (تفصیلی تعارف آگے آتا ہے) سے غزلوں' رباعیات اور مثنوی کا ایک عام انتخاب [۳۶]۔ صفحات ۸۸ $\frac{23 \times 18}{8}$

۳۷۔ انتخابِ کلام میر سوز

مرثیہ ارتضیٰ کریم۔ نسخہ نیر سے (تفصیلی تعارف آگے آتا ہے) غزلوں' رباعیات اور ایک مستزاد کا انتخاب [۲۷] صفحات ۹۶ $\frac{23 \times 18}{8}$ ۔

تذکروں میں شامل انتخاباتِ سوز' محمد محسن کیفی چریاکوٹی کی جواہر سخن اور حسرت کی انتخاب سخن وغیرہ مندرجہ بالا انتخابات / مجموعوں کے علاوہ ہیں۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود بالعموم سوز کا دیوان لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہا آخر کے دو انتخابات کے علاوہ جن لوگوں نے سوز کے انتخاب کیے الّا ماشاءاللہ ان کے پیش نظر انتخابات ہی رہے جن سے مزید انتخاب ہوتے رہے' ہماری تحقیق کے مطابق حسرت موہانی نے سوز کا جو انتخاب شائع کیا وہ بھی براہِ راست دیوان سے نہیں بلکہ ایک بیاض سے کیا گیا (ہم نے یہ بیاض دریافت کر لی ہے اور اس کا تعارف آگے آرہا ہے) سوز کے دیوان سے دوری کی یہ صورت حال یہاں

تک بڑھی کہ نیاز فتح پوری نے ایک جگہ لکھا:

"افسوس ہے کہ آج ان کا دیوان ہمارے سامنے ہے اور نہ عہدِ حاضر کے نقادانِ سخن نے ان کے کمال پر کوئی روشنی ڈالی ہے"[۳۸]

یہی صورتِ حال تھی جس کے باعث ہم نے کلیاتِ میر سوز کی تدوین کے کام کو اپنی تحقیقی تگ و تاز کے لیے منتخب کیا، لیکن ایسا نہیں کہ ہم سے پہلے کسی نے اس جانب رُخ ہی نہیں کیا تھا — اَلفَضلُ لِلمُتَقَدِّم — فضیلت پہل کرنے والے کی ہے۔ ہم سے پہلے تدوینِ دیوان سوز کی دو کوششیں سامنے آچکی ہیں، ذیل میں ان دونوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

اردوئے معلّٰی کا میر سوز نمبر

اردوئے معلّٰی دہلی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کا تحقیقی رسالہ ہے جس کی جلد چہارم کے چھٹے ساتویں مشترکہ شمارے کو میر سوز نمبر کے طور پر شائع کیا گیا۔ اس اشاعت کے مرتب خواجہ احمد فاروقی ہیں جبکہ مجلسِ ادارت میں مرتب کے علاوہ، ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، رشید حسن خان، ڈاکٹر محمد حسن، جناب صدیق الرحمٰن قدوائی ڈاکٹر شمیم نکہت اور ایم اے کے ایک طالب علم انیس حسن کے نام شامل ہیں۔ رسالے پر تاریخِ اشاعت درج نہیں البتہ مرتب کے شذرات کے آخر میں، "حیدر آباد دکن ۲۸ر جون ۱۹۶۲ء" درج ہے جس سے رسالے کے زمانۂ اشاعت کا اندازہ ہوتا ہے، شذرات کے بعد مشمولات کی ترتیب یوں ہے:

* سوز گارساں دتاسی کی نظر میں: خ ۔ف، میر سوز اور ان کی شاعری: ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی، کتب خانۂ سالار جنگ میں دیوانِ سوز کا ایک نسخہ: خ ۔ا ۔ف، دیوانِ سوز: ادارہ، اور تذکرہ مجمع الانتخاب میں میر سوز کا ترجمہ۔

شذرات میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے کہ سوز کا کلام اب اسا

سے دستیاب نہیں ہوتا۔ مطبوعہ حصّہ تقریباً نایاب ہے؛ دیوان کے جو قلمی نسخے ملتے ہیں وہ بھی ایک جگہ محفوظ نہیں۔ ایک حیدر آباد میں ہے تو دوسرا لندن میں، ان حالات میں اس کی بڑی ضرورت تھی کہ ان کے دیوان کو دوبارہ شائع (؟) کیا جاتا اس لیے اردوئے معلّٰی کی یہ اشاعت سوز کے لیے وقف کی گئی ہے[۳۹]

اس نمبر کی تیاری کے سلسلے میں مرتب نے ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی اور جناب رشید حسن خاں کی مدد کا خاص طور سے شکریہ ادا کیا ہے۔

لیکن اس سب کچھ کے باوجود یہ کام اطمینان بخش طریقے سے انجام پذیر نہیں ہو سکا جیسا کہ خود فاضل مرتب نے اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

"ہمارا ارادہ ہے کہ سوز کے کلام کو دوبارہ وسیع پیمانے پر ایڈٹ کر کے شائع کریں۔ یہ نقشِ اول صرف اس ضرورت کا اشاریہ ہے[۴۰]"۔

دیوانِ سوز کے مذکورہ متن کے مطالعے اور تقابلی جائزے سے اس ضرورت کا احساس شدید ہو جاتا ہے، جس کی چند وجوہ درج ذیل ہیں:

۱۔ یہ متن صرف دو خطّی نسخوں کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے جن میں سے ایک ناقص الآخر ہے اور صرف غزلیات پر مشتمل ہے۔ اور دوسرا خاصا کرم خوردہ ہے جلد ساز نے زیادہ مجروح اوراق پر سفید باریک کاغذ کی چیپیاں لگائی ہیں جن سے متعدد مقامات پر اشعار کے بعض حصّے پڑھنے میں نہیں آتے ہیں[۴۱]

۲۔ بہتر تقابل کے لیے اس سے زیادہ نسخوں کی ضرورت تھی یا پھر ایسے نسخے مرتبین کے پیشِ نظر ہونے چاہئیں تھے جو زیادہ قابلِ اعتماد اور بہتر ہوتے۔

۳۔ بہت سا کلام ان دونوں نسخوں میں مشترک نہیں ہے جس کے باعث وہ تمام کلام جو صرف ایک نسخے میں ہے، کسی بھی تقابل سے محروم رہا اور اس کی مناسب تصحیح نہیں ہو سکی۔

۴۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کام بہت عجلت میں انجام دیا گیا اور بقول ڈاکٹر

ارتضیٰ کریم: "تدوینِ متن میں جس قدر احتیاط اور انہماک کی ضرورت تھی اس کا فقدان نظر آتا ہے"[۴۲]
اس کام پر ڈاکٹر گوہر نوشاہی کا ردعمل زیادہ شدید ہے انھوں نے میر سوز نمبر
پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"موجودہ نسخے کی ترتیب اور سوانحی مقدمے میں اس حد تک محنت اور
کاوش نہیں کی گئی جس حد تک کہ دہلی میں بیٹھے ہوئے دانش وروں کے
شایانِ شان تھی جہاں پاکستان کی نسبت سوز پر کام کرنے کے لیے
مصادر کی بھی کمی نہیں اور ان مصادر کو حاصل کرنا بھی چنداں دشوار نہیں"[۴۳]

۵۔ سوز کا بہت سا کلام جو بعض دوسرے نسخوں میں موجود ہے اس مجموعے
میں شامل نہیں ہو سکا ہے

۶۔ بہت سی غزلیات ایسی ہیں جو ایک سے زائد بار درج ہو گئی ہیں اور مکرّر
اندراج میں متنی اختلافات بھی موجود ہیں۔

۷۔ ایک ردیف کی غزلیں کسی دوسری ردیف میں درج ہو گئی ہیں

۸۔ بعض غزلوں کے اشعار مختلف مقامات پر الگ الگ غزلوں کے طور
پر تقسیم ہو گئے ہیں۔

۹۔ بہت سی غزلیں نامکمل ہیں یا ان کا متن ناقص ہے۔ اگر تسامحات کی فہرست
سازی کی جائے تو مقدمہ بہت طویل ہو جائے گا اس لیے ہم صرف ردیف الف
کا جائزہ پیش کرتے ہیں:

1 ردیف الف کی وہ غزلیں جو اردوئے معلیٰ میں شامل نہیں

. مگر سوز کے دل میں کچھ درد تھا
. سوز سے امّید ہے مجھ کو کہ انساں ہوئے گا
. مجھ سے تو اس گوہر شب دار وندار ہے گا
. پھر بہار آئی ہے تجھ میں اے گلستاں غم نہ کھا

- پاس سے تو مرے ترا اے دلِ ناشاد نہ جا
- نام سنتے عشق کا دل ڈر کے مارے ٹل گیا
- جو کہہ سکے تو صبا تو کہیو جہاں پہ دہشت سوار میرا
- فائدہ پچھتانے کا اے سودا اب تو دل گیا
- دل کو سمجھے قیدِ زنداں واہ وا
- یارو دوڑو عشق آتا ہے چلا
- منہ پھرا کر وہ تو اوروں کی طرف دیکھا کیا
- آہ و نالہ تو مرا آگے اثر کرتا تھا
- کب تلک غم کھائیے کوئی غم ہی مجھ کو کھا گیا
- کریں گے انتظار اس کا جہاں تک جی میں آئے گا
- ساقی ہمیں تو رہنے سے کیوں جام رہ گیا
- بندے ہیں اس کے بے ہوش و دانا
- ہر گھڑی مجھ سے نہ کہہ گھر کو چلا جاؤں گا
- گل تو جاتا رہا پہ خار رہا
- کسی کو اپنے اس اندوہ کا محرم نہیں پاتا
- مری لوحِ مزار اوپر لکھانا
- جو کہ اس عمر میں کچھ غم نہ کیا تھا سو کیا
- ہے اور ہی تجلی مخمور کا تماشا
- جہاں جانا ہے اے دل ساتھ اپنے مجھ کو لے جانا
- مری آنکھوں کے تو آگے سے اب اے ماہ نہ جا
- نئی اک طرح اپنے عشق میں ایجاد میں کرتا
- مجھے طعنے دیتا ہے کیا ناصحا؟

ردیف الف کی وہ غزلیں جو دو بار درج ہیں:

۔ چلے ہو کس طرف یکبار منہ کو موڑ کر جانا	پہلے صفحہ ۱۴۸ پر اور پھر صفحہ ۲۶۱ پر
۔ یہی میں پوچھتا ہوں تجھ سے جانا	" " " " " ۲۶۱ "
۔ جو تیرا غم مرا مہماں نہ ہوتا	" " ۹۳ " " ۱۴۹ "
۔ سنو تو تم نے کبھی ہم کو یاد بھی نہ کیا	" " ۱۰۲ " " ۱۵۱ "
۔ مگر سوز کے دل میں کچھ درد تھا	" " ۱۲۳ " " ۱۶۹ "
۔ دلِ بے درد مجھ سے حال اپنا کچھ نہیں کہتا	" " ۱۰۲ " " ۱۱۶ "

ردیف الف کی وہ غزلیں جو دو ردیفوں میں شامل ہیں:

۔ چلے ہو کس طرف یکبار منہ کو موڑ کر جانا
یہ کس مشرب میں ہے چلنوں کو روتا چھوڑ کر جانا

اور یہی میں پوچھتا ہوں تجھ سے جانا — کہ سوتوں کو ہے حاصل کیا جگانا

پہلے جانا ردیف کے ساتھ ردیف الف کی غزلیات میں درج اور پھر جاناں ردیف کے ساتھ ردیف نون کی غزلیات میں بھی موجود ہیں۔ ردیف نون میں یہ اندراج اس طور ہے:

چلے اب کس طرف یکبارگی منہ موڑ کر جاناں — یہ کس مذہب میں ہے ...... کو روتا چھوڑ کر جاناں

(مصرع ثانی میں خلا سے صاف محسوس ہو رہا ہے کہ ردیف الف میں درج غزل کا متن مرتبین کے سامنے تھی۔)

یہی میں پوچھتا ہوں تجھ سے جاناں — کہ سوتوں کو ہے کیا حاصل جگاناں (۲۶۱ب)

دونوں اشعار کے مصرع ہائے ثانی میں جاناں محض بے معنی معلوم ہوتا ہے —

۔ میں دور سے اے یارو کل اس کو دکھا دوں گا — گر مجھ سے ملا دو گے میں تم کو دعا دوں گا

پہلے ردیف الف کے تحت صفحہ ۷۰ پر موجود ہے اس کے بعد یہی غزل معمولی تغیّر کے ساتھ ردیف ے کے تحت صفحہ ۴۰۹ پر بہ این صورت پائی جاتی ہے:

ہم دور سے اے یار کل اس کو جتادیں گے گر ہم سے ملا دو گے ہم تم کو دعا دیں گے

باقی اشعار میں بس واحد جمع کی ہی تبدیلی ہے۔

- زباں سے ہو سکے کب دلربا تیری ثنا کہنا

مگر ٹکڑے کو تیرے گھورنا اور واہ وا کہنا

پہلے صفحہ ۱۴۶ پر ردیف الف میں اور پھر صفحہ ۲۸۷ پر ردیف نون میں بہ این صورت موجود ہے:

زباں سے ہو سکے کب دلربا تیری ثنا کہناں

مگر صورت کو تیری دیکھنا اور واہ واہ کہناں

یہ صرف ردیف الف کا جائزہ ہے، تمام ردیفوں کی غزلیات کے متون میں رہ جانے والے اسقام کی نشان دہی کی جائے تو ایک الگ مجموعہ مرتب کیا جا سکتا ہے۔

نسخۂ نیّر

اردوئے معلّی کے میر سوز نمبر کے بعد دیوانِ میر سوز کی تدوین کی طرف پٹنہ کے سید علی حیدر نیّر صاحب نے بھی توجّہ مبذول کی اور کلیاتِ سوز کے نام سے ایک مجموعہ مرتّب کیا۔ یہ مجموعہ جو چھپنے کے عمل سے گزرا مگر شائع نہ ہو سکا، بعض حوالوں سے اہم ہے:

- مرتب نے کلامِ سوز کی تدوین کے لیے متعدد قلمی نسخوں سے استفادہ کیا
- دیباچہ مظہر ہے کہ مرتب کو ممتاز محقق قاضی عبد الودود صاحب کی "سرپرستی، ہمدردی اور تعاون" حاصل رہا

۔ یہ کام "اردوئے معلّٰی" کے سوز نمبر کے مقابلے میں بدرجہا بہتر ہے لیکن دیوان سوز کے بعض اہم قلمی نسخے مرتب کے پیش نظر نہ ہونے کے باعث سوز کا یہ متن بھی اطمینان بخش حد تک مدوّن نہیں ہو سکا۔ وجوہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اس مجموعے میں میر سوز کی فقط غزلیں شامل ہیں جبکہ سوز نے غزلوں کے علاوہ رباعیات، مخمسات اور قطعات بھی کہے ہیں۔ ان کے علاوہ بہت سا متفرق کلام اور فارسی غزلیات بھی ہیں جن کے اندراج سے یہ نسخہ محروم ہے۔

۲۔ باوجودیکہ یہ مجموعہ صرف غزلیات پر مشتمل ہے لیکن پھر بھی یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سوز کی تمام غزلیں اس میں آگئی ہیں۔ اس میں بہت سی غزلیات شامل نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ غزلیات کا مکمل مجموعہ بھی نہیں بن سکا۔

۳۔ جن خطی نسخوں کی مدد سے یہ متن مرتب کیا گیا ان میں کلام سوز کے بعض اہم مخطوطے شامل نہیں ہیں جس کے باعث یہ کام بھی کما حقہٗ انجام پذیر نہیں ہو سکا۔

ان اہم مخطوطوں کا مفصّل تعارف آگے پیش کیا جائے گا جن تک سید علی حیدر نیّر صاحب نہیں پہنچ سکے۔ یہاں صرف ایک مخطوطے کی نشاندہی کی جاتی ہے اور وہ دیوان سوز کا وہ انتخاب ہے جو میر سوز نے خود انتخاب کر کے اپنے خوب صورت خط شفیعا میں خود کتابت کیا۔ اس نسخے کو نہ دیکھنے کے باعث سید علی حیدر صاحب کا کام ناتمام رہ گیا (الحمدللہ ہمیں اس نسخے تک رسائی حاصل رہی اور ہمارے پاس اس کا عکس محفوظ ہے)

۴۔ کتاب میں اختلاف نسخ، یا تعلیقی، توضیحی، استنادی کسی قسم کے حواشی موجود نہیں ہیں۔ صفحہ نمبر ایک سے غزلیات کا آغاز ہو جاتا ہے جو $\frac{۲۰ \times ۳۰}{۱۶}$ سائز کے ۲۱ سطری مسطر پر ایک سطر میں ایک شعر کے طریقے سے لکھی گئی ہیں یوں کہ ایک غزل سے دوسری کے درمیان ایک سطر کا بھی فاصلہ نہیں ہے۔

۵. کتاب میں کوئی مقدمہ نہیں جس سے مرتب کے طریق کار، اصول اور ترجیحات کا علم ہو سکے۔ قاری کو یہ تک معلوم نہیں کہ متن معیاری ہے یا کسی ایک نسخے کو نسخۂ اساس (Copy Text.) کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ؟ مستعملہ خطی نسخوں کا کوئی تعارف کرایا گیا ہے نہ ان کی کوئی درجہ بندی کی گئی ہے۔ آغاز میں چار صفحات (ا تا د) کے "سخنہائے گفتنی" ضرور موجود ہیں جن میں چند رسمی تمہیدی باتیں بیان کی گئی ہیں اور بس۔

۶. تمہید میں قاضی عبدالودود صاحب کی راہنمائی اور ان کی مشاورت سے کام کرنے کا ذکر ہے لیکن قاضی عبدالودود صاحب اس کام سے مطمئن نہیں تھے[۴۴] انہوں نے اس کام کے بارے میں رائے دیتے ہوئے ایک جگہ لکھا:

"میرا خیال ہے کہ ان کا (نیر صاحب کا) مرتبہ نسخہ کمل کلام پر حاوی نہیں ہے[۴۵]"

۷. یہ مجموعہ ۱۹۷۷ء میں ادارہ تحقیقاتِ عربی وفارسی پٹنہ سے چھپا لیکن افسوس ہے کہ چھپ کر شائع نہ ہو سکا تا آنکہ اس کے اجزا کی شیرازہ بندی کی نوبت بھی نہ آسکی (ہمیں بھی پٹنہ سے اس کے منتشر اجزا ہی دستیاب ہوئے) اور یوں یہ مجموعہ اردو دنیا کے طالب علموں ہی نہیں نامور محققین کی نگاہوں سے بھی اوجھل رہا۔ کتاب کے شائع نہ ہونے کا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ فاضل مرتب، سید علی حیدر نیر صاحب جلد دنیا سے رخصت ہو گئے۔۔۔ اِنّا للہ وَاِنّا الیہِ راجعُون ۔

ذیل میں نسخۂ نیر کا مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

۱. وہ غزلیات/ اشعار جو نسخۂ نیر میں شامل نہیں:

۱. غیرت اور سعدی کی اہا ہا ہا

سر دیا عشق سے حذر نہ کیا

۔ کیا اچھی طرح سے مجھ کو بو جا

بندہ ہوں میاں تیرے کرم کا

- لب خشک سے ہے منہ کا برا حوال ہوا
تو بھلا عشق ہوا جی کا کہ جنجال ہوا

- بجھائے گا مل کے سوز سے ہاں
ہم کہتے ہیں برا کرے گا

- مگر ہے پردۂ فانوس تن میرا کہ محفل میں
میں جلتا ہوں مثالِ شمع، پیراہن نہیں جلتا

- دور سے دیکھتے ہیں دل دھڑکا
یار بابا سبھی وہ لے لڑکا
دیکھیو میں کھڑا ہوں گا لے کوس
وہیں پہچان کر مجھے بھڑکا

- اب تو جاتا ہے جہاں سے لے کے انبارِ گناہ
دیکھیے کیا حال ہو اس معصیت اندوز کا

- اتنا تو بول منہ سے یہ سوز کو ہوا کیا؟
یارو بھلا تو دیکھو یہ ناتواں مُوا کیا؟

- ترا ہم نے جس کو طلب گار دیکھا
اسے اپنی ہستی سے بے زار دیکھا

- دلِ بے رحم اپنا حال مجھ سے کچھ نہیں کہتا
پر اپنے یار سے ملتا ہے تب کیا کچھ نہیں کہتا
مجھے کہتا ہے میں تجھ کو نہیں کہتا ہوں کچھ ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے، اچھا کچھ نہیں کہتا

- کیا جاگہ تھی جہاں نہ ہرگز غم تھا
نے کوئی عدو تھا نہ کوئی ہمدم تھا

تھی آپ ہی آپ شرکت غیر بغیر
چل رہے جی اب وہیں کر کیا عالم تھا

۔ ہے بلبل عاشقِ گل شمع کا عاشق ہے پروانا
مرا مجنوں ہے اپنی ذات کی لیلیٰ کا دیوانا

۔ پھر موسمِ بہار نے نشو و نما کیا
پر تو نے اے صبا نہ دلِ غنچہ وا کیا

۔ رات کا احوال میں تم سے کہوں یا روز کا
دیکھنا ہے دیکھ رہے وقتِ آخر سوز کا

* اے دل تو صبح یار کے کوچے میں جا شتاب
میری طرف سے پہلے تو جھک کر سلام کر

۔ شاعر جو تیرے قد سے نہ تشبیہ دیں اسے
ہووے نہ سروِ باغ سرافراز اس قدر
سسکے ہے کوئی اور کوئی تڑپے ہے پڑا
مرتی ہے اب تو خلق نہ کر ناز اس قدر

* کب تڑپ مرنے سے نکلے مرغِ بسمل کی ہوس
دل ہی جانے جس طرح پر ہی ہے اس دل کی ہوس
۔ صاحب میں جانوں میری جان ہے پھر تم تو کیا
منع مت کیجو نکلنے دو نہ قاتل کی ہوس

۔ دل لگا مت پر کسی سے اے دلِ نادان بس
دیکھ مت چاروں طرف اے مردمِ حیران بس

* گو خاک ہوا تو بھی پھرا بن کے بگولا
پھر کر نہ گئی عاشقِ بے تاب کی گردش ۔

- جس خرد و صبر بن اس دل کو ہو گیا جس
مفلس کو بری ہوتی ہے اسباب کی گردش
* جانا نہیں مشکل ہے جو اس حور لقا تک
جو آپ سے جاوے تو چلا جائے خدا تک
* آہ میں بے قرار کس کا ہوں؟
اس قدر خوار زار کس کا ہوں؟
سوز نے جوں کہا کہ میر سے یار
بولا چل بے میں یار کس کا ہوں
- زخم جتنے چاہئیں میرے بدن میں کم نہیں
یہ بڑا دکھ ہے کہ دنیا میں کہیں مرہم نہیں
ایک دم اپنا تھا وہ بھی آخرش دم کھا رہا
درد دل کس سے کہیں یاں کوئی اب ہمدم نہیں
- کیا کہوں آہ کیونکے کٹتی ہے
ایک پل ماہ و سال ہے تجھ بن
- کس زباں سے کہوں میں حال اپنا
یہ زباں بھی تو لال ہے تجھ بن
- آنکھیں تو ہمیشہ تھک کے نہ آیا نظر کہیں
ہاں اے سرشک لیجیو دل کی خبر کہیں
میں دانت تا پنے کو چلا تھے ہیں لب سے لب
جانی برا نہ مانیو اس بات پر کہیں
- کہیں ناگاہ ملتے ہیں جو دو ہمدرد آپس میں؟
تو منہ کو دیکھ کر بھرتے ہیں آہ سرد آپس میں

زمیں ہوکر بگولا گر اڑے سو تے فلک تو بھی
ملے ہرگز نہ رندو پارسا کی گرد آپس میں

- تری بو کے لیے جوں گل تمام آغوش ہو جاؤں
کلیجے سے لگا لوں غنچہ ساں خاموش ہو جاؤں

- مت جانیو کہ میں بھی ہم عشق بلبلاں ہوں
گلزار ڈھونڈتا ہوں گم کردہ آشیاں ہوں

- شعر کہنے کا اب فراغ کہاں
کیا کہوں دل کہاں دماغ کہاں
داغ دل سے ہے روشنی اس کی
ورنہ عاشق کے گھر چراغ کہاں

- تو منہ سے نہ کہہ کر اپنے گھر جاؤں
صدقے تیرے ہو کے میں نہ مر جاؤں

- خوب دیکھا ہے جہاں کو ہم نے
سوز کا کوئی دل آشنا نہیں

- ہوئے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں
حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں۔
تو اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے پھر ہم کو نہ پاوے گا
سمجھ یا مت سمجھ ہم تو تجھے آگاہ کرتے ہیں

* جو میرے دل پہ گزری ہے سو یارب اب کہوں کس کو
مرا دل مانگتے ہیں زلف و کاکل ان میں دوں کس کو؟

- یہی آتا ہے دل میں جو جلد دوں دل کو میں اپنے
وے اس میں خیال یار ہے اب آگ دوں کس کو

کونسا ٹکڑا ہے وہ جو خاک میں مدفوں نہ ہو
کونسا دل ہے کہ جو غم میں اُلفت کے خوں نہ ہو
کون سی ہیں انگلیاں جن میں نہ ہوں گے کرم و سرور
کونسا عارض کہ وہ گردِ رہ پامُوں نہ ہو

۔ مردم آزاری نہ سکھلا نرگسِ بیمار کو
کام فرماتا ہے کوئی بھلا کسی بیمار کو
ہر گھڑی تلوار دکھلا کر ڈراتا ہے مجھے
کیا کہوں تیرے تئیں کھاؤں تری تلوار کو

۔ میں کون تم ستمگراں کون ؟
کیوں داغ لگا ہے میرے جی کو ؟

۔ حضرت عشق بس نہ جی کھاؤ
خیر مقدم سے اپنے گھر جاؤ

۔ سعدی کی جتنی سفارش کی نہ مانا اس نے
چھوڑتا ہی نہیں وہ اپنے گنہگاروں کو

* دخترِ رز کو جو کچھ میں نے کہا، مان گئی
جب میں چھیڑا تو کہا: "اوئی مری جان گئی"

۔ کس گنہ پر قتل کر بیٹھو بتاؤ تو سہی
مار تو ڈالو گے پر ٹک پاس آؤ تو سہی
دل میں رکھنا دشمنی ہے صاحب ایماں سے دور
گر تمھارے دل میں ہے ہم کو بتاؤ تو سہی

۔ نہ یہ کمند، نہ ناگن، نہ رات ہے کالی
ہے زلف سایہ فگن مد ظلہ العالی

- جو غم ہمدم ہو تو شادی کہاں کی
پھنسا جو دل تو آزادی کہاں کی
گئے جو دل سے اپنے صبر و طاقت
تو پھر اس دل میں آبادی کہاں کی

- نہ دھوپ سے الم ہے نہ راحت ہے چھاؤں کی
مجھ کو خبر نہ سر کی ہے اپنے نہ پاؤں کی
اے خضر یہ مجستہ بتانا ذرا مجھے
یہ راہ کونسی مرے مہدی کے گاؤں کی

- چمن سے پھر صبا نے بوئے گل صحرا میں جھمکائی
مبارک باد دو اے عندلیبوں کو بہار آئی
جلاتا تھا خدا کا نام لے مُردوں کو جب عیسیٰ
صنم کی گالیوں میں دیکھتا ہوں اب مسیحائی

- ٹک اس طرف تو دیکھو او نیچی نگاہ والے
مرتے ہیں اس ادا پر بانکی کلاہ والے

- اک روز کہا صنم سے میں نے
کا سامانِ عیش و کامرانی

- چشم کا کام اشکباری ہے
چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے
نیم بسمل پڑے تڑپتے ہیں
کس ستمگر کی یہ سواری ہے

- دیتا نہیں ہے چین یہ دل ایک دم مجھے
گھر کے حریف نے یہ لگایا ہے غم مجھے

ہر بار دے جواب ہے تئیں اس کو کون دے
دیتے نہیں کچھ اس لیے اہل کرم مجھے

- چمن میں یار نے پردے جب اُن کھول دیے
گلوں نے دیکھ کے اپنے دہان کھول دیے

- تو جو کہتا ہے گلہ برا کیا جس تس کے
کب کیا، کس جا کیا، کس وقت، کس دم، کس کے

- خدا کے واسطے پھر پھر سلوک یار مت پوچھو
جو کچھ گزری سو گزری دل پہ اب اظہار کیا کیجے

یہ سوز تیری دید کا مشتاق ہے پیار سے
نہ جی ایسے زمانے کے تئیں بے زار کیا کیجے

- داغ جگر کا نہیں دماغ مجھے
فرش اشک کوں سی آنکھوں سے سیر باغ مجھے
سیر کا احوال مجھ سے مت پوچھو
بتاوے کون کہاں اس قدر فراغ مجھے

- عرق اور رخساروں پہ کیا کیا زلف چھائی ہے
سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

- بس میاں عشق مجھے خوب جلایا تو نے
اپنے کرتب سے زبر ہاتھ اٹھایا تو نے

- روتے ہیں آتے تھے روتے ہیں چلے
وقت رخصت تو بھلا لگ لے گلے
تم کو کیا غم ہے کوئی جاوے کہیں
میں سمجھتا ہوں تمہیں صاحب بھلے

- جو دل پہ ہے گزرتی اس کو خدا ہی جانے
کس سے بیاں کروں میں اور سچ ہے کون مانے
- گلوں نے نالۂ بلبل پہ کیسے کان کھولے ہیں
کبھی تو تو بھی اپنے سوز کی آہ و فغاں سن لے
- خواب و خور کیا اب تو دم لینا بھی دل پر بار ہے
خاک اس کی زندگی جو جان سے بے زار ہے
اب تو خالی ہاتھ جاتا ہوں جہاں سے دیکھو تو
اور تو تو شہ نہیں پر حسرتِ دیدار ہے
- سائے پھرتے ہیں میرے یہ سارے
میری تقصیر کیا؟ کہو بارے؟
تو نے مجھ کو فراق کو سونپا
یعنی یہ پیس پیس کر مارے
- تجھ پاس اگر تیغ ہے یاں تیر دعا ہے
پر سامنے کیا ہوں مری آنکھوں میں حیا ہے
میں تم سے نہیں بولتا بھلے رہو بیٹھے
کیوں چٹکیاں لیتے ہو مری ران میں کیا ہے

- جو دل پہ ہے گزرتی اس کو خدا ہی جانے
کس سے بیان کروں میں اور سچ ہے کون مانے

- گلوں نے نالۂ بلبل پہ کیسے کان کھولے ہیں
کبھی تو تو بھی اپنے سوز کی آہ و فغاں سُن لے

- خواب و خور کیا اب تو دم لینا بھی دل پر بار ہے
خاک اس کی زندگی جو جان سے بے زار ہے
اب تو خالی ہاتھ جاتا ہوں جہاں سے دیکھو سو
اور تو توشہ نہیں پر حسرت دیدار ہے

- ساتھ پھرتے ہیں جو ہے یہ سارے
میری تقصیر کیا؟ کہو بارے؟
تو نے مجھ کو فراق کو سونپا
یعنی یہ پیس پیس کر مارے

- تجھ پاس اگر تیغ ہے یاں تیر دعا ہے
پر سامنے کیا ہوں مری آنکھوں میں حیا ہے
میں تم سے نہیں بولتا نچلے رہو بیٹھے
کیوں چٹکیاں لیتے ہو مری ران میں کیا ہے
آخر میں وہی ہوں ترا بندہ
جاتا تھا جو وار وار دل سے

- کام اس گلی میں سر سے گزرنا ہے سوز کا
کیا تاب یک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

- پاس بیٹھے دل کو آتے میں چرا کر لے چلے
دیکھنے میں ہو تو بھولے پر بڑے ہی من چلے

فارسی غزلیات، قطعات اور متفرقات مندرجہ بالا فہرست کے علاوہ ہیں۔

متعدد غزلیں ایسی ہیں جو ایک سے زائد بار درج ہیں اور اکثر صورتوں میں دونوں یا زائد متون میں اختلافات بھی ہیں۔ ذیل میں حرف ردیف الف کی ایسی غزلوں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

* صفحہ ۲۲ کی غزل شمار ۷۵

نہ رستم اب جہاں میں نے سام رہ گیا ۔۔۔ مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

صفحہ ۵۸، ۵۹ پر شمار ۱۹۲ کے تحت بھی موجود ہے اور دونوں متون میں درج ذیل اختلافات ہیں

صفحہ ۲۲ کا متن	صفحہ ۵۸، ۵۹ کا متن
. نہ رستم اب جہاں میں ۔۔۔۔۔۔۔	نہ رستم اس جہاں میں ۔۔۔۔۔۔۔
. ٹکڑے تو ہو چکا ہے جگر پھر کس لیے	۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر یہ کس لیے
. اس مرغ کا ہے وہ جو ۔۔۔۔۔۔	اس مرغ کا ہے جو کہ ۔۔۔۔۔۔
تک اس کے حسن خط کو آ تو دیکھ	۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کو دیکھ تو
دل کو ہوس تھی ۔۔۔۔۔۔۔	دل کو ہوس ہے ۔۔۔۔۔۔۔

* صفحہ ۳۵ کی غزل شمار ۱۱۳

یہی تو مجھ کو حیرت ہے کہ پیراہن نہیں جلتا ۔۔۔ کہ جوں فانوس دل جلتا ہے پیراہن نہیں جلتا

صفحہ ۶۶ پر شمار ۲۱۷ کے تحت بھی موجود ہے

صفحہ ۳۵ کا متن	صفحہ ۶۶ کا متن
مطلع جو اوپر درج ہے	مرے احوال پر اب کونسا دشمن نہیں جلتا و لے جلنا مجھے یہ ہے کہ پیراہن نہیں جلتا
بڑا بیوپار ہے دل میں برق ساں وہ شعلہ خو ہردم یہ چالاکی تو دیکھو تم کہیں دامن نہیں جلتا	یہ شعر شامل غزل نہیں

متن	حاشیہ
جو تو کہتا ہے تو جلتا نہیں سب مکر کرتا ہے	.... بہتان کرتا ہے
نہیں جلتا ہوں بس اے جان کے دشمن نہیں جلتا	.... ہے اے جان کے دشمن .....
عجب اسرار ہے شعلہ مرے دل کا کہ تا دوزخ	شعر ندارد
پرند و پولیوں کی گھاس کا مسکن نہیں جلتا	
مرے احوال پر اب گرنسا دشمن نہیں روتا	یہ مطلع اولیٰ کی تصحیف شدہ شکل ہے
یہ جلتا ہے کہ تیرا دل بُتِ پُرفن نہیں جلتا	اس اندراج میں مطلعِ ثانی کو اوّل بنا دیا گیا ہے اور مطلعِ ثانی غائب۔
یہ پاسِ عشق ہے جو خاک پر مجھ سوختہ کے تو	نہ پاسِ عشق ہے ...... سوختے کی تو
پڑا پھرتا ہے اور تیرا کہیں دامن نہیں جلتا	ایضاً
جلا جس جس طرح سے سوزِ تیرے آتشِ غم میں	.... تیرے آتشِ غم میں
کہوں کیا اس طرح حمّام کا گلخن نہیں جلتا	ایضاً

* صفحہ ۴۰ کی غزل شمار ۱۳۱، صفحہ ۶۵ پر شمار ۲۱۳ کے تحت بھی موجود ہے۔ پہلے اندراج میں تعدادِ اشعار (۶) چھ ہے اور دوسرے میں نو (۹)

صفحہ ۶۵ کا متن	صفحہ ۴۰ کا متن
سراٹے تن سے یوں حسرت زدوں کا کارواں نکلا	سراٹے تن سے کیا ....
سو یہ خنداں بھی میرے حق میں رستم داستاں نکلا	سو یہ خنداں بھی ....
سراجب قتلِ دل تو اشک آیا اس کے رونے کو	
جگر سے سر کے ماتم دارِ فریاد و فغاں نکلا	یہ شعر نہیں ہے
ہمیشہ عاشقِ صادق جو اپنا مجھ کو کہتا تھا	.... سمجھے تھا
سو بہانے سے بدگوئیوں کے وہ بھی بدگماں نکلا	سو بہانے سے نامردوں کے ......
جگر سے آ گلو میں اور گلو سے لب پہ آ ٹھہرا	
بھروسا تھا بڑا نالے کا یہ بھی ناتواں نکلا	یہ شعر نہیں ہے

تمھاری رات کی وہ بات سب پر ہوگئی روشن
خدا کے واسطے جوں شمع مت میری زباں نکلا — شعر ندارد

سنا تھا سوز کو میں نے کہ بوڑھا مضمحل ہے وہ
جو دیکھا آج جا کر تو وہ یہ گٹھا جواں نکلا — شعر ندارد

* صفحہ ۴۹ کی غزل شمار ۱۵۹، صفحہ ۶۷ پر شمار ۲۲۱ کے تحت بھی موجود ہے
ذیل کا شعر اولیں اندراج میں ہے، دوسرے اندراج میں نہیں

ارے بیٹھے ہیں سر راہ ہزاروں رہزن — رات کو جا نیو جانا ہے پر اس راہ نہ جا

جبکہ دوسرے اندراج میں ذیل کا شعر موجود ہے جو اولیں اندراج میں نہیں ہے:

کس کے بہکانے سے تو کرتے دغا سے ٹلتا — کس نے بدراہ کیا تجھ کو کہ اس راہ نہ جا

* صفحہ ۵۲ کی غزل شمار ۱۷۱ کا دوسرا تیسرا اور چوتھا شعر، دو اشعار کے اضافے کے ساتھ صفحہ ۶۷ پر شمار ۲۲۰ کے تحت ایک نئی غزل کا روپ دھار گئے ہیں

صفحہ ۵۲ کا متن	صفحہ ۶۷ کا متن
ہرگز نہیں معتقد حرم کا	دل کشتہ ہوا تو ہے رقم کا
بندہ ہوں میں دل سے اس صنم کا	کچھ بعید کھلا اسے عدم کا

دوسرا تیسرا شعر اور مقطع مشترک ہیں۔ صفحہ ۶۷ پر تیسرے شعر کے بعد ایک شعر کا اضافہ ہے ؎

کیا اچھی طرح سے مجھ کو بوچھا — بندہ ہوں میاں ترے کرم کا

* صفحہ ۵۵ کی غزل شمار ۱۸۱، صفحہ ۶۷ پر شمار ۲۲۲ کے تحت بھی موجود ہے
دونوں متون کا اختلاف درج ذیل ہے:

صفحہ ۵۵ کا متن	صفحہ ۶۷ کا متن
ع غرض ہر طرح روح عاشقاں کو شاد میں کرتا	غرض ہر طور . . . .
ع نہیں جی جاتا جو اس کو میں رسوا کروں واللہ	نہیں دل جاتا . . . .

۵ وگرنہ طرز رسوائی نئی بنیاد میں کرتا — وگرنہ جو کیا مجنوں نے اس سے زیاد میں کرتا

۶ کبھی بھولے سے تیرے سوز کو جو یاد میں کرتا — کبھی بھو بھولے پر سے سوز کی ہاں یاد میں کرتا

نسخۂ نیّر کے تمامحاسن غزلوں کی تکرار پر ہی موقوف نہیں، اس میں بھی "اردوئے معلیٰ" کی طرح ایک ردیف کی غزلیں کسی دوسری ردیف میں جا پڑی ہیں اور بسا اوقات دو لوگ ردیفوں میں درج ہوگئی ہیں مثلاً ردیف الف کے تحت صفحہ ۶۶ پر غزل نمبر ۲۱۶

میں دور سے اے یار دکھا اس کو دکھا دوں گا — گر مجھ سے ملادو گے میں تم کو دعا دوں گا

اس سے قطع نظر، یہاں کُل چاہیے یا گُل۔ یہ غزل اردوئے معلیٰ میں بھی ردیف الف اور ردیف سے دونوں میں درج ہوئی ہے (۰ اردوئے معلیٰ صفحہ ۷۷ و صفحہ ۴۰۹) یہی غلطی نسخۂ نیّر میں دہرائی گئی ہے چنانچہ یہی غزل ردیف سے کے تحت صفحہ ۲۷۱ پر شمار ۸۵۹ کے تحت اس طرح درج ہے۔ مطلع

ہم دور سے اے یار گر تم کو دکھا دیں گے — گر اس سے ملادو گے ہم تم کو دعا دیں گے

۰ اسی طرح صفحہ ۱۳۸ پر غزل ۴۴۴ کی ردیف دیکھیں ہم قرار دے کر ا سے ردیف میم میں درج کیا گیا ہے جبکہ یہ غزل "اردوئے معلیٰ" نسخۂ لندن اور نسخۂ کراچی میں "ہم دیکھیں" کی ردیف کے ساتھ ردیف نون میں مندرج ہے۔ مرتب نے دوسرے نسخوں کے متن کی صراحت کے بغیر اس تبدیلی کو اختیار کیا ہے جو ہماری دانست میں اصولِ تدوین کے خلاف ہے

۰ بعض مقامات پر قدیم املا کو یوں برقرار رکھا گیا ہے کہ اس سے غزل کی ردیف بدل گئی ہے مثلاً صفحہ ۱۷۸ کی غزل ۵۷۰ جس کی ردیف "کس بنیں" ہے۔

۶ وگرنہ طرزِ رسوائی نئی بنیاد میں کرتا | وگرنہ جو کیا مجنوں نے اس سے زیادہ میں کرتا

۷ کبھی بھولے سے تیرے سوز کو جو یاد میں کرتا | کبھی جو بھولے پر سے سوز کی ہاں یاد میں کرتا

نسخۂ نیر کے تمام محاسن غزلوں کی تکرار پر ہی موقوف نہیں، اس میں بھی "اردوئے معلّٰی" کی طرح ایک ردیف کی غزلیں کسی دوسری ردیف میں جا پڑی ہیں اور بسا اوقات دونوں ردیفوں میں درج ہو گئی ہیں مثلاً ردیف الف کے تحت صفحہ ۶۶ پر غزل نمبر ۲۱۶

میں دور سے اے یار گل اس کو دکھا دوں گا | گر مجھ سے ملا دو گے میں تم کو دکھا دوں گا

اس سے قطع نظر کہ یہاں گُل چاہیے یا گِل، یہ غزل اردوئے معلّٰی میں بھی ردیف الف اور ردیف ے دونوں میں درج ہوئی ہے (۵ اردوئے معلّٰی صفحہ ۷۷ و صفحہ ۲۰۹)
یہی غلطی نسخۂ نیر میں دہرائی گئی ہے چنانچہ یہی غزل ردیف ے کے تحت صفحہ ۲۷۱ پر شمار ۸۵۹ کے تحت اس طرح درج ہے۔ مطلع

ہم دور سے اے یار گل تم کو دکھا دیں گے | گر اس سے ملا دو گے ہم تم کو دکھا دیں گے

۵ اسی طرح صفحہ ۱۳۸ پر غزل ۴۴۴ کی ردیف "دیکھیں ہم" قرار دے کر اسے ردیف میم میں درج کیا گیا ہے جبکہ یہ غزل "اردوئے معلّٰی"، نسخۂ لندن اور نسخۂ کراچی میں "ہم دیکھیں" کی ردیف کے ساتھ ردیف نون میں مندرج ہے۔ مرتب نے دوسرے نسخوں کے متن کی صراحت کے بغیر اس تبدیلی کو اختیار کیا ہے جو ہماری دانست میں اصولِ تدوین کے خلاف ہے۔

۵ بعض مقامات پر قدیم املا کو یوں برقرار رکھا گیا ہے کہ اس سے غزل کی ردیف بدل گئی ہے مثلاً صفحہ ۱۷۸ کی غزل ۵۰۷ جس کی ردیف "کس نیں" ہے۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے کہ بعض اہم قلمی نسخے علی حیدر نیر صاحب کے پیشِ نظر نہیں تھے اس وجہ سے ان کے مرتبہ متن میں بعض خلا رہ گئے ہیں، بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں انھیں قیاسی تصحیح یا قیاسی اضافے کی زحمت فرمانا پڑی جبکہ بعض دوسرے نسخوں میں وہ کامل صورت میں موجود تھے مثلاً ع

ع کسی (بھی) محبوب نے کیا یہ کہ اپنے عاشق کا ہووے عاشق

ع طلب اس کی زیادہ ہووے نہ منہ (سے) نکلے کچھو آہ واہ ہے

دونوں مصرعوں میں "بھی" اور "سے" مرتب کی طرف سے قیاسی اضافے ہیں جبکہ "بھی" نسخۂ ملا تشیا میں پوری وضاحت کے ساتھ موجود ہے اگرچہ مصرعے میں اختلافِ متن بھی ہے یعنی نسخۂ ملا تشیا میں مصرعے کی صورت یوں ہے:

ع کسی بھی محبوب نے کیا ہے کہ اپنے عاشق کا ہووے عاشق

نسخۂ کراچی میں بھی مصرعہ اس طرح ہے:

کسی کے محبوب نے کیا بھی کہ اپنے عاشق کا ہووے عاشق

اسی طرح دوسرے منقولہ مصرعے (طلب اس کی زیادہ ہووے ..... الخ) میں "سے" نسخۂ رام پور میں پوری صراحت کے ساتھ موجود ہے اور اتفاق سے نسخۂ رام پور ان نسخوں میں شامل ہے جن کے دیکھنے کا مرتب نے اپنے دیباچے میں ذکر کیا ہے۔

٭ ردیف خ کی غزل شمار ۲۷۷ کا ایک شعر ہے

جو کلام اس کا ہے ہے تاثیر میں آبِ حیات ہنس کے امرت سے بھرے وہ لعلِ شکّر بار شوخ

مصرعۂ ثانی میں "ہنس کے" کا عمل دکھائی نہیں دیتا یہ مشکل نسخۂ ملا تشیا وغیرہ سے بخوبی حل ہو جاتی ہے جہاں پوری وضاحت کے ساتھ یہاں "ہیں گے" درج ہے گویا درست مصرعہ یوں ہے:

ع ہیں گے امرت سے بھرے وہ لعلِ شکّر بار شوخ

- بعض مقامات پر قدرے تامّل سے مصرعے کی صحیح صورت واضح ہو سکتی ہے مثلاً صفحہ ۵۲ پر غزل ۱۷۰ کا مقطع ہے

مزار کے سوز کو بتانا جہاں کہ گل گشت ہے صنم کا

کبھی تو منہ سے کہے گا اپنے پڑا ہے یہ خاکسار میرا

مصرعہ اولیٰ میں "مزار کے سوز کو" کی جگہ "مزار کو سوز کے" ہونا چاہیے تھا۔

○ صفحہ ۷۷ پر غزل ۲۵۲ کا مطلع اس طرح درج ہے :

تیرے حیراں کو نہیں ہے کچھ خیالِ خوب و زشت

ہے اسے یکساں ہوائے دوزخ و بادِ بہشت

یہاں مصرعہ اولیٰ میں "تیرے حیراں کو" چاہیے اور مصرعہ کی یہی صورت نسخہ ملا ترشیا وغیرہ میں موجود ہے

○ صفحہ ۳۲۶ کی غزل

زباں جب تلک ہے تری گفتگو ہے	جو دل ہے تو اس میں (تری) آرزو ہے

تری کو قوسین میں رکھنے سے ظاہر ہے کہ یہ قیاسی تصحیح یا مرتب کے پیش نظر نسخ میں موجود متون پر مرتب کا اضافہ ہے جبکہ نسخہ لندن میں یہ مصرع اپنی کامل صورت میں بعینہٖ موجود ہے۔

تعجب اس بات پر ہے کہ مرتب نے ابتدائیہ میں نسخہ لندن کے دیکھنے کا بھی ذکر کیا ہے؟

○ صفحہ ۸۶ پر مندرج غزل شمار ۲۸۲ کا ایک شعر ہے

ٹھونک لوں ناصح کو میں ترچھی اس کو سب کہیں

بحث دیوانے سے کرنی تھی فلاسے سے بعید

فاضل مرتب نے اگر نسخہ لندن، نسخہ ملا ترشیا، نسخہ کراچی یا اردوئے معلیٰ جو نسخہ رام پور اور نسخہ علی گڑھ کا جامع ہے، میں سے کسی کی طرف بھی رجوع کیا ہوتا تو وہ مصرعۂ ثانی میں کبھی "فلاسے سے بعید" درج نہ فرماتے اس لیے کہ ان تمام نسخوں میں یہاں پر "سیانے سے بعید" درج ہے اور "دیوانے" کے تلازمے سے یہ محل اور مضمون بھی "سیانے" ہی کا تقاضا کرتا تھا۔

○ صفحہ ۸۹ پر غزل ۲۹۲ کا مطلع ہے :

جو شوختر کون ہے ممتاز اس قدر	جیسے کہ ہم ہیں کون ہے جانباز اس قدر

"شوختر" سے مطلب نہیں کھلتا کہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔ نسخہ لندن،

نسخۂ ملائشیا، نسخۂ کراچی اور خود اردو کے متعلق اس بارے میں واضح ہیں اور ان سب میں یہاں "شوخ تو" درج ہے بلکہ ملائشیا کا نسخہ مصرعے کو اور زیادہ بہتر شکل میں پیش کر رہا ہے یعنی

ع جوں شوخ تو ہے کون ہے ممتاز اس قدر

فاضل مرتب کے پیش نظر چونکہ یہ نسخے نہیں رہے اس لیے وہ ان مقامات کو بہتر طور پر حل نہ فرما سکے۔

نسخۂ نیّر کے بعض خلا دلچسپ صورت حال پیدا کرنے کا باعث ہیں مثلاً صفحہ ۳۲۹ کی ایک غزل کا مقطع یوں درج ہے ؎

مارے تو کو........ سامنے اس کے دم عشق

ہاں سوز وہ اس طرح کا خوں خوار نہیں ہے

اتفاق سے یہی غزل نسخۂ نیر ہی میں صفحہ ۲۸۴ پر بھی موجود ہے اور یہاں (پہلی مثالوں کی طرح متنی اختلافات کے علاوہ) مقطع پوری صورت میں موجود ہے ؎

مارے جو کوئی سامنے آ اس کے دم عشق

اے سوز وہ اس طرح کا خوں خوار نہیں ہے

★ اس مجموعے کا املا جدید ہے اور بالعموم ڈاکٹر عبدالستار صدیقی مرحوم کے مجوزہ املا کی پیروی نظر آتی ہے لیکن اس کے باوجود جا بجا قدما کی طرح املائی مرکبات جوں کے توں ہیں جنھیں کھول کر لکھنا چاہیے تھا مثلاً:

لگیگا (صفحہ ۲۳) بجائے لگے گا، پوچھیگا (صفحہ ۲۰۹) بجائے پوچھے گا بیچگونی (صفحہ ۲۳۱) بجائے بے چگونی، بچیگی (صفحہ ۲۲۵) بجائے بچے گی، میفروش (صفحہ ۱۸۳) بجائے مے فروش، میکشو (صفحہ ۱۲۲) بجائے مے کشو، بیمروتوں (صفحہ ۱۵۵) بجائے بے مروتوں، بیفائدہ (صفحہ ۱۲۰) بجائے بے فائدہ وغیرہ وغیرہ

بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں یائے مجہول و معروف کا امتیاز نہیں ہو سکا ہے

مثلاً غزل ۵۹۵ صفحہ ۱۸۶ کا یہ مصرعہ

خبر لیتی نہیں گھر کی سوا کیا تاجداروں کو

یہاں خبر لینے چاہیے تھا۔

ایسا قدیم املا جو محض فرسودگی املا نہ ہو بلکہ کسی خاص/قدیم تلفظ کی ترجمانی کرتا ہو، بلا شبہہ اسے تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے اس باب میں ہمیں ڈاکٹر گیان چند کی اس بات سے اتفاق ہے کہ:

"جن مقامات پر فرسودہ املا کسی فرسودہ تلفظ کی ترجمانی کرتا ہے اور جسے بدلنے میں مصنف کا پیش کردہ تلفظ بدل جاتے گا وہاں مخطوطے کا اصل املا برقرار رکھا جائے مثلاً کوں، سوں، کبھو، جد تد، تلپھنا کو جدید کر کے کو، سے، جب، تب، تڑپنا ہرگز نہ لکھا جائے"[۲۶]

نسخہ نیر میں یا تو محض فرسودگی املا کا مظاہرہ کرنے والے املائی مرکبات کو بھی برقرار رکھا گیا ہے یا پھر بعض ایسے لفظوں کا جدید املا اختیار کر لیا گیا ہے جو ہماری دانست میں کہنہ تلفظ کی نمائندگی کرتے ہیں مثلاً تڑپھے کو تڑپے سے نہیں بدلنا چاہیے لیکن نسخہ نیر میں کیا گیا ہے (ایک مثال ص ۷۷) اسی طرح کبھو کو کبھی اور کسو کو کسی کر دیا گیا ہے، اس تبدیلی کی بدترین مثال وہ غزل ہے جس میں کسو قافیہ تھا لیکن مرتب نے یہاں بھی کسو کو کسی سے بدل دیا

غزل ۲۰۲ جس کے قوافی و ردیف بھبو کا، چو کا، کو کا، سو کا، ساہو کا، عبو کا، جستجو کا، گفتگو کا، لوہو تھو کا ہیں اس کا پانچواں شعر ہے:

جو فرزند دلبند ہو تو بھی اس سے — الٰہی نہ دلبند ہووے کسو کا

مرتب نے مصرعہ ثانی میں کسو کو کسی سے بدل دیا ہے۔ اس سے جو خرابی پیدا ہوئی ہے وہ ظاہر ہے۔

بعض مقامات پر اشعار کا جو متن پیش کیا گیا ہے۔ اس سے اوزان میں خلل واقع ہو گیا ہے مثلاً

- آہ وہ صحبت ہی برہم ہو گئی — اب نہ وہ مطرب نہ وہ مینا نے ایاغ

(صفحہ ۱۱۹) مصرع ثانی میں اب نہ وہ مطرب نہ مینا نے ایاغ چاہیے تھا۔

- ایک ہی نگہ میں آپ ہوا دل ہزار حیف — عشق بتاں نہ اس کو ہوا ساز گار حیف

(صفحہ ۱۲۰) مصرع اولی میں اک ہی نگہ چاہیے تھا اور قدیم املا میں کسرے کے اظہار کے لیے ی کا اضافہ کیا جاتا تھا۔ جدید املا میں پرانے متون کے اکثر ایک، اک سے بدل جاتے ہیں

- کیوں سوز زلف ورخ کی نہ ہوئی تجھ سے بندگی — غفلت ہی میں گزر گئے لیل و نہار حیف

مصرع اولی میں استفہام انکاری ہے ع کیوں سوز زلف ورخ کی ہوئی تجھ سے بندگی ؟

- عشق ہے تم کو جناب عشق تم کیا ذات ہو — حق تعالی نے نہیں پیدا کیا بالذات عشق ص ۱۲۲

مصرع ثانی میں تشدید اور کسرے کا اضافہ غیر ضروری تھا۔

- لوٹے ہیں بے مروتوں نے گل ہی گل — سونت سونت اب کے شاخسار چمن ص ۱۵۵

مصرع اولی یقیناً نادرست ہے۔ اس مصرعے کی دوسری قرائتیں درج ذیل ہیں:

لندن، ملاشیا — لیے ہیں بے مروتوں نے گل

کراچی — لیے ہیں پھر ہوں نے گل سے گل — وغیرہ وغیرہ

مدونِ متن کا منصب یہ ہے کہ وہ زمانے کی گرد تلے دبے ہوئے اور کاتبوں/ ناقلوں کی چیرہ دستیوں کا شکار ہو جانے والے متون کو ان دریافت کرے کہ وہ مصنف کے منشا کے مطابق یا اس سے قریب تر ہو جائیں، ہم پہلے میر سوز کے ایک خود نوشتہ انتخاب دیوان کا ذکر کر آئے ہیں۔ اس خود نوشتہ نسخے سے نیر صاحب کے تیار کردہ متن کے کچھ اشعار کا موازنہ کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ فاضل مرتب اس تدوین میں کس حد تک منشائے مصنف کو پا سکے ہیں، سوز کی چند خود نوشتہ غزلیات کا نیر صاحب کے متن سے تقابل قارئین کرام متن

ہیں اپنے اپنے مقام پر تفصیل سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں

نسخۂ نیرؔ کا متن	سوز کا خود نوشتہ متن
ورنعت پیمبر کی مجھے توفیق کچھ ہوتی	.... کچھ آتی
سوزِ سینۂ زہرا فقط ایک آہ میں لکھتا	.... اک آہ ......
مجھے مضطرب دیکھ کر آج پیارا	مجھے بلبلاتا ہوا دیکھ ظالم
کبھی سوز کو یوں نہ ٹوکا کرے	کبھی سوز سے یوں نہ بولا کرے
یہاں تو ہزار پڑے ہیں گلی میں	یہاں تو ہزاروں ......
گردن پہ میری خنجرِ فولاد ہی رہا	گردن پہ روز ......
تاثیر ایک دن نہ ہوئی اس کے دل میں آہ	تاثیر ایک دن نہ ہوا ......
ہرگز نہ دیکھیو تو کسی خوبرو کو ہاں	ہرگز نہ دیکھیو تو کسو خوبرو ......
ناصح کا روز مجھ کو یہ ارشاد ہی رہا	ناصح کا روز مجھ پہ یہ ارشاد ......
پر دل نے اس کا پند کو جانا نہ دشم بھر	دل نے پر اس کے پند کو جانا نہ دشم بھی
پر آہ سوزِ طالب جلّاد ہی رہا	پر آہ سوزِ عاشق جلّاد ہی رہا
خوگر جو مداوا سے طبیب اپنے کو پاتا	گر وہ لبِ جاں بخش سے کرتا کبھی کچھ بات
تو زیست سے مایوس یہ بیمار نہ ہوتا	"
خورشید اوے جیسے ابر تنک کے اندر	خورشید جیسے اوے ......
خورشید رات مجھ کو کر آیا نظر کی جا	خورشید رات آیا مجھ کو نظر کی جا
یہ سوز تیرے میں نے خلقِ حسن میں دیکھا	یہ سوز تیرے ہم نے ......
بیگانہ و یگانہ ہیں ایک مرتبے پر	...... ایک مرتبہ پر
بہتوں کا جگر کباب ہوگا	عالم کا جگر کباب ہوگا
خوباں سے نہ کر محبت اے دل	"

نسخۂ نیر	سودا کا خود نوشتہ متن
آسمان کہا خراب ہوگا	اسمان کہا . . . . . .
اے مرگ شتاب کر تو مجھ سے	اے مرگ شتابی کر . . . .
مطلب ترا شتاب ہوگا	مطلب یہ ترا شتاب ہوگا
بار سا لگتا ہے مجھے بارِ دوش	بار یہ لگتا ہے مجھے بارِ دوش
سر بھی کبھی تن سے جدا ہوئے گا	سر بھی کہیں . . . . . .
سن کے وہ یہ نام خفا ہوئے گا	سن کے میرا نام خفا ہوئے گا
شیخ بھی میخانے میں آوے گا آج	شیخ بھی میخانے میں آتا ہے آج
تو نے تو یہ ذکر سنا ہوئے گا	تو نے بھی یہ ذکر سنا ہوئے گا
تھی لڑنا مجالس میں نہیں دستور شیشے کا	تھی لڑنا نہیں مجلس میں ہے دستور شیشہ کا
غزل کی ردیف : شیشے کا	غزل کی ردیف : شیشہ کا
نہیں چلتا ہے میخواروں سے کچھ مقدور شیشے کا	نہیں چلتا ہے میخواروں میں کچھ مقدور شیشہ کا
بلایا تجھے میں نے سو منتوں سے	بلایا تجھے میں نے سو سو طرح سے
میں کہتا نہ تھا سودا مت عاشقی کر	تو کیوں آشنا سودا اس سے ہوا تھا
یہ تیرا کیا تیرے آگے ہی آیا	یہ تیرا کیا تیرے آگے نہ آیا
آہ تو عرش تک بھی پہنچی واہ	آہ تو عرش تک تو پہنچی پر
نہ کیا رحم تو نے پر نہ کیا	نہ کیا تو نے رحم پر نہ کیا
تیرے کوچے سے بھی سفر نہ کیا	تیرے کوچے سے پھر سفر نہ کیا
تیرے کوچے میں مر کے خاک ہوا	مر گیا آرزو میں پر تو نے
دل کو یوں لے کے پاؤں سے پیسا	دل کو تلووں سے اس طرح ملیے
ارے ظالم خدا کا ڈر نہ کیا	ہے ہے ظالم خدا کا ڈر نہ کیا
جی دیا تو نے آفریں اے دل	غیرت اور سودا کی اہاہاہا
قصۂ عشق مختصر نہ کیا	جی دیا تھا مختصر نہ کیا

نسخۂ نیّر	سوز کا خود نوشتہ متن
* روتا ہے تیرے غم میں دلِ زار زار زار	روتا ہے غم سے تیرے ......
نکلے ہے دل سے آہِ شرربار بار بار	نکلے ہے آہ، آہ شرربار ......
محفل تلک شمع کی رسائی کہاں و لے	محفل تلک ہے تیری رسائی ......
شانے سے تجھ امید چھڑا دے گا زلف سے	...... ؟ ...... ہے امید چھڑا دے گی ......
دیکھو تو آنسوؤں کا جو کچھ بس نہ چل سکا	[اے سوز؟] آنسوؤں کا تو بس کچھ نہ چل سکا
آخر گلے کے میرے ہوئے ہار بار بار	[آخر ہوئے؟] گلے کے مرے ہار بار بار
* روئیں کیونکر نہ گھر گئے ہم	کیونکر روویں نہ گھر گئے ہم
راتوں کو رو رو سوز کی طرح	راتوں رو رو کے ......
ایسے غصہ سے ڈر گئے ہم	ایسے نقشے سے ......
* شہد میں جیسے مگس ہم حرص کے پابند ہیں	...... ہم دوں ہوس میں بند ہیں
وائے غفلت اس سیہ زنداں میں کیا خورسند ہیں	وائے غفلت اس سیہ زنداں میں یوں خورسند ہیں
رزق کا ضامن خدا ناطق کلام اللہ ہے	رزق کا ضامن خدا شاہد کلام اللہ ہے
تو بھی رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار	تسبیح رعنائی سے ......
جب تلک آنکھیں کھلی ہیں دکھ پہ دکھ دیکھے گا یار	جب تلک جیتا رہے گا دکھ پہ دکھ ......
* ہاتھ سینے سے بس اٹھا لیجے	ہاتھ سینہ سے بس اٹھا لیجے
دل میں کچھ ہے تو منہ سے بول اٹھو	دل میں ہے کچھ تو ......
اے چل بھاگ سمجھا ہوں تری باتیں بنانے کو	اے چل بھاگ سمجھوں ہوں ترے ......
گزر ناگاہ میرا ہو گیا مقتل طرف یارو	...... یاراں
* وے دن گئے بھول جب کھیلتے تھے	وہ دن گئے بھول کیوں میرے صاحب
لڑکوں میں مل کر ہم دوست بادشاہ	جب کھیلتے تھے ہے دوست بادشاہ
اب کھینچے ہو تیغ کو ہر دم	اب مجھ پہ تیغا تم کھینچتے ہو

نسخۂ نیر	سوز کا خود نوشتہ متن
بانکے بنے ہو اللہ اللہ	یہ کون ڈھب ہے استغفر اللہ
* سینے سے تو گھبرا کے مرے آہ بھی بھاگی	سینے میں سے گھبرا کے مری آہ . . . .
اب دل کے سوا کوئی بھی دم ساز نہیں ہے	اب دم کے سوا کوئی بھی دم ساز . . . .
کہتے تو ہیں سب ریختہ اس دور میں لیکن	کہتے تو ہیں [سب] ریختہ آفاق میں لیکن
اس فن میں کوئی سوز سا ممتاز نہیں ہے	اس فن میں بجز سوز کے ممتاز نہیں ہے
بھلی اک بار ساقی نے مے وحدت پلائی ہے	بھلے یک بار . . . .
ہر اک بندے کے دل میں آج دعویٰ خدائی ہے	ہر یک بندے کے جی میں صاف دعویٰ خدائی ہے
کوئی کہتا ہے میرے ہاتھ میں ہے مرگ عالم کی	. . . . مرگ عالم کی
حقیقت گو مگو ہے سوز پیارے بر جو کر چپ رہ	یہ معنی گو مگو ہے سوز پیارے - - - - -
جدھر دیکھا خدا ہے اور جدھر دیکھا خدائی ہے	جدھر دیکھا خدا ہے اور جہاں دیکھا - - - -
کیا جانیے دل کو کیا ہوا ہے	کیا جانیے جی کو . . . .
ہے نزع میں دیکھنے کی حسرت	مرنا اور دیکھنے کی حسرت
جتنا سمجھایا میں نے دل کو	جتنا سمجھاتا ہوں دل کو
زلفوں سے کیا ملا ہوا ہے	. . . . کیوں . . . . . .
میرا تو دل لگا ہوا ہے	میرا تو جی . . . . . .
میاں چل راہ لگ اپنی تجھے کیا سوز کا غم ہے	. . . . . . تجھے کب سوز کا غم ہے
بے وفا ہیں جہاں کے سب معشوق	بے وفا ہیں جہان کے محبوب
میرا کہنا تو مان لے پیارے	میرے کہنے کو مان، سن پیارے

مندرجہ بالا تصریحات کے بعد یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ میر سوز کے کلام کی ترتیب و تدوین
ہنوز اردو دنیا پر قرض تھا جسے چکانے کی ہم نے اپنے اس مقالے میں کوشش کی ہے۔
ہمارے اس کام میں مندرجہ ذیل بنیادی ماخذ ہمارے پیش نظر رہے:

نسخۂ میر سوز

میر سوز کے دیوان کا ایک انتخاب جو خود میر سوز کا کیا ہوا ہے اور ان کے اپنے
ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ میر سوز خطِ شفیعا میں کمال دسترس رکھتے تھے اس مخطوطے
کا ہر ہر ورق اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ انتخاب بیاض کی شکل میں ہے
غالباً کسی کو تحفہ دینے کے لیے لکھا گیا ہے۔ ہر صفحے پر تعداد اشعار مختلف
ہے۔ قلم بھی کہیں جلی ہے اور کہیں خفی اور ایک صفحے پر دس سے لے کر پچیس سے زائد
تک اشعار ہیں۔ لکھنے میں ردیف کی ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ ہمارے پاس اس
نسخے کی جو ترتیب پہنچی ہے اس کے مطابق اس میں بالترتیب ردیف ا، ے، م، ن، د
ی، ن، و، ب، ہ، ے، ا، ی، و، ی، ن، ا، ی، ا، ی، ا، ی، و، ا - کے اشعار
درج ہیں۔ ایک صفحے پر بھی ایک ردیف کا التزام نہیں ہے۔ صفحہ اول پر میر سوز کے
دستخط ثبت ہیں۔ "المحررہ سید محمد میر سوز" آخری صفحے پر کچھ طبی
نسخے ہیں جن میں ایک مقام پر "نسخہ میر سوز" بھی ہے اس تحریر کا خط باقی مخطوطے
سے مختلف اور مائل بہ شکستگی ہے ممکن ہے تیز رفتاری سے لکھنے کے باعث یہ فرق
واقع ہوا ہو۔ ان نسخوں سے میر سوز کی طب سے واقفیت بھی معلوم ہوتی ہے جو اس
زمانے کی ایک عام بات تھی۔

یہ قلمی نسخہ دنیا بھر میں میر سوز کی واحد موجود و معلوم تحریر ہے اور ہندوستان میں
ممتاز محقق ڈاکٹر مختار الدین احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے جن سے ہم نے اس
نادر قلمی نسخے کا عکس حاصل کر کے، کلیات میر سوز کی تدوین میں استفادہ کیا۔

آغاز

سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا   بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھتا

اختتام (مطلع)

نہ جدھر یار گزرے اور نہ برچھی کی انی ڈوبے

مرے دل میں صنم تیری نگاہِ شرمگیں ڈوبے

نسخۂ میر سوز سے اساسی راہنمائی لیتے ہوئے ہم نے مندرجہ ذیل نسخوں کی مدد سے کلیاتِ میر سوز کا یہ متن مرتب کیا ہے:

۲۔ نسخۂ ملا ڈشیا = ڈش (۳)

۳۔ نسخۂ لندن = ل (۱)

۴۔ نسخۂ کراچی = ک (۵)

دیوانِ میر سوز مشتمل بر:

۵ نسخۂ علی گڑھ = ع (۸-۱۰)

۶ نسخۂ رام پور = م (۷)

اور اس کے ساتھ

۷ نسخۂ نیر (کلیاتِ سوز) = ن

انتخابات:

۸۔ نسخۂ عجیبہ و غریبہ الموسوم بہ دیوان سوز = ی (۳۴)

۹۔ دیوان سوز مرتبہ حسرت موہانی = ح (۳۵)

۱۰۔ بیاضِ شہاب بیگ = ب

* نسخۂ ملا ڈشیا نہایت عمدہ نستعلیق میں لکھا ہوا ۵ × ۵ء۷-۱۰ع سائز کے ۲۱۴ فولیوز پر مشتمل ضخیم دیوان ہے۔ آغاز: بسم اللہ الرحمن الرحیم "حمد الٰہی"

پہنچے ہے خیال اس کے کوئی وصف تک اپنا وہاں دخل فرشتے کے نہیں وہم و گماں کا۔

آخر میں اردو غزلیات کے بعد چار فارسی غزلیات چار مخمسات، ایک مثنوی، قطعہ، پانچ غزلوں کے اشعار، متفرق اشعار، اردو رباعیات، فارسی رباعیات، مستزاد، پھر کچھ غزلیں اور ترقیمے کی عبارت۔

اختتام:

تمنا آرزو امید حسرت پیش کش میری رہا اک رشتۂ الفت اسے مت توڑ کر جانا

"تمام شد کارِ من نظام شد دیوان سوز بتاریخ ہفتم ماہ مبارک رمضان ۱۲۷۹ ہجری روز پنجشنبہ وقت شام حسب فرمائش عزیز از جان سعادت وارجمندی نشان سعید کونین سید باقر حسین صاحب تحریر نمودہ شد، حررہ فقیر حقیر پر تقصیر بندہ علی بخش غفراللہ ذنوبہ وستر عیوبہ

ہر کہ خواند دعا طمع دارم زانکہ من بندۂ گنہگارم

یلوح الخط فی القرطاس دھرًا

وکاتبہ رمیم فی التراب

غزلوں وغیرہ کے عنوانات بیشتر سرخ روشنائی سے درج ہیں دستخط واضح اور صاف ہے اگرچہ یہ مخطوطہ تیرھویں صدی ہجری کے آٹھویں عشرے کا کتابت شدہ ہے لیکن اس کے املا میں بعض خصوصیات اس سے بہت پہلے کے زمانے کی پائی جاتی ہیں مثلاً الف ممدودہ کی جگہ دو الف لکھنا (آ = اا) یا ٹ کی ط کے مقام پر دو نقطوں اور ان کے اوپر ایک نشان (۔۔) کا استعمال کرنا تاہم اس نسخے میں بیشتر تیرھویں صدی ہجری کا ہی املا ہے اور اس نوع کے مظاہر علامتِ قدامت نہیں کیونکہ تیرھویں صدی ہجری میں الف ممدودہ اور ٹ کی صورتیں واضح ہو چکی تھیں جن سے اس مخطوطے کا کاتب واقف بھی ہے اس لیے اس کا لفظوں کی قدیم صورتوں کو اختیار کرنا علامتِ قدامت نہیں قدیم املا کی نقل محض ہے۔

غزل، ہاتھ میں پہنچے ہے یار سرار — وقنا ربنا عذاب النار

کے بعد غالباً چند اوراق جلد بندی میں نہیں آ سکے ہیں اس کے علاوہ یہ مخطوطہ ہر لحاظ سے مکمل ہے اور سوز کا بیشتر کلام اس میں آگیا ہے۔

۲۔ ملائیشیا کے اسی ادارے انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اینڈ سولائزیشن کے کتب خانے میں ہی دیوان سوز کا جو دوسرا نسخہ موجود ہے (ہمارے مقدمے میں تعارف مخطوطات میں شمارہ ۴ کے تحت جس کا ذکر ہوا) ابتدائً وہ بھی ہمارے پیش نظر رہا لیکن مسلسل موازنے سے یہ اندازہ ہوا کہ دیوانِ سوز کے مذکورہ بالا نسخے (شمارہ ۳) اور اس دوسرے نسخے (۴) کے متن میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، ۸ × ۷.۵ سائز کے ۱۸۴ فولیوز پر مشتمل یہ نسخہ بہت شکستہ خط اور حالت میں ہے آغاز اور اختتام کا غالباً ایک ایک ورق ضائع ہو چکا ہے مگر دیوان مکمل ہے

آغاز، پہنچے ہے خیال اس کے کوئی وصف تک اپنا — وہاں دخل فرشتے کے نہیں وہم و گماں کا

یہ دیوانِ سوز کی دوسری حمدیہ غزل ہے، نسخے کا اولین ورق ضائع ہو جانے کے باعث دیوان سوز کی پہلی حمدیہ غزل

سرِ دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا — بجائے مد بسم اللہ مد آہ میں لکھتا۔

اور مذکورہ دوسری غزل کا مطلع

جز شکر قلم صفحے پہ خلاقِ جہاں کا — چاہے جو کرے وصف زمزمہ کیا ہے زباں کا

اس نسخے میں نہیں ہیں اس کے بعد ردیف وار غزلیات ہیں اور آخری غزل

آ جا مرے منتوں کے پالے — اے پیارے جھنڈولے بالوں والے

ہے اس غزل کے بعد فارسی غزلیات مخمسات، مثنویاں پھر غزلیات اور فردیات رباعیات اور پھر غزلیات درج ہیں آخری غزل کا آخری شعر

تمنا، آرزو، امید، حسرت، پیش کش میری — رہا اک رشتہ الفت اسے مت توڑ کر جانا

اس کے بعد ترقیمے کی عبارت ہوگی جو ناقص الآخر ہونے کے باعث ضائع ہو چکی ہے
مخطوطے کے آخر کا ایک بڑا حصہ اب بوسیدہ اور کرم خوردہ ہے۔ تجلید کے لیے اکثر
اوراق پر چیپیاں لگائی گئی ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا اس نسخے کا کاتب بہت شکستہ قلم
ہے۔ سوائے اس کے کہ مقابل میں کوئی صاف نسخہ موجود ہو اس نسخے کی خواندگی خاصی
دشوار ہے۔ یہ نسخہ ڈاکٹر عبدالرحمٰن بارکر صاحب کے کتب خانے میں تھا جہاں سے ملائشیا
کے مذکورہ ادارے نے اسے حاصل کیا۔ بارکر صاحب سے پہلے اس نسخے پر اداس سے
پہلے متعارفہ نسخے (۲) پر غالبؔ شاہان اودھ کے کتب خانوں میں سے کوئی مہر ثبت
ہے جس میں مہر کتب خانہ . . . کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں۔ مہر کا انداز "کتب
خانہ سلیمان جاہ" والے نسخے پر درج مہر سے ملتا جلتا ہے۔

اب آغاز کے ایک سادہ صفحے پر ڈاکٹر عبدالرحمٰن بارکر صاحب کے مکمل دستخط مع
تاریخ و مقام کے درج ہیں

"محمد عبدالرحمٰن بارکر۔ مانٹریال۔ کینیڈا ۱۲ر مارچ ۱۹۷۱ء"

دستخطوں کے ساتھ "محمد عبدالرحمٰن بارکر" نام کی ایک مدوّر مہر بھی ثبت ہے۔ اس
کے علاوہ بارکر صاحب کے قلم سے یہ انگریزی میں مخطوطے سے متعلق یادداشت ہے
"دیوان میر سوز سید محمد میر سوز وفات ۱۲۱۳ (۹۹-۱۷۹۸) بعمر ستر سال
انڈیا آفس نمبر ۷۵ — ۱۷۴"

اس کے نیچے مخطوطے کا زمانہ کتابت معیّن کیا گیا ہے جو "انیسویں صدی کا وسط" ہے
بارکر صاحب کی یادداشت میں مندرج انڈیا آفس کے نمبر سے اور شاہی کتاب خانے کی مہر
سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ مخطوطہ (بلکہ دونوں مخطوطے) انڈیا آفس لائبریری کی ملکیت
رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اگر یہ مخطوطے انڈیا آفس لائبریری میں تھے تو
بارکر صاحب تک کیسے پہنچے — ؟

اور اگر تقابل کے لیے اس پر کسی اور نسخے کا نمبر لکھا جو انڈیا آفس میں موجود ہو تو

تو ہمارے علم کے مطابق انڈیا آفس لائبریری میں دیوان سوز کا جو خطی نسخہ تھا (اب انڈیا آفس اور برٹش میوزیم کا ذخیرہ کتب یکجا ہو چکا ہے) اس کا شمار P-2872 ہے، ممکن ہے وہاں دیوانِ سوز کا کوئی اور نسخہ بھی ہو لیکن وہ ہمارے علم میں نہیں، اس مخطوطے سے ہم نے جہاں جہاں تقابل کیا متن کے حواشی میں اسے "ش-۱" کے اختصار سے ظاہر کیا گیا ہے، ایسی صورت میں اول الذکر نسخہ، ملاحظہ کیا (۲) کے لیے "ش-۲" کا اختصار استعمال کیا گیا، لیکن بعد میں جب فقط "ش-۲" کو ہی تقابل کے لیے منتخب کر لیا گیا تو علی العموم اختصار فقط ش اختیار کر لیا گیا ہے۔

* نسخہ لندن (۱) بھی ایک مکمل نسخہ ہے جو بالترتیب سوز کی غزلیات، رباعیات، مستزاد، مخمسات بر غزل سودا اور دو مثنویوں پر مشتمل ہے۔ صفحہ اول پر "دیوان میر سوز لکھنوی بزبان اردو" لکھا ہے اور اس کے ساتھ برٹش میوزیم لندن کی مہر ہے جبکہ دوسرے صفحے پر ثبت دو مہریں واضح نہیں ہیں اس کے ساتھ ہی "نہم ربیع الاول ۱۲۶۲ ہجری بجا تنہ رسید۔ دیوانِ میر سوز ۱۷۵ ورق" لکھا ہوا ہے اور ایک تیسری مہر بھی، مندرجہ ذیل شعر پر مشتمل، ثبت ہے ؎

خوش است مہرِ کتب خانۂ سلیمان جاہ
بہر کتاب مزیّن چو نقشِ بسم اللہ

اس کے ساتھ ہی "منشی محمد علی لکھنؤ" دستخط ہیں اور نمبر ۳۱۶ لکھا ہے تیسری مہر سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ "کتب خانۂ سلیمان جاہ" کا خطی نسخہ ہے اور بگمانِ غالب ان مجموعوں میں سے ہے جو بہت اہتمام سے شاہانِ اودھ کے کتب خانوں کے لیے تیار کیے گئے تھے۔ اس نسخے کی کتابت بھی اہتمام سے کروائی گئی ہے جلی نستعلیق میں لکھے ہوئے اس نسخے کا ہر صفحہ حاشیہ سے مزیّن ہے اور ہر غزل

سے پہلے عنوان "غزل" و "لہٗ ایضاً" وغیرہ درج ہے۔ مطلع سرِ دیوان:

دعویٰ بڑا ہے سوز کو اپنے کلام کا　　جو غور کیجیے تو ہے کوڑی کے کام کا

اختتام: تو کیوں [گھبراتا] ہے ہر دم　　وہ تو اپنے من میں سا دم

آخر میں بعد دو مہریں ہیں جو انداز میں ثبت ہیں اور منشی محمد علی کے دستخط بھی یہاں البتہ ان دستخطوں کے ساتھ "منشی محمد علی کا" "داروغہ کتب خانہ آصفی محل" ہونا بھی درج ہے۔

اس مخطوطے کا مجہول الاحوال کاتب نہایت خوش خط لیکن نہایت کم سواد ہے۔ اس نے شعری متن کی کتابت کیا ہے لیکن وہ بہ قول غالب "شعر کے فن سے ایسا بیگانہ ہے جیسے ہم ... اپنے ساتھ دینی سے"[۲۴]۔ ردیف الف کی غزل ردیف نون میں (مثال ص ۶۱) اور ردیف نون کی غزل الف میں (مثال ص ۱۵۴) درج کر دینا اس کے لیے معمولی بات ہے۔ اکثر غزلوں میں (ثانیاً صفحے بڑھانے کے خیال سے) بلا جواز قطع قطع کے الفاظ درج کر کے سطریں بڑھائی گئی ہیں۔ ایسی غزلیں جن میں مطلع ثانی نہیں ان کے دوسرے شعر سے پہلے بھی پوری سطر میں "مطلع ثانی" لکھ دیا ہے (مثال ص ۶۰، ص ۲۷۲ وغیرہ وغیرہ) کتابت کی غلطیوں کا بھی کوئی شمار اور حد و حساب نہیں ہے تاہم بہ اعتبار متن یہ نسخہ بہت اہم ہے اور دیوانِ سوز کے دیگر نسخوں کے مقابلے میں اس میں بہت زیادہ کلام درج ہے اکثر خطی نسخوں کی طرح اس میں بھی بعض غزلوں کی تکرار ہے لیکن ایسی تکرار سے بعض اوقات بعض اہم امور کی وضاحت ہو جاتی ہے مثلاً سوز کی غزل ع

بکتا ہوں میں اگر وہ مہرباں مول لے

اس میں دوبار درج ہے پہلے صفحہ ۲۹۰ پر (واضح رہے کہ صفحات نمبر خود ہمارے اپنے لگائے ہوئے ہیں مخطوطے میں صفحات کے نمبر نہیں ہیں) اور بعد صفحہ ۳۲۹ پر۔ دونوں متون مختلف ہیں۔ توجہ کرنے پر معلوم ہو جاتا ہے کہ پہلا متن نسخہ آرام پور کے مطابق

ہے اور دوسرا متن نسخۂ علی گڑھ کے مطابق؛ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس نسخے کے
مرتب کے پیشِ نظر نسخۂ رام پور اور نسخۂ علی گڑھ (اور یہ دونوں وہی نسخے ہیں جن کی بنیاد پر
اردوئے معلیٰ کے سوز نمبر کا متن تیار کیا گیا) دونوں نسخے رہے یا پھر کوئی ایسا نسخہ جو ان
دونوں نسخوں کے متون کا جامع تھا۔ جہاں تک نسخۂ لندن کے متن میں در آنے والی
کمیوں، کوتاہیوں اور خرابیوں کا تعلق ہے وہ سب اس کے کاتب کی نالائقی، سہولت
پسندی اور کم سوادی کے باعث ہیں۔

* نسخۂ کراچی(۵) اس اعتبار سے دیوانِ سوز کا ایک نہایت اہم مخطوطہ ہے کہ اس
میں شامل غزلیات کے مقطعوں میں بگمانِ غالب رند تخلص کتابت کیا گیا تھا،
یہ دراصل دیوانِ سوز کی تدوین کا ایک نہایت اہم پہلو واضح کرتا ہے۔ میر سوز کے سوانح
میں اس بات کا تذکرہ آیا ہے کہ سوز جب دہلی سے انتہائی غربت، افلاس اور پریشانی
کے عالم میں ہجرت کر کے فرخ آباد گئے تو وہاں انہیں نواب فرخ آباد کے چہیتے
رکنِ دربار مہربان خان رند سے وابستگی کا موقع ملا۔ مہربان خان رند شاعری کا
شائق تھا اس کے دربار سے سودا اور سوز جیسے اساتذہ وابستہ رہے لیکن خود وہ غالباً
موزوں طبع ہی نہیں تھا مصحفی نے تو اسے "شخصی جاہل"[۴۸] قرار دیا ہے جبکہ میر حسن
نے فنونِ لطیفہ سے اس کی دلچسپی ان الفاظ میں ظاہر کی ہے:

"با اہلِ سخن ہمیشہ سرگرمِ سخن و با صاحب ہر فن چون روح در تن"[۴۹]

میر سوز اس کے دربار سے نواب احمد خان بنگش کی وفات (ربیع الاول ۱۱۸۵ھ/
جولائی ۱۷۷۱ء) تک وابستہ رہے جب نواب موصوف کے انتقال کے باعث رند کی
دیوانی ختم ہو گئی۔

رند سے وابستگی کے زمانے میں سوز نے بکثرت رند کو غزلیں لکھ کر دیں، جو رند کی
دیوانی ختم ہونے کے بعد یا تعلقات میں خلل آ جانے کے باعث بعد ازاں انہوں نے اپنے
دیوان میں شامل کر لیں؛ اس پر سعادت خان ناصر نے لکھا ہے کہ:

"اکثر یہی غزلیں میر سوز صاحب کے دیوان میں موجود اور نام رند کا ان میں سے نابود ہونا چاہیے جو چیز بالعوض کی گئی ہو اس کا دعویٰ انصاف سے بعید ہے۔
واللہ اعلم بالصواب"[50]

یہاں ایک امکانی اشکال یہ پیدا ہو سکتا ہے کہ جس زمانے میں سوز، رند کے دربار سے وابستہ تھے اسی زمانے میں رند سے ایسا ہی تعلق سودا کا بھی تھا پھر کیا ضروری ہے کہ دیوان رند کی غزلیں سوز ہی کی ہوں؟ میر حسن نے ترجمہ رند میں لکھا ہے:

"بسیاری کلامش را چون کلام سودا و میر سوز سر بلوچ دیوان خود می انگارد"[51]

قدرت اللہ شوق نے بھی طبقات الشعرا میں ایسا ہی خیال ظاہر کیا ہے

"اکثر اشعار در دیوان او یافتہ شدہ کہ ان را میر سوز نسبت بطرف خود می کند و بعض گویند کہ از مرزا رفیع است، والعلم عند اللہ"[52]

شوق نے کسی قدر ملحقات کی تفصیل بھی دی ہے اور اس کے بعد لکھا ہے:

"علیٰ ہذا القیاس اکثر غزلیات مربوط و مضبوط کہ داخل دیوان اوست آنرا بہ مرزا رفیع و میر سوز وغیرہ نسبت می کنند۔ خداوند، واقعہ از کیست"[53]

اس اشکال کا تجزیہ کیا جائے تو بعض قابل توجہ پہلو سامنے آتے ہیں:

تذکرہ نگاروں نے رند کا انتخاب دیتے ہوئے سوز کے اشعار درج کیے ہیں یہی حال سودا اور سوز کے کلام کا ہے۔ کلیات سودا مرتبہ عبد الباری آسی اور کلیات سودا کے نسخۂ مصطفائی میں متعدد غزلیں ایسی ہیں جو مقطعوں کے مصرعۂ اولیٰ کے علاوہ بتمام و کمال دیوان سوز میں موجود ہیں۔

سودا کے کلام کے ضمن میں نسخۂ جانسن کو سب سے زیادہ مستند مانا جاتا رہا ہے کیونکہ یہ سودا کی زندگی میں کتابت ہوا اس نسخے کی تاریخ کتابت ڈاکٹر شمس الدین صدیقی نے شوال، ذی قعدہ ۱۱۹۴ھ/ اکتوبر ۱۷۸۰ء اور جمادی الآخر ۱۱۹۵ھ/ جون ۱۷۸۱ء کے درمیان قرار دی ہے، میر سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ/ ۹۹-۱۷۹۸ء میں ہوا۔ گویا اس

نسخے کی کتابت کے وقت سوز بھی زندہ تھے۔ کلیات سودا کے جامع و مرتب ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے نتائج تحقیق سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کلام سودا کے ضمن میں،

"نسخہ جانسن تمام نسخوں میں بہتر اور معتبر نسخہ ہے کیونکہ یہ سودا کی زندگی ہی میں اس کی عمر کے آخری حصے میں اس کی ہدایات کے تحت لکھا گیا"[۵۴]

ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کی تحقیق کے بعد یہ نقطہ نظر بھی سامنے آیا ہے کہ نسخہ جانسن بھی تحریفات سے پاک نہیں ہے[۵۵] لیکن اس رائے کو مد نظر رکھ کر بھی اگر کلیات سودا جلد اول کے حصہ اول میں شامل غزلیات کا جائزہ لیا جائے تو جہاں تک ہم نے موازنہ کیا ہے اس میں سوز کی کوئی غزل نہیں ہے۔ تحریفات کے باوجود نسخہ جانسن میں سوز سے منسوب کسی غزل کا نہ ہونا، رند سے منسوب کلام کا سوز ہی سے تعلق ظاہر کرتا ہے، قاضی عبدالودود صاحب نے اپنے ایک مضمون میں ملحقات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ،

"اردو میں سودا کے کلیات مطبوعہ میں میر سوز کی سو سے زیادہ غزلیں داخل ہیں اور ناقدین کرام کلام سودا کی خصوصیات کے بیان میں بے تکلف ان سے کام لیتے رہے ہیں"[۵۶]

قاضی صاحب کے اس بیان کے ساتھ (جس میں ان کے پیش نظر نسخہ جانسن نہیں ہے) انہی کا ایک اور بیان بھی ملاکر دیکھا جائے۔

"دیوان رند کے نسخہ مذکورہ (نسخہ کلکتہ۔ ناقل) کا یہ حال ہے کہ غالباً اس میں ایک شعر بھی ایسا نہیں جو سوز کے کسی نسخہ میں نہ ہو لیکن ایک شعر بھی ایسا نہیں جو کلیات سودا کے کسی معتبر نسخے میں موجود ہو"[۵۷]

ان دونوں باتوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ رند سے منسوب کلام کا تعلق میر سوز سے ہے اور کلیات سودا کے جن نسخوں میں سوز یا رند کا کلام پایا جاتا ہے وہ ناقابل اعتبار ہیں اور نسخہ جانسن میں اور جو ملحقات بھی ہوں کم از کم سودا کے کلام کا کلام سوز سے الحاق نہیں

ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ میر سوز کی کم از کم ایک سو سات غزلیں ایسی ہیں جو کلیات سودا کے نسخوں میں پائی جاتی ہیں لیکن یہ نسخے، نسخۂ رجائسن کے علاوہ ہیں (ان غزلوں کی فہرست ضمیمے میں مندرج ہے)۔

اس ساری تفصیل کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ نسخۂ کراچی[۵۸] کے مقطعوں میں سوز کی جگہ رند کا تخلص درج ہونے اور بعد ازاں اسے مٹا کر اوپر سوز لکھنے کی وضاحت ہو سکے جس کا سلسلہ پہلے صفحے سے صفحہ ۲۶۳ تک جاری رہا ہے صفحہ ۲۶۳ کے بعد بھی مقطعوں میں سے تخلص سوز مٹایا گیا ہے جس کا سلسلہ صفحہ ۳۰۵ تک جاری رہا ہے لیکن مٹائے ہوئے تخلص پر سوز نہیں لکھا گیا۔ اس کے بعد مقطعوں میں واضح طور سے کاتب نسخہ کا لکھا ہوا تخلص سوز موجود ہے۔

یہ نسخہ گیارہ سطری مسطر کے ۴۹۶ صفحات پر مشتمل ہے، ردیف وار غزلیات کے بعد مطلعیات، ایک قطعہ، ایک شعر اور پھر "رباعیات میر سوز صاحب" مستزاد، غزل مستزاد، قطعات، مخمسات، غزل سودا اور آخر میں دو مثنویوں پر مشتمل ہے

نسخے کا کاتب سید میر ہے جس نے ۱۰ جمادی الثانی ۱۲۴۵ھ/۷ دسمبر ۱۸۲۹م میں کتابت کی۔ ترقیمے کی عبارت درج ذیل ہے:

"تمت تمام شد کار من نظام شد کاتب الحروف احقر العباد سید میر عفی اللہ عنہ تحریر فی التاریخ عشر جمادی الثانی روز سہ شنبہ ۱۲۴۵ ہجری

ہر کہ خواند دعا طمع دارم — زانکہ من بندۂ گنہگارم"

* نسخۂ دہلی[۵۹] ترشدہ اور نسخۂ رام پور[۶۰] دونوں کا متن اردوئے معلیٰ کے میر سوز نمبر میں شائع کیا گیا تھا۔ ہم نے تدوین متن میں اسے بھی پیش نظر رکھا، اردوئے معلیٰ کے سوز نمبر کے تحت تفصیلی تعارف گزشتہ سطور میں کرایا جا چکا ہے۔

* نسخۂ دنیز: چونکہ ہندوستان کے مختلف کتب خانوں میں موجود متعدد خطی نسخوں کا جامع ہے اس لیے ہم نے متن کی تیاری میں اس سے استفادہ کیا۔ اس کا مفصل تعارف ہم پہلے پیش کیا جا چکا ہے۔

* نسخۂ عجیبہ و غریبہ الموسوم بہ دیوانِ سوز(۲۴) اپنی قدامت اور دیوانِ سوز مرتبہ حسرت موہانی(۲۵) حسرت کا انتخاب ہونے کے باعث اہم ہیں۔

* اپنی اس تحقیق کے دوران میں ہمیں ایک نادر بیاض بھی دستیاب ہوئی جسے ہم نے اس کے جامع شہاب بیگ کے نام کی رعایت سے 'بیاضِ شہاب بیگ' کا نام دیا ہے۔ یوں تو بیاضوں کا معاملہ خاصا نازک ہوتا ہے لیکن سوز کی حد تک ہم نے تقابلی مطالعوں سے اس بیاض کو خاصا قابلِ اعتماد پایا ہے بلکہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیاض حسرت موہانی کے زیرِ مطالعہ رہی ہے اور حسرت موہانی نے انتخابِ سخن میں سوز کا جو انتخاب پیش کیا ہے وہ اسی بیاض سے لیا گیا ہے کیونکہ کلامِ سوز کی مروّجہ صورتوں سے انتخابِ سخن میں جہاں جہاں اختلافات ہیں وہ تمام اسی بیاض کے اختلافات ہیں۔ یہ بیاض پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں شمارہ SU I VII / 3699 کے تحت محفوظ ہے۔ 8.5 x 6.5 سائز کے دبیز کاغذ پر لکھی ہوئی اس ضخیم بیاض میں نیاز، سودا، حسن، امیر خسرو، قدسی اور میر سوز کے کلام کا انتخاب شامل ہے۔ ہر شاعر کے انتخاب کے صفحات پر الگ نمبر ہیں۔ میر سوز کا انتخاب ۳۶ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ دیوانِ نیاز فارسی (۷۹ صفحات) دیوانِ نیاز اردو (۳۶ صفحات ابتدائی دو صفحے غائب) دیوانِ سودا (۲۹۲ صفحات۔ اس میں فارسی اور اردو کا ملا جلا کلام شامل ہے) صفحہ ۷۹ پر اردو کا ایک شعر، صفحہ ۸۰ بھی اردو میں ہے صفحہ ۸۱ خالی اور صفحہ ۸۲ پر پھر اشعار اردو میں ہیں صفحہ ۲۹۱ پر مومن کی اردو غزل صفحہ ۲۹۲ پر قدسی کی فارسی غزل صفحہ ۲۹۴ پر کبت اور صفحہ ۲۹۵ پر امیر خسرو کا فارسی کلام ہے۔

بیاض ۱۲۷۳ھ کی مکتوبہ ہے جیسا کہ انتخاب سوز کے ترقیمے کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے:

"بتاریخ ۲۹ شہر صفر المظفر ۱۲۷۳ ہجری یوم پنجشنبہ بمقام گوگرالی راجگڑھ ...... از دست فقیر حقیر شہاب بیگ باختتام رسید"

یہ بیاض شہاب بیگ کی تحریر و مملوکہ ہے جو بعد ازاں محمد عالمگیر بیگ کے پاس آئی جن نے اس پر اپنی مہر ۱۲۷۶ھ (۱۸۵۹-۶۰ء) ثبت کی

ان ماخذ کے علاوہ جہاں تک تذکروں میں مندرج انتخابات کلام کا تعلق ہے تو ہمیں ان کی اہمیت سے انکار نہیں بلکہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ "میر کے نکات الشعرا سے لے کر بھوپال کے سید علی حسن خان کے بزم سخن تک جو بیشتر چھپا سے تذکرے اب تک دستیاب ہو چکے ہیں اپنی تمام ترخرابیوں کے باوجود یہ تذکرے تاریخ ادب اردو کا اہم ترین ماخذ ہیں[59]"۔ لیکن انہی تذکروں میں جہاں شیخ ظہور اللہ ظاہر ایسے شاعر عدم سے وجود میں آ گئے ہیں[60] وہاں اشعار کے متن کی حالت بھی کچھ قابل رشک نہیں ہے بلکہ بقول رشید حسن خان: "بیشتر مطبوعہ تذکروں میں اشعار کے متن کا حال سب سے زیادہ سقیم ہے[61]"۔ تاہم، ہم نے تذکروں کو کلیتاً نظر انداز نہیں کیا، کلاسیکی شعرا کے باب میں ایسا کیا جانا ممکن ہی نہیں۔ سوانح کی ترتیب کا تو انحصار ہی تذکروں کی فراہم کردہ معلومات پر البتہ متن میں جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں تذکروں کے متن کی طرف اشارہ کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ہم نے تذکروں کی مدد سے سوز کی غزلوں کا زمانۂ تخلیق دریافت کرنے کی کوشش بھی کی ہے لیکن اس میں صرف وہی تذکرے ہمارے معاون ہو سکتے تھے جو سوز کی زندگی میں لکھے گئے۔

سوز کے حین حیات لکھے جانے والے تذکروں میں سوز کا جو منتخب کلام درج ہے وہ یقیناً تالیف تذکرہ سے پہلے کا ہے چنانچہ ہم نے ایسی غزلوں کے حواشی میں جو سوز کے حین حیات لکھے جانے والے تذکروں میں شامل ہیں متعلقہ تذکرے کے سنہ تالیف

یا اس میں ہونے والے اضافوں کے آخری سال کو بنیاد بناتے ہوئے اس میں مندرج غزلیات
سوز سے متعلق لکھ دیا ہے کہ یہ غزل فلاں سنہ سے پہلے کی ہے مثلاً میر کا نکات الشعرا،
۱۱۶۵ھ/ کی تالیف ہے اس میں میر کا انتخاب کردہ شعر سوز نے یقیناً ۱۱۶۵ھ
سے قبل کہا ہوگا چنانچہ ہم نے اس کے حاشیے میں صراحت کردی ہے کہ اس کا زمانۂ تخلیق
قبل از ۱۱۶۵ھ/ ہے اسی طرح سوز کی زندگی کے بعض واقعات اور بعض خارجی
احوال و کوائف، جن کی طرف ان کے کلام میں اشارے ملتے ہیں، کو بنیاد بنا کر جن غزلوں
کے زمانۂ تخلیق کو متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے جیسے مہربان خان رند سے توسل
آصف الدولہ سے وابستگی، میر مہدی کی وفات، آصف الدولہ کی وفات وغیرہ واقعات۔

دیوانِ سوز کی تدوین کے لیے ہمارے پیش نظر دو راستے تھے ایک یہ کہ دیوانِ سوز کے
کسی ایک مخطوطے کو اساسی نسخہ قرار دے کر دیگر نسخ کے اختلافات پاورق میں درج
کر دیے جائیں دوسرا یہ کہ جملہ دستیاب نسخوں کی مدد سے ایک معیاری متن تیار کیا جائے
پہلا راستا نسبتاً آسان اور دوسرا دشوار لیکن مفید تھا ہم نے دوسرے راستے کو اختیار
کیا لیکن اس تجربے سے گزرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ متن کی تدوین میں
معیاری کا لفظ ایک اضافی اصطلاح کی حیثیت رکھتا ہے اس لیے کہ معیاری متن کی ترکیب
سے مقصود اس متن کی دریافت ہے جو مصنف کا تھا اور مصنف کے متن کا تعین
کرنے کے لیے جہاں شواہد و نظائر ساتھ چھوڑ دیں مدوّن کو قیاس سے کام لینا
پڑتا ہے اور قیاس خالصتاً ایک ذوقی چیز ہے اور اذواق میں کس قدر اختلاف
ہوتا ہے یہ معلوم ہے۔

ہم نے چند برس پیشتر یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ ایک مدوّن کو R.W. CHAPMAN.
کی یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہیے کہ "قیاسی تصحیح مدوّن کا پہلا نہیں آخری فرض ہے"
(مشارہ تدوین: معیاری اسلوب کی تلاش در رسالہ تحقیق ۱۰-۱۱ سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۶ء ص ۱۹۱) کسی اور کی بابت
تو نہیں ہم اپنی بابت یہ بات پورے اطمینان سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے اس بات پر سب

سے زیادہ عمل کیا ہے اور کسی بھی مرحلے پر تدوین کے باب میں اس قول زرّیں کو فراموش
نہیں کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہماری تدوین کن اصولوں کی پابند رہی ان کی وضاحت بھی ضروری ہے:

دیوان میر سوز کے وہ حصے جو میر سوز کے خود نوشتہ انتخاب (نسخۂ میر سوز)
میں موجود تھے انھیں تو سوز کے خطی نسخے کی روشنی ہی میں مرتب کیا گیا اس لیے ان حصوں
کی صحت اور منشائے مصنف سے قرب میں کلام نہیں۔ بہت کم ایسا ہوا کہ ہم نے سوز کے
نوشتے سے اختلاف کیا سوائے ایسی صورت کے جہاں سہو قلم واقع ہوا ہو، ہم
نے سوز کے نوشتہ متن کو برقرار رکھا

دشوار تر مرحلہ متن کے اس بڑے حصے کی تدوین کا تھا جو سوز کے انتخاب میں موجود
نہیں۔ سوز کا دیوان چونکہ بکثرت نقل در نقل کے عمل سے گزرا ہے اس لیے اس کا
خواب متن پریشان ہو کر رہ گیا ہے ایک ہی مصرعے کی کئی کئی صورتیں اور ایک
غزل کے کئی کئی روپ تیار ہو چکے ہیں۔ ہم نے رنگ بدلتے مصرعوں اور روپ
بدلتی غزلوں کو مدوّن کرنے کے لیے سوز کے اسلوب، مزاج اور روشِ اصلاح سے
آشنائی حاصل کی اور رنگ رنگ متون میں سے حتی المقدور سوز کے مزاج کے مطابق متن دریافت
کیا۔ ایسے میں ہمیں خود اپنے مذاق کے خلاف بھی چلنا پڑا کیونکہ تدوین کے کام میں
اصلاً مصنف کے مزاج ہی کی اہمیت ہے، مدوّن تو محض اس کا احیا کرنے والا ہے
اصلاح کرنے والا نہیں۔ ایسے مقامات جہاں ہم سوز کے مزاج و مذاق کا تعین نہیں
کر پائے وہاں ہم نے اپنے پیشِ نظر موجود خطی نسخوں میں سے قدیم تر کا لحاظ کیا۔
چونکہ مختلف نسخوں میں غزلوں کی تعداد مختلف ہے اور ایک ہی غزل بعض اوقات
دو بعض اوقات چار بعض اوقات تمام نسخوں میں موجود ہے اور بعض اوقات ایک
غزل کے اشعار کی تعداد کی بھی یہی صورت ہے یعنی کسی نسخے میں غزل چار اشعار پر مشتمل ہے
کسی میں چھ اور کسی میں سات اشعار پر، اس لیے ہم کسی ایک نسخے کو تمام کلام کے
حوالے سے اقدم قلمی نسخہ قرار نہیں دے سکتے۔ ہر غزل بلکہ بعض اوقات ہر شعر کے لیے

اقدم قلمی نسخہ بدل جاتا رہا ہے

اس طرح ہم کوئی دعویٰ تو نہیں کر سکتے، اور علمی و تحقیقی کاموں میں دعویٰ کیا ہی کب جا سکتا ہے؟ البتہ یہ ضرور کہہ سکتے ہیں دیوان سوز کو منشائے مصنف کا اتنا قریب شاید پہلے نہیں ملا جتنا اب حاصل ہو رہا ہے کیونکہ ہم سے قبل کی جانے والی کوششوں میں مرتبین کے پیش نظر بیک وقت وہ تمام نسخے نہیں رہے جنھیں حاصل کرنے میں ہم کامیاب ہوئے خاص طور سے میر سوز کا خود نوشتہ انتخاب جو ہم سے پہلے کسی مدوّن نے نہیں دیکھا جس سے دیوان سوز کی تدوین کے راہ نما اصول متعیّن ہوتے ہیں۔

آخر میں املا سے متعلق چند گزارشات

اردو میں املا کے مسائل یوں ہی بہت پیچیدہ ہیں اور جب کسی کلاسیکی متن کی تدوین کا سوال ہو تو یہ پیچیدگیاں اور بڑھ جاتی ہیں ہم نے تدوین میں مخطوطوں کے املا کی پیروی کی بجائے جدید روش املا کو اختیار کیا ہے سوائے ان مقامات کے جہاں جدید املا کو اختیار کرنے سے شعر کے وزن یا مصنف کے تلفظ میں خلل آتا تھا ۔۔۔ اردو میں جدید روش املا کون سی ہے؟ یہ بھی ایک نزاعی مبحث ہے ۔۔۔ جدید معیاری املا وہ ہے جس کی سفارش ڈاکٹر عبد الستار صدیقی مرحوم نے کی تھی یا وہ جو رشید حسن خان تجویز کرتے ہیں یا وہ جو املانامہ (مرتبہ گوپی چند نارنگ) میں بتایا گیا ہے؟

ہم نے بالعموم املانامہ کی سفارشات کو مدّ نظر رکھنے کی کوشش کی ہے پھر بھی جہاں عادت سفارش پر غالب آگئی ہے اس کے لیے ہم عذر خواہ ہیں، البتہ یہ وضاحت ضروری ہے کہ ذال معجمہ کے باب میں ہم نے "گذشتن" "گذاشتن" اور "پذیرفتن" کے مصادر میں سے پذیرفتن کے مشتقات کو بعض خاص الفاظ (ذی، ذو، ذرا، ذرہ، ذات، آذر (آگ) ذم وغیرہ) کے اضافہ کے ساتھ ذال معجمہ سے لکھا ہے اور بس۔

سوز کے جملہ مختاراتِ املائی کو ہم نے اختیار نہیں کیا البتہ ان کے تلفظ سے سرِ مو انحراف نہیں کیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ سوز لہجے کو املا کا حق بناتے ہیں مثلاً علامت فاعلی 'نے' کو وہ اپنے لہجے کے مطابق 'نیں' لکھتے ہیں ہم نے جب ان کے کلام کو جدید املا میں پیش کرنے کا فیصلہ کیا تو ہمیں ان کی اس روشِ املا سے بھی انحراف کرنا پڑا۔ کلاسیکی متون کی تدوین میں مصنف کے مختاراتِ املائی پر، ہمارے خیال میں مدعا و مضمون کو ترجیح دی جانی چاہیے۔

جہاں تک سوز کے تلفظ کا معاملہ ہے تو باوجودیکہ سوز کا شمار اساتذہ میں ہوتا ہے اور ان کا کلام مستند مانا گیا ہے تاہم ان کا تلفظ بعض مقامات پر انحرافات سے پاک نہیں۔ اس کا سبب ظاہراً یہی ہے کہ انھوں نے بول چال کی عام زبان کو اختیار کیا ہے اور اسی میں مضمون پیدا کیا ہے۔ چنانچہ ان کے ہاں بعض عامیانہ الفاظ کا استعمال اور ساکن الاوسط میں تسکین الاوسط سے انحراف ان کے ہاں موجود ہے مثلاً نذر کو وہ بفتح ذال صحیح بھی باندھتے ہیں

گر دل طلبوں کی یاں کچھو قدر ہے — حاضر ہے یہ دل لیجے نذر ہے

(غزل کے دیگر قوافی جگر، کدھر، خطر وغیرہ ہیں، قدر کو بھی متحرک دال باندھا ہے)

دل لے چلا ہوں اب تو نذر میں برائے دوست — سو جان سے ہو تو کیجئے دل سے فدائے دوست

نہ رو رو کے کچھو میں نے تر کی ہیں آنکھیں — یہ دھو دھو کے تیری نذر کی ہیں آنکھیں

اس کے ساتھ ساتھ وہ اسے بسکون الاوسط بھی باندھتے ہیں مثلاً

جو دل نذر لے جاؤں ٹھوکر سے مارے

مرا دل ہے قربان اس بے دل کا

اسی طرح وہ بعض مقامات پر درمیانی حرف کی حرکت کو سکون سے بدل دیتے ہیں۔ اس باب میں ان کا اور سید انشا کا موقف ایک ہی معلوم ہوتا ہے۔

لفظ کے درمیان میں آنے والی 'ی' کو الف سے مخلوط کر دینے کی روش

بھی بہت عام ہے یعنی میاںؔ کو وہ اکثر صورتوں میں بروزن ماںؔ باندھتے
ہیں۔ اسی طرح ان کے ہاں ملفوظہ اکثر مخلوط ہو گئی ہے مثلاً یہاں، وہاں = یاں
واں، بہت سے متروک الفاظ جو اب متروک ہو چکے ہیں لیکن سوز کے زمانے
میں فصیح زبان کا حصہ تھے ان کے کلام میں بکثرت موجود ہیں مثلاً ٹک، سوں
تجھ، مجھ، مستی، سیتی، کنے، نپٹ، پیگا، جاگہ، ٹک، نرباہ، لڑھ پڑھ،
میاں جان، دُر ہو، جیب اس کے، اٹکل (اٹکلکر) کھلاؤ (کھرو) لاگا
پونچنا (پہنچنا) وغیرہ وغیرہ لیکن یہ فہرست ان متروکات سے زیادہ نہیں ہے
جو میرؔ و سوداؔ کے کلام میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اور اس نوع کے تمام متروکات
اور ایسے تمام مقامات جہاں حرکت کھنچ کر حرفِ علّت میں بدل گئی ہے (مثال:
پہنچا سے پہونچا) یا جہاں حرفِ علّت گھٹ کر حرکت رہ گیا ہے (مثال اوپر سے
اُپَر) علی حالہٖ قائم رکھے گئے ہیں اور ظاہر ہے تدوین میں ان کی تبدیلی کا کوئی
جواز سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔ یہی حال تذکیر و تانیث میں ہمارے آج کے
بلکہ بعض صورتوں میں خود سوز کے دور کے اسالیب سے مختلف طریقوں اور ہم
مخرج یا قریب المخرج قوافی کا ہے جن کا استعمال سوز کے ہاں یہاں وہاں
پایا جاتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ میرزا محمد تقی — ذکر میر مرتبہ و مترجمہ: نثار احمد فاروقی
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۹۶ء ص ۷۳

۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر — تاریخ ادب اردو
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۸۷ء ج دوم ص ۷۹۹

۳۔ آزاد، محمد حسین — آب حیات، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۵۷ء ص ۱۹۴

۴۔ میر حسن کے الفاظ یہ ہیں:

طرز ادا شیوہ ملک اوست و خواندن اشعارش از زبان او نیکوست از خواندنش چنان خوب می نماید کہ در گفتن نمی آید

تذکرہ شعرائے اردو مرتبہ محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی۔ دہلی: انجمن ترقی اردو ۱۹۴۰ء ص ۸۸

۵۔ مصحفی نے لکھا ہے:

بطرز خود استاد است و در شعر خواندن شعرش دیگری را کم یار۔

تذکرۂ ہندی مرتبہ مولوی عبدالحق
اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ء ص ۱۱۱

۶۔ یکتا، احمد علی خان — دستور الفصاحت مرتبہ امتیاز علی خان عرشی
رام پور: ہندوستان پریس ۱۹۴۳ء ص ۵۱

۷۔ شاہ کمال — مجمع الانتخاب ورق ۵۰۳ ب
در اردوئے معلّٰی میر سوز نمبر
دہلی: دہلی یونیورسٹی ج ۴، ش ۷-۶، ص ۵۷۷

8 J. F. BLUMHARDT. M.A.

CATALOGUE OF THE HINDUSTANI MANUSCRIPTS IN THE LIBRARY OF THE INDIA OFFICE.

LONDON: OXFORD UNIVERSITY PRESS 1926 P. 75

9,10 ALI BIN AHMAD, HAJI.

CATALOGUE OF URDU MANUSCRIPTS IN THE LIBRARY OF THE INTERNATIONAL INSTITUTE OF ISLAMIC THOUGHT AND CIVILIZATION.

KUALA LUMPUR, ISTAC 1994, P 138, 139

۱۱۔ سردار احمد خان۔ ڈاکٹر — مقالہ میر سوز در رسالہ "تحقیق" شمارہ ہفتم، جام شورو شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۳ء ص ۱۹۳

۱۲۔ فاروقی، خواجہ احمد (مرتب) — اردوئے معلّٰی میر سوز نمبر ص ۶۱

۱۳۔ مشفق خواجہ — جائزۂ مخطوطات اردو، لاہور: مرکزی اردو بورڈ ۱۹۷۹ء جلد اول ص ۵۵۴

۱۴۔ عابد امام زیدی (مرتب) — فہرست مخطوطات اردو۔ خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری بانکی پور پٹنہ، کلکتہ: بپٹسٹ پریس ۱۹۶۲ء جلد اول ص ۸

۱۵ تا ۱۷۔ نصیر الدین ہاشمی (مرتب) — کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست، حیدر آباد دکن: ۱۹۵۷ء صفحات ۴۲۰ — ۴۲۲

۱۸۔ فاروقی۔ خواجہ احمد (مرتب) — کتب خانہ سالار جنگ میں دیوان سوز کا ایک نسخہ (تعارف) در اردوئے معلّٰی محولہ بالا ص ۵۶، ۵۷

۱۹. نصیرالدین ہاشمی — اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (کتب خانۂ آصفیہ) کے
تا
۲۱
اردو مخطوطات

حیدرآباد دکن ۱۹۶۱م جلد اول ص ۲۷

۲۲- زور محی الدین قادری ڈاکٹر — تذکرہ اردو مخطوطات (مخزونہ ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن)

حیدرآباد دکن ۱۹۵۱م ج ۲ ص ۱۱۵

۲۳- یہ نسخے اس وقت تک محفوظ تھے جب تک شاہان اودھ کے کتب خانے محفوظ تھے

SPRENGER, A : A CATALOGUE OF ARABIC, PERSIAN AND HINDUSTANI MANUSCRIPTS OF THE LIBRARIES OF THE KINGS OF OUDH VOL. I CALCUTTA 1854 P. 638

۲۴ تا ۲۶ — ان تینوں نسخوں کی اطلاع اسپرنگر سے ہم تک پہنچی ہے۔ اسپرنگر نے تفصیلات فراہم نہیں کیں — ص ۶۳۸

۲۷. اسپرنگر: محولۂ بالا ص ۶۳۸

۲۸. شمار ۲۵ تا ۳۰

احمد علی زیدی سید — سندھ میں اردو مخطوطات

لاہور: مرکزی اردو بورڈ ۱۹۶۹م ص ص ۲۷ تا ۳۱ و ۴۷

ہم نے اس کتاب کے مندرجات سے متعلق تحقیق کی تو معلوم ہوا (بقول مشفق خواجہ صاحب) کہ اس کتاب میں بعض فوٹو سٹیٹ نقول کو بھی مخطوطوں کے طور پر شمار کر دیا گیا ہے اور فاضل زیدی صاحب کے کتب خانے کے بعض مشمولات بھی مشکوک ہیں۔ افسوس ہے کہ فاضل زیدی صاحب انتقال فرما چکے ہیں اور ہم ان کا کتب خانہ دیکھنے یا اُن کی بارے میں ان کی رائے جاننے سے محروم ہیں — ۱۲

J. F. BLUMHARDT M.A. -۲۹

CATALOGUE OF THE HINDUSTANI MANUSCRIPTS

P. 75

۳۰۔ ظہور علی (مرتب) فہرس کتب قلمی و مطبوع کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی مع کتب کالج فورٹ ولیم یعنی مدرسہ انگریزی شہر کلکتہ کہ بہ نقل و تحویل درین کتب خانہ رسیدہ
مطبع نشاط، ۱۳ شعبان ۱۲۵۲ھ/ ۱۳ نومبر ۱۸۳۷ء
ص ۱۶۶

۳۱ ' ۲۲ سردار احمد خان ۔ ڈاکٹر مقالہ میر سوز ص ۱۹۷، ۱۹۸

۳۲۔ اسپرنگر محولہ بالا ص ۶۳۸

۳۳۔ دیوان سوز نول کشور: احسن المطابع ۱۹۰۵ء

۳۵۔ حسرت موہانی انتخاب سخن
لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۳ء

۳۶۔ لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۳ء

۳۷۔ دہلی: اردو اکادمی ۱۹۹۱ء

۳۸۔ نیاز فتح پوری انتقادیات (حصہ اول و دوم یکجا)
کراچی: حلقۂ نیاز و نگار ۱۹۹۶ء ص ۲۲۴

۳۹۔ اردوئے معلّٰی میر سوز نمبر ص ۴

۴۰۔ محولہ بالا ص ۵

۴۱۔ ایضاً ص ۶۱

۴۲۔ ارتضیٰ کریم۔ ڈاکٹر (مرتب) انتخاب کلام میر سوز ، دہلی: اردو اکادمی ۱۹۹۱ء ص ۲۳

۴۳۔ گوہر نوشاہی۔ ڈاکٹر اردوئے معلّٰی کا میر سوز نمبر در ماہنامہ قومی زبان کراچی

مارچ ۱۹۶۷ء ج ۳۰ ش ۲ ص "ادبی زاویے"

اسلام آباد، مجلس فروغ تحقیق ۱۹۹۳ء ص ۵۷، ۵۸

۴۴۔ مکتوب ڈاکٹر مختار الدین احمد بنام زاہد منیر عامر از علی گڑھ مورخہ ۲۵ رمئی ۱۹۹۲ء

۴۵۔ عبدالودود، قاضی سودا اور آبِ حیات در نیا دور لکھنو شمارہ اگست ۱۹۶۲ء ص ۴۰

۴۶۔ گیان چند، ڈاکٹر تحقیق کا فن، لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۹۰ء ص ۴۷۰

۴۷۔ مرزا غالب نے یہ جملہ ایک وقیدے کے ممدوح کے حوالے سے ہرگوپال تفتہ کے نام ایک خط میں لکھا ہے۔ ۱۲

۴۸۔ مصحفی، غلام ہمدانی تذکرۂ ہندی مرتبہ عبد الحق اورنگ آباد (دکن) انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ء ص ۱۰۶

۴۹۔ میر حسن، تذکرہ شعرائے اردو مرتبہ حبیب الرحمٰن شروانی دہلی: انجمن ترقی اردو ۱۹۴۰ء ص ۷۵

۵۰۔ ناصر سعادت خان خوش معرکۂ زیبا مرتبہ مشفق خواجہ لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء جلد اول ص ۲۱۵

۵۱۔ میر حسن محولہ بالا ص ۷۵

۵۲۔ شوق، قدرت اللہ طبقات الشعرا مرتبہ نثار احمد فاروقی لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۸ء ص ۴۸۵

۵۳۔ شوق، قدرت اللہ محولہ بالا ص ۴۸۸

۵۴۔ شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر مستعملہ مخطوطات کی تفصیلات در کلیاتِ سودا از مرزا محمد رفیع سودا لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۲ء ج اول ص ۱۷

۵۵۔ نسیم احمد، ڈاکٹر سودا کا ایک قلمی دیوان در نقوش، لاہور: ادارہ فروغ اردو ۱۹۹۱ء ش ۱۳۹ ص ۳۱۹

۵۶۔ عبد الودود، قاضی — اصولِ تحقیق (مقالہ) مشمولہ "اردو میں اصولِ تحقیق" مرتبہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۸ء ج دوم ص ۲۲

۵۷۔ عبد الودود، قاضی — کلیاتِ سودا کا پہلا مطبوعہ نسخہ در 'سویرا'۔ ۲۹ لاہور: سویرا آرٹ پریس (۱۹۶۱ء) ص ۵۵

۵۸۔ نسخۂ کراچی سے متعلق مزید تفصیلات ہم اپنے مضمون "دیوان میر سوز کا نسخہ کراچی" مطبوعہ خدا بخش لائبریری جرنل پٹنہ شمارہ ۸۰۔۸۰ (۱۹۹۲ء) میں پیش کر چکے ہیں صفحات ۱۸۵ تا ۱۹۶

۵۹۔ خلیق انجم، ڈاکٹر — ہندوستان میں اردو تحقیق اور تدوین کا کام مشمولہ "اردو میں اصولِ تحقیق" مرتبہ ایم سلطانہ بخش، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۸ء ج دوم ص ۲۲۳

۶۰۔ اس شاعر کے خلق کیے جانے کا حال مشفق خواجہ نے یوں بیان کیا ہے:

"سرور نے ظہور اللہ ظہور نام کے ایک شاعر کا ذکر کیا ہے (عمدہ منتخبہ ص ۴۱۵) اور انتخاب کلام کے طور پر جو شعر لکھا ہے وہ رشید سنگھ ظہور کا ہے جو گلزار ابراہیم (ص ۳۱۹) میں اسی شاعر کے نام سے موجود ہے سرور نے غلط فہمی کی بنا پر شاعر کا نام رشید سنگھ کی بجائے ظہور اللہ لکھ دیا۔ ناصر نے نام تو یہی رہنے دیا شروع میں شیخ کا اضافہ کیا اور تخلص ظاہر لکھ دیا اس طرح، شیخ ظہور اللہ ظاہر ایک نیا شاعر بن گیا"

مشفق خواجہ — تحقیق نامہ لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۱۹۹۱ء ص ۲۴۸

۶۱۔ رشید حسن خاں — حوالہ اور صحتِ متن مشمولہ اردو میں اصولِ تحقیق محولہ بالا جلد دوم ص ۱۴۵

سوانح: سید محمد میر سوز

میر حسن[1] کے مطابق میر سوز کا سلسلۂ نسب حضرت قطب عالم گجراتی سے ملتا ہے حضرت سید برہان الدین قطب عالم گجراتی [۱۲؍ رجب المرجب ۷۹۰ھ / اگست ۱۳۸۸ء — ۸۵۷ھ / ۱۴۵۳ء] مشہور صوفی بزرگ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت (ولادت: شعبان ۷۰۷ھ / فروری ۱۳۰۸ء) کے پوتے تھے، ان کے بزرگ کسی زمانے میں بخارا سے ترک وطن کر کے ملتان پہنچے جہاں سے حضرت قطب عالم سلطان احمد شاہ (حاکم گجرات) کے زمانے میں گجرات تشریف لائے[2] انہی کی نسل میں میر سید ضیاء الدین بخاری پیدا ہوئے۔ سید ضیاء الدین بخاری کے زمانہ میں ان کا خاندان گجرات سے دہلی آ چکا تھا[3] سید ضیاء الدین بخاری علوم مذہبی سے شغف رکھنے والے خدا رسیدہ بزرگ تھے[4] محمد حسین آزاد نے انہیں تیر اندازی میں بھی صاحب کمال بتایا ہے[5] ان کا قیام قرادل پورہ دہلی میں تھا[6] جسے اب قرول باغ کہتے ہیں۔ یہی سید ضیاء الدین بخاری ہیں جن کے ہاں بہ اتفاق اکثر اہل تذکرہ میر سوز کی ولادت ہوئی صرف محمد یحییٰ تنہا نے سید ضیاء الدین بخاری کو سوز کے دادا بتایا ہے[7] لیکن اس بات کی کوئی اصل نہیں اور محمد یحییٰ اس رائے میں تنہا ہیں۔

صاحب طور کلیم کے مطابق میر سوز دہلی میں پیدا ہوئے[8] اور یہیں ان کی نشو و نما ہوئی

میر سوز کا پورا نام مردان علی خان مبتلا[9] نے، میر سید محمد۔ مرزا علی لطف[10] نے سید میر، شاہ کمال[11] اور سعادت خان ناصر[12] نے میر محمد۔ احمد علی

خان یکتا[۱۳] نے شاہ میر محمد اور محسن لکھنوی[۱۴] نے میر محمدی لکھا ہے، دور جدید میں صرف ڈاکٹر محی الدین قادری زور نے اردو شاعری کا انتخاب[۱۵] میں محسن کی طرح میر محمدی سوز لکھا ہے جس پر رشید حسن خان نے اظہار تعجب کرتے ہوئے اسے "نئی بات[۱۶]" قرار دیا ہے، ڈاکٹر زور نے ہندوستانی مخطوطات کی جو فہرستیں مرتب کی ہیں ان کی جلد دوم میں دو ایسے قلمی نسخوں کا اندراج ہے جن کے مصنف کا نام میر محمدی سوز[۱۷] ہے غالباً انھیں اسی نام سے اشتباہ ہوا ہے جبکہ خود انکی کی مرتبہ مذکورہ فہارس میں میر سوز کا ذکر بھی کئی بار آیا ہے[۱۸] بلکہ جلد چہارم کے صفحہ ۳۵ پر تو ڈاکٹر صاحب نے ایک بیاض کے ضمن میں سوز کا پورا نام سید محمد میر سوز بھی نقل کیا ہے، در حقیقت یہی سوز کا درست اور مکمل نام ہے جس کی تصدیق اکثر تذکروں اور سوز کے خود نوشتہ انتخاب پر ان کے دستخطوں سے ہوتی ہے"

[رک: عکسِ تحریر]

سید محمد میر سوز کی تاریخ ولادت کسی تذکرے میں مذکور نہیں البتہ ان کا سنہ وفات[۱۹] ان کے معاصرین: جرأت اور شاہ کمال کے کہے ہوئے قطعات تاریخ وفات میں محفوظ ہے؛ "داغ اب سوز کا لگا دل کو" اور گفت تاریخِ سوز سوخت دلم سے سوز کا سنہ وفات ۱۲۱۳ھ / ۹۹-۱۷۹۸ معلوم ہو جاتا ہے، درست سنہ وفات کے ساتھ اگر عمر کا بھی صحیح اندازہ ہو تو سنہ ولادت تک بہ آسانی پہنچا جا سکتا ہے لیکن سوز کی عمر کے بارے میں خاصے مختلف بیانات پائے جاتے ہیں،

- محمد حسین آزاد نے ان کی عمر ستر برس قرار دی ہے[۲۰]
- مصحفی کا بیان ہے کہ: "عمرش از ہفتاد متجاوز خواہد بود"[۲۱]

بینی نرائن جہان،[25] سعادت خان ناصر،[24] عبدالغفور خان نسّاخ[23] اور مرزا الحسن خان،[22] ان کی عمر اسّی (۸۰) برس قرار دیتے ہیں۔

ان مختلف بیانات میں حقیقت کہاں چھپی ہوئی ہے؟ یہ جاننے میں مجمع الانتخاب کا ایک اقتباس ہماری مدد کر سکتا ہے۔ سوز کے ایک دوست شاہ کمال نے اپنے تذکرے کے ترجمۂ سوز میں لکھا ہے:

"سوز دہ سال ملاقات از فقیر در لکھنؤ ماندہ۔ عمرش از ہشتاد متجاوز خواہد بود۔ از مرزا رفیع السودا مرحوم و مغفور یک سال در عمر زیاد بودند۔ بفقیر اکثر می فرمودند۔ عرصہ شش سال می شود کہ از عالم فانی بعالم جاودانی ودیعتِ حیات سپردہ"[26]

اس اقتباس سے سوز کے بارے میں بعض بہت اہم اطلاعات فراہم ہوتی ہیں:

(i) سوز انیس برس تک لکھنؤ میں رہے

(ii) سوز کی عمر اسّی برس سے زیادہ ہوئی

(iii) سوز مرزا رفیع سودا سے عمر میں ایک سال بڑے تھے

(iv) مجمع الانتخاب میں ترجمہ سوز کے اندراج کے وقت ان کی وفات پر چھ برس بیت چکے تھے۔

سب سے پہلے سب سے آخری اطلاع: مجمع الانتخاب اپنے مؤلف کی صراحت اور مصرعِ تاریخ "جنگ اشعار و مجمع ابیات" کے مطابق ۱۲۱۸ھ/ ۴-۱۸۰۳ میں لکھا گیا۔[27] سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ/ ۹-۱۷۹۸ میں ہوا گویا مجمع الانتخاب میں سوز کا ترجمہ لگ بھگ ۱۲۱۹ھ/ ۵-۱۸۰۴ میں داخل کیا گیا

جہاں تک تیسرے نکتے کا تعلق ہے تو بظاہر اس کی مدد سے سوز کا سال ولادت بہت آسانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے لیکن درحقیقت ایسا کرنا دشوار ہے اس لیے کہ سودا کی تاریخ ولادت کے سلسلہ میں بہت زیادہ اختلاف رائے

پایا جاتا ہے

(۱) شیخ چاند نے سودا کا سال ولادت ۱۱۰۶ھ سے قبل سمجھا ہے[۲۸]

(۲) میر حسن کے بیان سے سودا کا سال ولادت ۱۱۱۵ھ اور ۱۱۱۸ھ کے درمیان معلوم ہوتا ہے[۲۹]

(۳) قاضی عبدالودود[۳۰] اور ڈاکٹر شمس الدین صدیقی[۳۱] بھی اسی زمانے کو تسلیم کرتے ہیں

قاضی عبدالودود صاحب نے ہی ایک اور جگہ ۱۱۱۸ھ کے حق میں رائے دی ہے[۳۲] اور ایسا ہی خیال ڈاکٹر خلیق انجم[۳۳] اور ڈاکٹر جمیل جالبی کا بھی ہے[۳۴]

(۴) حافظ محمود شیرانی مرحوم نے ۱۱۱۸ھ اور ۱۱۲۰ھ کے درمیانی عرصے میں سودا کی ولادت قرار دی ہے[۳۵] فاتق رام پوری بھی طویل تحقیق کے بعد اسی نتیجے پر پہنچے ہیں[۳۶]

(۵) محمد حسین آزاد نے ۱۱۲۵ھ کو سودا کا سال ولادت قرار دیا ہے[۳۷]

(۶) قاضی عبدالودود صاحب نے ایک اور مضمون میں سودا کا سال ولادت سنہ ۱۱۲۸ھ کو قرار دیا ہے[۳۸]۔ جبکہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ان سب سے پیچھے گئے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ سودا کی ولادت ۱۱۰۰ھ / ۹۵-۱۶۹۴ سے بھی پہلے ہوئی[۳۹]

اس طرح سودا کی ولادت کے سال کا امکانی دائرہ قبل ۱۱۰۰ھ سے ۱۱۲۸ھ تک پھیلا ہوا ہے۔ ان میں سے اگر قبل از ۱۱۰۰ھ اور ۱۱۰۶ھ والے بیانات کو نظر انداز کر دیں کہ ان کی بنیادیں کم زور ہیں تو باقی بیانات میں، ہمارے خیال میں ۱۱۱۸ھ اور ۱۱۲۵ھ کے سنین زیادہ اہم ہیں

سودا کا سال ولادت ۱۱۱۸ھ ہونے کی صورت میں سوز کا سال ولادت شاہ کمال کے بیان کے مطابق ۱۱۱۷ھ اور ۱۱۲۵ھ سودا کا سال ولادت ہو تو سوز کا سال ولادت ۱۱۲۴ھ قرار پاتا ہے

سوز کے بیٹے سید میر مہدی کا انتقال ۱۲۰۴ھ میں ہوا (جرأت کا کہا ہوا قطعہ تاریخ وفات اس کی سند ہے جس کا آخری مصرعہ: سید مہدی کا ہے ہے داغ ہے، یہ سنہ نکلتا ہے)

اگر ۱۱۱۷ھ کو سوز کا سنہ ولادت تسلیم کیا جائے تو میر مہدی کی وفات کے وقت
سوز کی عمر ستاسی (۸۷) برس بنتی ہے؛ سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا، میر مہدی
کے بعد کے نو برس شامل کیے جائیں تو سوز کی کل عمر ستانوے برس تک پہنچ جاتی
ہے جس کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آزاد کے بیان کردہ
سنہ ۱۱۲۵ھ کو سودا کا سال ولادت تسلیم کر لیا جائے اس طرح سوز کی ولادت
۱۱۲۴ھ میں ٹھہرتی ہے*۔

کسی نتیجے پر پہنچنے سے پہلے محققین و مورخین کے بیان کردہ بعض دوسرے
سنین پر بھی ایک نظر ڈال لینی چاہیے:

نیاز فتح پوری نے میر سوز کی ولادت ۱۱۴۰ھ اور ۱۱۴۵ھ کے کسی درمیانی
سال میں قیاس کی ہے[۱۴]۔ ڈاکٹر سردار احمد کا خیال ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں[۱۵]
جبکہ ہماری رائے میں نیاز کا خیال آبِ حیات سے ماخوذ ہے چونکہ آبِ حیات میں
سوز کی عمر ستر سال اور وفات ۱۲۱۳ھ مذکور ہے نیاز نے اسی سے حساب لگایا
ہے اور ان کے پیش نظر لطف کا گلشن ہند بھی ہے جس کی عبارت سے مستفاد ہوتا
ہے کہ سوز ۱۲۱۲ھ میں راہی ملک عدم ہوئے؛ جو درست نہیں، تاہم نیاز نے محتاط

---

* ڈاکٹر سردار احمد صاحب نے آزاد کے بیان کردہ سنہ کی روشنی میں سوز کا سالِ
ولادت ۱۱۲۴ھ ہی متعین کیا ہے لیکن اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ: "یہ قبول کرنا پڑے گا
کہ میر سوز نے چھیاسی سال کے قریب عمر پائی" ("میر سوز" در رسالہ تحقیق۔ جام شورو
شعبہ اردو، سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۲ء شمارہ ۷ ص ۲۰۳)

۱۱۲۴ھ سنہ ولادت اور ۱۲۱۳ھ سنہ وفات کی صورت میں ۱۲۱۳ — ۱۱۲۴ = ۸۹ اس
میں ۱۲۱۳ھ کا سال جمع کرنے سے کل عمر نوے (۹۰) سال بنتی ہے — نہ معلوم ڈاکٹر
صاحب چھیاسی سال کیسے قرار دیتے ہیں؟؟؟

انداز اختیار کرتے ہوئے ۱۱۴۰ھ اور ۱۱۴۵ھ کے درمیانی عرصے کو سوز کا زمانۂ ولادت قرار دے دیا ہے لیکن جیسا کہ گزشتہ سطور میں واضح کیا جا چکا ہے کہ آب حیات کی یہ اطلاع کہ سوز نے ستر برس عمر پائی خود نادرست ہے اس لیے نیاز کا سلسلۂ استدلال خود بخود بکھر جاتا ہے۔

فائق رام پوری نے یہ قیاس کرتے ہوئے کہ مصحفی نے سوز کا ترجمہ ۱۲۰۹ھ میں تذکرۂ ہندی میں داخل کیا ہوگا اور اس وقت سوز کی عمر ۷۳ برس ہوگی، سوز کا سال ولادت ۱۱۳۶ھ کو قرار دیا ہے۔[۴۲]

اگر سوز کا سنہ ولادت ۱۱۳۶ھ ہو تو ۱۲۱۳ھ میں ان کی عمر تقریباً ۷۷ برس بنتی ہے جبکہ سعادت خان ناصر، نورالحسن خان، عبدالغفور نساخ اور بینی نرائن جہاں واضح طور سے سوز کی عمر اسّی (۸۰) برس اور شاہ کمال اسّی (۸۰) برس سے زائد بتا چکے ہیں[۴۳] اس لیے فائق صاحب کا نکالا ہوا نتیجہ درست نہیں ہے۔

سوز کی عمر بیان کرنے والے تذکرہ نگاروں کے بیانات کی تحلیل کی جائے تو صورت حال کچھ یوں بنتی ہے کہ مصحفی کا تذکرہ ہندی ۱۲۰۹ھ میں مکمل ہوا انھوں نے سوز کے حین حیات ان کا ترجمہ لکھا اور ان کی درازی عمر کی دعا کی[۴۴] اس لیے مصحفی کی بیان کردہ عمر ان کے تذکرے کی تاریخ تصنیف تک ہی درست قرار دی جا سکتی ہے، چونکہ سوز ۱۲۰۹ھ کے بعد بھی زندہ رہے اس لیے ان کی حتمی عمر کے تعین کے لیے بعد کے تذکرہ نگاروں سے رجوع کرنا ہوگا اور بعد کے تذکرہ نگاروں میں بینی نرائن نے ۱۲۲۷ھ[۴۵] میں ناصر نے ۱۲۶۱-۲ھ[۴۶] میں نساخ نے ۱۲۷۶ھ[۴۷] میں اور نورالحسن خان نے ۱۲۹۷ھ[۴۸] میں سوز کی عمر اسّی سال لکھی۔ ہم انھی کی بات کو مانتے اگر ہمارے پیش نظر شاہ کمال کی براہ راست روایت نہ ہوتی۔ جو سوز اور ان کے زمانۂ وفات کے قریب تر ہیں اور جن کی انتیس برس تک سوز سے دوستانہ ملاقات رہی تھی۔ اس لیے ان کا یہ کہنا کہ سوز کو انتقال کیے چھ برس ہو چکے ہیں اور

انھوں نے اسّی برس سے زائد عمر پائی بہت اہم ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں ہمارے پیش نظر اس امر کی داخلی شہادت بھی ہے کہ سوز ارذل العمر تک پہنچے۔ سوز نے خود کہا۔
اب تو خلوت میں بلا لے اس کو تو ڈرتا ہے کیوں ایک تودہ ہے افیمی اور بوڑھا کھوسٹ ہے
اور ذیل کے شعر میں تو پوری وضاحت کے ساتھ عمر کی اسّی (۸۰) منزلوں سے گزر جانے کا ذکر آگیا ہے ؎

سوز تو ہشتاد سالہ عمر اپنی کھو چکا
اس بڑھاپے پر بھی تو مفتونِ مہوش ہے ہنوز

ان شہادتوں کے بعد غالباً اس امر میں شبہے کی گنجائش نہیں رہ جاتی کہ سوز نے اسّی برس سے زائد عمر پائی۔ سوال صرف یہ ہے کہ اسی برس سے زائد سے کتنے برس مراد ہو سکتے ہیں۔ اس کا ایک مطلب تو واضح ہے کہ نوّے برس سے کم۔ اس لیے کہ اگر سوز نوّے تک پہنچتے تو شاہ کمال نوّے کا ذکر کرتے۔ اسّی اور نوّے کے درمیان پچاسی برس ہو سکتے ہیں (قاضی عبدالودود بھی اسّی سے زائد کو پچاسی پر محمول کرتے ہیں)[۴۹] اب پچاسی (۸۵) برس کی عمر کے اعتبار سے ہم سوز کے سنہ وفات اور مجمع الانتخاب میں ان کے ترجمے کے اندراج، دونوں اعتبارات سے ان کے سال ولادت کو دریافت کر سکتے ہیں

سال وفات کے اعتبار سے ۱۲۱۳ھ میں سے ۸۵ منہا کیے جائیں تو ۱۱۲۸ھ کا سنہ حاصل ہوتا ہے

شاہ کمال نے سوز کے انتقال کے چھ برس بعد ان کا ترجمہ داخل تذکرہ کیا، یعنی ۸۵ + ۶ = ۹۱، ہم یہ معلوم کر چکے ہیں کہ شاہ کمال نے ۱۲۱۹ھ میں سوز کا ترجمہ لکھا اس طرح سوز کی ولادت سے ترجمہ کے ادخال تک کا زمانہ، جو اکیانوے برس ہے، ۱۲۱۹ھ میں سے منہا کیا جائے تو بھی جواب ۱۱۲۸ھ آتا ہے

یہ سال ولادت متعیّن ہو جانے پر میر مہدی کی وفات کے وقت سوز کی عمر ۱۲۰۴ — ۱۱۲۸ = ۷۶ برس قرار پاتی ہے اور میر مہدی کے بعد سوز کی زندگی کے نو برس اس میں شامل کیے جائیں تو سوز کی عمر پچاسی برس ہی نکلتی ہے اور اس طرح یہ سلسلۂ استدلال مضبوط ہو جاتا ہے اور ہم ایک آدھ برس کے امکانی تفاوت کے ساتھ ۱۱۲۸ھ/۱۷۱۶ء کو سوز کا سال ولادت قرار دے سکتے ہیں۔

میر سوز کا مولد دہلی ہے۔ یقیناً ان کی ابتدائی تعلیم و تربیت بھی زمانۂ قدیم کے مروّج اسالیب کے تحت ہی ہوئی ہوگی۔ ان کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے حسبِ دستورِ زمانہ عربی فارسی اور مروّج علوم میں اچھی استعداد پیدا کی۔ ان کے دیوان میں فارسی غزلیات و رباعیات کے علاوہ یہاں وہاں عربی تراکیب اور ان پر مشتمل مصرعے اور ایک آدھ عربی کا شعر بھی مل جاتا ہے جس کی بندش چست ہے۔ زمانے کی تیز رفتار گردش کے باوجود ان کی فارسی نثر کا ایک نمونہ بھی محفوظ رہ گیا ہے جسے علی ابراہیم خان نے گلزار ابراہیم میں درج کر کے ضائع ہونے سے بچا لیا[50]

میر سوز اپنے زمانے کے ایک معروف خوش نویس بھی تھے۔ قائم چاند پوری نے انھیں خوش نویسِ بے نظیر قرار دیتے ہوئے لکھا ہے: "خطِ شکستہ و شفیعا خوب می نویسد"[51] علی ابراہیم خان کے بقول وہ "شفیعا نویسی میں نہایت دست رسا رکھتے تھے"[52]۔ مصحفی نے بھی انھیں خطِ نستعلیق و شفیعا کے لکھنے میں بے نظیر قرار دیا ہے[53]۔ میر حسن نے خوش نویسِ دل پذیر[54]، ناصر نے نستعلیق و شفیعا میں صاحب قلم[55] جبکہ شاہ کمال[56] اور قدرت اللہ شوق[57] نے انھیں ہفت قلم خطاط

قرار دیا ہے، مہدی بیانی نے ان کی خوش نویسی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

نستعلیق را خوش و شکستہ را شیوا می نوشت[۵۸]۔

احترام الدین احمد شاغل عثمانی نے بھی صحیفۂ خوش نویسان میں سوز کا ترجمہ درج کیا ہے[۵۹] ہماری معلومات کے مطابق بحیثیت خوش نویس سوز کا قدیم ترین ترجمہ غلام محمد ہفت قلمی کے تذکرہ خوش نویسان میں ہے، ایرانی فاضل مہدی بیانی کا ماخذ بھی یہی تذکرہ ہے، ہفت قلمی نے لکھا ہے:

"ساوہ ای درویشی و شاعری در نوشتن خط نستعلیق و خصوصاً شفیعا و در وضع خواندن شعر نامدار و یگانۂ روزگار گذشتہ، صوفی مذہب و ظریف الطبع بود"[۶۰]

ہمارے پاس سوز کے خود نوشتہ دیوان (انتخاب) کا جو عکس محفوظ ہے وہ نہایت دلآویز خط شفیعا میں ہے اور غالباً سوز کا تخصص خط شفیعا ہی میں تھا کہ یہ خط سوز کے عہد میں مقبول اور رائج تھا۔

خط شفیعا ہرات کے ایک خوش نویس مرزا شفیعائی پیشوا سے یادگار ہے جو خاندان صفویہ کے مرتضیٰ قلی خان شاملو (م ۱۱۰۰ھ/ ۱۶۹۸-۹۹م) کے میر منشی تھے۔ مرزا شفیعائی خط تعلیق و نستعلیق کے بھی ماہر تھے اور مصوّر بھی، وہ ہندوستان بھی آئے تھے[۶۱] اور ان کا انتقال اٹھارویں صدی عیسوی کے شروع ہوا اس لیے عین ممکن ہے سوز نے ان سے استفادہ کیا ہو۔

اس زمانے میں، خوش نویسی کے میدان میں دہلی کی مشہور شخصیت محمد حفیظ خان کی ہے جنھیں "استاد کامل" اور "استاد گر" کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے وہ ثلث، نسخ، نستعلیق، تعلیق اور شکستہ وغیرہ میں پورا کمال رکھتے تھے اور شاہی خوش نویسوں میں شامل تھے لیکن آخری عمر میں ملازمت ترک کرکے درویشانہ زندگی بسر کی اور بقول احترام الدین

احمد شاغل عثمانی توکل وقناعت پر تکیہ کیا[۶۲] (یہ صفات میر سوز کی بھی ہیں وہ ایک
سلسلۂ تصوف سے وابستہ تھے ' درویشانہ زیست کرتے تھے اور بقول ولی اللہ فرخ آبادی
حضرت سید زاہد دہلوی سے بیعت تھے)[۶۳] علامہ محمد ہیبت قلی صاحب تذکرۂ خوش
نویساں بھی ان کے شاگرد تھے ' حفیظ خاں کا انتقال ۱۱۹۴ھ/۱۷۸۰ء میں ہوا
اس لیے یہ امکان بھی ہے کہ سوز نے ان سے استفادہ کیا ہو ۔

سوز کے عہد میں علم وادب کے ساتھ جسمانی ورزش اور مردانہ کھیلوں میں دلچسپی
بھی تہذیب کا حصہ تھی چنانچہ سوز تصوف سے دلچسپی ' شاعری اور خوش نویسی
کے ساتھ ساتھ ایک اچھے تیر انداز بھی تھے ' اکثر تذکرہ نگاروں نے ان کی تیر
اندازی کا ذکر کیا ہے اس فن میں ان کی مہارت کی تعریف کی ہے[۶۴]
دراصل سوز کے والد سید ضیاء الدین خود ایک اچھے تیر انداز تھے سوز نے بگمان
غالب یہ فن انھی سے سیکھا اور اس میں اتنا کمال پیدا کر لیا کہ لیہ کر فرخ آباد کے
نواب مہربان خاں رند نے شاعری کے علاوہ تیر اندازی میں بھی ان کا تلمذ اختیار کیا
آزاد نے لکھا ہے کہ "ان کی طاقت خداداد اس قدر تھی کہ ہر ایک ان کی کمان کو
چڑھا نہ سکتا تھا"[۶۵] بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے تیر اندازی پر ایک
رسالہ بھی تصنیف کیا تھا ' ہم نے یہ رسالہ بہت تلاش کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اب
یہ رسالہ ناپید ہو گیا ہے ' اب اس کی یادگار فقط میر حسن کا یہ جملہ ہے :

"رسالہ در علوم تیر اندازی بر سبیل تذکرہ چون در راستی بکمال قوت
در میدان سخن انداختہ و خود چون کمان از بد رنگی آفاق بہ گوشہ نشینی
ساختہ"[۶۶]

یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ باقاعدہ ورزش کرتے تھے ' کسرتی بدن تھا شہ سوار
بھی تھے اعظم الدولہ سرور نے تیر اندازی کے ساتھ سواری اسپ میں بھی ان کی
مہارت تامہ کا ذکر کیا ہے[۶۷]

مختلف تذکرہ نگار سوز کی شخصی خوبیوں اور کمالات کو ایک دوسرے سے بڑھ کر بتاتے ہیں چونکہ تذکروں کے بیانات بالعموم ایک دوسرے سے ماخوذ ہیں اس لیے ہم یہاں سوز کے شخصی کمالات سے متعلق مصحفی کے تذکرہ ہندی کا اقتباس پیش کرتے ہیں جس سے اکثر تراجم سوز میں استفادہ کیا گیا ہے:

"کمالہای این بزرگ ماورای کمال شاعری و درویشی بسیار اند؛ چنانچہ در تیر اندازی و سواری اسپ و نوشتن خط نستعلیق و شفیعا و نازک بندی و نزاکت فہمی شعر و آداب صحبت ملوک و سلاطین و ظرافت طبع و خندہ روی و ندامت پیشگی و تحصیل معاش و گفتن کلمۃ الخیر در حق دیگری و باین ہمہ استغنای مزاج کہ خاصہ شعر است نظیر خود ندارد"[۶۸]

تیر اندازی، سواری اسپ اور خطاطی کا ذکر تو اوپر ہو چکا۔ اس زمانے میں آداب صحبت ملوک بھی باقاعدہ سیکھے جاتے تھے اور سوز نے امرا و ملوک کی محفلوں میں زندگی کا ایک بڑا حصہ گذارا اس لیے وہ اس فن میں بھی ماہر تھے جیسا کہ مصحفی کا اقتباس ظاہر کر رہا ہے۔

مصحفی کے مندرجہ بالا اقتباس میں انسانی شخصیت کی دو متضاد صفات مجتمع نظر آتی ہیں یعنی 'استغنای مزاج' اور 'تحصیل معاش کے فن میں کمال' بالعموم یہ دونوں صفات ایک شخصیت میں یکجا نہیں دیکھی جاتیں لیکن سوز کے باب میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ دو متضاد صفات مجتمع ہو گئی تھیں۔

ان کے علاوہ موسیقی سے بھی شغف تھا جس کا ذکر قائم نے "لختی از موسیقی آگاہ"[۶۹] کے لفظوں میں کیا ہے۔ نصر اللہ خان خویشگی کے بقول ترانہ ساز تھے[۷۰] یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ستار نوازی میں دستِ رسا رکھتے تھے[۷۱] مگر اس بات کی تحقیق نہیں۔

میر سوز کو متنوع علوم و فنون سے اس قدر دلچسپی تھی کہ ناصر نے انھیں "مشہور بر ہمہ دانی"[۴] لکھا ہے۔ محمد شاہی دور میں گھر گھر شاعری کا چرچا تھا۔ ایسے میں اگر سوز شاعری میں دلچسپی نہ لیتے تو تعجب کی بات ہوتی۔ ان کا شعر کی طرف آنا اور صاحب دیوان ہونا تعجب کی بات نہیں، تاہم ان کے کلام سے کچھ ایسا اظہار ہوتا ہے کہ ان کے ہاں شعر کی تحریک اقتضائے طبیعت سے نہیں ابھری تھی بلکہ اس کا سبب ان کی سماجی زندگی کی ضروریات تھیں اگرچہ بعدازاں شعر گوئی ان کی زندگی کی بنیادی مشغولیت بن گئی اور وہ آخر عمر تک شعر کہتے رہے سوز کے اشعار میں شاعری سے عدم دلچسپی کے شواہد مندرجہ ذیل اشعار میں دیکھے جا سکتے ہیں:

درد ہے، سوز ہے دنیا میں غریبوں کی بساط
شاعری تم کو مبارک رہے اے استاد درد

اے سوز ترے اشعار ہیں ابلہ فریب اور بس
ہم نے تو کچھ نہ دیکھا جز قافیہ پیمائی

گاہ اپنا درد دل کہتا ہوں موزونی کے ساتھ
شاعری کے نام سے ہرگز نہیں دعویٰ مجھے

عزیزو سوز کو نسبت نہیں کچھ شعر کہنے سے پھر ایسے کو برا کہنا حماقت ہے فضول ہے

سوز کی شعر گوئی کا سبب بننے والے عوامل کا مفصل تذکرہ ان کے ایک قطعے میں ہوا ہے:

صاحبو تم سے راست کہتا ہوں — شاعری سے مجھے نہیں نسبت

یار آپس میں بیٹھتے تھے کبھی — دل خوشی کو وہ بولتے تھے جگت

میں انھوں میں تھا سب سے بیگانا — وہ دلاتے مجھے بہت غیرت

کہ تجھے بات بھی نہیں آتی — کیوں کے بر آئے تجھ سے یہ صحبت

یا تو ہم سے کیا کرو باتیں — یا ہمیں جانتے ہو بے غیرت

تب میں ناچار ہو کے کہنے لگا — انھیں باتوں کو شعر کی صورت

بسکہ موزون تھے وہ صاحب لوگ — مجھ کو بھی آتی ہو گئی قدرت

کہ لگا کرنے بات کو موزوں — شاعروں میں ملی مجھے شرکت

ورنہ اس منہ پہ شاعری توبہ

یہ بھی سب صاحبوں کی ہے دولت

یہ قطعہ دیوان سوز کے نسخوں میں مختلف قرأتوں کے ساتھ نقل ہوا ہے، ہم نے اس کے اختلافات، متن مقالہ میں، جہاں یہ قطعہ درج ہے، ظاہر کر دیے ہیں۔

قیاس ہے کہ سوز نے اوائل شباب ہی میں شعر کہنا شروع کر دیا ہوگا ابتدا میں وہ ایہام گو شعرا سے متاثر ہوئے جیسا کہ انھوں نے ایک جگہ شاہ مبارک آبرو سے اثر پذیری کا ذکر کیا ہے[۴۲] اگرچہ ہمیں ان کے کلام میں آبرو کا رنگ ڈھنگ نظر نہیں آتا۔

سوز نے شعر کہنا شروع کیا تو میر تخلص اختیار کیا جسے بعد ازاں سوز تخلص سے تبدیل کیا گیا، سوز کے کلیات میں میر تخلص کا حامل کلام موجود نہیں ہے شاید مقطعوں میں تبدیلی کر دی گئی ہو۔ ایک غزل میں صنعت ذو معنیین میں میر تخلص یوں باندھا ہے ؎

کوستا ہوں میں میر کہ دل کو | مجھ کو اس نام کا عذر در نہیں،

تاہم ایسے اشعار ایک سے زائد ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سوز کا تخلص پہلے میر تھا، مثلاً

ایک تو اور بھی غزل ایسی | پڑھ سنا اے سوز اے قدیمی میر

سن کے جینے کی خبر سوز کے بولا ظالم | کس قدر سخت ہے آخر نہ موا میر ہنوز

تب نہ موا ہزار حیف کہتے تھے جگہ میر میر | اب جو کہو سو سوز سوز یعنی سدا جلا کرو

تبدیلیٔ تخلص کا سبب قائم چاند پوری نے میر تقی میر کے ساتھ معارضے[۷۴] کو قرار دیا ہے قدرت اللہ شوق نے محض تبدیلی تخلص کا تذکرہ کیا ہے[۷۵] بعد ازاں سعادت خان ناصر نے قدرے تفصیل بیان کی:

"اول میر تخلص کرتے تھے۔ جب محمد تقی میر کی شہرت ہوئی، میرِ قدیم نے سوز تخلص کیا۔ الزام کس و ناکس اس مردِ آزاد نے اپنے سر پر نہ لیا۔"[۷۶]

آب حیات میں محمد حسین آزاد کی منقولہ عبارت "فقیر نے تخلص تو میر کیا تھا مگر وہ میر تقی صاحب نے پسند فرمایا"[۷۷] اور ترجمۂ میر میں اس تبدیلی پر آزاد کا تبصرہ: "ناچار اب انھوں نے ایسا تخلص اختیار کیا کہ نہ آپ کو پسند آئے نہ آپ اسے چھینیں"[۷۸] ظاہر کرتے ہیں کہ میر تخلص اولاً سوز نے اختیار کیا تھا۔ لیکن رام بابو سکسینہ نے اسے محض بے بنیاد دعویٰ قرار دے کر مسترد کر دیا ہے[۷۹] لیکن یہ ایک دلچسپ حقیقت ہے کہ میر تقی میر، سوز کے تخلص سے کبھی خوش نہیں رہے، بعض لوگ گمان کرتے ہیں کہ میر نے اسی ناپسندیدگی کے باعث نکات الشعرا میں سوز کا ذکر نہیں کیا[۸۰] ایسا تو نہیں، میر نے نکات الشعرا میں سوز کا ذکر بہ میر تخلص کے تحت کیا ہے[۸۱] لیکن نصف دل کی خوشی کے ساتھ

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر میر نے سوز کا تخلص اختیار کیا تھا تو سوز کو اپنا تخلص تبدیل کرنے کی کیا ضرورت تھی اور اگر سوز نے اپنا تخلص لیا میر سے تھا تو میر کی تبدیلی قابل فہم نہیں ہے؟

رام بابو سکسینہ کا خیال ہے کہ "جب سوز نے یہ دیکھا ہوگا کہ ان کے اچھے اشعار ان کے ہم تخلص کی طرف منسوب کیے جائیں گے تو انھوں نے پہلا تخلص ترک کر کے سوز اختیار کیا ہوگا"[۹۲]

ڈاکٹر ظہیر احمد صدیقی کے خیال میں اس تبدیلی کے دو سبب ہو سکتے ہیں: اول یہ کہ "التباس کے خیال سے تخلص تبدیل کیا گیا ہو، دوسرے "ممکن ہے کہ انھوں نے خیال کیا ہو کہ میر کی شہرت کی زد میں آ کر ان کا وقار شاعری کہیں ختم نہ ہو جائے"[۹۳]

ہمارا خیال ہے کہ سوز نے شرافت طبعی کے تحت میر کی معاصرت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنا تخلص تبدیل کیا ہوگا لیکن جلوۂ خضر اور آب حیات کی عبارات (اگر مبنی بر حقیقت ہیں) سے ظاہر ہوتا ہے کہ میر صاحب اس پر بھی خوش نہیں ہوئے تھے؛ مثلاً آب حیات کا یہ اقتباس:

"لکھنؤ میں کسی نے پوچھا کیوں حضرت آج کل شاعر کون ہے؟ کہا: ایک تو سودا دوسرا یہ خاکسار ہے اور تامّل کر کے کہا: آدھے خواجہ میر درد۔ کوئی شخص بولا کہ حضرت! اور میر سوز صاحب؟ چیں بہ جبیں ہو کر کہا: "میر سوز صاحب بھی شاعر ہیں؟ انھوں نے کہا "آخر استاد نواب آصف الدولہ کے ہیں" کہا: خیر یہ ہے تو پونے تین سہی مگر شرفا میں ایسے تخلص ہم نے کبھی نہیں سنے"[۹۴]

اس تفصیل کے علی الرغم میر اور سوز کے سوانح کے حوالے سے یہاں زیادہ اہم سوال یہ ہے کہ سوز کے ہاں تخلص کی تبدیلی کب عمل میں آئی ہے؟

اس ضمن میں نساخ[85]، گوکل پرشاد[86]، علی حسن[87] اور نورالحسن خان[88] کا یہ بیان تو بالکل تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ تخلص کی تبدیلی سوز یا میر تقی میر کے لکھنؤ پہنچنے پر ہوئی۔ اس لیے کہ سوز ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء میں جب آصف الدولہ نے دارالحکومت فیض آباد سے منتقل کیا تو لکھنؤ پہنچے اور میر ۱۱۹۶ھ/ ۱۷۸۲ء میں دہلی سے ہجرت کر کے لکھنؤ آئے[89] جبکہ تخلص کی تبدیلی اس سے بہت پہلے عمل میں آ چکی تھی۔

پہلے ہمارا خیال تھا کہ سوز نے اپنا تخلص ۱۱۷۵ھ کے اواخر یا ۱۱۷۶ھ کے اوائل میں تبدیل کیا ہوگا[90]، اس لیے کہ لچھمی نرائن شفیق نے چمنستانِ شعرا میں سوز کا ذکر میر تخلص کے تحت کیا ہے[91] اور یہ معلوم ہے کہ چمنستانِ شعرا ۱۱۷۵ھ/ ۱۷۶۱-۶۲ء کی تالیف ہے — لیکن ہم نے اپنی اس رائے کے اظہار کے بعد بھی اس پر غور کیا جس کے باعث اب ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سوز کا تخلص ۱۱۶۷-۶۸ھ میں تبدیل ہوا ہوگا اور شفیق واقعی اس تبدیلی سے بے خبر رہے جیسا کہ فائق رام پوری صاحب ہم سے پہلے یہ قرار دے چکے ہیں[92] — فائق صاحب نے جن دلائل کی بنا پر تبدیلی تخلص کا سنہ ۱۱۶۸ھ متعین کیا تھا ہمارے خیال میں ان سے زیادہ محکم دلیل شاہ حاتم کے دیوان زادہ کی ایک غزل ہے جس پر حاتم نے حسب معمول زمین اور سنہ تخلیق کی صراحت کرتے ہوئے "در زمینِ میر سوز ۱۱۶۹ھ" درج کیا ہے[93]، حاتم کی اس غزل کا مقطع ہے ؂

یہ مصرع سوز سن کے حاتم کہے ہے ناصح سے اے عزیزو
امیدِ بخشش ہے جب سے ہم کو کیے ہیں ہم نے گناہ لا کھوں۔

جس مصرعے کو حاتم نے تضمین کیا ہے، اس مصرعے کی حامل پوری غزل، سوز کے دیوان میں سوز تخلص کے ساتھ موجود ہے۔ مقطع ہے ؂

کسی نے اس کو جگا کے پوچھا کہ دیکھیو سوز کیا یہی ہے؟
مجھے جو دیکھا تو ہنس کے بولا پھرے ہیں ایسے تباہ لاکھوں

میر تخلص کے تحت سوز کا آخری ترجمہ (چمنستانِ شعرا کے علاوہ) گردیزی کے "تذکرۂ ریختہ گویاں" میں ہے[۹۵] جو ۱۱۶۶ھ کی تالیف ہے۔ تبدیلیٔ تخلص کی اوّلین اطلاع قائم کے "مخزنِ نکات" سے ملتی ہے جس کی تالیف کا آغاز ۱۱۶۸ھ میں ہوا یوں تبدیلی تخلص کا زمانہ ۱۱۶۶ھ اور ۱۱۶۸ھ کے درمیان محدود ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر جمیل جالبی[۹۵] اور ڈاکٹر سردار احمد صاحب[۹۶] کا یہ فرمانا کہ تبدیلی تخلص ۱۱۶۵ھ اور ۱۱۶۸ھ کے درمیان ہوئی اس لیے قابل قبول نہیں ہے کہ وہ تبدیلی کے حوالے سے محض نکات الشعرا کو مدنظر رکھے ہوئے ہیں (نکات ۱۱۶۵ھ کی تالیف ہے) جبکہ گردیزی اس کے بعد ۱۱۶۶ھ میں بھی سوز کا تخلص میر لکھ رہے ہیں تو یقیناً تبدیلی ۱۱۶۶ھ کے بعد ہوئی ہے۔ ڈاکٹر سردار احمد صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ "شوق ۱۱۶۸ھ مطابق ۱۷۵۵ء میں تخلص کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہیں[۹۷]"۔ اگر اس جملے سے یہ مراد ہے کہ شوق نے تبدیلی تخلص کا سنہ ۱۱۶۸ھ بتایا ہے تو یہ کہیں درج نہیں اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ شوق کا تذکرہ طبقات الشعرا ۱۱۶۸ھ میں لکھا گیا اور اس میں تبدیلی تخلص کا ذکر کیا گیا تو یہ بات بھی درست نہیں۔ طبقات الشعرا ۱۱۸۸ھ/ ۷۶-۱۷۷۵ء کی تالیف ہے۔ اس کے بعد اس میں اضافے ہوتے رہے جن کا سلسلہ ۱۲۰۹ھ کے بعد تک جاری رہتا ہے[۹۸]۔
اس لیے یہ امر واضح ہے کہ تبدیلیٔ تخلص کی اوّلین اطلاع مخزنِ نکات سے ہی ہم تک پہنچی ہے۔

سوز کی شاعری کے حوالے سے تبدیلیٔ تخلص کا زمانہ متعیّن کرنے کے بعد یہ سوال بھی اہم ہے کہ سوز نے فنِ شعر میں کس شاعر سے تربیت حاصل

کی یا سوز کا استاد کون تھا ؟ اس باب میں تمام تذکرے خاموش ہیں، خوش معرکہ زیبا بھی، جس کی ترتیب میں سلسلۂ تلمذ کا خاص خیال رکھا گیا ہے اس بارے میں ہماری کوئی راہ نمائی نہیں کرتا، حسرت موہانی نے "ارباب سخن" میں مختلف اساتذہ کے سلسلہ ہائے تلمذ شجرے بناکر واضح کیے ہیں لیکن میر سوز کو حسرت نے کسی دوسرے سلسلے سے وابستہ کرنے کی بجائے ان کا الگ سلسلہ "سلسلۂ سلسلۂ میر سوز" قائم کیا ہے[۹۹] جس سے معلوم ہوتا ہے کہ میر سوز شاگردی کی پابندی سے آزاد ہی رہے۔ ڈاکٹر جمیل جالبی نے سوز کا سودا سے مشورۂ سخن کرنا ذکر کیا ہے[۱۰۰] اس کی کوئی واضح شہادت ہمیں نہیں ملتی، البتہ بعض امور ایسے ہیں جن سے سودا کے ساتھ سوز کے تعلق کی تہہ میں پہنچنے کی کوشش کی جا سکتی ہے:

۱۔ جعفر علی حسرت کی ہجو میں کہے گئے اشعار میں سودا کا سوز کی شاعری کی تعریف کرنا[۱۰۱]

۲۔ فرخ آباد سے رخصت ہوتے ہوئے سودا کا مہربان خان رند کو سوز کی قدر کرنے کا مشورہ دینا اور سوز کو کشتی ذہن کے لیے بار مراد قرار دینا[۱۰۲]

۳۔ محمد نگر (ٹانڈہ) کے نواب محمد یار خان کا سوز اور سودا کو اپنے دربار میں بلانا اور دونوں کا اکٹھے انکار کرنا[۱۰۳]

۴۔ گزشتہ صفحات میں منقول، اپنی شاعری سے متعلق سوز کا قطعہ

ان تمام اشاروں سے سوز اور سودا کے تعلقات کی خوش گواری ظاہر ہوتی ہے مگر لیکن یہ سوز کے تلمیذ سودا ہونے پر لازماً دال نہیں ہیں۔ جہاں تک آخری نکتے کا تعلق ہے تو مذکورہ قطعے کے آخری شعر کی صحیح صورت ہم اپنے مرتبہ متن میں پیش کر چکے ہیں، یعنی شعر کی درست صورت ہے:

ورنہ اس منہ پہ شاعری تو بہ یہ بھی مرزا رفیع کی ہے دولت

نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس میں رفیع کی ع واضح طور سے گر رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں موجود دوسرا متن بہر حال قابل ترجیح ہے

ورنہ اس منہ پہ شاعری توبہ   یہ بھی سب صاحبوں کی ہے دولت

اگر پہلے متن پر اصرار کیا جائے تو بھی ہماری رائے کا استرداد محکم نہیں ہوتا اور محض اس مصرعے سے سودا کا تلمذ ثابت نہیں ہو جاتا بلکہ فائق رام پوری نے تو اسے "سودائے مزاج" قرار دیا ہے[۱۲]

علاوہ ازیں سوز کے کلام میں متعدد ایسی داخلی شہادتیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سوز نے فیض تو ہر استاد سے اٹھایا لیکن وہ شاگرد کسی کے نہیں ہوئے مثلاً یہ اشعار ملاحظہ فرمائے جائیں

یوں تو ہوں خوشہ چین سبھوں کا پہ سچ کہوں،
یہ سوزِ دل ازل سے جو استاد ہے، سو ہے

کون ایسا سوختہ ہے جس کو کہیے میر سوز
کون ہے ایسا کہ اپنا آپ ہی استاد ہو

نہ شاگردی کسی کی کی نہ فنِ شعر کو سمجھا
یہ سیدھی باتیں سیکھیں سوز نے اس قدرِ سوزِ دل سے

اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ سوز، سودا کے شاگرد نہیں تھے۔ درستی میں معمولی مشورۂ سخن کر لینا اور بات ہے۔ اس کا امکان موجود ہے۔ تلمذ کے باب میں فطرت نے خود ہی لا سے کی حنا بندی کی تھی — ۱۲۔

سید محمد میر سوز نے جس عہد میں شاعری کا آغاز کیا اس دور میں شاعری وجہ معاش کا درجہ بھی رکھتی تھی لیکن سوز کے باب میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اول اول شاعری نے معاش کا مسئلہ حل نہ کیا چنانچہ سوز نے شاہی فوج میں ملازمت اختیار کی۔ یہ زمانہ احمد شاہ کی حکومت کا تھا جس کا سلسلہ جمادی الاول ۱۱۶۱ھ/ ۱۷۴۸ء سے شعبان ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۴ء تک رہا۔ قائم چاند پوری نے شاہی توپ خانے میں ان دنوں سوز سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ قائم خود بھی توپ خانے میں ملازم تھے۔ یہ معلوم نہیں کہ سوز کو فوج کی ملازمت کے باعث شاہی توپ خانے میں متعین کیا گیا تھا یا ان کی ملازمت توپ خانے ہی میں تھی؟ اگر ان کی ملازمت فوج میں تھی تو یہ خیال ہے کہ وہ نادر شاہ کے ہنگامے اور بعد میں ابدالی سے جنگ کرنے والی فوج میں شامل رہے ہوں گے[105]

قائم کا بیان ہے،

"با فقیر قدیم آشنائی دارد [مولوی عبدالحق کا مرتبہ مخزن نکات، قدم آشنائی] وازاں جا کہ داخل بندگان بادشاہی است [مولوی صاحب: داخل توپ خانہ بادشاہی است] نسبت ہم نفرگی [مولوی صاحب: بہ سبب ہم فرنگی] اکثر بہ دربار معلّٰی ملاقات می شود"[106]

اس اقتباس سے یہ قیاس کیا گیا ہے کہ سوز شاہی توپ خانے میں عہدے دار تھے اور اپنے عہدے کی بنا پر قلعہ معلّٰی میں حاضر رہا کرتے تھے[107] ہمارے پاس اس قیاس کی تصدیق کا کوئی ذریعہ نہیں تاہم یہ اندازہ ہوتا ہے کہ انھوں نے

اپنی شعری صلاحیت کی بنا پر دربار تک ضرور رسائی پالی ہوگی۔

ابوالنصر احمد شاہ کی حکومت کے اس زمانے میں، نواب احمد خان بنگش دہلی میں میر بخشی کی حیثیت سے موجود تھے۔ اسی زمانے میں ہی وہ نواب احمد خان سے متعارف ہو گئے ہوں گے اور نواب کے منہ بولے بیٹے مہربان خان رند سے بھی آشنائی ہوئی ہوگی[۱۰۸] یہ زمانہ سیاسی اعتبار سے نہایت اضمحلال اور شکست وریخت کا تھا۔ شاہی دربار کی حیثیت رفتہ رفتہ کم ہو رہی تھی۔ یوں تو زوال کا آغاز بہت پہلے، اورنگ زیب کی وفات کے زمانے سے ہو چکا تھا لیکن اب نادر شاہ کے حملوں، مرہٹوں کی سرکشی اور روہیلوں کی سرگرمیوں سے دربار کا رہا سہا وقار بھی جاتا رہا تھا۔ شعبان ۱۱۶۷ھ/ستمبر ۱۷۵۴م میں جب عماد الملک نے احمد شاہ اور اس کی والدہ کو اندھا کر دیا اور ۱۰ شعبان ۱۱۶۷ھ کو ان کی حکومت ختم ہوگئی تو دربار کیا سارے ملک میں خوف وہراس کی کیفیت پیدا ہوگئی ہوگی۔ دربار کے ملازمین کو تنخواہیں پہلے ہی وقت پر نہیں مل رہی تھیں، اکثر اوقات اس مقصد کے لیے سرکاری سامان فروخت کیا جاتا تھا۔ مذکورہ بالا صورت حال اس پر مستزاد ہوئی چنانچہ دربار کا عملہ خود بخود منتشر ہو گیا اور، دوسرے بہت سے لوگوں کی طرح سوز بھی دربار سے الگ اور ملازمت سے محروم ہو گئے۔ یہ علیحدگی اور محرومی سوز کے لیے زندگی کے نئے اور پیچیدہ مراحل کا پیغام لائی۔ دہلی کی صورت حال دن بدن ابتر ہوتی چلی گئی یہاں شرفا کے لیے رہنا دشوار ہو گیا تھا اور چونکہ بقول قائم

نہ فقیروں کی چھوڑتے تھے کلاہ   نہ امیروں کا جامۂ زربفت

اس لیے لوگ وہاں سے ہجرت پر مجبور ہو گئے، سوز نے "حضرت دہلی" کو کب خیرباد کہا، اس کے مختلف امکانات ہیں

۱۔ اشرف علی فغاں نے ۱۱۶۷ھ/۱۷۵۴م میں دہلی سے کوچ کیا، ایک امکان یہ ہے

کہ سوز نے بھی اسی زمانے میں دہلی کو خیرباد کہا ہو

قاضی عبدالودود[109] اور فائق رام پوری[110] کا خیال ہے کہ سوز ۱۱۶۷ھ میں ترکِ ملازمت کے بعد فرخ آباد پہنچ کر مہربان خان رند کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔ اگرچہ دیوان زادہ کی اس غزل سے جس پر حاتم نے ۱۱۶۹ھ سنہ تخلیق درج کی ہے (اور ہم تبدیلیٔ تخلص کے ضمن میں جس کا ذکر کر آئے ہیں) ڈاکٹر سردار احمد نے یہ قیاس کیا ہے کہ وہ کسی طرحی مشاعرے کے لیے ہوگی اور میر سوز کی طرح کے باعث میر سوز بھی اس وقت دہلی میں ہوں گے۔ اس لیے سوز کا دہلی سے روانہ ہونا ۱۱۶۹ھ / ۵۶-۱۷۵۵ کے شروع کا واقع ہو سکتا ہے[111]

ایسا ہی قیاس قائم کے ترکِ قیام دہلی کے حوالے سے بھی ہے جس نے ڈاکٹر اقتدا حسن کی تحقیق کے مطابق ۱۱۷۰ھ/۱۷۵۶-۷ یا اس کے ایک دو برس بعد دہلی کو چھوڑا[112] لیکن ان دونوں باتوں سے سوز کے ترکِ قیام دہلی کو ۱۱۶۹ھ یا ۱۱۷۰ھ کا واقعہ تسلیم کرنے میں قائم ہی کی ایک عبارت رکاوٹ بنتی ہے۔ قائم نے رند کے ترجمے میں لکھا ہے:

> چنانچہ میر سوز وغیرہ دو سہ شاعر ریختہ از قدیم بخدمت اولی بودند درین اثنا یگانہ جہان اشرف زمان حضرتم مرزا محمد رفیع سودا سلمہ اللہ تعالیٰ بہ رفاقت وزیر الممالک غازی الدین حیدر در بلدہ فرخ آباد رسیدند[113]

سودا کے سفر فرخ آباد کی مختلف تاریخیں کتب ترجمہ و تواریخ میں موجود ہیں تاہم ڈاکٹر اقتدا حسن نے مختلف دلائل سے ۱ سے شوال ۱۱۷۰ھ/ ۱۷۵۷ء کا واقع ثابت کیا ہے[114]۔ فائق رام پوری نے بھی طویل بحث کے بعد بات کو اسی سنہ کے قریب پہنچایا ہے[115] سودا ۱۱۷۰ھ/ ۱۷۵۷ء میں فرخ آباد پہنچتے ہیں۔ جب رند، عماد الملک سے انھیں اپنے لیے "مانگ لیتے ہیں" اور اس وقت قائم کہہ رہے ہیں کہ میر سوز

قدیم سے رند کے پاس تھے۔ اس سے یہی گمان ہوتا ہے کہ سوز کو فرخ آباد پہنچے دیر ہو چکی تھی۔ قاضی عبدالودود صاحب تو یہ خیال ظاہر کر چکے ہیں سوز، نواب احمد خان بنگش کے ساتھ ہی ۱۱۶۷ھ میں فرخ آباد پہنچ گئے ہوں گے[۱۱۶]

سوز اور سودا ایک دوسرے کے لیے آشنائے قدیم تھے دلّی سے ہجرت کے بعد خوبیٔ قسمت نے ایک بار پھر دونوں کو یکجا کر دیا سودا کے آجانے کے بعد سوز اور رند کی صحبت جو پہلے ہی خوش گوار تھی مزید خوش گوار ہو گئی۔ رند یار باش اور مجلسی آدمی تھے میر حسن نے لکھا ہے کہ

"مجلس رنگین و بزمی ارم تزئین داشت پر صادری و واردی را بہ قدر استعداد خود حوصلہ اوی نزاکت بہ اہل سخن ہمیشہ سرگرم سخن و با صاحب ہر فن چون روح در تن"[۱۱۷]

چنانچہ سوز اور سودا دونوں کی رند کے ہاں موجودگی یادگار صحبتوں کا باعث رہی۔ مفتی ولی اللہ فرخ آبادی نے بھی لکھا ہے کہ میر سوز:

"نواب احمد خان بنگش کے زمانے میں مہربان خان رند دیوان کی سرکار میں بہت عزت کے ساتھ رہتے تھے"[۱۱۸]

رند کی ابتدائی تربیت ناقص تھی یا نہیں ہو سکی تھی مصحفی نے اسے "شخص جاہل بود" لکھا ہے لیکن یہ بھی کہا ہے کہ کم عرصے میں سلیقۂ صحبت شعرا نے اسے مرتبۂ دلاسۂ شاعری تک پہنچا دیا مصحفی سیتم نگر میں مرزا قتیل کے ساتھ رند سے ملے تھے اس ملاقات میں ان کا تاثر اچھا نہ تھا[۱۱۹]

سوز کے ساتھ مصاحبت سے رند نے نہ صرف شاعری کا سلیقہ سیکھا بلکہ بعض ایسے فنون میں بھی سوز کا تلمذ اختیار کیا جو امرا کے خانوادوں میں عام تھے۔ بقول میر حسن رند نے سوز سے تیر اندازی بھی سیکھی اور اس میں بھی کمال پیدا کیا اسی طرح شمشیر بازی ادب شناسی اور انسانوں کی قدر دانی کا سلیقہ بھی رند نے سوز

سے سیکھا [120]

رند کے ہاں سوز اور سودا کی زندگیوں کا یہ زمانہ جس خوش حالی میں گزرا اس کا اندازہ اس بات سے بھی ہوتا ہے کہ اسی دوران میں ٹانڈہ کے نواب محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان نے ان دونوں کو اپنے ہاں آنے کی دعوت دی لیکن دونوں نے معذرت کرلی [121] بعد ازاں قائم چاندپوری جو ان دنوں بسولی میں تھے۔ ٹانڈہ جاکر نواب محمد یار خان متخلص بہ امیر کے استاد ہو گئے۔ اس سارے واقعہ کی تفصیل مصحفی نے بیان کی ہے۔ [122] اسی طرح جب سودا کو نواب شجاع الدولہ نے برادرمن مشفق من کہہ کر اپنے ہاں بلا یا تھا تو سودا نے معذرت میں اپنی مشہور رباعی ع سودا پئے دنیا تو بہر سو کب تک — الخ لکھ بھیجی تھی۔ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی کے خیال میں یہ وہی زمانہ تھا جب سودا، سوز کے ہمراہ رند کے دربار سے وابستہ تھے [123] اس واقعے سے بھی سوز اور سودا کا رند کے ہاں اطمینان ظاہر ہوتا ہے۔ سوز ۱۱۸۵ھ/۷۲-۱۷۷۱ء تک رند کے دربار سے وابستہ رہے۔ جب نواب احمد خان بنگش کی وفات (ربیع الاول ۱۱۸۵ھ/جولائی ۱۷۷۱ء) سے رند کی راجدھانی ختم ہو گئی تو اُن فرح بخش دنوں کی باقی نہ رہی کی کیفیت ہو گئی لیکن سودا اس واقعے سے پہلے نواب احمد خان بنگش کی علالت کے زمانے میں حالات کا رخ سمجھ کر یہاں سے رخصت ہو گئے تھے۔ سودا کا فرخ آباد سے سوز سے پہلے اور نواب احمد خان بنگش کی وفات سے قبل چلے جانا سودا کی اس مثنوی سے معلوم ہو جاتا ہے جو انھوں نے وقت رخصت مہربان خان رند سے خطاب کرتے ہوئے لکھی، جس میں نواب احمد خان بنگش اور مہربان خان کے لیے دعا کی گئی ہے اور مہربان خان کو سوز جیسے انسان کی صحبت غنیمت جاننے کا مشورہ دیا گیا ہے

شعر کے بحر میں ترا استاد
اس کو ہر طرح تو غنیمت جان

کشتیٔ ذہن کو ہے باد مراد
پھر ملے گا نہ سوز سا انسان

کیسے ہی رام ہوں کسی کے ساتھ — پھر بھی بھڑکے ہوتے نہ آدمی ہاتھ

کر چکا میں دعا پہ ختم کلام — پہنچے رخصت کا میری تجھ کو سلام

حشر تک زیرِ سایۂ نواب — رہیو جوں آفتابِ عالم تاب

(مقتبس)

شیخ چاند نے لکھا ہے کہ نواب کی بیماری کے ایام میں رند سرکاری فرائض کی بہ نسبت نواب کے علاج معالجہ میں زیادہ مصروف تھا۔ نواب کی بیماری اور اس کے اوہام پرستانہ معالجے نے فرخ آباد کے پناہ گزیں شعرا کو نئی گردش کا پیغام سنا دیا تھا یہی وجہ ہے کہ سودا نے اس کی وفات سے قبل فرخ آباد کو خیرباد کہی[124] سودا یہاں سے رخصت ہو کر اپنے پرانے مداح شجاع الدولہ کے پاس فیض آباد پہنچ گئے جبکہ سوز نواب کی وفات تک یہاں رہے اس طرح سوز کا قیام فرخ آباد کم و بیش سترہ اٹھارہ سال کا عرصہ بنتا ہے (اگر ان کی فرخ آباد آمد ۶۹-۱۱۶۸ھ میں مانی جاتے) اسی طویل عرصہ کے حوالے سے نا تق رام پوری نے لکھا ہے کہ دیوان سوز خاموش ہے .... ایک شعر بھی رند کے متعلق نہیں ملتا[125] جبکہ قاضی عبدالودود صاحب نے لکھا ہے کہ "دیوان سوز میں کئی جگہ انھیں (رند کو) یاد کیا ہے[126] ہمارے خیال میں دونوں باتوں میں مبالغہ ہوا ہے دیوان سوز میں رند کا ذکر ہے لیکن بہت کم پورا شعر تو فقط ایک ہی ہے، جس میں بہت باوقار انداز سے رند سے وابستگی کا تذکرہ ہوا ہے نہ تملق نہ مدح محض ۔

کون ہے اب مہرباں سا رند ہو جس کا خطاب

کون ہے ایسا کہ جس کا سوز سا استاد ہو

نواب احمد خان بنگش کی وفات سے قبل جب شاہ عالم تخت دہلی سنبھالنے کے ارادے سے الہ آباد سے ہوتے ہوئے فرخ آباد پہنچے تو ڈاکٹر سردار الصمد نے ان کے ہاں سوز کے حاضر ہونے کا ذکر کیا ہے[127] ہمیں اس کی کوئی سند نہیں مل سکی ۔

بہرنوع نواب احمد خان بنگش کی وفات پر صورت حال حسب توقع پلٹا کھا گئی[128]

منظفر جنگ نے اقتدار سنبھال لیا اور ساتھ ہی نواب احمد خان بنگش کے تمام معتمد لوگوں کو
برطرف کردیا یا پھانسی دے دی گئی ۔ فرد رند وہاں سے جان بچا کر دلی جا نکلے ۔
ایسے میں سوز کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ اپنے پرانے قدردان،
جن کی دعوت وہ پہلے نامقبول کر چکے تھے، نواب محمد یار خان امیر (ٹانڈہ)
سے رجوع کریں چنانچہ وہ فرخ آباد سے نکل کر ٹانڈہ کی طرف روانہ ہو گئے
اور نواب محمد یار خان کے دربار میں جا پہنچے لیکن وہ یہاں زیادہ دیر قیام
نہ کر سکے ، وجوہ مختلف ہو سکتی ہیں۔ امیر کو اگرچہ قدرت اللہ شوق نے
"موسیقی کے فن میں بحر ذخار سخن فہم، نکتہ سنج اور قدردان سخن استادان"[128] بتایا
ہے لیکن مصحفی کی رائے میں وہ "بدمزاج"[129] تھا۔ اور پھر سوز کے ٹانڈہ پہنچنے
کے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۹ ذی قعدہ ۱۱۸۵ھ/ ۲۳ فروری ۱۷۷۲ء کو سکرتال
کی جنگ شروع ہو گئی اور ٹانڈہ کا دربار اور اس کا رہا سہا ماحول بھی جاتا رہا
یوں ٹانڈہ سوز کے لیے جائے پناہ نہ بن سکا، چند ماہ بعد ہی وہ ٹانڈہ کا قیام چھوڑنے پر
مجبور ہو گئے قدرت اللہ شوق وغیرہ نے سوز سے ٹانڈہ میں ملاقات کا جو ذکر کیا
ہے[130] وہ غالباً انھی ایام میں ہوئی ہو گی۔

جنگ سکرتال کے بعد سوز کے پاس سوائے اس کے کوئی راستہ نہ تھا کہ وہ فیض آباد
چلے جائیں فیض آباد میں ان دنوں نسبتاً شعرا کی زیادہ قدر ہو رہی تھی۔ شجاع الدولہ
کی اہلیہ امۃ الزہرا بیگم کو اپنے اصل وطن دہلی سے بہت لگاؤ تھا اس لیے وہاں دہلی سے
آئے ہوئے باشندوں کے ساتھ غیر معمولی شفقت کا مظاہرہ ہو رہا تھا[131] چنانچہ سوز ٹانڈہ
سے فیض آباد آ گئے لیکن یہاں وہ نواب شجاع الدولہ سے ربط پیدا کرنے میں کامیاب نہ
ہو سکے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوز "اہل و عیال کو فیض آباد میں چھوڑ کر"[132] پٹنے کی
طرف روانہ ہو گئے۔ سوز یقیناً بہت پریشان حالی کے عالم میں پٹنے پہنچے ہوں گے
لیکن پٹنہ میں ان کی کچھ قدر نہ ہوئی جس سے وہ بہت بے لطف ہوئے۔ اس بے لطفی نے

سوز کے ہاں یاسیت کا رنگ گہرا گیا" وہ یہاں آکر نا سٹیلجیا کا شکار بھی ہوئے چنانچہ دہلی کا پٹنہ سے موازنہ کرتے ہوئے انھوں نے کہا:

حضرت دہلی کی کس منہ سے کروں تعریف میں ۔۔۔ ایک ایک اس اجڑے گھر میں عالم تصویر ہے

کثرتِ عشاق ہے یاں تک کہ تم کو کیا کہوں ۔۔۔ جورِ محبوباں سے ہر یک غنچہ دلگیر ہے

پر عظیم آباد کے جتنے ملے صاحب سخن ۔۔۔ جو ملا صیاد تھا جو ہے سو آہو گیر ہے

احتیاج اس جا نہیں ہے قتل کو انسان کی ۔۔۔ طعن نا انصافوں کا دلدوز تر از تیر ہے

چنانچہ سوز نے "وہاں سے جلد سے جلد رخصت ہونے کا قصد کر لیا"[۱۳۳]

سوز پٹنے سے نکل جلد میں کہتا ہوں تجھ

یاں کے جتنے بھلے مانس ہیں جفا جو ہیں سگے

یہ مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ کافر ہیں آہ

ان کو پوچھو تو یہودی ہیں یا ہندو ہیں سگے

چنانچہ سوز پٹنہ سے فیض آباد لوٹ آئے "ہمارا قیاس ہے کہ مسئلہ میر تقی[۱۳۴] اور خرابی اول بے جگر نے سوز کے جس سفر جے پور کا ذکر کیا ہے"[۱۳۵] وہ اسی زمانے میں کیا گیا ہوگا مسئلہ وبے جگر نے تو اس سفر کو بطریق سیاحت" قرار دیا ہے ان دنوں میں محض سیاحت کا کسے دماغ تھا یقیناً تلاشِ روزگار کی فکر دامن گیر تھی اور اس کے لیے سوز نے اور نہ جانے کیا کیا مساعی کی ہوں گی۔ بے جگر کا یہ کہنا کہ "از وطن خود دہلی بطریق سیاحت در ضلع جے پور رفتہ" عجیب الجھن پیدا کرتا ہے دہلی سے تو سوز یقینی طور پر فرخ آباد گئے تھے اور اس کے بعد انھیں تلاشِ روزگار نے جس آزمائش میں ڈالا اس میں دہلی لوٹ کر آنے کی انھیں مہلت ہی نہیں ملی اور آتے بھی تو اب یہاں کیا پڑا تھا ۔؟

جے پور کے سفر کو بطریق سیاحت ماننے کے لیے ڈاکٹر سردار احمد صاحب کے سلسلے" قیاسات کے سوا اور کوئی صورت روشن نہیں ہوتی" سردار صاحب نے جے پور کے سفر سے

یہ قیاس کیا ہے کہ وہاں میر سوز کے والد سید ضیاء الدین مقیم تھے اور حضرت شاہ فخر الدین کے خلفا کی فہرست میں ایک نام ضیاء الدین بھی ہے جنھیں حضرت شاہ صاحب نے بے پور میں تبلیغ دین کے لیے مامور فرمایا تھا۔ وہ غالباً میر سوز کے والد ہی ہیں۔[۱۳۶]

یہی زمانہ ہے جس میں سوز نے مرشد آباد کا سفر کیا اور کچھ عرصہ نواب مبارک الدولہ سے منسلک رہے۔ اس سفر کا ذکر عشقی نے کیا ہے[۱۳۷]

بہر حال ان تمام معلوم اور نامعلوم اسفار کے بعد، جن کی ترتیب ٹھیک طور سے واضح نہیں، سوز ایک بار پھر فیض آباد پہنچے شورش کے مطابق سوز ۱۱۹۱ھ میں فیض آباد میں تھے[۱۳۸] (شورش نے آج کل لکھا ہے۔ شورش کا نوشتہ ۱۱۹۱ھ کا ہے) لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ۱۱۹۱ھ میں فیض آباد آئے۔ اس لیے کہ وہ آصف الدولہ کی تخت نشینی کے وقت فیض آباد میں موجود تھے اور آصف کی تخت نشینی ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ/ ۲۶ جنوری ۱۷۷۵ء کا واقعہ ہے۔ سوز اس موقع پر نہ صرف فیض آباد میں تھے بلکہ وہ تخت نشینی کی تقریب میں بھی شریک تھے۔ ناصر نے اس شرکت کا حال بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"نواب آصف الدولہ بہادر کے اجلاس کی تہنیت میں جب یہ رباعی اس نے کہی:

خالق کہ بہ خلق زندگانی دادہ | دنیا بہ فلانی و فلانی دادہ
ہر چند اجارۂ قضا و قدر است | الحال جہان را بہ امانی دادہ

صاحب زادگی میں نواب کو مرزا امانی کہتے تھے۔ اس رباعی کی مرزا سودا نے نہایت تعریف کی اور الحق یہ رباعی تعریف کے قابل ہے"[۱۳۹]

آصف الدولہ کی تخت نشینی کے ساتھ ہی سوز ان کے دربار سے وابستہ ہو گئے پھر جب آصف الدولہ نے ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء میں لکھنؤ کو دار الحکومت بنایا تو اعیانِ حکومت کے ساتھ سوز اور سودا بھی لکھنؤ منتقل ہو گئے اور پھر لکھنؤ ہی رہے۔ دار الحکومت کی تبدیلی سے اگلے ہی برس میر بھی لکھنؤ آ گئے[۱۴۰]

نواب آصف الدولہ کے ساتھ سوز کا تعلق بہت خوشی گوار رہا۔ اس کا ایک ثبوت تو سوز کا کلام ہے جس میں آصف کو بہت اچھے لفظوں میں یاد کیا گیا ہے ،،

دوسرا ثبوت ان تعلقات کا آصف کی وفات تک قائم رہنا ہے جبکہ تیسرا ثبوت ناصر اور یکتا وغیرہ کے بیانات ہیں جن سے آصف کے ہاں سوز کی عزت اور قدر و منزلت عیاں ہوتی ہے۔ ناصر نے آصف کے ساتھ میر اور سوز کی ایک مشترکہ صحبت کا ذکر کیا ہے اس سے آصف کے ہاں سوز کے مرتبے پر روشنی پڑتی ہے[141]۔ یکتا نے لکھنؤ میں سوز کی عزت و منزلت کو یوں بیان کیا ہے :

"نواب آصف الدولہ مغفور از دل عاشق صحبت غمگین ایشان بود و کمال عزت و احترام می نمود و نواب سرفراز الدولہ مرحوم کہ نائب وزیر بودہ ہم بسیار معتقد بلکہ مرید و علی ہذا القیاس جمیع اعزہ و عمائد لکھنؤ خدمت میر را شرف و برکت خود میدانستند و صحبت او غنیمت می شمردند"[142]

آصف کے دل میں سوز کا یہی مقام و مرتبہ تھا جس کے باعث وہ سوز کو خود سے جدا نہیں ہونے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ بعض معرکوں میں بھی سوز، آصف الدولہ کے ساتھ شریک نظر آتے ہیں مثلاً مبتلا میرٹھی نے طبقات سخن میں ۱۱۹۵ھ/۱۷۸۱ء میں والی بنارس راجا چیت سنگھ کے ساتھ معرکے میں جب آصف الدولہ، گورنر جنرل کی مدد کو پہنچے تو سوز کا آصف کے ہمراہ ہونا اور معرکے میں کامیابی پر مطلع نذر کرنا بیان کیا ہے[143]۔

لکھنؤ کے قیام میں ایک اور اہم واقعہ سوز کا مرزا سلیمان شکوہ کے مشاعرے میں شرکت کرنا بھی ہے۔ مرزا سلیمان شکوہ، فرزند شاہ عالم، روہیلوں سے بچتے بچاتے جب لکھنؤ پہنچے تو آصف الدولہ نے انھیں پناہ دی۔ یہاں تک کہ وہ لکھنؤ میں پرسکون زندگی گزار سکے اور یہاں مشاعرے بھی کرواتے رہے۔

مصحفی نے "مرزا سلیمان شکوہ کے ایک مشاعرے میں میر سوز کی قلندرانہ شرکت
اور انعام سے نوازے جانے کا واقعہ بیان کیا ہے[144]

قیام لکھنو کے زمانے کا ایک اور اہم واقعہ میر سوز کی زندگی کا سب سے بڑا سانحہ، یعنی
ان کے فرزند اکبر سید محمد میر مہدی داغ کا انتقال بھی ہے۔ سوز کو اولاد کی نعمت
بہت انتظار کے بعد حاصل ہوئی تھی اور میر مہدی ان کے اولین فرزند تھے۔ سوز کے
دیوان میں جا بجا میر مہدی کے ساتھ سوز کی نہایت درجہ محبت کے مظاہر بکھرے ہوئے
ہیں۔ ۱۲۰۴ھ/[146] ۹۰-۱۷۸۹ء میں[145] میر مہدی عین عالم شباب میں، شیفتہ اور لالہ
سری رام[147] کے بقول بیس برس کی عمر میں، انتقال کر گئے۔ سوز کے لیے یہ حادثہ قیامت سے
کم نہ تھا۔ ناصر نے لکھا ہے کہ سوز اس کی مفارقت میں یہ شعر پڑھتے تھے اور دیوانہ
وار پھرتے تھے

اے میرے جھنڈولے بالوں والے — آ جا مری مشتوں کے پالے[148]

چند اور اشعار ملاحظہ ہوں:

کب تلک غم میں ترے رووں میں اے جان پدر
کس کی گودی میں گیا چھوڑ کے دامانِ پدر

اے خضر ہے خجستہ بتانا ذرا مجھے — ہے راہ کونسی مرے مہدی کے گاؤں کی

سنو جی ایک تھا سوز ایک مہدی — شب و روز اب کہانی میری یہ ہے

خیراتی لال بے جگر نے مہدی کی وفات کے دو ماہ بعد بیٹے کے غم سے میر سوز کے
انتقال کر جانے کا ذکر کیا ہے: "پدر او میر سوز نیز از آتشِ غم وفات پسر
بعد دو ماہ سوختہ خاک گردید"[149] لیکن یہ بات محض غلط ہے۔ اس لیے کہ
میر مہدی کی وفات ۱۲۰۴ھ میں ہوئی (جیسا کہ قلندر بخش جرأت کے کہے ہوئے
قطعہ تاریخ وفات میر مہدی سے ثابت ہے: سید مہدی کا ہے ہے داغ ہے = ۱۲۰۴ھ)

اور میر سوز اس حادثے کے بعد نو برس تک زندہ رہے۔ سوز کا انتقال ۱۲۱۳ھ میں ہوا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ اس حادثے کے بعد سوز عمر بھر اس غم سے نبرد آزما رہے۔ سوز کے ایک اور بیٹے سید قدرت علی طپاں بھی تھے[150]۔ یہ اور میر مہدی دونوں شاعر تھے اور اپنے والد کے شاگرد (میر مہدی کا تلمیذ سوز ہونا تو اکثر تذکروں میں مذکور ہے طپاں کی شاگردی قیاس ہے) ایسا محسوس ہوتا ہے کہ طپاں کا انتقال بھی سوز کی زندگی ہی میں ہوا اور میر مہدی کے بعد۔ ہمارے اس قیاس کی بنیاد سوز کے اشعار میں موجود ہے:

میر مہدی تم گئے جنت کو آہ — پر پدر کے داغ دل پر دھر گئے
بھائی کو اپنے بلا یا اپنے پاس — باپ کو پوچھا نہ تم کیدھر گئے

اس طرح ایک غزل کا یہ شعر

جنھوں کے سوزؔ بعد تو نے کر دیے اے غم
وہ کیوں نہ روئیں بھلا زار زار تیرے ہاتھ

دونوں بیٹوں کے انتقال کے حوادث کے بعد سوز کے قیام لکھنؤ بلکہ سوز کی زندگی کا ایک اور اہم واقعہ نواب آصف الدولہ کا انتقال ہے۔ آصف الدولہ ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ/ ستمبر ۱۷۹۷ء کو انتقال کر گئے۔ اس کے ساتھ ہی دربار سے سوز کا تعلق ختم ہو گیا ہو گا۔ اگر رہا بھی تو سوز وہاں کے اطوار کو دیکھ کر بد دل ہو گئے ہوں گے۔ انھوں نے آصف الدولہ کے ساتھ بہت اچھا وقت گزارا تھا اور وہ آصف الدولہ کی بہت سی خوبیوں کے مداح تھے لیکن آصف کی وفات کے ساتھ ہی ان کے درباریوں کے رویوں میں تغیر آ گیا، جس کا اشارا سوز کی اس مرثیہ نما غزل سے ملتا ہے جس میں انھوں نے آصف کی وفات پر اہلِ دنیا کی بے حسی کا شکوہ کیا ہے۔ اس غزل کا مقطع ہے:

نہیں سوزِ دل سے کوئی بھی نہ رو دیا — پھر ان سے امیدِ وفا کیا بجا ہو

اس وقت سوز کی عمر کم و بیش چوراسی برس تھی یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس عمر میں انھیں ایک بار پھر تلاشِ روزگار کی فکر لاحق ہوئی، اگر ہمارا یہ احساس درست ہے تو پھر سوز کا یہ شعر آصف کی وفات کے بعد انھی ایام کا ہونا چاہیے :-

ضعیفی، دوسرے ناطاقتی، حیران ہوں اب تو
کہ چلنے کی نہیں طاقت کہاں جاؤں میں اب صاحب

لیکن اس ضعیفی اور ناطاقتی کے باوجود تلاشِ روزی شانِ رفعت میں خلل ڈالتی ہے چنانچہ لطف نے لکھا ہے کہ وہ ۱۲۱۲ھ میں مرشد آباد تک تشریف لے گئے لیکن الموار سکونت کے وہاں کچھ نظر نہ آئے۔ اس سال پھر لکھنؤ تشریف لے گئے[151] "مرشد آباد تک" آنے سے گمان ہوتا ہے کہ اس سے پہلے انھوں نے کچھ اور مقامات پر بھی قسمت آزمائی کی۔ مرشد آباد اس سفر کی آخری منزل تھا جہاں سے وہ واپس لکھنؤ چلے آئے

شاہ کمال کے بیان سے بھی، جس میں سوز سے انیس برس تک لکھنؤ میں ملاقات کا ذکر ہے سوز کا آخری عمر میں لکھنؤ میں ہونا معلوم ہوتا ہے[152] [یہ انیس برس سوز کی زندگی کے آخری انیس برس ہی ہو سکتے ہیں لیکن ہمیں انیس کے عدد میں کچھ مبالغے یا اشتباہ کا گمان ہے، کیونکہ سوز کا قیام لکھنؤ کا زمانہ ۱۱۹۵ھ سے ۱۲۱۳ھ تک پندرہ برس سے زیادہ نہیں]

اس کے علاوہ مصحفی نے مرزا سلیمان شکوہ کے مشاعرے میں سوز کی شرکت حال بیان کیا ہے[153] (جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے) ہمارا خیال ہے کہ سوز آصف الدولہ کی وفات کے بعد بھی مرزا سلیمان شکوہ کے مشاعروں میں شریک ہوتے رہے، دلیل سوز کا یہ شعر ہے جس میں آصف الدولہ کی وفات کے بعد ان کا سلیمان سے تخاطب واضح ہے:

اے سلیماں! آصفِ دوراں جو یاں سے اٹھ گیا
یہ سبب ہے گا نہ تھا اس کو وزیری کا دماغ

مرزا سلیمان ۱۸۳۸ء تک زندہ رہے اور لکھنؤ ہی میں رہے۔ سوائے اس کے کہ انھوں نے زندگی کے آخری ایام آگرے میں گزارے جہاں وہ ۲۴ فروری ۱۸۳۸ء کو راہیٔ ملک بقا ہوئے[۱۵۴]

شہزادہ مرزا سلیمان کے ہاں مشاعروں میں شرکت سے بھی سوز کا آخری عمر میں لکھنؤ میں ہونا ثابت ہوتا ہے — ہاں یہ ممکن ہے کہ وہ زندگی کے آخری ایام میں پھر کسی سفر پر نکلے ہوں جس کے باعث ان کے انتقال کے بارے میں دو رائیں ہوگئی ہیں: لطف[۱۵۵] بے جگر[۱۵۶] آزاد[۱۵۷] قاسم[۱۵۸] فیلن وکریم الدین[۱۵۹] سرور[۱۶۰] عشقی[۱۶۱] اور آزردہ[۱۶۲] وغیرہ نے ان کا انتقال لکھنؤ میں اور بینی نراین جہان[۱۶۳] نساخ[۱۶۴] گوکل پرشاد[۱۶۵] اور نورالحسن خان[۱۶۶] وغیرہ نے تلہر ضلع شاہجہان پور میں بتایا ہے۔ تاہم: میر سوز کم و بیش پچاسی (۸۵) برس دنیا میں رہنے کے بعد ۱۲۱۳ھ/ ۹۹-۱۷۹۸ء میں یہاں سے رخصت ہوگئے۔

إنّا لِلّٰہ وَ إنّا إلیہ راجعون —

شاہ کمال، جرأت اور ناسخ نے قطعات تاریخ وفات کہے:

شاہ کمال:

از وفاتش دلم بسوخت چو شمع
الفتش بود چون بہ آب و گلم
طبع من چون الم کشید کمال
گفت تاریخ: سوز سوخت دلم

۱۲۱۳ھ

قلندر بخش جرأت

سوز ماتم نے میر سوز کے آہ
شمع ساں بس جلا دیا دل کو
میر صاحب سا شخص یوں مرجائے
غم ہوا ہائے یہ بڑا دل کو

مٹ گیا لطفِ ریختہ گوئی — خاک بھر دے سخن مزا دل کو
خاک میں مل گئی ادا بندی — گنگواب فرش اوڑھے کیا دل کو

کہی جرأت نے رو کے یہ تاریخ
داغ اب سوز کا لگا دل کو

۱۲۱۳ھ

امام بخش ناسخ

اٹھ گیا میر سوز دنیا سے — ہائے صاحب کمال واویلاہ
۱۶۷
سالِ تاریخ، ہے یہی ناسخ — شاعرِ بے مثال واویلاہ

۱۲۱۳ھ

حوالہ جات

۱۔ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو بہ تصحیح و تنقید محمد حبیب الرحمٰن خان شروانی
دہلی: انجمن ترقی اردو ۱۹۴۰ء ص ۸۸

۲۔ سخاوت مرزا — حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت
حیدر آباد دکن: انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچرل سٹڈیز ۱۹۶۲ء ص ۹

۳۔ لالہ سری رام — خم خانۂ جاوید، تذکرۂ ہزار داستان [نول کشور] ۱۳۲۵ھ
(۸-۱۹۰۷) جلد چہارم ص ۲۷۶

۴۔ وہی مصنف — جائے مذکور

۵۔ آزاد، محمد حسین — آبِ حیات لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۵۷ء
ص ۱۹۳

۶۔ لطف، مرزا علی — گلشنِ ہند تصحیح و تحشیہ شبلی نعمانی
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۶ء ص ۱۱۳

۷۔ تنہا، محمد یحییٰ — مرآۃ الشعرا لاہور: عالمگیر پریس س-ن
ج اول ص ۲۳۰

۸۔ نور الحسن خان — طورِ کلیم آگرہ: مفید عام پریس ۱۲۹۸ھ [۱۸۸۱ء]
ص ۵۴

۹۔ مبتلا، مردان علی خان — گلشنِ سخن مرتبہ سید مسعود حسن رضوی ادیب
لکھنؤ: نظامی پریس ۱۹۶۵ء ص ۱۵۰

۱۰۔ لطف، مرزا علی — محولہ بالا ص ۱۱۳

۱۱- شاہ کمال — مجمع الانتخاب (قلمی) ورق ۳۰۵ الف
مشمولہ اردوئے معلّٰی میر سوز نمبر دہلی: شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی
ج ۴ ش ۲ ۱۹۶۷ ص ۵۲۷

۱۲- ناصر، سعادت خان — خوش معرکۂ زیبا مرتبہ مشفق خواجہ
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء ج اول ص ۲۰۷

۱۳- یکتا، احمد علی خان — دستور الفصاحت مرتبہ امتیاز علی خان عرشی
رام پور: ہندوستان پریس ۱۹۴۳ء ص ۵۰

۱۴- محسن لکھنوی — تذکرہ سراپا سخن مرتبہ ڈاکٹر سیّد اقتدا حسن
لاہور: اظہار سنز ۱۹۷۰ء ص ۵۵

۱۵- دہلی: ساہتیہ اکادمی ۱۹۶۰ء ص ۶۲

۱۶- ادبی تحقیق - مسائل اور تجزیہ لاہور: الفیصل ناشران ۱۹۸۹ء ص ۲۲۳

۱۷- تذکرہ مخطوطات، کتب خانہ ادارہ ادبیات اردو پانچ سو عربی فارسی اردو اور
ہندی قلمی کتابوں کا تذکرہ، دہلی: ترقی اردو بیورو ۱۹۸۴ء

۱۸- محولہ بالا — جلد چہارم ص ۳۵ و ص ۶۹ — ۱۹۸۴ء
جلد پنجم ص ۹۵ و ص ۱۹۸ وغیرہ — ۱۹۸۴ء

۱۹- سوز کی وفات پر ناسخ نے بھی قطعۂ تاریخ وفات کہا لیکن اس کے بارے میں اشتباہ
پایا جاتا ہے، اس کی وضاحت آگے آتی ہے۔

۲۰- آزاد، محمد حسین — محولہ بالا ص ۱۹۴

۲۱- مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرہ ہندی مرتبہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد: انجمن ترقی
اردو ۱۹۳۳ء ص ۱۱۱

٢٢۔ جہاں، بینی نرائن — دیوانِ جہاں مرتبہ کلیم الدین احمد پٹنہ یسل لیتھو پریس ١٩٥٩ ص ١٤٧ بحوالہ ظہیر احمد صدیقی: فکری زاویے، لکھنؤ نسیم بک ڈپو ١٩٧٢ ص ٩٩

٢٣۔ ناصر، سعادت خاں — محولہ بالا ص ٢٠٨

٢٤۔ نساخ، عبد الغفور خاں — تذکرہ قطعۂ منتخب مرتبہ انصار اللہ نظر کراچی: انجمن ترقی اردو ١٩٧٤ء ص ٣٨

٢٥۔ مرزا الحسن خاں — محولہ بالا ص ٥٤

٢٦۔ شاہ کمال — محولہ بالا، جائے مذکور

٢٧۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر — اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری لاہور: مجلس ترقی ادب ١٩٧٢ء ص ٢٢٨

٢٨۔ چاند، شیخ — سودا کراچی: انجمن ترقی اردو ١٩٦٣ء ص ٤٧

٢٩۔ میر حسن — تذکرۂ شعرائے اردو ص ٨٣

٣٠۔ معاصر پٹنہ، نومبر ١٩٥٩ء ش ١٥ ص ٥٨

٣١۔ تاریخ ادبیات مسلمانانِ پاکستان و ہند، لاہور: دانش گاہ پنجاب ١٩٧١ء ساتویں جلد اردو ادب (دوم) ص ٩٤

٣٢۔ معاصر پٹنہ — جنوری ١٩٥٢ء ش ٢ ص ١١٦

٣٣۔ مرزا محمد رفیع سودا علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ١٩٦٦ء ص ٧٢

٣٤۔ تاریخ ادب اردو لاہور: مجلس ترقی ادب ١٩٨٧ء ج دوم ص ٦٥٣

٣٥۔ اورینٹل کالج میگزین لاہور، نومبر ١٩٤١ء ص ٤٣

٣٦۔ صحیفہ، لاہور جنوری ١٩٦٨ء ش ٤٢ ص ١٣

۳۷. آزاد، محمد حسین — آب حیات ص ۱۴۸

۳۸. ماہانہ سب رس حیدر آباد دکن نومبر ۱۹۶۰ء ص ۸

۳۹. لکھنؤ کا دبستانِ شاعری لکھنؤ: نسیم بک ڈپو ۱۹۹۱ء ص ۱۱۷

۴۰. انتقادیات حصہ اول و دوم کراچی: حلقۂ نیاز و نگار ۱۹۹۶ء ص ۲۲۵

۴۱. سردار احمد، ڈاکٹر — میر سوز رسالہ تحقیق، جام شورو: شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۳ء ش ۷ ص ۲۰۳

۴۲. سوز در اورینٹل کالج میگزین لاہور ش ۱۹۶۲ء ایڈیٹر سید عبداللہ ج ۳۸ ش ۱۴۹ ص ۱۹

۴۳. دیکھیے حاشیہ ۲۲ تا ۲۵

۴۴. مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرۂ ہندی ص ۱۱۱

۴۵ تا ۴۸ یہ سنین متعلقہ تذکروں کی تصنیف یا تکمیل کے ہیں

۴۹. عبدالودود، قاضی — سوز اور آب حیات در نیا دور لکھنؤ اگست ۱۹۶۲ ص ۳۴

۵۰. میر سوز کی نثر کا نمونہ درج ذیل ہے:

"میر سوز شخصی ست کہ ہیچ کس را ازو حلاوتی جز سکوت و اکراہ حاصل نشود۔ این نیز از قدرت کمال الٰہی ست کہ ہر یکی بلکہ خار و خسی نیست کہ بکار چیزی نیاید، پس اگر منکری سوال کند کہ ناکارۂ محض نیفتادہ ست (جواب) اینست کہ ناخش سوختنی ست"

ماخوذ از گلشن ہند مرتبہ شبلی نعمانی لاہور: دار الاشاعت پنجاب ۱۹۰۶ء ص ۱۵۱

۵۱. قائم چاندپوری — مخزن نکات مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن، لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۶ ص ۱۳۱

۵۲. علی ابراہیم خان — گلشن ہند / لطف محولہ بالا حاشیے مذکور

۵۳۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرہ ہندی ص ۱۱۱

۵۴۔ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو ص ۸۷

۵۵۔ ناصر، سعادت خان — خوش معرکہ زیبا ج اول ص ۲۰۸

۵۶۔ شاہ کمال — مجمع الانتخاب ۵۰۳ الف

۵۷۔ شوق، قدرت اللہ — طبقات الشعرا ص ۲۳۱

۵۸۔ مہدی بیانی — احوال و آثار خوش نویسان
تہران: انتشارات علمی س-ن ج سوم و چہارم ص ۸۵۱

۵۹۔ احترام الدین احمد شاغل عثمانی، صحیفہ خوش نویسان،
دہلی: ترقی اردو بیورو ۱۹۸۷ء ص ۱۹۱

۶۰۔ سیفت قلمی، غلام محمد — تذکرۂ خوش نویسان، کلکتہ ۱۹۱۰ء ص ۷۶

۶۱۔ احترام الدین احمد شاغل عثمانی — صحیفہ خوش نویسان ص ۷۶

۶۲۔ محولہ بالا ص ۱۸۲

۶۳۔ ولی اللہ فرخ آبادی، مفتی — عہد بنگش کی سیاسی علمی اور ثقافتی تاریخ مترجم
شریف الزماں شریف مرتبہ محمد ایوب قادری، کراچی:
آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس ۱۹۶۵ء ص ۳۸۸

۶۴۔ اس باب میں شوق، میر حسن، مبتلا، مصحفی، ذکا، لطف، سرور
شاہ کمال، یکتا، شیفتہ، دتاسی، اسپرنگر وغیرہ سب ہم آواز ہیں۔

۶۵۔ آزاد، محمد حسین — آب حیات ص ۱۹۴

۶۶۔ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو ص ۹۵، ۹۶

۶۷۔ سرور، میر محمد خان بہادر — عمدۂ منتخبہ مرتبہ ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی، دہلی:
دہلی یونی ورسٹی ۱۹۶۱ء ص ۳۳۴

۶۸۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرۂ ہندی ص ۱۱۱

۶۹۔ قائم چاند پوری — مخزنِ نکات ص ۱۳۱

۷۰۔ نصر اللہ خان خویشگی — گلشنِ ہمیشہ بہار مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی
کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۶۷ء ص ۱۸۳

۷۱۔ غلام حسین — انتخابِ میر سوز لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی
۱۹۸۳ء ص ۳

۷۲۔ ناصر سعادت خان — خوش معرکۂ زیبا ج اول ص ۲۰۸

۷۳۔ آبرو کے طور پر کہنے لگا ہے سوز شعر
طبع میں جودت جو آئی اس طرف کو چل دیا

۷۴۔ قائم چاند پوری — مخزنِ نکات ص ۱۳۱

۷۵۔ شوق قدرت اللہ — طبقات الشعرا ص ۲۳۱

۷۶۔ ناصر سعادت خان — خوش معرکۂ زیبا ج اول ص ۲۰۷

۷۷۔ آزاد محمد حسین — آبِ حیات ص ۱۹۷

۷۸۔ آزاد محمد حسین — محوّلہ بالا ص ۲۱۷

۷۹۔ سکسینہ، رام بابو — تاریخ ادب اردو مترجم مرزا محمد عسکری مرتبہ:
ڈاکٹر تبسم کاشمیری، لاہور: علمی کتاب خانہ سن ن ص ۱۱۴

۸۰۔ یعقوب، ڈاکٹر محمد — میر کے اولیں معرکے ۔۲ در "نقوش" ادبی معرکے نمبر
مدیر: محمد طفیل، لاہور: ادارہ فروغ اردو ستمبر ۱۹۸۱
شمارہ ۱۲۷ ص ۱۰۴

۸۱۔ میر تقی میر — نکات الشعرا مرتبہ مولوی عبدالحق، کراچی: انجمن
ترقی اردو ۱۹۷۹ء ص ۱۳۷

۸۲۔ سکسینہ، رام بابو — تاریخ ادب اردو ص ۱۱۴

۸۳۔ ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر — سوز اور ان کی شاعری در "اردوئے معلّٰی" میر سوز نمبر
دہلی: دہلی یونیورسٹی سن ن حصہ ۴، شمارہ ۲۶ ص ۱۰ اور

نکری زادے لکھنؤ: نسیم بک ڈپو ۱۹۷۲ء ص ۹۹

۸۴۔ آزاد: محمد حسین — آب حیات ص ۲۱۶

۸۵۔ نساخ۔ عبدالغفور خان — سخن شعرا لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۲ء ص ۲۲۷

۸۶۔ گوکل پرشاد — ارمغانِ گوکل پرشاد مرتبہ فرمان فتح پوری کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۷۵ء ص ۴۲

۸۷۔ علی حسن: سید — بزم سخن آگرہ: مفید عام پریس ۱۲۹۸ھ ص ۱۰۲

۸۸۔ لزرالحسن خان — تذکرۂ طور کلیم ص ۴۵

۸۹۔ میر: محمد تقی — ذکر میر مرتبہ و مترجم نثار احمد فاروقی لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۹۶ء ص ۲۱۲

۹۰۔ اس موضوع پر ہمارا مضمون "میر سوز۔ تبدیلی تخلص کا مسئلہ" کے عنوان سے ماہنامہ قومی زبان کراچی ج ۶۴ ش ۱۱ نومبر ۱۹۹۲ء میں شائع ہوا

۹۱۔ شفیق: راے لچھمی نراین — چمنستان شعرا مرتبہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو ۱۹۲۸ء ص ۲۸۳

۹۲۔ فائق رام پوری — مقالہ "سوز" اورینٹل کالج میگزین مئی ۱۹۶۲ء ص ۲۲

۹۳۔ حاتم: شیخ ظہور الدین — دیوان زادہ مرتبہ غلام حسین ذوالفقار لاہور: مکتبہ خیابان ادب ۱۹۷۵ء ص ۱۳۵

۹۴۔ گردیزی: سید فتح علی — تذکرۂ ریختہ گویاں مرتبہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ ص ۱۳۸

۹۵۔ جمیل جالبی: ڈاکٹر — تاریخ ادب اردو ج ۲ ص ۹۳۷

۹۶۔ سردار احمد: ڈاکٹر — مقالہ "میر سوز" "تحقیق" ش ۷ ص ۲۱۱

۹۷۔ وہی مصنف — جائے مذکور

۹۸۔ نثار احمد فاروقی ۔ ڈاکٹر
مقدمہ طبقات الشعرا از قدرت اللہ شوق
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۸ء ص ۴۶

۹۹۔ حسرت موہانی
ارباب سخن ۔ اول و دوم
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۲ء ص ۴

۱۰۰ جمیل جالبی۔ ڈاکٹر
تاریخ ادب اردو ج ۲ ص ۷۹۴

۱۰۱۔ اشعار ایک رباعی کی صورت میں ہیں ؎

کیوں سوز پہ حسرت کا نہ دل ہو دے سپند
ہے شعر کی گرمی کا دھواں اس کے بلند
حسرت اسے کیوں نہ ہو وے شاعر ہے سوز
عطار کا لونڈا ہے وہ سا ٹھو گل قند

۱۰۲۔ سودا کی مثنوی کے آخری اشعار ہیں

شعر کے بحر میں ترا استاد | کشتیء ذہن کو ہے بادِ مراد
اس کو ہر طرح تو غنیمت جان | پھر ملے گا نہ سوز سا انسان

۱۰۳ یہ واقعہ سودا کے تمام سوانح نگاروں کے ہاں مذکور ہے۔ تفصیل آگے آتی ہے

۱۰۴ فائق رام پوری
مقالہ "سوز"۔ اورینٹل کالج میگزین ج ۳۸
عدد ۴ عدد مسلسل ۱۵۰ اگست ۱۹۶۲ء ص ۳۶

←

۱۰۵۔ سردار احمد خان، ڈاکٹر — مقالہ "میر سوز" در "تحقیق" ش ۷ ص ۲۱۵

۱۰۶۔ قائم چاندپوری — مخزن نکات مرتبہ اقتدا حسن ص ۱۳۱

" — وہی کتاب: مرتبہ مولوی عبدالحق اورنگ آباد: انجمن ترقی اردو ۱۹۲۹ء

۱۰۷۔ فائق رام پوری — "سوز" اورئنٹل کالج میگزین ش ۱۴۹ ص ۲۲

سردار احمد خان، ڈاکٹر — "میر سوز" "تحقیق" ص ۲۱۵

۱۰۸۔ عبدالودود قاضی — سوز اور آب حیات در نیا دور ص ۳۶ جاے مذکور

۱۰۹۔ " — محولہ بالا ص ۱۸

۱۱۰ فائق رام پوری — محولہ بالا ص ۲۱۶

۱۱۱۔ سردار احمد خان، ڈاکٹر — مقدمہ مخزن نکات، محولہ بالا ص ۱۶

۱۱۲۔ اقتدا حسن، ڈاکٹر — مخزن نکات، محولہ بالا ص ۲۰۰

۱۱۳۔ قائم چاندپوری — مقدمہ کلیات قائم از قائم چاندپوری

۱۱۴۔ اقتدا حسن، ڈاکٹر — لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۵ء، ج اول ص ۲۶

۱۱۵۔ فائق رام پوری — حیات سودا در صحیفہ لاہور: مجلس ترقی ادب، اپریل ۱۹۶۸ء ش ۴۳ ص ۱۴، ۱۵

۱۱۶ عبدالودود، قاضی — وہی مضمون، جاے مذکور

۱۱۷ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو ص ۷۵

۱۱۸۔ دل اللہ فرخ آبادی، مفتی — عہد بنگش ص ۳۸۸

۱۱۹۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرۂ ہندی ص ۱۰۶

۱۲۰۔ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو ص ۸۳

۱۲۱، ۱۲۲ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرہ ہندی ص ۱۳

۱۲۳۔ شمس الدین صدیقی، ڈاکٹر — مقالہ 'مرزا محمد رفیع سودا' در تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان و ہند مدیر سید وقار عظیم، لاہور: پنجاب یونیورسٹی ۱۹۷۱ء ج ہفتم اردو ادب دوم ص ۹۷

۱۲۴۔ چاند، شیخ — 'سودا' ص ۶۶

۱۲۵۔ فائق رام پوری — سوز ص ۴۷

۱۲۶۔ عبد الودود، قاضی — سوز اور آب حیات ص

۱۲۷۔ سردار احمد خان، ڈاکٹر — 'میر سوز' ص ۲۱۸

۱۲۸۔ شوق، قدرت اللہ — تذکرہ طبقات الشعرا ص ۲۲۴

۱۲۹۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرۂ ہندی ص ۱۶۶

۱۳۰۔ شوق، قدرت اللہ — تذکرہ طبقات الشعرا ص ۲۳۱

۱۳۱۔ سکسینہ، رام بابو — تاریخ ادب اردو ص ۷۶

۱۳۲۔ اس بات کی طرف ڈاکٹر سردار احمد صاحب کے مقالے سے ہماری توجہ مبذول ہوتی ہے جنھوں نے سوز کے درج ذیل اشعار کو اس خیال کی بنیاد بنایا ہے ؎

سید الشہدا کو سونپ آیا ہوں دلبندوں کو میں — دن ملا دیں گے مجھے ایک ایک کا کر کے حساب

اپنے گھر سے یوں جدا کر کے پھرایا شہر شہر — واہ واہ کو زمانے نے دیا یوں انقلاب

(میر سوز ص ۲۲۰)

۱۳۳۔ سردار احمد خان، ڈاکٹر — میر سوز ص ۲۲۳

۱۳۴۔ مبتلا، غلام محی الدین عشق میرٹھی — تذکرہ طبقات سخن (ڈاکٹر نسیم اقتدار علی) لکھنؤ: نظامی پریس ۱۹۹۱ء ص ۱۱۷

۱۳۵۔ بے جگر، غزالی اول — تذکرہ شعرا ورق ۱۵۳ ناتکمل دہلی

۱۳۶۔ سردار احمد خان — میر سوز ص ۲۲۷، ۲۲۸

۱۳۷۔ عشق: محمد و جیہہ الدین — تذکرہ عشق در دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین احمد
پٹنہ: لیتھو پرنٹنگ پریس ص ۲۲۶

۱۳۸۔ سورش: غلام حسین — تذکرہ شورش مشمولہ دو تذکرے محولہ بالا ص ۲۲۵

۱۳۹۔ ناصر: سعادت خان — خوش معرکہ زیبا ص ۲۰۸

۱۴۰۔ میر محمد تقی — ذکر میر ص ۳۱۲

۱۴۱۔ ناصر سعادت خان — خوش معرکہ زیبا ج اول ص ۱۴۳

۱۴۲۔ یکتا: احمد علی خان — دستور الفصاحت ص ۵۲

۱۴۳۔ مبتلا: غلام محی الدین میرٹھی — طبقات سخن ص ۱۱۷، ۱۱۸

۱۴۴۔ مصحفی: غلام ہمدانی — تذکرہ ہندی ص ۱۲۱

۱۴۵۔ یہ سنہ قلندر بخش جرات کے کہے ہوئے قطعہ تاریخ وفات مہدی سے ثابت ہے

جا بسا جو گلشن جنت میں وہ — بدتر از دشت اب جہاں کا باغ ہے

جرات اس کی ہے یہ تاریخ وفات — سید مہدی کا ہے ہے داغ ہے
۱۲۰۱ھ

۱۴۶۔ شیفتہ: محمد مصطفیٰ خان — گلشن بے خار مرتبہ کلب علی خان فائق
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۳ء ص ۶-۱۶۵

۱۴۷۔ سری رام: لالہ — خم خانہ جاوید
دلی: دلی پرنٹنگ ورکس ۱۹۱۷ ج سوم ص ۱۰۳

۱۴۸۔ ناصر سعادت خان — خوش معرکہ زیبا ج ا ص ۲۲۱

۱۴۹۔ بے جگر خیراتی لال — تذکرہ شعرا ص ۵۴

۱۵۰۔ نساخ: عبد الغفور خان — سخن شعرا لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی
۱۹۸۲ء ص ۳۰۲

۱۵۱. لطف، مرزا علی — گلشن ہند ص ۱۱۳

۱۵۲. شاہ کمال — مجمع الانتخاب ورق ۵۰۳ ب

۱۵۳. مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرہ ہندی ص ۱۲۱

۱۵۴. اسیر، نگر — بحوالہ مختار الدین احمد، حواشی بر تذکرہ آزردہ از صدر الدین آزردہ
کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۷۲ء ص ۱۰۰

۱۵۵. لطف، مرزا علی — گلشن ہند جائے مذکور

۱۵۶. بے جگر، خزاں لال — تذکرہ شعرا ص ۱۰۸

۱۵۷. آزاد، محمد حسین — آب حیات ص ۱۹۲

۱۵۸. قاسم، قدرت اللہ — مجموعہ نغز مرتبہ حافظ محمود شیرانی
دہلی: نیشنل اکادمی ۱۹۷۳ء ج اول ص ۳۲۱

۱۵۹. مبتلا، کریم الدین — طبقات شعرائے ہند
لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی ۱۹۸۳ء ص ۱۲۵

۱۶۰. سرور، اعظم الدولہ — عمدہ منتخبہ ص ۳۴۴

۱۶۱. عشقی، محمد وجیہ الدین — تذکرہ عشقی در دو تذکرے ص ۲۲۶

۱۶۲. آزردہ، صدر الدین — تذکرۂ آزردہ ص ۵۰

۱۶۳. بینی نراین جہان — دیوان جہان ص ۱۷۱

۱۶۴. ناسخ، عبدالغفور خاں — سخن شعرا ص ۲۲۷

۱۶۵. گوکل پرشاد — ارمغان گوکل پرشاد ص ۴۲

۱۶۶. مرزا محسن خان — تذکرہ طور کلیم ص ۵۴

۱۶۷. اس قطعہ تاریخ وفات کی ردیف واویلا ہے تو آخری مصرعے سے اعداد ۱۲۰۸ھ برآمد ہوتے ہیں (اسی لیے ظہیر احمد صدیقی اور فائق رام پوری کو اس پر تعجب ہے) جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ناسخ نے قطعات تاریخ میں واویلا، مصیبتا، واحسرتا وغیرہ

الفاظ ہائے ہوز کے اضافے کے ساتھ بھی استعمال کیے ہیں مثلاً

مرزا قتیل کی تاریخ وفات لحنت دلِ والدین اے واویلاہ = ۱۲۳۵

مرزا مغل سبقت " شد میرزائے ما ز جہان وا حسرتاہ = ۱۲۳۴

وغیرہ وغیرہ (درک تدوین کلیات شعر ناسخ مدوّن ڈاکٹر اورنگ زیب عالمگیر مقالہ برائے

پی ایچ ڈی ۱۹۹۰ء مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور)

قطعہ تاریخ وفات پر سوز میں بھی ناسخ نے واویلاہ باندھا ہے جس سے

واویلا کے ساتھ ہ کے اضافے سے ۱۲۰۸ + ۵ = ۱۲۱۳ھ برآمد ہو جاتا

ہے - ۱۲

شخصیت

انسانی شخصیت ایک پیچیدہ معمے کی طرح ہے جس کا ایک سرا ہاتھ آتا ہے تو دوسرا ہاتھ سے جاتا رہتا ہے بسا اوقات برسوں تک کسی شخص کو دیکھتے رہنے کے باوجود اس کی شخصیت کی کلید ہاتھ نہیں آتی۔ کلید کجا، تعارف تک نہیں ہوتا، ایسے میں صدیوں کی اُلٹی زقند لگا کر تاریخ کے دھندلکوں میں گم شدہ چہروں کا سراغ لگانا اور ان کی شخصیت کے بنیادی جوہر کو دریافت کرنا جس قدر دشوار عمل ہے اس کا اندازہ لگانا اس قدر دشوار نہیں ہے۔

تاہم جیسے ہم اپنے اردگرد موجود لوگوں کی شخصیتوں سے واقفیت کے لیے کوشش کر سکتے ہیں، جو بعض صورتوں میں کامیاب بھی ہو سکتی ہے، ایسی ہی کوشش، گزشتگاں سے متعلق بھی کی جا سکتی ہے۔ ہر چند کہ اس کوشش میں حقیقت تک پہنچنا نسبتاً زیادہ دشوار ہوتا ہے۔

سید محمد میر سوز کی شخصیت کا جو ہیولیٰ تذکرہ نگاروں کی تحریروں سے ابھرتا ہے اس کے دو رنگ ہیں پہلا رنگ محمد حسین آزاد اور صفیر بلگرامی کی تحریروں سے نمایاں ہوتا ہے:

آزاد نے سوز اور میر کے تراجم میں سوز سے متعلق چار واقعات لکھے ہیں۔ ترجمہ سوز میں دو واقعات سوز کی شعر خوانی سے متعلق اور ایک اپنے تخلص کے بارے میں کی جانے والی سخن سرائیوں پر ردّ عمل سے متعلق ہے چوتھا واقعہ سوز کے تخلص اور شعری مرثیے پر میر کا تبصرہ پیش کرتا ہے۔

سوز کی شعر خوانی کے بارے میں آزاد نے لکھا ہے کہ: "شمع کا مضمون باندھتے تو پڑھتے وقت ایک ہاتھ سے شمع اور دوسرے کی اوٹ سے وہیں فانوس تیار کرکے بتاتے، بے دماغی یا ناراضی کا مضمون ہوتا تو خود بھی تیوری چڑھاکر وہیں بگڑ جاتے۔"[1]

جب وہ اپنے ایک قطعے[2] میں پری رو اطفال کو دیکھ کر ارے رے رے ارے رے رے ارے رے پکارتے ہیں تو ساتھ ہی زمین پر گر جاتے ہیں گویا پری زادوں کو دیکھتے ہی دل بے قابو ہو گیا اور ایسے ہی نڈھال ہو گئے کہ ارے رے رے کہتے کہتے غش کھا کر بے ہوش ہو گئے[3] یا وہ سانپ کے کاٹے کا ذکر کرتے ہیں تو دفعتاً ہاتھ کو چھاتی سے مسوس کر ایسے بے اختیار لوٹ جاتے ہیں کہ لوگ گھبرا کر سنبھالنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں[4] اسی طرح اپنے تخلص پر اعتراض کرنے والے کو وہ بر سر مشاعرہ تضحیک کا نشانہ بناتے ہیں اور ہزاروں آدمیوں کے سامنے بار بار اس کا استہزا کرتے ہیں۔[5]

جلوۂ خضر کی روایت / حکایت کے مطابق میر سوز ایک محفل مشاعرہ میں تاخیر سے پہنچتے ہیں اور میر تقی میر انھیں طنزاً کہتے ہیں کہ "بہرحال اٹھتے بیٹھتے کچھ اور تماشا سہی"۔ میر سوز جواباً کہتے ہیں "اچھا دیکھیے کیا تماشا دکھاتا ہوں"۔ میر صاحب کہتے ہیں: "بسم اللہ"۔ اس پر سوز اپنا "تماشا" دکھاتے ہیں اور میر صاحب مسکرا کر کہتے ہیں اس غزل پر پاؤ شاعر ہو۔ اس پر سوز پھر ایک قطعہ[6] سنا کر لوگوں کو محو کر دیتے ہیں اور دوسروں کی بے خودی کی کیفیت میں خود جریب سنبھال کر اپنے گھر کی راہ لیتے ہیں۔[7]

یہ تمام حکایات اگر واقعات ہیں تو ان سے سوز ایک شوخ و شنگ انسان کے روپ میں ابھرتے ہیں جو مقبولیت عام کے حصول کے لیے سر بزم اداکاری کے جوہر دکھاتا ہے، مخالفین کو مجمع عام میں رسوا کرتا ہے اور اپنی شخصیت کو مسخ کر کے معاصرین سے داد کا طالب ہوتا ہے ـــ لیکن تصویر سے سوز کی شخصیت کا ایک اور رنگ بھی ہے جس کے مطابق وہ شاہ جہان آباد کے سید عالی نسب، سلسلۂ قادریہ میں بیعت، سید محمد زاہد دہلوی کے مرید[7] "عالی طبیعت، درویش نہاد، خوش گفتار اور شریف الوضع ہیں[8]"

وہ مختلف اوقات میں مختلف درباروں سے وابستہ رہے لیکن ان کے کلام میں کسی کی مدح میں قصیدہ نہیں ملتا

انھوں نے سودا انشا اور مصحفی کی ہجو گوئی کا زمانہ پایا لیکن کسی کی ہجو نہیں لکھی

ان کی زندگی امرا اور نوابوں میں گزری لیکن ان کے حالات میں کسی وظیفے کی مساعی کا سراغ نہیں ملتا

انھیں علم وفن سے سچی دلچسپی تھی خود صاحب تصنیف تھے، جب شاہ کمال کے ہاں شعرا کے دواوین اور تصویروں کا ذخیرہ دیکھا تو آصف الدولہ کو اس جانب متوجہ کیا اور یوں سوز کی اطلاع رسانی سے وہ ذخیرہ سرکاری سرپرستی میں محفوظ کر لیا گیا[9]

زندگی میں جہاں تک ممکن ہوا وہ دوسروں کے کام آئے، امرا سے غریب غربا کی سفارش ان کا شیوہ رہا[10]، مصحفی[11]، ناصر[12]، بے جگر[13] اور بیتا[14] کے مطابق

وہ دوسروں کے حق میں کلمۂ خیر کہنے میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے

وہ خوش فکر درویش[15] خندہ رو، شگفتہ پیشانی[16] نازک طبع، زود رنج، متواضع، خلیق[17] اور خوش طبع تھے[18]

بلاشبہہ ان دونوں رنگوں میں کوئی نسبت نہیں بلکہ ان میں اتنا تفاوت ہے کہ انھیں باہم متضاد کہا جا سکتا ہے لیکن اس تضاد پر غور کرنے سے یہ تضاد تحلیل ہو جاتا ہے اور سوز کی شخصیت کے ارتقائی مدارج ابھرنے لگتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آزاد اور صفیر بلگرامی کی پیش کردہ تصویر (اگر صحیح ہے) نوجوان سوز کی ہے جو پختگی کے مراحل طے کر رہا ہے اور ابھی زندگی کو سمجھنے کی کوشش میں ہے، رفتہ رفتہ اس پر زندگی اور دنیا کی حقیقت کھلتی ہے اور اس کے رویّوں میں تبدیلی پیدا ہوتی ہے اور پختگی کی منزل کو پہنچ کر وہی شوخ و شنگ سوز ایک درویش صفت انسان کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے جو دوسروں میں محاسن دیکھتا ہے اور خود میں عیوب بلکہ آخرِ عمر بقول صاحبِ "گلشنِ سخن" دنیاوی علائق سے دستبردار ہو کر لباس فقر پہن لیتا ہے[19] اور گوشہ نشینی و درویشی کی زندگی بسر کرتا ہے[20]۔

یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر سوز کی شخصیت کے مذکورہ بالا اوصاف ان کے مزاج میں کسی انقلاب کا پتا دیتے ہیں تو یہ انقلاب کیسے اور کب پیدا ہوا —؟

تذکرہ نگاروں اور مورّخینِ ادب نے اس سوال سے بحث نہیں کی ہے، تاہم تذکروں میں بعض ایسے اشارے ضرور ملتے ہیں جن سے سوز کی طبیعت میں در آنے والے انقلاب کا زمانہ متعیّن ہوتا دکھائی دیتا ہے:

۱۔ آزاد کے خیال میں جب اہلِ دہلی کی تباہی حد سے گذر گئی تو ۱۱۹۱ھ میں سوز نے لباس فقیری اختیار کیا[21]۔ بعد کے زمانے میں محمد یحییٰ تنہا[22] اور نیاز فتح پوری[23] وغیرہ نے اسی بیان کو اختیار کیا

۲۔ میر حسن نے بدرنگیِ آفاق کے باعث گوشہ نشینی اختیار کر لینے کا ذکر کیا ہے[24] میر حسن کا تذکرہ شعرائے اردو ۱۱۹۱ھ، ۱۱۹۲ھ میں لکھا گیا اس لیے ان کی رائے کا یہی زمانہ سمجھا جانا چاہیے

۳۔ امر اللہ الہ آبادی نے ۱۱۹۳ھ اور ۱۱۹۵ھ کے درمیان لکھا کہ "آج کل لکھنؤ میں لباسِ درویشی میں زندگی گذار رہے ہیں"[۲۵]

۴۔ مرزا علی لطف نے ۱۱۹۶ھ میں وارستہ مزاجی کی تکلیف سے لباسِ فقر اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے[۲۶]

۵۔ ایک خیال یہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ نوجوان بیٹے کی وفات سے پیدا ہونے والے غم نے مزاج میں درویشی پیدا کی۔[۲۷] نوجوان بیٹا میر مہدی تھا جس نے ۱۲۰۴ھ میں انتقال کیا اس لیے تغیرِ مزاج ۱۲۰۴ھ کا واقعہ قرار پاتا ہے

۶۔ بعض محققین نے کسی خاص زمانے کے تعین کے بغیر عمومی انداز سے کہا ہے کہ ابتدائی زمانے میں آزادانہ زندگی گزارتے تھے لیکن آخر عمر میں دنیا سے قطعِ تعلق کر لیا اور درویشانہ زندگی گزارنے لگے[۲۸]

آخر عمر میں تغیرِ طبع کا واقعہ اگر کسی حادثے پر موقوف ہو تو وہ نواب آصف الدولہ کی وفات ہو سکتی ہے، نواب آصف الدولہ کا انتقال ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ/ستمبر ۱۷۹۷م کو ہوا اور اس کے ساتھ ہی سوز ایک اچھے قدردان، اچھے انسان سے محروم ہو گئے

مندرجہ بالا افکار کی روشنی میں تغیرِ مزاج کا زمانہ ۱۱۹۱ھ سے ۱۲۱۲ھ تک کے وسیع امکانی دائرے میں پھیل جاتا ہے اور کسی ایک زمانے/سنہ کا تعین دشوار ہو جاتا ہے

یوں محسوس ہوتا ہے کہ ابتدائی عمر کے بعد جس نے بھی سوز کو دیکھا اسے سوز کے یہاں درویشانہ رنگ کا غلبہ نظر آیا اور ہر شخص نے ان کی درویشی کی اپنے اپنے تئیں موثر تعبیر کر ڈالی۔ رہا یہ امر کہ آخر ہر شخص کو سوز کی درویشی کے لیے کسی تعبیر کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی تو اس کا سبب بظاہر سوز کی اوائل عمر

کی شخصیت ہو سکتی ہے جس سے ہمعصروں میں ان کا تاثر ایک سوخ و شنگ انسان کی حیثیت سے مرتب ہوا تھا "بھلا تاثر ہی آخری ہوتا ہے" کے طریقے سے سوز کی شخصیت کا یہ تعارف دیر تک قائم رہا یہاں تک کہ بعد کے زمانے میں بھی بعض ناواقف لوگ انہیں ظریف شاعر تک سمجھتے رہے، مثلاً آسی میرٹھی نے اپنے تذکرے میں سوز کو ظریف شاعروں میں شمار کیا۔[۲۹]

ہمیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ دلی کی بربادی، جس سے اس عہد کی زندگی کا سارا نظام ہی درہم برہم ہو گیا، اور اکثر صورتوں میں زندگی کا اعتبار ہی جاتا رہا، سوز کے ہاں تغیر مزاج کا سبب بنی ہوگی لیکن ۱۱۹۱ھ میں نہیں۔

آزاد نے سوز کا ۱۱۹۱ھ میں دہلی سے ہجرت کرنا بیان کیا ہے، جو محض غلط ہے، سوز ۷۱-۱۱۷۰ کے دوران فرخ آباد میں تھے اور اس سے کافی پہلے وہ دہلی چھوڑ چکے تھے۔ ہم سوز کے سوانح کے سلسلہ میں یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ سوز ۱۱۶۷ھ اور ۷۱-۱۱۷۰ھ کے درمیان کسی وقت دہلی سے کوچ کر گئے تھے۔ اس لیے تبدیلی مزاج اگر بربادی دہلی کے نتیجے میں بے گھر ہو نے اور دل چھوٹ جانے پر منحصر ہے تو پھر اسی زمانے کا واقعہ ہونا چاہیے

ہماری تحقیق کے مطابق سوز کا سالِ ولادت ۱۱۲۸ھ کے قریب ہے اس اعتبار سے ۱۱۶۷ھ میں سوز کی عمر انتالیس سال اور ۷۱-۱۱۷۰ کے اعتبار سے کم و بیش بیالیس سال بنتی ہے اور یہ عین شباب کا زمانہ ہے۔

اس کے بعد انھوں نے تینتالیس چوالیس سال مزید دنیا میں گزارے لیکن اب ان کا زاویۂ نظر بدل چکا تھا، یہ درست ہے کہ کسب معاش کے لیے وہ درباروں سے وابستہ رہے لیکن یوں کہ دنیا اور اس کی رنگینیاں ان کی نظر دیک بے وقعت ہو چکی تھیں اور اقتدار، مال و دولت کے بجائے انسانوں کو بحیثیت انسان دیکھنے لگے تھے، ان کے مقام و منصب کے لحاظ سے نہیں۔

مصحفی نے شہزادہ مرزا سلیمان شکوہ کے مشاعرے میں سوز کی شرکت کا جو واقعہ بیان کیا ہے؛ جس میں وہ اختتام مشاعرہ تک بیٹھتے بھی نہیں اور مشاعرے میں ضروری شمولیت کے بعد فوراً ہی اپنی راہ لیتے ہیں[۳۰] ان کے رنگِ مزاج کو بخوبی واضح کرتا ہے یہاں یہ سوال اٹھایا جا سکتا ہے کہ وہ اگر درویش طبع تھے تو پھر مشاعروں کا کھکیڑ اٹھانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ شاید اس عہد کی تہذیبی صورتِ حال اس کا بہتر جواب دے سکتی ہے۔ اس دور میں شعرا کی وجہ معاش یہی وسائل تھے اور پھر جب ممکن تھا تب میر سوز نے توپ خانے میں ملازمت بھی کی تھی[۳۱] لیکن جب آں قدح بشکست و آں ساقی نماند — وہ سلطنت ہی نہ رہی وہ شکوہ ہی نہ رہا تو فلک کج رفتار نے ان کا رزق نوابوں اور درباروں سے وابستہ کر دیا۔ یوں بھی روح و تن کا رشتہ قائم رکھنے اور زن و فرزند کی ذمہ داریاں* نبھانے کے لیے کوئی راستا تو تلاش کرنا ہی ہوتا ہے قابلِ توجہ بات یہ ہوتی ہے کہ کون اس راستے کو سبب جانتا ہے اور کون اسے منزل سمجھ بیٹھتا ہے۔

یوں معلوم ہوتا ہے کہ سوز نے اس راستے کو منزل نہیں سمجھا۔ اس کا ثبوت ان کا کلام ہے جس میں وہ ناروا قصیدہ گوئی سے محفوظ دکھائی دیتے ہیں نواب آصف الدولہ اور مہربان خان رند سے مدتوں ان کا روزگار وابستہ رہا اور دونوں شعر کے قدردان تھے لیکن میر سوز نے آصف کے لیے "سلطان فرماں" اور "حضرت آصف" سے بڑھ کر کچھ نہیں کہا[۳۲] جبکہ میر ان کے شکارنامے موزوں کرتے رہے اور مدح میں مبالغہ کرتے رہے

---

* طلب تھی سوز کو جو بیٹھ کر مر جائے عزلت میں

ولیکن غم نے ان اطفال کے مارا کدھب صاحب

بڑا دنیا میں ہے گا وہ خردمند — زن و فرزند کا جو ہو نہ پابند

(سوز)

یہی حال مہربان خان رند کا ہے، جس کے لیے سودا "ماہ و مشتری" کی تراکیب ڈھونڈتے تھے [۳۳] لیکن سوز اس باب میں کیا رویہ رکھتے تھے؟ اس کا اندازہ رند کے بارے میں ان کے اکلوتے شعر سے ہو سکتا ہے

کون ہے اب مہرباں سا رند ہو جس کا خطاب
کون ہے ایسا کہ جس کا سوز سا استاد ہو

آصف الدولہ کے بارے میں جو چند لفظ سوز نے کہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ وہ آصف کو ان سے بہت بہتر سمجھتے تھے لیکن ان کی روش محبت کرنے مگر دعویٰ نہ کرنے کی رہی۔ انھوں نے لوگوں سے محبت کی مگر اس حوالے سے اظہار خیال کم ہی کیا۔ آصف الدولہ کے بارے میں ان کے واقعی خیالات، جن سے خود دنیا کے بارے میں ان کے خیالات بھی ظاہر ہوتے ہیں اس مرثیہ نما غزل میں سامنے آتے ہیں جو آصف الدولہ کی وفات پر لکھی گئی۔ اس وقت جب رسم دنیا کے مطابق نئے آنے والوں کی پذیرائی اور چلے جانے والوں کی برائی کا وقت تھا:

دلا اہلِ دنیا سے مت آشنا ہو — یہ فانی ہے سب کچھ جہاں میں وفا ہو
بھلا فائدہ ایسی الفت کیے سے — الٰہی یہ اٹھ جائے اس کا برا ہو
مرے آصف الدولہ اور ایک سے بھی — کسی کی بھی آنکھوں سے آنسو بہا ہو
نہ بھائی برے لوگ ہیں ان سے ڈریے — وہ ملتا ہے ان سے جو خود بے وفا ہو
کسی نے بھی ماری چھری اپنے دل پر — کسی نے بھی غم کھا کے کاٹا گلا ہو
نہیں سوز دل سے کوئی بھی نہ رویا — پھر ان سے امیدِ وفا کیا بجا ہو!

جب سوز ان حکمرانوں کے بارے میں قصیدہ گوئی سے محترز رہے جن سے براہِ راست انھیں فوائد پہنچے اور جن سے ان کا روزگار وابستہ رہا تو پھر ان کی طرف سے "سرکار انگلشیہ" کی مدح و توصیف کی توقع کیا جا سکتی ہے، جن سے لوگ متاثر ہوئے اور بعد کو جیسے قصیدہ گو بھی سامنے آئے یا کم سے کم درجے مسوع

ایک جنت نشان ملک کو زندان بنا دینے کے سفاکانہ عمل پر خاموشی کا رویہ اختیار کیا گیا سوز کی شاعری میں یوں عصری حالات کا عکس ہو یا نہ ہو فرنگی کے بارے میں ان کی ناپسندیدگی ظاہر ہوئے بغیر نہیں رہی۔ ان کے اشعار میں ذکرِ فرنگ دیکھیے:

کیا دعا دیتے ہو میاں جیتے رہو جیتے رہو ۔ زندگانی تو نہیں انگریز کا زندان ہے

نہ یہ ہے فرنگی نہ رومی نہ ہندی ۔ یہ بہروپ میں اپنے ابرن گیا ہے

یہ بت نہ چین کا ہے نہ یہ ہند کا صنم ہے ۔ لوگا لگے فرنگ کو کارِ فرنگ ہے

پھرتا ہے بار بار یہ دل راہ ڈھونڈتا ۔ زلفیں نہیں ہیں جان کو قیدِ فرنگ ہے

اِس راست گفتاری اور مبالغہ آمیز مدح و قدح سے اجتناب کے باوجود آخر عمر میں کہتے ہیں:

یہ ساری عمر ذکر کے گلدیاں میں کٹی یارب

یہ اک دو دم رہے جو سوز کو اپنا ہی ذاکر کر

میر مہدی داغ کی وفات پر سوز جس جس طرح تڑپے ہیں اس کا اظہار ان کی ایک دو نہیں متعدد غزلوں میں ہوا ہے۔ ناصر نے لکھا ہے: "میر سوز اس کی مفارقت میں یہ شعر پڑھتے تھے اور دیوانہ وار پھرتے تھے۔

اے میرے جھنڈولے بالوں والے

آجا مری منتوں کے پالے[۳۴]"

یہ ایک دردناک قطعے کا مطلع ہے، جس سے محسوس ہوتا ہے کہ سوز کا درد عام پدری محبت کے تقاضے سے بہت زیادہ ہے؛ ہر باپ اپنے بچوں سے محبت کرتا ہے لیکن کسی بیٹے کی جدائی پر ایسے دردناک اشعار ہر باپ نہیں کر سکتا:

اگرچہ گور میں راحت نہیں کچھ ۔ ولیکن سوز تو خوشیوں سے جانا

کہاں تک شکوۂ خونِ دل ہووے یارب ۔ دمِ واپسیں سوز نے لو ہو تھوکا

جانِ خود را بدہد جانِ تو گردد بخوشش — گر بود قابضِ ارواح بفرمانِ پدر

یہ تو معلوم ہے تم ملنے کو آؤ گے ہمیں — پر یہ فرماؤ کسی روز بلاؤ گے ہمیں

اے خضر پے خجستہ بتانا ذرا مجھے — ہے راہ کونسی مرے مہدی کے گاؤں کی

کوئی پوچھے تو کیا بتاؤں اس کو؟ — کس منہ سے کہوں کہ میر مہدی مر گئے

سنو جی ایک تھا سوز ایک مہدی — شب و روز اب کہانی میری یہ ہے

۳۵ ۳۶ ۳۷

مصحفی، ناصر اور یکتا نے جو یہ لکھا ہے کہ سوز دوسروں کے حق میں کلمۂ خیر کہنے میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اور درباروں میں غریب غربا کی سفارش کیا کرتے تھے تو یہ غیر معمولی اوصاف ہیں۔ دوسروں کو دیکھنے اور ان سے پیار کرنے کی توفیق انہی کو ہوتی ہے اور دوسروں کے لیے کلمۂ خیر وہی کہہ سکتے ہیں جو اپنی ذات کے زندان سے رہائی پانے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ دوسروں کے بارے میں اچھی رائے وہی رکھ سکتے ہیں جن کی نگاہیں اچھائی کو دیکھنے کی صلاحیت رکھتی ہیں۔ مثل ہے: المرءُ یقیسُ علیٰ نفسِہ [انسان دوسروں کا قیاس اپنے آپ پر کرتا ہے] دوسروں کے بارے میں سوز کی رائے اچھی اور محبت پر مبنی دکھائی دیتی ہے میر مہدی تو خیر ان کے بیٹے تھے اپنے ہم عصر شاعر خواجہ میر درد کا ذکر کس محبت اور اپنائیت سے کرتے ہیں:

اے اہلِ بزم تم کو وصیت ہے بعد مرگ — چندے یہ سوز درد کے گھر میہمان رہے

ایک شعر میں درد اور سودا کا تذکرہ ہے

قیس یا فرہاد یا سودا ہے یا ہے درد و سوز

ایک ہیں! دس میں ان میں کونسا بیگانہ ہے

پھر جب درد، ان کی زندگی میں ہی انتقال کر جاتے ہیں اور سوز کی اپنے مرنے کے بعد بھی درد کا مہمان بن کر رہنے کی خواہش حسرت بن جاتی ہے (اور اس

خواہش کو حسرت بننا ہی تھا) تو سوز پکار اٹھتے ہیں:

تم تو چلے گئے پر یہ سوز ہے اکیلا   اے میر درد صاحب تھے یادگار ہم تم

ایک ایسا شخص جو ایک عہدِ پرفتن میں جب ہر شخص اٹھا اٹھا اسی کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا رہا ہو" دوسروں کو محبت کی نگاہ سے دیکھے" ان کے لیے کچھ کرنا چاہے اور انھیں زندگی کے آلام سے نکال کر انھیں راحت پہنچانا چاہے[۳۸] یقیناً معاشرے خود بھی بہت مقبول ہوگا" اور سوز کو بلا شبہ یہ مقبولیت حاصل تھی اور اس کے بھی چند در چند شواہد موجود ہیں

۱ دور یا نزدیک کے کسی تذکرہ نگار نے سوز کی کوئی برائی بیان نہیں کی" بلکہ تمام تذکرہ نگار ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں" عام طور سے بہت قریب سے دیکھنے والے لوگوں کی رائے اچھی نہیں رہا کرتی" سوز تا شدا میں قائم چاند پوری کے ساتھ توپ خانے میں ملازم تھے" ایک رفیق کار کی حیثیت سے قائم نے یقیناً سوز کو قریب سے دیکھا ہوگا" قائم کی صاف گوئی بلکہ بعض اوقات برہنہ گوئی معلوم ہے لیکن اس کے علی الرغم قائم نے سوز کے حق میں کلمۂ خیر کہا[۳۹]

۲۔ سوز نے سودا ایسے ہجو گو کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا لیکن دونوں کے تعلقات بہت خوش گوار رہے" یہاں تک کہ جب بانڈہ کے نواب امیر محمد خان نے انھیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دی تو دونوں نے اکٹھے معذرت کی[۴۰] دونوں رند اور آصف الدولہ سے وابستہ رہے" سودا کے شاگرد میر فتح علی شیدا کو سوز نے متبنّیٰ بنا رکھا[۴۱]" سودا کے قلم کی زد سے بہت کم معاصرین محفوظ رہے لیکن سوز کا شمار ان خوش نصیبوں میں ہے سودا نے جن کی تعریف میں شعر کہے" فرخ آباد سے رخصت ہوتے ہوئے سودا نے رند کے لیے اکیالیس شعروں کی جو مثنوی لکھی اس میں رند کو سوز کی قدر کرنے کے لیے کہا:

شعر کے بحر میں ترا استاد   کشتیِ ذہن کو ہے بادِ مراد

اس کو ہر طرح تو غنیمت جان   پھر ملے گا نہ سوز سا انسان

سودا کی طرف سے سوز کے لیے یہ بہت بڑا خراج تحسین ہے۔ اسی طرح جعفر علی خان حسرت کے خلاف کہے گئے اشعار میں بھی سودا نے سوز کی تعریف کی:

کیوں سوز پہ حسرت کا نہ دل ہو دے سپند
ہے شعر کی گرمی کا دھواں اس کے بلند
حسرت اسے کیوں نہ ہو دے شاعر ہے سوز
عطار کا لونڈا ہے وہ مانگو گل قند

۳۔ میر اور سوز کے باہم ربط کے سلسلے میں آب حیات کی عبارت معروف ہے جس میں میر صاحب بہ اکراہ سوز کو پون شاعر قرار دیتے ہیں اور ساتھ یہ بھی فرماتے ہیں کہ: "شعرا میں ایسے تخلص ہم نے کبھی نہیں سنے"[۴۲] بعض اصحاب کے نزدیک یہ محض افسانہ آرائی ہے۔ نیاز فتح پوری نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "اگر یہ خود ان (آزاد) کی ذاتی اُپج نہیں تھی تو شاید ہر حرف کسی زبانی روایت پر اعتماد کر کے سوز کے متعلق میر کا یہ محاکمہ لکھ گئے ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہ ایسی خلافِ حقیقت بات لکھنے کی جسارت کرتے"[۴۳]

لیکن یہ "حرف روایت" اتنی بے اصل بھی نہیں ہے میر اور سودا کو پورا اور درد کو آدھا شاعر قرار دینے کا ذکر مصحفی کے دیوان میں بھی ہے اور یہ معلوم ہے کہ مصحفی سوز، میر اور درد کے معاصر ہیں

درد کو شاعروں میں سمجھوں میں   یہ تو ہونا نہیں ہے وا دردا
کیونکہ دلی کے بیچ گذرے ہیں   ڈھائی شاعر سر آمد شعرا
اس کی تفصیل یہ کہ کہتے ہیں   میر و مرزا دو اور درد آدھا[۴۴]

آزاد کے بیان کردہ واقعے میں بھی میر نے اصلاً اتنی ہی بات کہی تھی کسی شریک مجلس کے کہنے پر کہ آخر سوز آصف الدولہ کے استاد ہیں، میر نے پون شاعر کا اضافہ کیا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات اس زمانے میں کہی جاتی تھی۔ جلوۂ خضر میں بھی اس کا ذکر موجود ہے[۴۵]۔ ناصر کے تذکرے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سوز کے ساتھ میر کا طرزِ عمل بہتر نہیں تھا (تخلص پر میر کا اعتراض۔ سوز کی طرف سے اپنے تخلص کی تبدیلی اور میر صاحب کی اس نئے تخلص پر بھی ناخوشی بھی اسی کے مظاہر ہیں) آصف کے ساتھ مجلس میں میر سوز جب اپنا کلام سناتے ہیں تو میر صاحب کا انہیں یہ کہنا: کہ "تمھیں اس دلیری پر شرم نہ آئی" (یعنی میرے سامنے کلام کیوں سنایا) سوز کی طرف سے کسی بھی تلخ جواب کا جواز پیدا کرتا تھا لیکن سوز نے جو جواب دیا اس سے ان کی طبیعت کا رخ پہچاننے میں مدد ملتی ہے۔

"صاحب بندہ کیا میں شاہ جہان آباد میں بھاڑ جھونکتا تھا"[۴۶]

طبائع کی اس ناموافقت اور میر صاحب کی تلخی کے باوجود ہمیں سوز کے ہاں میر کے خلاف کوئی شعر نہیں ملتا یہ طرزِ عمل ان کی شرافتِ طبیعی پر دال ہے۔ شاید ان کا ایسا ہی طرزِ عمل تھا جس کی بنا پر میر کے نقادِ قلم کو نکات الشعرا میں ان کی اہلیت، خوش طبیعی اور شاعری میں طرزِ علیحدہ کو تسلیم کرنا پڑا[۴۷] ورنہ میر صاحب کب چوکنے والے تھے

ان کے بارے میں بعض تذکرہ نگاروں کی آرا کا تذکرہ ہو چکا۔ معاصرین میں سوز کے بارے میں پائی جانے والی آرا کا بہتر اندازہ کرنے کے لیے ان کے دوست شاہ کمال کی رائے اور اس کے ساتھ چند اور تاثرات بھی ملاحظہ فرمائیے

شاہ کمال نے لکھا ہے: "اوصافِ ذاتِ شریف چہ شرح دہد۔ بشکل آفتاب درتمام عالم روشن شد کہ بجمیع کمالات ممتاز بودند"[۴۸]

میر حسن نے انہیں شعلۂ عالم سوز اور گوہرِ گیتی افروز قرار دیتے ہوئے کہا ہے:

"فقیر فطرتش در نہایت بلندی — فرمائشش چوں حسن خوبان عالم گیر و خصائلش چوں خمیازۂ نازِ محبوبان دل پذیر"[۴۹]

اسی طرح ناصر نے انھیں "باوجود گرفتاریِ علائق کے آزاد، درویش روشن ضمیر خندہ رو اور شگفتہ بیان"، عشقی نے "عزیز خاطر اکابر و اصاغر"[۵۱] گردیزی نے سنجیدہ سخن[۵۲] اور علی ابراہیم نے آئینِ محبت میں مایۂ مروت و اخلاص"[۵۳] قرار دیا ہے۔ قلندر بخش جرات، منولال زاری، شاہ کمال اور ناسخ نے ان کی وفات پر کہے جانے والے قطعات تاریخ وفات میں جن خیالات کا اظہار کیا ہے، ان سے بھی سوز کی ایسی ہی محبوبیت کا پتا چلتا ہے یہ تمام شواہد اس حقیقت کا پتا دیتے ہیں کہ میر سوز شاعر جیسے بھی تھے شخصیت اور کردار کے اعتبار سے ایک بلند مرتبہ اور غیر معمولی انسان تھے

فقیری کی طلب تھی مجھ کو طفلی سے مرے خالق
یہ کب مانگا تھا تجھ سے یاالٰہی مجھ کو شاعر کر (سوز)

حوالہ جات

۱ـ آزاد، محمد حسین — آبِ حیات — لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۵۷ء ص ۱۹۸

۲ـ قطعہ درج ذیل ہے:

گئے گھر سے جو ہم اپنے سویرے — سلام اللہ خاں صاحب کے ڈیرے،
وہاں دیکھے کئی طفلِ پری رُو — ارے رے رے ارے رے رے ارے رے

۳ـ آزاد، محمد حسین — محولہ بالا حاشیہ مذکور

۴ـ محولہ بالا ص ۱۹۷

۵ـ بوقتِ نزع بولا سوز رو کر — سنا کر اپنے سب خورد و کلاں کو
سمجھا کے صاحبو! صاحب سلامت — چلے اب سید سے اب دارالاماں کو
یہ اپنا جھونپڑا رکھو او پڑوسن — نہ جاویں، کیا کریں؟ دیکھا جہاں کو

۶ـ صفیر بلگرامی، سید فرزند احمد — جلوۂ خضر
آرہ: مطبع نور الانوار ۱۳۰۱ھ ص ۱۲۱

۷ـ ولی اللہ فرخ آبادی، مفتی — عہدِ بنگش کی سیاسی علمی اور ثقافتی تاریخ
مترجم شریف الزماں شریف مرتبہ محمد ایوب قادری
کراچی: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس ۱۹۶۵ء ص ۳۸۸

۸ـ قاسم، قدرت اللہ، ابوالقاسم — مجموعۂ نغز مرتبہ حافظ محمود شیرانی
دہلی: نیشنل اکادمی ۱۹۷۳ء ج اول ص ۳۲۰

۹ـ نصیر الدین ہاشمی — مجمع الانتخاب (تعارف)
در رسالہ اردو مدیر عبدالحق
کراچی: انجمن ترقی اردو جنوری ۱۹۵۶ء ج ۳۲ ش ۱

١٠۔ یکتا، احمد علی خان — دستور الفصاحت مرتبہ امتیاز علی خاں عرشی
رام پور: ہندوستان پریس ۱۹۴۳ء ص ۵۲

١١۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرۂ ہندی مرتبہ عبدالحق
اورنگ آباد (دکن): انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ء ص ۱۱۱

١٢۔ ناصر، سعادت خان — خوش معرکۂ زیبا مرتبہ مشفق خواجہ
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء ج اول ص ۲۰۸

١٣۔ بے جگر، خیراتی لال — تذکرہ شعرا (قلمی) ص ۱۰۸

١٤۔ یکتا، احمد علی خان — محولہ بالا، حاشیے مذکور

١٥۔ شورش، غلام حسین — تذکرہ شورش در دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین احمد
پٹنہ: لیتھو پرنٹنگ پریس ص ۴۲۵

١٦۔ ناصر، سعادت خان — محولہ بالا حاشیے مذکور

١٧۔ شوق، قدرت اللہ — طبقات الشعرا مرتبہ نثار احمد فاروقی
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۸ء ص ۲۳۱

١٨۔ میر، محمد تقی — نکات الشعرا مرتبہ عبدالحق
کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۷۹ء ص ۱۳۷

١٩۔ مبتلا لکھنوی، مردان علی خان — گلشن سخن مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب
علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ۱۹۶۵ ص ۵۰

اگست ۱۹۷۲ء ج ۳۸ عدد ۴ ص ۳۱

٢٠۔ اسرار اللہ الہ آبادی، ابوالحسن امیر الدین — تذکرۂ مسرت افزا مترجمہ ڈاکٹر مجیب قریشی
دہلی: علمی مجلس کتب خانہ ۱۹۶۸ء ص ۱۲۴

٢١۔ آزاد، محمد حسین — آب حیات ص ۱۹۳

٢٢۔ تنہا، محمد یحییٰ — مراۃ الشعرا۔ لاہور: عالمگیر پریس سن ن ج اول ص ۲۳

۲۳۔ نیاز فتح پوری — انتقادیات جلد اول و دوم یکجا
کراچی: حلقۂ نیاز و نگار ۱۹۹۶ء ص ۲۲۷

۲۴۔ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو مرتبہ محمد حبیب الرحمٰن شروانی
دہلی: انجمن ترقی اردو ۱۹۴۰ء ص ۸۸

۲۵۔ اسرار اللہ الہ آبادی — تذکرہ مسرت افزا ص ۱۲۴

۲۶۔ لطف، مرزا علی — گلشن ہند بہ تصحیح و تحشیہ شبلی نعمانی
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۶ء ص ۱۱۳

۲۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر

۲۷۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر — تاریخ ادب اردو
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۸۷ ج دوم ص ۷۹۵

۲۸۔ مبتلا نے گلشن سخن میں لکھا ہے:
"در اوایل حال بسیار بکام دل زندگی کرد و در اواخر بر اہنمائی خاطر وارستہ، ترک علایق دنیوی نمود و لباس فقر پوشید"
بحوالہ ایضاً ص ۱۰۵۰

۲۹۔ آسی، میر تقی — ظریف شاعروں کا تذکرہ
لکھنؤ: نگار پریس، نظیر آباد [۱۹۲۸ء] ص ۲۸۳ تا ص ۲۸۵

۳۰۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرہ ہندی ص ۱۲۱

۳۱۔ قائم چاندپوری — مخزن نکات مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۶ء ص ۱۳۱

۳۲۔ آصف کے لیے کہے گئے اشعار درج ذیل ہیں:

- ایسے ہی حضرت آصف کو جو کہتے ہیں وزیر — اس تحمل کے ہوے خلق میں سلطان کتنے
- بغیر از آصف الدولہ کہ وہ سلطان خوباں ہے — بتا کون ایسا ہے جسے اشتہار میں کرتا
- ایک بندہ جہاں میں ہے واللہ — آصف الدولہ نام ہے جس کا

۳۳۔ سودا نے مہربان خان رند کی شادی پر جو قطعہ تاریخ کہا اس کا آخری مصرعہ ہے

ہوا ہے وصل ماہ و مشتری کا

۳۴۔ ناصر سعادت خان — خوش معرکۂ زیبا ج اول ص ۲۲۱

۳۵۔ مصحفی، غلام ہمدانی — تذکرۂ ہندی ص ۱۱۱

۳۶۔ ناصر سعادت خان — خوش معرکہ زیبا ص ۲۰۷، ۲۰۸

۳۷۔ یکتا احمد علی خان — دستور الفصاحت ص ۵۲

۳۸۔ "سعی سفارش غربا بخدمت امرا" کے سلسلہ میں یکتا کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے

۳۹۔ قائم چاند پوری — مخزن نکات ص ۱۳۱

۴۰۔ تفصیل سوز کے سوانح میں ملاحظہ فرمائی جا سکتی ہے

۴۱۔ اسپرنگر — یادگار شعرا مرتبہ طفیل احمد
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۵ء ص ۱۰۴

۴۲۔ آزاد، محمد حسین — آب حیات ص ۲۱۶

۴۳۔ نیاز فتح پوری — انتقادیات ص ۲۲۲

۴۴۔ مصحفی، غلام ہمدانی — دیوان مصحفی مرتبین اسیر لکھنوی و امیر مینائی
پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری ۱۹۹۰ء ص ۴۱

۴۵۔ صفیر بلگرامی، سید فرزند احمد — جلوۂ خضر ص ۱۲۱

۴۶۔ سعادت خان ناصر نے یہ واقعہ "میر" کے ترجمے میں لکھا ہے خوش معرکہ زیبا ص ۱۴۲

۴۷۔ میر تقی میر — نکات الشعرا ص ۱۳۷

۴۸۔ شاہ کمال — مجمع الانتخاب ۵۰۳ الف

۴۹۔ میر حسن — تذکرہ شعرائے اردو ص ۸۷

۵۰ ۔ ناصر، سعادت خان — خوش معرکۂ زیبا ج اول ص ۲۰۷

۵۱ ۔ عشقی، محمد وجیہہ الدین — تذکرہ عشقی در دو تذکرے مرتبہ کلیم الدین احمد
پٹنہ: لیتھو پرنٹنگ پریس ص ۲۲۶

۵۲ ۔ گردیزی، سید فتح علی حسینی — تذکرۂ ریختہ گویاں مرتبہ مولوی عبدالحق
اورنگ آباد (دکن): انجمن ترقی اردو ۱۹۳۳ء ص ۱۳۸

۵۳ لطف، مرزا علی — گلشن ہند ص ۱۱۳

کلیات میر سوز

غزلیات

(الفبائی ترتیب سے)

کلید

نسخۂ میر سوز	س
نسخۂ ملائشیا	ش
نسخۂ لندن	ل
نسخۂ کراچی	ک
اردوئے معلّٰی	ا
نسخۂ رام پور	م
نسخۂ علی گڑھ	ع
نسخۂ نیّر	ن
نسخۂ عجیبہ و غریبہ	ی
دیوانِ سوز۔ حسرت موہانی	ح
انتخابِ سخن	خ
بیاضِ شہاب بیگ	ب

دعویٰ بڑا ہے سوز کو اپنے کلام کا
جو غور کیجیے تو ہے کوڑی کے کام کا

سرِ دیوان پر اپنے جو بسم اللّٰہ میں لکھتا
بجائے مدِّ بسم اللّٰہ مدِّ آہ میں لکھتا
خدا دیتا اگر مجھ کو زباں توحید کہنے کی،
تو لاکر[1] سب اُلوہیت کو اِلّا اللّٰہ میں لکھتا
وگر نعتِ پیمبر[2] کی مجھے توفیق کچھ[3] آتی
بحقِ کلمۂ طیّب رسول اللّٰہ میں لکھتا
مناقب[4] مرتضیٰؓ مشکل کشا کا مجھ سے گر ہوتا
تو مذہب پر نصیری کے علی اللّٰہ میں لکھتا

اگر میں مرثیہ حسنینؓ کا کہتا تو کیا کہتا
بسوزِ سینۂ زہراؓ فقط اک[5] آہ میں لکھتا

---

۱ ل — کر کر [طبقِ س]
۲ ل — محمدؐ
۳ ل — کر آتی
ن۔ا — کچھ ہوتی
۴ ل — زباں سے مرتضیٰ مشکل کشا کی منقبت میں کہتا (کذا)
ا — " " " کا " " " — "
۵ ن۔ا — ایک

دلا دریائے رحمت قطرہ ہے آبِ محمد[۲] کا
جو چاہے پاک ہو، پیرو ہو اصحابِ محمد[۲] کا
محمد علم کا گھر ہے، علی[۱] ہے اس کا دروازہ
غلام اس کا ہو تو جو کلب ہے بابِ محمد[۲] کا
قدِ رعنا جو اپنا خم کیا بہرِ نماز اس نے
ہوا اُس[۲] وقت ساجد کعبہ محرابِ محمد[۲] کا
زمین و آسماں ہوں کیوں نہ روشن نور سے اُس کے
کہ ہے یک[۳] پرتوا خورشید مہتابِ محمد[۲] کا
کہا[۴] ہے یہ خرد نے موجبِ خم پشتِ گردوں کا
یہ نُختی بار کش رہتا ہے اسبابِ محمد[۲] کا
ادا کس کی زباں سے ہو سکے شکر اس کی نعمت کا
دو عالم ریزہ چیں حق نے کیا قابِ محمد[۲] کا
ہوا[۵] ہے سوز اہلِ بیت[۲] پر کیا کچھو نہ دم مارا
خدا بن کون ہے آگاہ آدابِ محمد[۲] کا

۱۔ ن۔ ا۔ ک: علی اس کا ہے

۲۔ ا: جس وقت

۳۔ ش۔ ک: اک

ن: " پرتوہ

ا: یک پرتو

ل: " پرتوہ

۴۔ ن۔ ک۔ ل: کہا پیرِ خرد نے

ا: " " " موجب خم پیر گردوں کا

۵۔ ن۔ ل: اسے

دُردکش کیا کہہ سکے ساقیِ کوثر کی ثنا[1]
چشمِ تر سے ہو سکے کب اس کے سرِ غزل ثنا

یہ زباں قابل نہیں جو نام اس کا لے سکے
مصطفیٰ سے پوچھیے[2] اس کے برادر کی ثنا

بند ہیں لب خلق کے ذکرِ ازل سے تا ابد
کون کر سکتا ہے اس قندِ مکرر کی ثنا

آیۃ الکرسی میں ہے تعریف اس کی دیکھ لو[3]
پوچھو جبریل سے جا اس کے قنبر کی ثنا

باوجود اس قرب کے روح الامیں ہے مدح گو
ہے زباں پر اس کی دائم اس کے قنبر کی ثنا

سوز تو کیا کہہ سکے گا کہہ گئے حضرت حسینؑ
گردنِ مذبوح سے اللہ اکبر کی ثنا

---

۱ ش میں عنوان بھی درج ہے: "ایضاً در مدح حضرت امیر المومنینؑ"

۲ ک پوچھیے

۳ یہ اور اس کے بعد آنے والا شعر بظاہر شعر کی الحاقی اور نظرِ ثانی شدہ شکلیں معلوم ہوتے ہیں تاہم چونکہ یہ شعر م میں موجود ہے اور ہمارے پاس اپنے قیاس کی تصدیق کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے، اس لیے ہم نے اسے شاملِ متن کیا ہے۔ ۱۲۰

دِل کہاں ہے جو رکھوں غم کو ترے اُس میں چُھپا
اِس میں کیا تقصیر ہے میری جو ہو شے[۱] بر ملا

اے طبیبو! تم نہ اچھا کر سکو گے جاؤ گھر
اُس برے قاتل کا کوچہ ہے برا[۲] دار الشفا

عرش پر تھا اب[۳] برے واں سے گیا[۴] پوچھو ہو کیا
دل کو مت سینے میں ڈھونڈو، میں گیا اور وہ گیا

ہم کو اُس کی آشنائی سے نہیں ہرگز اُمید
آشنا اپنا[۵] نہیں جو ہو وہ کس کا آشنا

شعلہ خو[۶] اتنا بھی غصّہ کچھ خدا سے بھی تو ڈر
کیوں جلا دے خانمان پرسوز کا[۷] دل مت جلا

---

۱ ن — ہو لے
ل — ہووے
۲ ش — ترا
۳ ع — واں سے اب آئے چلا
۴ ل — گیا ہوا (کذا)
۵ ک — نہ ہو تو ہو وہ
ش، ل — نہ ہو سو ہووے وہ
ا — نہ ہو سو ہو وہ
۶ ک، ش — شعلہ رو
۷ ش، ک، ن — مت دل

یہ باتیں ہیں کہ قاصد یار میرے گھر نہیں آتا[1]
نہ دیکھوں جب تلک آنکھوں سے کچھ باور نہیں آتا[2]

پرائے دل کو لے کر اپنے تلووں کے تلے ملنا
ارے سُن تو تجھے ہرگز خدا کا ڈر نہیں آتا[3]

بھرے ہیں میرے دل میں لاکھو شکوے پر مروّت سے
تمھارے روبرو تو ایک بھی منہ پر نہیں آتا

نہ ملنا نے کبھی صاحب سلامت نے خبر کہنی
یہ کیا انصاف ہے کچھ رحم بھی دلبر نہیں آتا

نہ ڈھونڈو دل کو ملنے کا نہیں، بسمل تمھارے سے
بہت دن سے کبھی وہ رات کو بھی گھر نہیں آتا

کسی کے دل میں ہوگا سوز مر جاوے تو بہتر ہے[4]
انھی میں مرد کیوں کر سے تجھے تو مر نہیں آتا

---

۱ ک، ن — یہ باتیں ہیں کہ قاصد یار
۲ م — آنکھوں سے مجھے باور نہیں
۳ ع — ارے بے دید کچھ تجھ کو خدا کا ڈر
۴ ل — مجھے مرنا (رندؔ)

بس دلِ زار خوش نہیں آتا — مجھ کو اظہار[1] خوش نہیں آتا

ق

یہ غضب ہے کہ چپ رہو تو کہے — نقشِ دیوار خوش نہیں آتا

اور جو کچھ کہو تو کہتا ہے — چل بے تکرار خوش نہیں آتا

پھر گھڑی چٹکیاں نہ لو[2] صاحب — مجھ کو یہ پیار خوش نہیں آتا

سوز جینا بھی غم کے ہاتھوں[3] سے
ہاں[4] مرے یار خوش نہیں آتا

[طبق س]

[1] ن۔ ل — غم کا اظہار

[2] ن — پیار سے

[3] ع — اب

[4] س — وہاں (واں) [تک]

ترتیب اشعار

س	ن	ع
۱	۱	۱
۲	۳	۲ ندارد
۳	۴	۳
۴	۲	۴
۵	۵	

شرائط[1] ایمان میں اسلام میں ہرگز نہیں پاتا
جو اس پر بھی گنہ بخشے تو اس کا نام ہے داتا

ہماری ہی صفت کی صورتیں محسن ہیں، موذی ہیں
مثالِ آئینہ[2] ہر ایک کو سب صورت ہے دکھلاتا

بہت لوگوں کا مذہب[3] ہے کہ خیر و شر ہے خالق سے
نہیں وہ خالقِ شر[4] اُن کو ہے شیطان بہکاتا

بشر تجھ کو کیا اس واسطے جو تجھ میں شر پایا[5]
سوا تیرے کسی حیواں[6] میں کچھ شر نہیں پاتا

اگر کچھ ہوش ہے تو شر سے بھاگ گو شعر بہت بد ہے[7]
ہے خالق خیر کا پرہیز[8] وہ شر سے ہے فرماتا

بھلا اے سوز تجھ میں خیر کیا ہے مجھ کو بتلا دے
صفت[9] اچھی تو میں ناداں کوئی تجھ میں نہیں پاتا

---

[1] ن اپنے
[2] ع آئینہ وہ ہر ایک (کذا)
[3] ن مشرب ہے کہ خیر و شر کا خالق ہے
[4] ع نہیں وہ خالق شر اس کو ہے شیطان سکھلاتا (کذا)
[5] ع ماتا
[6] ع حیران
[7] ع اب
[8] کہ کوئی بھی صفت اچھی بھی میں تجھ میں نہیں پاتا۔

سحر اور پر شام آئی اب تلک منزل نہیں پاتا
کہاں بستر بچھاؤں یاں کسی کا دل نہیں پاتا

غریقِ بحرِ الفت ہوں کدھر کو پیر کر جاؤں
یہ ایسا بحرِ بے پایاں ہے جو ساحل نہیں پاتا

مرا دل دوستی کے تخم سے معمور ہے یارب[1]
کہاں بوؤں کسی گلشن کو اِس قابل نہیں پاتا

بہت اس سلسلے میں بے سروپا ہو پڑا[2] ہوں میں
پریشانی سوا کچھ زلف سے حاصل نہیں پاتا

حقیقت مجھ پہ آئینہ ہوئی ہے اہلِ دُنیا کی
اُنھوں کی دوستی غیر از غُبارِ دل نہیں پاتا

تڑپتا ہوں کہ پیاسا خونِ دل پیتا ہوں اس غم سے
کہیں اک دم[3] بھی اب خنجرِ قاتل نہیں پاتا

بھٹکتا روحِ مجنوں کی طرح پھرتا ہے کیا باعث
بجز آوارگی کیا سوز تو منزل نہیں پاتا

ق میں یہ غزل دو حصوں میں تقسیم کردی گئی ہے، مطلع اور تیسرا شعر صفحہ ۱۱۹ پر ہیں جبکہ باقی اشعار (شعر نمبر ۸، ۳، ۲، ۷) صفحہ ۱۲۲، ۱۲۳ پر الگ غزل کے طور پر درج ہیں اور یہاں اسکا مطلع ہے:

جہاں کی دوستی غیر از غبارِ دل نہیں پاتا
میں تنہائی سوا اس بحر کا ساحل نہیں پاتا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۸ھ / ۱۷۷۵-۷۶ء

[1] ع یارو
[2] ع ہو رہا
[3] ع میں بھی اب خنجرِ قاتل

کسی کو اپنے اس اندوہ کا محرم نہیں پاتا
کسی کو اپنے اپنے عیش سے بےغم نہیں پاتا

کوئی ایسا نہیں جس کو نہیں دیکھا کبھی شاداں
مگر اپنا دلِ محزوں کبھی خرّم نہیں پاتا

میں اس دنیا میں آیا تھا برائے سیرِ محبوباں
کسی میں دلبری کا دستورِ عالم نہیں پاتا

دلِ مجروح میرا چاک ہے بے چین ناداں
کوئی جرّاح یاں ملتا نہیں مرہم نہیں پاتا

میں دم لوں کس طرح اے سوز ڈرتا ہوں کہیں ٹوٹے
کہ تارِ عمر کا اک رشتہ بھی محکم نہیں پاتا

نئی اک طرح اپنے[1] عشق میں ایجاد میں کرتا
غرض ہر طرح[2] روحِ عاشقاں کو شاد میں کرتا

نہیں جی چاہتا جو اُس کو میں رُسوا کروں[3] واللہ
وگرنہ[4] جو کیا مجنوں نے اُس سے زیاد میں کرتا

بسایا غم نے اگر اِس دلِ ویران کو ہے ہے
وگرنہ رفتہ رفتہ حُسن سے آباد میں کرتا

بغیر از آصف الدولہ[5] کہ وہ سلطانِ خُوباں ہے
بتاؤ کون ایسا ہے جسے اُستاد میں کرتا

مرے دل کو وہیں لوکا سا اک آ کر لپیٹا[6] تھا
کبھی[7] بھولے سے تیرے سوز کو جو یاد میں کرتا

---

* زمانۂ تخلیق: مابین ۲۴ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ/۲۶ جنوری ۱۷۷۵م و ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ/ستمبر ۱۷۹۷ء
یہ غزل بھی ن میں دوبار درج ہے پہلے صفحہ ۵۵ پر شمار ۱۸۱ کے تحت اور پھر صفحہ ۹۷ پر شمار ۲۲۲ کے تحت
زمانۂ تخلیق:

۱۔ ا (ع) اپنی

۲۔ ع، ن-۲ طور

۳۔ ع، ن-۲ دل

۴۔ ن وگرنہ طرزِ رسوائی نئی بنیاد میں کرتا

۵ نواب آصف الدولہ (متوفیٰ ۱۲۱۲ھ) جن کے دربار سے سوز اواخر عمر تک زمانے میں وابستہ رہے ان کا ذکر بعض اور نظموں میں بھی ہے:

ایسے ہیں حضرت آصف کہ جو کہتے ہیں وزیر — اس تجمل کے ہوتے خلق میں سلطان سکتے
اے سلیمان آصف دوراں جو یہاں سے اٹھ گیا — یہ سبب ہے کاش تھا اس کو وزیر کا دماغ
مرے آصف الدولہ اور ایک سے بھی — کسی کی بھی آنکھوں سے اثر بھاتا ہے
ایک بندہ جہان میں ہے واللہ — آصف الدولہ نام ہے جس کا۔

۶۔ ن-۱ لپیٹا

۷۔ ع، ن-۲ کبھی جو بھولے میرے سوز کی ہاں یاد میں کرتا

بغیر از عاشقی کچھ کام مجھ سے ہو نہیں سکتا
تڑپنے بن کروں آرام مجھ سے ہو نہیں سکتا

کہاں میں اور کہاں اندیشۂ بوس و کنار اُس کا
نہ صاحب[۱] یہ خیالِ خام مجھ سے ہو نہیں سکتا

وہ میرے نام سے بیزار ہے ملنے کے کیا معنی
نہ بھائی![۲] وصل کا پیغام، مجھ سے ہو نہیں سکتا

بغیر از کیفیت[۳] لاکھوں کلیجے بھون کھاتے ہیں
پھر ایسے کو پلاؤں جام! مجھ سے ہو نہیں سکتا

گلی میں یار کی جانا تو کچھ مشکل نہیں، لیکن
سنیں[۴] یہ بات خاص و عام، مجھ سے ہو نہیں سکتا

نہیں ڈرتا ہے جی دینے سے اپنے اے مرے قاتل
ولے تجھ کو کروں بدنام! مجھ سے ہو نہیں سکتا

وہ دن جاتے رہے جو گالیاں میں اُس کی کھاتا تھا
سنوں اے سوز اب دشنام! مجھ سے ہو نہیں سکتا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۸ھ / ۷۵-۱۷۷۴ء
۱۔ ک ت ن — نہ بھائی
ع — دلا ایسا
۲۔ ن م ک — صاحب
ع — غلط ہے
۳۔ ش ت ذ ل — کیف تو
۴۔ " — سنے

۱ یہی تو مجھ کو حیرت ہے کہ[۱] میرا تن نہیں جلتا

کہ جوں فانوس دل جلتا ہے، پیراہن نہیں جلتا

بڑا پھرتا ہے دل میں برق ساں وہ[۲] شعلہ خو ہر دم

یہ چالاکی تو دیکھو تم کہیں دامن نہیں جلتا

۳ جو تو کہتا ہے تو جلتا نہیں[۳] سب مکر کرتا ہے

نہیں جلتا ہوں بس[۴] اے جان کے دشمن نہیں جلتا

عجب اسرار ہے، شعلہ مرے دل کا ہے[۵] تا دوزخ

پرندو پولیوں(؟) کی گھاس کا تنکا نہیں جلتا

۵ مرے احوال پر اب[۶] کون سا دشمن نہیں روتا

و لے[۷] جلنا تجھے ہے کہ ترا من نہیں جلتا

یہ پاسِ عشق ہے جو خاک پر مجھ سوختہ کی[۸] تو

پڑا پھرتا ہے اور تیرا کہیں دامن نہیں جلتا

۷ مگر ہے پردۂ فانوس تن میرا کہ محفل میں

میں جلتا ہوں مثالِ شمع، پیراہن نہیں جلتا،

جلا[۹] جس جس طرح سے سوز تیری[۱۰] آتشِ غم میں

کہوں کیا اس طرح حمام کا گلخن نہیں جلتا

---

۱ م، شن، ل — کہ کیوں تن من نہیں جلتا

ک — کہ کیوں کر تن نہیں جلتا

شن، ل

۲ ش	بہ نشاں
۳ ع، ن-۲	پنہاں کرتا ہے
۴ ع، ن-۲	سے
۵ ش، ل	یا درز خ
۶ م	اب کون دشمن بھی نہیں روتا
ک	اب دشمن " " ڈرتا
ع، ن-۲	اب کون سا دشمن نہیں جلتا
۷ ن	یہ جلنا ہے کہ تیرا دل نہیں پر نہیں جلتا
ش	وہ جلنا مجھے یہ ہے کہ پھر دامن " "
ک	" " " ترا دامن " "
۸ الف ن-۲	نہ
۸ ن	کے
۹ ک	جلد ہے جس طرح سے سوز
۱۰ ن-۲	پڑے

* ن میں یہ غزل شمار ۱۱۳ پر ہے لیکن اس غزل کے اشعار ۵، ۷، ۳، ۶، ۸ (اسی ترتیب سے) شمار ۲۱۷ پر ایک الگ غزل کے طور پر بھی موجود ہیں اور یہاں پانچویں شعر کو ایک کمزور اور منفرد متن کی بنا پر مطلع بنا دیا گیا ہے۔ شرح احوال پر اب کون سا دشمن نہیں جلتا، پانچویں شعر کے مصرعہ اول کا متن سوائے ع کے اور کسی نسخے میں نہیں اور ع نسبتاً کمزور نسخہ ہے - ۱۲

*یار[۱] گر صاحبِ وفا ہوتا | تو[۲] میاں جان کیا[۳] مزا ہوتا

ضبط سے میرے تھم[۴] رہے ہیں سرشک | ورنہ اب تک تو بہ گیا ہوتا

جان کا کیا بیاں کروں احوال | یہ نہ ہوتا تو مر گیا ہوتا

روٹھنا تب[۵] تجھے مناسب تھا | جو تجھے میں نے کچھ کہا ہوتا

ہاں میاں جانتا تو میری[۶] قدر | جو کہیں تیرا دل لگا ہوتا

سوز[۸] سے کیوں نہ آشنا رہتا
عشق میں گر کہیں جلا ہوتا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۹ھ/ ۷۶-۱۷۷۵ء

۱۔ ک — یار اگر

۲۔ ع — کیوں

۳۔ ک — کا

۴۔ ک — تھم رہے ہے تیرے سرشک
ش، ل — " " ہیں اشک
ع — " رہا ہے "
م — " " " سرشک

۵۔ ل — نت
ش — تب مجھے

۶۔ ن، ک، ل، ش، م — سوز کی قدر۔ یہاں سوز کی قدر مناسب بھی تھا اور مقطعے کا تقاضا بھی لیکن ہمارا خیال ہے کہ نیا مقطع کہنے کے بعد اس شعر میں تبدیلی کی گئی ہوگی۔ مصرعۂ ثانی میں موجود تیرا سے مصرعۂ اول میں میری کی رعایت۔ اس نئی شکل کو زیادہ قابلِ ترجیح بنا رہی ہے

۷۔ ش، ک، ل — جی

۸۔ ن — سوز استاد کیوں نہ تو رہتا۔

گر دلِ زار کا مسکن ترے در پر ہوتا
تو میاں جان یہ کس واسطے دَر دَر ہوتا
تیرے ابرو سے لیا چھین بزور شمشیر
ورنہ دل زلف کی صحبت میں تو ابتر ہوتا
اس قدر مجھ کو پریشانی ستاتی[1] کیوں کر
جو تری زلف کا سایا مرے سر پر ہوتا
کیا ہوا نفع الٰہی مری پیدائش سے
یہ نہ ہونا ہی مرا از ہمہ[2] بہتر ہوتا
سوز کو اتنا جلانا بھی کہیں واجب ہے
کشتنی تھا جو ترے حکم سے باہر ہوتا

---

[1] ع ستا سکتی تھی ؟
[2] ع ہے

اپنے نالے[۱] میں گر اثر ہوتا
قطرۂ اشک بھی[۲] گہر ہوتا

جن کے نامے[۳] کی ہے پہنچ تجھ تک
کاش میں ان کا نامہ بر ہوتا

دل نہ دیتا جو میں تجھے ظالم
کیوں مری جان کا ضرر ہوتا

چھیڑ کرتا ستم کسی پہ اگر
حال سے میرے با خبر ہوتا

خونِ عشاق کرتے[۴] کیوں ناحق
گر بتوں[۵] کو خدا کا ڈر ہوتا

کام آتا میں ایک دن پیارے
ربط مجھ سے[۶] تجھے اگر ہوتا

کھینچتی نرج[۷] خط جو حسن پہ تیغ
سینہ میرا[۸] وہاں سپر ہوتا

سوز کو شوق کعبہ جانے کا
ہے بہت پر زیادہ تر ہوتا

شیخ مانند تیرے اس کے پاس
بار برداری کو[۹] جو خر ہوتا

---

۱ ل، ع — رونے
۲ ل — کب
۳ ل — نامہ کی پہنچ ہے
ک — گر پہنچ (کذا)
۴ ک — کرتے
۵ ل — بتاں کا
۶ ل — اگر تجھے (کذا)
۷ ش — حیا
۸ ا — میرا ہی واں
۹ ل — تو

بتوں کے عشق سے واللہ کچھ حاصل نہیں ہوتا
اُنھوں سے بات کرنے کو بھی اب تو دل نہیں ہوتا

کدھر جاتی رہی غفلت کہ میں بے چین رہتا ہوں
کبھی یہ دل ترے دھڑکے سے[۱] ٹک غافل نہیں ہوتا

صنم کا دید چاہے تو تمنا ہو عاشق صادق
غبارِ[۲] جسم اٹھ جائے تو کچھ حائل نہیں ہوتا

نہ پاوے[۳] جب تلک لاکھوں گدازیں آتشِ غم سے
مِسِ دل عاشقوں کا تو زرِ کامل نہیں ہوتا

تو مجھ سے روٹھ رہ مت بول[۴] میں تجھ سے نہ روٹھوں گا
یہ تیرا سوز ان باتوں سے کچھ بے دل نہیں ہوتا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ / ۸۴-۱۷۸۳ء

۱ ک: دھڑکے

۲ ل: غبارِ جسم اٹھ جاوے تو کچھ حاصل نہیں ہوتا

۳ ن: پاویں

۴ ل: مت بول مت بِل میں نہ روٹھوں گا

ن، م: مت بول میں ہرگز نہ روٹھوں گا

ع: مت بِل میں نہ . . .

*

زلفوں سے اگر مجھ کو سروکار نہ ہوتا
یاں تک تو پریشان میں اس سے یار نہ ہوتا

کیا نورِ بصر[1] اُن کے یاں لطف اٹھاتا
دنیا میں اگر کوئی طرحدار نہ ہوتا

اسرار سے کعبے کے خبر شیخ جو رکھتا
بت خانے سے ہرگز اسے انکار نہ ہوتا

[2] گر وہ لبِ جاں بخش سے کرتا کبھی کچھ بات
تو زیست سے مایوس یہ بیمار نہ ہوتا

گر آنکھ اٹکتی نہ کسی شوخ سے جا کر
تو دل[3] سے کہیں سوز گرفتار نہ ہوتا

[طبق س]

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء

[1] ک   نورِ بصری ان کے یاں دکھلا

[2] ن، ک، م   خوگر جو مداوی سے طبیب اپنے کو پاتا

ل   " " " " پایا

ا کے حاشیے میں، مصرعِ مندرجۂ متن موجود ہے

[3] ن، ا، ک   تو دل بھی

ل   تو بھی تو کہیں سوز

ترتیبِ اشعار	س	ن	ک	ا	ل
	۱	۱	۱	۱	۱
	۲	۴	۴	۲	۴
	۳	۳	۳	۴	۳
	۴	۲	۲	۳	۲
	۵	۵	۵	۵	۵

جو تیرا غم[1] مرا مہماں نہ ہوتا — تو مصروفِ[2] جفا منت جاں نہ ہوتا

غم و شادی نہ توام ہوں[3] تو یاں گل — گریباں پھاڑ کر[4] خنداں نہ ہوتا

جو[5] ہوتا وصل میں عاشق کو آرام — تو بلبل باغ میں نالاں نہ ہوتا

نہ کرتا قتل تو روزِ قیامت — یہ ہاتھ اور یار کا داماں نہ ہوتا

نہ جاتا سامنے اُس سادہ رو کے
تو اسے سرز آئینہ حیراں نہ ہوتا

یہ غزل آ اور شں میں دو دو بار درج ہے۔ آ میں پہلے صفحہ نمبر ۹۳ پر اور پھر صفحہ ۱۴۹ پر۔ شں میں پہلے چار ہے کیے ہوئے شمار کے مطابق ردیف الف میں اکیاسویں نمبر پر اور پھر نمبر تراسوے پر۔ ذیل میں ان دونوں متون کو آ ۱ اور آ ۲ کے امتیاز سے ظاہر کیا گیا ہے

[1] شں ۱، آ ۱، ک، ل — جو غم دل کا مرے مہماں نہ ہوتا

[2] ک، ش، م — گریباں پھاڑ کر خنداں نہ ہوتا

[3] ل — یہاں گل (بجائے تو)

[4] ن — کے

[5] ن، ک، آ ۱، شں ۱ — اگر ہوتا وصل میں ...

دلِ[۱] آشفتہ مجھ سے حال[۲] اپنا کچھ نہیں کہتا
پر اپنے یار سے ملتا ہے تب کیا کچھ نہیں کہتا

مجھے کہتا ہے میں تجھ کو نہیں کہتا ہوں کچھ ہرگز
ہزاروں گالیاں دیتا ہے اچھا کچھ نہیں کہتا

کسی نے اُس سے پوچھا سوز بھی کہتا ہے کیا کچھ کچھ
لگا کہنے بُرا ہے جب سے سودا کچھ نہیں کہتا

سنے ہے نام جب میرا تو چھاتی کوٹ لیتا ہے
زباں سے ڈر کے مارے وہ بچارا کچھ نہیں کہتا

سُنے جب سوز کے اشعار پہلے سر دُھنا، پیچھے
لگا کہنے کہ کیا بولے ہے، اچھا کچھ نہیں کہتا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۹ھ / ۶-۱۷۷۵ء

۱۔ ا دلِ بے درد

۲۔ ن دل کا

مجھے گر حق تعالیٰ عشق میں کچھ[1] دسترس دیتا

تو دل اُن[2] بے وفاؤں کو کوئی میں اپنے بس دیتا

تماشا ایک نالے میں تجھے[3] صیاد دکھلاتا

قفس میں گر تنک آرام مجھ کو یک نفس دیتا

نہ لیتا نام ہرگز زمزمے کا[4] پھر تو گلشن میں

اگر دل کو مرے صیاد ظالم باز پس دیتا

میں بلبل کی طرح نالاں نہ رہتا باغِ دنیا میں

جو کچھ بھی داد اِس دل کی کوئی فریادرس دیتا

قسم ہے سوز کو گر[5] قتل اپنے ہاتھ سے کرتا

تو جی دیتے ہوئے[6] بھی دیکھ صورت اُس کی ہنس دیتا

---

۱ ل : گر

۲ ک : میں
۳ ل : تجھے
۴ ش : سیر

ل : پھیر

۵ ع : قتل کرتا اپنے ہاتھوں سے

۶ ع : تو جی دیتے بھی اس کے دیکھ کر مکھڑے کو ہنس دیتا

۷ ن، ک —— دہ

آ میں یہاں تماشا (کذا) درج ہے لیکن آ اور ش میں یہاں حقیقتاً بھی موجود ہے ۔ ۱۲

میں ساری رات میری جان تیری یاد کرتا تھا[1]
کبھی خوش ہو کے ہنستا تھا۔ کبھی کڑھ کڑھ کے مرتا تھا

کہیں پیکاں یا پڑتا[2] کر میرے ہاتھ لگ جاوے
نکلتا[3] تھا وہ ناوک جب مرے دل سے گزرتا تھا

مبادا دیکھ لے دے اشک خونیں اور ڈر جاوے
اٹھاتا آنکھ پر سے ہاتھ جلدی دل[4] پہ دھرتا تھا

اِس دہشت سے کچھ بیٹھے نہ کیوں الماس کھا[5]یا تھا
جو لخت دل اُگلتا[6] تھا اُسے دامن میں بھرتا تھا

بھلا اب سوز اور تم دونوں کب[7] سے چپکے بیٹھے[8] ہیں
جو ہم کہتے تھے یوں ہے[9] تو خفا ہو کر مکرتا تھا

---

[1] ل: کبھی گھبرا کے مرتا تھا
ن: کبھی کڑھ کڑھ کے روتا تھا

[2] ش ت ک ل: برخسانہ
و: پیرخسانہ

[3] ل: اٹھاتا آنکھ پر سے ہاتھ جلدی دل نہ دھرتا تھا

[4] ن م ک ش: منہ

[5] ل: کھاتا تھا
ش: کھاتا ہے

[6] م ک ش: ابلتا

[7] ا ل: کیسے

[8] ن ا ل: ہو

[9] ک: ہیں۔

آہ و نالہ تو میرا آگے اثر کرتا تھا
میرے احوال کی جا اُس کو خبر کرتا تھا

بس کہ تھا نالہ پُر سوز و حزیں سُن سُن کر
رحم کھا کر وہ کبھی مجھ پر نظر کرتا تھا

کیا کروں اس کی اداؤں کا بیاں ہیں ظالم
اک پہر دیکھنے میں لاکھ ہنر کرتا تھا

آنکھ میری جو کبھی بھول کے ہوتی دو چار
کس لگاوٹ سے وہ مکھڑے کو اُدھر کرتا تھا

کیا کیا تو نے اسے یہ بھی کوئی طور ہے ہائے
سوز ڈیوڑھی پہ تری خاک بسر کرتا تھا

محبت کو دامِ بلا جانتا تھا — پھنسا میں تو آپھیں[1] میں[2] کیا جانتا تھا

چلا مجھ سے دامن چھڑا کر چلا دل — تجھے میں بڑا آشنا جانتا تھا

مجھی سے تجھے بے وفائی تھی کرنی — تجھے[3] میں تو اہلِ وفا جانتا تھا

وہ گرم جوشی[4] سے تیری تھا دھڑکا — کہ آخر کرے گا دغا جانتا تھا

دغا کھائی آخر دغا کھائی آخر — میں کیا جانتا تھا، میں کیا جانتا تھا

دلا سا تو دے سوز کو چلتے چلتے
مگر تو جگر ہی جلا جانتا تھا

---

[1] آپھیں : یہ عہدِ سوز کا خاص استعمال ہے جو آپ اور ہی کی آوازوں کا جامع ہے۔ اس کا استعمال بعض دیگر اساتذۂ سخن کی طرح کلامِ سوز میں متعدد مقامات پر ملتا ہے۔ ۱۲

[2] ع یہ

[3] ع ارے تجھ کو

[4] ن کا تری تھا خطرہ

حسن اُس کا تو آشکارا تھا — اشک نیر دشمنِ نظارا تھا،

اس کے مکھڑے کی یاد میں کل رات — چھپکے روتا تھا دم نہ مارا تھا۔

اشک[1] آتے تھے آنکھوں سے اسطرح — گویا پریوں کا وہ اتارا تھا،

عاشقی کی قمار بازی میں — نفع[2] یہ تھا کہ سر کو دارا تھا۔

سوز جیتا تھا جب تلک بارے — دل کو میرے ذرا سہارا تھا

اب تو بے کس پڑا ہے سینے میں — ایک تو آگے ہی بچارا تھا

آپ تھا آپ[3] ہر زمانے میں — نہ سکندر تھا وہ نہ دارا تھا

جس کو کہتے ہیں حیدرِ کرّار
اُس[4] ہی کا سب جگہ گزارا تھا

---

[1] ن — آنکھوں سے آتے تھے اسطرح

[2] ع — یہ نفع تھا

[3] ا (ع) — اب ہر اماں میں (ندا)

[4] ن — اُس کا ہر جگہ

کبھی یہ دل ہمارا آشنا[۱] تھا — کلیجے سے لپٹ[۲] کر لگ رہا تھا

کسی سے عشق کا گر نام سنتا — تو فق فق ہو کے تھر تھر کانپتا تھا

ہوا ہے[۳] عشق کا اب تو دوانا — اسی[۴] خاطر مگر پیدا ہوا تھا

کئی برسوں میں اب پھیرا کیا ہے — اسے پوچھو تو کچھ میں نے کہا تھا

اجی لو لو زصاحب منہ[۶] تو کھولو — تو کس کے دام میں جا کر پھنسا تھا

تجھے میں برسوں سے تا برسوں ڈھونڈا — تو کس کونے میں جا کر چھپ رہا تھا

ذرا آنکھیں اٹھا کر بات تو کر — تجھے میں نے کبھی طعنہ دیا تھا

تری[۷] آنکھوں میں اب تکلے چبھاؤں — اب[۵] یہ باتیں کب تو جانتا تھا

تو میرے آگے توبہ کر تو مانوں — وسلے توبہ توکب یہ مانتا تھا

جدھر[۹] سے آتے ہو الٹے وہیں جاؤ — تمہارے واسطے یاں کیا دھرا تھا

ہوا ہے اب تو کیا بٹ باہرا یہ — جنم کا کیا مگر شہدا بنا تھا

یہی نا اور دو دن دور رہیں گے — کریں کیا یہ ہی[۱۰] قسمت کا لکھا تھا

چلو دیکھی تمہاری بھی محبت — عبث یہ سوز اپنا جانتا تھا

پکارا سوز نے مجھ کو قلق سے
نہیں تو لکھنے پڑھنے میں لگا تھا

---

۱ ن — آسنا
۲ ع — چمٹ
۳ ع — اب تو ایسا باہرا یہ (کذا)
۴ ع — جنم کا کیا مگر شہدا بنا تھا
۵ ع — ا
۶ ن — منہ
۷ ن — ان آنکھوں کو ایسی کیا کہوں میں؟
۸ ن — اجی
۹ ع — جہاں سے آتے ہو جلدی سدھارو
۱۰ ن — بھی

یہ تیرا عشق کب کا آشنا تھا ‏ ‏ ‏ کہاں[1] کا جان کو میری دھرا تھا

وہ ساعت کون سی تھی یا الٰہی ‏ ‏ ‏ کہ جس ساعت دوچار اس[2] سے ہوا تھا

میں اپنے ہاتھ اپنے دل کو کھو[3] یا ‏ ‏ ‏ خداوندا میں کیوں عاشق ہوا تھا

میں کاش اس وقت آنکھیں[4] موند لیتا ‏ ‏ ‏ یہ[5] میرا دیکھنا مجھ پر بلا تھا

ولے کیا آن تھی اللہ اللہ ‏ ‏ ‏ کہ جس[6] غمزے سے چھاتی پر چڑھا تھا

وہ مجھ کو ذبح کرتا تھا چھری سے ‏ ‏ ‏ میں اس کی تیز دستی تک رہا تھا

نہ تھا اس وقت[7] جز اللہ کوئی
ولے یہ سوز پہلو میں کھڑا تھا

غزل اس وقت ایسی اور پڑھ سوز ‏ ‏ ‏ کہ اب سننے کو میرا دل لگا تھا

---

[1] ب ‏ ‏ کو

[2] ش، ل ‏ ‏ اس کے

[3] ن، ش ‏ ‏ کھوتا

[4] ش، م، ل، ی ‏ ‏ سر پیچ

ع ‏ ‏ پیچ

ب ‏ ‏ پیچ

[5] ب، ج، خ، ی ‏ ‏ کہ

[6] ع ‏ ‏ کس

[7] ل ‏ ‏ میں غیر از خدا کوئی

ک ‏ ‏ " " " یار

ش ‏ ‏ " " " یار

صنم نے قتل جب مجھ[1] کو کیا تھا — تو بارے خوں بہا ٹک ہنس دیا تھا

اگرچہ مرگیا تھا میں اسی آن — ولے ہنسنے سے اس کے جی اٹھا تھا

نہ پوچھو لطف کچھ اس کی ہنسی کا — کہوں کس منہ سے اس میں کیا مزا تھا

بہایا خونِ عاشق تیغ جڑ کر — یہی پیارے ہمارا خوں بہا تھا

جو کچھ گزرا سو گزرا مت کہو کچھ[2] — یہی کاتب نے[3] قسمت کے لکھا تھا

نہ تھا اس دم بجز اللہ کوئی
ولیکن سوز پہلو میں کھڑا تھا

---

[1] ش، ن، ک، م — میرا

[2] ک، م — تم

[3] ل — نے جو قسمت لکھا تھا

ک، ش — نے قسمت میں لکھا تھا

مگر سوز کے دل میں کچھ درد تھا[1] | کہ چہرہ بہت آج کچھ زرد تھا[2]

یہ آتش مرے دل میں[3] تھی مشتعل | کہ دوزخ کا بازار بھی سرد تھا

بظاہر تو آتش مخنث تھا ولے | جو سچ پوچھیے تو بڑا مرد تھا

مرے جان دینے کی سن کر خبر | یہ کہتا ہے آتش : سوز ہمدرد تھا

پہلے دو اشعار آ میں دو بار درج ہیں پہلے صفحہ ۱۳۳ پر اور پھر صفحہ ۱۶۹ پر ذیل میں
آ۔۲ سے دوسرا اندراج مراد ہے

[1] آ۔۲ (ع) مگر مرے دل میں ک : مگر میرے دل میں (کذا)

[2] آ۔۲ ، ک میں دیکھا کہ چہرہ بہت زرد تھا

[3] آ۔۲ ، ک کی

رات آنکھیں تھیں مُندی پر بخت ٹک بیدار تھا
تا سحر دل محوِ دیدارِ جمالِ یار[1] تھا

گرچہ تھا وہ شمع رو فانوس میں دل سے[2] دِلے
پردۂ شرم و حیا[3] ہی مانعِ دیدار تھا

جھانکتا کیوں کر حصارِ تن سے[4] میں محبوب کو
دُودِ دل تو چشم بندِ رخنۂ دیوار تھا

ناصحا کیا فائدہ تکرار سے خاموش رہ[5]!
دل نہیں میں نے دیا، باللہ میں ناچار تھا

یار میں[6] میں محو تھا اور یار مجھ میں تھا فنا
غیر[7] کیا سمجھے اسے جو تھا عجب اسرار تھا

سوز کیوں آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا میں تو
واں تجھے کیا تھی کمی یاں تجھ کو کیا درکار تھا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۲۱۰ھ/ ۹۶-۱۷۹۵

۱ے شن، ک، و، ل: خیال
۲ے ن: کی
۳ے ن: شرم حیا
۴ے ن: اس
۵ے و، ک: درد
۶ے ن: یار مجھ سے تھا فنا میں یار میں فانی ہوا
۷ے ع: کیا کہوں اب غیر سے...

عشّاق تیرے سب تھے پُر زار تھا سو میں تھا
جگ[۲] کے خرابے اندر اک[۳] خوار تھا سو میں تھا

داخل شہیدوں میں تو لوہو لگا کے سب تھے
شمشیرِ ناز سے پر افگار تھا سو میں تھا

سنبل کے پیچ میں دل تیرے نہ تھا کسی کا
نرگس[۴] کا ایک تیری بیمار تھا سو میں تھا

البتہ[۵] عرضِ مطلب کس کی نہ تھا زباں پر
در پر جو تیرے نقشِ دیوار تھا سو میں تھا

داغِ محبت اے گل جب تھا ترا نہ جگ میں
داغوں[۶] سے جس کا سینہ افگار تھا سو میں تھا

گو عشق کے تمہارے عشّاق اب[۶] مُقر ہیں
اوّل زباں پہ جس کی اقرار تھا سو میں تھا

دل[۷] سے تری نصیحت سب یار مانتے تھے
ناصح کے پر سخن سے بے زار تھا سو میں تھا

کافر تری زبانی اکثر ہیں لیک جوں شمع
پر استخواں میں جس کے زُنّار تھا سو میں تھا

اس میکدے میں گا ہے اے سوز ہم نہ بہکے
سب مست و بے خبر تھے ہشیار تھا سو میں تھا

۱؎ ل — بے زار

۲؎ ک، ث — اس جگ خرابہ اندر

۳؎ ع — بمیار

۴؎ ل — ترکش

۵؎ ن، ع — تجھ گھر میں

۶؎ ع — گلزار

۷؎ ک، م — تھے مقرر

۸؎ ن، ع — تجھ عشق میں

اِس سے آگے تو کبھی[۱] اے سوز تو نالاں[۲] نہ تھا
گرچہ روتا تھا، ولیکن اِس قدر گریاں[۳] نہ تھا

رات کو اے بادشاہِ[۴] بزمِ محبوبانِ حُسن
چاند[۵] تھا تیرے مقابل پر ہنس چنداں نہ تھا

مَیں بھی کہتا تھا کہ ناصح کیا ہے کل دیکھا اُسے
آدمی[۶] سا دور سے لگتا تھا، پر انساں نہ تھا

دل میں تھا گاہے کروں گا عرضِ حال اپنا اُسے
رو برو ہوتے ہی سب بھولا یہ کچھ نسیاں نہ تھا

---

۱ ک — کبھی تو اے سوز دل
۲ ل — گریاں
۳ ع — نالاں
۴ ع — آفتابِ بزمِ مشتاقانِ حسن
۵ ن — ماہ
۶ ک — رو برو ہوتے ہی سب بھولا یہ کچھ نسیاں نہ تھا۔

چھپایا[1] نام و ننگ و صبر و طاقت، قول دے چھوڑا
اکیلا[2] پا کے مجھ کو عشق نے من مانتا لوٹا

ہر اک ذرے میں جھمکا ہے نرالا رنگ[3] صحرا کے
خدا جانے[4] کہ کس کا شیشۂ ناموس یہ ٹوٹا

چلے خارِ بیاباں گرمِ رفتاروں کے قدموں سے
اسی خاطر[5] یہ میرے پاؤں کا اک آبلہ پھوٹا

کل آئے تھے بڑی شیخی سے پیغا[6] نے کو لٹوانے
ولے رندوں نے مل کر محتسب کو زور[7] ہی لوٹا

مجھے کچھ اعتبار آیا[7الف] نہیں کس منہ سے[8] کہتا ہے
تو راتیں آوے گا میرے پاس اپنے[8الف] سر کی سوں جھوٹا

کسی عنوان نہ تھی امید اس زنداں سے چھٹنے کی
اجل کی[9] دوستی سے سوز قیدِ جسم سے چھوٹا

---

[1] ل چھپایا
[2] ع کوئی فریادرس دوڑے کہ مجھے اس عشق نے لوٹا
ن، م، ک، ش، ش اکیلا کر کے
[3] ل رنگ صحرا کے
ن ۔ ۔ کا
[4] م، ل، ک، ش، ش خدا ہی جانے کس کا شیشۂ ناموس یہ ٹوٹا
ع خدا جانے یہ کس کا شیشۂ ناموس یوں ٹوٹا
[5] ع باعث نہ
م، ل، ک، ش خاطر نہ
[6] ع پیران
[7] ع خوب ش زور ہی کوٹا [7الف] ن، م، ک، ع، ل آتا ہے
[8] م، ک، ش میں کہتا [8الف] ش اپنی سیر کو
[9] ع مہربانی سے یہ سوز اس قید سے چھوٹا

مجلس سے[1] جب ہو مست وہ رشکِ بتاں اٹھا
محشر کا اہلِ بزم میں شور و فغاں اٹھا

آیا نظر جو دور سے[2] میں اس کو پھر کہیں
لے کر[3] وہ قصد کو مرے تیر و کماں اٹھا

جونہی قدم رکھا میں سوئے باغ یا نصیب
لے بیلچے کو ہاتھ وہیں باغباں اٹھا

مشہور ہے یہ بات کہ جی ہے تو ہے جہاں
آپ ہی اٹھے جہاں سے تو گویا جہاں اٹھا

میں جس کے پاس[4] بیٹھ لگا کہنے حالِ دل
اپنے ہی دل کے غم کی وہ لے داستاں اٹھا

بوئے وفا و رنگِ محبت نہیں ہے یاں
یارب تو اس چمن سے مرا آشیاں اٹھا

پہنچے[5] گی تیرے گھر ہی جو جا ہے گی دخترِ رز
مت جا کے سوز ہنستے پیرِ مغاں اٹھا

---

[1] ا — سے ہو کے مست جو
[2] ک۔ م — بھی اس کے تئیں کہیں
ش۔ ع — بھی اس کو میں کہیں
[3] ع — وہ مرے واسطے
ش — وہ میرے قصد کو
ک — وہ قصد کر ترے
[4] ا — آگے
ل — پاس ہاتھ (کذا)
[5] ل — پہنچے ہے میرے گھر ہی جو
ع — پہنچے گی دخترِ رز ہی جو جا ہے گی ترے گھر

نہ دانہ ساتھ لے صیّاد تو نے[1] دام لیتا جا
چمن میں ہم صفیروں کو مرا پیغام لیتا جا

اگر دل لے چلا[2] دل کی خلش مت چھوڑ سینے میں
سحر لے جا نہیں سکتا تو اس کو شام لیتا جا

نہ تھی توفیق اگر بوسے[3] کی تو اتنا ہی کہہ دیتے[4]
جو آتا ہے[5] تو خالی مت پھرے دشنام لیتا جا

اگر اے نالہ تو جاتا ہے کہ اس کے گوش تک پہنچے[6]
اثر تھوڑا کہیں سے کر کے قرض و دام لیتا جا

ہوا میں دل کے لیجانے پہ راضی تیری خاطر سے
کہا تک تھا کہ ساتھ اس کے مرا آرام[7] لیتا جا

خیال ان انکھڑیوں کا چھوڑ مت مرنے کے بعد از بھی[8]
دلا آیا جو تو[9] اس میکدے سے میں جام لیتا جا

جو جاتا ہے[10] مغنی تجھ کو از بہت دیں نذا سے واعظ[11]
گلی میں مے کدے[12] کی سوز کا تو نام لیتا جا

---

۱ ن: نہ
۲ ش، ل: جی
۳ ل: توسن کی
۴ ش: کہہ دیتا

←

←

ہ م، ک	کہہ دے اب
۵ہ ش	آتا ہے
۶ہ ن	نالے
۷ہ م	پیغام
۸ہ ک	رے
۹ہ م	شام
۱۰ہ ک	چاہیں
۱۱ہ ع	قاتل
ل	زاہد
۱۲ہ ک	میکدوں بیچ (ندا)

جا جا مرے پاس سے تو جا جا — توبہ[١] جو تجھے کہوں میں آ جا

جا بیٹھ انھیں کے پاس[٢] چل بے — جو یہ کہیں لب سے لب ملا جا

پر جائی پنے کا تیرے سفلے — اب کوچہ بہ کوچہ دوں[٣] گا باجا

جا اٹھ[٤] جا دور ہو کہیں دفع — اوروں کو نہ خاک میں ملا جا

پہلے جو قرار ہو گیا تھا — اس کو آنسو سے لے مٹا جا

کیا سوز[٥] غریب سے تجھے کام
خلقت تجھے اب ہے کہتی راجا

---

[١] و (ع) توبہ
ل توبہ جو کروں میں تجھ سے آجا

[٢] ع، ل دور ہو

[٣] ل دے گا

[٤] ع دور ہو کہیں دفع ہو
ل دور ہو دفعے ہو

[٥] ع غربا سے کام کیا تجھے چل — تجھ کو کہتا ہے اب تو راجا
ل غیر باشی کا کیا تجھے چل — تجھ کو ر کہتا ہے اب تو راجا

جب بادہ خونِ دل ہو تو سیرِ چمن کجا؟
ساقی وہ تو بہار و شراب کہن کجا

محبت تجھے زیب سے میں گھر میں آپنے داغ
کیسا پتنگ، شمع کہاں، انجمن کجا[1]

تیرے لیے وطن سے جو نکلا تو پھر اُسے[2]
مانند لعلِ اشک کے عزمِ وطن کجا

صد حرفِ آرزو ہے زباں پر مری و لے[3]
چاہوں جو تجھ سے ایک کہوں میں دہن کجا

غرقابِ چاہِ عشق جو ہوتا تو جانتا
یوسف کہاں، مصیبتِ چاہِ ذقن کجا

عریاں تن نے ناز رکھا اس کے رخ سے
ناصح جو چاہے جیب سے پیرہن کجا

خلوت سرائے سوز کو پہنچے تکلف نہ دیر
تو اور وہ جہاں ہو بت و برہمن کجا[4]

---

[1] ک: اول — کیدھر
ش — کیدھر پتنگ

[2] ک — تیرے وطن سے جو کوئی نکلا…

[3] ک — حیف

[4] ش: ل — بت برہمن

اب تو دم باقی نہیں ہے جان آ جا دیکھ جا
نزع کا میری[1] ہی تک آکر تماشا دیکھ جا

دل کے دینے کی خوشی میری تجھے[2] کچھ یار ہے
جان کے دینے کا بھی میرے مدوا[3] دیکھ جا

دیکھ تو کس[4] کس خوشی سے جان دیتا ہوں تجھے
ایک دم تو آن کر میرے مسیحا دیکھ جا

سیر دریا تو ہمیشہ تجھ کو خوش آتی ہے پر[5]
آنسوؤں کا میرے اگر سرخ دریا دیکھ جا

سوز تیرا بندۂ دل سوز تھا سو اب چلا
پھر نہ دیکھے گا کبھی[6] جلدی سے آ جا دیکھ جا

۱۔ ع میرے
۲۔ ع تمہیں
۳۔ ع مدارا
۴۔ ع کیسی
۵۔ ع ٹک
۶۔ ع پھر آ کے آ جا

۱ مجھ کو تنہا چھوڑ کر اے شوخ[1] بے پروا نہ جا
جان تیرے ساتھ جاوے گی[2] ذرا سستا نہ جا

۳ جب تلک بیٹھا ہے تو[3] تب تک ہے میرے جی میں جی
اے بلا[4] گرداں ہوں میں تیرے نہیں رہ جا نہ جا

۵ کیوں رے دل آخر کو پچھتایا نہ کر کر عاشقی
تجھ کو میں کہتا نہ تھا آ[5] ہر کہیں بے جا نہ جا

جو یہ کہتا ہوں تو سب تیری بھلائی کے لیے
مجھ کو کیا میری بلا سے تو کہیں جا یا نہ جا

۴ ایک دم تو دیکھ لوں دیدار اپنے دوست کا
اے[6] اجل جلدی نہ کر اے عمر ٹک سستا نہ جا

۲ دیکھ[7] تو کیا کیا ستم میں نے سہے[8] تیرے لیے
ٹک تو بیٹھا رہ ابھی تو[9] اے کرم فرما نہ جا

۱ شوخ ہی آوے گا خودداری بھی[10] لازم ہے تجھے
سوز یہ کیا طور ہے اتنا بھی تو گھبرا نہ جا

زمانۂ تخلیق: قبل از: ۱۱۸۸ھ/۷۵-۱۷۷۴ء [طبق س]

[1] ل یار
[2] ش، ل ابھی، س: تنک
[3] ش بیٹھا ہے تب تک (بدون تو)
ک تو جب
[4] ع اے ترے قربان ہو جاؤں
[5] ش پھر
[6] ش وے
[7] ع دیکھیو
[8] ع ہیں ہجر میں
[9] ش سو
[10] ش خود دوری

یاس سے میرے تو اب اے دلِ ناشاد نہ جا
آہ خانماں کہاں ۔ اے ستم ایجاد نہ جا

یہ جفائیں تو اٹھاتا ہے کہ میں حیراں ہوں
قطرۂ خوں سے ترپا ہے کوئی فرہاد نہ جا

تو تو جا جا کے لگا لادے ہے اک تازہ بلا
آہ تیری تو ہوئی جان کو جلاد نہ جا

میں ترے نالہ و فریاد سے راضی ہوں دلا
جان پر میری نہ کر ہر گھڑی بیداد نہ جا

ذبح کر مجھ کو تو یا کاٹ گلا راضی ہوں
روبرو سے مرے اے جان کے جلاد نہ جا

سوز کی جان میں ہے جان ترے بیٹھنے سے
یہ ابھی جان سے ہو جائے گا برباد نہ جا

شوق ہے تجھ کو اگر شعر کے سننے کا تو سن
غزل ایک اور کروں تجھ سے میں ارشاد نہ جا

★ ل میں اس غزل کے اشعار دو الگ الگ غزلوں کی طرح درج ہیں ۔ پہلا اندراج
جو چار اشعار پر مشتمل ہے ذیل کے مطلع سے شروع ہوتا ہے ؎
یاس سے میرے تو اب اے دلِ ناشاد نہ جا اے خانماں خراب کہاں اے ستم ایجاد نہ جا

←

(دوسرا مصرعہ جو کاتب کی بداحتیاطی کا شکار ہوا، دراصل یوں ہے: آ نہ جاماں کہا اے ستم ایجاد نہ جا) اس کے بعد جن تین شعروں کو الگ غزل ظاہر کیا گیا ہے، وہ اس مطلعے سے شروع ہوتے ہیں:

پاس سے میرے تراب اے ستم ایجاد نہ جا ۔۔۔ اے خانماں کہا اے دلِ ناشاد نہ جا

(دوسرا مصرعہ یہاں بھی کاتب کی غلط نویسی اور تصرفات کے باعث "بگڑ" گیا ہے۔ کاتب نے جہاں سے یہ غزل نقل کی وہاں "آ نہ جاماں کہا" کو اکٹھا لکھا ہوا دیکھ کر (انجاماں) "اے خانماں" بنا دیا ہے — درحقیقت یہ دونوں اندراجات ایک ہی غزل کے اشعار پر مشتمل ہیں اور ان کا الگ الگ لکھنا محض غلط ہے۔ ۱۲

۲ ن	تو مرے ترا سے
۳ ل ۲	کر
۴ ل ۱	تو ہے یا کوئی فولاد
۵ ل ۲	قطرۂ خون ہے تو یا
۵ ل ۱	پر
۶ ل ۲	کو

عزمِ شکار کرکے تو آ اے نازنیں نہ جا
بیٹھے ہیں تجھ پہ لاکھ لگاتے کمیں نہ جا

کر رحم یار بلبلِ مسکین کے حال پر
گلزار دیکھنے کو تو آ اے غنچہ چیں نہ جا

شرمندہ ہو کے چاند نہ نکلے گا پھر کبھی
تو چاندنی کو دیکھنے اے مہ جبیں نہ جا

تیرے قدم کے کھٹکے سے چونکیں گے کشتگاں
تو پاؤں پاؤں اپنے برو ئے زمیں نہ جا

مر جائے گا جہان تری سج کو دیکھ کر
بازار میں چڑھا ہے تو یوں آستیں نہ جا

آشوب ہے بڑا نظرِ بد کا ہے خطر
آ بیٹھ دل میں سوز کے ہرگز کہیں نہ جا

۱۔ ا — ہردم
۲۔ ع — یار تجھ پہ لگاتے
۳۔ ع — بارے
۴۔ ش۔ ع۔ ل — کی جان
۵۔ ع — آ
۶۔ ک۔ ل — کے پاس
ا — کی پاس
۷۔ ن — خفتگاں
۸۔ م۔ ک — یار
ع — دیکھ
۹۔ ن — چڑھا ہے
۱۰۔ ع — ہیں لوگ بے طرح
۱۱۔ م۔ ل۔ ک — ترا نظرِ بد سے خوف ہے
۱۲۔ ع — آ دل میں بیٹھ

میری آنکھوں کے تو آگے سے اب[۱] اے ماہ نہ جا
گرچہ[۲] جاتا ہے رقیبوں کے تو ہمراہ نہ جا

کیا قسم تجھ کو کھلاؤں کہ تو مانے گا نہیں
پر مرا مان کہا آج تو واللہ نہ جا

کس کے بہکانے سے تو کوچۂ[۲الف] وفا سے کھلتا
کس نے بدراہ کیا تجھ کو کہ اس راہ نہ جا

ارے بیٹھے ہیں سر راہ ہزاروں رہزن[۳]
رات کو جا تو[۴] جاتا ہے پر اس راہ نہ جا

پاس[۵] رہتا ہے رقیبوں کے تو پیارے شب و روز
پیارے یہ لوگ برے دیکھ تو ہر گاہ نہ جا

جو تو جاوے گا تو مر جاوے گا سوز غریب
آ، نہ جا واسطے اللہ کے اے ماہ نہ جا

ن میں یہ غزل بھی دوبار درج ہے پہلا اندراج صفحہ ۹۴ پر شمار ۱۵۹ کے تحت ہے اور دوسرا اندراج صفحہ ۷۶ پر شمار ۲۲۱ کے تحت۔ پہلا اندراج پانچ شعروں پر مشتمل ہے جبکہ دوسرے اندراج میں چوتھا شعر (ارے بیٹھے ہیں ... الخ) غائب ہے۔ علاوہ ازیں ایک متنی اختلاف بھی ہے جسے ہم نے ن-۲ کی صراحت سے ظاہر کر دیا ہے - ۱۲۔

[۱] ل: مرے شاہ

[۲] ل: میں کدھر جاؤں ترے ہاتھوں سے اے ماہ نہ جا

[۲الف] ن-۲: نکلتا

[۳] ل: رہبر

[۴] ل: تو جو جاتا ہے (کذا)

[۵] ع: ہائے

جہاں تو ہے اے تیرے قربان لے جا — مجھے دل ستاتا ہے آ جان لے جا

تجھے تو کہاں اتنی فرصت بلا سے — کبھی آ اپنے گھر مجھ کو مہمان لے جا

مجھے[1] بلبلاتا ہوا دیکھ ظالم — ق — لگا کہنے آ دل کو پہچان لے جا

یہاں تو ہزاروں پڑے[2] ہیں گلی میں — تجھے آ اپنے دل کا ہے ارمان لے جا

کبھی سوز[3] سے یوں نہ بولا کر آ بے

بلائیں مری تا بہ داماں لے جا

[طبق س]

۱ ن، ک، ل، و، ش — مضطرب دیکھ کر آج پیارا

۲ ش، ل — گلی میں پڑے ہیں۔

۳ ن، ک، ل، و، ش — کو یوں نہ ٹوکا

مجھے طعنے دیتا ہے کیا ناصحا — قضا و قدر سے ہے رسوا کیا

میں واقف نہ تھا عشق ہے کون شخص — سو وہ تن بدن میں مرے چھا گیا

دلا تو چلا تو بے مجھے چھوڑ کر — ولے بھولیو مت کبھو تو بھلا

تجھے میں نے پالا ہے سینے کے بیچ — تو بے گانہ کیوں ہو گیا بے وفا

ارے تیری خاطر ترستا ہوں میں — نہیں کچھ گیا اب بھی تو بھاگ آ

مرے واسطے اور روتا ہے سوز
ذرا تو دکھا منہ کہاں ہے چھپا

آہ جس دن سے ہوا یارِ دلِ زار جُدا
دل جُدا زار ہے اور دیدۂ[1] خوں بار جُدا

زُلف کو شانہ نہ کر یار کہ[2] پھر جاوے گا
تار سے اُس کے مرا جانِ گرفتار جُدا

شیخ کو کوچہ و بازار میں ہم نے دیکھا[3]
تن سے جُبّہ تھا جُدا سر سے تھی[4] دستار جُدا

جب سے پھرتا ہوں جُدا تجھ سے میں صحرا صحرا
دشت کاٹے ہے جُدا چُبھنے لگے خار جُدا

سوز سے کیوں نہ خفا ہووے ستم گار کہ ہے
عاشقِ زار جُدا طالبِ دیدار جُدا

---

[1] ش دیدہ ہے خوں بار جدا

[2] ا جان

[3-4] ا، ل، ک، ع ہے

دل کے ہاتھوں سے جگر تو جل گیا میرے خدا
دل دیا ہے یا کہ کام اژدہا میرے خدا

گاہ کہتا ہے اطاعت خلق کی کر حق ہے یہ
گاہ کہتا ہے کہ تو[1] سب سے جدا ہے خدا

گاہ کہتا ہے کہ کعبے کو تو اپنا قبلہ جان
گاہ کہتا ہے کہ بت خانہ بنا میرے خدا!

گاہ کہتا ہے کہ میرا امر تو ایمان جان
ہے سبھی اشیا میں وہ جلوہ نما میرے خدا

پھر یہ کہتا ہے کہ کافر سے ذرا بچتا ہی رہ
کفر کہتے ہیں کسے مجھ کو بتا میرے خدا

جب سبھی اشیا میں ہے مظہر تو غیریت کہاں
میں[2] اسی اندیشے میں ہوں مر گیا میرے خدا

میں ترا مخلوق ہوں مجھ کو کبھی آگاہ کر
اے خرد بخش، اے کریم، اے کبریا[3]، میرے خدا

انبیا کو علم بخشا، اولیا عارف ہوئے
میں[4] اٹکل کیسی تھرتھارہ گیا میرے خدا

مرتبہ تو اہل عرفاں نے اٹھایا شعر[5] سے
سوز کیوں باقی رہا یہ کیا ہوا میرے خدا

---

[1] ع — سب سے ہے جدا
[2] ع — اسی ہی اندیشے میں میں تو مرگیا
[3] ع — خالق اے میرے خدا
[4] ع (۱) — او... بن تھوتھا (؟) رہ گیا
[5] ع — شمر

تیرا مکھڑا مجھے دکھا[1] دے خدا — تو ہی دکھلا نہ از سراپے[2] خدا

دل کو میں جانتا تھا اپنا جگر[3] — یہ[4] تو نکلا کوئی بلا ہے خدا

مجھ کو اُلجھا دیا پری رو سے — کیا کیا تو نے مجھ سے ہائے خدا

لاکھ باری مروں[5] ترے ہاتھوں — لاکھ باری اگر جلا دے خدا

دل سے ترک لگاؤں سوز وہیں
قید سے گر مجھے چھڑائے خدا

---

۱ ل — دکھا دے

۲ ع — یا تو دکھلا دے از...

ش — تو بھی دکھلا نہ از...

۳ ش — گھر

۴ ش، ب، د، ل — دل نہیں ہے کوئی بلا ہے خدا

۵ ن، ع — میں ترے لیے

کیا ہے جب سے خالق نے زمین و آسماں پیدا[1]
نہیں مجھ سا ہوا کوئی جہاں میں نوجواں[2] پیدا

چمن تم کو مبارک ہم صفیرو[3] ہم کو[4] جانے دو
کیا ہے اشک خونیں سے[5] میں اپنا گلستاں پیدا

یہ محبوبوں کی خوبی عاشق صادق کے دم سے ہے
چمن سرسبز کب ہوں[6] گر نہ ہوں باغباں پیدا

سر اوپر شام آئی پاؤں تھک کر رہ گئے میرے[7]
کہاں سے اب کروں یارب سراغ کارواں پیدا

نہ دے تکلیف جی پر سوز سے اے دل ترحم کر[8]
نہ ہووے[9] گا کبھی دنیا میں پھر ایسا جواں پیدا

---

[1] ع — کیا

[2] م، ش، ک، ل — مہرباں

[3] ع — عندلیبو

[4] ل، ش — مجھ کو

[5] م — خوں ہی سے ہم نے گلستاں
ع — گلگوں

[6] ن، مخ، ل — کب ہو گر نہ ہووے

[7] ع — ہے

[8] ع — نہ دے تکلیف پیارے سوز پر اپنے ترحم کر
نہیں ہوتے ہیں پھر دنیا میں ایسے بے زباں پیدا

[9] ش، ک، ل — ہوتے

جگر پر زخم خنجر سے ہوا اور ہی دہن پیدا
الٰہی شکر تجھ سے اب ہوئی راہِ سخن پیدا[1]

بھری ہے خاکساروں کے جگر میں آتشِ حسرت[2]
بزنگِ اخگرِ افسردہ ہیں زیرِ کفن پیدا[3]

ہوا ہے سبز تخمِ غم کبھی آ دید اس کا کر[4]
کیا ہے دل نے میرے چپکے چپکے کیا چمن پیدا

مری نظروں میں جو یہ صف کی صف اُلٹی ہے عالم کی[5][6]
ابھی دو اشک برسا دوں تو پھر ہو انجمن پیدا[7]

خدا کے گھر میں ہر اک چیز کا نعم البدل ہے گا
لیا گر بانکپن مجھ سے کیا دیوانہ پن پیدا

عزیزو! سوز کا ہونا غنیمت جان لو واللہ[8]
نہیں ہونے کا پھر دنیا میں ایسا نوحہ زن پیدا[9]

---

[1] ع ہوا
[2] ا بھرے
[3] ع آتش
[4] ع تو
[5] ا جو صف کی صف (بجائے یہ)
[6] ن دنیا میں
[7] ع اک اشک ٹپکا دوں
[8] ن جینا غنیمت جانیو اک دم
[9] ع ہونے کے پھر دنیا میں ایسے نوحہ زن پیدا

ہُوا غرق ایسے دریا میں جسے پایاں نہیں پیدا
خلد آ[1] ایسے تبِ غم سے دلِ سوزاں نہیں پیدا

سبھی کہتے ہیں سب انساں میں ہے جو کچھ ہے قدرت میں
بھرا میں سر سے پا تک چشمۂ حیواں نہیں پیدا

یہ دنیا خلقتِ انساں سے ہے معمور حیراں ہوں
جسے[2] کہتے ہیں انساں ایک بھی انساں نہیں پیدا

تری خاطر گیا میں دین و دل سے اور نہیں باور
کوئی دنیا میں کافر تجھ سا بے ایماں نہیں پیدا

عجب آتش ہے میرے تودۂ سینہ میں اے یارو
لگے سو تیرِ غم اور اک[3] سرِ پیکاں نہیں پیدا

میاں سوز اب ترے[4] ہے حال کا پیارے خدا حافظ
کہ اس آزار کا دنیا میں اب درماں نہیں پیدا

1۔ ع ایسا

2۔ ع کے

3۔ ع یک

4۔ ع تری ہے جان کا

مُندے گر چشمِ ظاہر دیدۂ بیدار ہو پیدا
در و دیوار سے شکلِ جمالِ یار ہو پیدا

تڑپتی کیوں ہے[1] اے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
کہ تیرا اشک[2] جس جا گر گرے گلزار ہو پیدا

یہاں تک کفر پورا چاہیے گر خاکِ گلشن ہو
بجائے ہر رگِ گُل رشتۂ زُنّار ہو پیدا

قتیلِ خنجرِ مژگاں ہوں کیا یہ بھی[3] تعجب ہے
کہ میری خاک سے سبزے کی جاگہ خار ہو پیدا

بہت سیراب ہے گی سرزمینِ دیدۂ عاشق
اگر مژگاں کے تئیں بووے تو کیا تلوار ہو پیدا

بچارا سوز بھی مفلس پھرے ہے[4] دربدر سارا
دل اپنا بیچ ہی ڈالے اگر دلدار ہو پیدا

مسیحائی ہے تری تیغ میں کیا سوز کو[5] غم ہے
جو لاکھوں بار ہو وے[6] قتل لاکھوں بار ہو پیدا

---

[1] ع — کیا
ل — کیوں ہے تو
[2] ش۔ ع۔ ل — پڑے
[3] ا — کچھ یہ بھی اچنبھا ہے
ک — یہ بھی کیا تعجب ہے
[4] ع — کوبہ کو یا رو
[5] ش۔ ل — ڈر
[6] ک۔ ل — ہوئے

یہ[1] چال یا قیامت یہ حسن یا شرارا
چلتا ہے کس ٹھسک[2] سے ٹک دیکھیو خدارا

جوڑا لپیٹے جب تک[3] روزِ شمار آخر
بل ہے[4] تری بناوٹ اے خود نما خود آرا

غرفے[5] کو جھانکیو تو کیسی چمک ہے واللہ[6]
ہے[7] نور یا تجلّی خورشید یا ستارا

ہر آن اس کا جلوہ ہے گا بشانِ[8] دیگر[9]
خسرو ہے نے سکندر جمشید[10] ہے نہ دارا

آئی شمیم کچھ تو اس زلفِ عنبریں کی
بادِ صبا کا ہوتا اس جا اگر گزارا

کس[11] کا یہ نرگستاں تیرے شہید پیارے
زیرِ زمیں سے اٹھ اٹھ کرتے ہیں سب[12] نظارا

کس کی مجال دیکھے اس حسن آفریں کو
ہر[13] چند اس کا جلوہ ہے عالم آشکارا

پوچھے[14] ہے مجھ سے ستیز عاشق ہے[15] سچ تو میرا
کچھ جانتا نہیں ہے[16] بھولا بہت بچارا

دیکھو اچک[17] پنا تم آیا ہے پھر ستانے[18]
دل چھٹ[19] گیا کبھو کا مانگے ہے پھر دوبارا

لیتا ہے ملکِ دل کو یہ دل ربا اسانی
اس میں نہیں کسی کا[20] اے دلبرو اجارا

←

اتنی جراحتوں پر جیتا ہے سوز صاحب
سینہ ہے یا کہ ترکش، دل ہے کہ سنگِ خارا

---

* زمانۂ تخلیق — قبل از ۱۲۱۰ھ / ۹۶-۱۷۹۵ء

۱۔ ح، خ — ہے چال یا قیامت ہے حسن...
۲۔ ب، ح، خ، ع، ک، ی — ادا
ش، ل — چمک
۳۔ ش — یوم الحساب
ک، د، ل — روز حساب
۴۔ ش — رہے
۵۔ ح، خ — کی تاک دیکھو ر
ی — کو
ب — دیکھیو .... (کذا)
۶۔ ب، ح، خ، ش، ن، ل، ا، ی — اللہ
۷۔ ن، ش، ل، ا، ب، ی — یہ
۸۔ ب، ح، خ، ی — جھمکا
۹۔ ب، ح، خ، ی — بہ شان
۱۰۔ ن، م — خورشید
۱۱۔ ن — کیسا
۱۲۔ ع، ل — پھر
ش — یہ
۱۳۔ ع — ورنہ شبنم کا جھمکا
۱۴۔ ع — کہتا ہے مجھ کو
ک — ہو مجھے ہے....
۱۵۔ ن، ش، ل، م، ک — کیا تو میرا
۱۶۔ ی، ب — یہ
۱۷۔ ل — شنا
ا، ک — بنا تم آتا ہے....
۱۸۔ ل، ک، ع — شتابی
۱۹۔ ش — چھٹ
ل — چٹ
ا — چیٹ
ک — جب
۲۰۔ ن، ح، خ، ل، ک — دلربا

جہاں کا ایک دم کر لے نظارا[1] — نہیں آنا ہے پھر اس جا دوبارا[2]

کدھر پھرتا ہے[3] او غافل ذرا جیت — کہ جلوہ یار کا ہے آشکارا

تمام اشیا میں ہے[4] جلوہ اُسی کا — جسے دیکھے سمجھ تو[5] حق خدارا

و لے انسان کا برزخ[6] بنا کر — یہاں اپنا کیا ہے[7] پورا نظارا

اسے تب اشرف الخلقت کہا ہے — کہ اس قالب میں ہے[8] اسرار سارا

و لیکن[9] سوز کو ایسا بنایا — کہ ہر دل میں کیا اس نے گزارا

تو کیا باتیں بکے ہے سوز چپ رہ

سمجھ تو آپ کو تو ہے چہ کارا؟

---

[1] ع — دیدار دنیا کا اب کر تو نظارا

[2] ع — کہ پھر آنا نہیں

ل — نہیں آتا ہے

[3] ع — بھولا ہے

[4] ن، ک، ل — جلوہ ہے

ع — اس کا ہے جھمکا

[5] ع، ن — بس

[6] ل — پر برزخ

[7] ع — ہر دم گزارا

[8] ک، ذ، ش — وہ اترا ہے سارا

ل — و لے " " "

آج اس راہ دل ربا گزرا / دل پہ کیا جانیے کہ کیا گزرا

آہ ظالم نے کچھ نہ مانی بات / میں تو اپنا سا جی جلا گزرا

اب تو آ یار بس خدا کو مان / پچھلا شکوہ تھا سو گیا گزرا

رات کو نیند ہے نہ دن کو چین / ایسے جینے سے اے خدا گزرا

سوز کے قتل پر کمر مت باندھ
ایسا جانا ہے کیا گیا گزرا

بس دیکھا[1] ہے ہم نے پیار تیرا — احمق ہے جو ہووے[2] یار تیرا

اتنی غیرت تجھے نہ آئی — غم چھین[3] لے یوں شکار تیرا

یہ خبر نہ ہم سے اُٹھ سکے گا، — مت بول تو اختیار تیرا

بھاتا[4] ہی نہیں ہے اب تو واللہ — تو کہنا یہ بار بار تیرا

کس کا غم تجھ کو کھا گیا ہے — تیرا نادان یار تیرا

جاتا[5] ہوں اب تو اے میری جان — ہے[6] تجھ کو انتظار تیرا

اس کی پیار سے یہی سزا ہے — جو کوئی ہو دوستدار تیرا

کیا جانیے سوز کیا کرے گا

یہ رونا زار زار تیرا

---

[1] ا، ک — دیکھا ہم نے

[2] ش، ن، ا، ل — ہووے

[3] ش — چھینی ہے

[4] ع — اچھا لگتا نہیں ہے دل کو

[5] ن — جان ساز ہے اب تو اے میری جان

ع — جان ہے سوز اب آ جان (کذا)

ش — جاتا رہوں اب تو اے میری جان

ک — جاتا ہوں اب تو " " "

[6] ع — ہے اس کو انتظار تیرا

ن — ہے اسے کو یہی انتظار تیرا

دل لے گیا شہسوار میرا — غفلت میں گیا شکار میرا

جو اپنے نہیں نہ بھولتا میں — رہتا صبر و قرار میرا

جاتا ہوں اب تو تیرے در سے — دل رکھ تو یادگار میرا

اے بادِ صبا ادھر تو جانا — جس جا ہو[۱] غم گسار میرا

کیا ہو جاتا جو عید کے دن — ہوتا تو ہم کنار میرا

اس تنہائی پہ رحم کر جان — میں ہوں اور انتظار تیرا

کہتا یہ[۲] کس سے تیری خاطر — تو نے ڈالا اجار میرا

آخر روزِ حساب[۳] اے سوز
لوں گا جو ہے قرار میرا

---

۱ ع — جا ہووے ...

۲ ا (ع) — کہتا یہ کسے تری خاطر

۳ ع — پیارے

جو کہ سکے تو صبا تو کہیو جہاں ہو وہ شہسوار میرا

کہ اب تو یک ذرہ جا سے بے جا نہ ہو سکے گا غبار میرا

عبث خفا تو نہ ہو مری جان ترا میں دامن نہ چھو سکوں گا

تو شوق سے پھر لحد پہ میرے[1] تو دیکھ جنبہ وو قار میرا

میں جانتا ہوں کہ تو نہ بھولے گا گو کہ مر کر میں خاک سا ہوں

کہ پاس تیرے ہے یار ہمدم دل نحیف و نزار میرا

مجھے کہیں دور سے جو دیکھا تو اپنے گلواروں کو پکارا

کہ جیتا جانے نہ پاوے یہ بچو یہی ہے وحشی شکار میرا

مزار[2] کو سوز کے بنانا جہاں کہ گل گشت ہو صنم کا

کبھی تو منہ سے کہے گا اپنے بڑا ہے یہ خاکسار میرا

---

[1] ن تو دیکھ جنبہ اور وقار میرا
[2] ن مزار کے سوز کو

سنا میں نے کہ پھر کرتا ہے تیری چاہ دل میرا
قیامت اب کے لاوے گا مرے اللہ دل میرا

نہ مانے گا تو اے واعظ کہوں کیا حال میں اپنا
ہوا کافر بتوں سے مل کے بیت اللہ دل میرا

بہت ڈھونڈا نہ پایا کھوج زیرِ آسماں ہم نے
کدھر کو لے گیا؟ کیا جانیے، وہ ماہ دل میرا

مجھے چشمِ توقع تھی بہت اُس سے سوا آخر کو
زیادہ خوبرویوں سے ہوا بدخواہ دل میرا

اذیت غیر سے مجھ کو کبھو پہنچی نہ دنیا میں
ہوئیں شوبانِ روح آنکھیں مری، جاں کاہ دل میرا

جو مانگیں ترکِ چشم اب کچھ تو نقدِ جاں حاضر ہے
صفِ مژگاہ کی یلغار سے ہو گیا تنخواہ دل میرا

عبث بھولا ہے یہ اُس شوخ کے ان جھوٹے دلاسوں پر
نہیں اے سوز اُن کی خو سے کیا آگاہ دل میرا

---

۱ ک، ت، م: صفِ مژگاہ کے صدقے گیا ہوا تنخواہ دل میرا
ش، ن، ل: قیامت اب کے لاوے گا کروں کیا آہ "
۲ ل: تو

۲ ا — شاہ

۳ ش س — ان سے

م — اس سے سوا اَجر

۵ ن — کبھی

۶ ش س — سوہان روح ، زنگیں مُندری

۷ ن — جھانکے

ع — " ترکِ چشم اب تک تو جانی جان باقی ہے

۸ ل — کا دیا رے

ع — کی پہلے

۹ م — عجب بھولا ہے یہ

ع — " " پھیرے ہے

۱۰ ش س ل — اے سوز اس کی خو سے کچھو آگاہ

ع، ن — اب " ان " کیا "

ک ف — اس کی خوشی سے سوز کچھو آگاہ

م — " " [بے سوز] " "

جب ہوئے نصیبہ رام میرا — تب پورا ہووے کام میرا

اللہ اللہ ہے[1] روز و شب کو — ہر ئے ذکر مدام میرا

اے پیکِ صبا تجھے قسم ہے — کہیو اُس سے پیام میرا

مکھڑا اپنا دکھا دے پیارے — ہے ورد یہ صبح و شام میرا

اک بار تو منہ سے کہہ سجن میں
ہاں سوز بھی ہے[2] غلام میرا

---

[1] ا ہی

[2] ا [ہے] سوز بدل غلام میرا

تجھ پہ قربان مری جان دل و دین[1] میرا
ایک باری تو سن افسانۂ رنگین میرا
بوئے گل شاخ ہرا میں سے بھی[2] لیتا ہے چمن
کس قدر شوخ ہے[3] اللہ یہ گل چین میرا
کوہ کو سر کشی کوہ میں گرد[4] ہے پا مال
ابھی آ جاوے[5] اگر صاحب تمکین میرا
سامنے کا نہیں میں پند ترے[6] سنتا ہے
ناصحا چھوڑ دے بس اب سر بالین میرا
دیکھتا ہی نہیں آئے[7] اُن وہ مجھ کو ہیہات
کیا کروں سوز کہ وہ شوخ ہے خود بین[8] میرا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ / ۸۴-۱۷۸۳ء

[1] ل	دل و جاں
[2] ع	پہ لیتا ہے نزد
ک ش م	لیتے ہیں چمن
ل	لیتا ہے چمن
[3] ع	ڈھیٹ
[4] ک ن ا ل	گردوں
[5] ن ل	آجا سے
[6] ل	میں نہیں پند ترے
ن ا	تری
[7] م	یک
ع	جز صورت آئینہ وہ شوخ
[8] ع	سوز کیا کیجئے

نہ اُلفت ہے نہ شفقت ہے یہی ہر دم کا نکتوڑا[۱]
پھر اس پر یہ حکومت ہے[۲] اسے کہتے ہیں کیا روڑا[۳]

ہزاروں[۴] دست بستہ رُو برُو حاضر ہیں بن باندے
نہ رسّی ہے نہ ہے زنجیر ہاں گردن کا ہے ڈورا

خدا کے واسطے جوڑے میں اپنے باندھ رکھو اس کو
اُٹھا سکتا نہیں یہ دل[۵] تری زلفوں کا جھلجھورا

لیا ہے چنچل گندم رنگ نے دل کو سرے یا رو
نہ ہے وہ سبز رنگ اتنا نہ کچھ اتنا ہے وہ گورا

ذرا توڑا پلا دُنیا میں اس پر پھول بیٹھے بس
یہ فرج دہر ہے آسے سوز یہ مُورا[۶] نہ یہ توڑا

۱۔ ل — نہ شفقت ہے نہ سر ہر دم کا نکتوڑا
۲۔ ش، ک، ل — کہ جس پر
۳۔ ش، و، ل — زورا
۴۔ ک — ہزاراں
۵۔ ع — اس کو باندھ جلدی سے
۶۔ ک — دل تیری یہ
ش — ہے دل
۷۔ ن، ل — مرڑا نہ یہ توڑا
۸۔ ک — توڑا

تیرے ہاتھوں[1] سے جلا[2] او میرزا — تیرے غم[3] مجھ کو ہوا او میرزا

اس قدر بے رحمی[4] تجھ سے شخص سے — آ خدا سے[5] ڈر ذرا او میرزا

جان کر ناچیز تو جاتا ہے بھاگ — ہے[6] ہے میری یہ سزا او میرزا

ایک[7] دل رکھتا تھا میں اپنی بساط[8] — سو[9] اسے تو لے گیا او میرزا

اب کوئی[10] میرا نہیں ہمدرد یاں — کیا کروں تو ہی بتا او میرزا

سر[11] سے صدقے کر کے اپنے پھینک دے — میں ترے صدقے[12] ہوا او میرزا

میں کہاں اور[13] تیرا بوسہ واہ وا — مجھ کو تہمت[14] مت لگا او میرزا

سوز حاضر[15] ہے قسم دو اس کو تم — میں نے کب بوسہ لیا او میرزا

کر چکے بدنام[16] مجھ کو اب تو وہ — یوں ہی مر[17] جاؤں میں کیا او میرزا

تیری محفل[18] میں گیا کس روز مسیح

کان کب[19] تیرے لگا او میرزا

---

1. ل ع — میں
2. آ (بحوالہ ع) اس غزل کی ردیف "او بے وفا"
3. ع — واہ واہی واہ وا او بے وفا
4. ل — پیارے تجھ سے حیف
   ع — تجھ سے
5. ع — آ خدا سے ڈر کے آ او بے وفا
   آ میں اس غزل کے حاشیے میں نسخہ ع کے کسی مصحح کی بعض ترامیم بھی درج ہیں جن کے مطابق یہاں ترمیم: ذرا
6. ل — ہے یہی
7. ل — ایک دن (تک)
8. ل — اپنے ساتھ
9. ل — تو نے کیا (تک)
10. ل — ہمدرد میرا یا نہیں
    ع — ہمدرد یاں میرا نہیں
11. ن — اپنے پر سے کر کے صدقے
12. ن — قرباں
    ع: ترمیم — صدقے ہوا
13. ع — بوسہ تیرا واہ وا
    ترمیم: — واہ جی
    ل — تیرا بوسہ اور تو
14. ل ع — مت تہمت
15. ع — اس سے پوچھ لو
16. ع — اب چھوڑوں گا مسیح
    ترمیم: — چھوڑوں ہو کوئی
17. ع — پھر
18. ل — تک تو مجھ کو بار نہیں
19. ن — تیرے کب لگا

دیکھ لی تیری بھی چاہ او میرزا واہ وا ہے واہ وا[1] او میرزا

گو نہیں وہ چاہ تیرے دل میں اب رسم ظاہر تو نباہ او میرزا

کون ہے[2] جو گھورتا ہے وہ کھڑا او میاں او بادشاہ او میرزا

قتل مت کر[3] قتل مت کر ہاتھ رکھ بے گنہ ہوں[4] بے گناہ او میرزا

دیکھ پچھتاوے گا بعد از مرگ[5] ہاں لے موا میں للہ اللہ او میرزا

کیا اٹھا دے تو ہی ٹک انصاف کر کوہ غم کو برگ کاہ او میرزا

سوز چلتا ہے چلا دنیا سے آہ
کیا کہوں میں تجھ سے آہ او میرزا

---

۱ ا واہ واہ واہ واہ

جس واہ وا ہے واہ واہ

۲ ل، ا، ک، ش، س سوز ہے

۳ و تک ایک ہاتھ کو رکھ (زائد)

۴ و بے گناہ بے گناہ او میرزا ،

۵ ل قتل

جو دل کہ تھا الٰہی اُس دل رُبا کے گھر سا
خالی پڑا ہے اب یُوں اُجڑا ہُوا نگر سا

سا توں فلک کے دل میں سوراخ دیکھ لیجو
نکلی اگر جگر سے یہ آہ غُرغُشِں فرسا

شاید کہ اپنے گھر کی دی اُس نے خاک رُولی
خورشید کی کُلہ پر کچھ تو دھرا ہے پَرسا

ترسا نے ترس کھایا احوال سُن کے میرا
بے ترس ڈر خدا سے اِتنا نہ مجھ ترسا[۲]

دل پھیر تو دیا پر میرا نہ تھا بدل کر
ہاتھوں میں کر گیا کچھ[۳] وہ دل ربا نہر سا[۴]

دیدہ دلیر مت ہو آئے مہر شب کو تیرا[۵]
بازار سرد ہو گا نکلا جو وہ قمر سا

خط کی نہیں سیاہی خطرا ہے دل میں میرے
یارب دروغ ہووے ہے آہ[۶] سے اثر سا

کس نے دکھائے دنداں نادیدہ انکھڑیوں کو
جو اشک ان سے ٹپکا آیا نظر گہر سا

جاتا ہے سوز جس دن کھاتا ہے ہم دموں سے[۸]
آنے نہ دیجیو اس کو لگتا ہے بد نظر سا

اختلافات ←

---

۱ ش — جگہ

۲ ل — مجھے نہ

۳ ک ع ن — وہ کچھ

۴ ع — میرزا

۵ ل — بے مہر

۶ ش ک ن ل — سے

۷ ع — دیکھے ہیں کس نے دنداں نا دیدہ انگلیوں نے

۸ ش ح ع ل — ہم نشین

آہ و نالہ ہے مرا سینۂ سوزاں میں پھنسا[1]
ایک نظارہ جدا دیدۂ حیراں میں پھنسا

ایک تو تھا دلِ غم دیدہ اسیرِ سرِ زلف
پاؤں زنجیر میں اور ہاتھ گریباں[2] میں پھنسا

اشک بہنے سے تو رکے اب تو خدا ہی[3] حافظ
پھر کوئی لختِ جگر آ خسِ مژگاں میں پھنسا

جس طرح شہد میں پھنستی ہے مگس یا بر عکس[4]
دل شوریدہ[5] مرا لب کے نمکداں میں پھنسا

تہمتِ ہستیِ موہوم[6] نہ رکھو[7] مجھ پر شیخ
میں تو مرنے کے لیے جسم کے زنداں میں پھنسا

یوسفِ مصر اگر چاہ میں زنداں کے رہا
یوسفِ دل بھی مرا چاہِ زنخداں میں پھنسا

کعبہ و دیر کے ڈھونڈے سے بھلا کیا حاصل
سوز پھر دے[8] گا کہیں محفلِ رنداں میں پھنسا

---

۱ ش: آہ یہ نالہ ترا
ن ل ع: آہ و نالہ تو مرا
م: آہ و نالہ یہ مرا
۲ ل: گریاں
۳ ن: ہے
۴ ک: بالعکس
۵ ک ع م: سوزندہ
۶ ع: بیہودہ نہ رکھو
۷ ک ن ل: کر
۸ ش ن ل: پھرے

سب ہے اور ہی تجلّی مخمور کا تماشا
موسیٰ نہ جانیو یہ ہے طور کا تماشا

مکھڑے سے گر اٹھا دے اپنے نقاب دلبر
واعظ تو بھول جاوے پھر حور کا تماشا

ہر پارۂ جگر کیا مژگاں پہ چڑھ رہا ہے
ٹک آ کے دیکھو اپنے منصور کا تماشا

اک ہاتھ اور جڑ دو تا ہووے شغل آساں
کیا دیکھتے ہو اپنے رنجور کا تماشا

یارو یہ زخم کاری ہے سوز کے جگر پر
بہنے دو دیکھیو پھر ناسور کا تماشا

جس نے آدم کے تئیں دم بخشا
اُس نے مجھ کو دلِ پُرغم بخشا

چشمِ معشوق کو دی عیّاری
ہم کو حیرت ہی کا عالم[۱] بخشا

راستی دی قدِ دلدار کو اور
تیغ[۲] ابرو کو خشم[۳] و چم بخشا

گُل کو خنداں کیا تو[۴] بلبل کو
گریۂ زارِ پیہم بخشا

ساغرِ عیش دیا[۵] اوروں کو
سوز کو دیدۂ پُرنم بخشا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء

۱؎ ک: الم

۲؎ ل: تیغ و ابرو

۳؎ ک، ل: خم و چشم (کذا)

ش: چم و خم

۴؎ ک، ل، ش، م: پھر

ع: اور

۵؎ ع: بلایا سب کو

جس نے ہر ذرّہ کو درخشاں بخشا　　مجھ سے کافر کو بھی ایماں بخشا

آسرا دل کو بہت تھا مطلوب　　سایۂ[1] زلف پریشاں بخشا

عشق کو خلق میں دی رسوائی　　حسن کو غمزۂ پنہاں بخشا

بے نیازی تو فلک[2] کی دیکھو　　گل کو بھی[3] چاک گریباں بخشا

چشم معشوق کو دی عیاری
سوز کو دیدۂ[4] گریاں بخشا

۱۔ ن، ا، ک　　سایہ

۲۔ ش، د، ک، ل　　میاں

۳۔ ک　　کرے

۴۔ ل　　گریہ

آ گلے مل میرے لگ جا بے وفا
بے وفا یا بے وفا یا بے وفا

یا تو تو مجھ بن کبھی رہتا نہ تھا
یا مجھے[1] ایسا بھلایا بے وفا

راست کہتا ہوں کہ مجھ بازوں نے ہاں[2]
تجھ کو اب بانکا بنایا بے وفا

حیف تجھ کو شرم کچھ آئی نہ حیف
جو پھرا مجھ سے[3] پھرایا بے وفا

آگ میرے تن بدن میں لگ[4] گئی
آہ یہ کس نے لگایا بے وفا

دل سے زیادہ کس کا شکوہ کیجئے
ہو گیا اپنا پرایا بے وفا

خاک جیا نے گا[5] نہ پاوے گا کبھی
سوز کو تو نے[6] تنوایا بے وفا

---

[1] ع دل سے

[2] ن ہائے

[3] ع سب سے

[4] ع چینک

[5] ن تو پانے کا نہیں

[6] ع نہ پایا

اس قدر بیچی نگاہ او بے وفا   کیا کیا میں نے گناہ او بے وفا

سب سے ملتے دوستوں سے روٹھے   واہ وا ہے واہ وا او بے وفا

کہتے ہو سر کاٹ لوں گا سوز کا   کاٹیے[1] ہے خوامخواہ او بے وفا

یہ تو اس کی آرزو ہے روز و شب   تر سے نکلے نہ آہ او بے وفا

پھر تامل کیا ہے جلدی کیجیے   دیکھتا ہے کس کی راہ او بے وفا

سوز تو راضی ہے اپنے قتل پر
پر تو ثابت کر گناہ او بے وفا

۱؎ ع   کاٹتے ہیں

کہوں حال گر عشق محنت فزا کا | جگر آب ہو جائے اہلِ وفا کا
پڑا ہوں[1] میں کوچے میں رہنے دے مجھ کو | الٰہی ادھر منہ نہ ہوئے[2] صبا کا
گلوں کے[3] جگر دیکھتا ہوں میں ٹکڑے | کھلا ہے جگر بند تیری[4] قبا کا
مرے دل نے کیا جانیے کس کو دیکھا | دِوانا ہوا ہے یہ کس کی ادا کا
نہ کر قتل شمشیر سے مجھ کو ظالم | مرا دل ہے مشتاق تیرِ[5] بلا کا
شفق اس طرح آسماں پر نہ پھولے[6] | جو دیکھے کبھی رنگ تیری[7] حنا کا

مرے دل ہی نے جور مجھ پر کیا ہے
گلہ کیا ہے اے سوز اُس بے وفا کا

---

[1] ع — پڑا رہنے دے اس کے کوچے میں مجھ کو
[2] ا — ہووے
[3] ن، ک — کا
[4] ع — اس کی
[5] ش، ل — تیری ادا
[6] ل، ش، ک، ر — کھیلے
[7] ا — قبا

نے[1] معتقدِ حرم کا نہ تابع کنشت کا[2]
بندہ ہے شیخ مکر کی اپنے سرشت کا

اس دل میں کائنات خدا کی ہے مختفی
دوزخ بھی ہے یہی، یہی گھر ہے بہشت کا

بنیاد دل کی نورِ الٰہی سے ہے بنی[3]
کعبہ اگر بنا تو بنا سنگ و خشت کا

اے انکھڑیو نہ گریہ کرو پھوٹ پھوٹ کر
پیٹا نہیں کسی نے[4] لکھا سرنوشت کا

[5] اے سوز خد نہیں ہے تو گھبرا نہ اس قدر
شاید پڑا ہے زلف کے اعمالِ زشت کا

---

[1] ن — نہ

[2] ح، ک، اول — عذر

ن — مکر کی اپنی

[3] ک، ش — بسی

ل — کسی

[4] ک — کا

ل — کسی سے بھی (ندا)

[5] ش، ک، اول — پیارے یہ خد نہیں ہے تو

جب خیال آتا ہے اس دل میں ترے اطوار کا
سر نظر آتا نہیں دھڑ پر مجھے دو چار کا
دیکھتا ہوں یار میں[1] جس گھر میں تجھ کو جلوہ گر
مہر کو واں حکم ہے خارِ سرِ دیوار کا
عاشقوں کو شیخ دین و کفر سے کیا کام ہے
دل نہیں وابستہ اپنا سُبحہ و زنّار کا
ٹک دکھا دے اپنا ساقی چشم میگوں تو اسے
محتسب ہو جاتے بندہ خانۂ خمّار کا
بسکہ پونچھوں[2] ہوں میں اپنی چشم خوں آلودہ[3] کو
جامے کا ہر[4] ایک تختہ سیر ہے گلزار کا
آ خدا کے واسطے اس بانکپن سے درگزر
سوز کل میں[5] یوں کہا دامان گہہ[6] کر یار کا
تند ہو بولا وہ بانکا ۔ چھوڑ دامن کو مرے
راستے ہوتے ہیں کہیں دیکھا ہے خم تلوار کا

---

[1] ل جس گھر میں تجھے میں جلوہ گر
[2] ا پوچھوں
[3] ا خوں آلود
[4] ل ایک (ہر) ایک
[5] ن کل تو میں نے یوں کہا...
[6] "پکڑ کر" ہو سکتا تھا لیکن کسی نسخے میں یہ متن نہیں ملا۔

قاضی ہزار طرح کے جھگڑے[۱] میں آ سکا
لیکن نہ حسن و عشق کا قضیہ[۲] چکا سکا

قاصد سپرد طفلِ اشک گئے[۳] بار ہا وے
دل کی خبر کوئی نہ ترے[۴] کو سے لا سکا

کیا فائدہ ہے رونے[۵] سے اے چشم زار بس
کب اشک دل کی آگ لگی کو بجھا سکا

رستم نے گو پہاڑ اٹھایا[۶] تو کیا ہوا ؟
اس کو سرا ہے جو ترا[۷] ناز اٹھا سکا

اے سوز عزم گرچہ تامل نہ کر عبث
تو ایک بھی[۸] بتا کہ وہاں جا کے آ سکا

---

* زمانۂ تخلیق : قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء

۱۔ نسخۂ اول — قصوں
ک — جھگڑوں
۲۔ نسخۂ ک ۔ اول — جھگڑا
۳۔ ع — مرے بارہا گئے
۴۔ ک — مرے
ن — تری
۵۔ ن — روئے
۶۔ ک ۔ م — اکھاڑا
۷۔ ک — یار
ل — ناز
۸۔ م — ہی
ع — تو دکھا

ستمِ گردوں سے کسی کا بھی زور چل نہ سکا
پھنسا جو دام میں اِن کے تو پھر نکل نہ سکا
جہاں کہ بنتے تھے[1] دل ہم کو دل ملا سو ملول[2]
وسیلے ادب سے کبھی دل سے میں بدل نہ سکا
ملا جو نشوونما جس کو اِس جہاں میں ہائے[3]
یہ[4] بحرِ عشق میں ڈوبا کہ پھر اُچھل نہ سکا[5]
میں دیکھ دیکھ اُسے اِس قدر ہوا حیران
کہ مارے حیف کے دستِ فسوس مل نہ سکا
کہوں میں سوز کا کیا تجھ سے حال[6] اے ہمدم
لگا جو تیر اُسے جا سے اپنی ہل نہ سکا

---

[1] ن، ک، ؤ، ش: تو
[2] ک، ؤ، د: میں دل ہم کو یہ ملا سو ملول
[3] ل: آہ
[4] ل: کر
[5] ن: تو
[6] د: کیا حال تجھ سے

فکر[1] ہے ناصح بڑا تجھ کو گریباں چاک کا
زخم کیوں سیتا نہیں غافل دلِ غمناک کا

رات کو امید کچھ ہے دن کو ہو جاتا ہے کچھ
کیا کروں شکوہ الٰہی گردشِ افلاک کا

اک[2] نگاہِ غمزہ سے کرتا ہے ظالم قتلِ عام
ہاتھ کیسا صاف چلتا ہے مرے سفّاک کا

خاک میں مجھ کو ملانے کو جو پھرتا تھا مدام
اب تو جھمکا اُن کو دیکھے وہ مری خاک کا

عاشقی میں سر کٹانا سوز ہی کا کام تھا
سر بڑا ہے وہ جو ہووے زیبِ اس فتراک کا

۱۔ ن فکر تجھ کو ہے بڑا ناصح
۲۔ ع یک

سنا کسی نے کبھی منہ سے کچھ گلہ دل کا
ہزار داغ سہے بل بے حوصلہ دل کا

نہ ہووے کیوں یہ پریشاں کہ بس نہیں چلتا
ملا ہے[1] زلف سے جاکر یہ سلسلہ دل کا

اکیلے چلنے میں خطرات ہیں ہزاروں ہی
چلے ہیں لختِ جگر بن کے قافلہ دل کا

شفق تجھے یہ خدا نے[2] لہو میں نہلایا
یہ کیا کروں کہ نہ پھوٹا ایک[3] آبلہ دل کا

صبا نے منہ نہ کیا اس طرف کہوں کس سے
بہار بھی تو گئی[4] غنچہ تک کھلا دل کا

بھلا قسم ہے تجھے سوز اپنی سچ کہیو
تمام عمر کوئی آشنا ملا دل کا

---

[1] ع ہیں
[2] ع نیں
[3] ع یہ
[4] ن کٹی

*دل گشتہ ہُوا ہے [اس صنم کا] — کچھ بھید کھلا اِسے عدم کا

میاں تیغ لگاتی ہے تو جُز دے — ہے کس کو بھروسا ایک دم کا

قہر درویش و جانِ درویش — شکوہ کیا ہے ترے ستم کا

کیا اچھی طرح سے تجھ کو بوجھا — بندہ ہوں میاں ترے کرم کا

بجواتے ہے سوز کوس شہرت

واقف تو ہوا ہے زیر و بم کا

---

* ن میں یہ غزل بھی دوبار درج ہے پہلے شمار ۱۷۴ تحت صفحہ ۵۳ پر اور پھر شمار ۲۲۰ کے تحت صفحہ ۶۷ پر۔ پہلا اندراج چوتھے شعر سے محروم ہے جبکہ دوسرا اندراج، مطلع کے استثنا کے ساتھ، ہمارے اختیار کردہ متن کے مطابق ہے

پہلے اندراج کا مطلع یہ ہے

ہرگز نہیں معتقد حرم کا — بندہ ہوں میں دل سے اس صنم کا

دوسرے اندراج کا مطلع یوں ہے

دل گشتہ ہوا تو ہے رقم کا — کچھ بھید کھلا اسے عدم کا

یہ غزل آ میں بھی ہے جہاں اس (دوسرے) مطلع میں "دل گشتہ ہوا ہے" کے بعد کا حصہ ناخواندا ظاہر کیا گیا ہے۔ ہمارا قیاس ہے کہ یہاں "تو ہے رقم کا" کی جگہ "اس صنم کا" ہوگا۔ ۱۲ واللہ اعلم

کیا دید کروں میں اس جہاں کا
وابستہ ہوں چشم خوں فشاں[۱] کا

ہرگز نہ ہلا تیری گلی سے
ممنون ہوں چشم[۲] ناتواں کا

تماشا ہی نہیں یہ[۳] دل کو اپنے
مذکور فلاں و بہماں کا

میاں رات کسی طرح سے[۴] کٹ جاسے
تجھ[۵] ذکر کرو نہ اس جواں کا

اک[۶] روز کہا یہ میں نے اس سے
اک بوسہ تو دے[۷] مجھے دہاں کا

تلوار اٹھا کے کہنے لاگا
ایسا تو یار ہے کہاں کا

کیوں آہ جتا[۸] دیا یہ تو نے
اتنا بھی[۹] نہ تو نے عیب ڈھانکا

اے دل[۱۰] آگے[۱۱] سنبھل کے جانا
بیٹھا ہے لگائے گھات ناکا

کس ڈھب سے ہے سوز کو اٹھایا
یہ ڈھب ہے دیکھو میہماں کا

---

[۱] ش ت ع ل — خوں چکاں
[۲] ل — چشم
[۳] ع — یہ دل کو واللہ
[۴] ا — تو
[۵] ع — مذکور کرو نہ اس جواں کا
[۶] ش ل — یک
ع — کل صاف کہا ہے میں نے اس سے
[۷] ا — ہی
ن ک — دے تو
[۸] ل — جتا دیا نہ
ش — چھپا دیا نہ
[۹] ل — عیب نہ تو نے
[۱۰] ش ت ا ل — او سوز
[۱۱] ل — سنبھل کے آگے

جز شکر قلم صفحہ[1] پہ خلاقِ جہاں کا

چاہے جو کرے وصف تو[2] منہ کیا ہے زباں کا

پہنچے ہے خیال اس کے کوئی وصف تک اپنا[3]

واں دخل فرشتے کے نہیں وہم و گماں کا

اک[4] نسخہ نویس اس کے مطلب[5] کا ہے مسیحا

ہے علم مداوی کے اسے سود و زیاں کا

اے[6] شخص کسی کا دہن ایسا ہے کہ جس سے

چھٹ اس کے ادا شکر ہو بخشندۂ جاں کا

ہر مو بہ[7] تنِ خلقتِ خاکی جو[8] زباں ہو

مقدور کسے ہے ترے احسان کے بیاں کا

اے سوز وہ بے مہر کو کچھ مہر نہ آیا

کرتا ہے نظارہ جو مرے روح و رواں کا

---

[1] ن، ب، ی، ح، خ: صفحے
ل: صفحہ پر

[2] ح، خ: کیا منہ ہے زباں کا

[3] ک: کو

[4] ب، ی، ل: یک

[5] ل: ہے مطلب کی مسیحا (کذا)
ن: مطلب کا ہے مسیحا (کذا)

[6] ا: ہر

[7] ب، د، ک، ل، ش: پہ

[8] ل: پہ

دلا عزم تو نے کیا ہے کہاں کا
کھڑا ہے لیے پیچھے آج بانکا

کہاں چاند سامنے، کہاں کا یہ سورج
بڑا فرق ہے [1] میاں زمیں آسماں کا

گئی عرش تک آہ [3] اُسکے بتا دے
یہ دل سیر کرتا ہے [2] آس لامکاں کا

میں پنجے سے پنجہ بلاؤں [4] ہوں نادان
تجھے ہاتھ ہے توڑ نا ناتواں کا

زبان کاٹ لوں تیری اور بھون کھاؤں
مزا چکھوں اے سوز تیری زباں کا

---

[1] ع ہاں

[2] ع آگے

[3] ن میاں

[4] ع دوانے

گل میں نہیں غلام تبسم کی آن کا
غنچہ بھی زر خرید ہے تیرے دہان کا

باندھو گے تیغ کیونکہ میاں قتل پر مرے
یاں تو کمر کے نام نہیں ہے نشان کا

معلوم اپنے دل کے شگوفوں سے یوں[1] ہوا
ناداں جو ہووے دوست وہ دشمن ہے جان کا

زاہد جو کھینچ کے چلے ہوا ہے خم
بہتر ہے ایسے چلوں سے چلہ کمان کا

شمشیر سے[2] زیادہ ہے کہنا کسی کو سخت
مرہم پذیر زخم نہیں ہے زبان کا

ہر مو زبان ہو تن پہ تو دل کا کہوں میں حال
مقدور ایک[3] زبان کو نہیں ہے بیان کا

سینے میں دل کہاں ہے غم رفتگاں سے سوز
اخگر سا[4] رہ گیا ہے نشان کارواں کا

---

[1] ن : یہ

[2] ش : شمشیر سے بھی

[3] ش، ل : یک
ن : ٹک

[4] ش، ع، ل : یہ
ت، م : آخر یہ

کریں شمار ہم دل کے یار[1] داغوں کا
تو آ کر سیر[2] کریں آج اپنے باغوں کا

ہمارے خانۂ دل کو ہے روشنی سے کیا
سوائے داغ نہیں دخل یاں چراغوں کا

ابھی تو بزم[3] میں آئے ہیں تیری اے ساقی
کوئی دنوں تو مزا لینے دے ایاغوں کا

گیا میں گھر سے ترے اور آ[4] بسے ہیں رقیب
مکانِ مرغِ چمن آشیاں ہے زاغوں کا

سنے ہے سوز سے ملنے کا قصد مت کرنا[5]
اٹھا سکے گا تو کب ناز بے دماغوں کا

---

[1] ل یار جانی
[2] م تو آ تو
[3] ع، ک تو آج سیر کریں
[3] ع بزم سے اٹھتے نہیں ہیں (دکذا)
[4] ش آ گئے
[5] ن۔ ا، ک یار

الٰہی محبت کو لگ جاے لوکا
کہ اٹھتا ہے ہر دم جگر سے بھبوکا

فریبِ محبت نے مجھ کو پھنسایا
میں بھولا میں بھالا میں چرکا میں چرکا

کہوں کیا میں احوال دل کا یارو
کوئی ہو تو بتلادوں میں اس کی کُو کا

جہاں روز پریوں کا رہتا اکھاڑا
وہاں اب پڑا ہے گا میدان ہُو کا

جو فرزند دلبند ہو تو ہی اس سے
الٰہی نہ دلبند ہووے[1] کسو کا

جسے یوسفِ مصر کہتا ہے عالم
وہ نقشہ تھا پہلا مرے ماہرو کا

نہیں سیر ہونے کا الفت سے تیری
کہ روزِ ازل سے ہوں الفت کا بھوکا

نہیں دل مرے پاس کیا ڈھونڈتا ہے
تجھے زور لپکا پڑا جستجو کا

زباں بند[2] کر اتنی بک بک زبوں ہے
یہ چرچا پڑے گا تری گفتگو کا

کہاں تک کوئی خونِ دل پیوے[3] یارب
دمِ واپسیں سوز نے لوہو تھوکا

زمانۂ تخلیق: بعد از: ۱۲۰۴ھ / ۹۰-۱۷۸۹ء

۱۔ ن: ہو سے کسی کا

۲۔ ع: ٹھہر کر

۳۔ ع: اپنا

خدا حافظ اے دل ترے بیارے جی کا
کہ تجھ کو مزا اب[1] پڑا عاشقی کا

ذرا[2] بھوں ہلا نے ہیں عاشق کو مارا
کسی نے یہ غمزہ بھی دیکھا کسی کا

اجل اس کا آ کر گلا گھونٹتی ہے
جو[3] عزم کرتا ہے تیری[4] گلی کا

بظاہر بتوں کی ہے شیریں زبانی
مزا اُن کی الفت کا دیکھا جو پھیکا

جو دل نذر لے جاؤں ٹھوکر سے مارے
مرا دل ہے قرباں اس بے دلی کا

کیا[5] سوز کو قتل جو ہنستے ہنستے
میں قرباں ہوا جان ایسی ہنسی کا

---

[1] ع — ہے
[2] ن — ذرا بھوں ہلا ئی کہ عاشق کو مارا
[3] ع۔ ن — جو کوئی عزم ... (کذا)
[4] ع — اس کی
[5] ع — کیا ہنستے ہی ہنستے کیا سوز کو قتل

*

خطرہ نہیں ہے مجھ کو اے عشق اپنے جی کا
تونے خطاب بخشا جب سے بہادری کا

ہر صبح منہ چڑھے ہے اس تند خو کے اٹھ کر
کیا آپ[1] کلیجہ دیکھو ہے آرسی کا

کہتا نہ تھا میں اے[2] دل اس کام سے تو باز آ
دیکھا مزا نہ تو نے نادان عاشقی کا

عارض کو تیرے پہنچے کب اس کی ڈہڈہاہٹ
پیارے ہزار ہو تو ہے گل کا رنگ پھیکا

رستم تراج تر ہے میدان کا[3] سخن کے
اے سوز کس کو دعویٰ ہے تجھ سے[4] ہمسری کا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴ ــ ۱۷۸۳ء

۱۔ ل — آرسی

۲۔ ن، ک، ش، م — اے یار

۳۔ ل — کے سخن کا

ک — میدان میں کے

۴۔ ک — ہے تیری ہم سری کا

جھوٹ باعث ہے بے قراری کا — دکھ نہیں مجھ کو انتظاری کا

غیر یعقوب اور کیا جانے — حال عاشق کی چشم جاری کا

کیوں نہ مژگاں پہ طفلِ اشک اڑیں — شوق[1] ان کو ہے نئے سواری کا

گھوٹے[2] ہے سر کو پاؤں گاڑ کے شمع — بسکہ دعویٰ ہے تاج داری کا

کاش دامن تلک ہی[3] پہنچے ہاتھ — کس کو دعویٰ ہے ہم کناری کا

کہہ رہا ہوں کہ باز آ اے دل — اب تو پایا مزہ نہ یاری کا

اب نہیں جا ہے دوخت سینۂ[4] سوز
توڑ ٹانکا نہ زخم کاری کا

۱۔ ک — ہے ان کو

۲۔ ن — گھوٹی

۳۔ ن۔ش۔ک۔ل — بھی

۴۔ ع — سینے پہ سوز

*

اگر میں جانتا ہے عشق[۱] میں دھڑکا جدائی کا
تو جیتے[۲] جی نہ لیتا نام ہرگز آشنائی کا

جو عاشق صاف[۳] ہیں دل سے انہیں کو قتل کرتے ہیں
بڑا چرچا ہے معشوقوں[۴] میں عاشق آزمائی کا

کروں اک پل میں برہم کارخانے کو محبت کے
اگر عالم میں شہرہ دوں تمہاری بے وفائی کا

خدایا مہر جو چاہے سو کر تو[۵] اپنے بندے پر
مجھے خطرہ نہیں ہرگز برائی[۶] یا بھلائی کا

خدایا کس کے ہم بندے کہاویں سخت مشکل[۷] ہے
رکھے ہے ہر[۸] صنم اس دیر میں دعویٰ خدائی کا

خدا کی بندگی کا سوز[۸] ہے دعویٰ تو خلقت[۹] کو
ولے دیکھا جسے بندہ[۱۰] ہے اپنی خودنمائی کا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء

۱۔ ع — عاشقی میں
۲۔ ش، ع، ل — جیتے تک
۳۔ ع — صاف باطن ہے
۴۔ ع — محبوبوں
۵۔ ع — جو چاہو سو کر لو
کتب م — جو چاہے سو کر لے اپنے بندوں پر
ش، ک — اپنے بندے پر ؛ بندہ
ل
۶۔ ک، ن — بھلائی یا برائی
۷۔ ش، ک، م — دہر
ع — دور
۸۔ ع — ہر بندے کو دعویٰ ہے
۹۔ ک — میں
۱۰۔ ع — دعویٰ

قدرداں بن ہے بہت حال بُرا شیشے کا
ساقیا پہنچ کہ دل آب ہوا شیشے کا

ڈھانپتا[1] کیوں ہے ؟ عبث میکدۂ مستاں کو
محتسب تجھ کو مگر ڈیو[2] لگا شیشے کا

شیشہ ٹوٹا تو لیا دل کو دیت ساقی نے
مجھ سوا کس نے دیا خون بہا شیشے کا

آہ[3] کیا جانیے کس کس کے یہ منہ لگتا ہے
آپنے منہ سے تو کبھو[4] منہ نہ لگا شیشے کا

ہم سری گردن محبوب[5] سے رکھتا ہے وہ
سوز اس واسطے گھونٹے ہے گلا شیشے کا

---

1. ش — بھانپتا
ک ع — وہاں بنا دلِدار
2. ل ک ع — ڈیٹ
3. ش ن ک س ل ن د — یار
4. ل — کبھی
5. ل — مجنوں

لگے ہے جام جو منہ دل ہے آب شیشے کا
لبوں سے اس کو لگا لے شراب[1] شیشے کا

کیا میں[2] کام نہ کرنے کا راست ساقی سے
خدا کرے کہ ہو خانہ خراب شیشے کا

عوض ہے دل شکنی کا بہت محال اے یار
جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا

یہ گفتگو تو نہیں خوب بزم میں ساقی
دہن تو باندھ لے ظالم شتاب شیشے کا

بھرا ہے غم سے مرا آب آب دل اے سوز
کبھو جو[3] بزم میں ٹوٹا حباب شیشے کا

---

[1] ک ت — صواب
[2] ن — ہے
[3] ک ت — تو

ہُوا ہے یار کو یہ اشتیاق آئینے کا
ز شام تا بہ سحر ہے فراق آئینے کا

ہُوا ہوں اس قدر اپنی[۱] میں شکل سے بیزار
کہ دیکھنا مجھے ہوتا ہے شاق آئینے کا

تمھارے چہرے کو دیکھا ہے جب سے قرباں نے
کیا ہے دید مقرر طلاق آئینے کا

رہا[۲] ہے خانۂ چشم اپنے کی یہ شکل اُس[۳] بن
کہ جیسے آب[۴] سے پُر ہے رواق آئینے کا

سوائے یار کی صورت نظر نہ آیا کچھ
ہمیں جو دید ہوا اتفاق آئینے کا

دو چار ہوتے ہی کچھ کر دیا اسے مغرور
مرے تو دل پہ ہے یہ روشن نفاق آئینے کا

زیادہ اس سے نہیں کوئی عیب گو اے سوز
سمجھ میں اپنی جو آیا مذاق آئینے کا

---

[۱] ک: اپنا کر
ش: اپنی کر ... کی شکل سے
د
[۲] د: رہی ہے خانۂ شکل یہ چشم اپنی کی اس بن
[۳] ن: اس سے
[۴] ک: جب سے
[۵] ا: تو

نہیں پیکاں[1] یہ جوہر نامہ[2] اُن نے تیر پر لکھا
اشارا قتل کا مجھ کو یہ کس تقصیر پر لکھا؟

ہوئی تبدیل ہیئت یاں تلک غم سے جدائی کے[3]
کہ میرا نام مانی نے مری تصویر پر لکھا

کہیں ہیں زلف کو سب دیکھ[4] اُس رُو کے مخطّط پر
یہ لام افزود کیوں قرآں کی تفسیر[5] پر لکھا

مجھے کس طرح جی[6] روزِ ازل کاتب نے قدرت کے
تمہارا خون قاتل کے دمِ شمشیر پر لکھا

نہیں چینِ جبیں اے یار[7] اُس محرابِ ابرو پر
کتابہ[8] زور اُس مسجد کی یہ تعمیر پر لکھا

جگہ دی نالۂ دل کو تری زلفِ چلیپا میں
یہ مصرع کر کے موزوں ہم نے اُس زنجیر[9] پر لکھا

خدا جانے کہ اے سوز اُس کو پڑھ کر کیا وہ سمجھے گا
ہمیں تھا خط کا لکھنا دور از تدبیر پر لکھا

---

۱ ل پیکاں پر
۲ ش نام
۳ ا کی
۴ ک مخطط پر کو (کذا)
۵ ل تقریر
۶ ل جی کس طرح
۷ ا ماہ
۸ ل کتابہ
ش کتابہ روز (کذا)
۹ ل، ا تحریر

* میر حسن نے اس غزل کو میر حمزہ علی رند سے منسوب کیا ہے (رک: تذکرہ شعرائے اردو ص ۷۳) لیکن یہ انتساب درست نہیں ہے؟ میر حسن کو مہربان خان رند سے غزلیاتِ سوز کے انتساب کے باعث اشتباہ ہوا ۔ ۱۲

پھر بہار آئی ہے تجھ میں اے گلستاں غم نہ کھا*

وہ چلی آتی ہے فوجِ عندلیباں غم نہ کھا

گو کہ شب آخر ہوئی[1] اے[2] شمع تو زاری نہ کر

پھر وہی محفل وہی[3] تیرا شبستاں غم نہ کھا

قیس اور فرہاد پر موقوف تھی کیا عاشقی

سیکڑوں مجنوں ہیں اے خارِ بیاباں غم نہ کھا

گو کہ ناصح نے کیا سی سی کے سارا تار تار

اب نہ سینے دوں گا اے چاکِ گریباں غم نہ کھا

صبح کو پھر تو کہاں اور یہ کہاں تماشئہ شمع

شب کی شب ہے گھر میں تیرے سوز مہماں غم نہ کھا

---

* حافظ کی غزل کا مطلع ہے

یوسف گم گشتہ باز آید بکنعان غم مخور   کلبۂ احزان شود روزی گلستان غم مخور

دیوان حافظ، محمد قزوینی و قاسم غنی تہران ۱۳۶۹ ص ۲۰۲

* رجب علی بیگ سرور نے فسانۂ عجائب میں اس غزل کے پہلے دو شعر بہ انتساب سوز نقل کیے ہیں۔ رشید حسن خاں نے اپنے مرتبہ "فسانۂ عجائب" میں تخریج اشعار کرتے ہوئے ان دو شعروں پر نوٹ دیا ہے کہ "دیوان سوز میں یہ اشعار موجود نہیں" (فسانۂ عجائب مرتبہ رشید حسن خاں لاہور ۱۹۸۹ ص ۱۵۱) جبکہ یہ پوری غزل نسخہ ل اور ن میں بتمام و کمال موجود ہے۔ ۱۲

[1] ل   اختر

[2] ن   ہے

[3] ل   وہی

نہ اپنوں نے کبھی پوچھا، نہ بیگانوں نے آ دیکھا
الٰہی اِس جہاں میں اُن کے جز رنج کیا دیکھا

یہ میری آنکھوں کی تقصیر ہے، میں دوش[1] دوں کس کو؟
جسے غم خوار سمجھا میں، اُسے اہلِ دغا دیکھا

سبھی آغاز میں مارے گئے عشّاق دنیا[2] میں
ازل سے اب تلک کس نے کسی کا انتہا دیکھا

اُٹھا لے یا الٰہی اِس جہاں سے مجھ کو اب جلدی
اب آگے[3] اِس سے کیا دیکھوں گا بس میرے خدا دیکھا

جو آیا اِس جہاں میں جب گیا شاکی گیا یا رب
کوئی مدّاح دنیا کا کسی نے بھی سنا دیکھا

کسی کو اس نے رتبہ پر[4] چڑھایا ہے تو دو دن میں
بسانِ اوجِ فوّارہ وہیں اُٹھا گرا دیکھا۔

جو اپنے دل میں سمجھے آپ کو سب سے بڑا دانا
اُسے اِس گردشِ چرخِ ستم گر سے پسا دیکھا

نہ کہتے تھے تجھے اے یار دنیا میں لگا مت دل
کسی کو غیرِ غم[5] سچ کہیو آپنا آشنا دیکھا

بھلا میاں سوز ہم سے راست بولو[6] عشقِ خوباں میں
بجز درد و الم پھر اور تم نے کیا مزا دیکھا؟

---

[1] ش، ک، ل: درست
[2] ش، ک، ل، د: سے
[3] ک، ن: اب اس سے آگے
[4] ن: زینے
[5] ک، د: غم بجز
[6] ل: کہیو

کعبہ و دیر ہم نے جا دیکھا[1] | سب جگہ دل کو آشنا دیکھا[2]
نہ ہوا شمع رو کبھو[12الف] اپنا | ہم نے سو طرح[3] دل جلا دیکھا
دل مرا لے کے رو بھو بیٹھا ہے[5][4] | کس قدر ہے یہ بے وفا[6] دیکھا
شیخ[7] کعبہ کو کیا کروں جا کر؟ | دل ہی کو خانۂ خدا دیکھا
عمر آخر ہوئی وے لے افسوس | زندگی کا نہ کچھ مزا دیکھا
بوئے[8] زلف اس کی لا کے[9] سرِ چمن | جیب کو گل کی[10] اُسے صبا دیکھا،

وا نصیبے جس کے[11] رو دے ہے اے سوز
کبھو[12] ایسا تو اس میں کیا دیکھا

---

[1] ا — سب میں
[2] ش، ا،ل — کا
کا آستاں دلا، — [12الف] ن ل — کبھی، ع ش — ک م
[3] ک، ن ع م — دل سو طرح:
[4] ل — رو بھو لے کے
[5] ع — واہ
[6] ش ن ک ،ل ،م — اس
[7] ع — شیخ جی
[8] ع — بوئے گل
[9] ن — لے کے
[10] ن — کے جا
[11] ع — تو مرے تھا
ن — روے
[12] ل — کبھو تو ایسا کرو اس میں
ش ن ک م — کبھو تو ایسا تو اس میں
ع — سچ تو کبھو
[بہ استثنائے شعر ششم طبق س]

جہاں میں آن کے اے سوز[1] تو نے کیا دیکھا
سوا فنا کے ہے کس چیز کو بقا دیکھا

وہاں سے جاگتے جیتے یہاں تلک آئے
یہاں سے جاتے ہوئے[2] دیکھا جو مُوا دیکھا

جو غم کو کھاتے ہیں ان[3] سے ہی پوچھیے لذت
وگرنہ ہم نے کبھی اس میں کچھ مزا دیکھا

اکیلے آتے اکیلے چلے خدا حافظ
بغیر درد کوئی بھی نہ آشنا دیکھا

کسی نے پوچھا نہ مجھ کو بجز خس و خاشاک
مگر مجھی[4] نے عبث سوز[5] جی جلا دیکھا

---

[1] ع جلا فنا کدے میں آ کے سوز کیا دیکھا یہ زندگانی ہی کھوئی کہ کچھ نفع دیکھا

[2] ع جو سنا سو ہوا دیکھا

[3] ع ہی سے

[4] ن مجھے نہ

[5] ع اپنا جی جلا دیکھا

چہرے پہ نہ یہ نقاب دیکھا — پردے میں تھا آفتاب دیکھا

کیونکر نہ بکوں میں ہاتھ اس کے — یوسف کی طرح سے خواب دیکھا

کچھ میں ہی نہیں ہوں، ایک عالم — اس کے لیے یاں خراب دیکھا

دل نے تو عبث لکھا تھا نامہ — جو اُن نے دیا جواب دیکھا

بے جرم و گناہ قتلِ عاشق — مذہب میں ترے صواب دیکھا

کچھ ہو تو ہو عدم میں راحت — ہستی میں تو ہم عذاب دیکھا

جس چشم نے مجھ طرف نظر کی — اُس چشم کو میں پُر آب دیکھا

سرگرداں ترے عشق میں ہے — یاں ہم نے جو شیخ و شاب دیکھا

بھولا تھا تو اس کے لطف اوپر
اے سوز اس کا عتاب دیکھا

ترا ہم نے جس کو طلبگار دیکھا
اُسے اپنی ہستی سے بیزار دیکھا

ادا ہی کی حسرت میں سب مر گئے[1] سچ
تجلّی کو کس نے بہ تکرار دیکھا

تری زلف کو بھر جس نے تصویر دیکھی
وہ تصویر ساں[2] نقشِ دیوار دیکھا

کبھی تم نے دل سے حقیقت نہ پوچھی
چلو بس تمھارا بڑا پیار دیکھا

عجب کچھ[3] زمانے کی ہے رسم یارب[4]
جو ہے کام کا اُس کو بیکار دیکھا

ولیکن اچنبھا بڑا مجھ کو یہ ہے
کہ تک[5] سوز کا گرم بازار دیکھا

۱۔ ش: سب مر گئے (بدون سچ)
۲۔ ن، ک، ش، ع: سا   ۳۔ ع: یہ سب کچھ
۴۔ ک، ل، ش: یارو، ع: الٰہی
۵۔ ن: کچھ

دغل نکلا جو میں معیار پر الفت سے کس دیکھا
اکڑتا تھا بہت کچھ[1] اپنی مضبوطی پہ بس دیکھا

شگفتن وار فرصت پر ہزاروں خار لگتے ہیں
چمن میں دہر کے گل کی طرح ہم نے بھی ہنس دیکھا

[2] اثر ہوتا نہیں معشوق کو عاشق کے جلنے سے
عزیزو ہم نے بھی سو بار اپنا دل جھلس دیکھا

بغیر از دوست دشمن کا نہیں پیتے ہیں خوں ہرگز
میاں بانکے تمھاری تیغِ ابرو کا بھی جس دیکھا

نہیں رخصت کہ ٹک سرِ چمن بھی آنکھ اٹھا دیکھیں
رہے محفوظ[3] کیا ہی جب سے یہ کنجِ قفس دیکھا

[4] علم تھی تیغ کماندے دیر اجل تھی کڑ قوا گریاں[5]
ندیمو! آج ہم نے سوز کا فریادرس دیکھا

---

۱ نسخ ک، ل: سا

۲ نسخ ا، ک، ل — ا: یہ باتیں ہیں کہ دل معشوق کا عاشق پہ جلتا ہے
جلانو ہم نے لاکھوں بار اپنا دل جھلس دیکھا

ک، ل: " ہم تو " دل اپنا "

س: جلد تو " " "

[یہ غالباً شعر کی ابتدائی صورت تھی جسے متن میں مندرجہ صورت سے تبدیل کر دیا گیا]

۳ ا: محفوظ
۴ ل: علی (کذا)
۵ ل: گریا

بلبل نے جس کا جلوہ جا کر چمن میں دیکھا
وہ آنکھ موند اپنا ہم من ہی من میں دیکھا

خورشید[1] جیسے آوے ابرِ تنک کے اندر
عاشق کو تیرے جلتے یوں پیرہن میں دیکھا

یوں دیکھنے سے میرے کیا فائدہ کسی کو
دیکھا انھوں[2] نے مجھ کو جن[3] نے سخن میں دیکھا

خورشید رات آیا مجھ کو[4] نظر کئی جا
عارض[5] کو زلف کے میں ہر ہر شکن میں دیکھا

بیگانہ و یگانہ ہیں ایک مرتبہ[6] پر
یہ سوز تیرے ہم نے[7] خلقِ حسن میں دیکھا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء [شعر ۱، ۲، ۴، ۵ طبعِ س]

لہ ن، ل، ش، ق، ک : آوے جیسے ابرِ تنک
ل : " " بتنگ

ؐ ن، ا، ش، ق، ک : اُس نے

ؐ ن : جس نے

ؐ ن، ش، ق، ک، ل، ا : مجھ کو آیا

ؐ ش، ق، ل : عارض جو تیری زلفوں کے میں نے شکن میں دیکھا

ع، ک : عارض کو تیرے میں نے زلفِ شکن میں دیکھا

ؐ ن، ا، ش، ق، ک، ل : عارض جو تیری زلفوں کی میں ہر شکن میں دیکھا (ذیل)
م : مرتبے

ؐ ن، ا، ک : میں نے

ش : کوشرے میں

فلک کے نیچے دلِ شادماں نہیں دیکھا
بغیرِ خار کوئی بوستاں نہیں دیکھا
عجیب[1] طرح کے یاں لوگ بستے ہیں یارب
کہ جن کے گھر میں کبھی[2] میہماں نہیں دیکھا
زباں سے پیر[3] کہیں اور پھر اسے ماریں
کرے جو رحم سوا ایسا جواں نہیں دیکھا
جہاں میں رہتے ہیں ایسے[4] بھلا صاحب عصمت
جنھوں نے آنکھ اٹھا آسماں نہیں دیکھا
جلے بُھنے سبھی پڑھتے ہیں شعر مجلس میں
سوائے سوز کے آتش زباں نہیں دیکھا

---

[1] ع عجب فراق کے یاں لوگ بستے ہیں صاحب
[2] ن کوئی
[3] ع بر دکذا
[4] ن وہ سرز صاحب عصمت

یہ تو نہ کہوں خدا نہ دیکھا — پر آپ سے میں جدا نہ دیکھا

بیگانہ ہوا نہ ہو[1] کے آخر — ایسا کوئی آشنا نہ دیکھا

اس غنچۂ دل کو تو نے افسوس — اک[2] بار بھی اسے ہنسا نہ دیکھا

ناصح نہ کرے[3] تو کیوں نصیحت — تو نے کہیں دل لگا نہ دیکھا

مرجانے میں ہو تو ہوے[4] حاصل — جینے میں تو کچھ مزا نہ دیکھا

کہتا ہے جو تو[5] کہ عاشقوں میں — ق — ہم نے کوئی باوفا نہ دیکھا

افسوس کہ تو نے ایک[6] دن یار
اس سوز کو آزما نہ دیکھا

---

[1] ک ث ل — ہووے

[2] ا ل — یک بار

[3] ش ن ا ل — تو کرے نہ کیوں

[4] م — کوئی

[5] ل — تو جو

[6] ع — عشق میں

جس[۱] نے تجھے اے جواں نہ دیکھا — اُس نے غمزہ[۲] جہاں نہ دیکھا

بت خانہ و مسجد و خرابات — میں تجھ کو کہاں[۷] کہاں نہ دیکھا

پایا تو آپ[۳] ہی میں پایا — کیا غفلت تھی[۴] کہ یاں نہ دیکھا

میں وہ گلِ باغِ بے خزاں ہوں — جس نے اثرِ خزاں نہ دیکھا

مت[۵] سوز کی بات مجھ سے پوچھو — ایسا تو کہیں[۶] سماں نہ دیکھا

جس دن سے ہوا ہے سوز گمنام
واللہ کبھی نشاں نہ دیکھا

---

۱ ا — جن نے

۲ ل — مژہ

۳ ل — تو میں اپنے دل میں پایا

۴ ش — ہے

۵ ک ل ش — کیوں سوز ہماری بات مانے
ابھی تجھ سے ملا نہ دیکھا

ان میں مصرعہ اول یہی ہے البتہ مصرعہ ثانی وہ ہے جو ہم نے بھی اختیار کیا ہے۔ بادنیٰ اختلاف

۶ ن — کبھی

۷ ا — کہوں

جہاں تھا رات کو دل شام کے بہتے وہیں بھاگا
خدا[1] ہی جانے کس مہرو سے اس کا عشق ہے لاگا

جفا مت اے تغافل دل کو کر آشفتہ سر کو پھوڑے گا
قیامت مجھ پہ لا دے گا جو یہ فتنہ نہیں جاگا

عجائب داد[2] یکسوئی کی دی ہے ترے عاشق نے
ترے سینے کی خاطر شوکھ کر یہ سہ گیا تاگا

فلک پر آج غل ہے[3] کس کے ملنے کا کوئی پوچھے
یہ ایسا کون بختاور ہے جس کا بخت ہے جاگا

کھلا دیں گے تجھے ہم دودھ چاول پیٹ بھر بھر کر
خدا کے واسطے جلدی فرشتہ دے سوز[4] کو کاگا

---

[1] ن — خدا جانے کہ

[2] ش ن ک ش — درد

[3] ع — وصل کا کس کے کوئی پوچھو

[4] ک ن ا ش — سے

کھا گئی کس کی نظر کس کا یہ تجھ کو غم لگا
اے مرے محبوب دل کیوں تجھ کو اُلٹا دم لگا

زندگانی[1] مجھ کو کب درکار ہے بے فائدہ
زخم کو میرے تو[2] اے جرّاح مت مرہم لگا

دور سے تیغا دکھا کر کیوں تو بیٹھا ہے پرے
میں[3] ترے قربان سر حاضر ہے لے جم جم لگا

ایک تیغے سے تو ناکارا نہیں ہوتا ہوں میں
کام پورا خوب ہے دو چار[4] تو پیہم لگا

ہم نشیں کیا اس زمانے کی سبھی الٹی ہے رسم[5]
دل لگا محبوب سے یا جی کو میرے غم لگا

سیں نہ کہتا تھا کہ روتا چھوڑ کر مت جا مجھے
سوز جاتا ہے[6] کدھر برسات کا موسم لگا

---

[1] ش ن ک — کیا مجھے درکار ہے
[2] ن — نہ اے جراح تو
[3] ل — ایک تیغا کیا لگا تیغے مرے پیہم لگا
[4] ا — دس پانچ
[5] ن — مت
[6] ا — جاؤ گے کدھر

گو کہ قمری کا[1] ہے دل سروِ گلستاں سے لگا

دلِ[2] دیوانہ مرا قامتِ خوباں سے لگا

اس سوا کھوج نہ پایا تر ے دیوانے کا

قطرۂ خوں ہے مگر خارِ بیاباں سے لگا

تیغ لاگی ہے بظاہر تو کروں دعویِ خوں

سینے میں تیر مرے غمزۂ پنہاں سے لگا

نہ لگے دردِ جدائی کو قیامت کا[3] رنج

روزِ محشر کو نہ میرے شبِ ہجراں سے لگا

جوش کر دل کے کبھو[4] لگ نہ سکے جوشِ[5] تنور

سوز کے رونے کو اے یار نہ طوفاں سے لگا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ / ۸۴-۱۷۸۳ء

[1] ع دل اب

[2] ش، ک، م، ل دلِ عاشق ہے

ع دلِ شیدائی مرا

[3] ع حول

[4] ن، ل کبھی

[5] ل جوش و شور

بھلا عشق پھر تو ستانے لگا — میاں جان اب سے[1] پھڑکنے لگا

نہ چھوڑے گا ناصح تردد[2] نہ کر — دیا ہے مجھے یہ خدا نے لگا

گیا چوری چوری سے رات اس کے گھر — کلیجا مرا دھک[3] دھکانے لگا

بہت پاؤں ڈھونڈے لگا کچھ نہ ہات — مرا ہاتھ بھی جھلجھلانے لگا۔

جونہی سوز کو روتے دیکھا کھڑا
وہ[4] منہ پھیر کر مسکرانے لگا

---

۱ ش — دے کے

۲ ع — عبث کو نہ کہہ

۳ ع — تھرتھرانے

ل — ڈھک ڈھکانے

۴ ع — تو

غم تو کہتا ہے کہ میں تجھ کو ستا جاؤں گا
یہ مری جان ترے غم[۱] کو میں کھا جاؤں گا

ہم غریبوں کے گھر آنے کا کہاں تم کو دماغ[۲]
مت کرو وعدہ عبث ہم سے کہ آج آؤں گا

[۳] اس طرح جی دوں کہ تو رحم سے بولے صد حیف
رسم عشاق[۴] کشی جگ سے اٹھا جاؤں گا

باغباں فکر نہ کر تو مرے ویرانے کا
آشیاں آتش گل سے میں جلا جاؤں گا

[۵] مت کرو دوستی مجھ سے کہ نہیں رہنے کا
میں مسافر ہوں کوئی دن[۶] کو چلا جاؤں گا

کس کو تاب زیر فلک طاقت رسوائی ہے
اے زمیں پھاٹ کہ میں تجھ میں سما جاؤں گا

لے چکا دل کو خدا جان جو مانگے ہے خیال[۷]
[۸] سوز کہتا ہے یہ گولی تو بچا جاؤں گا

---

* زمانۂ تخلیق : قبل از ۱۱۹۸ھ / ۷۵-۱۷۷۴ء
۱ ع غم میں کہاں
۲ ر مجھ
۳ ع جان یوں دوں کہ ترا سے
۴ ش کس حال اٹھا جاؤں گا
ل کشی جان ؟
ک جس کی ؟
۵ ع مجھ سے الفت نہ کرو جان کہ رہنے کا نہیں
۶ ع ل دم
۷ ک دل
۸ ع ل کوئی
ل کوئی کہ۔

ہر گھڑی منہ سے نہ کہہ گھر کر چلا جاؤں گا
رہ مری جان تری لے کے بلا جاؤں گا

دم بدم تیغ نہ دکھانے سے تو ڈرنے کا نہیں
ایک بوسے پہ میں تلوار بھی کھا جاؤں گا

دم بدم مجھ کو جو کہتے ہو کہ جا جا اٹھ اٹھ
جاؤں گا جاؤں گا ستاؤ ذرا جاؤں گا

لا کے زر حسن پر اپنے نہ گھمنڈ اتنا کر
چلتے چلتے بھی تجھے داغ لگا جاؤں گا

گالیاں مجھ کو سناؤ نہ زباں بند کرو
میں بھی چلتے ہوئے صلوات سنا جاؤں گا

سوز پامالی کی امید پہ تھا خاک ہوا
آپ کہتے ہیں کہ گھوڑے کو کدا جاؤں گا

جو میں جیتا ہوں تو احوالِ دل سب آ سُنا ؤں گا
دِگرنہ سر تصدّق[۱] تیرے ہو کر مر ہی جاؤں گا

تمنّا پیش کش، اُمّید مقدم، آرزو قربان
میں اپنے دل کی حسرت اپنے دل میں لے کے جاؤں گا

سمایا ہے شتوں میں کوہ کن، اور دشت میں مجنوں
میں ایسا کیا گیا گزرا ہوں، ہر دل میں سماؤں گا

بھلا ہنستے تو ہو تم[۲] اس پری بیہودہ گوئی پر
قسم ہے آٹھ آٹھ آنسو سبھوں کو میں رُلاؤں گا

جلا دوں سر سے پانک شمع ساں تب[۳] نام ہو میرا
دگرنہ اے پتنگاں سوز کس مُنہ سے کہاؤں گا

---

۱ م، ک، ت — ہو تیرے یاں
ش، ل — تیرے ہو یاں
ع — تیرے ہو کر
۲ ش، م، ل — تو ہو اس بیہودہ گوئی پہ تم میری
ع — " " " " یارو
۳ ع — جب نام ہے میرا

جس کا تو آشنا ہوا ہو گا — اُس نے کیا کیا ستم سہا ہو گا

تھرتھراتا ہے اب تلک خورشید — سامنے[۱] تیرے آ گیا ہو گا

یہ تو میں جانتا ہوں لوگوں[۲] نے — کچھ تجھے جھوٹ سچ کہا ہو گا

پیر یہ اتنا جو منہ بنایا ہے — نہ ملو گے نہ[۳] اور کیا ہو گا

رات اندھیرے آ جا کے گلیوں میں — جو تجھے کوئی مل گیا ہو گا

دیکھیو تجھ کو میرے سر کی قسم[۴] — اُس گھڑی تیرے جی[۵] میں کیا ہو گا

سوز کو تو نے کیوں دیا بوسہ
ہم کو بھی دے ترا بھلا ہو گا

۱؎ ع — سامنے اس کے
ش، ل — روبرو تیرے
۲؎ ا — جھوٹوں نے
ش، ل — دونوں میں
ک — تو نے
۳؎ ش — یہ
۴؎ ش، ل، ا — سوں
۵؎ ش، ل — دل

تو ہم سے جو ہم شراب ہوگا — [۱]عالم کا جگر کباب ہوگا

ڈھونڈے گا سحاب چھپنے کو مہر — [۲]جس روز وہ بے نقاب ہوگا

خوباں سے نہ [۳]کر محبت اے دل — آسان کہاں خراب ہوگا

اے مرگ شتاب [۴]کہہ تو مجھ سے — اس زیست کو کب جواب ہوگا

بوسہ دے سوز کو مری جان

مطلب [۵]یہ ترا شتاب ہوگا

[طبق س]

۱۔ ن، ک، ر، ل — بہتوں

۲۔ " " " " — آخر

۳۔ " " " " — شتاب

۴۔ ک — اس سے

۵۔ ن، ک، ر، ل — مطلب ترا

جتنا کوئی تجھ سے یار ہو گا
اتنا ہی خراب و خوار ہو گا

ہر روز ہو روز عید[1] تو بھی
تو ہم[2] سے نہ ہم کنار ہو گا

دل اتنا بھی[3] اضطراب کیا ہے
تجھ کو بھی کبھی قرار[4] ہو گا

شکوے میں ہو جس کے خون کی بو
تیرا ہی وہ دل فگار ہو گا

دیکھے جو کوئی چمن میں تجھ کو
گل اس کی نظر میں خار ہو گا

ناصح نہ ہو گریہ سے جو مانع
میرا وہی غم گسار ہو گا

جا یار شتاب سوز سے مل
تیرا اسے انتظار ہو گا

---

[1] ش نوروز

[2] ش ک ل ا مجھ سے

[3] ع بس دل اتنا تڑپ نہ چپ رہ

[4] ک انتظار

[5] ک ل م کیوں میں بھلا تجھے قرار

ش " ہیں " "

[6] ا کہیں

سرشکِ شمع آخر شمعِ محفل ایک دن ہوگا
یہ آنسو رفتہ رفتہ جمع ہو دِل ایک دن ہوگا

تجھے اے دل بغل میں محنتوں سے میں نے پالا تھا
نہ جانا تھا کہ تو میرا ہی قاتل ایک دن ہوگا

جگر کو بھی کلیجے سے زیادہ میں[1] نے سمجھا تھا
کسے معلوم تھا چھاتی کا شِل[2] یہ ایک دن ہوگا

بھلا جو دِل کو لے بھاگا تو روکر چپ رہا تھا میں
یہ خاطر میں نہ تھا جی کا بھی سائل ایک دن ہوگا

نہ مانا پر نہ مانا آہ سر پٹکا کیے ہم تو
تجھے معلوم ہوتا تھا کہ گھائل ایک دن ہوگا

کٹا کر ہاتھ[3] منہ آتے نہ ناکوں کا مزا لیجے
بدن اس ڈھنگ سے گھڑیوں کے قابل ایک دن ہوگا

میں[4] طفلِ اشک کو آنکھوں میں کس اُمید پر رکھتا
اگر یہ جانتا میرے مقابل ایک دن ہوگا

سنبھل کر جائیو اے سوز اُس قاتل کے کوچے میں[5]
ترے تیور ہیں اُس کے تو بھی گھائل ایک دن ہوگا

---

۱ ک، ع، ل، ش — سمجھتا تھا
۲ ش، ا — پہ سل
ل — نہ سل
۳ ک — ہاتھ و منہ
ش — ہاتھ منہ اپنے
۴ "طفلِ اشک" سوز کے پسندیدہ موضوعات میں سے ہے اسی مضمون سے ملتا جلتا ایک اور شعر ملاحظہ ہو
کیوں طفلِ اشک تجھ کو آنکھوں میں میں نے پالا — اس پر بھی میرے منہ پر یوں گرم ہو کے آیا
۵ ا، ش، ل — ترے تیور ہیں وہ تجھ پر بھی مائل
س — پر سوز

جو کوئی[1] عاشقی میں ثابت قدم نہ ہوگا — معشوق[2] کا بھی اس پر ہرگز کرم نہ ہوگا

روؤ سے[3] گی عاشقی ہی سر خاک ڈال اپنے — محبوب کو ہمارے مرنے کا غم نہ ہوگا

گر آنکھ اٹھا کے دیکھو ہم عاشقوں[4] کو صاحب — کچھ ناز[5] کا تمھارے رتبہ تو کم نہ ہوگا

گر تُم[6] کو اس نے چھوڑا عاشق کو مرت کیسی — ہی مرت جو مرے گا ہرگز عدم نہ ہوگا

لکھتا ہے کیوں حقیقت تو اپنی عاشقی کی
اے سوز دہ سُنے گا تو سر قلم نہ ہوگا

---

[1] ل — جا

[2] ش، ک — وہ خوش رہے گا اس پہ ہرگز ستم نہ ہوگا

م، ل — 〃 〃 ہرگز اس پر 〃 〃

ع — معشوق پر بھی اس کا ہرگز کرم 〃 〃

[3] ا — رو سے

[4] ک، و، ش — عاجزوں

[5] ش — یار

[6] ش، ک، م — گر تم کو

ل — کرنے کو

جو ہم سے تو بھلا کرے گا — بندہ تجھ کو دعا کرے گا

ورنہ تو رے کبھو[1] میری جان — مُرگلا تیرا بھلا کرے گا

ہم تم بیٹھیں گے پاس مل کر — وہ دن بھی کبھو[2] خدا کرے گا

دل تیرے[3] کام کا نہیں تو — بندہ پھر لے کے کیا کرے گا

داغی صد چاک سوختہ یاں — دل پھیر نہ دے گا کیا کرے گا

پچھتائے گا دل کے سوز سے ہاں — ہم کہتے ہیں برا کرے گا

ہے شوخ مزاج سوز واللہ
چھیڑے گا اسے برا کرے گا

---

[1] ن کبھی

[2] ن کبھی

ل دن بھی خدا (بجائے کبھو)

[3] ل تیرے ہی

ش تیر کام کا (کذا)

کہیں تو ہم بات تجھ سے لیکن کسی کا کب تو کہا کرے گا
جو سوز پر تو ستم کرے گا تو دیکھ ظالم برا کرے گا

حوالے دل کر کے تیرے کاہے کو عمر کرتا میں اپنی ضائع
جو یار تجھ کو میں یوں سمجھتا عوض وفا کے جفا کرے گا

طبیب مت کر دوا ہماری، نہیں ہے جز مرگ ہم کو چارہ
تو آپ[1] انصاف کر تو ظالم کہ کوئی کب تک دعا کرے گا

جلا دہ دامن اٹھا کے جس دم لگی مرے آگ تن بدن میں
کسی نے آشنا[2] کہا مجھا جا تو بولا یوں ہی جلا کرے گا

نہ کچھ دلاسا نہ کچھ ہے شفقت نہ کچھ ترحم نہ کچھ محبت[3]
تو آپ[4] انصاف کر تو ظالم کہ کوئی کب تک دعا کرے گا

نگہ تری اس کی زندگانی، خوشی[5] اسے تیری مہربانی
جو تو ہی اس سے[6] خفا رہے گا تو سوز پھر جی کے کیا کرے گا

---

[1] ش، م، ل — کب یوں
[2] ا — اس سے کہا مجھا رے کہا کہ یونہی جلا کرے گا
[3] ا — نہ کچھ محبت نہ کچھ شفقت نہ کچھ تلطف نہ کچھ دلاسا (بدون "ہے")
ل — نہ کچھ دلاسا نہ کچھ شفقت نہ کچھ ترحم نہ کچھ محبت
[4] یہ شعر جو ل، ن اور آ میں موجود ہے غالباً تیسرے شعر کی نظر ثانی شدہ شکل ہے یا تیسرا شعر اس کی نظر ثانی شدہ شکل ہے۔ تاہم ہم نے شک کے باعث دونوں متن برقرار رکھے ہیں۔ ۱۲
[5] ن — خوشی تری اس کی مہربانی
ش — خوشی اس سے ...
[6] ن — اس کو خفا کرے گا تو سوز ...
ع — اسے پر جفا کرے گا تو سوز کیونکر جیا کرے گا۔

تب ملنے کا مجھ سا تو تو پیغام کرے گا

جب لاکھ طرح سے مجھے[1] بدنام کرے گا

مت وعدہ تو[2] کر صبح کے آنے کا مری جان

رو رو کے یہ دل صبح سے پھر شام کرے گا

اس نالہ و زاری سے کٹی[3] رات الٰہی

ہمسایہ مرا دو گھڑی آرام کرے گا

آوے گا نظر ہم کو اسی وقت مہِ عید

جس وقت گزر یار لبِ بام کرے گا

یار آوے ترے گھر میں تو کہہ بہر مدارات

کیا کیا تو بھلا سوز سرانجام کرے گا

---

۱ ک — مجھے
ا — ہمیں
۲ شن، ک، ا، ل — گر اب
۳ شن، ک، ل — کسی
ا — کسو

کعبے ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا*

جو تم سے بتاں ہوگا[۱] سو اللہ کرے گا

زلفوں سے پڑا طول میں اب عشق کا جھگڑا

خط ان کے یہ مجھلہ[۲] کوتاہ کرے گا

احوالِ دلِ زار تجھے ہوئے گا معلوم

جب تو کسی مہوش کی میاں چاہ کرے گا

بوسے کی طلب سے[۳] تبھی باز آئے گا اے دل

جب گالیاں دو چار وہ تنخواہ کرے گا

کر آج یہی حکم کہ چہروں[۴] کو چھڑک سوئیں

دل سوختہ اس رات کوئی آہ کرے گا

آئینے کو ٹک بھر کے نظر دیکھ تو پیار سے

وہ تجھ کو ترے حال سے آگاہ کرے گا

واہی نہ سمجھ سوز کے پیماں کو تو اے یار

جو تجھ سے کیا عہد سو نرباہ کرے گا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۸ھ/ ۷۵-۱۷۷۴ء

۱ ل: ہوئے گا

۲ ک: منجھلہ

۳ ش، ک، م: شورے گا تبھی اے دل

۴ ک، ا، ل: چھیپڑوں کو

خط بوسے[۱] کو اس لب کے کبھو ارزاں نہ کرے[۲] گا
قیمت میں کم از لعلِ بدخشاں نہ کرے گا

جس روز کیا چہرے کو تیرے نظر انداز
پھر مرغِ چمن سیرِ گلستاں نہ کرے گا

در پے سر و ساماں کے نہ عاشق ہوں کہ کوئی
اس سر کو بجز تیغ کے ساماں نہ کرے گا

مت روزِ قیامت سے ڈرا مجھ کو تو ناصح
وہ روز عذابِ شبِ ہجراں نہ کرے گا

عیسیٰ[۳] کو یقیں ہے کہ نہ جاوے گی تپِ عشق
وہ درد کا میرے کبھو[۴] درماں نہ کرے گا

اس دل کی حقیقت کا جو شہرہ ہے جہاں میں
پھر دل کوئی وابستۂ خوباں نہ کرے گا

دے بیٹھے ہے دل سی بھی کوئی چیز کرا ے سوز
جو تو نے کیا سو کوئی ناداں نہ کرے گا

۱؎ ک، ن، م — بوسۂ لب اس کے
۲؎ و — گرے
۳؎ ل — عیسیٰ یقیں
۴؎ ن، ل — کبھی

کسی طرح ترے دل سے حجاب نکلے گا
مرے سوال کا منہ سے جواب نکلے گا

نکلنے کا نہیں سینے سے دل جو ڈھونڈے تو
جو نکلے گا تو جلا سا کباب نکلے گا

غلط سنا ہے کہ شب کو گیا تھا یار کہیں
کہو تو رات کو کیوں آفتاب نکلے گا

نہ کر یہ وعدہ کہ میں چاندنی میں آؤں گا
ترے مقابلے کب ماہتاب نکلے گا

لہو پیے ہے مرا[1] شانہ ترے[2] بیٹھوں بیٹھ
کہو[3] تو واں سے یہ خانہ خراب نکلے گا

جو محتسب بھی تری چشم مست دیکھے[4] گا
تو کرنے کو نہ کبھو احتساب[5] نکلے گا

ہمیشہ جیں بجبیں دیکھتا ہوں اس کو سوز
خدا ہی جانے یہ کس پر عتاب نکلے گا

---

[1] ک — ترا
[2] ع، ک — بیوں شہبہ
مش — بیٹھوں بیٹھ
[3] ن — کبھو
[4] ل — دیکھا
[5] ل — اجتناب

کریں گے انتظار اس کا جہاں تک جی میں آوے گا

جو آوے گا تو آوے گا نہ آوے گا نہ آوے گا

کباب دل جگر اچھے بنا کر اب تو جاویں گے

جو کھاوے گا تو کھاوے گا نہ کھاوے گا نہ کھاوے گا

کریں گے آج تو ترتیب گل گشت چمن کی ہم

جو جاوے گا تو جاوے گا نہ جاوے گا نہ جاوے گا

کہا تو دل سے ہے تو ساتھ ہی اپنے اسے لڑنا

جو لڑوے گا تو لڑوے گا نہ لڑوے گا نہ لڑوے گا

گیا ہے سوز لڑشی دل کو لیے آج کشتوں میں

جو پاوے گا تو پاوے گا نہ پاوے گا نہ پاوے گا

دلا تو کب نہیں میرا جگر جلا دے گا
میں پوچھتا ہوں کبھی[1] تجھ کو چین آوے گا

شرارہ آہ کا تیری تو عرش[2] تک پہنچا
کہاں تلک تو[3] مرا دل جگر جلا دے گا

خدا کو مان[4]، ذرا صبر کر نہ ہو بے تاب
تڑپ تڑپ کے مرے سر پہ کیا تو لا دے گا

تجھے[5] کہا تھا کہ معشوق بے وفا ہیں پر[6]
یہ[7] جانتا تھا کہ تو اُن سے دل لگا دے گا

کہا نہ مانے[8] تو اس کی سزا[9] یہی ہے یاں
کرے گا جو کوئی اپنے کیے کو پا دے گا

تمام اہل محلہ[10] پہ خواب و فتور ہے خُرام
نہ اب جگا تو اُنھیں[11] کب تلک جگا دے گا

تُمھارا نام تھا جیسا کہ سوز ویسے ہی جُلے
وَلے کریم، لگی کو تری بجھا دے گا

---

۱ ا — کبھو
۲ ش — کی تیرا
۳ ع — ملا تک گا
۴ ش — مان وذرا...
۵ ش — مجھے
۶ ا — سب
۷ ع — کہ جانتا تھا کہیں جان تو تڑا دے گا
۸ ن — مان
۹ ع — اس کی یہی سزا ہیں ملے
۱۰ ع — ہیں بے فتور و بے خواب
۱۱ ع — یہ رتجگا تو نہیں، کب تلک جگادے گا۔

جس کا تجھ سا حبیب ہووے گا — کون اُس کا رقیب ہووے گا

دردِ دل کی دوا ہو جس کے پاس — کوئی ایسا طبیب ہووے گا

مل رہے گا کبھی تو دنیا میں — گر ہمارا نصیب ہووے گا

بے وطن، بے رفیق، بے اسباب — کون[1] ایسا غریب ہووے گا

سوز کروہ[2] ملادے گا تجھ سے

جو خدا کا حبیب ہووے گا

---

[1] ن — کوئی

[2] ن — دلبر کروہ ملادے گا

ہم سے جو بولوگے تو کیا ہووے گا ‫ / ‬ اُس[۱] میں تمھارا ہی بھلا ہووے گا

بار یہ[۲] لگتا ہے مجھے بارِ دوش ‫ / ‬ سر بھی کہیں[۳] تن سے جدا ہووے گا

نام مرا لیجو نہ قاصد کبھو ‫ / ‬ سن[۴] کے مرا نام خفا ہووے گا

شیخ بھی مے خانہ میں[۵] آتا ہے آج ‫ / ‬ دیکھیو اب زور[۷] مزا ہووے گا

ٹک[۶] نگہ لطف بھی مجھ پر منعم ‫ / ‬ کب تئیں یہ جور و جفا ہووے گا

ایک دن اک[۸] شخص[۹] نے اس سے کہا ‫ / ‬ ق ‫ / ‬ تو نے بھی[۱۰] یہ ذکر سنا ہووے گا

یعنی کہ عاشق[۱۱] ہے ترا جی سے سوز ‫ / ‬ ہر متبسم یہ کہا: ہووے گا

[طبق س] زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/۸۴-۱۷۸۳

۱ س میں یہ مصرع نا خوانا ہے۔ ش: اس میں ہمارا ہی ‫ ‬ ق: اس سے تمھارا ہی

۲ ن ‫ ‬ بار سا

ک، و، ش ‫ ‬ یار یہ

۳ ش، ک، و، ل ‫ ‬ کبھو

ن ‫ ‬ کبھی

۴ ع ‫ ‬ وہ تری صورت سے خفا

ن، ل، م ‫ ‬ وہ یہ نام

ک، ش ‫ ‬ یہ وہ نام

۵ ن ‫ ‬ میخانے میں آوے گا آج

ل ‫ ‬ میخانہ میں آیا ہے یہ

۶ س، ش ‫ ‬ روز

۷، ۸ ل ‫ ‬ ٹک

۹ ع ‫ ‬ اتنا

۱۰ ش، و، ک، ن ‫ ‬ تو

۱۱ ع ‫ ‬ قدری

جو تو یوں ہی آنکھیں چُرا تا رہے گا
تو حسرت بھرا جان جاتا رہے گا

مری جان[1] کا دشمن ہے یہ دل ہمیشہ
مرے در بھی مجھ کو ستاتا رہے گا

مرے دل کو مجھ سے جُدا کار یو[2] تم
کرے گور میں بھی جلاتا رہے گا

ہر اک چیز کا انتہا ہے فغاں میاں
اب کب تلک تو رُلاتا رہے گا؟

خُدا کے لیے دم بھی لینے دے مجھ کو
دلا کب تلک تلملاتا رہے گا،

---

[1] م، ک، ع: مری جان کا بھی تو دشمن ہے یہ دل
ن، ع، ل: مری جان کا ہائے دشمن یہ دل ہے

[2] ا: یاں

مجھ[1] سے تو اس کو ہر شب دار و مدار ہے گا
پر کیا کروں الٰہی دل بے قرار ہے گا

یہ اور غم لگا ہے پیارا[2] جو ہے ہمارا
وہ اور ہی کسی کا آئینہ دار ہے گا

تم جاؤ اے ندیدو[3] دیکھو بہارِ گلشن
ہر زخم میرے تن کا[4] رشکِ بہار ہے گا

آ نان میرے صاحب دل مت لگا کسی سے
محبوب ہیں جو اُن کا کیا اعتبار ہے گا

کیوں مجھ سے ہے مکرتا آثار سب ہیں ظاہر
عاشق نہیں تو اتنا کیوں زار زار ہے گا

یا ناوکِ مژہ سے یا تیغِ ابرواں سے
جانے[5] نہ دیجو دل کو اچھا شکار ہے گا

بے شک کہ ہم ہیں اندھے کچھ سوجھتا نہیں ہے
ورنہ صنم کا جلوہ سب آشکار ہے گا

روزِ تولد ہی سے ہے موت[6] ساتھ لیکن
حیراں ہوں اس کو[7] یارب کیا انتظار ہے گا

گھوڑے کی باگ رکھو لے دل سوز تھا جو تیرا
اس ڈھیر نیچے سوتا وہ خاکسار ہے گا

۱۔ ع ہر چند اس کو اب تک
۲۔ ع دلبر
۳۔ ع پیری سو
۴۔ ع پر
۵۔ ع جیتا نہ چھوڑ دل کو موتا شکار
۶۔ ن مرگ
۷۔ ع کس (کا) یاں انتظار

دِل اُس لبِ شیریں سے جو ناکام رہے گا[1]
تو خاک تہِ خاک بھی آرام رہے گا

جز نامِ محبت نہ رہے گا کوئی قائم
نے کفر رہے گا نہ یہ اسلام رہے گا

شہرت اگر اپنی تجھے منظور ہے اے یار[2]
کر قتل تجھے جگ[3] میں ترا نام رہے گا

منہ کا ہے کو تو آ دینے لگا دے گا ہمیں یار
مجلس میں مصاحب جو یونہی جام رہے گا

ٹکڑیاں لگا دے گی[4] بہت آتشِ ہجراں
گر سوز کا دل تک بھی کہیں خام رہے گا

---

[1] ا جو سوز یونہی خلق میں بدنام رہے گا
[1] ک دل اس شیریں ہی جو کام رہے گا (کذا)
[2] ع شہرہ ہی تجھے اپنا جو منظور ہے واللہ
[3] ع اس
[4] ل ت ش گا

جب تلک کہ میرے تن میں اے جان دم رہے[1] گا
تیرا اسی طرح سے مجھ پر کرم رہے گا
روؤے[2] گا عشق مجھ کو سر[3] خاک ڈال اپنے
مرنے کا میرے تجھ کو کا ہے کو غم رہے گا
شمشیر سے نہ کر قتل مرنے دے[4] مجھ کو غم سے
کس سے دھلاوشے[5] گا تو گر خون جم رہے گا
اے غم نکل شتابی[6] بس چھوڑ مسکن دل
مدت تلک رہا تو اب وہ صنم رہے گا
مرجائیں گے عدو[7] سب حسرت سے زہر کھا کر
گر سوز پر پیارے[8] تیرا کرم رہے گا

---

[1] ع ستم سے مجھ پر ستم (کذا)
ش طرح " " "
[2] ن۔ش روئے
[3] ع پتھر سے سر پٹک کر
[4] ن یونہی
ل دو مجھ کو
[5] ن۔ک دھلائے
[6] ل مت (کذا)
[7] ع یہ دشمن
[8] ع مری جان

دیکھو دل کو چھیڑ مت ظالم کہیں دُکھ جائے گا
میاں[1] بغیر از قطرۂ خوں اور کیا تو پائے گا

جب تلک بہتا ہے خوں ہے ثواب پی یا نہ پی
جو کہیں جم جائے گا جم جم یہ دل سڑ جائے گا

قتل کی نیت پہ[2] گر آیا ہے[3] تو کیا دیر ہے
پر[4] مجھے تو مار کر ظالم بہت پچھتائے گا

میں ہوں جو تیری جفائیں[5] اس قدر سہتا ہوں یار
ورنہ دیکھیں[6] گے جو مجھ سا ڈھونڈ کر تو لائے گا

یہ میں ہی ہوں جو ستم کو بھی ترے سمجھے کرم
اک نہ ہاتھ آوے گا ہفت اقلیم میں گر جائے گا

پھر بھی[7] کہتا ہوں تجھ سے سوز کو مت ستا
مت ستا ظالم کہیں تو بھی ستایا جائے گا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ / ۸۴-۱۷۸۳ء

۱ ن، ش، ل — یاں
۲ ش، ک، ا، ل — کو
۳ ن — پھر
۴ ن — ناداں
۵ ل — جفا جو
۶ ش — دیکھیں ہیں گے مجھ سا
ا، ک — مجھے تو ڈھونڈ کر تو لائے گا
۷ ا، ک — پھر بھی کہتا ہوں تجھے یوں سوز کو مت ستا
ل — " " " آ سوز کو تو مت ستا
ش — " " " اے سوز کو تو مت ستا

مت ستا[1] مجھ کو دلا، تو بھی ستایا جائے گا
جو جفا مجھ پر کرے گا، سو[2] خدا سے پائے گا

ایک تو تھا دوست جو کرتا تھا غم خواری مری
تو بھی[3] مجھ کو گر کھائے گا تو کون پھر[4] غم کھائے گا

میں یہ کہتا تھا کہ تو تنہا نہ[5] چھوڑے گا مجھے
کون جانے تھا کہ تو دامن چھڑا کر جائے گا[6]

آ، نہ جا تھوڑی رہی ہے[7] یہ بھی اب کٹ جائے گی
تو گیا تو کون پہلو بیٹھنے پھر[8] آئے گا

آ خدا کے واسطے مت جا کہیں[9] تو جان لے
سوز سر ٹکرائے گا گھبرائے گا، مر جائے گا

---

[1] ع: اے دل مجھے
[2] ش، ک، و، ن: تو
[3] ش، ک، ل، م: مجھے اب
ع: تو ہی مجھ کو
[4] ش: یہ
[5] ک: کبھی تنہا نہ چھوڑے گا مجھے
ع: اکیلا تو نہ چھوڑے گا مجھے
[6] ع: یہ نہ سمجھا تھا کہ یوں دامن چھڑا کر جائے گا
[7] ع: یہ بھی کٹ جائی ہے اب
ک، م: یہ بھی یوں کٹ جائے گی
[8] ع: اب
[9] ل: نہیں (دیکھا)
ش: یہیں

مل کے اُس بدخو سے[1] جب تو خوار و رسوا ہوئے گا
عہد و پیماں تجھ کو[2] تب معلوم اُس کا ہوئے گا

حقِ خدمت میں مرے وعدہ کرو ہو قتل کا
تم سے یہ بھی[3] کچھ نہ ہوئے گا اِس سوا کیا ہوئے گا

دیکھ گریہ کو مرے[4] طفلی میں کہتا تھا طبیب
ایک دن مجنوں صفت یہ سر بصحرا ہوئے گا

میں[5] دلِ نازک کی کرتا تھا بغل میں پرورش
محتسب کو ہے گماں اِس پاس مینا ہوئے گا

گر یونہی گرتا رہے گا میری مژگاں سے سرشک
سو سمجھتا ہے[6] ایک دن یہ قطرہ دریا ہوئے گا

محو کو تیرے نہیں ہے دین و دنیا کی[7] تلاش
کھوئے[8] گا سب کچھ وہ جس نے تجھ کو پایا ہوئے گا

سوز کو ناصح ملامت سے تری[9] پروا کیا
اُلفتِ خوباں سے[10] گو رسوائے دنیا ہوئے گا

---

[1] ل اے دل جب کہ رسوا
ش، ع 〃 〃 تو 〃
[2] ن مجھ
[3] ن یہ بھی
[4] ن دیکھ کر تیور کو یوں کہتا تھا بچپن میں وہ بت
ل، ا 〃 مرے طفلی میں کہتا تھا ادیب
ش 〃 گریہ کو مرے 〃 〃 〃
[5] ل کہ
[6] ش، ک، م قطرہ یہ
[7] ن کا
[8] د کھوجکا اب کچھ وہ جن نے
ش، ک 〃 〃 جس نے
ل 〃 〃 وہ جس 〃
[9] ش، ک، ل، ا پروا ہے
[10] ن میں

زندگانی میں کسے آرام حاصل ہوئے گا

ہائے[۱] آسودہ جہاں میں کونسا دل ہوئے گا

غیر سے مل کیونکہ ہم چشموں بیچ[۲] ہوئے دوچار

آئینے[۳] کو منہ دکھانا تم کو مشکل ہوئے گا

قتل پر یہ بے گنہ راضی ہے اپنے اس[۴] لیے

ہاتھ میں اک[۵] روز تو دامانِ قاتل ہوئے گا

ابر کے قطرے تو[۶] ہو جاتے ہیں موتی ناصحا

کیا ہمیں رونے سے اپنے کچھ نہ حاصل ہوئے گا

گو کہ رشتہ ماہ کا پہنچا فلک تک[۸] کیا ہوا

مہروش میرے کے منہ دیکھو مقابل ہوئے گا

مجھ پہ جو گزری سو گزری فائدہ[۹] کہنے سے کیا

کچھ نہ کہیو حالِ دل قاصد کہ بے دل ہوئے گا

جان باقی ہے اسے لے اور کر اپنا حساب

عشق کے دفتر میں کچھ میرا ہی فاضل ہوئے گا

دشمنِ[۱۰] جاں قتل مت کر دل کو کچھ حاصل نہیں

قطرہ قطرہ خون ہو کر جمع پھر[۱۱] دل ہوئے گا

در گزر اس[۱۲] خون سے آخر تجھے آوے گا رحم

سوز کا دل جس گھڑی خنجر سے بسمل ہوئے گا

سوز سے امید ہے مجھ کو کہ انسان ہوئے گا
قطرۂ بحرِ عشق میں گم ہو کے عمّان ہوئے گا

نوش کر کر ایک دن جامِ مسیحائی سے دُرد
دردمندی کے لیے 'بے درد' درماں ہوئے گا

سر نہ کھینچے گا کبھی سوئے فلک جوں گرد باد
خاکِ راہِ گل رخاں ہو کر گلستاں ہوئے گا

آتشِ عشقِ بتاں میں موم سا ہو کر گداز
تیرہ بختوں کے لیے شمعِ شبستاں ہوئے گا

عرش تک پہنچائے گا تا قدس کا بانگِ بلند
میں نہ جانا تھا کہ یہ کافر مسلماں ہوئے گا

آہ پر آہ نالے پر نالہ
عشق صاحب نے میرا گھر گھالا

تم نے دل کو پھنسایا زلفوں میں
انکھڑیو پر تمہارا منہ کالا

تو جو کہتا ہے مجھ کو رو رو کر
بے ادب نے خراب کر ڈالا

میں تو روتا نہیں ہوں مت جھنجلا
موتیوں کا گلے میں ہے مالا

آہ کو تو مسوس بھی ڈالا لوگو،
کیا چھپاؤں یہ چشم خوں پالا

میرے شعروں میں ہے[۱] جو کیفیت
اس کو سمجھے[۲] گا کوئی مت والا

۱؎ ش، ت، ل جو ہے

۲؎ ل پوچھے گا

شعلۂ حسن سے دل کا مرے کاشانہ جلا
آہ[1] کیا آگ تھی[2] جس سے یہ صنم خانہ جلا

نالے کا اس دلِ دیوانہ کو مت کر سرگرم
دیر سے[3] گا بھڑکے دمِ سرد یہ ویرانہ جلا

رحم آیا نہ تجھے یار مرے جلنے پر
آہ سے[4] اپنی جلی شمع جو پروانہ جلا

سر پر آتشِ ہجراں یہ پڑا ہے دل میرؔ
پہنچنا[5] ہے تو پہنچ وانہ پری خانہ جلا

نکلے اس کے نہ بجھانے کو کسی کے آنسو
حیف صد حیف ترا سوزِ غریبانہ جلا

---

[1] ع ہائے
[2] ک، ث آہ
[3] ع، ل دیر سے ہے
[4] ش، ک، ل، د اپنی سے
[5] ا پہنچتا

بات سنتے[1] ہی اکڑ کر تو چلا — دل تو میرا پھینک[2] دے ظالم جلا

یوں تو میں کب ہاتھ آتا تھا ولے — چھلے[3] بازی نے تری دل کو چھلا

ایک دن اس کو اکیلا دیکھ کر — اپنے دل کی آرزو کہتا چلا

ایک بار[4] پاؤں چھونے دے مجھے — دونوں ہاتھوں سے میں[5] تیری لوں بلا

گھور کر کہتا ہے کیا اے لو غضب — یہ بڑھاپے[6] پیٹا نکلا من چلا

چل ترے ہاتھوں کو میں صدقے کروں — اپنی قینچی[7] سے ترا کاٹوں گلا

تو نے منہ دیکھا نہیں ہے سروتہ کا
ایک اُف کرنے میں وہ دے گا جلا

---

[1] ع کہتے ہی

[2] ن پھینکتے جاؤ

[3] ع چھلہ

[4] ن یعنی اپنے

[5] ع تری میں

[6] ن بوڑھا پہ بیٹا

[7] ع کُنجی

یارو دوڑو عشق آتا ہے چلا — دل کو میرے تم کہیں رکھیو چھپا

اسے وہ آ پہنچا نہ آیا کوئی حیف — لے گیا دل لے گیا دل لے گیا

میں نے تیرا کیا کیا تھا اوکٹر — پاؤں پڑتا ہوں ترے میں مان جا

زندگانی کا حاصل ایک دل — سو بزور اگر اسے تو لے چلا

میں نے صورت بھی تری دیکھی نہیں — تو نے مجھ سے بیر یہ کب کا لیا

رحم میرے حال پر کر پھیر دے — میں ترے قربان ظالم پھینک جا

ایک تو میں آہ بڈھا ناتواں — دوسرے تو نے مجھے تنہا کیا

آ زبردستی غریبوں پر نہ کر — اس کا دل لے ہو جو تیرا آشنا

کون سے محبوب کر دو گے اسے
مجھ سے اپنے دل کا کہو رے مدعا

ن

لہو سا اگر پڑا کچھ جس گھڑی عاشق کا دم نکلا
وہ تھا لختِ جگر یا خونِ دل آنکھوں سے جم نکلا[۱]

بغل کر بلبلِ اشک آنکھوں سے طوفاں کر چکا آگے
الٰہی خیر اس فتنے کا پھر یا پر قدم نکلا[۲] ،

میں اپنے دل کو اک مدت سے بیت اللہ سمجھا تھا
بتوں کر دو مبارک باد یہ بیت الصنم نکلا[۳]

فلک کیا کیا دلوں کی آرزوئیں تجھ سے نکلیں پر[۴]
ہمارے دل[۵] سے یاروں کی جدائی کا نہ غم نکلا

حقیقت دونوں عالم کی مجھے ہوتی ہے سب واضح[۶]
کروں کیا جام جم کو دل ہی میرا جامِ جم[۷] نکلا ،

سدا اے شیخ سمجھے[۸] تھا میں اپنے دل کو بت[۹] خانہ
جب اس کی کنہ کو پہنچا[۱۰] تو یہ بیت الحرم[۱۱] نکلا

یہاں تک خشک دہشت سے ہوا ہے جسم سنتے ہو
جگر دل کو نچوڑا تو بھی آنکھوں سے نہ نم نکلا۔

عدم کا نام سنتے تھے ولیکن کچھ نہ پیدا تھا
جب اپنے جسم میں ڈھونڈا وجود اپنا عدم نکلا

ہر اک خلقت میں اس کی قیس اور فرہاد سے لاکھوں[۱۲]
ولیکن سوز ساہی عاشقوں کے بیچ کم نکلا

۱ع عاشق سے

۲ع کر چلے

۳ک فتنہ نے کا (کذا)

ل فتنہ کا باہر پھر

۴ک میں دل کو اس مدت سے (کذا)

۵ش ک م ہیں

۶ش ایسے

۷ع منظور ہے سارا

۸ک اپنا

۹ یہاں "سمجھوں" کا محل ہے لیکن کوئی نسخہ مصرعے کی اس ساخت پر دلالت نہیں کر رہا — ۱۲

۱۰ع مے خانہ

۱۱م سمجھا

۱۲ش ک م بیت الصنم

۱۳ش ک ل ن قدرت

۱۴ع تو ہے کسوں کے بیچ

*

قضا را وہ قاتل ادھر آن نکلا | کہ لینے کو اس کے مرا جان نکلا
کھڑا نعش پر میری کے بولا کہ ہے ہے | یہ کشتہ تو کچھ جان پہچان نکلا
چھری لے کے اس بعد سینے کو چیرا | تو دل کی جگہ خشک پیکان نکلا
پٹک سر کہا: "ہائے میں نے کیا کیا" | میں سمجھا تھا کچھ یہ مری جان نکلا
مرا کشتہ ایسا تو ہے جس کی خاطر | یہ خورشید پھاڑے گریبان نکلا
ہر اک گرچہ عاشق ہزاروں ہیں لیکن | مرے سوز سا کون بے جان نکلا

کھڑے سے رہنے والو مگر سوز ہے یہ
بھلا اس کے دل کا تو ارمان نکلا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء

۱ ش کہ لگا کہنے کیا چوکتا ہوں
ع " لگا کہنے میں نے کیا کیا
ن سر " " "
م کہ " کیا چوک ہوئی
ک، ت، ل " " " " " ہے

۲ ش، ک، ت، ل، ن، ب، و: آدم یہ انسان نکلا ۲۔ ۱ و۔ ب، ج، خ، ی: بھلا سوز
۳ ک: کہ کچھ یہ تو انسان نکلا
۴ ن: ہیں لیکن
۵ ل: کھڑا

* جگر سے آہ دل سے نالہ سینے سے فغاں نکلا
سرائے تن سے کیا[۲] حسرت زدوں کا کارواں نکلا
سحر رکھ تیغ کاندھے پر جو وہ دامن کشاں نکلا
لب ہر زخم سے اس وقت سوئے الاماں نکلا
وہی دل جو مرے[۳] پہلو میں تھا اب عرش اعظم ہے
خدا[۴] کے واسطے دیکھو کہاں سے جا کہاں نکلا
غریب و ناتواں میں نے سمجھ کر دل کو پالا تھا
سو یہ خنداں[۵] بھی میرے حق میں رستم داستاں نکلا
ہوا جب قتل دل تو اشک آیا اس کے رونے کو
جگر سے ہو کے ماتم دار فریاد و فغاں نکلا
ہمیشہ عاشق صادق جو اپنا[۶] مجھ کو کہتا تھا
سو بھاگے[۸] سے بدگویوں کے وہ بھی بدگماں نکلا
جگر سے آ گلو میں اور گلو سے لب پہ آ ٹھہرا[۱۰]
بھروسا تھا بڑا نالے کا سو[۱۱] بھی ناتواں نکلا
تمھاری رات کی وہ بات سب پر سہہ گئی[۹] بدشن
خدا کے واسطے جوں شمع مت میری زباں نکلا

سنا تھا سوز کو میں نے کہ بوڑھا مضمحل ہے وہ
جو دیکھا آج جا کر تو وہ یہ گھٹا جواں نکلا

اختلافات ←

یہ غزل ق میں دوبار درج ہے پہلے، شمار ۱۳۱ پر اور پھر ۲۱۳ پر، دونوں متون میں نہ صرف بعض اختلافات ہیں بلکہ تعداد اشعار بھی مختلف ہے، پہلا متن چھ اشعار پر اور دوسرا متن نو اشعار پر مشتمل ہے۔ پانچواں، ساتواں، آٹھواں اور نواں شعر پہلے متن میں نہیں ہے۔ ذیل کے حواشی میں ن-۱ سے پہلا متن مراد ہے۔ ۱۲

۱ ل — سر اپنے

۲ ع — کیا کیا غم زدوں

ن-۲ — یوں

۳ ش — تر ے

۴ ل — سمجھ کر دل کو پایا لڑتا (شک)

۵ ل — سو یہ خندا بلی میرے حق میں رسم داستاں نکلا (شک)

۶ ن-۱ — خندا

ک — خندہ

ش — چنداں

۷ ن-۱، ل — سمجھے تھا

۸ ن-۲، ل، ک، ش — بھگا تے

۹ ن-۱، ل، س — ناگردوں، نہ س: اٹھا، لہ ن ۲ — یہ

* متن میں اس غزل کا پہلا چھٹا اور ساتواں شعر موجود ہے اور ان میں مطلع کی صورت یہ ہے سہ
سحر سے آہ نکلی رنگ بلبل سے فغاں نکلا — چمن سے جمع ہو حسرت زدوں کا کارواں نکلا
بگمان غالب یہ شعر کی ابتدائی شکل ہے اور اوپر متن میں مندرج مطلع اس کی نظر ثانی شدہ شکل ہے۔

مجھ عبد سے کام کچھ نہ نکلا
یارب یہ غلام کچھ نہ نکلا

لی شکلِ نگیں میں روسیاہی
پر حیف کہ نام کچھ نہ نکلا

چہرے سے ترے خجل ہو شب ماہ
آدھا نہ تمام کچھ نہ نکلا

وہاں دست و دہن سے تیرے قاصد
نامہ نہ پیام کچھ نہ نکلا

جز شستِ پیر اپنے مجھ کو صیاد
آخر تہ دام کچھ نہ نکلا

دل ٹوٹ گیا ز دستِ ساقی
بودا تھا یہ جامؔ کچھ نہ نکلا

ہے لعلِ سرشک کیا ہی غمّاز
یہ تخم حرام کچھ نہ نکلا

عاشق تو کہا ہے ہم بھی لیکن
عُشاق میں نام کچھ نہ نکلا

بوسہ ہے بعید اس سے ملنا
جس لب سے کلام کچھ نہ نکلا

دیکھا میں ترا جو سوز دیوان
جز عشق کلام کچھ نہ نکلا

له ن خام

گردن نہ ماریو مجھے پر کاٹیو گلا[1]
تو مرتے مرتے اور تجھے دیکھوں بھلا

بے جرم گرچہ خوب[2] نہیں قتل جانِ من
پر خون مرا حلال[3] ہے جلدی چھری چلا

ڈبکانا[4] اس طرح کا[5] نہیں خوب میری جان
مجھ کو دکھا کے تیغ کسے ناز سے چلا

سچ کہتے ہیں کہ عشق ہے دشمن جان کا
دیکھو نہ میرے پاس سے جی لے ہی کر ٹلا

مت روزِ عید[6] سوز کو اپنے گلے لگا
تو جانتا ہے عاشقوں کے فن کو کیا بھلا[7]

---

۱ ع ہاں

۲ ع قتل کسی کا گناہ ہے

۳ ل مباح

۴ ش دھمکانا

۵ ع تو

۶ ش روزِ غیر

۷ ع ڈلا

م ل ا ک بلا

جلانا ہی مرے مُردوں[1] کا جانا ‏ ‏ ولیکن دردؔ کا دَرمَاں نہ جانا

جَلا ہوں آج میں مرنے کو یارو ‏ ‏ مجھے کچھ اور تہمت مت لگانا

میں مرجانے کو خود تیار ہوں جان[2] ‏ ‏ ولے مُردوں کا کیا ہے آزمانا

لگاتا ہے اب ہر دم جو پھرے ‏ ‏ مجھے جانا ہے کیا تُو نے دوانا

ق

جہاں میں آشنا کوئی نہ پایا ‏ ‏ جسے دیکھا اُسے پایا یگانا

ملا بھی کوئی تو اپنی غرض کا ‏ ‏ اسے واجب ہوا میرا لگانا[3]

ق

پڑھیں دو چار بیتیں خوش دلی[4] سے ‏ ‏ تو سُن سُن کر انھوں نے یہ نہ جانا

کہ اپنے کون[5] ان میں ہیں بہتر کون ‏ ‏ مگر[6] سہم انھیں گردن ہلانا

نکالا سوزؔ کو کس جا سے یارب ‏ ‏ کدھر لایا اب اس کو آب و دانا

نصیبوں میں ترے[7] یہ ہی لکھا تھا

پڑھا کر سوز بیتیں عاشقانہ

---

۱ ا ل — کو

۲ ک — تیار ہو چل

۳ ا — ستانا

۴ ا ل — بے دلی

۵ ل — کون ہے اس میں بہتر کون

۶ شن ا، ل — مگر بے سن انھیں گردن ہلانا
شن م — مگر سہم سے
ع — مگر بے سہم انھوں کو سر ہلانا

۷ شن و — مرے

چلے ہو کس طرف یک بارگی[1] منہ موڑ کر جانا
یہ کس مشرب[2] میں ہے جلتوں[3] کو روتا چھوڑ کر جانا

جو بیداری میں جاؤ گے تو میں جی کر کروں گا کیا
اگر جانا[4] ہی ہے تو مجھ کو سوتا چھوڑ کر جانا

جو دل تھا سو تو اس کو لے چلے، باقی رہیں آنکھیں[5]
انھوں کی بھیک کا کاسہ[6] بھی ظالم پھوڑ کر جانا

تمنا، آرزو، امید، حسرت، پیش کش[7] تیری
رہا اک رشتۂ الفت اسے مت توڑ کر جانا

نہ ہو گا قاعدہ داں عاشقوں میں مجھ سا بھی کوئی
جب اس کے آگے جانا ہاتھ دونوں جوڑ کر جانا

بوقتِ نزع بولا سوز[8] مر کر تجھ کو گھوروں گا
اسی[9] سے ہو سکے یہ مرتے مرتے ہوڑ کر جانا

نسخۂ ق میں اس غزل کی ردیف جاناں سمجھ کر اسے ردیف نون کی غزلیات میں درج کر دیا گیا ہے جبکہ نسخۂ آ میں یہ غزل ردیف الف اور نون دونوں میں شامل ہے۔ پہلے اندراج (صفحہ ۱۹۸) میں غزل کی ردیف جانا اور دوسرے اندراج (صفحہ ۲۶۲) میں جاناں ہے۔ دوسرے اندراج میں بتایا گیا ہے کہ یہ غزل م میں نہیں ہے جبکہ نسخۂ ق ہی کا پہلا اندراج م اور ع دونوں کا جامع ہے۔ ۲

[1] ن، ا۔۱ یک بار منہ کو موڑ کر جانا
ا۔۲ چلے اب کس طرف یکبارگی ۔۔

۲؎ ا-۲ مذہب

۳؎ ا-۱ چلتوں

۴؎ ل، ا-۱، ا-۲ جاناہی

ک جاناہی

۵؎ ا-۲ جو دل ہے سو تمھارے ساتھ جاوے گا رہیں آنکھیں

۶؎ ا-۲ بھی پیارے

۷؎ ک میں یہاں جانا اور مصرعہ ثانی کے آخر میں تری درج ہے لیکن دونوں کی باہم تبدیلی کے لیے ان پر بالترتیب ع اور م کے نشانات لگا دیے گئے ہیں۔ ۱۲

۸؎ ا-۲ مرکر تجھ کو گھورے گا

ل خاک ہو کر میں بیٹھوں گا دکدام

۹؎ ل اس کا کام ہے جو مرتے مرتے چھوڑ کر جانا ۔

یہی میں پوچھتا ہوں تجھ سے جانا | کہ سوتوں کو ہے حاصل کیا جگانا
پڑا سونے دے تا روزِ قیامت | جو چونکاہیں[1] جگائے سے دوانا
تو اپنے سر کو ٹکرا[2]ئے گا اٹھتے | نہ دیکھے گا یہ اپنا[3] نے بگانا
کسی کے دوڑ کر پھاڑے گا کپڑے | کہے گا مجھ کو اس کا گھر بتانا
کسی کے پاؤں پر سر رکھ کہے گا | کہ مجھ کو ذبح[4] کر کے یاں سے جانا
تماشا[5] تجھ کو یہ اچھا لگے گا | بھلا لگتا ہے[6] کیا یہ مسکرانا

بچارے سوز کے پیچھے نہ پڑ جان
کہیں جا اور کر اپنا ٹھکانا

★ ن میں اس غزل کی ردیف جاناں بنا کر اسے ردیف نون کی غزلیات میں درج کیا گیا ہے۔ اور آ میں یہ غزل ردیف الف اور نون دونوں میں درج ہے۔ اول صفحہ ۱۴۸ پر اور پھر صفحہ ۲۶۱ پر۔ دوسرے اندراج میں مطلع ردیف ن کے تحت اور باقی اشعار ردیف الف کے تحت ہیں۔

۱۔ ا-۲
۲۔ ن: ٹکرٹے (کذا) پڑ — ن میں ردیف الف کے تحت یہ غزل دوبار درج ہے پہلے صفحہ ۳ پر شمار ۱۰ اور پھر صفحہ ۵۰ پر شمار ۱۶۴
ک ش: ٹکرا دے گا اس سے
ا: ٹکرائے " "
۳۔ ا-۲: نہ بے گانا
۴۔ ن، ا-۱، ا-۲: ذبح کر کر
۵۔ ا-۲: یہ تجھے
۶۔ ک ش: یہ کیا

جہاں جانا ہے اے دل ساتھ اپنے مجھ کو لے جانا
نہیں تو تیری فرقت سے میں ہو جاؤں گا دیوانا

اے بھائی جانے والے بات کچھ کہتا ہوں سنتا جا
خدا کے واسطے کا کام ہے اک دم ادھر آنا

جہاں رہتے ہو تم واں اک بڑا خونخوار رہتا ہے
اگر اس سے ملے تو یہ میرا پیغام پہنچانا

کہ تیرا بندۂ دل سوز بن تیرے سسکتا ہے
جواب ملتا نہیں تو بعد مُردن جا کے گڑ وانا

وہ البتہ بُرا کچھ مُنہ سے فرماوے گا چپ رہنا
وگر وہ مار بیٹھے میری خاطر مار بھی کھانا

خدا کے واسطے پرمرد اپنی جان دیتے ہیں
جو سختی کچھ کرے للہ تم اس کو سہہ جانا

کہاں تک جان اپنی کھوئے گا اے سوز اٹھ بھائی
وہاں اب جا کے بس تو کوئی جس جا ہو نہ بیگانا

بندے ہیں اس کے بیہوش و دانا　　لیکن خدا کو کس نے ہے جانا
اللہ باقی من کل فانی　　غافل ہے جیتا سارا زمانا
مسجد میں ٹھہرے یا میکدے میں　　زیر زمیں ہے سب کا ٹھکانا
اس جسم کے ساتھ ہے سب یہ لذت　　جو پوچھے اگر اپنا بگانا
ورنہ کہاں روح کو ہے یہ لذت　　اس جا کہاں ہے کھانا بگانا
دو چار دن کو یاں بھیجتے ہیں　　یعنی یہ کھا دے کچھ اب و دانہ

چل سوز یاں سے جلدی کہیں تو
جس جانہ ہو[۱] [کوئی اپنا بگانا]

---

۱ ن　　ہو دے کوئی بگانا

مری لوحِ مزار اوپر لکھانا — کہ مت کوئی کسی سے دل لگانا

میں اپنے دل کو کہتا تھا کہ بر عشق — نہ مانا آخرش اس نے نہ مانا

توقع اور سے کیا کیجئے ہائے — جو اپنا دل ہی پھر جاوے بگانا

کوئی سنتا نہیں احوال ہے ہے — خداوندا یہ کیسا ہے زمانا

مجھے کہتے ہیں سب بے درد غمگیں — بھلا جی عشق کا غم کس نے جانا

اگرچہ گور میں راحت نہیں کچھ
ولیکن سوز تو خوشیوں سے جانا

ہُوا دِل کو میں کہتے کہتے دِوانا — پر اُس بے خبر نے نہ مانا نہ مانا

کوئی دم تو بیٹھے رہو پاس میرے — سُنو![1] ہم بھی چلتے ہیں ٹک رہ کے جانا

گیا ایک دن اس کے کوچے میں ناگہ — لگا کہنے چل بھاگ بے پھر نہ آنا

ہماری یہ اُلفت، بتوں[2] کی یہ نوبت — بھلائی کا سچ[3] ہے نہیں یہ زمانا

دِوانے کا بکنا نہیں معتبر ہے — مری بات[4] تم دل میں ہرگز نہ لانا

مجھے تو تمھاری خوشی چاہیے ہے — تمھیں گو[5] ہے منظور میرا کُڑھانا

کہاں ڈھونڈوں[6] یارب، کدھر جاؤں ہے ہے
کہیں[7] سوز کا میں نہ پایا ٹھکانا

---

[1] ع میاں میں بھی چلتا ہوں

[2] ع بُتاں

[3] ع کچھ بھی نہیں ہے

[4] ن خاطر میں تم کچھ نہ لانا

[5] ع گر ہے منظور میرا کڑھانا (کذا)

[6] ع ہے ہے کدھر جاؤں یارب

[7] ع دل کا پایا نہیں میرے ٹھکانا

ہے بلبل عاشقِ گل شمع[1] پر عاشق ہے پروانا

مرا مجنوں ہے اپنی ذات کی لیلیٰ کا دیوانا

خیال اس میں جو دیکھا میں تو کس کس مہروش کا ہے

غرض کہنے میں تو یہ دل ہے لیکن[2] ہے پری خانا

جو کہیے حالِ دل اپنا تو اس کو نیند آتی ہے

ہماری سرگزشت اس شوخ کو گویا ہے افسانا

دلِ مسکیں مرا رہتا ہے اُس[3] کی زلف میں اُلجھا

خدا کے واسطے ظالم نہ کھو زلف کو شانا

ہزار افسوس ہے اے سوز اتنی بندگی پر بھی

رقیبوں کو وہ اپنا جانتا ہے مجھ کو بیگانا

---

[1] ش شمع پر مائل

ل شمع پروانا ہے پروانا

[2] ا ولیکن (کذا)

[3] ل اس کے ناز میں

محبت میں نہیں ہے ناصحا[1] کچھ اختیار اپنا

نہیں تو دیکھ سکتا ہے کوئی یہ حالِ زار[2] اپنا

خیالِ زلف و رُخ میں رات دن اپنا[3] گزرتا ہے

اسی[4] عنوان سے کٹتا ہے[5] اب لیل و نہار اپنا

کسی کو پھل، کسی کو پھول بخشا[6] باغ میں جا کر

چلے جب واں سے تب نرگس کو بخشا[8] انتظار اپنا

تجھے غیرت نہیں جو ہجر میری جان کھاتا ہے

کوئی بھی سونپتا ہے سگ کو اے پیارے[9] شکار اپنا

دلِ دشمن[10] تری ہم دوستی ہرگز نہ مانیں[11] اب

جو تو[12] سینے میں رہ کر دوست کہلا دے[13] ہزار اپنا

خوشی و خرمی لیتا گیا ساتھ اپنے وہ ظالم

غم و اندوہ اس[14] دل بیچ چھوڑا یادگار اپنا

نہ پوچھو مجھ سے اے یارو[15] دماغ ان سادہ رویوں کا

سکندر کے[16] تئیں سمجھیں ہیں[17] یہ آئینہ دار اپنا

کہا آتش روز میں دے کر قسم اس کو، سمجھے[18] ہے

میاں[19] غیروں کی نسبت سوز کو تو غم گسار اپنا

لگا کہنے کہ اب سچ ہی کہوں کیا بات ہے اس کی

یہ دولت خواہ اپنا[20]، فدوی اپنا، جاں نثار اپنا

←

۱	ع	اے ناصحو
۲	ع	یوں
۳	ع	ہم کو
۴	ن	اس
۵	ل	ہے یاب ...
	ع	میاں
۶	ا	بخشے
۷	ع	اس نے
۸	ک	نے بخشا
	ا	کو سونپا
۹	ا	ناداں
۱۰	ع	میں تیری دوستی ہرگز نہ مانوں
۱۱	ل	ماسے
۱۲	ع	اگر سینے میں گُھس کر
	م	جو سینے میں تو رہ کر دوست
۱۳	ن	کہلاے
۱۴	ع	مرے دل میں
۱۵	ک، ا، ل، ش	یاراں
۱۶	ع	سکندر کو تو بوجھے ہیں یہ ایک آئینہ دار اپنا
۱۷	ل	یک
	ش	ایک
۱۸	ع	سچ کہو
۱۹	ع	کبھی تو ستونہ کو بن جاتا ہے
۲۰	ع	یار اپنا

کہتی ہے میرے قتل کو یہ بے وفا حنا
پوچھو اس سے[1] ٹک کہ ان نے تیرا کیا کیا حنا

پیارے شعور چاہیے تزئین کے لیے
تھا مستحق[2] یہ خون مرا یا بھلا حنا

گر قتل کر کے خون چھپا دے ہے تو مرا
دو چار دن نہ ہاتھ کو اپنے لگا حنا

آسانِ قتلِ بیگنہاں سے تو در گزر
رہتی نہیں ہے ہاتھ میں پیارے سدا حنا

تو سوز پائے بوس کی حسرت میں[3] نت رہا
لوٹے ہے اب تو ہاتھوں کا اس کے مزا حنا

---

۱ ن — اس سے تو کر
۲ نسخۂ ک ۔ ا ۔ ل — مستحق خون
۳ ن ک ۔ م ۔ ل — سے درگزر

دیکھ کر جو تر گئے ہیں تیرے پوروں پر حنا

باندھیو ہاتھوں میں جا کر ان کے گوروں پر حنا

دست رنگینی[1] کی تمہارے دھوم ہے چاروں طرف

ان دنوں آفاق میں[2] ہے زور شوروں پر حنا

بے گراں ہے عہد میں اس یار فندق بند[3] کے

ہاتھ آئی ہے جہاں میں اب کروڑوں پر حنا

یوں لگا فندق ترا اے مشاطہ اس کے ہاتھ میں

اس صفائی سے لگے ہرگز نہ ڈوروں پر حنا

دل نہ دوں اس کو سو یہ[4] طاقت بھی اب مجھ میں نہیں

کیا کروں اے سوز ہیگی اب تو زوروں پر حنا

---

[1] ک ث — رنگی

[2] ل — پر ہے روز

ک ث — میں ہے روز

ن — " " زوروں شوروں

[3] ش — فندق ناپید

[4] ک ث — تو

ش — یہ طاقت بھی تو اب

رات نالہ میں کیا یار سُنا یا نہ سُنا
بہہ گئے آپ سے ہم گُفتار سُنا یا نہ سُنا

ناصحا! حالِ دلِ زار سُنا یا نہ سُنا
رات کہہ ہم سے تُو اے یار سُنا یا نہ سُنا

اشکِ خونیں سے ترے ہجر[1] میں داماں میرا
ہو گیا تختۂ گُلزار سُنا یا نہ سُنا

حالِ مدّت سے مرا گوش زدِ عالَم ہے
تُو نے کیا جانے ستم گار سُنا یا نہ سُنا

حال کہنے سے تو خوگر ہوں میں اپنا تجھ سے
اِس پہ موقوف ہے کیا یار سُنا یا نہ سُنا

باز[2] رونے سے نہ آؤں گا میں ناصح پھر[3] سے
میں کہا تجھ سے بتکرار سُنا یا نہ سُنا

شرحِ حالِ دلِ عاشق وہ سُنے کیا اے سوز
اُس سے[4] مت کر تو یہ گفتار سُنا یا نہ سُنا

---

۱ ۔ ا   تختۂ داماں میرا
۲ ۔ ش ن ک   یار رونے سے نہ آوے گا
۳ ۔ ن   ہرگز
۴ ۔ ن ۔ ا   اے ستم گر
ک   اے ستم گار

پہلے کہتے تھے کہ ہاں ہے[1] سوز اچھا آشنا
اب لگے کہنے کہ کیسا سوز، کس کا آشنا

کون سنتا ہے کسو[2] کا حالِ دل، کس سے کہیں
سچ ہے دنیا میں نہیں کوئی کسی کا آشنا

جب تلک تھے[3] کرّ و فر کہتے تھے ہم مخلص ہیں تیرے[4]
جب کبھی وہ[5] آگئی پھر کون کس کا آشنا

آشنا ظاہر کے لاکھوں جس کو کہیے ہر شکیں[6]
لیک باطن کا[7] نہیں جز حق تعالیٰ آشنا

سو تو ہم اِس نام سے بھاگے پھریں ہیں لاکھ کوس
نفسِ کافر کو سمجھتے تھے[8] ہم اپنا آشنا

حیف کیا باطل گئی[9] اوقات اپنی عمر کی
ہائے اِس دشمن کو جانا اپنا پیارا آشنا

اے[10] خدا اے جرم بخشا اے علیم و اے خبیر
مرتے مرتے تو بھی کر اپنے در کا آشنا

آخرش تو نے مجھے پیدا کیا ہے خاک سے
خاک ہوں[11] مجھ کو نہ کر تو اب کسی کا آشنا

۱۔ ن، ز، ل، ش : ہاں
۲۔ ن : کسی کی (کذا)
ش، ک، ل : کسی کے

←

---

٢ ش ں ل	تھا
ل	زیب دو کہتے ہیں ہم مخلص تھے پر (کذا)
٤ ک ت	سب
٥ ک ت	پر آگئی
ل	وہ ہو گیا پھر کونسا تھا
ل	وہ آگئی پھر کونسا تھا
ش	کہیں وہ ہو گیا (کذا)
٦ ش ں ل	ہو سکے
٧ ن و ل ش	میرے
٨ ش ں ک ا ل	ہیں
٩ م	گئی
١٠ م	اے خدا ے جرم بخشا
ع	" " بخش اے خالقِ ارض و سما
١١ ش ں ل	تو اب نہ کر مجھ کو کسی کا
م	مجھ کو نہ کر اب تو کسی کا

بلبل کہیں نہ جائیو زنہار دیکھنا ۔ اپنے ہی مَن[۱] میں پھول[۲] کے گلزار دیکھنا

نازک ہے[۳] شیشۂ دلِ عاشق سنبھالیو ۔ غم سے بھرا ہے اے مرے غم خوار دیکھنا

شکوہ عبث ہے یار کے جوروں کا ہر گھڑی ۔ غیروں کے ساتھ شوق سے ہر بار دیکھنا

جو جو سنا ہے کان سے، دیکھا ہے آنکھ سے ۔ چپکا ہی رہیو اے لبِ اظہار دیکھنا

سودا کی بات بھول گئی تجھ کو سوز واہ

"جو کچھ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا"

۱۔ ع ۔ دل

۲۔ ن ۔ پھر لے گی

۳۔ ع ۔ دل نہیں ٹھانا اسے کہیں

ہے جیتے جی تو مجھے کوئے یار میں رونا
مرے[1] کے بعد رہے گا مزار میں رونا

بھلا میں کیونکہ کروں ضبط ناصح بے درد
نہیں ہے دل کے مرے اختیار میں رونا

جو چھپ کے رات کو شبنم چمن میں روئی تو کیا
مجھے تو ایک سے لے کر[2] ہزار میں رونا

نہ غم خزاں کا مجھے نے بہار کی شادی
خزاں میں[3] خاک ہے سر پر بہار میں رونا

تو روزِ وصل ذرا اے سوز اپنے آنسو پونچھ
ابھی بہت ہے تجھے ہجر یار میں رونا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ/ ۸۴-۱۷۸۳ء

۱ـ ش، ن، ک، ل، م، ن: رہے گا مرگ کے بعد از

۲ـ ش، ن، ا، ل: تا

۳ـ ل: خزاں ہے خاک میں ...

زباں سے حالِ دل اپنا کہوں یہ تو نہیں ہوناؔ[1]

ہنسی آئی ہے مجھ کو پر چھپتے ہو کیا مرا رونا

کہاں کا ابر کس کی برق کیوں باتیں بناتے ہو

جھمک جاتا ہے اس چنچل کے معجر کا کہیں کونا

زبان شیریں، تبسم میں نمک یک جا عجائب ہے

بہت مدت سے سنتے تھے مزا ہے سو ہے سٹو لونا

محبت کا ثمر ہوتا ہے غم سنتے ہو اے یارو

خدا کے واسطے یہ تخم صحنِ دل میں مت بونا

تماشا سوز کا تو دیکھو تو اب آنکھ لگنے پر

کہاں ہے دن کا وہ آرام اور راتوں کا وہ سونا

---

[1] ن ہوناں

یہ غزل ن میں ہے اور وہاں ردیف ں میں شامل کی گئی ہے۔ ہم نے املائی فرق کے باعث اس کی ردیف سے نونِ غنہ خارج کر دیا ہے اسے ردیف الف میں شامل کیا۔ ۱۲

زباں سے ہو سکے کب دلربا تیری ثنا کہنا
مگر مکھڑے[1] سے کو تیرے گھورنا اور واہ وا کہنا

قیامت تک نہ بھولے گی ہمیں[2] اُس آن کی لذت
ہمارا ہنس کے جی دینا تمھارا[3] مرحبا کہنا

سنو اے اشک و آہ و نالہ و فریاد و واویلا
جو اُس[4] کوچے تلک پہنچو تو میری بھی دعا کہنا

سُن[5] اے قاصد! کبوتر کی طرح تو بھی نہ مر رہیو
جو تجھ سے سب[6] حقیقت کہہ نہ آوے کچھ تو جا کہنا

سبھوں کے روبرو کہنا فلانا ہے[7] مرا عاشق
سنا سب[8] کیا ہے پیارے ایسی باتیں برملا کہنا

تجھے کہتا ہوں میں اے سوز اس قاتل کی محفل میں
اگر احوال میرا سب نہیں تو کچھ تو جا کہنا

---

* زمانۂ تخلیق — قبل از ۱۱۸۸ھ/ ۷۵-۱۷۷۴ء

[1] ع — صورت کو تیری دیکھنا
[2] ع — میاں
[3] ع — و تیرا مرحبا کہنا
م — تمھارا واہ وا
[4] ع — کے کو تلک
[5] ع — بس اے
[6] ع — کچھ حقیقت
[7] ع — کہ تیرا سوز ہے
[8] ع — نہیں ہے پیارے (کذا)

* ل میں پہلے تین اشعار ردیف نون میں درج کر دیے گئے ہیں۔

عاشق ہوا، اسیر ہوا، مبتلا ہوا | کیا جانیے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا

سرِ عشق ظلم تم نے کیا مجھ کو واہ واہ | تقصیر یہ ہوئی کہ ترا آشنا ہوا

دل تھا بساط میں سو کوئی اس کو لے گیا | اب کیا کروں گا اے مرے اللہ کیا ہوا

پاتا نہیں سراغ کروں کس طرف تلاش | دیوانہ دل کدھر کو گیا آہ کیا ہوا

لاکھوں ہی دل پھنسے ہیں ہر اک تارِ زلف میں
ہر موئے زلف حق میں مرے اژدہا ہوا

زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء

ـہ ع ـــے

*رسوا ہوا، خراب ہوا، مبتلا ہوا
وہ کون سی گھڑی تھی کہ[۱] دل سے جدا ہوا

ہر آن تیغ و تیر کے رہتا[۲] ہے سامنے
یہ خون گرفتہ تجھ سے بھلا آشنا ہوا

گالی سے آشنا کبھی[۳] نہ تھا مارے شرم کے
اب تو[۴] وہ قتل کرنے کو لوبھا ہوا

وہ مجھ کو منہ دکھاتا[۵] تھا کاہے کو سچ کہوں
چھپ کر تبسم کا دیکھنا مجھ پر بلا ہوا

سینہ میں جب تلک تھا مجھے دل کی تھی خبر
کیا مجھ سے تو پوچھتے ہو خدا جانے کیا ہوا

ق

خاطر کہا کسی نے کہ[۶] تو سوز بھی موا
کہنے لگا کہ پنڈ تو چھوٹا بھلا ہوا

** [۷]تیر اتنی بات کہتے ہی رو کر کہا کہ حیف
توتا ہمارا اڑ گیا کیا بولتا ہوا

---

۱ ل — جس سے
۲ ن، ک — ہوتا
۳ ا — جو
۴ ا — قتل کو ہمارے وہ یوں
ش — قتل کرنے کو تو
۵ ا — دیکھتا تھا
۶ ل — تو
۷ ع — منہ سے تو یہ نکالا وہ لے رو کے یہ کہا
ک، ث — پھر اتنی بات کہہ کے لگا رونے کہنے آہ
ن — پھر اتنی بات کہہ کے یہ بولا ہزار حیف

★ رجب علی بیگ سرور نے جو مرزا خانی نوازش تلمیذ سوز کے شاگرد ہیں "فسانۂ عجائب" میں اس شعر کو میر سے منسوب کرتے ہوئے اس طرح لکھا ہے :

رسوا ہوا، خراب ہوا، مبتلا ہوا　　کیا جانیے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا

فسانۂ عجائب ص ۹۴

میر سے اس شعر کا انتساب درست نہیں جیسا کہ بعد ازاں خود فسانۂ عجائب کی اشاعت مطبع مصطفائی ۱۲۶۲ھ میں اس کا انتساب سوز کی جانب کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں شعر میں بھی خلل واقع ہوا ہے کہ اس میں سوز کے دو مختلف مطلعوں کے مصرعے ملا دیے گئے ہیں (دونوں غزلیں اسی ردیف میں موجود ہیں)۔ پہلی غزل کا مطلع :

رسوا ہوا خراب ہوا، مبتلا ہوا　　وہ کونسی گھڑی تھی کہ دل سے جدا ہوا

اور دوسری غزل کا مطلع ہے :

عاشق ہوا، اسیر ہوا، مبتلا ہوا　　کیا جانیے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا

یہ غزلیں آب حیات (ص ۲۰۰) جواہر سخن (ج ۲ ص ۵۹۴) اور خم خانۂ جاوید (ج ۴ ص ۲۷۷) وغیرہ میں بھی موجود ہیں

★★ سرور نے (محولہ بالا ص ۱۸۱) اس شعر کو انشاء اللہ خان انشا سے منسوب کیا ہے لیکن یہ انتساب بھی درست نہیں – ۱۲

دل کو کیجے قیدِ زنداں واہ وا — واہ وا زلفِ پریشاں واہ وا

ملک دل کو اس طرح سے لوٹیے — واہ وا اے شاہِ خوباں واہ وا

ابر کو دکھا دیا پل مار کے — واہ وا اے چشمِ گریاں واہ وا

ایک ٹھوکر پر کئی دل لوٹ ہو گئے — واہ وا سروِ خراماں واہ وا

یوں وفا کرتے ہیں بعد از مرگِ یار — واہ وا اے شمعِ سوزاں واہ وا

جس طرف دیکھا ادھر ہے داغ داغ — واہ وا دل کے چراغاں واہ وا

جان دینا سیکھ لے تجھ سے کوئی
واہ وا اے سوزِ بے جاں واہ وا

یارب کدھر گیا دل غم خوار کیا ہوا؟
ہر دم کی آہ سے مری بے زار کیا ہوا؟
مینائے دل جو ٹوٹا تو ٹوٹا بلا سے جان
ہوتا ہے کیف میں یہ مرے یار کیا ہوا
بے زار تو نہ ہووے تو پوچھوں میں ایک بات
ناخوش جواب ہے تو وہ تیرا پیار کیا ہوا
کُنجِ قفس میں تُو نے بسیرا لیا ہے حَیف
کیوں عندلیبِ زار وہ گُلزار کیا ہوا
آتی نہیں ہے سوز کی آوازؔ آج کل
کرتا تھا آہ آہ سو بیمار کیا ہوا

ؔ جو سدا ـ ع ؔ

دل کے ہاتھوں نپٹ[1] خراب ہوا — جل گیا، بھن گیا کباب ہوا

اشک آنکھوں سے پل نہیں تھمتا[2] — کیا بلا دل ہی دل میں آب ہوا

جن کو نت دیکھتے تھے آپ اُن کا — دیکھنا بھی[3] خیال و خواب ہوا

یار اغیار ہو گئے[4] اللہ — کیا زمانے کا انقلاب ہوا

سارا[5] دیوانِ زندگی دیکھا — ایک مصرع نہ انتخاب ہوا

سوز[6] بیہوش ہو گیا جب سے — تیری صحبت میں باریاب ہوا

سوز کچھ منہ بناتے آتا ہے
آج مجھ سے کا پھر[7] جواب ہوا

★ زمانۂ تخلیق : قبل از ۱۱۹۱ھ / ۱۷۷۷ء
[طبق س ، با استثنائے شعر پنجم و ششم]

۱؎ ن، ک، ع — بہت

۲؎ ش — تھمتی

۳؎ ش، ن، ل — ہی

۴؎ ک، ع — واللہ

ع — ہیہات

پانچواں اور چھٹا شعر س میں نہیں جبکہ ن اور ع میں موجود ہیں۔ س سے غالباً اختصار کے لیے یا نظر ثانی کے دوران خارج کیے گئے ہوں گے۔ ۱۲ واللہ اعلم

۶؎ ع — میں تو

۷؎ ش — یہ

* شہرتِ حسن سے از بسکہ وہ محجوب ہوا

اپنے مکھڑے سے جھگڑتا ہے کہ کیوں خوب ہوا

سن کے مرنے کو مرے دل میں نہ محجوب ہوا

بلکہ لوگوں سے یہ کہنے لگا ہاں خوب ہوا

ٹرکتا ہے جو کوئی رونے کو ڈر کے مارے

آنکھ اُٹھاتا نہیں کہتا ہوں کہ آشوب ہوا

مژہ خنجر ہے نگہ تیر ہے ابرو ہے تیغ

قتل کرنے کو مرے خوب یہ اُسلوب ہوا

اس ہمیر سے خجل ہوتا ہوں ہے ہے زکیبو

صبر میں سوز تُو تو بہ از ایوب ہوا

زمانہ تخلیق: قبل از ۱۱۶۵ھ/ ۵۲-۱۷۵۱ء

میر اور گردیزی نے اپنے تذکروں نکات الشعرا اور تذکرہ ریختہ گویاں میں شہرت کی جگہ شہرہ لکھا ہے۔ اگرچہ یہ محض اردو اور عربی کے املا کا فرق بھی ہو سکتا ہے مگر خود سوز نے اپنے خود نوشتہ نسخہ میں وضاحت سے "شہرت" لکھا ہے۔ میر کے تذکرے میں مصرع اولیٰ میں محجوب کی جگہ محبوب درج ہے لیکن اس ضمن میں نکات الشعرا کا نسخۂ پیرس زیادہ قابل اعتماد ہے کہ اس میں محجوب ہی لکھا ہے اور یہی سوز کے شعر میں ہے۔ اسی طرح مکھڑے کی جگہ دونوں تذکروں میں چہرے ہے جبکہ سوز نے مکھڑے ہی لکھا ہے

[نکات الشعرا مرتبہ عبدالحق کراچی ۱۹۷۹ء ص ۱۳۷ تذکرۂ ریختہ گویاں مرتبہ عبدالحق دکن ۱۹۳۳ء ص ۱۳۸]

یہ وضاحت اس لیے ضروری تھی کہ میر اور گردیزی کی پیروی۔ اکثر تذکرہ نگاروں نے کی ہے۔

قضائے کار صنم سے جو میں دو چار ہوا
لگائے یاں تئیں تیغے[2] کہ لالہ زار ہوا[3]

سوار جب تئیں دامن کا تھا موئے لڑکوں
خدا ہی خیر کرے اب تو نے سوار ہوا

مجھے جلاتے ہے اس غم سے اب تو آتش رشک
کہ کس کو دیکھ کے سیماب بے قرار ہوا

امید تھی کبھی دامن کو اس کے ہاتھ لگے
اسی امید میں میں مرگیا، غبار ہوا

مدام ہے اسے اب لالہ زار کی گل گشت
اسی خیال میں یہ سوز داغ دار ہوا،

---

[1] ع — گل
[2] آ ک — لگائیں یاں تئیں تیغیں
[3] ش — تیغیں

آئینے سے جو میں دو چار ہوا — سِرِّ مخفی سب آشکار[1] ہوا

تاجِدارا رِشت کہ قسم کھا تو — تیرے ٹکڑے کے میں نثار ہوا

آپ سے میں نہیں پہناتُن میں — کب مرا اِس میں اختیار ہوا

کیسی کیسی یہ باتیں کرتا تھا — سوز کے مُنہ کے میں نثار ہوا

اپنے مُنہ سے کہا کر سوز کو میں

مار ڈالوں کا جب سوار ہوا۔

---

[1] ڈک — سِرِّ مخفی آشکار ہوا۔

میں جس قدر کہ ترے جور سے فگار ہوا
شگفتگی سے جراحت کی نو بہار ہوا

سنا ہے جب سے کہ تو بھی غریب پرور ہے
تری دغا[1] کا تبھی[2] سے امیدوار ہوا

تری قسم ہے ذرا بھی نہیں ہے طاقتِ صبر
ادب کی راہ سے میں صاحبِ اختیار ہوا

[3] چھٹے گا صید دل اب کس طرح بھلا دیکھوں
سنا ہے میں نے کہ وہ طفل نے سوار ہوا

جو کوئی دیکھنے اوسے تو خاک میں مل جائے
صنم بہ سوز ترا کیسا خاکسار ہوا ،

۱؎ ع جفا

۲؎ ن جبھی

۳؎ ا ... کس طرح اب صید بھلا دیکھیں (دلدار)

بھلا ہوا کہ میں آفاق میں حقیر ہوا — نظر میں کوئی نہ لاوے گا بے نظیر ہوا

نہ بات پوچھی کسو نے کہ کون ہے کیا ہے — اگرچہ میں تو ہزاروں سے ہم صغیر ہوا

مجھے جو کھاتے ہو کھا جاؤں تجھ کو لقمہ کر — میں آدمی نہ ہوا نان اور پنیر ہوا

اگرچہ میں تو چھٹا جان دے کے قاتل کو — وے بزنگ حنا خون دستگیر ہوا

قسم خدا کی چھٹا دو جہاں کی قید سے سوز

تمھاری زلف میں جس روز سے اسیر ہوا

لہ ع — کسی سے کہ کوتہی کیا ہے

[۱] عاشقی سلسلۂ زلفِ گرہ گیر ہوا
عینِ آزادی میں پابستۂ زنجیر ہوا

اپنی آنکھوں میں تو پاتا نہیں کچھ[۲] نقش و نگار
ایک ہی نقش کا آئینۂ تصویر ہوا

بے پر و بالی سے محبوسِ قفس[۳] ہوں صیّاد
ورنہ دل تنگی سے اپنی ہی میں دلگیر ہوا

اس کو لگتے ہی مرا جان نکل سینے سے گئی
جانا میں پیکِ اجل مجھ کو ترا تیر ہوا

سو زدہ تھا کہ کھلے جس سے جہاں کے عُقدے
عاجزِ قوّتِ سرپنجۂ تقدیر ہوا

---

۱ ع عاشقِ زار ترا زلف گرہ گیر ہوا

۲ ن کچھ

۳ ع قفس

مرا قتل[1] کیا بے وفا نے نہ چاہا
وہ کب چوکتا تھا خدا نے نہ چاہا

یہ دل آشنا مجھ سے پھرتا مقرر
کسی تہ دلی آشنا نے نہ چاہا

جفا پر ارادہ کیا تھا صنم نے
بخیلی تو دیکھو جفا نے نہ چاہا

بڑا[2] داؤ تھا آج بر سے کا لیکن
کہوں[3] کیا حیا بے حیا نے نہ چاہا

ارادہ[4] کیا تھا نکل جاؤں یاں سے
میں کوسوں وفا کو وفا نے نہ چاہا

وہ[5] ملتا اگر کوئی مجھ[6] سے ملاتا
کسی یار نا آشنا نے نہ چاہا

لبوں[7] تک تو جی سوز لایا تھا جوں توں
قدر نے نہ مانا قضا نے نہ چاہا

---

[1] ن: اس
[2] ع: برا
ن: پڑا
[3] ن: وہ راضی ہوا تھا حیا نے نہ چاہا
[4] ل: جفائیں تری دیکھ کر ڈر کے چپکے — میں جاتا ولیکن وفا نے نہ چاہا
[5] ع: وہ مجھ سے ملا چاہتا تھا ولیکن
[6] ع: وہ البتہ اس سوز کو قتل کرتا
[7] ل: دیکھا

مروّت دشمنا غفلت پنا یا — اِدھر ٹک دیکھ لجو مُڑ کے آیا[1]

بہت چاہا تو بھی مجھ کو چاہے ہے[2] — ولے تو نے[3] نہ چاہا پر نہ چاہا

کٹی[4] اوقات سب باطل ہماری — خداوندا، کریما، بادشاہا

صرفت العمر فی لہوٍ ولعب[5] — فآھا ثم آھا ثم آھا

بھلا انصاف دل میں کر تو ظالم — کسی سے عہد بھی تو نے نباہا

بہت[6] تو چاہنے والے ہزاروں

و لیکن سوز نے اچھا نباہا

۱؎ ع — دیکھو لینا

ش — دیکھ لجو مڑ کے آیا

ن — " " مڑ گئے یا

۲؎ ع — وہ ہم کو بھی چاہیں

۳؎ ع — ان نے

۴؎ ع — یونہی کٹ جائے گی اوقات میری

م — گئی اوقات سب باطل ہماری

ش — کٹی اوقات یوں بے کل "

ل — " " " باطل "

۵؎ م، ک — فی لعب ولہو

۶؎ ع — بہت تھے آشنا تیرے بہت سے

گل تو جا تا رہا بہ خمار رہا | مفت میں دل مرا[1] فگار رہا
نقش پورا[2] پڑا ترے تن[3] کا | ماہ گردوں بہ نیم کار رہا
تجھ[4] بنا میرے تن میں میری جان | دل غم دیدہ زار زار رہا
میرے تھامے سے کب تھا دل زار | گو میں تھامے اسے ہزار رہا

در تلک تیرے جا کے پھر[5] آنا
سوز کا اب یہی شعار رہا

یہ غزل ن میں دوبار درج ہے پہلے صفحہ ۳۱ پر شمار ۹۸ کے تحت اور پھر صفحہ ۶۲ پر شمار ۲۰۴ کے تحت پہلے اندراج میں غزل چار شعروں پر اور دوسرے میں پانچ اشعار پر مشتمل ہے۔ ذیل میں پہلے متن کو ن-۱ اور دوسرے کو ن-۲ سے ظاہر کیا گیا ہے

[1] ل خراب
[2] ن-۲ پڑے
[3] ش من
[4] ن-۲ تیرے بن میرے تن میں میری جان / دل محروم زار زار رہا
[5] ن-۱ آکے

تری جان کو کب[۱] مرا غم رہا — رہا سو مرے جی[۲] پر اودھم رہا

تری بزم میں جب تلک میں رہا — مرا[۳] دل مجھی سے ہی برہم رہا

تری سرد مہری سے مانند برف — مرا اشک انکھوں پہ آ جم رہا

سلامت یہاں سے میں گھر جاؤں گا — یہی خوف[۴] ہر وقت ہر دم رہا

سرو سینہ ہی پر رہا ہاتھ بس — مرے[۵] گھر تو ہر روز ماتم رہا

ہوا خشک ایسا ترے خوف[۶] سے — نہیں نام کو آنکھ میں نم رہا

دیا تھا نہ دل جب تلک یار[۷] کو

جیا جب[۸] تلک سوز بے غم رہا

---

۱ ش، ک، ا، ل — پر

۲ ع — دل

ش، ک، ا، ل — جی پہ

۳ ع — مجھی سے ترا اے شوخ

۴ ن — مجلس میں ہر دم

۵ ک — مرا

۶ ش، ک، ا، ل — ستم

۷ " — غیر

۸ ا — تب

عشق تھا یا کیا تھا جس سے دل اٹکتا ہی رہا[1]

خار سا سینے میں میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا

رات جب غصے ہو میرے پاس سے اٹھ کر چلا[2]

میں نہ چھوڑا اس کا دامن وہ جھٹکتا ہی رہا

بوسۂ رخسار کا وعدہ کیا کس سے وفا

کان کا موتی تلک[3] تیرے لٹکتا ہی رہا

تاب کس کو ہے کہ تیرے در سے آ کے جا سکے[4]

جو ترے کوچے میں آیا سر پٹکتا ہی رہا

کون سی تھی ہجر کی ساعت کہ شب سے عمر بھر

آرزوئے وصل میں یہ دل بھٹکتا ہی رہا

یار گھر آیا تھا[5] پر دیکھا نہ اس کو بھر نظر

ہوش میں آؤں میں[6] جب تک وہ سٹکتا[7] ہی رہا

جس[8] کو تو نے گھر سے ہانکا[9] وہ بہ امید طلب

ہر قدم پر راہ چلنے[10] میں بھٹکتا ہی رہا

کیا بقدر سوز الفت کی خلش تجھ سے کہوں

خار سا سینے میں میرے کچھ کھٹکتا ہی رہا

---

[1] ل — تھا کیا تھا ...

[2] ک — جو غصہ ہو

[3] ک، ل — کے موتی تلک تیرے

۴ے ا — آگے

۵ے ا — یار گھر آیا ہیر...

۶ے ل — میں تھا

۷ے ک — سکتا

۸ے ا — تیں

ک ل — میں

۹ے ک ا ل — نکالا

۱۰ے ل — ٹھٹکتا

گردن پہ روز[1] خنجرِ فولاد ہی رہا
یہ دل بتاں[2] کے عشق میں ناشاد ہی رہا

تاثیر ایک دن[3] نہ ہوا اس کے دل میں آہ
یہ آہ و نالہ[4] عشق میں برباد ہی رہا

چھوڑے گا یا کہ قتل کرے گا بنے گی کیا
دل میں ہمیشہ خطرۂ بیداد ہی رہا

ہرگز نہ دیکھیو تو کسی خوب رو کو ہائے
ناصح کا روز مجھ پہ[5] یہ ارشاد ہی رہا

دل[6] نے پر اس کے پند کو جانا نہ دشم کبھی
ہر آن سوزِ عاشقِ[7] جلّاد ہی رہا

[طبق س]

[1] ن — میری

[2] ن — بتوں کے عشق میں برباد ہی رہا
ع — بلد سے عشق میں ناشاد ہی رہا

[3] ن — نہ ہوئی
ع — نہ کیا

[4] ع — حیف کہ برباد ہی رہا

[5] ن — کو

[6] ن — پر دل نے اس کی پند کو جانا نہ دشم بھر
ع — " " " " بھی

[7] ن، ع — طالبِ جلّاد

برقع اُٹھانے سے تمھیں[1] انکار ہی رہا
پر دل ہمیشہ طالبِ دیدار ہی رہا

وابستہ ذاتِ حُسن[2] سے تعلقِ جفا و مہر
نے[3] دور ہی رہا نہ بڑا پیار ہی رہا

شکوہ نہیں جو پاس ترے ہم ذلیل ہیں
بلبل نظر میں گل کی سدا خار ہی رہا

عیشِ نفس ہے وہ تو مرے دل کو کیا حصول
دزتاں کی آرزو میں یہ بیمار ہی رہا

بخشا مجھے بتاں سے شبِ[5] عشاق جرمِ عشق
پر[6] سوز تو انھوں کا گنہگار ہی رہا

---

۱ ن — تجھے

۲ ش ن ک ل ر — تلک تھا

۳ ن — نہ

۴ ع — ترا

۵ ع — تو

۶ ش ن ک ل ا — اسے

* افسوس[1] تم اوروں سے ملو رات کو تنہا

ہم دن کو ترستے ہیں ملاقات کو تنہا

نے[2] دل ہے نہ تو ہے، نہ کوئی مونس و ہمدم

کھوتے ہیں عبث اپنی ہم اوقات کو تنہا

باللہ اکیلا جو ملے[3] مجھ کو تو سمجھوں

پاتا نہیں[4] میں ناصح[5] بد ذات کو تنہا

اب گوشۂ عزلت سے نکلتا ہی نہیں شیخ

خلوت میں ہے کیا جانیے کس بات کو تنہا

اے سوز کبھو[6] بزم میں رندوں کی تو آ بیٹھ

کھوتا ہے عبث کوئی بھی اوقات کو تنہا

---

[1] ع اے وائے

[2] ل نے تو ہے نہ دل ...

[3] ل ملوں

[4] ش، ک، ل پاتا میں نہیں

ا پایا میں نہیں

[5] ل ناصح و بد ذات

[6] ن، ا کبھی

مبارک باد دو اے[۱] ہم کو پیغام بہار آیا

جنوں نے پھر سنایا پاؤں اب[۱الف] پڑنے کو خار آیا

رگوں[۲] میں سوز اب تک عشق[۳] تیرا یاں تلک مخفی

بجائے اشک میری چشم سے آخر شرار آیا

بھلا دل حق ہمارا یہ یہی[۳الف] ہوتا ہے دنیا میں

ہوا سارا جگر جب آب تب تجھ کو قرار آیا

ہمارا حال دل پیارے جو تم سنتے[۳ب] ہو کہتے ہو

غرض ہم نے سنایا اور تم[۴] کو اعتبار آیا

اگر[۵] مجھ سوز نے پایا تو بت[۶] خانہ کے سجدے[۷] سے

حرم کے در پہ ورنہ بارہا سر مار مار آیا

[طبق س بہ استثنائے شعر سوم]

۱ ن : ہم کو کر اب

۱الف ک : پھر

۲ س : رگیں ہیں ن : رگوں میں دل میں سوز عشق تیرا یاں تلک مخفی

۳ ع : اپنا

۳الف ل، ن : بھی مجھ ۳ب ن : سننے کو

۴ س، ل : تجھ

۵ ع : اگرچہ سوز نے پایا تو میخانے کی خدمت سے

۶ ک، ل، م : میخانے
ن : بت خانے

۷ ن : میں

س میں ۵ اور ۷ دونوں درج ہیں

مرا منہ تجھے یار کیا خوش نہ آیا — ادھر دیکھیو مجھ سے کیوں منہ چھپایا

میں[1] ہونٹوں کو اپنے یوں غنچہ بنا کر — ق — ادا فہم کو دور سے منہ دکھایا

تو کہتا ہے کیا ہاتھ منہ پر پھرا کر — بہت خوب مطلب ترا میں نے پایا

بغل میں مری[2] ڈھونڈتا کیا ہے چل بے — جو دل تھا سو تو نے کہیں جا چھپایا

توقع مجھے اشک سے یہ نہ تھی پر — مرے دل کے پردے کو آنکھوں سے آیا

کبھی سوز کی تو نے حالت نہ پوچھی — میں ہر چند رو رو کے دکھ سب سنایا

پڑا سوز کا لاشہ سڑتا ہے در پر

ابے تو نے کوئی گڑھا بھی کھدایا؟

---

[1] ن — میں ہونٹوں کو بوسے کی صورت بنا کر

[2] ع — عبث ڈھونڈتا ہے پرے ہو

جی ناک میں آیا، بتِ گلفام نہ آیا*

جینا تو الٰہی مرے[1] کچھ کام نہ آیا

دنیا میں یہی دوستی ہوتی ہے مری جان

جب تک نہ لیا دل تجھے آرام نہ آیا

قاصد سے[2] تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہے تو کس کا

دہشت سے اسے یاد مرا نام نہ آیا

عالم کا تماشا میں تری جان بلب آیا

رحمت ہے خدا کی تو لبِ بام نہ آیا

کرنے تو گیا عشق پر آخر کو تھا سوز

ناداں کو اس آغاز کا انجام نہ آیا

تھا نزع کی حالت[3] میں یہی سوز کے لب پر

جی ناک میں آیا بتِ گلفام نہ آیا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۹۸ھ / ۸۴-۱۷۸۳ء

[1] ش: مرا

[2] ع: یہ پوچھا تھا تجھے کس نے ہے بھیجا

ک: تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہے تو کس کا

ح، خ: یہ پوچھا کہ تجھے کس نے بھجایا

ب، ی: " تھا تجھے " "

[3] ع: تھی نزع میں آواز یہی سوز کے منہ سے

ح، خ: کے عالم میں

تیرے دل میں بے رحم کچھ بھی[1] نہ آیا مجھے تو نے کس کس طرح سے ستایا

بھلا اور تو اور یہ پوچھتا ہوں کبھی یاد کرتا تھا سو بھی بھلایا

بلایا[2] تجھے میں نے سو سو طرح سے پہ تو اپنی[3] ضد سے نہ آیا نہ آیا

یہ سب باتیں جس کی ہیں میں جانتا ہوں اس بے حیا نے تجھے کچھ پڑھایا

تو کیوں[4] آشنا سوز اس سے ہوا تھا
یہ تیرا کیا تیرے آگے نہ[5] آیا

(طبق بس ۱)

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۹ھ/ ۷۶-۱۷۷۵ء

[1] ع، کچھ غم

[2] بس میں اس مصرعے کی دو صورتیں ہیں اوّل: بھلایا مجھے تو نے سو سو طرح سے بعد ازاں مجھے کو تجھے بنا کر بظاہر تو نے کو قلمزد کر دیا گیا ہے اور اس کے اوپر میں نے لکھ دیا گیا ہے یعنی مصرعے کی دوسری شکل یہ ہے: بھلایا تجھے میں نے سو سو طرح سے ہمارا خیال ہے کہ شاعر نے بھلایا کو بھی بلایا سے تبدیل کرنا تھا جو رہ گیا ہم نے یہ تبدیلی اختیار کرلی۔

[3] ن، ع وے اپنی ہٹ سے نہ آیا نہ آیا

[4] ن میں کہتا نہ تھا سوز مت عاشقی کر

[5] ن، ع ہی

میں تو غبار دل کا یک[1] بار دھو کے آیا
کوچے میں خوب رُو کے گل خوب رو کے آیا

کیوں طفلِ اشک[2] تجھ کو آنکھوں میں میں نے پالا
اُس پر بھی میرے منہ پر یوں گرم ہو کے آیا[3]

مژگاں کی تیری نوکیں آلودہ ہیں[4] لہو سے
ظالم نگاہ کس کے دل میں گڑو کے آیا[5]

لب[6] سے لگا ہے کاجل، مسّی گلے سے چھوٹی
وہ کون چلبلا تھا جس ساتھ سو کے آیا

آتا ہے تو شتاب آ جیتا ہے سوز اب تک
اللہ نہ بعدِ مردن، کس کام، گو کہ آیا

---

[1] ن: اِک

[2] ا، ک: میں نے آنکھوں میں تجھ کو پالا

[3] یہ شعر اگرچہ ہمارے پیشِ نظر تمام نسخوں میں اسی متن پر مبنی ہے جو اوپر درج کیا گیا ہے، تاہم بعض دوسرے مصادر میں مصرعہ ثانی کی تبدیل شدہ صورت بھی ملتی ہے مثلاً:

طپش دہلوی نے "منہ پر گرم ہونا" کے معانی (زنکہ مقابل شدن با کسی کہ از خود بزرگ تر باشد...) کی مثال میں یہ شعر درج کرتے ہوئے مصرعہ ثانی یوں لکھا ہے: "اُس پر بھی میرے منہ پر تو گرم ہو کے ایا" شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان تصحیح وترتیب عابد رضا بیدار، پٹنہ ۱۹۷۹، ص ۲۵۰

[4] ک، ا، ش: لہو میں
ل: جہاں سے

[5] ع: کہ انگلیاں تو کس کے دل میں چبھو کے ایا
حاشیہ ع: اور " " " " گڑو "

[6] ک: کا لگا ہے
ا: منہ سے
ش: لب پر

[7] ا، ش، ک، ل: مچلی بلی

کس نے روم کی قسمت میں* کوئی شام لے آیا
ہمیں کچھ[۱] لے نہ آیا ایک تیرا نام لے آیا

طلب محفل میں ساقی نے کیا جب شیشہ و ساغر[۲]
گزک کے واسطے آنکھوں سے میں بادام لے آیا

صدا[۳] ہے در پہ کچھ پیغام بر کی سس خدا جانے
لذیذ وصل ہے یا ہجر[۴] کا پیغام لے آیا

شفق میں میں ہلالِ عید، تجھ بن، دیکھ یہ[۵] سمجھا
کہ میرے قتل کو یہ تیغ خوں آشام لے آیا

ہمیشہ سیر میں گلشن کی میں خوشنود[۶] رہتا تھا
عبث[۷] کھینچ قفس میں کھینچ مجھ کو دام لے آیا

مجھے تکلیفِ ترکِ عشق اب کرتے جو ہیں ناصح
کدھر ان پختہ مغزوں کو خیالِ خام لے آیا

طرف جو ماہ پر خورشید رو کے آج ہوتا ہے
مگر[۸] کچھ نور اُس مکھڑے سے جاکر وام لے آیا

لگا کہنے کہ خط پڑھ کر کئی اک گالیاں دی ہیں
جو میں پوچھا یہ قاصد سے کہ کچھ انعام لے آیا

نہ سویا نیند بھر دنیا میں سوز اس دل کے ہاتھوں سے[۱۰]
عدم سے سائو[۱۱] میں اپنے عجب آرام لے آیا

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۸ھ / ۷۵-۱۷۷۴ع

۱۔ ل تو

۲۔ ع ساغر و مینا

۳۔ ع ہے در پہ قاصد کی بس کوئی جا کے دیو چھوڑ تو

ن۔ م۔ ک۔ در پر ہے کچھ پیغام بر کی بس خدا جانے

۴۔ ل عجز

ع قتل

۵۔ ش۔ ن۔ ک۔ ل یوں

۶۔ ع دل شاد رہتا ہوں

۷۔ ع کدھر

۸۔ ع مگر ٹکڑے سے اس کے نور

۹۔ ن کر کے

۱۰۔ ش۔ ن۔ ک۔ پھر

۱۱۔ ش اپنے میں

ل کے ساتھ

ع سے ساتھ اپنے راہ کیا

جو دل چاہتا تھا سو ہو سے نہ پایا — کبھو[1] پاؤں پر اس کے سو سے نہ پایا

رقیبوں کے ڈر سے مبادا (کر)[2] کہہ دیں — جو کچھو[3] اب کے ہونا تھا ہو سے نہ پایا

کیا میں نے غفلت سے قاتل کو رسوا — کہ خوں[4] اس کے دامن سے دھو سے نہ پایا

کنارہ نہ تھا[5] اس جہاں کا ولیکن — قدم رکھا کہ[6] ان غافلوں سے نہ پایا

ازل کے سبب مزرعِ دل میں اس کے — میں تخمِ محبت کو بو سے نہ پایا

وہ آغازِ گریہ ہی میں آگیا سوز — میں دامن کبھی پورا بھگو سے نہ پایا

عجب چیز تھا سوز کس سے کہیں ہم
وے اُس کو اِن غافلوں[7] سے نہ پایا

---

[1] ک۔ ا۔ ش۔ ن — کبھی

[2] مش۔ ک۔ ا۔ ل۔ ن — نہ

[3] ن۔ ل۔ ع — کبھی گھل کر دل میں رو سے
ش — کبھی پاؤں پر اس کے سو سے

[4] م۔ ک — جو کچھ اب کے ہونا تھا ہو سے

[5] ش — یہ

[6] ش۔ ک۔ ن — کے ان عاشقوں
م — کہ

[7] م — عاشقوں
ع — مشفقوں

کس[۱] غم تو نے بہت ستایا — سچ کہہ کیا تیرے ہاتھ آیا

تو نے کس سے سنا مرا عشق[۲] — میں نے تجھ کو نہیں سنایا[۳]

حسرت کدۂ جہاں سے ہم نے — ق* — جز رنج و الم نہ کچھ اُٹھایا

اُس عالم بے غمی سے لاکر — ہاں زیست بھلا مزا چکھایا[۴]

سوز آتش غم سے کیا ہوا راکھ

دل نے اُس کے اسے جلایا

---

۱ ع — او غم

۲ ع — کس نے تم کو کہا مرا عشق

۳ ع — میں نے تو تجھے نہیں جتایا

۴ ع — دکھایا

* طبق پس

اے شمع تجھے جس نے کہ[1] پر نور بنایا
اُن[2] نے دلِ پروانہ کو پُر شور[3] بنایا

ہم آج سے مغموم نہیں روزِ ازل سے
غم سے دلِ عشاق کو معمور بنایا

ق

ناصح جو لگا کھینچنے بہزاد شبیہیں
ہر ایک کے ٹکڑے کو بدستور بنایا

لیکن یہ رکھا تھا تری تصویر میں عالم
دیکھے سو کہے عقل سے معذور بنایا

گھر کا جو اٹھاتے ہو تم[4] اے شیخ جی یہ بوجھ
جو روکا تمہیں چرخ نے مزدور بنایا

قسمت کے مصور نے بھی میری تری تصویر
کھینچی تو بہت[5] مجھ سے تجھے[6] دور بنایا

ہیں شادی و غم ایک سے نزدیک[7] انہوں کے
جو[8] سوز کو سب حال میں مسرور بنایا

---

[1] ن، ک: جس نے
[2] ن، ک: اس نے
[3] ک: پُر نور
ل: پُر سوز؛ شں میں بھی پُر نور درج ہے لیکن حاشیہ میں بطور بدل لکھا گیا ہے
[4] ل: غم؛ ک: بدون "تم"
[5] شں، ک، ل، م: میاں
[6] شں، ن، ل: مجھ سے مجھے
[7] شں: ایک سے ہر ایک انھوں کے - اواخر مصرع میں اوقد انھوں کے تھا جسے کاٹ کر حاشیہ پر اضافہ کیا گیا ہے
[8] ع: اے سوز جنھیں یار نے مسرور بنایا

مُنہ پھرا کر وہ تو اوروں کی طرف دیکھا کیا
میں تو خاطر جمع سے اُس شوخ کو گھورا کیا

جب یہ دیکھا اب یہ اُکتا کر کہیں اُٹھ جائے گا
میں وہیں رخصت ہوا کیوں صاحبو اچھا کیا!

اور تو سیاں کچھ نہیں ہے پر یہی افسوس ہے
ایسے ہفتہ دوستکو کیوں دل دیا یہ کیا کیا

مجھ کو رہ رہ کر یہی جی میں ہے آتا یا کریم
بے مروّت دل نے میرے ساتھ یہ کیسا کیا

غیر کو کیا درش دیجے سوز میرے دل ہی نے
مجھ کو اُلجھا کر پری زادوں سے دیوانہ کیا

پھر موسمِ بہار نے نشو و نما کیا
پر تو نے اے صبا نہ دلِ غنچہ وا کیا

قاتل کے سامنے ہو عجب ہے کہ بچ رہا
واللہ دستِ تیغ سے اس کی بھلا جیا

تاثیر کچھ نہ کی دلِ سنگِ صنم میں آہ
قاصد نے گرچہ حال سراسر سنا دیا

گزری تمام عمر ہی ساغر کشی میں لیک
یہ جام دستِ مرگ سے آخر نہ جا پیا

کس کو امید تھی کہ سلامت بچے گا تو
اے سوز آج جانا ہے تیرا بڑا ہیا

عشق نے تیرے مجھے رُسوا کیا
جو کیا پیار سے بہت اچھا کیا

جان دا یماں سے میں فدوی ہوں تیرا
دِل کا تجھ سے کس نے پھر دعویٰ کیا

کیوں جھڑک دیتا ہے[1] مجھ کو ہر گھڑی
سُن تو ظالم میں نے تیرا کیا کیا

منتیں میری[2] نہ کیں اُس نے قبول
عجز سے ہر چند میں ہا ہا کیا

کیا قیامت مچ رہی ہے شہر میں
سرو قامت قد کو کیوں بالا کیا

کان پر جوں بھی پھری تیرے نہ یار
میں تو تیرے در سے سر پھوڑا کیا

رازِ دل رو رو کے کیسا کہہ دیا
ہائے اِن آنکھوں نے کیا رسوا[3] کیا

دِل کو دے کر غم خریدا جان بوجھ
سوز نے سودے کو کیا سستا کیا

---

[1] ع میری بات کو
[2] ع نہیں ہرگز قبول
[3] ع اُفشا

ملنے کی تیرے، دل میں، ہیں گی ہوا ئیں کیا کیا
مانگی ہیں تیرے حق میں، حق سے[1] دعائیں کیا کیا

دکھ درد، ٹیس، جلنا، رہ رہ کے ہول[2] پڑنا
پھوڑا ہے دل نہیں ہے، تجھ کو[3] سنائیں کیا کیا

خوفِ رقیب و حسرت، عجز و نیاز و[4] منت
جیوڑے پہ[5] یہ اذیت، آفت اٹھائیں کیا کیا

تن خاک، سینہ سوزاں، دل داغ، چشم[6] گریاں
تو دیکھتا نہیں ہے، تجھ کو دکھائیں کیا کیا

لے سر سے تا بہ سینہ، سینے سے[7] لے قدم تک
ہاتھوں سے اپنے لی ہیں تیری[8] بلائیں کیا کیا

آنا تو جوں چھلاوا، دل چھل کے بھاگ جانا[9]
ہم نے سہی ہیں تیری، پیارے[10] دغائیں کیا کیا

دل موم اب ہوا ہے فرما نہ میرے صاحب
بازیچہ تیری خاطر اس کا[11] بنائیں کیا کیا

خنجر سے منہ نہ موڑا تیغے سے دم نہ مارا
اس سوز نے بھی کی ہیں تجھ سے وفائیں کیا کیا

---

[1] ع — میں نے
[2] ن — پھر تپکنا

←

ل	کھول پڑنا
ک۔ م	پھر پکنا
۳؎ ش	اس کو ستائیں
ک	تجھ کو "
۴؎ ل	نیاز منت
۵؎ ش	نہ
۶؎ ن۔ ا۔ ک	چاک
۷؎ م	تا قدم تک دکڑا
ع	واں
۸؎ ع	میں نے
۹؎ م	آتا ہے جیوں چھلاوا
ن	" جوں " دل چیل کے بھاگ جاتا
۱۰؎ ل۔ ا	کافر
۱۱؎ ش	بنادیں

جو قصد غیروں سے پینے کا تم شراب کیا[1]

تو ہم نے غم کے انگاروں پہ دل کباب کیا

کوئی کہے ہے[2] مجھے مست اور کوئی ہشیار

مرا تو نام ترے عشق نے خراب کیا

سوال دل شکنی کا میں کیا کروں[3] تجھ سے

کہ[4] تو نے کون سے نقصان کا حساب کیا

جو میں دکھاؤں تو لائق[5] ہے حالِ دل تجھ کو

دکھائے داغ جو الفت نے بے حساب کیا

کسی سے ہو نہ سکا سو بے گنہ کا قتل

یہ کام آپ ہی کا تھا بڑا ثواب کیا

۱۔ م: جو قصد پینے کا غیروں میں تم شراب کیا
ن، ع: جو تو نے پینے کا قصد شراب ناب کیا
ش، ل: جو قصد غیروں میں پینے کا میں شراب کیا
(متن مطابق ک)

۲۔ ع: کوئی کہے مجھے دیوانہ اور کوئی مجذوب
م، ک: ” ” ہے ہمیں مست اور کوئی ہشیار

۳۔ ل، ک، ش، م: اپنی
ن: اس سے

۴۔ ش، م، ل: کہ میں کسی کے بھی نقصان کا
ک: کہ تم ” ” ”

۵۔ ع: چھپتا ہے اپنے دل کے داغ

جو کہ اس عمر میں کچھ غم نہ کیا تھا سو کیا
چشم کو اپنی کبھی نم نہ کیا تھا سو کیا

بے وفا دیکھو تو کیا ظلم کیا تو نے یہ
اب تلک پیار مرا کم نہ کیا تھا سو کیا

غم تو مدت سے گزارا تھا ولیکن اب تک
نالہ میں درد سے پیہم نہ کیا تھا سو کیا

تیری فرقت میں کبھی اب تلک اے تیر انداز
تن کو میں مثلِ کماں خم نہ کیا تھا سو کیا

اس قدر دل ہے مرا دردِ محبت سے تباہ
سوز نے عشق میں ماتم نہ کیا تھا سو کیا

میرے احوال پر نظر نہ کیا — نہ کیا تو نے رحم پر نہ کیا[1]

اپنے ہاتھوں تو آپ کشتہ ہے — میں تو کہتا تھا قتل کر نہ کیا

جی سفر کر گیا و لے دل نے — تیرے کوچے سے پھر[2] سفر نہ کیا

آہ تو عرش تک تو پہنچی پر[3] — گھر بسی[4] اس کے دل میں گھر نہ کیا

تیرے[5] کوچے میں مر کے خاک ہوا — خاک پر بھی مری گذر نہ کیا

دل کو تلووں سے اس طرح ملیے[6] — ہے ہے[7] ظالم خدا کا ڈر نہ کیا

نالوں[8] نے گو فلک کیا سوراخ — اس کے دل میں تو کچھ اثر نہ کیا

روتے[9] دیکھا تو منہ کو پھیر لیا — میرے رونے پہ کچھ نظر نہ کیا

تر تو[10] حرّاف تھا بڑا اے سوز — دل کے لینے میں کچھ ہنر نہ کیا

غیرت[11] اور سوز کی اہا ہا ہا
جی دیا[12]، قصّہ مختصر نہ کیا

---

۱ ن، ع: نہ کیا رحم تو نے پر نہ کیا [طبق س]

۲ ن: بھی

۳ ن: بھی پہنچی واہ

ع: تو پہنچی واہ

۴ ع: بسے اس کے جی میں گھر نہ کیا

۵ س: مر گیا آرزو میں پر تو نے

۶ ن: دل کو یوں لے کے پاؤں سے پیسا

ع: دل کو یوں لے کے پاؤں سے مل (کذا)

۷ ن: ارے ظالم

۸، ۹، ۱۰ س: میں نہیں ہیں

۱۱ ن: جی دیا تو نے آفریں اے دل — قصّۂ عشق مختصر نہ کیا

۱۲ ع: سر دیا عشق سے حذر نہ کیا

سنو تو تم نے کبھو[١] ہم کو یاد بھی نہ کیا
کبھو[٢] پیام و کتابت سے شاد بھی نہ کیا

ہمارا دل بھی صنم خانۂ قدیمی تھا[٣]
میاں سپاہی جی! تم نے جہاد بھی نہ کیا

کبھو تو چشم مروّت کوئی رکھے کیوں کر
ہمارے چہرے کو دیکھا تو صاد بھی نہ کیا

ہے[٣الف] رشک مجھ کو کہ کعبے کو لوگ پوجیں ہیں
ہمارے دل کو خدا نے جماد بھی نہ کیا

اے سوز سن[٤] تو ترا دل وہ شوخ لے بھاگا
ذرا بھی منہ نہ ہلا[٥] داد داد بھی نہ کیا

آ میں اس غزل کے اشعار دو مقامات پر ہیں پہلے صفحہ ١٠٢ پر (١-١) اور پھر صفحہ ١٥١ (٢-١) پر

١، ٢ ۔ ن، ش، ل، ١-١ کبھی ١-١ کبھی مرکے

٣ ۔ ن، ١-١ ہے ٣الف، ن یہ

٤ ۔ ش، ا، ١، ٢ سنیو

٥ ۔ ن، ا، ش لگا

عشق تو میرا کلیجا کھا گیا — ہائے مرے اللہ جی گھبرا گیا

کان پر جوں[1] بھی پھرکا تیرے نہ یار — رو رو[2] در پر تیرے سر ٹکرا گیا

آہ کل آیا تھا ناصح تیرے گھر[3] — وہ بھی[4] جھڑدا تجھ کو کچھ بہکا گیا

گر نہیں کہتا[5] کہ میں نے دل لیا — چور نظریں میں تو اُس کی پا گیا

کیوں تو گھبرایا پھرے ہے آج سوز

ہم سے تو[6] سچ کہہ کہ تیرا کیا گیا

ا۔ ل — جوں ہے مرے پھرتی نہ یار

٢۔ ش، ک، ل، م — سو جگہ سر کو تو میں ٹکرا گیا

ع — تیرے در پہ سر میں کل

٣۔ ع — پاس

٤۔ ش — بھی

٥۔ ن — کہتا

٦۔ ع — ہم سے سچ کہہ دے

ک — ہم سے تو کہہ سچ

کب تلک غم کھائے کوئی غم ہی مجھ کو کھا گیا
دردمندو دوڑیو میں درد سے گھبرا گیا

آج اُس نے یہ جو پوچھا کیا ہے تیرا حال کہہ
ایک ہی پُرسش میں مجھ میں جانِ تازہ آ گیا

کہہ گیا آنکھوں میں کچھ کیا جانیے کیا بات تھی
مارے اُس کے خوف کے مجھ سے نہ کچھ بولا گیا

جوں سلام اس کو کیا میں نے بہ آداب تمام
یہ شنو ترنڈ سے لگا کر گالیاں دلوا گیا

میں تو کہتا تھا نہ جا اے سوز اس کے روبرو
پر کہا میرا نہ مانا آپ ہی دوڑا گیا

[۱] جنبشِ ابرو سے کچھ بتلا گیا — قتل کا مژدہ ہے [۲] یہ میں پا گیا

جاؤں میں جس سمت میرے ساتھ ہے — آہ یہ غم ، جان میری کھا گیا

اب نہیں ڈرنے کا تیری تیغ سے — [۳] ناز کا تیرے تو میں ڈھب پا گیا

[۴] غیر کا جاکر ہوا تو ہم کنار — جھوٹے وعدوں سے [۵] ہمیں بہلا گیا

غسل دینے میں جو دیکھی نعشِ دل — ق — زخم تو کوئی نہ واں دیکھا گیا

ہاں مگر سینہ پہ سر پیدا تھا یہی — اندر ہی اندر کوئی غم کھا گیا

کیوں تو گھبرایا [۶] ہوا پھرتا ہے آج
[۷] سوز سچ کہہ آج تیرا کیا گیا؟

---

[۱] ع — گوشہ

[۲] ع — ہاں

[۳] ش — یار

[۴] ع — اوروں سے

[۵] ع — مجھے بہلا گیا

[۶] ع — پھرے ہے آج سوز

[۷] ع — مجھ سے

انتظارِ وصل میں میں تھک گیا | ہجر کے ہاتھوں کلجا پک گیا

میں نے جانا دوست اپنا وہ رقیب | آج پیارے میرے جی کا شک گیا

آہ میں قربان تیرے کیا کیا | شوخ سب احوال میرا تک گیا

داد چاہی میں نے اس بے داد سے | کہنے لاگا کیا دوانا بک گیا

سوزؔ کہہ دیتا ابھی پر کیا کرے
تیرے ڈر سے رازِ دل کا رک گیا

نام سنتے عشق کا دل ڈر کے مارے ٹل گیا
ایک باری پھر تو لے اس نام کے بل بل گیا

آہ کیا جانے ہوا کیا وہ دلِ گم گشتہ حیف
قید میں جا کر پھنسا یا آہ پھر کر جل گیا

کون تھا وہ یا الٰہی برق تھا یا باد تھا
یا چھلاوا تھا کہ چپکے آن کر دل چھل گیا

ق دیکھنے کو سوز کے تھا ایک عالم کا ہجوم
جو کوئی آیا سو کڑھ کڑھ ہاتھ اپنے مل گیا

ایک تو روتا نکل آیا ابھی کہتا ہوا
فائدہ جانے کا کیا اب نیل بھی تو ڈھل گیا

آہ کے کرتے ہی جگر[1] جل گیا — اشک کے بہنے سے بدن گھل گیا

بلّہ رے نازکیٔ بدنی یار کی — ایک ٹھوکے میں تلا تل گیا

ایک پھپھولا ہو تو پھوڑ دوں اُسے — سر سے بدن پاؤں تلک چھل گیا

جانا ہی ٹھہرا تو ٹھہر جا ذرا — آج نہیں گھر سے ترے ٹل گیا

صاعقہ تھا، برق تھا، کیا تھا وہ شوخ — کوئی چھلاوا سا مجھے چھل گیا

دیکھ لیا تم کو بھی اے سوز جی[2]
کونے میں بیٹھا تھا سو یہ جل[3] گیا

---

۱ ع، ک، ش: پل

۲ ن: بس

۳ ع، ک، ش: جھل

جلنے سے میرے کیا اُسے پروا، جل گیا
شعلے کو کب ہے غم؟ جو پرِ کاہ جل گیا

انگشت میری نبض پہ[1] رکھ کر طبیب نے
ہاتھ اپنے کو جھٹک کے کہا: "آہ جل گیا"

اس شعلہ خو کی یاد میں، اب[2] اشک و آہ سے
ماہی سے لے کے، رات کو، تا ماہ جل گیا

پہنچے نہ آب کسی سے[3] محبت فلک تلے
دُولی وفا جہان میں سرِ راہ جل گیا

میں اپنے شمع رُو سے جلا اس طرح کہ جوں
پروانہ آ کے بزم میں ناگاہ جل گیا

آیا نہ تیرے واسطے گر ہم کو دل، کباب
گاہے یہ ہم سے خام رہا، گاہ[4] جل گیا

ق

تھا میں جو سیرِ باغ میں گُل، رُوسیہ رقیب
واں دیکھ یار کو مرے ہمراہ جل گیا

جس دوست نے یہ نقل سُنی اُن نے یوں کہا:
شکرِ خدا کہ سوز کا بدخواہ جل گیا

۱؎ ن: دے
ل: پر رکھ کر اس طبیب نے (کذا)
۲؎ ع: مجھ
۳؎ ل: کی
۴؎ م: خواہ

فائدہ؟ پچھتائے گا اے سوز اب تو دل گیا
او دوانے اس ترے رونے کا کیا حاصل گیا

کس کی زلفِ مشک بو کی باس لائی تھی صبا
ہر گُلِ زخمِ کہن پھر کھلکھلا کر کھل گیا

کیں طرف پھرتا ہے دشت و کوہ میں اے بے خبر
دوڑ اے مجنوں تری لیلیٰ کا وہ محمل گیا

ہائے محبوبوں نے کیا کیا چوریاں سیکھی ہیں اب
ڈھونڈیو یارو ابھی تھا پاس میرے دل گیا

کیا غضب مجھ پر ہوا شرمندہ ہوں اس وقت سے
اتفاقاً راہ میں کل رات کو جو مل گیا

مار ڈالوں تجھ کو یہ مُنہ اور تو عاشق بنا
کیوں پکارا سوز تو نے ہائے میرا دل گیا

کیا ہوا اب معلوم عاشق کون اور معشوق کون
سوز تو شیر و شکر سا جا کے ان میں مل گیا

ژالہ[۱] ساں یہ دل ہمارا آب ہو کر گل گیا
برق کی مانند اپنی آگ[۲] میں خود جل گیا

بوالہوس دعویٰ بہت کرتا تھا اپنے عشق کا
سامنے ہوتے ہی اُس قاتل کے کیسا ٹل گیا

ناتواں ہے دل اِسے طاقت نہیں زنجیر کی
زلف کو ٹک کھول دے اے جان تیرے بل گیا

ایک عالم کے ہیں[۳] سینے پر پھپھولے پڑ گئے
کون تھا جو مونگ چھاتی پر سبھوں کی[۴] دل گیا

آبرو* کے طور پر کہنے لگا ہے شعر[۵] سوز
طبع[۶] میں جودت جو آئی اس طرف کو چل دیا

---

* شاہ مبارک آبرو (متوفی ۲۴ر رجب ۱۱۴۶ھ/ ۱ر دسمبر ۱۷۳۳ء) سوز کے بہت سینیر معاصر اور اہم ایہام گو شاعر۔ ابتدائے شاعری میں سوز آبرو سے متاثر ہوئے مگر بعد میں اپنا رنگ نکالا

۱ ن ژالہ سا آب ہو کر دل ہمارا...

۲ ع ہی میں

۳ ع تو

۴ ا کے

۵ ع سوز شعر

۶ ن خامے

دوڑ کر میرے گلے لگ جا ترے قربان گیا
تیری خاطر[1] دیکھ میرا دین[2] اور ایمان گیا

اَب تو آ ایل بیٹھ ہنس[3] کچھ بات کر خطرہ نہیں
جس کے[4] چغلی کھانے کا ڈر تھا سو وہ شیطان گیا

نا مچا ٹک ٹک تو گر جا بھی کہیں سر ڈال سے
لے گیا تھا اس کے گھر کیا[5] چومے گا ہاں ہاں گیا

یا کسی گاہن کے خدمت گار[6] یا مزدور سہر
جب گیا میں دیکھنے اُس کو اسی[7] عنوان گیا

رو بہ رو جاتے ہی کیا جانے کہا کیا[8] سوز نے
سوز آیا تھا ابھی ہنستا ابھی گریاں گیا

---

[1] ل — خاطر تو (کذا)
[2] ع — دین گیا
[3] ل — ہنس بول کچھ بات کا (کذا)
ک ث — ہنس کے بات کر کھڑ کا نہیں
[4] ن — کی
[5] ش — کیا چومیگا
ل — چومو گے ہاں ہاں
شعر کا مطلب واضح نہیں لیکن ک اور ن سے مندرجہ بالا متن واضح ہے۔
[6] ش ل — سہر کے
[7] م ل ک ث — یا سہر کر مزدور
ش — یا بن کر مزدور
[8] ک ث ا ش — یوں ہمارا کون لگتا ہے کہ ہم غم کھائیں پر
ل — تو ، ، ، ،

کیا تماشا ہے عدم میں اس جہاں سے جو گیا
پھر نہ آیا اس طرف کیا جانیے کیا ہو گیا

واں سے جیتا جاگتا آیا یہاں مرکر چلا
کیا کرے پھر آن کر جو نقدِ ہستی کھو گیا

مت مروڑو ہاتھ یہ دل تو نہیں ہے جانور
میں تجھے کہتا نہیں نکلا تو رہ اے ہو گیا

دل تو اٹھنے کا نہیں اس کا تو کیجے کچھ علاج
میں اٹھانے سے تمھارے میرے صاحب گو گیا

سوز کے احوال کو کیا پوچھتے ہو مشفقو[1]
جو کوئی آیا سو وہ دو چار آنسو رو گیا[2]

جو پڑھے گا سوز کے اشعار وہ روے گا زار
کیونکہ ہر ہر حرف میں وہ تخمِ حسرت بو گیا

---

[1] ن دوستو

[2] ع جس نے دیکھا آن کر دو چار آنسو رو گیا

*

اہلِ ایماں سوز کو کہتے ہیں کافر ہو گیا
آہ یارب رازِ دل ان پر بھی ظاہر ہو گیا

ناصحا! بے زار دل سوزی سے تیری[1] دور ہو
دل کو کیا روتا ہے لے جی بھی مسافر ہو گیا

درد سے محفوظ ہوں درماں سے مجھ کو کام کیا
بارِ خاطر[2] تھا سو میرا یار شاطر ہو گیا

میں[3] نے جانا تھا صحیفہ عشق[4] کا ہے میرے نام
واہ یہ دیوان[5] بھی نقلِ دفاتر ہو گیا

کیا مسیحائی ہے تیرے لعلِ لب میں اے صنم[6]
بات[7] کے کہتے ہی دیکھو سوز شاعر ہو گیا

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۸ھ/۷۵—۱۷۷۴ء

[1] ش: میری اور ہو

[2] ل، ک، ث: بارِ خاطر تھا مرا سو بار شاطر ہو گیا

ع: " " جو میرا یار "

[3] ک، ج، خ، ی: بارِ خاطر " مرا سو بار خاطر "

[4] ن، ک، ث: تھا یقیں مجھ کو
میرے ہے نام

ل: ہے میرا نام

[5] ل: دیوانہ

[6] ع: پیری

[7] ب، ج، خ، ی: بات ہی کہنے میں

جو دل کہ تیری یاد سے معمور ہو گیا
گر گھر سیہ تھا پُر از نور ہو گیا

سوراخ ایک ہو تو اسے بند کیجئے
دل تو تمام خانۂ زنبور ہو گیا

دل اپنے اختیار[1] میں ہرگز نہیں دیا
صورت کو دیکھتا تھا کہ مجبور ہو گیا

کیا اعتبار اُس کی سمجھ کا کوئی کرے
جو عارضِ جمال پہ[2] مغرور ہو گیا

کوئی نہ جانتا تھا اسے عاشقوں کے بیچ
پر سوز تیرے درد سے مشہور ہو گیا

---

[1] ع — میں میں نے نہیں دیا

[2] ع — کا

نے رستم اب جہان میں نے سام رہ گیا[1]
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

ساقی ہمیں تو دینے سے کیوں جام رہ گیا[2]
ملنا جو تھا وہ بوسہ بہ پیغام رہ گیا[3][4]

دل، ہم صفیر! زلف میں صیاد کی مرا
اُس مرغ کا ہے، وہ جو تہِ دام رہ گیا

ہوں تو چراغِ راہِ ہنر زیرِ آسماں[5]
لیکن خموش ہو کے سرِ شام رہ گیا

ٹکڑے تو ہو چکا ہے جگر پھر یہ کس لیے[5 الف]
جلنے کا اشتیاق کرے سرانجام رہ گیا

اے دل ٹک اُس کے حسنِ مخطط کو دیکھ تو[6]
خورشید آ کے تا بہ لبِ بام رہ گیا

دل کو ہوس تھی بوسہ کی اب اُن لبوں سے سوز[7][8]
جن سے کہ مانگ مانگ میں دشنام رہ گیا[9]

ن میں یہ غزل دو مقامات پر درج ہے پہلے شمار ۵۷ کے تحت اور پھر شمار ۱۹۲ پر دونوں اندراجات میں ترتیب و متن کے اختلافات ہیں جنھیں متنی اختلاف کر ن ۱ اور ن ۲ کے تحت ظاہر کیا گیا ہے

[1] ن ۱، ل، ۲۰۷ نے ن ۲ اس جہان میں
[2] ش، ق، ل تو ہم کو
[3] ش، ق، ک، ل، ن ۲ ملتا
[4] ک، ل بوسہ و پیغام ۴۔۱ الف ن ۲ جو کہ
[5] ل سرِ زیرِ آسماں ۵۔۱ الف ن ۱، ک، ل، و، ش: پھیر
[6] ن ۲، ک آ تو دیکھ
[7] ن تھی
[8] ل میں تخلص رند درج ہے۔ یہ اندراج اس پس منظر کی نشاندہی کرتا ہے جس میں سوز، مہربان خان رند کے دربار سے وابستگی کے زمانہ میں انھیں غزلیں کہہ کر دیا کرتے تھے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: مقدمہ
[9] ن، ک جس

دل تو پہلے تو اُچک کر لے گیا　　کونسے دل سے تجھے مَیں[1] دوں دعا

چوری اور سرہنگی! لا دل پھیر دے　　سر ہلاتا ہے[2]، نہیں تو نے لیا!

ہاتھ خالی کیا دکھاتا ہے[3] مجھے　　مت بغل میں بس اسے وہ[4] بس گیا

ڈر ہے[5] تجھ سے کیا بُرے[6] اطوار ہیں　　یہ اُچک پن کس[7] سے سیکھا ہے بتا

ایک دل تھا جانِ من اس کی بساط
تُو نے لوٹا، سو وہ ٹوٹا ہے پڑا

---

١ ع　　اب

٢ ن　　ہی

ع　　ہی نہیں تو نے لیا

٣ ع　　نڈر

٤ ع　　دل

٥ ن، ش　　ہے

٦ ع　　کیا بُرا دیدہ ہے بس

ک　　کیا پڑی

ل　　کیا بڑے

٧ ن　　سنگ دل کس نے لیا

ش، ن، ک، ش، م　　بدا

ل　　ندا

گفتگو کا تری حاصل ہی گیا | ناصحا یار سے دل[1] مل ہی گیا
دل اکیلا نہ گیا سینے[2] سے | ہو کے خوں اشک کے شامل ہی گیا
جلد اٹھا نہ ترے گھر سے رقیب | ہو کے چھاتی پہ مری سِل ہی گیا
تیرے کوچے میں نگہ سے تیری | آیا جو کوئی سو گھائل ہی گیا
بے قراری کی لکھی جب میں[3] شرح | لے کے نامہ[4] مرا بسمل ہی گیا
دین و دنیا کی[5] نہ پوچھو ہم سے | کیا رہا پاس کہ جب دل ہی گیا

سر تو[6] لایا تھا میں دینے کے لیے
کیا کروں سوز وہ قاتل ہی گیا

---

1. ش : جل
2. ل : سینہ میں سے (کذا)
3. ش، ل : میں جب
   ا، ک : جب سے
4. ک : نامہ ہی مرا (کذا)
5. ن، ش، ا، ک : کو
6. ا : کو

کس نے تجھ کو بغل میں آج لیا — کس نے نیلم[1] یہ تیرا لال کیا

کس[2] نے بھینچا تجھے مجھے تو کہہ — بل بے کافر مرا ہوں تیرا پیا

کس نے چولی کو تیری[3] مسکایا — ہائے یہ زیر[4] جام کس نے سیا

ہونٹوں پر[5] تو لگا ہے یہ کاجل — کس کی آنکھوں[6] نے تیرا بوسہ لیا

کس نے یہ آگ[7] سوز کو پھونکی

دیکھو مردہ تڑپ کے پھر[8] یہ جیا

---

[1] ن — نیلم سا ہیرا

[2] ع — کس نے تجھ کو خفا کیا پیارے — ایسا گمان ہوتا ہے کہ یہ دو الگ الگ شعر تھے جن میں سے ایک کا مصرعہ ثانی نقل نویسوں کی عدم توجہی سے ضائع ہو گیا — ۱۲ واللہ اعلم

[3] ع — یہ تیری مسکائی

[4] ع — زیر پردہ

[5] ن — پر کیوں لگا ہے یہ کاجل

[6] ن — کاٹو نے

[7] ن — آگے

[8] ع — پھیر

ہم نے کون و مکان دیکھ لیا | پل میں سارا جہان دیکھ لیا

آرزو تھی عدم میں دنیا کی | ہے یہ وہم و گمان دیکھ لیا

نیستی کے لیے تھی[1] ہستی بھی[2] | ہاں مرے مہربان دیکھ لیا

اُس کی گردن کے ٹک تلے پڑتے | اپنے دل کا مکاں[3] دیکھ لیا

جاں کندن کا بھی مزا ہم نے | ہجر کے درمیان دیکھ لیا

اب تو رونے سے کچھ نہیں حاصل | کر کے آہ و فغان دیکھ لیا

سوز تھا جو پڑا سسکتا[4] تھا
کیوں مرے نوجوان دیکھ لیا

---

۱ ل، ع — ہے
ش — بھی ہستی تھی
۲ ک — میں
۳ ش — پیکان ([illegible])
۴ ل، ش — تڑپتا

دلِ پُرخوں اپنا لے تو چلو، جو لیا تو لیا نہ لیا نہ لیا
دیکھو اُس کی جفا اور اپنی[1] وفا جو جیا تو جیا نہ جیا نہ جیا

کہوں ناصح جیب کروں تو دے کہ گریباں چاک نہیں بھاتا[2]
جو وہ سی دے تو سی دے ورنہ دلا جو سیا تو سیا نہ سیا نہ سیا

چلو[3] مانگیں دل کو سماجت سے جو وہ رحم کرے تو کرے شاید[4]
جو وہ لالچ کر کے دے تو نہ دے جو دیا تو دیا نہ دیا نہ دیا

ہمیں دونوں طرح ہے عیش و طرب جو جیے تو جیے نہ جیے نہ جیے
جو وہ ذبح کو دل میں سوچ کرے تو کیا تو کیا نہ کیا نہ کیا

چلو جام ہلاہل لے تو چلیں کہ اسے تو پی لے سوز اُٹھ
جو شتابی اس نے مانگ لیا تو لیا تو لیا نہ لیا نہ لیا

---

[1] ع اپنیں
[2] ع جانا
[3] ن دل کو مانگیں
[4] ع تو پیا تو پیا نہ پیا نہ پیا

تُو جو پوچھے ہے کہ تیرا دل بتا کس نے لیا
بس حیا آتی ہے مجھ کو مت بتا[1] کس نے لیا

چوری اور سرہنگی، ہم آنکھیں نہیں پہچانتے
مت خفا کر مجھ کو جا پھر[2] تجھ کو کیا کس نے لیا

مال میرا ہے ابھی میں چھین لوں تو کیا کرو[3]
چیز نکالی ہے یہ میری واہ وا کس نے لیا

باز آ اِس گفتگو سے لے لیا تو[4] نے لیا
بس[5] مرا منہ مت کھلا کس نے لیا کس نے لیا

تو ہے یا میں ہوں و[6] یا دل تھا گھروں میں تیسرا
تو ہی بتلا تو[7] ہم میں سے چُرا کس نے لیا

سوز کو کل چوک میں تھا عجب احوال تھا[8]
پوچھتا پھرتا تھا میرا دل[9] بھلا کس نے لیا

---

۱ ا — لگا
۲ ش — یہ
۳ ن — کرے
۴ ن — تو نے
۵ ن، ش — آ
۶ ک — وہ
۷ ش — یہ
۸ ک، ا — سے
۹ ک، ا، ن، ش — آشنا

بل بے قاتل ترا[1] سراہوں ہیا | حضرتِ عشق تم نے مار لیا

زندگانی ابد کی بخشی پر | ترا مارا بھلا کہیں بھی جیا

تاقیامت نہ آیا اس کو ہوش | جس کو اک[2] جام تو نے بھر کے دیا

جتنے ہیں زخم سب کا مرہم ہے | زخمِ مژگاں بھلا کسی[3] نے سیا

پھر قدم اس کا آگے کو نہ پڑا[4] | جس کو تو نے کبھو[5] پکار لیا

اے میاں عشق میں ترے صدقے | تو نے یہ کام کیا ہی خوب کیا

سوز کی تم نے دیکھی[6] کچھو جلدی
زہر کا گھونٹ[7] کس مزے[8] سے پیا

---

[1] ل: سراہوں

[2] ل: یک

[3] ل: کس (کذا)

[4] ن، ل: بڑھا

[5] ن، ل: کبھی

[6] ل: دیکھی تم نے

[7] ک: گھونٹ کس مزے سے کیا

[8] ل: مریض پیا

ب

خط نہیں یہ بس کہ ہے مہرِ دہانِ صاحبِ حجاب
حسن اپنا ڈھانپنے کو منہ پہ ڈالا ہے نقاب

صاحبِ[1] عصمت کو ہے گالوں سے لازم ہے حجاب
محتسب ہے[2] کون جس کے روبرو ہووے شراب

دل اجڑتا ہے تغافل اس قدر کیا خوب ہے
اپنے ہاتھوں سے نہ کر اے[3] گھر بسے خانہ خراب

آپ ٹھہرائے نہیں بھولے ہو ساقی واہ وا
انتظامِ جام میں جی ہو گیا بھن کر کباب

جاں بلب ہوں پر یہی حسرت ہے ٹک تجھ کو بھی دیکھ لوں
اب بھی کچھ باقی رہا ہے کیا اٹھا منہ سے نقاب

یار آوے ہے[4] تحمل کر ذرا تو سانس لے
کیا بلا مارے تجھے اے سوز اتنا اضطراب

---

[1] ن میں مطلع ثانی غزل ۲۳۷ (ص ۲۰۲) اور غزل ۲۴۳ (ص ۲۰۴) میں مشترک ہے

[2] ل — گلتا ہے کیا جو روبرو ہووے شراب

[3] ن — انگلیوں سے (کذا)

[4] ن — گا

تو نے مجھ کو نہیں کیا ہے خراب
تیرے جوروں[1] سے میں نہیں بے تاب
تو نے مجھ کو نہیں کیا پامال؟
آنکھ اٹھا![2] دے نہ اس کا مجھ کو جواب
تو نے مجھ کو نہیں کیا ویراں
کب تئیں میں کروں ستم کا حساب
آہ اے بے وفا خدا سے ڈر
کب تلک[3] تو کرے گا دل کو کباب
چھوڑ دے یہ ڈھٹائیاں ظالم
جان کا مارنا بڑا ہے عذاب
سوز[4] کے قتل پر کمر مت باندھ
ٹوٹ جاوے گا آپ مثل حباب

---

۱ ن — ہاتھوں
۲ ن — کھول کر آنکھ دے نہ مجھ کو جواب
۳ ا — دل کرے گا میرا کباب
۴ ا — سوز کا مارنا ہے کچھ مشکل
جس طرح کوئی توڑتا ہے حباب

مجھ کو دھوکا دیا دکھا کے سراب ، اے[1] ان آنکھوں کا ہو دے[2] خانہ خراب

تشنہ لب کب تلک پڑا[3] تڑپوں[3] آب شمشیر سے تو کر سیراب

اب بھی کیا کچھ گیا[4] ہے اے ساقی دیکھ یہ مستیاں پلا دے شراب

عقل ناصح کی دم میں ہوئے[5] ہنوز دیکھیے دریاے غم کا گرگرداب

سوز اتنا تو کیوں ہوا ہے نڈر
[6] کیا گیا بھول وہ صنم کا عتاب

---

١ ل : اپنی

٢ ل : ہوئے

٣ ع : رہوں ظالم
ک : پڑا نہ رہوں

٤ ا : کچھ نہیں گیا ہے (کذا)
ن : کچھ کہا ہے

٥ ن : ہو دے

٦ ا : کیا تجھے بھول گئے صنم کے عتاب

ن میں اس غزل کے پہلے دو شعر نہیں ہیں (جو ک اور ل میں ہیں) آخری تین شعر ایک اور غزل ع "تو نے مجھ کو نہیں کیا ہے خراب ۔۔۔ الخ" کے ساتھ درج کیے گئے ہیں۔ آخری تین شعر صرف ع میں ہیں م، ک، ل وغیرہ میں نہیں جبکہ م، ک اور ل میں پہلے دو شعر موجود ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ م، ک اور ل، مرتب ن کے پیش نظر نہیں رہے۔

۱ شکرِ حق ساکن ہوا اب میرے[1] دل کا اضطراب
سبزہ و گل کی جگہ ہے آگ اب تو فرشِ خاک

کون سے اعمال کا بدلہ ملا ہے یا نصیب
زندگانی سے[2] زیادہ کونسا ہوگا عذاب

اپنے گھر سے یوں جدا کر کر پھیرایا شہر شہر[3]
واہ وا ہم کو زمانے نے دیا یوں انقلاب

وہ ادھر تو[4] تشنہ پھرے اور ہم ادھر تو تشنہ[5] پھرے
کون ہم کو آب[6] ملادے گا بغیر از بوتراب

۵ اب نہیں طاقت جدائی کی ہے[7] جلدی سے ملاؤ
تم بتا[8] ہے کون میرا یا شہِ عالی جناب

ایک تو مجھ کو نہیں اب زندگانی کی امید
دوسرے گھر کی مرے اب ہو چکی[9] حالت خراب

تیسرے جس شہر میں میری ہوئی اب مسکنت
جس طرف میری[10] نظر پڑتی ہے ہے گا آب آب

مجھ کو یہ امید ہے اے قبلہ گاہِ خافقین
جو سلامت اپنے گھر پہنچوں صبا سے بھی شتاب

نام تیرا مرتضیٰ[11] ہے اور لقب مشکل کشا
ہے بڑی مشکل اسے آساں کرا اے عالی جناب

۱۰ قرض کو اپنے اتاروں اور کروں کارِ خیر
جس کی خاطر یوں پھرا پھرتا ہوں در در[12] شہر خراب

سید الشہدا کو سونپ آیا ہوں دلبندوں کو میں
وہ ملا دیں گے مجھے ایک ایک کا کر کر حساب

سوز کی یہ آرزو پوری کرو یا شاہِ دیں
بعد اس کے کربلا کا کیجیے اس کو تراب

انتظارِ مرگ سے[13] یہ جان میں باقی نہیں
کاش کے یہ زندگانی دے شتابی سے جواب

۱۴ سوز گر تو قبر میں آسودگی چاہے تو پڑھ[14]
یا علی، یا ایلیا، یا ابوالحسن، یا بوتراب

---

[1] ا : دل کا مرے
[2] ا : سے بھی
[3] ن : شہر بشہر (بدا)

۴؎ ا: تڑپیں

۵؎ ا: تڑپھیں پڑے

۶؎ ا: اب ہم کو

۷؎ ا: سنائی سے نکلاؤ (کذا)

۸؎ ا: بتاں

۹؎ ا: سر چلی

۱۰؎ ا: اس کے

۱۱؎ ا: اور کام ہے

۱۲؎ ا: دردیوں (کذا)

۱۳؎ ا: اب

۱۴؎ ا: پھر

آ ج میں اس غزل کے اشعار ۵ تا ۱۳، بلا مطلع غزل کی صورت میں صفحہ ۱۵۴، ۱۵۵ پر درج ہیں جبکہ صفحہ ۱۵۹ پر ایک الگ غزل کے طور پر مطلع، ناقص الآخر شعر نمبر ۱۳ اور دوسرا مقطع درج ہیں۔

* سوز جب فرخ آباد سے بے روزگار ہو گئے تو تلاشِ روزگار میں پٹنے بھی گئے تھے۔ ایک خیال یہ ہے کہ یہ غزل پٹنے کے زمانۂ قیام میں کہی گئی ہوگی۔ واللہ اعلم

[1] یار رو[2] رو رو کے مت چھڑکو میرے منہ پر گلاب
لگ رہی ہے آگ دل میں ہو رہا[3] ہے جی کباب

دم[4] کو میں سادے ہوں تا آنٹ اُن تو ٹھہرا رہے
گر بُلا لانا ہے اس کو تو بُلا لاؤ شتاب

یہ کہو میری طرف سے جا کے اس بے رحم کو
اب[6] تو کچھ باقی نہیں ہے جانِ[5] من کب تک عتاب؟

جاں بلب ہوں تیرے ہی آنے کا ہے اب انتظار
تجھ کو آنا ہے تو[8] جلدی آ کر چھٹ جاؤں شتاب

---

۱ الف اور ن میں شامل دو زائد مطلعے ایک اور غزل کے آغاز میں درج کردیے گئے ہیں

۲ ا، ل، ک، ث مت رو رو کے چھڑکو میرے منہ پر تم گلاب

۳ ا ہوں میں کباب

۴ ن دم گو

ا دم تو میں سادے ہوں جو آنی تلک ٹھہرا رہی [دراصل: آنتے تلک ٹھہرا رہے]

←

آنکھیں تو پتھرا گئیں تجھ سنگ دل کے دھیان میں
سب خرابی ان کی ان[9] آنکھوں کا سو خانہ خراب

پوچھیو[10] تو باندھو کر کس پر چلا ہے اس[11] کمر
میں کھڑا[12] کھاتا رہوں گا تا قیامت پیچ و تاب

اس[13] سے کہہ دو سوز مرتا ہے تو جاتا ہے کہاں؟
اور سب کاموں سے اس کا گاڑنا ہے گا ثواب

---

[5] ا — میرے صاحب کو کوئی جا کر بلا لاؤ شتاب

[6] ا — اب بھی کچھ باقی رہا اے تند خو کب تک عتاب

[7] ن — بے خبر

[8] ا — آ جلدی کہ چھپ جاؤں شتاب

ل — جلدی آ کہ چھپ جاؤں میں شتاب (ذکا)

ح، خ — " " " ———

[9] ا — ان لوگوں کا

[10] ش — پوچھو تو اب باندھو کر کس پر چلا ہے تو کمر

[11] ک — تو

[12] ش، ل — میں پڑا

ا — میں قیامت تک کھڑا کھاتا رہوں گا

ک — " کھڑا کھاتا پھروں گا

ل — " " رہوں " تا قیامت پیچ و تاب

[13] ا — یہ تو کہہ دو سوز مرتا ہے تو جاتا ہے کدھر

ش، ک، ل — اس سے کہہ دو سوز مرتا ہے " " "

توضیحات:

* اشعار ۶ تا ۸ ن میں نہیں ہیں
* ش، ا، ک، ل میں اس غزل اور ردیف 'ب' کی پہلی غزل کے اشعار باہم خلط ملط ہو گئے ہیں۔ اس کا سبب شاید قافیے اور بحر کا اشتراک ہے
ہم نے پہلی غزل کے مکررات حذف کر دیے ہیں اور دوسری غزل کی (مندرجہ بالا غزل) کی صورت گری میں 'ب' کو ملحوظ رکھا ہے۔
* آ میں صفحہ ۱۵۳ اور صفحہ ۱۵۶ پر بتکرار اس غزل کے اشعار ہیں صفحہ ۱۵۳ کی غزل میں صفحہ ۱۵۶ کی غزل سے صرف ایک شعر زائد ہے، وہو ہذا:

جاں بلب ہوں پر یہی حسرت ہے تک بھی دیکھ لوں
اب بھی کیا باقی رہا ہے کچھ اٹھا منہ سے نقاب

چشمِ عبرت[1] کھول کر ٹک دیکھ تو اے[2] مستِ خواب
چرخ[3] نے کن کن ملوکوں کا کیا خانہ خراب

مسندِ فرعونیت پر بیٹھتے تھے جو بساز
اہلِ استحقاق کا منہ سے نہ دیتے تھے جواب

خاک میں یکساں[4] ہوئے ایسے کہ کچھ ظاہر[5] نہیں
کون سا ان میں[6] ہے رستم کون سا افراسیاب

بارہ ساعت کے لیے افلاک پر پہنچا دماغ
واہ وا ان کو بھی کہہ[7] لو آفتاب و ماہتاب

ان دنوں کچھ[8] سوز کو دیکھا ہے تم[9] نے اے عجب
ایک دنیا دار سے مل کر بنے عالی جناب

---

۱ ل، کا: غفلت

۲ ن: لے

۳ ا، ل، شو، ر: دہر

۴ ا، ن، شر، ر: پنہاں

۵ ع، ن، ش: پیدا

۶ ل: اس

۷ ک، تو، ش: کہیو

۸ ل، ع: میں سوز ش: میں سوز کا

۹ ل، ش، یا رد: واہ وا ا: تم نے واہ وا ک: ہے غضب

یاں کا ہے کو آپ آئیے اب — پھر ہم کو وہیں بلائیے اب

میرا احوال آپ سنیے [گا] — اپنی حالت سنائیے اب

صورت کو ترستے ہیں کس شکل — مکھڑا اپنا دکھائیے اب

میاں بیٹھ گئے تمہارے غم میں — دنیا سے ہمیں اٹھائیے اب

تم تو نہ بنے ہمارے ڈھب کے — اپنا سا ہمیں بنائیے اب

ق

یاں تک تو نہ آیا سوز و دلسوخ — اس کی طرف آپ جائیے اب

جو وہ نہ ملا تو خاک میں پھر — اپنے ہی تئیں ملائیے اب

کھولی گرہ جو غنچے کی تو نے[1] تو کیا عجب
یہ دل کھلے جو تجھ سے تو ہو اے صبا عجب

گل دادِ عندلیب کو پہنچا تو کیا[2] ہوا
فریاد کو ہے[3] میری پہنچنا ترا عجب

اسلام چھوڑ ہم نے کیا کفر اختیار
تو بھی وہ بت نہ رام ہوا اے خدا عجب

فرزند اس زمانے میں[4] کب ہو پدر سے صاف
آئینہ کو ہے سنگ سے ہونا[5] صفا عجب

بالیں پہ تو مرے[6] نہ جگہ تنگ کر مسیح
یہ وہ مرض ہے جس سے کہ ہونا شفا عجب

بیگانہ وار آ کے[7] نہ پوچھا کبھی[8] ہمیں
تم بھی کوئی[9] ہو جان مرے آشنا عجب

کی سیر ملک کی اس سوز[10] نے ولے
اے[11] شیخ مے کدے کی ہے آب و ہوا عجب

---

١ ب : تھا
٢ ن، ک : کیا عجب
٣ ن، ج، ی : کو ہے میرے
ش، ک، ا : کو مری ہے
ل : کو مری ہے ترا پہنچنا ...
٤ ا : ہوں کب
٥ ش : ہونی
٦ ب، ج، غ، ی : نہ میرے جگہ ...
ک : کو میرے نہ جگہ تنگ کر
ا : مری ... ...
٧ ا : پوچھا تھا کو کبھو ہمیں
٨ ش : کبھو
٩ ن : ہو کوئی
١٠ ن : پیر

طلب پیدا ہوئی تیری یہ گری کے سبب صاحب
وگرنہ کیا ہمارا منہ جو کچھ کرتے طلب صاحب

ہمارا حوصلہ کوڑی کا دو کوڑی کا بس لیکن
جو تو بخشش کرے تو ہو ابھی عیش و طرب صاحب

اگر مجھ سے بھی نالائق کو بخشو تو عجب کیا ہے
ہزاروں لاکھوں بخشے تو نے ہیں بے طلب صاحب

الٰہی تجھ سے کیا مانگوں کہ تو دانا و بینا ہے
ولیکن دور کیجے جلد یہ رنج و تعب صاحب

ضعیفی دوسرے ناطاقتی حیران ہوں اب تو
کہ چلنے کی نہیں طاقت کہاں جاؤں میں اب صاحب

طلب تھی سوز کی جو بیٹھ کر مر جائے عزلت میں
ولیکن غم نے ان اطفال کے مارا کڈھب صاحب

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ سوز نے یہ غزل نواب آصف الدولہ کی وفات ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ / ستمبر ۱۷۹۷ء کے بعد کہی ہوگی جب آصف الدولہ کی وفات کے باعث ان کا سلسلہ روزگار موقوف ہو گیا تھا اور ایک بار پھر تلاش روزگار کی مشقت کا سامنا تھا — واللہ اعلم

بہت ہنستے ہو سو تم میرے رونے پر میاں صاحب
کبھی اپنے تئیں[1] دیکھو گے تب بوجھو گے[2] ہاں صاحب

نہ چھیڑو ہر گھڑی تم ہم کو او نامہرباں صاحب
وگرنہ ہم بھی کہہ بیٹھیں گے کچھ ہنستے ہو ہاں صاحب

میں راتوں کو جو روتا ہوں دعا پڑھنے کو تیرے پر
کہ چشم بد سے ہو محفوظ تیرا جسم و جاں صاحب

جو تم نے منع آنے کو کیا اچھا کیا اچھا
مجھے تم نے دغل سمجھا نہ میرے بدگماں صاحب

ہم اپنا کعبہ تجھ کو جانتے تھے، قبلہ رو سمجھے
زمانہ اب یہی ہے تم بھی ایسے ہو گئے ہاں صاحب

سبک ہو جانے[3] کا نظروں میں کچھ بیم بھی تمہارا ہے
نہ ہووے سو نہ اٹھے[4] بھی ہر دم سرگراں صاحب

---

[1] ن: کبھی آئینہ تم دیکھو گے
[2] ل: بوجھو گے
[3] ل: ہو جانے کا
[4] ن: ایسا بھی

ایک بوسہ تو ہم کو دو صاحب
سنتے ہی منہ پھرا لیا[۱]، لو صاحب

اور کیا ہو سکے گا تم سے یہ
میرے حق میں اگر کرو صاحب

میں جو نکلوں تو تم یہ کہنے لگو
میرا آیا ہے وحشی لو صاحب

روز تم بھاگتے تھے ہٹا وے
اب کہاں جاؤ گے؟ کہو صاحب

منہ پھرا کر کدھر کو بیٹھے ہو
ٹک ادھر رو برو تو ہو صاحب

میں وہی مخلص قدیمی ہوں
گاہ گاہے تو تم ملو صاحب

بات کہتا ہوں بڑبڑاتے ہو
کیا غلاموں کی سیکھی خو صاحب

سو تو تم سراہ کہتے ہو
کیا تمھارا ہے یہ بھی سو صاحب

۱؎ ش   پھرا نہ

مجھ سے ناحق خفا نہ ہو صاحب
ہم سے کہتا ہوں تندخو صاحب

ایک بوسہ دیے سے ہو مغرور
منہ لگانے سے شوخ ہو صاحب

پیچھے کچھ بات پہلے جھٹ گالی
کیا تمہارا ہے بھونڈی خو صاحب

جھانکتے ہو بغل کو کیوں اپنی
کس کی ہے تم کو جستجو صاحب

دل کہیں گر پڑا مگر ہے ہے
اتنے حیران اب ہو جیو صاحب

عمر اک انتظار میں گزری
اب تو آ سوز سے ملو صاحب

کیا ہے اتنا بھی ادھر منہ تو پھراؤ[1] صاحب
لو جی ہم تم سے نہیں بولتے جاؤ صاحب

جور بگڑا ہے بھلا کیا ہے بغل میں سچ کہہ
اب کدھر جاؤ گے ہاں ہم کو بتاؤ صاحب

ذکر مت کیجیو دیوانے کو[2] سو کافی ہے
نام لے لے کے نہ سوتے کو جگاؤ صاحب

دل نہ جاتا کہیں گر مجھ سے اٹھے[3] ہوتا پیار
یاد مت اس کی[4] دلاؤ نہ رلاؤ صاحب

یہ وہی یار قدیمی ہے اسے پہچانو[5]
اپنے اس سوزؔ کو اتنا نہ بھلاؤ صاحب

---

[1] ش : نہ
[2] ک : کا
[3] ن : وہ رکھتا الفت
[4] م : کو
[5] ک : پہچانوں

ہمارے پاس بھی گا ہے بہ گا ہے آئیے صاحب
دیا کچھ راہ ملنے کی ہمیں بتلائیے صاحب

کسی کے سینے دسینے میں نہیں[1] کونے میں بیٹھے ہیں
تمھارا غم ستاتا ہے اسے سمجھائیے صاحب

پڑے[2] تھے دل کے پیچھے سو تو اس کو لے[3] چکے اب کیا
اگر یہ جان ہے درکار تو ستائیے صاحب

یہ لے چکٹ جان بھی للّٰہ[4] اکبر ہم ہوئے رخصت
تمھارا کام پورا ہو چکا اب جائیے صاحب

قیامت تک رہے گی کہنے سننے کو دعا تیری
کھڑے رہ کر ذرا[5] میرے تئیں[6] گڑوائیے صاحب

تبسم ہے ادا ہے ناز پنہاں ہے مدارا ہے
انھی باتوں سے طفلِ دل کو اب[7] بہلائیے صاحب

---

[1] ا، ک، — جو ہوں سو ہوں لیکن

ل — میں ہوں ؛

[2] ش — مرے تھے

[3] ل — لے چلے صاحب

[4] ل، ش — اللہ اکبر

[5] ل — اس سوز کو

[6] ش، ا — گڑوائیے

[7] ا — بس

گزک کا شوق ہے تو ہونٹ کیوں ناحق چباتے ہو
کباب دل تو ہے تیار اُس کو کھائیے صاحب
بھلا ہم بھی تو آ پہنچے ہیں دل پہلو میں رکھتے ہیں
مکرتے تھے بہت تم ہم سے اب فرمائیے صاحب
یہ چھیڑیں کچھ نہیں ہیں خوب آخر سوزیوں میں بھی
تمھارا غم ستاتا ہے اِسے سمجھائیے صاحب

۸۔ ع ناحق کیوں
۹۔ ع ان کو

الٰہی[1] کب تلک ہجراں میں ہم نالاں رہیں یارب
جو تجھ سے بھی نہ چاہیں داد تو کس سے کہیں یارب

نہ الفت نے مروت نہ تواضع نہ مدارا ہے[2]
کلیجا پک گیا ہے ہے یہ دکھ کب تک سہیں یارب

کبھی تو تھم رہیں اللہ آخر میں بھی انساں ہوں
یہ آنسو روز و شب آنکھوں سے کیا یونہی بہیں یارب

---

[1] آ میں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے ن میں الٰہی درج ہے
[2] ن : مدارائی (کذا)

تو مرے دل کو ملا دے یارب
میرے درد کو مٹا دے یارب

میں تو دیدار کا بھوکا ہوں فقط
اس لگی کو تو بجھا دے یارب

جو مرے[1][2] دل کو دکھایا اس نے
اس کے بھی دل کو دکھا[3] دے یارب

آج پایا ہے پلنگ پر سوتا[4]
میرے طالع کو جگا دے یارب

جس طرح عشق لگایا[5] ہے مجھے
عشق کو عشق لگا دے یارب

بھیج کر میرے مسیحا کو آج
مردہ ہے[6] سوز جلد دے یارب

---

[1] ن. جوں
م جیسی اس دل کو لگی ہے اب تو
[2] ک تیرے
[3] ا لگا دے
[4] ا. سونا
[5] ع لگا ہے مجھ کو
[6] ل مردۂ سوز
ع مر گیا

گر خدر[1] میرا نہیں ہے شیشہ خالی محتسب
تیغ ہے اس میں شراب پُر تگالی محتسب

کیونکے ترک سے کریں کچھ آج کے مے کش نہیں
ہم نے میخانے میں آکر شدہ سنبھالی محتسب

گر سبو سے مرے سر پر ہے ترے بل تو ہے
وضع کچھ دستار کی اُس[2] سے نرالی محتسب

دخترِ رز کچھ ایسی ہے[3] تیری جو تجھ پر ہے حرام
ہم نے تیری ضد سے آپنے[4] گھر میں ڈالی محتسب

ریش کر شملے سے[5] بن باندھے کوئی چھوڑوں ہوں ہیچ
ہاتھ آیا ہے مرے مضمونِ عالی محتسب

پھر جو نکلا مے کدے کی راہ تو پیچھے ترے
بیت یہ سکھلا،[6] لگا دوں گا ڈفالی محتسب

---

[1] ا — آ خدا سے ڈر نہیں یہ شیشہ خالی...
ن — تک خدا سے ڈر نہیں شیشہ یہ خالی...

[2] ن-ا — سب سے
ل — اس نرالی محتسب (سہو کاتب)

[3] ک — تھی

[4] ش، ک، ا — اب وہ

[5] ع — ترے باندھے بن رہتا نہیں
ا — بن باندھے کوئی رہتا ہوں میں

[6] ل — سکھلا دوں گا دوں گا ڈفالی...

←

تیرے عریانے کو خاطر میں کوئی لاتا ہے سوز
تجھ کو وہ سمجھے ہے پشمِ شیر قالی محتسب

ک ل — تیری عریانی کو
ا — نہیں لاوے گا سوز
ل — کوئی لاسے ہیں سوز
ا — سمجھے ہے وہ
ل — وہ سمجھیں ہیں

سچ ہے یہ رونے میں ہوتا ہے اثر آخرِ شب
اشک میرے ہوئے دامن میں گہر آخرِ شب

آہ یاں تک میں سرِ شام سے رویا تجھ بن[1]
سیلِ خونناب گیا سر[2] سے گزر آخرِ شب

صورتِ ماہِ شبِ بیست و پنجم وہ شوخ
گاہ گاہے مجھے آتا ہے نظر آخرِ شب

صبح تا ہووے نہ[3] شرمندہ ترے مکھڑے سے
شمع کر جاتی ہے مجلس سے سفر آخرِ شب

سینو کہتا[4] ہے رہوں سوز سے گھر گھر دن کو واہ
گھورے ہے مجھ کو بہ انداز دگر آخرِ شب

---

[1] ع: آہ تجھ بن میں سرِ شام کو رویا ایسا
[2] ک، م: بھا [3] ش: کہ
[4] ع: سینو کہتا ہے کہ میں سوز سے گھر گھر دن کے رہوں

بس کر دل میں بس رہی ہے گی صدائے عندلیب
بوئے گل سے آوتی[1] ہے گی صدائے عندلیب

ہم صفیرس عیش میں ہیں ہم قفس میں بند ہیں
دل سراپا حال سن آوازہائے عندلیب

قید تو کرتا ہے اے صیّاد لیکن پر نہ کاٹ
بے پر و بالی مگر ہے خوش ادائے عندلیب

آشیاں میرا اجاڑا باغباں اتنا بھی ظلم
اب کدھر سے ہوگی گلشن میں صدائے عندلیب

ہم قفس ہیں ہوں خار ہم دیوار پر تکتے رہیں
واہ واجی واہ وا اے آشنائے عندلیب

سوز سے رو تُھے رقیبوں نے بنائے اچھا کیا
خوش لگے زاغ و زغن تم کو بجائے عندلیب

---

۱ ن آ رہی ہے گی

ت

ہماری شمع نے دیکھی جو اشکباری رات
کٹی بچاری کی تو روتے ہی روتے ساری رات

مچل مچل کے پلنگ پر سرک سرک سوتا
یہی ادا مجھے بس بھا گئی تمہاری رات

جو آنکھیں کھولیں تو گنتے ہی گنتے تارے کٹی
جو موندلیں تو وہی دشت ماری ساری رات

ق

بیاں کیا کروں اے سوز شب کی صحبت کا
نہ پوچھ مجھ پہ جو کچھ گزری بیقراری رات

کہ میں ادھر کو بلا میں لیا گیا اور ادھر
نہیں نہیں ہی میں اس نے گزاری ساری رات

غریب حال تھا کل نزع سوز کا یارو
سسکیوں نے کاٹ دی گریئے ہی زاری ساری رات

اے خدا ایک دل ہے میری بساط
اس کو دکھلا نہ اتنے مکر و ہات

چپکے بیٹھے ہو کیوں میاں صاحب
کس کی خاطر لگائی[1] ہے یہ گھات

دل لوٹے بھاگے دوں گا میں ہرگز
جان [لے] لیجیے[2] گا اچھی بات

آہ یہ دل میں رہ گئی حسرت
مر گئے پر کبھو نہ پوچھی بات

یہ بھی دو تین بول لکھ لے سوز
لائیے میاں قلم بھی اور دوات

لہ ن : لگائے
ٹہ ن محذوف

ہوئے ہیں غنچوں کے دل بے قرار تیرے ہات — لٹی[١] گلوں کی چمن سے بہار تیرے ہات

خزاں سے پوچھے ہے رو رو کے آج یوں بلبل — لٹا ہے باغ کا ہر[٢] برگ و بار تیرے ہات

دل رسیدہ مرا اک[٣] جہاں سے اے صیاد — تو فخر کر کہ ہوا ہے شکار تیرے ہات

* جنہوں کے نور بصر تو نے کھو دیے اے نجم — وہ کیونکر روئیں نہ اب زار زار تیرے ہات

تمام عمر مری[٤] اس چمن میں جوں[٥] نرگس — مندی نہ چشم تک[٦] اے انتظار تیرے ہات

نہیں کچھ اور دکھ اس وقت لے قسم ناصح — میں آپ[٧] جو رو دوں ہوں بے اختیار تیرے ہات

خدا تجھے بھی کرے داغ آتش ہجراں
جلے ہے سوز کا دل شمع وار تیرے ہات

---

* پانچویں شعر میں میر مہدی کی وفات کے واقعے کا اثر معلوم ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو پھر یہ غزل ۱۲۰۴ھ/ ۹۰-۱۷۸۹ کے بعد کی ہونی چاہیے

١ ک، ش: گئی
ل: کٹی
٢ ع: کیا
٣ ع، ن: دو
٤ ک: ترے اس جہاں میں اے نرگس
٥ ن: اسے
٦ ع: سن   ٧ ع: یہ

ہر شخص نہیں یار[1] سزاوارِ محبت — ناداں ہیں[2] کرتے ہیں جو اظہارِ محبت

کیا سرد ہے اس دور میں بازارِ محبت — ملتا ہی نہیں کوئی خریدارِ محبت

کہتے نہیں[3] کچھ منہ سے کہ عاشق ہیں کہیں ہم — خاموش ہیں[4] جوں غنچہ طلب گارِ محبت

سیراب تو کر آب سے شمشیر کے[5] پیارے — مرتے ہیں پڑے تشنۂ دیدارِ محبت

مت داغ اسے بوجھ کبھو[6] سیر کر اس کی — پھولا ہے مرے[7] دل میں یہ گلزارِ محبت

مجھ سے تو بتاں[8] رشتۂ الفت کو نہ توڑو — ہر رگ ہے مرے جسم میں زنّارِ محبت

دل ہاتھ میں ہر چند پھرا لے کے بہر سو — پایا نہ کوئی[9] ہائے خریدارِ محبت

اے سوز ترے عشق کا سودا یہ سوا[10] گرم
اب دیکھیو[11] تو گرمیِ بازارِ محبت

---

[1] ع : آہ

[2] ع : کم ظرف

[3] ع : وہ نہیں

[4] ک : ہیں

[5] ع : قاتل   ۵ الف ۔ ش : ترے

[6] ل، ن، ک، ش (؟)، کبھی

[7] ع : دل ہی دل میں

[8] ن : صنم   ش : میاں

ع : مجھ سے اے صنم رشتۂ الفت کو نہ توڑو آہ
ہر رگ مری جان جسم میں زنّارِ محبت

[9] ع : پایا نہیں دنیا میں

[10] ن، ع : تو   [11] م، ک، ن، ش (؟) اب دیکھو تو ٹک   ع : ٹک دیکھیو

[1] یہ لوگ عبث لیتے ہیں کیوں نام محبت — وہ یہ نہیں جن سے ہو سر انجام محبت

اے مرغِ دل اتنا تو سمجھ رکھو کہ نہ چھوٹے — [2] جیتے جی کوئی آ کے تہِ دام محبت

[3] ہے نزع کے مانند خمار اس کا گشندہ — میں دل سے [4] یہ کہتا ہوں نہ پی جام محبت

ہو تلخ [5] دیا تم نے جو بوسہ تو مزہ کیا — [6] شیریں ہے میاں اس سے تو دشنام محبت

[7] رسوائی عالم مرے طالع میں لکھی تھی — [8] ہو وے نہ الٰہی کوئی بدنام محبت

[9] ہیہات عجب ساعتِ بد ہو گی کہ جس وقت — [10] لائی تھی صبا یار سے پیغامِ محبت

باتوں پہ نہ جا [11] خوبوں کی اے سوز کہ [12] ان کا

عرصہ نہیں رکھتا ہے کچھ ایّام محبت

---

[1] ک، ل، ن، م: مت لے تو مرے آگے میاں نام محبت
ش
یہ منہ نہیں جس سے ہو سر انجامِ محبت

[2] ل، ش، : جی جیتے

[3] ک: ہے مرگ کی مانند خمار اس کا کشیدہ آ، ن، ل، ش: ہے مرگ کے مانند خمار اس کا گشندہ — گشندہ کے معانی کو پیش نظر رکھا جائے تو یہاں نزع کا قرینہ بنتا ہے مرگ کا نہیں

[4] ع: دل سے تو، ک، ن، ل: کہتا تھا کہ نہ لے نام محبت

[5] ک، ع، ن، ل، ش: ہو تلخ اگر بوسہ دیا تم نے مزہ کیا

[6] ی، ب: ہمیں ہے اس سے تو

[7] ل، ک، ا، ن، ش: رسوا میں عجب طرح سے کچھ آپ کو پایا

[8] ک، ل، ش: ہووے

[9] ل: اے وائے

[10] ن، ل: اس شوخ نے بھیجا مجھے پیغام محبت

[11] ع: ان کی تو [12] ک: اس کا

نکل نہ گھر سے تو اے ماہ تاب کی صورت[1]
جلے گی دیکھ تجھے آفتاب کی صورت

شراب پیتے ہوئے سن کے تجھ کو غیر کے پاس
ہوا ہے جل کے مرا دل کباب کی صورت

کرے غرور نہ کوئی کہ بحرِ دنیا میں
ہوا ہے مل کے تن و دم حباب کی صورت

خدا ہی جانے کہ آرام کس کو کہتے ہیں؟
[2][کبھو نہ دیکھی] ان آنکھوں نے خواب کی صورت

جو کچھ گزرتی ہے اے سوز اس کے ہاتھوں سے[3]
کہوں میں کیا دلِ خانہ خراب کی صورت

---

[1] ل: نکل گھر سے
[2] ک، ن، ل: کبھی نہ دیکھی؛ اشن: کبھو نہ دیکھا ان آنکھوں میں خواب کی صورت
[3] ل: ہاتھوں میں

دین و کفر آنکھوں نے تیری کر دیا اے یار مست
صاحبِ تسبیح مست و صاحبِ زنّار مست

چشم و ابرو کو تیرے[1] یوں دیکھ کر کہتی ہے خلق
تل رہے ہیں[2] کھینچ کر آپس میں دو تلوار مست

جامِ[3] گل نے کھو دیا ہے باغباں کا اب[4] کے ہوش
نغمۂ بلبل سے گلشن کے در و دیوار مست

چاہتی ہیں خونِ دل یوں دم بہ دم[5] انکھیاں[6] تری
بادۂ گلرنگ کو مانگیں ہیں جوں[6] ہر بار مست

چشم کے گوشے[7] سے اُنے کا اشارا کر گیا
بات وہ سچ[8] ہی نہیں جس کا کرے اقرار مست

پرسش مجھ کو تا دمِ محشر نہ آوے گا طبیب
ہو گیا ہوں میں بیادِ[9] نرگسِ بیمار مست

سچ تو کہہ کس میکدے میں آج یہ مے[10] پی ہے سوز
دیکھ کر مستی کو تیری ہو گئے ہشیار مست

---

۱ ک: دیکھ ن: کو تری
۲ آ: رہے ہیں ش: رہیں ہیں
۳ ل: کے گل ۴ ل: اپنا
۵ ل: دم بدم یوں خونِ دل
۵ ک: اکھیاں ن: آنکھیں
۶ ن: جو
۷ ک: گوشہ
۸ ع، ل: سچی ش: تو وہ سچ نہیں
۹ ک: نیاز
۱۰ ل: آج مے یہ

گو کہ گل جائے استخوان یا پوست * — گور سے بھی پکاروں گا یا دوست

گالیاں[1] دیوے یا کہ بوسہ دے — "ہر چہ از دوست می رسد نیکو ست"

جانِ من ہر کسی کا دل نہ دُکھا[2] — مثل تو نے نہیں سنا[3] "ہمہ اوست"

مرگ عشاق ہے ازل سے ساتھ — یہ ملاقات ہے جلد دوست سے دوست

سوز کو شاعری[4] سے کیا نسبت

دیکھیے صاحبو![5] چہ گفت و گوست

* متفرقات میں یہ شعر اس طرح درج ہے

اگر گل جائے سب میرا رگ و پوست — درونِ گور سے بولوں گا یا دوست

---

[1] الا : پیار سے بوسہ نہیں تو گالی ہی

[2] ا : جی نہ کڑھا دے

[3] ا : تو نے سنا نہیں

[4] ا : شاعروں

[5] الا : صاحب اس کی گفت و گوست

تڑپھے[1] ہے روز و شب دلِ مفتوں[2] بجانِ دوست
کیا مہرباں ہوا دلِ نا مہربانِ دوست

لیتا[3] ہے جس کو لے دے کے سودا ہے سود کا
اے شام تک کھلی ہے محبّاں دکانِ دوست

ٹھوکر سے سرفراز کر[4] اس کو دمِ اخیر
یہ سر نہیں جھکا ہے بجز آستانِ دوست

کہتا ہے تجھ کو قتل کروں گا میں ایک دن
شکر[5] خدا کہ ایک ہے دل اور زبانِ دوست

اے سوز کوئی خوف نہ خطرہ رہا اسے[6]
جس کو کہ اپنے امن میں لایا امانِ دوست

---

[1] ن میں تڑپے۔ اس نوع کے املائی امتیازات ختم کر دیے گئے ہیں جبکہ ایسے الفاظ جن کا املا کسی خاص املائی رویے اور اپنے عہد کی زبان کی نشان دہی کرتا ہو، اصولِ تدوین میں بدلے نہیں جانے چاہییں

[2] ل : معقول

[3] ک : لیتا

[4] ک : کرد

[5] ل : کہتا

[6] ا : مجھے

دل لے چلا ہوں نذر میں اب تو برائے دوست[1] | سو جان ہو تو کیجیے دل سے فدائے دوست

دل سے[2] یقین تھا کہ یہ ہے صاحب وفا | اپنا نہیں ہے جب[3] سے ہوا آشنائے دوست

اور آرزو نہیں ہے مری تجھ سے اے خدا[4] | یا خشت پائے دوست ہوں[5] یا خاک پائے دوست

دوزخ کا خوف اس کو نہ جنت کی آرزو | جو کوئی جان و دل سے ہوا مبتلائے دوست

دل ایک اس میں غیر کا کیا دخل غیر سوز[6]
مشرک ہے[7] وہ جو یاد رکھے ہے سوائے دوست

---

[1] م، ک، ش، ن: دل لے چلا ہوں اب تو نذر میں برائے دوست ۔ اس میں شبہ نہیں کہ سوز کے ہاں "نذر"، بفتح دوم و بسکون دوم دونوں طرح باندھا گیا ہے لیکن یہاں چونکہ حشو دل متن مرجوح ہے اس لیے ہم نے نذر بسکون دوم والے متن کو ترجیح دی ہے۔ اساتذہ بالعموم اسے یونہی باندھتے ہیں:

انیس: کس کو ہے نظر تشنہ دہانی پہ ہماری | دے گا نہ کوئی نذر بھی پانی پہ ہماری

غالب: غالب گر اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں | حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی

انشا: کیا ان سے ملوں عید کے دن نذر گزار کر | ہوں سامنے اک بچہ جن نذر گزار کر

ل: دل لے چلا ہوں میں تو نظر میں برائے دوست

[2] ل، پر　　م، ک: دل پر مرے یقین تھا تو ہے صاحب وفا

ش ل: دل پر یقین تھا کہ تو ہے صاحب وفا

[3] ک: جس سے

[4] م: کلاد

[5] ن، اش: یا خشت پائے خم ہوں و یا خاک پائے دوست

ک: یا خشت پائے دشمن و یا خاک پائے دوست

[6] ل: کیا دخل سوز ہے

[7] ل، ن، ک، م ش: یاد رکھے جو کوئی سوائے دوست

آج نسیم سحر دے کے[1] خبرِ بوئے دوست — لے گئی یک بارگی عقل و خرد[2] سوئے دوست

کیونکہ پریشاں نہ ہو دیکھ کے اے ناصحو — جس کی ہو حبل المتین سنبلِ گیسوئے دوست

تیر کرشمہ[3] کھینچیو قوت بازو ہے یہ — پیار سے بیٹھا ہے دوست ان کے[4] پہلوئے دوست

اور تو حسرت نہیں اس کا خدا ہے گواہ — یہ کہ پس از مرگ ہوں خاکِ درِ کوئے دوست

لمعۂ شمشیر سے وہ نہ ڈرے گا کبھی — جس کی نگہ میں کھبی جنبشِ ابروئے دوست

اور جو شکوہ کریں اس کی نگہ کا کریں
سوز کے ہے دل نشیں تیر ترازوئے دوست

---

۱ ن: دے گی
۲ ا: ہوش
۳ ا: تو کر: کا
۴ ن: کر
۲، ۳، ۴، ۵ صرف ن میں ہیں

ترے حیراں[1] کو نہیں ہے کچھ خیالِ خوب و زشت | ہے اسے یکساں سوائے دوزخ و باغِ بہشت
حاجیو[2] طوفِ دلِ حیراں کرو تو کچھ ملے | ورنہ کعبے[3] میں دھرا ہے کیا بغیر از سنگ و خشت
اپنے اس معمورۂ تن ہی سے ہوں[4] میں بے خبر | گبر و مومن کو کہو کعبہ بسا دیں یا کنشت
ناصحا تیری نصیحت دل نہ مانے گا کبھی | کیا نفع[5] سمجھائے سے ایسے کے[6] جو ہو بدسرشت
ناصحا گر یار ہے ہم[7] سے خفا تو تجھ کو کیا | چین پیشانی ہی اس کی ہے[8] ہماری سرنوشت
سوز نے دامن جو نہیں پکڑا تو وہ نہیں چھین کر[9]
کہنے لگا ان دنوں کچھ زور چل نکلا ہے ہشت[10]

---

[10] نوراللغات وغیرہ میں ہشت کلمہ تحقیر بالضم اول درج ہے لیکن اثر لکھنوی نے نا معلوم لغت کے حوالے سے لکھا ہے، "ہ اظہارِ نفرت یا تحقیر کے لیے ہشت بالکسر ہے نہ کہ بالضم" (فرہنگِ اثر ص ٦٥٢) سوز کے اس مقطع سے ہشت کے بالکسر ہونے کی سند فراہم ہو گئی ہے۔

---

[1] آ: عاشق   ع: محو کو تیرے   ن: حیران (ظاہر ہے یہ قرأت کی غلطی ہے اگر غور کیا جاتا تو یہاں حیراں کا کوئی قرینہ نہ تھا مصرعِ اول میں "اسے" تفرد کی نشاندہی کر رہا ہے اس لیے "آ" سے شعر میں شتر گربگی پیدا ہو جاتی ہے جس کی سوز سے توقع عبث ہے۔ زکیہ بیگم)

[2] ش: حاجیو

[3] ک، ن، ل، ش: کعبہ

[4] ا: تن سے ہوں میں ہی
ک: تن سے ہی ہوں میں
ل: تن سے ہی میں ہوں
ش: ہی ہوں میں

[5] ل: نفا

[6] ن: کیا نفع سمجھائے ایسے کو جو ہو

[7] ن: مجھ

[8] ا: ہے اس کی ہی

[9] ن، ک، ل: جو نہیں پکڑا تو وہ نہیں چھین کر

لو صاحبو میں ہوتا ہوں رخصت — صاحب سلامت صاحب سلامت

کیسا تھا آرام ملکِ عدم میں — اے وائے غربت اے وائے غربت

صانع نے تجھ کو ایسا بنایا — جو دیکھے بولے اللہ کی قدرت

ق

رہنے نہیں یہ دیتا کہیں سوز — یہ دل نہیں ہے پوری مصیبت

اب کس میں طاقت جو آویں جاویں — ہیں بیٹھے تکتے اللہ کی قدرت

رندو کہو جھک جھک کے سے ناب سلامت

کہ شیخ تو جھک مار کے محراب سلامت

دنیا جو کرے ترک تو ہو وقت کا سلطان[1]

پھر کس کو غرض جو کہے: نواب سلامت

کب تک ہمیں سرکشیِ شمع کی ادا سے

وادی کا سماں کی رہے مہتاب سلامت

ناصح یہ تری[2] چھیڑ ہے جب تک کہ جہاں میں

قانونِ محبت کا ہے مضراب سلامت

دنیا میں اگر سوز شکستہ ہے عجب کیا

ملتا ہی نہیں گوہر نایاب سلامت

---

[1] ا دنیا کو کیا ترک ہوئے بادشۂ وقت + کس کو ہے غرض جو کہے نواب سلامت

[2] ن : میری

نوّاب سلامت رہے تا روز قیامت — تا روز قیامت رہے نوّاب سلامت

الفت سے جسے دیکھے تو اپنا [ہی] بنا دے — ایسی تو کسی شیخ میں دیکھی نہ کرامت

اے حاسدِ موذی تجھے ہے عیب ہی سے کام — وہ نورِ خدا ہے اسے تہمت تو لگا مت

کیا جانے تو اس بھیس میں کیا سترِ خدا ہے — جا دور ہو آگے سے مرے جی کو جلا مت

جو قطب کا ہو حال وہی حال ہے اس کا — کیا تجھ سے کہوں بھید سن اے سوز کہا مت

یار بن اپنی بلا سے گو کہ آئی ہے بسنت
یہ خوشی ہو ان کو جن کے جی کو بھائی ہے بسنت[1]

گل نہیں ہنستے چمن میں تم پہ کچھ اے بلبلو
دیکھو رنگ زرد میرا کھلکھلائی ہے بسنت

گو نہیں طنبور ڈھولک ہی اٹھا لا مطربا
غنچے کے چٹکے پہ پھر بلبل نے گائی ہے بسنت[2]

کھینچ لاتی ہے چمن میں کیونکے[3] اس مغرور کو
تو نے کیا سرسوں ہتھیلی پر جمائی ہے بسنت

سبز تو[4] ہے رنگ عاشق کا بچشم اہل دید
سوز کو جس فصل گل نے کر دکھائی ہے بسنت[5]

---

[1] ن حق: یہ خوشی ان کو ہو
ک: یہ خوشی ان کو ہو جن کے جی میں بھائی ہے بسنت
ل۔ یہ خوشی اُن کو ہو ان کے جی میں بھائی ہے بسنت

[2] ن: غنچوں کی چٹکی پہ
ا، غنچوں کے چٹکے پہ
ک غنچہ کے چٹکے پہ
ل غنچے کے چٹکے کی

[3] ن کیونکر

[4] ن، ک ش، سبز تو

[5] ش ل ن سوز جس کو فصل گل نے

ترے صدقے گئیا[1] او بے مروت — خدا کو مان آ او بے مروت

ارے پچھتائے گا مت جا کھڑا رہ — ذرا سستا تو جا او بے مروت

نہیں اب پیٹ میں دم ہے سماتا — بہت اب مت بکا او بے مروت

کوئی دم کا یہاں مہمان ہوں میں — تو ہونے دے فدا او بے مروت

میں تیرا ہوں میں تیرا ہوں میں تیرا — یہاں تک پہنچ جا او بے مروت

بھلا جاتا ہی ہے تو سوز کو اب — نہ کر مجھ کو خفا او بے مروت

---

[1] ن کیا

ہوا[1] اب کے سرسبز بستاں نہایت · شب[2] کیا ہے بلبل ہے نالاں نہایت

میں کہتا تھا دل[3] سے نہ مل اس سے پر اب · سخن ناشنو ہے پشیماں نہایت

کھلا[4] اس نے بندِ قبا کس کا دیکھا · کہ ہے چاک گل کا گریباں نہایت

نہیں سوزِ پروانہ گر اس کے دل میں · تو کیوں شمع ہے شب کو گریاں نہایت

نہ جانے[5] ہے دیوانہ کون اس میں اے سوز
کہ دل کش ہے سیرِ بیاباں[6] نہایت

---

[1] ع: اچنبھا ہی ہے سیر بستاں نہایت

[2] ع: وے اب کے ۔ ک ۳ میں مطلع کا مصرع ثانی دوسرے شعر کے مصرع ثانی سے تبدیل ہو گیا ہے

[3] ا، ک، ل: کو ۔ ع: میں کہتا تھا دل کو نہ مل ان بتوں سے ۔ اس سے پر اب

[4] ک، ل، اش: کس کا بند قبا اس نے

[5] ا، ن: نہ جانے دے دیوانے کو اس میں اے سوز

[6] ع: گلستاں

ث

نہ کی صحبت نے اپنے شوخ کو تاثیر کیا باعث[1] | طلا اس مس کو کر سکتی نہیں اکسیر کیا باعث[2]

خبر لے آ اپنے دیوانے کی جلدی آج زنداں میں[3] | نہیں آتی صدائے نالۂ زنجیر کیا باعث

شکست و ریخت ہر گھر کی جہاں میں ہوتی ہے یارب[4] | ہمارے خانۂ دل کی[5] نہ کی[6] تعمیر کیا باعث

ہوا جاتا ہوں پیارے قتل ابرو کے اشارے سے | نہ مجھ پر کھینچنا[7] ہر دم شمشیر کیا باعث

ترے رونے سے رو گرداں ہے جوں آئینہ حیراں ہوں[8] | گنہ کچھ مجھ سے دیکھا کچھ مری تقصیر کیا باعث

نہ ملنا تھا بجا ہم سے دنوں میں سادہ روئی کے[9] | خط آنے پر[10] جو کی ملنے میں یہ تاخیر کیا باعث

بہار آئی ہے اب تک ہوش[11] کر تم دل سے غافل ہو
نہیں کرتے ہو[12] دیوانے کی کچھ تدبیر کیا باعث

---

۱ ا، ک ؟، ل ش: اپنی یار میں تاثیر   ن: اپنے
۲ ی، ک، ل: اکثیر
۳ ن، ک، ش: خبر لے جلد دیوانے کی اپنے آج زنداں میں
سے
۴ ا، ک، ل: ہوے ہے
۵ ک: خانہ گھر کی نہ ہو
۶ م، ل، ن ش: نہ ہو
۷ ن: غصہ ہو کر کھینچنا
ل ش: ہر ایک دم
ک: شمشیر تم ہو کے (کذا)
۸ م، ک ؟، ل ش: ترے ہونے سے رو گرداں میں جوں آئینہ حیراں ہوں
۹ ک ش: سادہ رولوں کے
۱۰ ک: میں جو کھینچی، م: خط آنے میں جو کچھے ملنے میں، ل: ہر جو کھینچی ش: ہر جو کچھے
۱۱ ی، ب: ہر دم
۱۲ ا: کچھو دیوانے کی

ج

آیا نہیں جو سیرِ چمن کو وہ یار[1] آج
نظروں میں لگتی ہے رگِ گل نوکِ خار آج

حیراں ہوں اس قدر کہ جھپکتی[2] نہیں پلک
جوں آئینہ[3] ہے مجھ کو ترا انتظار آج

صبر و شکیب و دین و دل اب مجھ سے چھٹ[4] گئے
جز غم نہیں ہے[5] کوئی مرا غم گسار آج

ممکن نہیں کہ[6] شام میں پھر نے دوں تا الم
گلشن میں تا نہ دیکھوں[7] وہ صبحِ بہار آج

ساقی نے اپنے کف سے دیا جامِ زہر سوز
اس زندگی کے کیف کا ٹوٹا خمار آج

---

[1] ا، ش، ک — آتا
[2] ل — جھٹکتی
[3] ل — آبلہ
[4] ع، ب، ی، ح، خ — چھٹ گیا
ش، م، ل — سب گیا
[5] ب — مجھ کو ترا غم گسار آج
[6] ی — ہے شام میں
ل — ہے شام بھی
[7] ش — دیکھ ہوں (کذا)
ک — دیکھوں میں
[8] ب، خ، ع، ن — ہاتھ دیا جام بھر کے سوز

آنکھیں یہ لڑ رہی ہیں [اُس][1] دلربا سے آج
ہے ہے ہوا ہے سامنا میرا قضا سے آج

حاجت قبول مند ہے مجھ پر ہوا یقین
بس یہ سمجھ کے ہاتھ اٹھائے[2] [دعا] سے آج

ٹلتا ہی سامنے سے نہیں ہے خیالِ زلف
ہے ہے مقابلہ ہے ہوا کس بلا سے آج

از بس ہوئی تھی رات عجب بے تکلّفی
وہ دیکھتا نہیں ہے ادھر اُس حیا سے آج

کتنے دنوں کے بعد کبھی آنکھیں نہ کیں دوچار
منہ پھیر جو ہوا ہے بُتِ نا آشنا سے آج

بس اک نگہ کے ساتھ ہی جوں سرمہ پس گیا
دیکھا تھا اس نے ہائے مجھے اس ادا سے آج

سنتا ہوں آیا ہے سوئے ترش مزاجِ یار
سازش [میں][3] اس گھٹا [پہ][4] کرتا جفا سے آج

شاید کہ کوئے یار سے آئی ہے یہ چلی
کھلتا دلِ گرفتہ جو ہے کچھ صبا سے آج

اللہ رے اضطراب کہ وہ بھی تڑپ گیا
کیا کام ہے ہوا دلِ بے دست و پا سے آج

اس بیت سے نکلے ان کے جو نہ مطلبِ دلی
بجتا ہے سوز اپنی سنا التجا سے آج

---

[1] ن : اس
[2] ن : قضا
[3] ن : ہوں
[4] ن : پر

[1] سیرِ گلشن ہے اور سحاب ہے آج — ساقیا موسمِ شراب ہے آج

[2] کشتیِ مے ہے آج طوفانی — خانۂ توبہ بس خراب ہے آج

کہ فرشتوں کی راہ ابر سے بند — جو گنہ کیجیے ثواب ہے آج

[3] اک طرف ابر اک طرف خورشید — [4] داغ چھوڑے ہے زور[5] آب و تاب ہے آج

[6] زلف (چھوڑی ہے) اس نے مکھڑے پر[7]

سوز کا دل نپٹ کباب[8] ہے آج

---

[1] ن: کیا ہی سبزہ ہے اور سحاب ہے آج

[2] ا: یک طرف سیل ہے یہ یک طرف آب

[3] ا: یک طرف ابر یک طرف خورشید

[4] ا: سوز کا دل نپٹ خراب ہے آج

[5] ا: زور ہی

[6] ا: اک طرف ابر اک طرف خورشید

[7] ا: چھوڑے ہے اپنے

[8] ن: خراب

نکلتے نکلتے راہ میری جان گھبراتی ہے آج

زندۂ جاوید تیرے عشق نے مجھ کو کیا
یاالٰہی اس کے سر پر سے تو یہ قصّہ ٹلے

رات کیا جانے ہوئی تھی ہم سے ایسی بات کیا
منہ تو دیکھو اس جگر پر جور[1] جو اس کے سہے

نیند کو کیا موت آئی جو نہیں آتی ہے آج
ڈھونڈتی تو ہے قضا لیکن نہیں پاتی ہے آج

دیکھ کر کاکل کو اس کی زلف بل کھاتی ہے آج
آنکھ اس کے سامنے ہوتے جو شرماتی ہے آج

سوز یہ کس کا بیا ہے جو مری چھاتی ہے آج

لہ ن جدر جور

شج

اگر محبوب ہو ہر کس دل کا کرے لالچ ۔۔۔ کوئی ایسے سے[1] پھر ملنے کا یارو کیا کرے لالچ

زلیخا نے کی جا گہ کونسی ہے تجھ سراپا میں ۔۔۔ یہ میرا ایک دل حیران ہوں[2] کیا کیا[3] کرے لالچ

نہیں آتا ہے وہ[4] میرے کہنے میں اب تو حیراں ہوں ۔۔۔ دل و دیں لے چکا ہاں سچ ہے اب کس کا کرے لالچ

تجھے دیکھے جو بیٹھا[5] یوسف مصری کے ہم پہلو ۔۔۔ زلیخا کا دل اس کو چھوڑ کر تیرا کرے لالچ

کہا میں سوز کو لالچ ہے تیرا[6] ہنس کے یوں[7] بولا
کہو لالچ سے کیا ہوتا ہے بہتیرا کرے لالچ

---

[1] ن، ا : سے   ل : کا

[2] م : کس کس کا

[3] ع : ہو

[4] ن : نہیں آتا ہے میرے کہنے میں میں اب تو حیراں ہوں
ش ل ک : " " اب میرے کہنے میں خوب حیراں ہوں

[5] ا ش : بیٹھے
ن : تجھے بیٹھے جو دیکھے

[6] ع : حیراں ہے تیرا

[7] ش : وہ

جان عشاق کی لے چھوڑیں ہیں یہ پیارے بیچ[1]
دل کو تو کھینچ لیا مار[2] کمند کاکل

دل سمجھتا ہی نہیں اس بت عیار[3] کے بیچ
جان کے پیچھے پڑے اب تری[4] دستار کے بیچ

کس طرح آنکھیں[6] ملاتی ہے مرے گل رو سے
عشق پیچے کی[8] گیا سیر کو آخر وہ صنم

باغباں دیکھ تو اس نرگس بیمار[7] کے بیچ
باغباں اپنی نظر میں ہیں[9] یہ گلزار کے بیچ

سبحہ گردانی[10] پہ اس سوز کی مت جائے شیخ
دور کرتا ہے کوئی دل سے یہ زنار کے بیچ

---

١ ا: جان عاشق کی نہ چھوڑیں گے یہ پیارے بیچ
٢ ن ک۲ اول میں ردیف "کے بیچ" (بلا نون) ہے
٣ ک۲، ا ش: دل سمجھتا نہیں تو اس بت عیار کے بیچ
٤ ل ش: باندہ (کذا)
٥ م، ک: بت عیار
٦ م، ک: لگاتے ہے
ل ش: انکھ لگاتی ہے
ن: انکھیں ملاتی ہیں
٧ ا: نرگس عیار
٨ ل: کلا
٩ ل: ہے
١٠ ع: تو شیخ کی مت جائے وغیرہ م، ک: تے اس سوز کی مت جا، ل: میں اس کو ز

رہتے تھے شاد ہم تو نہایت عدم کے بیچ
اس زندگی نے لا کے پھنسایا ہے غم کے بیچ

تجھ بن مرا گلا ہے تہ خنجرِ اجل[1]
ظالم پہنچ وگرنہ چلی جان دم کے بیچ

اے دل تو میرے سینے سے باہر قدم نہ رکھ[2]
صیدِ حرم کی زیست ہے رہنا حرم کے بیچ

گرمی لگے ہے تجھ کو تو اے یار[3] آ کے بیٹھ
خس خانے کی ہوا ہے مرے چشمِ نم کے بیچ

آیا نظر جو سوز کو جامِ شراب میں
دیکھا نہ وہ کسو نے کبھو جامِ جم کے بیچ[4]

---

[1] ع پیارے

[2] ل، م دل گھر سے دلربا کے تو باہر قدم نہ رکھ
ک " " " نہ رکھ قدم

[3] ع: اے شوخ

[4] ن دیکھا نہیں کسی نے کبھی
ل دیکھا نہ وہ کسو نے جہان جامِ جم کے بیچ

دل پڑا روتا ہے روز و شب حصارِ تن کے بیچ
جس طرح جھڑیاں لگے ہیں موسمِ ساون کے بیچ[1]

ایک قطرہ اشک کا[2] آنکھوں میں رہ سکتا نہیں
کیا سماوے بحرِ غم اس تنگ سے دامن کے بیچ

دل کو مرے زلف میں رکھ کر کیا قربان سر
جس طرح پھر پھرا وے باغباں گودن[3] کے بیچ

حیدرِ کرار کا دل گھر ہے غم کو دخل کیا
کون رہ سکتا ہے شیروں کے بھلا مسکن کے بیچ

شیشۂ دل آپ توڑا یہ عجب انصاف ہے
دل مرا مانگے ہے دیکھو مفت میں تاون کے بیچ

وعظ[4] تو کرتا تو ہے ناصح ولیکن کیا کروں
بھول جاوے پند[5] اگر جکڑ دوں اس گردن کے بیچ

[6] شیخ جی امرد پرستی کا مجھے طعنہ نہ دو
ہم نے کھائی ہے دغا شاید کہ بالے پن کے بیچ

[7] گو کہ صورت مرد کی ہے مرد کی کچھ اور ہے
سو نہ کہلاتے ہیں سارے مرد اپنے ظن کے بیچ

---

۱ ن لگتی ہے جھڑیاں ہمیشہ ساون
۲ ع تو دل میں رہ سکتا نہیں
۳ ن: گودھن — لیکن دونوں طرح جائز ہے
۴ ن: واعظ
ع: وعظ تو کرتا ہے ناصح تو ولیکن کیا کروں
۵ ن: پند اس میں دوں اگر گردن کے بیچ
۶ آ میں اس سے پہلے غزل رشکِ گل سے ہوگئے ہیں خار پیراہن کے بیچ ۔۱
۷ آ میں ص ۱۷۱ بحوالہ غزل اور غزل زیرِ نظر[۱۲۳] دونوں میں موجود (میں درج ہے)

رشکِ گل سے بھر گئے ہیں خار پیراہن کے بیچ / آگ لگ جاوے الٰہی سینۂ گلشن کے بیچ

مزرعِ دنیا سے کچھ حاصل نہ پایا جز گناہ[1] / برق تڑپے[2] کاش کے یارب مرے خرمن کے بیچ

جب سے تیرے لعلِ لب کا[3] وصف ہے معروفِ خلق / ہیں بجائے لعل انگارے بھرے معدن[4] کے بیچ

وصلِ گل میں چل بسی پر آشیاں وہیں رہا / کون رہ سکتا ہے اے بلبل ترے مسکن کے بیچ

سینۂ عاشق تو کیا ہے استخوان و پوست ہیں / تیر تو اس کا ٹھہرتا ہی نہیں آہن کے بیچ[5]

شکوہ بے جا ہے اگر ملتا نہیں وہ ہے بجا / کیا کرے گا یار آکر مجلسِ[6] شیون کے بیچ

خانہ جنگی کے بہانے کی نمود اپنی بھلا / جانتا ہوں ہم بڑے استاد ہیں اس فن[7] کے بیچ

لختِ دل ہے یا کہ گل ہے لعل پارہ یا سرشک[8] / کچھ تو ہے اے سوز یہ لپٹا ترے دامن کے بیچ

---

[1] ن: نگاہ

[2] ع: پڑتی

[3] ع: کے وصف ہیں

[4] ع: دل معدن

[5] ع: نہیں رہتا دل آہن کے بیچ (کذا)

[6] ع: محفل

[7] ع: اپنے فن کے بیچ

[8] ن: لختِ دل ہیں یا کہ گل ہیں لعل پارے یا سرشک
ع: " ہے " ہے لعل پارہ یا کہ آگ

ارباب جہاں کا ہے یہ سب نشو و نما ہیچ
بنیش ہیں دبیا ناز و ادا ما و شما ہیچ

یک ہستیِ موہوم ہے کل ماورئے اشیا
ہے دیدۂ تحقیق میں جز نام خدا ہیچ

سب سو کمر و غنچۂ دہاں کے ہیں سوئے طالب
کوران بصیرت کا ہے منظور سو کیا ہیچ

یوں جلوہ دکھاتے ہیں فنا کا یہ شب و روز
اس پر بھی سمجھتے نہیں سارے حمقا ہیچ

سب ہیچ ہے ہم بوجھ چکے وضع جہاں کو
غم ہیچ طرب ہیچ ستم ہیچ عطا ہیچ

غافل سے زمانے کے کیا خوب جو تحقیق
یعنی یہ جہاں کیا ہے تو بولا کہ صدا ہیچ

بس سوز کے پہلو سے سرک جاؤ طبیبو
عاشق کی نہیں مرگ سوا اور دوا ہیچ

---

۱ ل: سب ۲ ش: جو
۳ ن: یوں جلوہ دکھاتی ہے فنا سب کو شب و روز
ش، ک، م: ″ ″ ″ فنا کا ہر شب و روز
ل: ″ ″ ″ ″ یہ شب و روز
۴ ش، ک، ن: ہر اس کو سمجھتے ہیں یہ سارے حمقا ہیچ
ل: اس کو بھی سمجھتے نہیں ″ ″
۵ ن، ک: جب ہیچ ہی تم بوجھ چکے وضع جہاں کو
ا: ″ ″ ″ سب ″ ″
ل، ش: ″ ″ ″ ہم بوجھ چکے ″ ″
۶ ل: جفا
م، ک: بقا
۷ ل، ک، ش: جو تحقیق کیا خوب
۸ ل، ک، ش: کہ
۹ ل، ش: یہ صدا
ک: یہ سدا
۱۰ م، ک: بھیجو

ح

خوباں ہیں اور[1] شمع جہاں تو ہے نورِ صبح
رونق نہ ہو دے[2] شمع کو ہرگز حضورِ صبح

بھرنا[3] دلا علامتِ پیری ہے آہِ سرد
باد[4] خنک ہے شب کو دلیلِ ظہورِ صبح

ساغر نہیں خمار شکنِ آفتاب کا
پہنچے[5] ہے تا بہ لب کو لی جامِ بلورِ صبح

جب سے وہ شوخ سیر کو آیا ہے باغ کی[6]
بلبل کو ہے بہانہ چمن میں سرورِ صبح

گردوں[7] نہیں آفتاب سے محرور ہو شوا[8]
کرتا[9] ہے گرم نان سے دوراں تنورِ صبح

واعظ جو ڈر دکھا دے ہے تو حشر[10] کا ہمیں
اپنی نظر میں حشر ہی ہے اک[11] فتورِ صبح

اٹھتا ہے سوز دیدۂ بینا سے فیضِ نور
شبرک جو کور ہو تو نہیں کچھ قصورِ صبح

---

[1] مش، ک : میاں
[2] ک، ش : نہ ہو دے
[3] ن : بھرنی ا بھر لے ک بھر لے دلا علامت پیری
[4] ک۴ : با خنک
[5] ن : پہنچے نہ
[6] ا، ش کا
[7] ا، ک : گردون آفتاب
[8] ا : ہوا
[9] ک۴ میں شعر ۵ و ۶ کے مصرع ہائے ثانی باہم بدل گئے ہیں
[10] ک۴، ن : شورِ روزِ حشر کا
[11] ا، ش : یک
ک، ق : ایک

رات کوں رہتا ہوں نالاں غم سے بلبل کی طرح
چاک کرتا ہوں گریباں پر سحر گل کی طرح

یار بن جیتا[1] ملا یا مجھو تلک آئی نہ وہ[2]
مرگ بھی سکتی ہے ظالم[3] سے تغافل کی طرح

یاد کرتا ہوں بہارستاں میں جب ساقی کو میں
چشم بھر آتی ہے میری ساغر مل کی طرح

صبح سے لے شام تک ہے خلق کا اس پر گزر
شیخ کو بیٹھا نہ سالی نے کیا پل کی طرح

سوز میرا حال[4] تو کیا پوچھتا[5] ہے پر گزری
خانہ بر دوش و سیہ طالع ہوں کاکل کی طرح

---

۱ ک : میں جب تک
۲ ن : حیف
۳ ل، ک : جس اس سے یہ
۴ ل : کیا تو
۵ ک : پوچھتا

ن میں یہ اور اس سے پہلے اسی ردیف کی غزل — رات کو رہتا ہوں نالاں غم سے بلبل کی طرح — الخ علاوہ مطلعے کے متحد ہو گئی ہیں، ممکن ہے اس اتحاد کے پیچھے مقطعے کی وحدت کو ثبوت ٹھہرایا جائے لیکن ہمارے پیش نظر ان دونوں کے الگ الگ غزل ہونے کے تین دلائل ہیں

۱. یہ غزلیں ل، م، لد، ع میں الگ الگ درج ہیں
۲. دونوں کے الگ مطلعے موجود ہیں (ن میں مندرجہ بالا غزل کا مطلع غائب ہے)
۳. دونوں غزلوں کو ملا دینے سے دو عام سے قافیوں پل اور کاکل کی تکرار ہوتی ہے جس کی سوز سے توقع نہیں — ۱۲

وا نہیں ہوتا ہے اس کا دل کبھو گل کی طرح
پردے میں رہتا ہوں نالاں روز بلبل کی طرح

ہم سری زلفوں سے کرتی ہے خدا[1] کے واسطے
دیکھ[2] سنبل کیسے بل کھاتی ہے کاکل کی طرح

کیا خدا کے واسطے پھر[3] مستعد ہیں شیخ جی
خلق کو دے[4] ہیں اتارا آپ پھر[5] پل کی طرح

شیخ صاحب چار قل کا[6] ورد کرتے ہیں مدام
پھر[7] کوئی پڑھتے ہیں وہ مینا کی قلقل کی طرح

---

[1] ن — کس واسطے
[2] ش — دیکھیو پھر کیسے بل کھاتی ہیں کاکل کی طرح
ا — دیکھیو کیسی یہ " ہے " "
[3] ا، ک — پر
[4] ا، ل، ش — دیں
[5] ک — پھر
[6] ک — پر ورد کرتے
ا — کا ورد رکھتے
[7] ش، ک — پر کوئی پھرتے ہیں
ل، ا — پر کوئی بھرتے ہیں

خ

گالیوں سے تیری کام ہوتے نہیں اے ماہ تلخ
[1] کیوں تجھے لگتی ہے ناانصاف میری آہ تلخ

اس لب شیریں کی حسرت میں[2] ہوا[3] میں جاں بلب
زندگانی کیوں[4] ہوئی مجھ پر مرے اللہ تلخ

شکر ہے[5] اس کا زباں کی ہم سے لذت چھٹ گئی
جو ملا سو کھا لیا تھا خواہ شیریں خواہ تلخ

زہر بھی میٹھا ہے اس کے ہاتھ کا[6] جو مجھ کو دے
تو مجھے کہتا ہے کیوں اے ناصح[7] بدراہ تلخ

سوز دل دینے[8] کی تو پوچھے اگر مجھ سے صلاح
ہے محبت کا مزا میٹھا و لے نرباہ[9] تلخ

---

[1] ک: تجھ کو کیوں لگتی ہے اب ناصاف مرزا آہ تلخ
ن، ل: ″ ″ ″ اے ظالم ہماری آہ ″
ا ″ ″ ″ ناانصاف میری ″
″ ″ ″ ″ مرزا ″ ″
″ ″ ″ ″ میری واہ ″

[2] ش، ک، ل: سے

[3] ش، ک، ل، ن: ہوں

[4] ک، ل، ش: یوں

[5] ک: اس کی زباں کا ہم نے لذت چھوڑ دی
ش: ″ ″ پہ ″ ″ دیں
ن، ل: حق سکا ″ کی ″ نے ″ ″ دی

[6] ل: میں ش: کا جو مجھ کو دیں

[7] ا، ن، ک، ش: بدخواہ

[8] ن، ا، ل: گر سو چھے ہے تو مجھ سے صلاح
ش: ″ ″ ″ مجھ سے تو ″
ک: ″ پوچھے ہے تو مجھ سے صلاح

[9] ن: نہ ناہ

دین و ایماں سے گزر کر جو ہوا ہو یار شوخ[1] | اس کی قسمت میں ہوا ہے تو ہو دیدار شوخ[2]

جو کلام اس کے میں ہے تاثیر نئیں آب حیات[3] | ہیں گے[4] امرت سے بھرے وہ لعل شکر بار شوخ

ہیں عبث حیراں ہوں ہم کس منہ سے کہاتے ہیں وہ دود | وہ جو کرتے ہیں سخنوں میں شکوۂ گفتار شوخ

سب مرادوں سے گزر جاوے سو لیوے نام عشق[5] | ایسے دل پر منکشف ہوتا ہے[6] اسرار شوخ

سوز تو آزار کو اسیر اپنے حق میں جان
ہے مسیحا وقت کا وہ جو ہوا بیمار شوخ

---

[1] ع: دین و دنیا   [2] ش: کوئی دیدار شوق

[3] ن، ا: جو کلام اس کا ہے ہے تاثیر میں آب حیات

[4] ن: ہیں کے

[5] ن، ا: جو

[6] ن: ہوتے ہیں

د

عشق نے دل کو پھر کیا آباد — دوستو مجھ کو در مبارک باد

غم کو دربان کر بٹھایا ہے — آنے دیتا نہیں کسی کی یاد

میں ملوں گا ہی نا صحِ مردود — مجھ کو بھاتا نہیں ترا ارشاد (ق)

مجھ کو کہتا ہے تو گلہ مت کر — تیری سونڈی کو کاٹ لے جلّاد

سوز کا تو نے منہ نہیں دیکھا
آہ سے اس کی ہو وے گا برباد

یہ غم ہے کون سے ظالم کی اولاد
کہ عاشق کا یہ گھر کرتا ہے برباد

یہ غارت گر مگر ابن الصنم ہے[۱]
دیا فرعون کے لشکر کا جلاد

ہزاروں طرح کی شکلیں بنا ہے[۲]
سحر سے شام تک کرتا ہے ایجاد

کبھی تو اژدہا[۳] ہے آتشِ انساں
کبھی عقرب[۴] ہے یہ گہ گرزِ فولاد

کبھی تو دیو ہے رستم فگن یہ
کبھی محبوب ہے رشکِ پری زاد

غرض انساں کے تو مارنے کو
نہیں اس سا[۵] کوئی دنیا میں استاد

سوا ہے سوز اب تیرے مقابل
تو کر مولا علی کو اپنے[۶] اب یاد

---

[۱] ا ک ل ن: ترکوں کے لشکر کا ہے
[۲] ل: بناکے ش: بنانے
ک، ا: بنائیں
[۳] ل: کبھی تو آتش انساں اژدہا ہے
[۳] ن: کبھی تو اژدہا ہے
[۴] ل ش: کبھی عفریت ہے یا
ا: کبھی " " "
[۵] ل: اس کا
[۶] ل: اپنے کو اب

گل بوی تو در کنار دارد — زان عاشق خود هزار دارد

گفتی که[1] شبی به سر تو آیم — قول تو چه اعتبار دارد

دل نیست بزلف تو ولی[2] جان — آن کاکل مشک بار دارد

دل خاک شد و هنوز دلبر — از من در دل غبار دارد

مجبوری سوز صبر کن صبر

بان بنده چه اختیار[3] دارد

---

۱ ک : شب است سر تو آیم

۲ ک ل : بلی

۳ ک ل : اعتبار

ہوا ہے اب تو مجھ پر مہرباں درد
وگرنہ تھا کہاں میں اور کہاں درد[1]

نہ آہ و نالہ کر گر درد ہو وے
کہ مردوں کا ہے سنگِ امتحاں درد

بنائے دردمندی تب ہو محکم
کہ ہو وے مغز سے تا استخواں درد

وہ جلدی منزلِ مقصد کو پہنچے[2]
کہ ہو[3] کشتی کا جس کی بادباں درد

سحر تک ہے چراغِ درد روشن
ہوا جس گھر میں آکر میہماں درد

غنیمت جان لے اے سوزؔ تو درد
وگرنہ گُل کہاں سوز اور کہاں درد

---

[1] ع: وگرنہ میاں کہاں تھا

[2] ع: شتابی منزلِ مقصود پہنچے

[3] ع: جو ہو

گفتم کہ تمہت ہمرا نہ باشد
گفتا اگرت حیا نہ باشد

گفتم کہ کجاست مسکن تو؟
گفتا کہ کجا کجا نہ باشد

گفتم[1] جانم بہای نازت
گفتا این لفظ بہا نہ باشد

گفتم[2] بہ عدم روانہ ام کن
گفتا کہ ترا روانہ باشد

گفتم کہ لبت دواست گفتا
این درد ترا دوا نہ باشد

چون گفتم سوز عاشق تست
گفتا کہ چہ خوش چرا نہ باشد

۱؎ ک : گفتم
۲؎ ک : کہ بعدم

یار مجھ کو قرآن کی سوگند — جی جلد تیری جان کی سوگند

دل پہ جو آن ہے قیامت ہے — کیا کہوں تیری آن کی سوگند

پر بیاں[لہ] مجھ سے ہو نہیں سکتا — مجکو اپنے بیان کی سوگند

جھوٹے وعدوں نے مجھ کو سیر کیا — دلبر نوجوان کی سوگند

تیرے دل میں گمان ہے کچھ اور

سوز اس بدگمان کی سوگند

لہ ا : پر بیاں منہ سے ہو نہیں سکتا

میں جانتا نہیں دنیا میں عز و جاہ بلند
یہی کہ دونوں جہاں سے[1] رہے نگاہ بلند

مگر تو مہر[2] کو اب شعلہ رو[3] دکھاتا ہے
کہ اس کا ہاتھ ہے جوں دست داد خواہ بلند

عجب نہیں کہ چھٹے[4] پر پلک سے فوارہ
پڑی[5] ہے اشک کے آنے کی دل سے راہ بلند

الٰہی خیر ہو مجنوں کی اب کہ یہ سر پا[6]
کیا ہے لیلیٰ نے کیوں[7] خیمۂ سیاہ بلند

یہ چشم[8] و قد سے کسو[9] کے ہے آشنا قمری
دکھا نہ سرو مجھے ہے مری نگاہ بلند

اسے[10] زاہد احمق کو پست فطرت جان
ہوا ہے چڑھ کے جو منبر پہ خواہ مخواہ[10] بلند

نہ کر غرور تو زنہار اس[11] پہ اے نادان
کہ مرتبہ[12] ہے ترا شکل مہر و ماہ بلند

کرے ہے[13] گردش دوراں طرح ہنڈولے کی
ہر ایک شخص کو یاں گاہ پست گاہ بلند

ہجوم فوج خط اس کا نہ کیوں بڑھاوے حسن[14]
کرے ہے رتبۂ شہ کثرت سپاہ بلند

لیا ہے دل کو جو میرے[15] تو اس کو مت کر تنگ
کہ ہوے[16] دے ملک کی وسعت سے نام شاہ بلند

ترا بھی[17] نالہ تو پہنچا ہے تا فلک اے سوز
خدا وہ دن نہ کرے ہو جو تیری آہ بلند[18]

---

۱ ل : میں
۲ ل : مہر
۳ ن : آتش خو
۴ ن : پھر
ل : پر فلک
۵ آ، ک : بڑی ، ش : تری
۶ ا : الٰہی خیر ہو مجنوں کی جان کی یہ کیوں
ن : " " " " " کہ یہ "
ک : " " " اب یہی ہے سر پا
۷ ن : اب
ا : یہ

ہوا ہے داغ مرا دل انار کے مانند[1] — جھڑے ہیں ہیں آنکھ سے آنسو شرار کے مانند[2]

ہر ایک بات ہے دامن کا تختۂ گلزار — رواں ہے چشم سے خوں آبشار کے مانند

نہیں ہے سیر کا کچھ لطف باغ میں تنہا — بغیر یار رگِ گل ہے خار کے مانند

خبر نہیں ہے مجھے ترکِ چشم نے کس کی[3] — لیا ہے لوٹ مرا دل تتار کے مانند

پڑا ہے[4] عمر[5] ہم لگ رہے ہیں دامن سے — جھٹک نہ دیجیو یار سے[6] غبار کے مانند

ہوا ہے رشکِ چمن چہرہ یار کا اے سوز
خط اس کے مکھڑے[7] پہ ہے کیا بہار کے مانند

---

[1] ب، ی، ج: چاک
[2] ب، ی، ج: جھڑے ... ش جھڑے ہے
[3] ع: مجھے خبر ہی نہیں ترکِ چشم نے کس کے
ل: خبر نہیں مجھے ہے ترک ،، ،، ،، ،،
[4] ک، ا: دیار
[5] ع: کٹی
[6] ع، ی، ج، ب: اس کو
[7] ع: خط اس کے گرد جو آیا بہار کے مانند
[8] ن، ب، ک، ل، ش، ج: کمال، ،، آیا مکھڑے پہ ہے کیا ،، ،،

لذت بے رنج ملتی ہے زمانے سے بعید[1]
نوش دے بے نیش[2] یہ زنبور خانے سے بعید

اشک میری چشم کا کیونکر اثر پیدا کرے
سبز ہونا خاک میں ہے اپنے دانے سے بعید

جو نصیحت کرتے ہیں مجھ کو نہیں یہ جانتے
عاقلوں کی بات سننی ہے[4] دوانے[3] سے بعید

میں تو جاؤں در سے تیرے پر کہیں گے نیک و بد
بے وفائی اس سے کرنی تھی[7] فلانے سے بعید

مجھ دل صد چاک ہی سے[5] وا نہیں ہوتی وہ زلف
ورنہ کھلنی[6] گانٹھ اس کی اب ہے شانے سے بعید

ٹھہرنے دوں ناصح کو میں تو بھی اسی کو سب کہیں
بحث دیوانے سے کرنی تھی سیانے[8] سے بعید

یا علی بیجا ہے تیرے در تلک یہ سوز آج[9]
پھیرنا محروم ہے اس آستانے سے بعید

۱۔ ل، ن، ع: ہو خوشی بے رنج سو یہ ہے   ۲۔ ش: تو بس اے بے نیش (کذا)
۳۔ ک ج: دیوانے   ۴۔ ن، ل، ع، ک: ہے
۵۔ ن: اس دل صد چاک سے
۶۔ ل: کھلنا
۷۔ ک، ل: یوں
۸۔ ن: فلانے
۹۔ ش، ل، ک، م: سوز آپ سے

ذ

لکھوں جو وصف تمہارے میں گلرخاں کاغذ [۱]
عجب نہیں کہ جو ہو رشکِ بوستاں کاغذ

جواب خط میں [۲] ہمارے لکھے نہ پیرزہ یار
جو ہو زمیں سے بھرا تا بہ آسماں کاغذ

لکھوں [۳] ہوں نامہ تو کر ڈالتی ہے ابری [۴] سرخ
فراقِ دوست میں یہ چشمِ خوں فشاں کاغذ

نجا سکے ترے کوچے میں نامہ بر اللہ
اڑا کے باد [۵] ہی لے جائے یاں سے واں کاغذ

طلب جواب کرے نامہ بر تو یوں [۶] لے شوخ
کہاں [۷] دوات کدھر ہے قلم، کہاں کاغذ

لکھا نہ ایک بھی پیرزہ لکھو [۸] ہمیں کیوں یار؟
بکے ہے شہر میں شاید بہ نرخِ جاں کاغذ

لکھوں [۹] ہوں سوز جو میں داغِ دل کی اپنی شرح
کرے ہے خونِ جگر برگِ [۱۰] لالہ ساں کاغذ

---

۱ ل، ک، واشی: ہے کہ ہو
ب، ی، ح: ہے جو ہو

۲ ب: کا

۳ ن: جو نام تو کر ڈالتے ہیں ابری سرخ [ہماری دانست میں اس مصرعے میں "ابر سے سرخ" کا اندراج زیادہ موزوں ہو سکتا ہے لیکن ہمیں اس کے لیے کافی شواہد نہیں ملے اس لیے ہم نے "ابری سرخ" ہی درج کیا ہے۔ تاہم اس کے واحد ہونے کے باعث پہلے حصے نے ہمیں [illegible] کو ترجیح

۴

←

۵ـ ب، ی، ح، ا باؤہی

۶ـ ل جو بولے

ن تو بولے وہ

۷ـ ک، ج، ا، ل، ش گجا

۸ـ ن ہمیں کبھی کیوں

ک، ش ہمیں کبھو کیوں

۹ـ ک، ب، ی، ح، ا، ل، ش: پڑھوں

۱۰ـ ش ترک

دل سے محبت نہیں ہے اب تو برآر — وقنا ربنا عذاب النار

ہاں جو دل ہو تو کوئی اس سے ملے — یہ جہنم تو ہے سقر کا شرار۔

پاس آوے جو اس کے ہو کے راکھ — ہائے کیسا تھا یہ گل و گلزار

جس کے گھر جاکے بیٹھتا تھا یہ — اس کو کر ڈالتا تھا باغ و بہار

اب تو یہ ڈھنگ اس نے کاڑھے ہیں — کہ نہیں جس کا کچھ حساب شمار

جانیے کس کا اب ہوا عاشق، — یا کہیں جاکے کھلتا ہے قمار

ان گھروں میں اپنی آپ لجاؤں — یہ تو ایسا ہوا ہے گلشن گزار (؟)

کہ کسی سے رہا نہیں مانوس۔ — باد کے گھوڑے پر ہوا ہے سوار

دیکھو آتے ہیں آپ روپ چلے — آئے کس گھر گئے تھے برخوردار

آنکھ اودھی اٹھا کے ٹک دیکھو — اے ترے ــــ برخدا دے مار (کذا)

ارے گونگا تو کیوں بنا ایسا — کیا ہوا تجھ کو سایۂ گفتار

صاحب دیکھئے ہو اس کی آنکھیں، — کہیں حلق میں ہے ترا عیار (کذا)

ہائے دل تو نے مجھ کو ذبح کیا — حیف ضائع کیا یہ میرا پیار

ہائے بیکس کیا مجھے تو نے — تیری فریاد جاکر دل دربار۔

اس کا دربار جس کی شان یہ ہے — تیشتی فی الدار عنترۃ دیار

یعنی حضرت امیر عالی جاہ — حامی دین (و) قاتل الکفار

وہ محمد رسول کا بھائی — نام جس کا ہے حیدر کرار (رض)

عمرو و عنتر کو جس نے قتل کیا — ایک سے دو کیے تھے دو سے چار

وہ علی مظہر العجائب ہے — جس نے مرحبا کے تیئیں دکھائی نار

وہ علی جس نے آتش نمرود — کی تھی حضرت خلیل پر گلزار

وہ علی جس نے جبرئیل کو ہاں — پہلے سکھلایا بندگی کا شعار

کھول سر کو کھولوں گا "واغوثاہ"
دل کو میرے کر دو ہدایت تم
تم نے مارا نصیر کو واللہ
کاٹ کر ہاتھ تم نے اسعد کے
گمرہوں کے تھی سہارا بنا
گر شقی ہے اے سعید کر دو
محو ہو جائیں دل کی سب بدیاں
سوز میں مرثیہ نہیں پڑھتے
بس یہ اتنا ترا وسیلہ ہے

اپنے دل سے ہوا ہوں میں بےزار
اے مرے والا اے مرے ستار
تم نے پھر کر جلایا ستر بار
پھر لگا سے تو یہ زاول بار
تم خدا کے ہو واقفِ اسرار
تم پہ نیکی بدی کے سب مختار
اور ثابت [۱] (ہو) نیکی کردار
وہ جو ہیں گے تمہارے ماتم دار
بخشیو اس کو اے مرے غفار

مطلع

ایسے جینے سے ہوا ہوں [۲] میں بےزار
یہ کوئی [۳] ڈھنگ نہ کوئی اطوار

جھوٹ و تزویر [۴] و مکر و فن و فریب
ہیں جلو میں مرے [۵] قطار [۶] قطار

جب سے پیدا ہوا ہوں تب سے گناہ
کیے ایجاد ہیں ہزار ہزار

---

۱ ا - ہوں
۲ ل : ہوں ع : میں بہت بےزار
۳ ش۱، ش۲، ک، ل، ع وقنا ربنا عذاب النار ع یہ بھی کوئی ڈھنگ یہ بھی کوئی اطوار
۴ ش۱، ش۲، ل جھوٹ تدبیر مکر و فن و فریب
۵ ش۲ شرے
۶ ع ہزار قطار

میر صاحب ہیں[1] ان گنوں پر اب
چھوڑ تسبیح اور مصلیٰ[2] بس
مرد[3] ہو کر قدم رکھو کر تمیس[4]
لیک[5] استغفر اللہ تو اور مرد؟

ٹک ادھر دیکھیو تو استغفار
اب تو گردن میں ڈالے[2] زنار
پوجتے آپ ہیں ہند کے کفار
خیر[6] بہتر ہے تجھ سے تو سو بار

خرقہ پہنا تو کیا ادبارا[8] جی
شرم آتی نہ اے خرف[10] تجھ کو
سات تاؤں[13] سے منہ کو کالا کر
چھوکروں کو مٹھائی دیتا جا
جو کہ پہنے[16] لباس مردوں کا
اس کی یہ[18] ہے سزا کہ خلق خدا

یہی در در پکارتے[9] ہو بسیار
اب یہی کہتا ہوں بس[12] گلے سے اتار
پھر کے الٹے گدھے[14] اوپر اسوار
تا وہ[15] کہتے چلیں پکار پکار
اور جیسنروں[17] کے رکھتا ہو اطوار
ڈالتی جائے[19] جوتیوں کے ہار

---

۱ ن — اب اسی منہ پر
ک، ل، ش ۱، ش ۲ — اب اسی منہ پر
۲ ن۔ — ڈال ہے
ل — ڈالے ہیں
۳ ش ۲ — فرد
۴ ل — ہمیں
۵ ع — لیکن
۶ ل — خبر (کذا)
۷ ل — سونار
۸ ع — اکھاڑا
ش ۲ — اوتارا
۹ ل — پکارتے ہو پیار
۱۰ ش ۱، ش ۲ — خرس
۱۱ ش ۱ — تم تو

ہاتھ میں ہیچ ہے یا کہ شرار
ہاں دل بے قرار ہے[۱] سنبھلو
واری جاتا تھا اس کے نام پہ تو[۲][۳]
بڑھ کے کہ[۴] ایسے ہی لگا پیار سے
آستیں تو ٹک الٹنے دیکھو
باغ کی سیر[۵] مانگتا تھا روز
سو زور دریائے غم میں غوطہ مار

وقنا ربنا عذاب النار
تجھ پہ آیا ہے کھینچ کر تلوار
اب گلے سے لگا نہ اس کا وار
تہ رہے جو لگا کمر کا تار
دل امیدوار ہے تیار
یہیں اب دیکھ پھول[۶] ہے گلزار
آنکھ لے موند[۷] اور پھر لے یار

[ص ۴۴۲ تا ۴۴۶]

یہ غزلیں مختلف نسخوں میں الگ الگ درج ہیں، ہماری دانست میں یہ سہ غزلہ ہیں — ۱۲

---

۱ ک، ا، ش ۱، ۲ سنبھلو ہم
۲ ش ۱، ش ۲ وار
۳ ا روز
۴ ع ایسی ہی آگ
۵ ن کو ترستا تھا
ع روز مانگنے تھے سیر
۶ ن پھولی
۷ ش ۱، ک میوند اور پھر لے یار / ا: موند اور پھر لے یار

تمہارے درد سوا کچھ دوا نہیں درکار
کہو مسیح سے ہم کو شفا نہیں درکار

ہمارے رنج سے یارب کسی کو رنج نہ ہو
ہوا جو غرق محیط آشنا نہیں درکار

جو غم سے پیر ہوا اُن سے تو کیا حاصل
گرا گڑھوں میں تو اس کو عصا نہیں درکار

سفینہ جس نے کہ بحر محیط میں چھوڑا
اسے خدا کے سوا ناخدا نہیں درکار

جسے کہ کنج میں عزلت کے ہیں نہ ہو آرام
اسے کہو کہ تجھے اِنزوا نہیں درکار

خدا ہی ایک ہے اور دل ہی ایک ہے سن لے
جو ایک بار ہو تو دوسرا نہیں درکار

دغا جو عمر نے تیری نہ کی نہ غم کھا سوز
وہ ایسے ہیں ہے اسے تو وفا نہیں درکار

جن کو نہیں ہے کچھ سر و سامانِ روزگار — بے شک وہی ہیں سرورِ[1] سلطانِ روزگار

کس کی سمومِ آہ نے ابتر کیے[2] چمن؟ — آمادۂ خزاں ہے گلستانِ روزگار

روشن ہوا ہے کس کا چراغِ امید[3] آج — ہے بے فروغ شمعِ شبستانِ روزگار

رکھتے نہیں ہیں[4] پاؤں زمیں پر غرور سے — ہر جا ہے ان کو کہیے سلیمانِ روزگار

ق[5]

اتنا بخار دل میں ہمارے ہے بھر رہا — گرد ستم سے ہے تا بہ گریبانِ روزگار

ایسا گلہ دبو جس کے دو ہیں نکل پڑیں — جوں مہر و ماہ دیدۂ حیرانِ روزگار

اے سوز تک[6] زبان کو اپنی خموش رکھو
سنتے کہیں نہ ہوویں حریفانِ روزگار

---

[1] ن، ع ۔ سرورِ سلطان

[2] ن کیا

[3] سوز کے ہاں اکثر امید کو بلا تشدید باندھا گیا ہے

[4] ن جو

[5] ع میں قطعے کی صراحت نہیں۔ تمام مقطعے کا شعر انداز قلم میں نمبر ۵ پر درج ہے

[6] ع اب

بس بس اے دل نہ کر مجھے خوار — بے زار ہیں تیری خو سے بے زار

اتنا ہے بے سبک تو نکلا — عاشق وہ ہے جو ہو گراں بار

سینے سے نہ اس کے آہ نکلے — گو سر پہ برستی ہووے تلوار

میں تجھ کو کوہ جانتا تھا — تو تو ہے خس سے بھی سبکبار

اب بھی منہ میں لگام دے بیٹھ — ہر ایک سے کہہ نہ دل کا اسرار

ہے خلق تمام تیری دشمن — ہے گرم دغل کا آج بازار

کہہ دے کہ نکالنا چاہتا ہے — اور وہ ہے جہاں میں نمودار

عزت اور اے تو کیسا؟ گدا — ہو جائے وہ تجھ سے آہ بے زار

بیان مار پڑے گا (تو) سن رکھو — ہم رو دیں گے تجھ کو کوہ و بازار

تجھ سا ہو کب ملے گا مجھ کو؟ — اے میری جان میرے غم خوار

روتا ہے تو تمام سوز کا سے
تا تیرا راز بارے[۱] نہ اظہار

---

[۱] ن ۔ ہے

کاٹتے ہیں دل کو ابرو یار کے تلوار وار
یہ جگر کس کا ہے اُس[1] کا جس کو ہو ہموار وار

خون کو مجو بے گنہ کے بس[2] ہیں یہ تیغ نگاہ
باندھو آیا ہے یہ کس کے[3] قتل کو ہتھیار یار

باغ تم جاتے تو ہو لیکن خدا کے واسطے
گل کو مت اپنے گلے کا گجیو زنہار ہار

ایک میں ہی مجو تری خاطر نہیں ہوتا خراب[4]
روز و شب ہمراہ میرے[5] ہیں مرے غم خوار خوار

مجو مریض عشق کی دارو نہیں کچھ غیر وصل
اے طبیب اپنی دوا مت تو نہ یہ بیمار مار

بات سنتا ہے سبک دشمنوں کی شوخ دل تنگ[6]
ہے سخن میرا تری خاطر پہ پھر یک[7] بار بار

آج کون آیا تھا گلشن میں خدا جانے کہ ہے[8]
باغباں کا دل نزار و بلبل گلزار زار

آپ کو مت دیکھ جوں منصور واحد یار سے
چشم وحدت بیں کو ہے یاں جلوۂ دلدار دار

دیکھ کر کوئے مغاں میں مست کو کہتے ہیں لوگ
دختر رز کو لیے ہوتا ہے یہ میخوار خوار

---

۱ ن ان کا ش ۱، ش ۲ دور کا جس کو
۲ ن نہیں ک، ش ۱، ش ۲ یہ ہیں
۳ ن کی
۴ ن ذلیل
۵ ن تیرے
۶ ش ۲ اک
۷ ن آتا
۸ ق، ش ۲، ش ۱ سے

اڑتی سی کچھ سنی ہے کہ آئی ہے پھر بہار — ہاں صحن باغ ۱ دے اے چشم اشکبار

کیا ہاتھ دھو کے جان کے پیچھے پڑا ہے یار — پھرتے ہیں باغ باغ ترے واسطے ہزار

کچھ چھوٹنا قفس سے تو آتا نہیں نظر — یارو ہزار حیف چلی جاتی ہے بہار

ابرو کے تیر کھاؤں کہ مژگاں کے تیر میں — زلفیں جدا ہیں دور سے ڈستی ہیں مار مار

دنیا پہ آنکھ موندھ کے ادھر سے میں گرا — پر گرد سے پھرے نہ کہا میں نے دم نہ مار

---

۱ ن چھڑک

بھولتا ہے اب کوئی دم کو گلستانِ بہار
آنکھیں کھولیں گے بہ رنگِ گلِ شہیدانِ بہار

عرشِ[1] بلبل پہ ہزاروں جمع ہوں گی عندلیب
تو نہ جاوے گا تو گل سے ہوگا چراغانِ بہار

لو خزاں میں آ گئے غفلت[2] سے ہم (بھولے) رہے
لے چلے[3] دنیا سے ہم کو ہائے ارمانِ بہار

اس قدر شوخی نہیں جو کوئی نظارہ کرے
شعلۂ گل تک[4] پکڑ سکتا ہے دامانِ بہار

عندلیبو مسکنِ گلشن غنیمت جان لو
خندۂ گل کوئی ساعت کا ہے مہمانِ بہار

عندلیبیں دام میں پھنسیاں لٹے[5] اوراقِ گل
آج بازی گاہِ طفلاں ہے دبستانِ بہار

اک طرف[6] نالاں تھی بلبل اک طرف خنداں تھے گل
آہ[7] مجھکو آج تک بھولی نہیں آنِ بہار

سوز دیوارِ قفس کر کر دِ جلدی سے نکل
باعثِ واشد تو ہے تو اے دلِ جانِ بہار

---

[1] ل : عرش

[2] ن، ش ۱، ش ۲، م : ہم بھول کر سوتے رہے
ع : غفلت سے ہم بھولے رہے
وجہ : چونکہ غفلت کی مناسبت بھولنے سے زیادہ ہے اس لیے ہم نے بھولے درج کیا

[3] ع : آخر دل میں ارمان بہار
ش ۱، ش ۲، ن : دل میں ہائے ارمان بہار
ہم نے ک ق کی قرأت اختیار کی ہے جو زیادہ معنی خیز ہے

[4] ع : کیا

[5] ا : سیلے

[6] ا، ش ۱، ش ۲ : یک طرف نالاں تھی بلبل یک طرف خنداں ——

[7] م : سوز ن : ہائے

عندلیب خوش ہو کہ پھر گلشن میں آئی ہے بہار — گل نشیں[۱] خواب عدم سے اب جگاتی ہے بہار

کیا شگفتن وار فرصت ہے کہ جس پر پھول کر — باغ میں ہرگز[۲] نہیں پھولی سماتی ہے بہار

گل کا چٹکارا نہ پوچھو سوچنے کی بات ہے — چٹکیوں میں عندلیبوں کو اڑاتی ہے بہار

قطرۂ شبنم نہیں گرتے ہیں گل کے منہ اوپر — خواب سے غفلت کے سوتوں کو جگاتی ہے بہار

عاشقو فکر تہی دستی کرو گر شوق ہے — گل کو زر دیتی ہے جب[۳] گلشن میں لاتی ہے بہار

اشک عاشق سے ہے کرتی ہمسری منہ دیکھ کر — گل کے گہوارے میں شبنم کو جھلاتی ہے بہار

سوز کیا[۴] بیٹھک لگی ہے تجھ کو غافل آنکھ کھول — دیکھ کس کس رنگ سے گل کو ہنساتی ہے بہار

---

۱ ک — گل کہ نشیں

ل، ش ۱ — گل کہیں

ش ۲ — گل کھلیں

ن — گل کو پھر

۲ ک، ش، ش ۲ — باغ میں شادی سے پھولی نہیں سماتی ہے بہار

ع — 〃 پھولی نہیں سے

ل — 〃 شادی سے پھولی ہیں سماتی ہے بہار

۳ ن — نئے گلشن میں لاتی ہے

۴ ن — سوز ہوتا ہے کہاں غافل ذرا آنکھیں تو کھول

زمیں پر پاؤں کب رکھتا ہے عیّار
کہ آنکھوں پر ہے رکھنے جے[۱] عار

چلا تو بھی[۲] تو میرے پاس سے دل
بھلا بھائی ترا مولا نگہدار

وہ غم خواری کرے گا واہ ری[۳] عقل
کہ جس کا نام ہے عالم میں[۴] دوں خوار

کہاں تھے رات کو[۵] تم شیخ صاحب
کسی[۶] نے لے لیا خرقہ و دستار

کرو تسبیح کو اب ہاتھ سے دور
تمھارے دوش کے لائق ہے زنّار

ہنوز گر تم کو دولت چاہیے ہے
تو میری دو[۷] نوں آنکھیں ہیں گھر بار

نہ دیکھو سوز کی صورت عزیزو
نہیں ہے خلق میں ایسا گنہگار

---

۱ ن بار
۲ ع ہی
۳ ع اے
۴ ن عالم میں ہے
۵ ع کے
۶ ن ہے کس نے
۷ ع دو آنکھیں (کذا)

[ع میں یہ غزل ورق ۳۹ ب کے حاشیے پر ہے ۲ میں نہیں ہے] ۱۷

ن + ع

ایسے ہیں اگر زمانے کے یار — تو بھائی میں اس جہاں سے بیزار

الفت نہ کروں گا پھر کسی سے — توبہ اب دوستی سے سو بار

ہو نام نہ لوں گا پھر عشق کا — منہ سے نکلے تو میں گنہگار

دلبر دلدار کہتے ہیں لوگ — یہ تو معلوم پر دل آزار

آئینہ ہے اور آپ ہیں بس — اپنے ہی میں ہیں سب گرفتار

گر ہیں یہ مطالب جدا ہیں — میرے بھی چشم ہیں گہر بار

اے کافر بت پرست اے سوز

جل جلد اتار ڈال زنار

کیوں ہاتھ دھو کے جان کے پیچھے پڑے ہے یار
[پھرتے ہیں] باغ باغ ترے واسطے ہزار

ساقی اگر مدد کرے اک[3] ساغرِ اجل
اس زندگی کے کیف کا توڑے[4] ہے ابھی خمار

ق[5] میں نے سنا کہ سوز اٹھا کل جہان سے
دل پر پڑا الم ہوا حد[6] سے بھی بے شمار
یاں تک کہ میں نے رو دیا بے اختیار ہو
لیکن یہ[7] یار آتے ہی آیا ٹک اک قرار

کیا ہو گیا جو ایک[8] دم آگے کوئی گیا
دنیا کی چال یونہی[9] بندھی ہے شتر قطار

۱ع کیا
۲ن پھرتی میں باغ باغ ترے واسطے ہزار
۳ع یک
۴ن ٹوٹے
ع ٹوٹے تبھی
۵ ن میں قطعے کا آغاز "یاں تک کہ میں نے رو دیا..... الخ سے ہو رہا ہے اور "میں نے سنا..... الخ" مقطع ہے، ہم نے ع کی ترتیب اختیار کی ہے اگرچہ ع میں قطعے کی صراحت نہیں ہے تاہم آخر کے تینوں مسلسل اشعار کا مضمون، ن کے مقطع کو تیسرے نمبر پر لانے کا مقتضی ہے۔
۶ع سینی
۷ع نہ یار آئی ہے
۸ن میاں کیا ہوا جو ایک دم آگر
۹ن یونہیں

یوں دیکھتا[1] ہے وہ کہ ادا کو نہ ہو خبر — چھینے دل اس طرح کہ دغا کو نہ ہو خبر

[2] عشاق تیری تیغ تلے اے ستم پناہ — سر اس طرح اٹھیں[3] کہ قضا کو نہ ہو خبر

[4] رخصت جو دے تو مجھ کو تو میں تیرے پاؤں کا — بوسہ لوں اس طرح کہ حنا کو نہ ہو خبر

ناصح تو چاک جیب سے[5] کیا مانع ہے اور میں — دل چاک[6] یوں کروں کہ قبا کو نہ ہو خبر

گلزار وصل دوست سے اپنا[7] گل مراد — اے سوز یوں چنوں کہ صبا کو نہ ہو خبر

---

۱ ن، ل — دیکھے

۲ ع — ہم بھی تو اس کی تیغ تلے اے جفا کیش

۳ ن، م — سے دیں

۴ ع — رخصت جو مجھ کو دیوے تو میں اس کے پاؤں کا

۵ ن، ا، ل — کو

۶ ل — خاک کے

۷ ا، ک — اپنے

کب تلک تیری جفاؤں پر[1] کروں اے یار صبر
جب تلک طاقت تھی مجھ میں کر چکا سو بار صبر

جرم[2] نظارہ کے اوپر یوں قفس میں دیجیے
بلبل بے کس کا پڑ ہو تجھ پہ اے گلزار صبر

بے قراری ہے تپش کے ہاتھ سے بے چین ہے
غم کے غم سے دل میں گھبرا کر ہوا بیزار صبر

اشک[3] کے ہاتھوں جگر سب آب ہو کر بہ گیا
کب تلک روئے گی بس اے مردم خونبار صبر

اضطراب و قلق سے حاصل تو کچھ ہوتا نہیں
سوز پیارے آنسوؤں کو پونچھ کر ناچار صبر

---

[1] ع اوپر

[2] سوز اکثر ساکن الاوسط الفاظ کو متحرک اور متحرک کو ساکن باندھتے ہیں

[3] ع اشک کے طوفان دشت و کوہ سب کے غرق اب

جگر سے دل میں دل سے آنکھ میں آنکھوں سے مژگاں پر

یہ طفلِ اشک[1] گرتا پڑتا گر پڑا[2] آخر کو داماں پر

نہ بھول اے دل تو اس نیرنگیِ مینائے دوراں پر

یہ شیشہ ہے اسی قابل رہے جو طاقِ نسیاں پر

برنگِ سبزۂ[3] خوابیدہ ہیں مژگاں گلرو یاں

یہ دامن لوٹتا گزرا ہے کس کا اس خیاباں پر

رسن[4] سے زلف کی جلدی سے دل کو کھینچ لو دیکھو

گیا تھا تشنہ[5] لب ہو کر ترے چاہِ زنخداں پر

قیامت کا بھی دھڑکا دل[6] سے کشتوں کے نکل جاوے

خداوندا گزر قاتل کا ہو گورِ غریباں پر

ہجوم عاشقاں ایسا تھا اس پر آج محفل[7] میں[8]

کہ پروانے جھکیں ہیں جس طرح شمعِ شبستاں پر

کدھر پھرتی ہے اے بلبل سنبھال[9] اب آشیاں اپنا

خزاں[10] نے اب کمر باندھی ہے (تاراج) گلستاں پر

نہ چھوڑے گا نہ چھوڑے گا نہ دھر اس کو نہ دھر اس کو

کسی بے ادب کا خوں لگا ہے ترے داماں پر

کسی نے تو جلایا ہے جگر یہ سب پہ روشن ہے

ہجوم فوج پروانہ ہے کیوں شمعِ شبستاں پر

[11] گیا تھا ایک دن محفل میں اس کی سوز جب لگ کر

[12] اسے رکھوا دیا غصہ نکالا اپنے درباں پر

عرق نہیں ہے سموم حیا سے چہرے پر
نگاہ آب ہوئی ہے حیا سے چہرے پر

بہت کیا کہ نظر بھر کے دیکھ لوں اس کو
نہ ٹھہرا ہائے نظارہ صفا سے چہرے پر

کیا ہے دل کو پریشان تیری زلفوں نے
لپیٹ رہی ہیں میاں کس ادا سے چہرے پر

اگر نہیں انھیں منظور تیرے منہ لگنا
تو جھومتی ہیں یہ کس مدعا سے چہرے پر

نہ پہنچے سوز کا کیوں دود آہ عرش تلک
جو چھوڑے خط کو تو اس مہ لقا سے چہرے پر

---

۱ ا — سوا
۲ ن — لپیٹ
۳ ن — جس
۴ ا — جھیلتی

رونے سے گر کسو کا ہو اعتبار بہتر
اے مردمانِ دیدہ اے چشم زار بہتر

چبھتی ہے دل میں میرے کیا تر بجوشی گل
اے عندلیب نالاں تجھ سے تو خار بہتر

[1] کم ہے اگر محبت کم ہے اگر مروت
قطعِ امید خوشتر ترکِ نگار بہتر

کیا لطفِ وصلِ جاناں گر ہو یہ جبر حاصل
اس وصل سے تو فرقت ہے لاکھو بار بہتر

سوز اس نے بے دلی سے بوسہ دیا تو ہو کیا
[2] دشنام یار کا [ہو] اس سے تو بار بہتر

---

[1] ن گم ہے اگر محبت گم ہے اگر مروت

[2] ن دشنام یار کا دہ اس سے تو بار بہتر

مجھ سا تو تری دوستی جب ہو گئی آخر — دنیا کی مرے دل سے طلب ہو گئی آخر

[1] حاصل تو ہوا وصل ہمیں رات پہ افسوس — اک[2] پل میں شب عیش و طرب ہو گئی آخر

کیا فائدہ ہم کو جو ترے لب ہیں مسیحا — عمر اپنی تو جیوں شمع[3] نپٹ ہو گئی آخر

کیا جام تہی ہاتھ سے لیں عشق کے عشاق — مے حسن کی معشوق کے جب ہو گئی آخر

شوکت نے ہمیں حسن کی کہنے نہ دیا کچھ — بات اُن کے سو بار[4] بہ لب ہو گئی آخر

ناز اس کے نے عصیاں سے ہمیں باز رکھا ہے — تا ہو وہ رضا مند کہ شب ہو گئی آخر

[5] منہ پھیر جو گل سوز شے اور شمع سے ہو گئی
سنجی تھی جو کچھ اُن میں وہ سب ہو گئی آخر

---

۱ ع ناز اس کے نے عصیاں سے ہمیں باز رکھا ہے ۲ ش یک

۳ ا بہ شب

۴ ل سو بار گی

۵ ک منہ پھیر جو اس سے گل ہو ہی گئی شمع (کذا)

ع مٹ پھیر جو اس سوز سے گل ہو ہی گئی سوز (کذا)

ر شمع پھیر جو اس سے گل ہو ہی گئی صبح (کذا)

ل مت ہیر خورش سوز سے گل ہو ہی گئی صبح - (کذا)

کب تلک غم میں ترے رؤوں میں اے جانِ پدر
کس کی گودی میں گیا چھوڑ کے دامانِ پدر

داغ اولاد کا مرے دل سے مٹا تھا، لیکن
لٹ گیا تیرے خزاں ہونے سے بستانِ پدر

سیرِ دنیا کی نہ کی تو نے کوئی دم افسوس
کیوں تھے اک دم کے لیے تم ہوئے مہمانِ پدر

کاش عمرِ پدری تجھ کو عنایت ہوتی
تو نہ جلتی ترے اندوہ میں یوں جانِ پدر

جانِ خود را بدہد جان ز گرد دعو ضش
گر بود قابضِ ارواح بہ فرمانِ پدر

---

* زمانہ تخلیق: بعد از: ۱۲۰۴ھ / ۹۰-۱۷۸۹ء

جوں شوخ[۱] تو ہے کون ہے طنّاز اس قدر
جیسے کہ ہم ہیں کون ہے جانباز اس قدر

چاہیں کہ جاویں[۲] تا سرِ دیوارِ باغ آہ
ہم کو کہاں ہے طاقتِ پرواز اس قدر

سسکے ہے کوئی[۳] در پہ کوئی تڑپے ہے پڑا
مرتی ہے اب تو خلق نہ کر ناز اس قدر

شاعر جو تیرے قد سے[۴] نہ تشبیہ دیں اسے
ہووے[۵] نہ سروِ باغ سرافراز اس قدر

مارا ہے سوز کو تو جلا اے[۶] مسیح دم
دکھلا دے تو بھی خلق کو اعجاز اس قدر

---

۱ ن: جو شوخ تر ، ل، ک، ا: جو شوخ   ۲۔ ش: جائیں
۳ ک: اور کوئی   ۴۔ ش، ک: سے یہ
۵ ل، ک: ہووے
۶ ش: دے

بنے خوبرو سب وفائی کی خاطر
بنا سوز صبر آزمائی کی خاطر

چھٹا کنج عزلت ملا رنج و محنت
میاں جان سب آشنائی کی خاطر

یہ ہر دم[1] نصیحت جو کرتے ہیں ناصح
سمجھتا ہوں[2] کچھو خود نمائی کی خاطر

نہ مل ان رقیبوں سے بدنام ہوگا
میں کہتا ہوں تیری بھلائی کی خاطر

الٰہی خزانوں[3] میں تیرے کمی تھی
کہ بھیجا[4] ہے مجھ کو گدائی کی خاطر

سدا اوڑھتے تھے جو شال اور دوشالے
وہ محتاج ہیں اک رضائی کی خاطر

پھنسا سوز زلفوں میں دانستہ میں تو
مبادا ہو درپے رہائی کی خاطر

---

[1] ن — ہر آن
[2] ب، ج، ی — ہے
[3] ن — خزانے
[4] ن — جہاں میں

پیوں ہوں خونِ دل اپنا تجھے گماں ساغر
کدھر ہے شیشۂ مرے پاس، ہے کہاں ساغر!
شراب سرخ سے لبریز ہے یہاں ساغر
جو تو نہیں تو ہے جوں چشم خوں جکاں ساغر
نہ جانے کس کی صبوحی کے واسطے تجھ بن[2]
بھرے ہے مہر[3] کا آتش سے آسماں ساغر
پیام کیونکے مرا پہنچے دُخترِ رز کو؟
کہ شیشۂ پنبہ دہن اور بے زباں ساغر
نگاہِ مست کی تیری طلب ہے یوں[4] ہم کو
تنک شراب کہ جوں مانگے ہر زماں ساغر
اسی ہی طرح سے میں بھی لبوں[5] پہ مرتا ہوں
کہ جیسے دے ہے لبوں پر تمہارے جاں ساغر
چمن میں گل نہ سرِ شاخ پر یہ جلوہ دے[6]
جو تیرے ہاتھ پہ سجتا[7] ہے اے جواں ساغر
مجھے معاف رکھ اے مُغ کہ بد شراب ہوں میں
نہیں یقین تو دے بہرِ[8] امتحاں ساغر
شراب جب تلک اس میکدے[9] میں ہو وے سوز
ترے[10] نصیب ہو امرت کا مہرباں ساغر

حواشی

۱؎ ک میں پہلے دونوں شعر باہم آمیز ہو گئے ہیں، یعنی مطلعے کا پہلا مصرع، دوسرے شعر کے مصرعِ ثانی سے ملا کر ایک شعر بنا دیا گیا ہے

۲؎ ک جائز

۳؎ ش ۲۰ شہد

۴؎ ا ہم کو یوں

ک یوں مجھ کو

۵؎ ا دہن

۶؎ ش ۲ دیں

۷؎ ش ۲ سمجھا (کذا)

۸؎ ش ۱، ۲ صبر کے (کذا)

۹؎ ش ۱، ۲ و ک میکدہ میں ہو دے

ن " " ہوئے

۱۰؎ ش ۲ مرے

۱۰ اپنے پہلو سے مجھے بٹھا کر — میرے بھی درد کی[۲] دوا کر

لڑکوں نے[۳] خاک سر گئے ہیں — تیرے کو سپے میں جی جلا کر

مت پاؤں زمیں پہ رکھو مری جان — مت[۴] سب کو اپنا تو خاک پا کر

عالم[۵] کی بندگی میری جان — میں نے کی اپنا جی جلا کر

تب ان کی خدمتوں سے حاصل — پایا ہے تجھے خدا خدا کر

جلتا[۶] ہوں مثل شمع ہر شب — یک[۷] شب تو بھی تو دیکھو آ کر

سو تیری ستم گری کہوں کیا! — کہتا ہے مجھے پڑا جلا کر

تیرا دل سوز ہوں میں[۸] واللہ

آنا تو مت مجھے خفا کر

۱۔ ک ب ن ل — گھر میں کبھی ملا کر

ش — " " بلا کر

ل — " مجھے "

۲۔ ل — کا

۳۔ ش ن ک — ہیں

۴۔ ن — مجھ کو اپنا ....

و ، ک — مت سب کو اپنا خاک پا کر

ش — مت سب کو تو اپنا ....

۵۔ ن ، و ، ک ، ش ، ل — لڑکوں بت پوچ کر مری جان — پایا ہے تجھے خدا خدا کر

۶۔ ش ن ک ، و ، ل — جلتا ہوں رات دن میں جوں شمع

۷۔ ک — ایک

ل — پرتنی تو کبھی تماشا کر (کذا)

۸۔ ن ، ش ، ک ، ل — آخر

مختلف نسخوں میں اس غزل کے اشعار کی ترتیب مصاریع میں خلل واقع ہوا ہے، جسے ہم نے اپنا دانست میں درست کر دیا ہے۔ ۱۲

جوں جانے اپنے مکھڑے کو ظالم نقاب کر[1] | عالم کا اس سے آگے نہ خانہ خراب کر[2]
مت پی شراب بزم رقیباں میں اے صنم | آتش میں[3] رشک کی نہ مرا دل کباب کر
دل تیرے اضطراب[4] سے ہے[5] جاں ناک میں | اے فتنہ ایک آن تو سینے میں خواب کر
طالب ہوں تیری دید کا مکھڑا تو ٹک دکھا[6] | مجبور یا کسبا ز سے تو نہ اتنا حجاب کر

مدفون اپنے کوچے میں کرنے دے[7] نعش سوز
قاتل خدا کے واسطے اتنا ثواب کر

- [1] ع : جس طرح جا ہے مکھڑے کو پیارے نقاب کر
ن " " " ظالم "
ل جوں خال اپنے " " " "
[2] ع زیادہ
[3] ن آتش سے رشک کے
ا " " کی
[4] ع اضطرار
[5] ن ہو
[6] ل ،ر ٹک تو منہ دکھا ش: تو ٹک تو منہ دکھا
ک میں ٹک تو منہ دکھا
[7] ر نعش کو
ل، ک سوز کو نعش سوز

جہاں فانی ہے دل اہلِ جہاں سے مت محبت کر
نہ ہو پابستہ تنہا بیٹھ کونے میں فراغت کر

ترے ہم شکل ہیں جتنے ہیں دولت مند دنیا میں
ذرا آئینہ لے کر ہاتھ میں منہ دیکھ عبرت کر

جو پیش آوے اسے حق کی طرف سے جان اور خوش رہ
گرفتارِ ہوائے نفسِ بد مت ہو قناعت کر

خدا کی ذات واحد ہے اسے زیبا ہے یکتائی
جو دولت بھی ملے اس کو غریبوں پر تو قسمت کر

نہ ہو مایوس بے اسبابِ دنیا سے اے ناداں
خدا قادر ہے تجھ کو بھی ملے گا استقامت کر

جو درویشی کی تجھ کو آرزو ہے تو اسے سن رکھ
ملے گر تیسرے دن تو اسی پر تو قناعت کر

خس و خاشاک بھی دل سوختوں کے کام آتا ہے
نہیں گر کام کا یہ سوختہ تو بھی اس کی الفت کر

ہجر میں مرتا ہوں میں پیغام سے تو شاد کر
تو جو کہتا تھا نہ بھولوں گا کبھی وہ یاد کر

کیا بغل میں دشمنِ جاں میں نے پالا تھا تجھے
میری تیری اب نہیں بنتی دلا فریاد کر

نوحہ خواں ہے اپنے حق میں لے تو ٹکڑوں کی دعا
خانمانِ عاشقِ بیدل تو مت برباد کر

اے مرے صیاد اب تو بال و پر ہی گھس گئے
کب تلک قیدی رہوں پنجرے[1] میں بس آزاد کر

ظلم[2] بے رحمی تغافل اختلاطِ ناکساں
سب سے[3] اس سوز نے اب کچھو نیا ایجاد کر

---

[1] ح، خ — پنجروں میں
[2] ی — ظلم و بے رحمی
[3] ب، ن — تو

کدھر جاتا ہے سر نیچے کیے ٹک دیکھو تر ہو کر
نہیں آنے کے تم دیکھیں نہیں آتے ہو اب کیونکر
سبھوں کی خاطر میں رکھتا ہے تو ہم کچھ نہیں کہتے
فقیری کی طلب تھی مجھکو لغل سے مرے خالق
یہ ساری عمر ذکر کے حلقہ ہاں میں کٹی یارب

ارے کافر مسلماں ہو یا مجھکو بھی کافر کر
پھر دھرں میں نقش یا بدوح اس کافر کو خاطر کر
کبھی خاطر میں یہ آیا نہ اس کی بھی تو خاطر کر
یہ کب مانگا تھا تجھ سے یا الٰہی مجھکو شاعر کر
یہ آرزو دوم رہے جو سوز کو اپنا ہی ذاکر کر

اے آہ جگر سے اب سفر کر
بے رحم کے دل کو ٹک خبر کر
پوچھے ہے[1] تو یار غیر کا حال
ٹک میرے بھی حال پر نظر کر
[2] ہیں چار بہار اس میں موجود
[3] آ جان تو میرے دل میں گھر کر
پیاسا ہوں پلا دے اب خنجر
اٹھنے سے نہ یار درگزر کر
قربان جہاں تو ہے دنا ہیں
[4] قصہ اب سوز مختصر کر

---

۱ ن تو ہے

۲ ش ۱ ہے

۳ ن، م میری انکھوں میں آ کے

۴ م، ش ۱، ش ۲ شکوہ اے سوز
ع " اب "

بس کر اے غم جلا جگر بس کر
میں نے مانا ترا اثر بس کر

صبر و تاب و توان و طاقت و ہوش
سب[1] یہ تیری کیے نذر بس کر

دم بدم مجھ کو کیوں جلاتا ہے
بے مروت خدا سے ڈر بس کر

مت سکر تو نہیں ہے دل کا چور
میری آنکھوں[2] میں گھر نہ کر بس کر

جان باقی کسی میں اب تو نہیں
پھر یہ کس پر کسی کمر کس کر

قتل عاشق نہ کر خدا کو مان
او میاں آ نہ کس کمر بس کر

عرش سے[3] بھی گیا پرے نالہ
بس کر اے[4] جانِ نوحہ گر بس کر

کھینچ کر تیغ کیوں ڈراتا ہے ؟
سوز ہو جائے گا نذر بس کر

---

۱ ۔ ن پہلے ہی کر چکا نذر بس کر
۲ ل انکھیوں
۳ ک، ا، ش ا عرش تک تو گیا ہے تیرا شور
ل
۴ ک، ل، ا، ش ا : اے سوز

ذبح کر[1] تکلے لگا دل کو جگر کو چاک کر — ایک سو ہو جا سے اس قصّے[2] کو جلدی پاک کر

میں تو چھپ کر دیکھتا تھا دور سے اسکو وسلے[3] — کر دیا کس نے ہمارا تیر مجھ[4] کو تاک کر

مت تصور باندھ اس کے پاؤں پہ جاویں[5] لگے تیر — اس قدر شوخی نہ کر اے دیدۂ نم ناک کر

ہر گھڑی کہتا ہوں کیا تیرے[6] بدن میں ہے بخار — ایک تو جلتا ہوں مت جی سے جگر کو چاک کر

دل اگر قیدی[7] ہو زلفوں کا تو اے باد صبا — ہمسو کو اس کی خبر[8] تو دے کے مت غم ناک کر

---

[1] ک — کر کے تو لگا دل کو جلا کر خاک کر
ل — کر چکے ۔۔ ۔۔ ۔۔

[2] ک، ل، ش، ش — قصّے کو

[3] ن — جگر

[4] ل — پاک

[5] ن — جاش

ل — ہو جادے اثر

[6] ن — تیرے

[7] ع — قیدی ہوا زلفوں کا تو باد صبا

[8] ع — خبر سنوا کے

عاشق کو دیکھ کر نگہ آشنا نہ کر

عاشق کے دل کو لطف سے نا آشنا نہ کر

جانِ ستم عزیزِ جفا، آشنائے جور

شانِ تغافل اپنی نہ چھوڑ اے دماغ دار

طاقت نہ پاؤں میں ہے نہ ہاتھوں میں دسترس

اتنے دنوں میں اس نے نہ اک روز بھی کہا

ترکِ غضب نہ کر نہ کر اے جبر زا نہ کر

ترکِ جفا نہ کر نہ کر اے بے وفا نہ کر

عاشق اگر ہزار مریں تو وفا نہ کر

قربان تیری خو کے کسی کا کہا نہ کر

اے دل کسو کو آشنا تو بے دست و پا نہ کر

اے سوز سوزِ غم سے تو اتنا جلا نہ کر

لہ ع مطلع اول ترکِ وفا نہ کر — الخ

جگہ مطلع ثانی ترکِ غضب نہ کر — الخ

مطلع ثانی کے مصرعہ اول میں وفا کی رعایت سے جفا لکھے جانے کا زیادہ امکان تھا اس لیے ہم نے ع کی صورت کو غلط نویسی پر محمول کرتے ہوئے غضب اور وفا کی جگہیں تبدیل کر دی ہیں

اے شوخ بے پروا مرے آنا مجھے پروانہ کر / صبر و قرار اب لے نہ جا پایا مجھے تنہا نہ کر

زلفوں کا منہ پر ڈھانپنا پھر نشوں کا[1] ہر دم چاہتا / پر کوئی رکھتا ہے جگر اتنی بلا یکجا نہ کر

[2] تو مہر کر یا کر ستم بندہ ہوں میں تیرا صنم / یہ کس کی طاقت جو کبھی پیارے وفا کر یا نہ کر

تقصیر تو مجھ سے ہوئی تیرا گلہ میں نے کیا / ہاں اس کے بدلے[3] قتل کر پر خلق میں رسوا نہ کر

اے بادشاہ خسرواں اے قبلۂ[4] حاجات دعا / لے سوز کو تو ذبح کر پر وعدۂ فردا نہ کر

---

[1] ل — کو — ا — ہر دم چاہتا

[2] ل، ک، اشن، ا — بندہ ہوں میں تیرا صنم تو مہر کر یا ستم

[3] ک — عیوض

[4] ا، ع — پر جی کو تو کھٹا نہ کر

بس قضا اس طرح شتاب نہ کر ابھی مرتا ہوں اضطراب نہ کر

دیکھ سوں مرتے مرتے مکھڑے کو آ مری جان بس حجاب نہ کر

کیوں تو پیتا ہے بادہ رندوں میں آ جگر کو مرے کباب نہ کر

حسن تیرا ہے جانِ نورِ خدا ان سفیہوں میں تو خراب نہ کر

۱[مستیِ شوق مانگ لے اے سوز]
پھر سیں مستیِ شراب نہ کر

۱۔ ن: مستیِ جام مانگ لے سوز (دکن)

جان[۱] دیتا ہوں تو شتاب نہ کر | جان من رحم کر عتاب نہ کر
چاند سے مکھڑے کو مرے پیارے[۲] ق | غصہ کھا کھا کے آفتاب نہ کر
ورنہ جل جائے گا جہان تمام | [۳]دیکھو عالم کو اب خراب نہ کر
غیر صحبت میں پی نہ جا کے شراب | آہ دل کو مرے کباب نہ کر
میں تو حاضر ہوں تو جو فرما وے | غیر کو لطف سے خطاب نہ کر

سوز کا دل میں چھین دیتا ہوں
مفت بر رہ تو اضطراب نہ کر

---

۱ ع دل میں

۲ ع گلرو

۳ ع دق کیا ستی ہے بس

غیر کے دل کو مرے قتل سے تو شاد نہ کر
یہ ستم تازہ بھلا اے ستم ایجاد نہ کر

میں تو بھولا تھا تری یاد میں اپنے کو بھلا
کس نے تجھ کو یہ کہا تھا کہ مجھے یاد نہ کر

مشت پر میرے مری جان تجھے بار ہوئے
بند بند کر تو جدا پر مجھے آزاد نہ کر

نہیں کرتا ہے کبھی میری طرف ایک نگاہ
اس قدر بخل تو اے حسن خداداد نہ کر

کون فریاد کو پہنچے گا تری بس چپ رہ
سودا اب صبر ہی کر بیہودہ فریاد نہ کر

مقدور تک تو اپنے قدم بغیر سفر نہ کر
جو ہو بہت ضرور نکل جا، خبر نہ کر

ہاں میری جان دولت قاروں اگر ملے
تو آنکھ اٹھا کے اس کی طرف کو نظر نہ کر

ہیں تشنہ تیرے خون کے ابنائے روزگار
مر جائیں گر یہ پیاس سے تو چشم تر نہ کر

یہ تن جو ہے سو گھر ہے کسی مار و مور کا
پیارے پرائے گھر میں خبردار گھر نہ کر

اے سوز ڈر خدا سے کہ وہ بے نیاز ہے
اس کے بغیر اور کسی سے حذر نہ کر

لب کو اپنے لذت گفتار سے شیریں نہ کر
گو کہ شیریں کل کہیں پر خواہش تحسیں نہ کر

جو کوئی تجھ کو دعا دے دین و دنیا کی کبھی
دل میں اپنے زینہار اے بے خبر آمیں نہ کر

کوئی نا انصاف ہے گر سر کو پھوڑے سنگ سے
اپنی پیشانی کبھی زنہار تو پر چیں نہ کر

میں تری گرم اختلاطی جانتا ہوں چند دوست
چار دن کے واسطے کافر مجھے بے دیں نہ کر

زمزمہ سنجی کے آگے اس کی تیری رمز کیا
عندلیب زار پیش سوز بس چیں چیں نہ کر

بے وفا ایسی بھی تو عاشق سے عیاری نہ کر
دشمنوں سے دوستوں کی ضد[1] سے آبیاری نہ کر

میں تو کہتا تھا کہ وحشی ہے سنبھالے رکھو اسے
کس نے بہکایا ہے تو دل کے[2] خبرداری نہ کر

پھیر[3] پھر جاوے گی سب گنگال دوڑیں مٹے ابل
اے مری چشم غریب اتنی گہرباری نہ کر

کوئی بھی بیمار کو اتنا ستاتا[4] ہے بھلا
ایک تو مرتا ہوں پھر اس پر دلآزاری نہ کر

گرکہ بوڑھا ہے ولے مسکیں ہے اتنا سوچ لے
اور تو جیوں تیوں ولیکن مصحفی سے یاری نہ کر

---

[1] ن: آبیاری (کذا)
ل: کے واسطے
ش۲: حسد سے

[2] ن، ا، ش۱، ش۲، ل: دل کی

[3] ل: سیر

[4] ش۲: کڑھاتا

نرگسِ گل نشاط سے تھی[1] شاخسارِ عمر
ہم جانتے تھے[3] تا بہ قیامت جئیں گے ہم[4]
لڑکے کو یہ جوان کرے ہے جوان کو پیر
کیدھر گیا[6] کدا کے سمندِ غرور کو
کیا زندگی کی کیف مستانہ اتر گئی

کیا غم نے تیرے آکے گھٹائی[2] بہارِ عمر
توڑا ہے تیرے ہجر نے اے جان نثارِ عمر
تا عمر[5] ہم نے دیکھ لیا کاروبارِ عمر
اے موسمِ جوانی و اے شہسوارِ عمر
[7] یا سوز تا بہ حشر رہے گا خمارِ عمر

---

١ ل: ہے
٢ ن: گھٹائی ا: لٹائی ٣ ل: چاہیے
٤ ن، ع: ہاں
٥ ن، ع، ل، مش۲۰: مرگ
٦ ن: گئے
٧ ن، ل، مش۲۱: اے

تجھ پہ* اے جان آن ہے کچھ اور — میرے دل میں گمان ہے کچھ اور

زردی رنگ و چشم تر ہی نہیں — عاشقی** کا نشان ہے کچھ اور

[۱] سرو کو اس کے قد سے کیا تشبیہ[۲] — اس سجیلے*** کی شان ہے کچھ اور

[۳] کہہ تو غنچوں کو لب سے کیا نسبت — [۵] جب رہے وہ دہان ہے کچھ اور

عارض حسن[۶] پر نہ ہو مغرور — میرے پیارے ندان ہے کچھ اور

کیا مکرتا[۷] ہے میں سمجھتا ہوں — آج تیری زبان ہے کچھ اور

قطعہ[۸]

سوز کے منہ سے شور درد سنو — کیونکہ اس کا بیان ہے کچھ اور

قیس و فرہاد کا نہیں قصہ — ہاں جی یہ داستان ہے کچھ اور

---

* ب: تجھ پر ** ب ۲: عاشقوں کا

۱ ل: کہہ تو غنچوں کو لب سے کیا نسبت کہ اس ۲ ل: نسبت *** ب ۲: چھبیلے

۳ ش ب، ا ب ۲: کہو

۴ ل: اس سجیلے کی ... الخ

۵ ش ۱، ش ۲، ل، ب ۲: یہ ع: جب کر دیہ

۶ ش ۱: حسن پر نہ

۷ ع: بگڑتا

۸. ق ل ش ل ق نہ خیال ... (ا ب ۲ ی) میں سوز کے ... الخ مطلع ہے اور قیس و فرہاد کا ... الخ مقطع ہے بعد تو

کیونکہ نکلیں گے کہاں جو ہیں اپنی ہی محفل کے چور
پہلے ہو کر ساہ پھر ہوتے ہیں یہ پل پل کے چور

اور جتنے چور ہیں لیتے ہیں ہاتھوں سے چرا
غمزہ و ناز و ادا ہیں اس مرے قاتل کے چور

اور چوروں کی سزا سب جانتے ہیں کیا کہوں
دین و ایماں ان کو دیجے ہیں یہ اس قابل کے چور

شیخ میں کہتا تھا اتنی پوست مت چھپ چھپ کے پی
پوستی ہے تم ہو سے مشہور افرجمل کے چور

سوز واقف ہے تو ان فتنوں سے مجھکو تو بتا
کیا سزا دیجے انہیں جو ہوں پرائے دل کے چور

حسرت کے پہلے دل اپنے کو خبر کرنا ضرور
کب تلک جیتے رہیں آخر سفر کرنا ضرور

تیرے در پر جو ہوا ہو خاک پھر دلجوں سے
خاک پر اس کے سرے چھیلا گذر کرنا ضرور

جی کے تیرے در پہ پیارے استخواں ہو جائیں خاک
پھر آمرزش مجھے ہیں چشم تر کرنا ضرور

جو کہ تیرے عشق میں دن رات روتا ہی رہا
گریہ اس کے واسطے شام و سحر کرنا ضرور

جان کا غم عشق میں عاشق کو ہے بس ناروا
یہ تُرا ہے کو وہ غم اس سے حذر کرنا ضرور

کل خبر ہے قتل کی اب غسل کر تیار ہو
سوز کو اس مژدے کی جلدی خبر کرنا ضرور

آج کہتے ہیں کہ آوے گا وہ جاناں باہر — مت لگا دیر شتابی نکل اے جاں باہر

کول غمزے[1] کو تنک سیرِ شہیداں تو کر — واہ وا[2] زور ہی بھولا ہے گلستاں باہر

اے بتو نام ہمارا ہے نہ سہی جو ہو[3] [ظن] — گھر میں کافر ہیں اگر ہیں کہ مسلماں باہر

یاد و للہ حول پڑھو شیخ کہاں سے آیا — یاالٰہی کہیں جاوے بھی یہ شیطاں باہر

رنگ کہتے ہیں جسے برق اسے میں سمجھا — نکل آیا ہے[4] کہیں گوشۂ داماں باہر

سوز گر گھر میں جو پوچھا تو سبھوں نے یہ کہا
ابھی نکلا ہے ادھر دیکھیے نالاں باہر

---

۱ ن کے — غمزے ذرا اور

۲ ا — واہ واہ

۳ ا ن — تدبیر / بدبر / ہو

۴ ا

اشک خوں نہیں تو سوا دیدۂ تر سے باہر
نالہ پر ضعف سے نکلا نہ جگر سے باہر

مستعد یار[1] تو پرخاش کے ہیں کوچے میں
اب کی جمعیت سوں نکل آوے جو گھر سے باہر[2]

کر دیا پل میں رقیبوں سے[3] دل اس کا بدظن[4]
ہم نے یہ کام کیا حدِّ بشر[5] سے باہر

حال آوارگی شوخ[6] کہوں کیا یارو
شام گھر[7] آوے ہے نکلے جو سحر سے باہر

[8] [بات کیا عرض کرے] کوئی مرے بانکے سے
بارے وہ تیغ کہ سو جاے گھر سے باہر

ہو گیا پیٹ میں ان کے ہوا بھسمنت وہیں
شیخ صاحب کا بھی دوزخ ہے سقر[9] سے باہر

ان دنوں سوز سے انگار[10] ہے کچھ اس طرح رقیب
گھر سے نکلے ہے بہت خوف و خطر سے باہر

---

[1] ل، ن، ب، ش، ک، ی: یار ہیں پرخاش کے در پر باہم

[2] ل: کیا ستم ہے جو نکل آوے وہ ن: .... نکل آئے

[3] ب، ع، ی: رقیبوں کا دل اس سے

[4] ا، ب، ی: برہم

[5] ن، ک، ا: ہنر
ش: چند ہنر
ل: حد سے ہنر سے

[6] ک، ا، ن، ل: مست کس سے

[7] ب، ی، ح: شام پھر آئے جو نکلے وہ سحر سے باہر
ک: شام گھر آئیے نکلے جو " "
ن، ل: " " آئے ہے " " "

[8] یہ مصرع دو صورتوں میں ہمارے سامنے آیا ہے

(i) بات کیا رمز کرے (ک، ن)

(ii) تاب کیا رمز کرے (ا، ل، ش)

ہماری دانست میں یہ دونوں متن ناقابل قبول ہیں۔ یقیناً یہ مصرع بلکہ پورا شعر تصحیف کا شکار ہوا ہے۔ مصرع دوم ق، ک، ا، ل، ش میں مارے وہ تیغ ..... الخ درج ہے۔ اگرچہ مارے وہ تیغ — الخ سے مفہوم تو ادا ہو جاتا ہے لیکن شعر حد درجہ کمزور ہو جاتا ہے!

[9] ل: سفر

[10] ح: ڈرتا

ل، ب، ع، ی، ک، ن: دبکا

بس میاں عشق[1] پوچھوں تیرے بیر — تو نے مجھ سے نکالا کب کا بیر

بیٹھے بٹھلائے مجھ غریب کو ہائے[2] — لے چلا دشت دشت کرنے سیر

کہیں مسجد میں ناک* رگڑوائی — کہیں کر جوڑ کر بجھایا[3] دَیر

جوں کہا کیا کیا تو فرمایا — ایک ہی ہو[4] جو ان میں کون ہے غیر

سات اور پانچ سوچ[5] لے دل میں — جان[6] مولا علی کا ہو تو نصیر

آپ[7] سا ہی کیا نہ سوز کو خوب

ایک سے دو ہوئے الٰہی خیر

---

[1] ن، ک : تیرے پوچھوں

[2] ن، ک : آہ
ا : آ

[3] ل : کا بجھاتا

[4] ا : ایک ہے ایک ان میں کوئی نہ غیر
ل : ایک ہی ہو جو

[5] ک، ل : دل میں ثابت کر

[6] ا : پوچھ مولا علی کو ہو کے نصیر
ن، ل : جان مولا علی کو ہو تو نصیر

[7] ع : آپ سا ہی مجھے کیا اچھا

ایک تو پاؤں میں پڑی زنجیر
دوسرے ہاتھ میں[1] گریباں گیر

خاک مت کر جگر کو ہا تو اٹھا
اس میں کھینچی ہے تیری ہی تصویر

آہ تو[2] اس کے در تلک نہ گئی
کیا اکھاڑے گا نالۂ شب گیر

نوک تو دیکھتا ہے جدھر کی
دیکھیے کس کی آن[3] ہے تقدیر

کوئی باقی رہا نہ صاحب دل
دل تو[4] ہے اس کے ناز کی جاگیر

سوز کو کچھ نظر پڑا شاید
دیکھتا ہے فلک[5] کو انکھیں چیر

ایک تو اور بھی غزل ایسی
پڑھ[6] نہ اے سوز اے[7] قدیمی میر[8]

یارو جلدی سے کچھ کرو تدبیر
دل میں لگا[9] کسی کا کاری تیر

مجھ پہ کیوں کھینچتا ہے تو جمدھر[10]
کیا مرا جرم کیا مری تقصیر ؟

واہ وا واہ وا الٰہی خیر
اور[11] لائے ہے اب کمان و تیر

ترشاؤ نہ دیر[12] بھر کیا ہے
میں تو راضی ہوں جس میں ہو تقدیر

قتل کرنے میں بھی بخیلی حیف
یعنی جل جل مروں میں[13] بل بے شریر

منہ چھپ جا ہے جلد مار بھی ڈال
تک[14] تیرا ہے یہاں بہ سوز فقیر

---

[1] ک، ل، ن، ش ا: میں
[2] ل: وہ
[3] ن: آج
[4] ل: یار
[5] ن: سبھوں
[6] ل: پھر نہ
[7] ک: اور
[8] سوز کا پہلا تخلص میر تھا

کسی سے آج تلک ہو نہیں سکی تسخیر
کیا ہے زلف نے کیا آفتاب کو زنجیر[1]

* کیا ہے ایک ہی بوسے پہ تم نے مجھ کو قتل
یہی گناہ مرا اور یہی مری تقصیر

ذرا تو آنکھ اٹھا کر دہن کو کھول میاں[2]
مجھے جواب نہیں دیتا منہ سے بول بے تصویر

عزیزو کون سے گھر کا ہے یہ ستم آباد[3]
جہاں کے خار سبھی ہے[4] آج میرے دامن گیر

کسی نے سوز سے پوچھا کہ کیوں تجھے مارا؟
کہا[5] کہ مجھ کو نہ کہو اس کی تھی یونہی تقدیر

---

[1] م، آک، شن، اشن ۲ — آفتاب عالمگیر

[2] ع، ل — ترکو ٹک
ک، شن، اشن ۲ — کھول ٹک

* ع: کرو گے ایک ہی بوسہ پہ آج مجھ کو قتل
قدم مجھے دو کہ کروں جلد تری تقصیر

[3] ک — ایجاد

[4] ع — ہیں آگے

[5] ن — کہا کہ بوسہ لیا تھا یہی مری تقصیر

مانگتے ہیں ہم اپنے یار کی خیر[1] — کچھ تو دے آئینے[2] بہار کی خیر

ابر کہتا ہے بار بار مجھے[3] — بھیجیو[4] چشم اشک بار کی خیر

کوئی دشنام دے[5] تڑاقے کا — دیجیو[6] لعلِ آب دار کی خیر

کوئی ٹھوکر ہی سر کو اے شبدیز[7] — جھڑیو اس اپنے شہ سوار کی خیر

آج تو سوز سے گلے لگ جا[8]

او میاں جان اپنے پیار کی خیر

---

[1] ن — ہم مانگتے ہیں (کذا)

[2] ش، ک، ا، ل — آئینہ

[3] ن — ہمیں

[4] ن — بھیجیو

[4] ک — بھیجیو

[5] ن — دے

[6] ک، ن — لال جی لعلِ آبدار کی خیر

ل — لعل جی

[7] ش۔۱ — کم بخت

ش۔۲ — مکنت (کذا)

[8] ن، ک، ل — سوز سے آج تو

پوچھوں ہوں راہِ کعبہ و دل پر ہے داغِ دیر[1]
لے کر میں ڈھونڈتا ہوں خدا کو چراغِ دیر

کچھ گو مگو کی بات ہے یا شیخنا[2] کہ ہم
پہنچے حرم[3] کی رمز کو پا کر سراغ[4] دیر

ہم بانگ میرے سامنے ہیں شیخ و برہمن[5]
یہ مرغِ خانقاہ ہے وہ ہے کلاغِ دیر

ہوتا ہے تنگ[6] دل مرا اس وقت واعظا
جس وقت یاد آوے ہے مجھ کو فراغِ دیر

زمزم کے آب سے نہ بجھی اپنی تشنگی[7]
ہم پا رہے ہیں شیخ ہمیشہ ایاغِ دیر

ہندو کی نور معرفتِ[8] حق پہ ہے نظر
پھر چراغ[9] کعبہ لگتا ہے زاغِ دیر

دل پر صنم کے غم سے مرا ہو رہا ہے داغ
پھولا ہے اپنے سینہ[10] میں اے سوز باغِ دیر

---

۱ ک — پوچھوں
۲ ن — شیخ جی — ک — شیخ و بات
۳ ش ۱، ۲ — کو
۴ ل — چراغ
۵ ش — ایک
۶ ا — ہمدم سے میں یہ دل تنگ
ک — درس
ش — تنگ دل مرا ہے روز
۷ ل — غم
۸ ن — اور معرفت
۹ ش ۱۰ — کہنہ
۱۰ ن، ا، ل — سینے میں
ش — سینہ پہ

تپ[1] ہائے کیونکہ عشق کی اے یار تجھ بغیر
عیسیٰ نفس بھی ہو گئے[2] بیمار تجھ بغیر

قمری کو سرو[3] باغ میں ہے دار تجھ بغیر
گلخن ہے عندلیب کو گلزار تجھ بغیر

ہو جلوہ گر شتاب تو اے نور بزم عشق
آنسو گلوئے[4] شمع کے ہیں[5] ہار تجھ بغیر

موجب گرفتہ رہنے کا عاشق کے تجھ نہ پوچھ
کیا خوش دلی سے اس کو سروکار تجھ بغیر

سبحے[6] سے شیخ نے بھی[7] اٹھایا نہیں ہات
اب برہمن بھی توڑے ہے[8] زنار تجھ بغیر

ناز و عتاب اٹھانے کی کس کے ہے مجکو تاب
خاطر پہ زندگی ہے مجھے بار تجھ بغیر

تو ہی نہ ہو تو سیر چمن سے ہے کیا حصول
آب رواں بھی تیغ کی ہے دھار تجھ بغیر

تیرا ہی گر نہ ہم[9] کو میسر ہو ہمکنار
تو روز عید بھی ہے شب تار تجھ بغیر

دونوں جہاں میں سوز کا یا مرتضیٰ علیؑ[10]
اب کون ہے سنا تو خریدار تجھ بغیر

---

[1] ن۔ ل۔ ا   تب   ش   بیت ندارد
[2] ک   ہو گئی   [3] ش: سیر باغ میں
[4] ع   گلے میں شمع کے   [5] ش: یار
ل   گلوے حسن کے
[6] ن۔ ک۔ ش   سبحہ
[7] ک۔ ا   بھی
[8] ا۔ ش   ہیں
[9] ا   مجھ کو

ز

سر گئی[1] غم سے جانِ سوز گداز
پر نہ آیا تو اپنی ضد سے باز

مطلع

غم نے گھیرا ہے[2] دل کو خنجرِ ناز
آیا تو ہی تو ہے مرا دم ساز

دم نکلتا ہے پر یہ حسرت ہے
کون اٹھاوے گا پھر یہ[3] تیرے ناز

میں نے جانا تھا دل کو عہدہ ہے — ق
اُس نے[4] دیکھا نہیں نشیب و فراز

اب تو زلفوں سے جا کے الجھا ہے —
یہ تو جھگڑا بڑھے[5] گا دور و دراز

تیرے دیدار کی تمنا میں — ن
طائرِ شوق نے کیا پرواز

یہ مسافر جو تجھ تلک پہنچے
اُس کو[6] دیکھیو بھلا غریب نواز

کوئی خرقہ دے[7] کوئی ٹوپا دے
میرے شعروں کے دیکھ کر انداز

مجھ کو تو دیتے صلہ جو ہوتے آج
خسروِ[9] ہند و سعدیِ شیراز

تیرے[8] قربان ہو کے مر جاؤں
کیوں دے لب کو اے مسیح اعجاز

اشکِ[10] تر نے ڈبو دیا مجھ کو
آہ تو نے جتا دیا سب راز

جی میں جی آگیا ترے صدقے
پھر تو اپنی سنا شیو آواز

---

[1] ن، مش، ک — سر گیا
[2] ا — جی کو خنجرِ یار
ن — چلیو خنجرِ ناز
[3] ک — ترے یہ
[4] مش — ان نے
[5] ن، ا، مش، ک — بڑھے
[6] ن — دیکھیو اس کو
[7] ن — خرقہ دے یا کوئی ٹوپی
ا، ک — ہی کوئی ٹوپی ہی ←

مطلع

تو نے کس دن کیا مرا اعزاز — میں ہی کرتا رہا ہوں تجھ سے ساز

دیکھ یہ دیکھ ہاتھ قبضے پر — مار ڈالے گا تیری عمر دراز

عشق ہے خوب لے کے بد انجام — اس کا بس دیکھ تو یہی آغاز

اس میں ہے گی بڑی ہی رسوائی — کرچ لڑکوں میں ہووے گا ممتاز

صاحبو سوز کی خبر لاؤ

کل سے آتی نہیں ہے کچھ آواز

---

۵ ش — اشتے

۹ ر — خسروی

۱۰: ۱۱ — آ میں مطلع ناں کے بعد آتے ہیں

لگا ہے جب [1] سے دل میں تیر دل دوز
پڑا اتر کے [2] ہے تب سے خاک پر سوز [3]

کہیں جلدی سے اس کو مار ہی [4] ڈال [5]
کہاں تک جان دے [6] دھڑکوں میں ہر روز

وہی ہے جو ہمیشہ بھونکتا تھا
اسی سگ نے کیا مجھ کو بد آموز

نقیبوں کا غضب [7] ان پر ہے بہتر
نہ نکلے دل سے جن کے آہِ دل سوز [8]

عدو نے دیں ہے پہلو میں مرے دل
الٰہی مجھ کو اس پر کر تو فیروز

وہ کیا مجھ کو دل سے چاہتا تھا
خدا جانے کیا کس نے بد آموز

لگا سینے کا تہمت کچھ زمانہ
نہ نکلے سوز دل سے آہِ جاں سوز

---

[1] ن تیرا وہ تیر
[2] ن ہوئے
[3] ا میں
[4] ن لگا
[5] ا مجھ
[6] ا دوں
[7] ا ان کی ہے جیاں
[8] ا نہ نکلی ان سے یارب آہ جاں سوز

جل گئی قمری نہیں ہے سرو کو باور ہنوز
باغ میں ہر سو پڑی اڑتی ہے خاکستر ہنوز

سرد مہری نے تری کتنا بجھایا ہے اسے
تس پر[1] اس دل کو جو دیکھوں ہوں تو ہے[2] اخگر ہنوز

کر چکا گلشن میں کتنا کچھ نہ[3] آنکھوں پر نثار
مدت میں ہیں[4] غنچۂ نرگس کے سیم و زر ہنوز

کس قدر ہے شعلہ خو ظالم کہ[5] پہلو سے مرے
اٹھ گیا[6] مدت ہوئی اور گرم ہے بستر ہنوز

میں کہا بس خون دل مت لے خدا کے واسطے
سن کے یہ اتنا ہی بولا وہ ستم پرور ہنوز

ہے بجا تیرا ابر سا رونے دریا پر حساب
[. . . . .] دیکھیں ہیں چشم تر ہنوز

بادۂ جام ازل سے ہنوز ہے[7] مدہوش مست
تر لیے پھرتا ہے واعظ تو بادۂ کوثر ہنوز

---

۱ ن تس پہ بھی
ا تس پہ اس دل
۲ ن دیکھوں تو ہے
ا دیکھوں ہوں تو خاکستر ہنوز
۳ ا، ل، ش، ک تو
۴ ا، ل ہے ۵ ش کے
۶ ا، ل، ش، ک گئے
۷ ل ہیں

میں تو دیوانہ ہوا نیش ہے زنجیر ہنوز
کام آخر ہوا پر ہوتی ہے[1] تدبیر ہنوز

دیکھتے دیکھتے دن رات بہت سے گزرے
آہ کھلتی ہی نہیں زلف[2] کی زنجیر ہنوز

خاک شور کر کے اڑایا مجھے ہر وادی میں
[3] تیر یہ چبھتا ہے مرے دل میں ہر تیر ہنوز

آسماں چرخ میں آیا دے اس سرگشتہ کو
کچھ نہ تاثیر ہوا نالۂ شب گیر ہنوز

جب سے پیدا ہوا اک دم بھی شگفتہ نہ ہوا
غنچہ ساں دہر کے گلشن میں ہوں دلگیر ہنوز

سن کے جینے کی خبر میر کے بولا ظالم
کس قدر سخت ہے آخر نہ موا میر ہنوز

---

۱ ع ہوتی ہے ابھی
۲ ع زلف گرہ گیر
۳ ن ایک

کرتا ہوں ترکِ عشق میں میں پیش و پس ہنوز[1]

ناصح ذرا نہیں ہے مرا[2] دل بہ بس ہنوز

سیرِ چمن کی تو قسم اے دل شکن نہ کھا

غنچے رہے ہیں باغ میں ظالم بکس ہنوز

اس کو حوالے کر کے[3] مرے[4] بوجھ اے فلک

دونوں جہاں سے ہے تجھے اب کچھ ہوس ہنوز

فریاد عندلیب کو پہنچا چمن میں گل

آیا نہ میرے پاس مرا دادرس ہنوز

آگے ہے تیرے قافلۂ رفتگاں دلا

جاوے تو جا کہ آتی ہے بانگِ جرس ہنوز

نالاں جو آشیاں سے ہے بلبل چمن کے بیچ

دیکھی نہیں ہے اس[5] نے جفائے[6] قفس ہنوز

سو طرح سوزِ شوق[7] کے بولا رقیب کو

آتا نہیں ہے باز تو اے بوالہوس ہنوز

---

[1] ا، ش، ک — میں یوں

[2] ش، ک، ن — مرے

[3] ا، ل — حوالہ کر کے

[4] ن، ش، ک — میرا بوجھ

[5] ا، ش، ک — ان نے

[6] ل — جفائے

[7] ا، ل، ک — شور رنگ؛ ش — سوز رنگ

کم نہیں ہوتا غبارِ خاطرِ جاناں ہنوز
آہ و نالے[۲] سے تو عالم کا کلیجا پک گیا
خاک بھی مقصود کی دریا میں یارو بہ گئی
کوچۂ محبوب میں یارو[۴] نہیں یہ گرد باد

خاک سے میری جھلکتا ہے گہر[۱] داماں ہنوز
یہ نہیں ہوتا ہے یارب درد[۳] بے درماں ہنوز
ہے انا الحق کی صدا سے ہے بھرا زنداں ہنوز
سوز کی یہ خاک ہوئی ہے بلا گرداں ہنوز

---

۱ ن، ب، ش، ح گھڑا
۲ ی آہ و نالے
۳ ن درد سے
۴ ح یاروں

خط کبھی منہ پر آ چکا پر نازِ دل کش ہے ہنوز
کس طرح ٹھنڈا ہو جی سینے میں آتش ہے ہنوز

رشتۂ الفت بظاہر گو کہ ٹوٹا کیا ہوا
دل کو میرے دو لا اے یار د کشش ہے ہنوز

بس خدا کے واسطے چھپکے رہو اے صاحبو
گو کہ آنکھیں ہیں کھلی پر دل مرا غش ہے ہنوز

جھوٹ کہتے ہیں کہ سفاکی سے کھائی ہے قسم
خوں سے مذبوحوں کے گر اس کا منقش ہے ہنوز

۸۰
سترٌ تو ہشتاد سالہ عمر اپنی کھو چکا
اس بڑھاپے پر بھی تو مفتونِ مہوش ہے ہنوز

مت اس قدر تڑپ تو[1] دلِ بے قرار بس
گزرا ہے سر سے خون بس[2] اے چشم زار بس

تلوار کھینچ ڈراتا ہے کیا مجھے
اڑ جائے سر بلا سے، لگا ایک وار بس

ہے دل ہو مجھ اسیر کے آفت[3] تری صدا
اے عندلیب باغ نہ اتنا پکار بس

دو دن ہمتوں کی نظروں میں مت کر[4] مجھے ذلیل
اے چرخ[5] میں بہت ہوا رسوا و خوار بس

سودا آج یوں گلی سے تری کہہ کے اٹھ گیا
[6] بس بس تمھیں بھی دیکھ لیا ہم نے یار بس

---

[1] ن، ش، ک، ت، م — دل امیدوار

گو دل امیدوار کی بندش شعر دلِ بے قرار کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ہے لیکن با اعتبار مضمون تڑپ کی رعایت بے قراری سے اقرب ہے۔ اس لیے ہم نے ع اور ل کی قراءت کو ترجیح دی

[2] م، ش، ل، ک — مرے چشم زار

[3] ن، ش، ل، ک — حسرت تری صدا

ع، م — آفت تری سدا

[4] ش — مت کر تو آب

ک — مت ہو تو آب

[5] ع — کیا میں ہوں میں

[6] ش، م، ک، ل — سو طرح مجھ کو

ع — بس بس سبھوں کو

دل لگامت ہر کسی سے اے دل ناداں بس

دیکھو مت چاروں طرف اے مردم حیران بس

ٹک زباں کو بند کر ناصح خدا کے واسطے

تو تو روتا ہے یہاں سیری ہے [اپنی جان بس]

کیا[1] ہم کو سیرِ بہار میں گلزار کی ہوس
نکلی کبھو نہ[2] مرغِ گرفتار کی ہوس

مطلعِ ثانی

بلبل ہی کو نہیں ہے رخِ یار کی ہوس
ہے گل کو اس کے گوشۂ دستار کی ہوس

قاتل ہی[3] میرے خون کی نہ رکھتا تھا آرزو
اپنے[4] بھی دل میں تھی دمِ تلوار کی ہوس

نرگس[5] بہ شکلِ چشم اگا[6] ہے زمیں سے
کیا جانے ہے کسے[7] ترے دیدار کی ہوس

پائے نہ تھا نکلنے کی کبھو[8] ہم در چمن
رکھتے تھے[9] دل میں رخنۂ دیوار کی ہوس

بیش از سخن زباں[10] جو کاٹے قلم[11] کی طرح
اس شوخ[12] سے رکھوں ہوں میں گفتار کی ہوس

قدرت نہ ہم[13] کو آہ کی نے طاقتِ فغاں
نکلے[14] سو کیونکے اپنے دلِ زار کی ہوس

اے سوزِ جنس دل[15] کے تئیں دے چلے ہم آگ
رکھتے نہیں ہیں گرمیِ بازار کی ہوس

---

۱ ن، ب، ی: کب
۲ ن، ب، ی: کبھی
۳ ن: بھی مرے خون کی رکھتا تھا
۴ ا: بھی
۵ ا: جو شکلِ چشم — ل: جو چشم شکل اگی ہے زمیں تلے
۶ ا
۷ ا: کس کو — ن: کسی کے — ۸ ن: کبھی
۹ ن: ہیں — ل: رکھے ہیں — کرشن: رکھتے ہیں
۱۰ ا، ش، ک: زباں کو جو — ۱۱ ب، ا: [illegible] — ۱۲ ب، ی: [illegible]
۱۳ ن: مجھ
۱۴ ع: نکلی کبھو نہ
ن، ب، ی: نکلی کبھی نہ
۱۵ ن، ع، ی: کو تو آگ دے چلے

بلبل کو ہے ترے سر[1] دیوار کی ہوس
گل کو ہے[2] تیرے گوشۂ دستار کی ہوس

نرگس کی باغ میں نہیں لگتی کبھو پلک[3]
از بسکہ ہے اسے ترے[4] دیدار کی ہوس

آوے ہزار رنگ سے گلشن میں گر بہار
نکلے کبھو[5] نہ مرغِ گرفتار کی ہوس

یک[6] لحظہ پر طبیب جو اپنے مریض کا
نکلے کس طرح ترے بیمار کی ہوس

جیتا زباں سے نام ترا ہم کو اس سوا
تسبیح کا نہ شوق نہ زنّار کی ہوس

مرتا ہوں اب ثریا گلے تک[7] لگا مجھے
تا دل میں رہ نہ جائے ترے پیار کی ہوس

بے قدر جب سے جنسِ وفا ہوگئی ہے سوز
دل میں نہیں ہے اپنے خریدار کی ہوس

---

۱ ک: ۔ قول میں اس غزل کی ردیف کا ہلاس (؟) ہے

۲ ش، ا، ک: جو گل ہے اس کو

آ میں جو کے بعد قوسین میں نون غنہ کے اضافے سے جوں بنایا گیا ہے لیکن شعر کے بغور پڑھنے سے یہ اصلاح زائد معلوم ہوتی ہے

۳ ن: کبھی لگتی نہیں

۴ ن: میں بار دیگر جدید املا ہے یہاں تری لکھا گیا ہے

۵ ن، ش، ل: کبھی

۶ ن: اک
ک: ایک

۷ ک، ش، ل: تک مجھے لگا

کب تڑپ مرنے سے نکلے مرغ بسمل کی ہوس
دل ہی جانے جس طرح ہر بو[۱] ہے اس دل کی ہوس

صابر میں جانوں (میری)[۲] جان ہے یو تم کو کیا
منع مت کیجو نکلنے دو نہ[۳] قاتل کی ہوس

---

۱ ع نکلے ہے ک تڑپے
۲ ا، د، ش، ک: میرا
۳ ک تو

آ میں نہیں

ش

[1] کس کی صحبت میں تو ہوا اوباش
آفریں میرے فن چلے شاباش

میں اگر جانتا تو بانکا ہے
دل نہ دیتا تجھے میں پہلے کاش

کوئی منصف نہیں ہے کس سے کہوں؟
[2] کیونکے گزرے گی میری اس سے معاش

ناخنِ پا نظر پڑا تھا کہیں -
اب تلک میرے دل میں ہے وہ خراش

جس کو دیکھا سو ہے وہ رشکِ پری
سوزؔ تو دیکھ صنعتِ نقاش

---

۱ ہ ی — کیسی
۲ ہ ی، ب، ج — کیونکہ

الٰہی کس نے یہ توڑا ہے شیشۂ آتش — کہ انجمن کو بنایا ہے بیشۂ آتش

جو میں نہ ہوتا تو افسردہ ہو کے مر جاتی[1] — ہے تازہ میری ہی شورش[2] سے ریشۂ آتش

ہمیشہ تن میں[3] نیستاں کی آگ میں رہنا — یہ دل نہیں ہے مگر شیر[4] بیشۂ آتش

ہمارے نالۂ خارا گداز[5] سے ڈرنا — ہے دل یہ کوہ کن و آہ[6] تیشۂ آتش

کوئی نہ سینۂ پرسوز کے مقابل ہو
بنے ہے سوختنی کاہ بیشۂ آتش

---

[1] ن — بجھ جاتا

[2] ن — سوزش

[3] ع — سے

[4] ن — ہے یہ

[5] ن — گزار

[6] ع — آواز

یوں ہو محو مرے دیدۂ پُر آب کی گردش
دریا میں ہو جس طرح سے گرداب کی گردش

پھرتا ہوں ترے واسطے روتا ہوں[۱] زبس یار
ہے مشغل[۲] مری چشم میں دولاب[۳] کی گردش

پھر جاتیں ہیں اس طرح سے یک پل میں وہ آنکھیں
جوں بزم میں ہو جام[۴] مے ناب کی گردش

تو آن کے مجلس میں خمار اس گھڑی ساقی
مے مانگے ہے مجھ سے سرِ احباب کی گردش

گو خاک ہوا تو بھی پھرا بن کے بگولا
ہو کر نہ گئی عاشقِ بے تاب کی گردش

جنسِ خرد و صبر بن اس دل کو ہو کیا چین
مفلس کو بُری ہوتی ہے اسباب کی گردش

دل زلف و رُخِ یار میں کیونکر نہ پڑے سوز
خوش آوے[۵] ہے اس کو شبِ مہتاب کی گردش

۱۔ ل: میں
۲۔ ن: شغل
۳۔ ل: گرداب
۴۔ ل: چلائے
۵۔ ن، ل: آئے

رکھتے ہیں تیری زلف کے ہر تار کا خلش
کب[1] برہمن کے دل میں ہے زنار کا خلش

گر ہو[2] نصیب مرغِ چمن تجھ گلی کی سیر
پھر دل میں اس کے ہو وے نہ گلزار کا خلش

خطرہ نہیں کچھ الحمد ہمیں روزِ حشر سے
گر دل میں ہے[3] ثواب کے ہی کردار کا خلش

ایسا نہیں ہے غنچہ کوئی جس کے دل میں یار
ہو وے نہ تیرے گوشۂ دستار کا خلش

کیا جانیے کہ اس سے کہیے گا وہ کس طرح
مجھ کو پیام برگ ہے گفتار کا خلش

اقرار تو کرے ہے وفا کا تو ہم سے شوخ
لیکن ہمارے دل میں ہے انکار کا خلش

کھٹکے ہے دل میں سوز کے اُس شوخ کی مژہ[4]
اے بلبلو! یہ گل کے نہ ہو خار کا خلش

---

[1] ش، ا، ک، ہ، ل — کس
[2] ن، ک، م — کب
[3] ا — ہے
[4] ل، ع — چشم

گو تم نے ہمیں[۱] کیا فراموش — لیکن[۲] نہ کرے خدا فراموش

کیا یاد دلاؤں تجھ کو اپنی — اے مشفقِ آشنا فراموش

کیا کیا تھا قرار ہم میں تم میں — سو تم نے وہ سب کیا فراموش

تھوڑے تھے نہ جا جو یاد ہے کچھ — دل لے کے سو کر دیا فراموش

[۳] لے جان ہے تک تو کیوں پڑ رہا تھا — ہمارا یار و تیرا فراموش

دل تھا کہ[۴] حباب جس کو توڑا — اے جور کشِ وفا فراموش

بس سوز کی یار کس لیے اب — مدت سے اسے کیا فراموش

وہ سوز ہے جس کی دل میں تھی یاد[۵]
اب دل سے کر دیا فراموش

---

۱ ن مجھے

۲ ن ممکن

۳ ن میں جیتا ہے سے بوجھ دیکھو

۴ ع نہ

۵ ع جا

ص

آرام ہو کہاں ہے جو ہو دل میں جائے حرص
آسودہ زیر چرخ نہیں آشنائے حرص

ممکن نہیں ہے یہ کہ بھرے کاسۂ طمع
دن میں ہزار[1] در جو پھرا دے گدائے حرص

انساں نہ ہو[2] ذلیل زمانے کے ہاتھ سے[3]
ذلت کسی کو کوئی[4] نہ دیوے سوائے حرص

گر منہ کو تنگ ہووے قناعت یہ بات[5] ہاں
رہتی ہے لالہ[6] کی طرح کی آفت قفا[7] سے حرص

ناداں تلاشِ طرۂ زر سے تو باز آ
جوں شمع یہ نہ ہو کہ ترا سر کٹائے حرص

اپنے سوا کسی کو نہ پایا حریص حیف
کی قطع کردگار نے مجھ پر[8] قبائے حرص

اوقات ہر طرح سے بخوبی گزر ہو[9] سو تو
پر درمیاں نہ ہووے بشرطیکہ پائے[10] حرص

۱؎ ش، ل، م، ک — کروڑ / کرور
۲؎ ل — ایسا نہ ہو
۳؎ ش — اہانت
۴؎ ش، م، ک — کوئی کسی کو
۵؎ ل، ش، م، ک — حرف
دل گرم کو طرح کی قفا سے حرص (ل)
۶؎ ل — جفا سے
۷؎ ش — رہتی ہے لالہ کی طرح کی آفت قفائے حرص (ش)
۸؎ ح، ن: ہم
۹؎ ح، ن، ب: کا، بسر ہو
۱۰؎ ن: جائے

ض

کبھی تو فیض کو پہنچوں میں اے مرے فیاض[1]
کہ تیرے فضل سوا کچھ نہیں مجھے اغراض

الٰہی دل کو مرے اپنے حفظ میں رکھیو[2]
کہ منہ چڑھی[3] ہے بہت زلفِ یار کی مقراض

عجب ہے رسمِ بتانِ جہاں کا واویلا
کہ دشمنوں سے ملیں دوست سے کریں اعراض

مریضِ عشق کو درماں کی احتیاج نہیں
صنم کا روگ[4] ہے واللہ دافعِ امراض

تمھارے عشق میں[5] رہتا ہے یہ بُرے حالوں
غریب سوز کو ہرگز نہ بوجھیے مرتاض

---

[1] ع کبھو

[2] ن رکھنا

[3] ع چڑھے

[4] ع درد

[5] ع جہر جہر ہوا ہے یہ یاں

ط

تیری آنکھوں کی طرح[1] رکھے ہے یہ جام نشاط
مے میں کیدھر ہے جو رکھتے[2] ہیں یہ بادام نشاط

تو ہو گر پاس تو ہے صبح طرب شام نشاط
دیکھنا تجھ کو ہے اے جانِ دل آرام نشاط

فضلِ حق جس کی طرف ہو تو اُسے بخشے ہے
دورِ ساغر کی طرح گردشِ ایام نشاط

دل جنھوں کا ہے اسیری کے مزے سے آگاہ
ہے قفس بیچ انھیں عیشِ[3] تہِ دام نشاط

دیکھ ہوتی ہے تجھے[4] قمری و بلبل شاداں
تو ہے اس باغ میں اے سروِ گُل اندام نشاط

عکس تا اس کی نگہ کا نہ پڑے جام کے بیچ
ہو تنک زقّۂ مے سے نہ سرانجام نشاط

شیشہ ہے زیرِ بغل آبلۂ دل اے سوز
مے سے ہم کو نہیں ہے[5] ساقیِ گلفام نشاط

---

[1] ل — کی طرح سے نہ رکھے
[2] ا — رکھتی ہے
[3] ن — عیش تہ دام
ا ک — بہ سرانجام
[4] ک ل — قمری بلبل
[5] ا — اے

اب خضر کر سے لگا دل گُربتاں کا اختلاط ‏ سچ تو ہے ان بے وفاؤں سے کہاں کا اختلاط

اب کوئی دم[1] میں مچا دے گی خزاں یاں آ کے لوٹ ‏ عندلیبو چھوڑ دو تم گُلستاں کا اختلاط

ناکسوں کی دوستی دے[2] دین و ایماں کو اجاڑ ‏ [3]پوچھ لو جا کر گلستاں سے خزاں کا اختلاط

خاک سے جس نے بنا کر حضرتِ انساں کیا ‏ فیض اگر[4] چاہے تو کر اس باغباں کا اختلاط

سوز سے مت دل لگاؤ[5] مشفقو سمجھاؤ گے ‏ کاہشِ دل[6] ہے عزیزو میہماں کا اختلاط

---

۱ ش	دیگر
ل	دم کو
۲ ل	دین اور ایمان کا اجاڑ
۳ ن	پوچھو
ش، ل	پوچھ تو
۴ ن، ل	گر
ع	گر کیا چاہے
۵ ل	دوستو
۶ ع	دل سے ہے آخر

سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میاں غلط
ترا نہیں ہے جرم، ہمارا گمان غلط

کھاتے ہر اک قسم کہ تجھے جانتا ہوں میں[۱]
مشفق غلط، ملاذ غلط، مہرباں غلط

ساقی نہ ہو تو سیر چمن کا ہے کیا مزا
جانا بغیر بادہ سوئے بوستاں غلط

واعظ جو گوز[۲] پشت ہے اس کی نظر سے دیکھ
کرتی نہیں ہے تیر کبھی[۳] یہ کماں غلط

جو حسن دیکھتا ہوں میں نزدیک یار کی
وہ لطف کب رکھے ہے[۴] گل ارغواں غلط

بھٹکے[۵] نہ رہ نشینانِ عدم رستے سے کبھو
ہر چند تیرے شہر کو یہ کارواں غلط

مردود کی ایک بات پہ[۶] پیش سو زنت صنم
مانند خامہ ان کی[۷] پلٹتی زباں غلط

---

۱ ش، ل — جانتا
۲ ل، ک — گوزہ
۳ ل، ش — کبھی
۴ ش — رکھیں ہیں
ق میں پانچویں اور چھٹے شعر کے بالترتیب پہلے اور دوسرے مصرعوں سے نیا شعر بنا دیا گیا ہے
۵ ش، ل — بھٹکیں
۶ ل، ا — نزدیک سو کے
۷ ک — اس کی

۱ه ن — کب دبستاں میں ترے آیا ہوں سیاحت کر غلط

۲ه ا، ش — پیوں

۳ه ش، ک، ل — مجھکو

۴ه ش، ا، ک، ل — تم کو ہیں

۵ه ن — صاحب دل اگر

ط

اٹھے[۱] نہ نشے میں محبت کے قطرہ یار سے حظ
بغیر بادہ حمر ہیچ کیا بہار سے حظ

ہلال عید سے یہ عیش ہو نہ صائم کو
جو محو گوشۂ یار کی ہے تیغ آبدار سے حظ

یہ لخت دل مری پلکوں پہ ہو چشم[۲] تر کی دیکھو
کیا جو چاہے تو دریا پہ لالہ زار سے حظ

عجب ہیں منتظر اس[۳] رخ کی مری آنکھیں
سرائے آئینہ کس کو ہے انتظار سے حظ

مجھے بھی عیش[۴] ہے یہ تیرے گرد پھرنے میں
کہ جوں پتنگ کو ہو شمع کے نثار سے حظ

کسی شراب سے پایا نہ وہ حلاوت میں
لیا[۵] ہے یاد میں ساقی کی جو خمار سے حظ

عجب ہے تنگ سلاسل میں ہو نہ دیوانہ
رہے ہے دل کو تری[۶] زلف ابدار سے حظ

حلاوت ایسی اٹھی[۷] داغ دل کے گننے سے
کہ جوں بخیل کو درہم کے ہو شمار سے حظ

ہزار سیر کرے شہر شہر کی تو سوز
اٹھے[۸] گا دل ہی کے اپنے تجھے[۹] دیار سے حظ

---

۱ ش ابھی

۲ ش کے نزدیک

۳ ش اس سے کی (کذا)

۴ ل سیر

۵ ن، ش، ک کیا

۶ ش مری

۷ ا اتنی اٹھی دل کے داغ (کذا)
ک ” ” دل کے گننے سنے سے

۸ ل کوئی اٹھاوے ہے یہ بوستان دیکھو کے حظ (کذا)

۹ ش مجھے

اغنیا عزّ و جاہ سے محفوظ | عاشقاں آہ آہ سے محفوظ

اس زمانے میں کون ہو دے گا | اس تغافل[1] پناہ سے محفوظ

ق

اس سے[2] آگے بلا سے رہتے تھے | گریۂ گاہ گاہ سے محفوظ

اب تو آنکھوں سے اشک یوں سوکھے | بس ہوے تیری چاہ سے محفوظ

شیخ تو ہو عبادتوں سے خموش | سوز تو ہے گناہ سے محفوظ

---

[1] ع مروت

[2] ع ہمیں

ع

تاب لائے نہ ترے حسن کی لرزاں ہے شمع
جان کے خوف سے فانوس میں پنہاں ہے شمع

دیکھتے ہم نے تو پوچھا[1] کہ کہیں عاشق ہے
پاؤں خاک بسر اشک بداماں ہے شمع

پھر چراغ نہیں پروانے کے جلنے سے یہ
ہے شب[2] وصل کہ شادی سے[3] غزل خواں ہے شمع

کوئی پنہاں کرو چھپتی ہی نہیں دل سوزی
عاشق زار ہے شعلے سے نمایاں ہے شمع

درد دل ہی سے[4] ہمیں سوختگی ہے معلوم
کہ تری آتش ہجراں میں یہ سوزاں ہے شمع

کوئی کچھو اس کو کہو ہم تو بہت ہیں محظوظ
یہ سخن کم ہے کہ عاشق کی زباں داں ہے شمع

گرچہ غماز کہوں اس کو تو برجا ہے گا
میر مجلس میں تو روشن کن زنداں ہے شمع

سوز معشوقوں میں ہوتا ہے اسے دیکھو تم
غم پروانہ سے واللہ کہ گریاں ہے شمع

---

[1] ا — پوچھا تھا کہیں
[2] ن — وصل کی رات کی
[3] ن — میں
[4] ا — درد دل ہی کی

اشک کے قطرے میں نیساں کا اثر رکھتی ہے شمع
سر سے لے کر تا قدم سلکِ گہر رکھتی ہے شمع

کون ہے میرا بجز پروانہ؟ مرغِ نامہ بر
شرح ہے مکتوب کی میرے خبر رکھتی ہے شمع

تو مرے غم سے نہ رویا اور میری خاک پر
شام سے تا صبح اپنا چشمِ تر رکھتی ہے شمع

رہروِ شوقِ عدم کو حرکتِ پا کب[1] ہے شرط؟
خانۂ فانوس[2] میں ہر شب سفر رکھتی ہے شمع

جس قدر جلتے ہیں تیرے ہجر میں اعضا مرے
استخواں میں اپنے کب سوز اس قدر رکھتی ہے شمع

شعلہ[3] پر ہر چند دل پروانے کا بل ہے نثار
واسطے جلنے کے پر کیا ہی جگر رکھتی ہے شمع

حسن کرائے سوز دعویٰ سلطنت کا گر نہیں
سر پر اپنے کس لیے یہ تاجِ زر رکھتی ہے شمع

---

[1] ن، ک — کی
ا — کیا
[2] ک — جان تو
[3] ن — شعلے

مژگاں کی گر خلش[1] کا بدل ڈھنگ ہے وسیع
سینہ بھی یاں برائے صفِ جنگ ہے وسیع

واعظ[2] نہ واں جگہ سہی تو حاضر ہے[3] گھر مرا
بت خانہ[4] شکلِ کعبہ نہیں تنگ ہے وسیع

نقصِ صفا سے اپنے نہ پہنچا تو[5] واں تلک
آئینہ خانہ ورنہ بہ ہر رنگ[6] ہے وسیع

داماں سیلِ اشک مرا ہجر میں ترے
مانندِ دامنِ چمن رنگ رنگ ہے وسیع

بے ہمتی سبب تنگ دل کا ہے ورنہ یار
روزی برائے کور و کر و لنگ ہے وسیع

چڑیا سے لے بچا ہے نہ سیمرغ تک کبھو
شہباز عشق کا بھی عجب چنگ ہے وسیع

نکموں کے واسطے ترے نیچے[7] کے سرو ناز
گلشن میں تختۂ گل[8] اورنگ ہے وسیع

خواہش جنھیں ہے ملک کی ان کو نہیں یہ فہم[9]
دو گز زمیں زنداں تہِ سنگ ہے وسیع

بادشے[10] پہ گو کہ عرصہ کیا محتسب نے تنگ
پر سوز کے لیے قدحِ بنگ ہے وسیع

حواشی ←

غ

نالے سے میں اپنے نہیں اے رشک پری داغ
کرتی ہے مرے دل کی تپش بے اثری داغ

یاروں[1] کی مجھے سوختہ کیا تیز روی نے
ہر ایک گیا دے[2] کے رفیق سفری داغ

پہنچا کے تری زلف کی بو غیر کو پیار سے
کرتی ہے مجھے موج نسیم سحری داغ

جلنے کی ترے[3] ہجر میں خو ہو گئی یاں تک
لالے کی طرح سوز سے رکھتا ہوں ہری داغ

جانے کا کسی طرح نہیں دل سے[4] یہ یقیں ہے
جوں جرم عقیق آہ ہمارا جگری داغ

ہوتا ہوں خجل مفت میں پروانے کے آگے
جب شمع کو کرتی ہے تری جلوہ گری داغ

طائر[5] کو میں پرواز میں دیکھوں ہوں جب اے سوز
کرتی ہے شب اپنی مجھے بے بال و پری داغ

---

[1] ا — یاروں

[2] ش — آکے

[3] ن۔ ا۔ ش۔ — عشق

[4] ت — کو

[5] ش۔ ت۔ ل — ظاہر

آتش سے بھرا ہو جو سمندر نہ ورے داغ [1]
سوزش میں کہیں اس سے میں رکھتا ہوں پرے داغ

پروانہ [2] کی اور شمع کی نسبت سے ہے روشن
بے داغ ہوئے عشق کو کب حسن کرے داغ

عاشق ہی کے سینے کو ہے اس سوز کی برداشت
تجھ عشق سے کب کھا سکے ہر ماہ خرے [3] داغ

اے چرخ نہیں تجھ سے میں خواہانِ زر و مال
دل کو تو مرے رکو نہ غم [4] سیمبرے داغ سلہ

بے مہر ہے اس کی سند عشق جو کوئی
عشاق میں دل اپنے کو جب تک نہ کرے داغ

ہے خواہشِ گلزار تو سینے کو مرے دیکھ
تختے سے چمن کے ہیں [5] فزوں اس میں بھرے [6] داغ

آتا ہے نظر سوز بہار آنے کا آثار
ہونے [7] چلے ہیں ہو ترے چھاتی کے ہرے داغ

۱۔ ا — ڈرے
ش — ڈری
ک — ڈر
۲۔ ن، ک — پروانے
۳۔ ل — پرے
۴۔ ا، ش، ل — بہ غم
۵۔ ل — ہے
۶۔ ا — پہ
۷۔ ا، ش، ل — ہونے

ایک[۱] دم تو درد کے سہنے سے دے[۲] مجھ کو فراغ
آ خدا کو مان مت دے داغ[۳] بر بالائے داغ (مطلع ثانی)
کس نے دیکھا صبح تک گھر میں کہیں روشن چراغ
آؤ دیکھو رات دن جلتا ہے میرے دل کا داغ
تا مراتب دان شاعر نے کہا گل زرد اسے[۴]
بلبلیں[۵] یونہی پڑی[۶] پھرتی ہیں دل میں باغ باغ
یوں تو پانے کے نہیں یارو دل گم گشتہ کو
ہاں مگر[۷] لوہو کی بوندوں سے ملے شاید سراغ
خار صحرا میرے پاؤں کے سبب ہیں سرخ پوش
اور گرد خاک لے گم گشتہ[۸] دل کا اب سراغ
دل نہیں ہے ہے چھلاوہ[۹] ہے میں اب پوچھا ہے
گاہ ابر تیرہ[۱۰] ہے اور گاہ ہے رشک چراغ
اور سب باتیں بھلی ہیں اس کی میاں دشمن نہیں
پر میں حیراں ہوں کہ مجھ سے کیوں رہے ہے بے دماغ
غم کے ہاتھوں زندگانی[۱۱] سے یہ اپنی تنگ ہے
یاالٰہی سوز کے دل کو کبھی ہو دے فراغ

---

۱ ق میں اس غزل کے دوسرے تیسرے اور چوتھے شعر کو الگ غزل سمجھ کر درج کیا گیا ہے۔ یہ غلط فہمی شاید دوسرے شعر کے باعث ہوئی جو درحقیقت اس غزل کا مطلع ثانی ہے اور ع میں یہ غزل اسی طرح لکھی ہے۔ ۳۰

۲ ع+ع : مجھ کو دے

ہائے اتنا بھی نہیں غم سے فراغ
کون آیا[1] تھا چمن میں ہو چھپو؟
آنکھ بھر تجھ کو نہ دیکھا یا نصیب
آہ وہ صحبت ہی برہم ہو گئی —
سوزشِ بلبل کو بس ہے روشنی

جو دلِ گم گشتہ کا کیجے سراغ
آج پھرتی ہے صبا کیوں باغ باغ
مرتے مرتے رہ گیا یہ دل میں داغ
اب نہ وہ مطرب نہ[2] مینا نے ایاغ
گو کہ[3] ہو دے آشیاں کا گل چراغ

---

1 ا آتا
2 ن نہ وہ مینا
3 ا نہ ہو دے

ن

عاشقی ہووے تو ہو ہم کو اسیری کا دماغ [1]
دل نہ شاہیں پر ہے اپنا نے نخچیری کا دماغ [2]

اس لیے خاموش رہتے ہیں چمن میں عندلیب
تجھ سے ہم رکھتے نہیں ہیں ہم صفیری کا دماغ

ہوں گرا ایسے کی نظروں سے کہ رہبری خاک پر [3]
باد [4] کو بھی ہو نہ ہرگز دستگیری کا دماغ

مجھ سے کہتے ہیں کہ رکھ [5] دعویٰ مریدی کا اگر
شیخنا دل کو ہمارے [6] ہو نہ پیری کا دماغ

اے سلیمان آصفِ دوراں جہاں سے اٹھ گیا
یہ سبب ہے گا نہ تھا اس کو وزیری کا دماغ

سوز کے اشعار کا کیا پوچھنا [7] ہے شاہ رو
گفتگو میں اس کی پاتا ہوں نظیری کا دماغ

زمانۂ تخلیق: بعد از ستمبر ۱۷۹۷ء / ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ

۱؎ ک، ا، ل عشق کی

۲؎ ل

۳؎ ک، ا، ل کا کہ میں تیسرے اور چوتھے شعروں کے بالترتیب پہلے اور دوسرے مصرعے مل کر ایک شعر بن گئے ہیں

۴؎ ن باؤ

۵؎ ن کرے

۶؎ ن تمھارے

۷؎ ک دو پچھنا

ف

ہوتا نہیں ہے مجھ سے تو اے بدگمان صاف ۔ دیتا ہے گالیاں تو مجھے آن آن صاف ۔ ن

کہتا ہوں میں کہ[1] کیا مری تقصیر کچھ بتا ۔ کہتا ہے ہوں ہے مری تجھ پر زبان صاف

اس وقت خاکدان میں جہاں کے نہیں غبار ۔ مانند آئینے[2] کے ہے سب آسمان صاف

کچھ کان میل والے کو دے کر نکال ڈال ۔ گر حق کی بات سنیے تو کر لیجے کان صاف

گر شوق[3] آرزو ہے تجھے وصل یار کی ۔ پہلے تو کر لے غیر[4] سے دل کا مکان صاف

---

[1] ا: جو کیا مری تقصیر تو
ک: کہ میری تو تقصیر کچھ بتا

[2] ا، ش، ل، ک: آئینہ

[3] ا، ش: گر آرزو ہے سوز

[4] ل: اور
ش: غیر سے ان کا

مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف
مائل کیے دل اس ستم ایجاد کی طرف

تصویر[1] بن کے آپ[2] وہ حیران رہ گیا
بیٹھا جو[3] منہ کو پھیر کے بہزاد کی طرف

دیکھے جو ایک آن ترا[4] سرو خوش خرام
قمری نہ دیکھے پھر کبھو[5] شمشاد کی طرف

بچارے نے گل چمن میں کبھو[6] تجھ کو عندلیب
دیکھے جو آکے تو مرے صیاد کی طرف

حرمت خدا ہی[7] اس کی رکھے آج بخشنے[8]
جاتا ہے شیخ سومنہ سے آزاد کی طرف

---

[1] ا — مر کے
[2] م، ش — آپ ہی حیران وہ رہ گیا
ک — آپ ہی وہ حیران رہ گیا
[3] م — تو منہ کو پھیر جو
[4] م، ک، ش — تری
ع — مرا
[5] ن، ش — کبھی
[6] ن — کبھی
[7] ش، ک — دین کی رکھے
[8] ا — تجنیس (کذا)

[1] اب پھر تو نہ ہرگز رہے کنعاں میں یوسف
پھرتا اگر اس عہد میں تو دیکھ کے تجھ کو
آنکھوں میں نظر بازوں کی رہتی ہے تری شکل
بلبل سے کہا دیکھ تجھے سب نے چمن میں
کیا شاہدِ معنی کا ترے اب میں کہوں حسن

[2] ہو غرق ترے چاہِ زنخداں میں یوسف
پڑھتا فتبارک* گر [3] تری [4] شان میں یوسف
[5] بستا تھا زلیخا کے دل و جان میں یوسف
خاموش کہ ہے سیرِ گلستاں میں یوسف
[6] آئے سوز بڑے ہیں ترے دیوان میں یوسف

---

[1] ن، ع — گر خواب میں دیکھے تجھے

[2] ا — آ غرق ہو اس

[3] ش — وہ تبارک کر

[4] ا، ل — تو

[5] ا — ہے

[6] ع — جو

* فتبارک اللہ احسن الخالقین — (المومنون)

دشمنوں کی دوستی میں کٹ گئے[۱] دن رات حیف

مفت ضائع[۲] ہو گئے یارب مرے اوقات حیف

جن کو اپنا نورِ چشم و راحتِ جاں تھا کہا

وہ تو مثلِ مار ہو بیٹھے ترے بدذات حیف

۱؎ ا   گئی

۲؎ ش   مفت میں ضائع ہوئے

ا   مفت ضائع ہوگئی

رکھتے ہیں نہ فلک پہ کبھی اعتماد حیف
کونین جس کے واسطے حق نے کیا ظہور
ہو دیں یوں لخت جگر بند مصطفیٰ[۳]
فرزند مرتضیٰ کے رہیں نامراد ہائے
جو داد رس جہاں کے ہیں اے سوز اسطرح

احوال امام کا نہیں کرتے ہیں یاد حیف
یوں تشنہ لب رکھے انھیں ابن زیاد حیف
اور شاد شاد ہو دیں وہ اہل عناد حیف
اور بامراد ہو دیں یوں اہل مراد حیف
بیداد ان پہ ہو نہ ملے ان کی داد حیف

*یوں کب[۱] رہا ہے گل کے کلیجے میں خار حیف	جیتی ہے عندلیب تو اب تک ہزار حیف
صورت کو دیکھتے ہی گئے ہاتھ پاؤں بھول ،	گھبرا[۲] گیا نہ اے دلِ ناکردہ کار حیف
ہر چند چھوٹنے کی توقع نہیں رہی	آتا ہے دل میں تو بھی یہی بار بار حیف
ہم کو قفس سے فرصتِ گلگشت بھی نہ دی	تو پھر چلی چمن سے اے فصلِ بہار حیف
اے گریہ[۳] تیرے ہاتھ سے رووں کہاں تلک	اک پل بھی دیکھنے نہ دیا روئے یار حیف

کیوں صیدِ زلف و رخ کی ہوئی[۴] تجھ سے بندگی؟
غفلت میں یوں گزر گئے لیل و نہار حیف

---

* ن میں یہ اور اس کے بعد آنے والی غزل ع اک ہی گئی ہیں آپ ہوا دل ہزار حیف — باہم ملا دی گئی ہیں، جبکہ ع، ن اور ک میں مذکورہ بالا غزل اپنے الگ تشخص؛ الگ مطلع اور مقطع کے ساتھ موجود ہے

۱ ع — کیا چبھ رہا ہے
ل — یوں گوٹ

۲ ش، ل — گھبرا دیا

۳ ن — گریے
م، ک — ہے اشک تیرے ہاتھ سے یوں کب تلک رہوں
ش — " " " " رووں کہاں تلک
ل — " " " ہاتھوں " "

۴ ن — نہ ہوئی

زندگی آخر ہوئی آیا نہ وہ دلدار حیف
مر گئے مرتے کبھی نہ دکھلایا ہمیں دیدار حیف

میں یہیں بندہ تھا اگر ملتے تو کیا[1] نقصان تھا؟
پر ترے دل میں نہ آیا حیف میرے یار حیف

لے چلے دنیا سے ہم ارمان تیرے وصل[2] کا
گور سے نکلے گی[3] یہ آواز اے عیّار حیف

حسن صورت[4] کو ہے لازم میرے پیارے حسن خلق
یہ تری صورت[5] ہے پیارے یہ ترے اطوار حیف

شعر پڑھنا، بات کرنا[6]، مسکرانا اب کہاں
سوز کے منہ[6] سے یہی سنتے ہیں لاکھوں بار حیف

---

[1] ع کیا ہوتا خلل

[2] ع تیری دید کا
ک تیرے فضل کا

[3] ش آواز اے بت عیار

[4] ک حسن وصورت

[5] ع یہ تیری صورت مری جاں اور یہ اطوار

[6] ع بات کہنا اب کہاں وہ معشوق کا [6] ش ہم منہ سے

اک شب[1] نگہ میں آب ہوا دل ہزار حیف
عشقِ بتاں نہ اس کو ہوا سازگار حیف

لے[2] درد سے تمام ہوا انتظار میں
ساقی یونہی[3] رہا یہ ہمارا خمار حیف

گلزارِ حسن آہ یکایک اجڑ گیا
چشموں کی آبشار رہی یادگار حیف

دریافت ہم کو کرنا تھا دل دیتے وقت[4] [یہ]
بے فائدہ ہے اب جو کہیں بار بار حیف

نے[5] ظلم گریہ کا ہے نہ رخصت[6] ہے آہ کی
کیوں سوز کس طرح سے نکالیں غبار[7] حیف

---

۱ ن ایک
۲ ع بے دور رہی
۳ ن یوں ہیں
۴ ق . ت
ن اس سے
۵ ع نہ
۶ ن فرصت
۷ ن بخار

ق

عاشق ہزار جاں سے ترا ہوں میں جانِ عشق
اے جانِ جاں! نہ کر[1] امتحانِ عشق

پیتا ہوں روز خونِ جگر لخت دل کے ساتھ
کھاتا ہے تیغ و تیر و تبر میہمانِ عشق

گو مدعی بنا آہ کرے روبرو مرے
واللہ [اور کچھ نہیں سوا اس] نشانِ عشق[2]

عالم کی بھول جائیں وہیں سب کہانیاں
اک روز گر وہ میری سُنے داستانِ عشق

ہاں مجھ سے اس سے چھوٹ گئی کب کی دوستی
واں سوز اب تلک ہے سبھوں کو گمانِ عشق

---

1. ن: نہ کر تو مرا
2. ن، ل: اس سوا نہیں کچھ اور (کذا)

دل ہوا ہے کون سی جا منزل و ماوائے عشق[1]
سو تو ہے[2] یہ تنگ غم سے کیوں نہ اب گھبرائے عشق

چین ہی دیتا نہیں بیٹھے[3] نہ اٹھے کیا کہوں؟
کیا ستایا ہے مجھے اس عشق نے اُڑھائے[4] عشق

عشق ہے تم کو جناب عشق تم کیا ذات ہو
حق تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا بالائے عشق

عشق کا چشمہ[5] دلِ عاشق ہے آنکھوں دیکھ لو
دونوں آنکھوں میں لبالب ہے بھرا دریائے عشق

سیر ہی تھوڑا سا کھا کر کے ہو جاتا ہے سیر
سیر ہوتا ہی نہیں جب تک نہ دل[6] کو کھائے عشق

بے خبر ہوگا وہی اے سوز شورِ حشر سے[7]
جس نے ساقی سے پیا ہو ساغرِ[8] صہبائے عشق

---

[1] ع ہوا ہے
[2] ن یہ ہے
[3] ن یہ بیٹھے کر
[4] ع اور ہائے
[5] ع خیمہ
[6] ع کلیجا کھائے
[7] ن روز
[8] ن ہے

کدھر جاتے ہو[1] مجھ کو چھوڑ کر اے مہرباں مشفق
بھلا جیتا رہے گا کیونکے مجھ سا نیم جاں مشفق

مجھے کہتے ہو تیری آہ نے رسوا کیا مجھ کو
کرے گا آہ کس قوت سے ایسا[2] نیم جاں مشفق

ق

عزیزو مہربانو دوستو[3] مجھ تک ذرا آؤ
بلا لاؤ اسے وہ جو چلا جاتا ہے یاں مشفق

کہو ان سے تمھاری دوستی کا کوس بجتا ہے
رہے گا کس طرح سے راز[4] عالم میں نہاں مشفق

کیا تر ذبح لیکن سوز کے خوں سے بھرو ساغر
اسے تم موج خوں کر آنکھیں گرداب [5]نزشِ جاں مشفق

---

۱ ع روتا

۲ ن، ش، ل، ک، م مجھ سا

۳ ع محبو

۴ م، ش، ک سوز
ل شور

۵ م، ک نیم

ک

تو نے مجھ کو نہیں کیا ہے ہلاک　　تیرے غم سے نہیں ہوں میں[1] غم ناک

مطلع ثانی

تو نے مجھ کو نہیں لگائی آگ　　دود[2] اس کا نہیں ہے تا افلاک

تو نے میرا نہیں چرایا دل　　ڈالتا کیوں ہے میری آنکھوں میں خاک

روز محشر تو دیکھیو ظالم　　یہ مرا سر ہے اور ترا فتراک

واں بھی یہ ظلم تو نہ کر[3] جانا　　کیا لگے ہے تو ایسا ہی بے باک

کہیو ظالم[4] کہ سوز چھوڑا ہے
میں کہوں گا کہ سچ ہے روحی فداک

---

[1] ع، ک　سینہ چاک

[2] ک　دوا

[3] ا　مکر

[4] م　یارب

یہاں روز محشر کی رعایت سے یارب کو زیادہ مناسبت تھی لیکن اس کے بعد کہ چونکہ [illegible] میں بہت واضح ہے اس لیے ہم نے اسے تبدیل نہیں کیا

یوں بھی مقطع سے پہلے دو مرتبہ ظالم کے تکرار کی رعایت سے یہاں ظالم کا ایک قرینہ بن جاتا ہے

آنکھیں[1] مری پُر آب کب تک — اس غم سے دل کباب کب تک
تک آنکھ اٹھا کر ہم بھی دیکھیں — ظالم اتنا حجاب کب تک
میرے دل کا ثواب[2] لے جان — ہے ہے اس پر عذاب کب تک
زلفوں[3] کو کھول ٹک[4] مری جان — دل کھاوے پیچ و تاب کب تک
پہلو میں بدلے[5] دل ہے آخر — سووے[6] تہ یہ بار[7] یاب کب تک

---

۱ ع آنکھیں ہیں مری
۲ ک صواب
۳ ع زلفوں کو تو کھول میرے پیارے
۴ ش تو
ل دے
۵ ن بیسرنہ کراب
ع چھاتی سے تو سوز کو لگا لے
٦ ن سہے
۷ ک ، ش بار بار کب تک

در پر اس کے نہ جاؤں کب تک — مرنے سے جی چھڑاؤں[1] کب تک

سر کاٹ کے پاؤں پر دھر دوں — روٹھے[2] کو نہ میں مناؤں کب تک

ہے آئینہ پھر[3] مرے مقابل — ایسی صورت بھلاؤں کب تک

دیکھوں گا[4] کس طرح اسے میں — آنکھیں رو رو سجاؤں کب تک

بے بس کا بس یہی کہ رو دے[5] — دریا دریا بہاؤں کب تک

سینے سے تو جوئے خوں رواں ہے — زخم پنہاں چھپاؤں کب تک

یارب دل ہے اسے بچا لے — غم سے اس کو بچاؤں کب تک

کیوں غم تیرے جی میں نہ آیا — ایسے جی کو کڑھاؤں کب تک

کہتا ہوں اب تو سوز سے میں -
یہ غم نہ اسے سناؤں کب تک

---

۱ ل — جلاؤں

۲ ک — رو کو نہ میں

۳ ن — آئینہ پھر

۴ ع — کیونکہ دیکھوں گا پھر اسے میں

۵ ل، ن — رو دے

لختِ جگر جو آنکھوں سے نکلے اٹک اٹک
بے چین کر دیا مرے دل کو کھٹک کھٹک

میری بھی مشتِ خاک کا اک پاس ہے ضرور
اے جامہ زیب چلیو نہ دامن جھٹک جھٹک

یہ ناز اور کرشمہ کہاں ہے تدرو[1] میں
چلتا ہے جس ادا سے وہ پیارا لٹک لٹک

[2] گزری جو کوئے یار سے ہو کر سحر کبھی
غنچوں نے لیں صبا کی بلائیں چٹک چٹک

کیفیتِ شراب سے سرخوش نہیں ہیں ہم
پیتے ہیں خونِ دل کی صراحی غٹک غٹک

[3] غارت کرے جہاں کو تری چشم ترک پر
[4] عاشق سے دل چھنا لے وہ ابرو مٹک مٹک

تڑپیں گے کوہ کن کو صنم کی مدد سے سوز
فرہاد ہم نہیں جو مریں سر پٹک پٹک

۱۔ ن تراد ہیں ع تذرو
۲۔ ع میں غالباً اس شعر کی ابتدائی صورت درج ہے، نکلا چمن کی سیر کو وقتِ سحر کبھی
۳۔ زلفوں کی لی ڈکرا صبا نے بلائیں جھٹک جھٹک
۳۔ ن غارت گرِ جہاں ہیں ترے ترک چشم پر
۴۔ ن دل چھین لے ہیں ان سے بھی ابرو مٹک مٹک

روئے کو پیرے تا بہ کجا دل سے آئے اشک
نکلے ہے خون چشم[1] سے اب تو بجائے اشک

خونِ جگر تو آنکھوں[2] سے جو تھا سو بہہ گیا
آتا ہے لختِ دل ہی[3] چلا اب بجائے اشک

رونے سے باز ہم[4] کرائے ہیں مثلِ شمع
لے سر سے پاؤں تک[5] نہ ہمیں تا گھلائے اشک

نظروں سے جو کسی کی گرے بول گیا
کس نے سنی ہے[6] آنکھ سے گرتے صدائے اشک

آنکھوں سے ایک دم نہیں پھرتا[7] مری جدا
اے سوز کیا کروں میں بیان[8] اب دغائے اشک

---

١ ل — چشموں سے
٢ ش، ا، ک — چشم
٣ ن — بھی
ک — سے
ک — اب
٥ ش — تک (رقرا)
٦ ک، ا، ش — ہم نے سنی نہ چشم سے گرتے صدائے اشک
٧ ش — پھرتے
٨ ک — بیانِ دغا سے

اشک کب ہوں تیرے مستانے کے خشک
کوچے کب ہوتے ہیں میخانے کے خشک

چوری چوری منہ[1] ترے شاید لگا
ہونٹ جو ہیں[2] آج پیمانے کے خشک

اب کے[3] دل میں ہے کہ گوہر رو دیے
ہوں سراسر آب[4] دکھلانے کے خشک

زلف کے پیچوں میں کیا جا کر[5] دھنسے
یا الٰہی ہاتھ ہوں شانے کے خشک

سوز محبوبوں میں[6] ہے تم دیکھ لو
شمع گریاں[7] چشم پروانے کے خشک

---

[1] ا، ش، ل، ک — ترے منہ
[2] ا، ک — یہ رہیں ہیں گے
ش — تو ہے سب کے
ل — سب کے ہیں
[3] ن — دل اندر سے
[4] ک — پگھلانے کے
[5] ن — دھنسا
ل، م (ا) — پھنسے
[6] ن، ع — سوز معشوقوں میں ہے یاں
[7] ک — شمع

مجھ کو تہمت مت لگا بہر خدا تو اے فلک | ہاتھ بھی پہنچا نہیں اب تک[1] مرا دامن تلک
ہاں مگر تقصیر یہ کی ہے کہ[2] اک شب باغ میں | رخنۂ دیوار سے دیکھی ہے[3] ظالم کی جھلک
اس گنہ کا جو ترے دل میں ہو سو کر[4] تو سلوک | لے گیا تھا[5] اس شرابی کے پئے میں[6] دل گزک
اور بھی اک بات یاد آئی ہے[7] ہاں جھوٹا نہوں | جوں[8] گیا میں پاس اس کے اٹھ گیا[9] دامن جھٹک
آتش گستاخی پر اک[10] مجھ سے کر میں پیچھے لگا | یعنی دل کو ہاتھ سے اس کے میں لے[11] بھاگا اچک
دیکھ کر مجھ کو نہایت طیش سے بولا کہ دور[12] | اپنے رتبے سے شعور کو تو پاؤں آگے چل سرک
رہ گیا[13] اپنا سا منہ لے کر قدم پیچھے پڑا[14] | ہر قدم پر مارے خجلت کے میں رہتا تھا جھجک[15]
اس گنہ پر جو ترے جی میں ہو[16] اے چرخ کہن | اب اس دلسوز کو تو ہاتھ میں رکھ یا[17] پٹک
اور تو جتنی ادائیں اس کی تھیں میں کیا کہوں | پر ندامت تک نہ اس کی ہو سکی دوست[18] اور یک

---

[1] ع: کسی
[2] ن: کبھی
[3] ع: تک اس کی
[4] ا، ش، ک: تو کر
[5] م، ک: پہ دو
[6] م: دل میں
ع: دل کی
[7] ن: یاد آئی ہے میں جھوٹا نہیں
[8] ن: جو
[9] ن، ش، ک، م: چلا
[10] م، ل، ش، ک: بے ادبی
[11] ل: اٹھا
[12] ن: دُور
[13] ع: آہ گیا
ش: دیکھتا
[14] ن: بڑھا
[15] ا، ل، ش، ک: حیرت
[16] ع: اس گنہ پر جو مرے حق میں
[17] ع: لے
[18] م: دوست اور دیک
ل: دوب اور دوبک
ش: دوب اور ایک
ک: دست اور دیک

میں[1] بتادوں تم کو یارو گر[2] کرو تدبیر ایک
بس ہے مجھ دیوانے کو اس زلف کی زنجیر ایک

دل دھڑکتا ہے مبادا جل نہ جاوے یہ قفس
ورنہ اے صیاد کرتے نالۂ شبگیر ایک

کیوں ڈراتا ہے[3] مجھے تلوار سے ہر دم کھینچ کھینچ
یار ثابت کر تو مجھ پر تو بلا تقصیر ایک[4]

اس چمن[5] کی سیر کو اے دل تو اس عنواں سے جا
چاہیے ہووے[6] نہ تیرا خار دامن گیر ایک

کس لیے گر گر کے قبضے مجھ پہ رہ جاتا ہے تو
ہچکچاتا اس قدر کیا ہے لگا شمشیر ایک

کھلکھلا لبولا نہ گل تجھ سے نہ وہ مجھ سے ہنسا
میرے تیرے نالے کی بلبل ہے بس تاثیر ایک

بزم میں تیری تو یوں آزردہ خاطر ہیں بہت
پر نہ دیکھا سو ترسا ہم نے کوئی دلگیر ایک

---

[1] ع — سکھاؤں

[2] ن، ک — تم

[3] ع — دکھاتا ہے مجھے تیغ تو ہر دم

[4] ع — کوئی تو ثابت کرو مجھ پر بلا

[5] م — لے جا بسر تو اس طرح
شن، ل، ک — سیر میں لے جا بسر تو اس طرح

[6] ک — ہو ے

سنبل و زلف سیہ کاکل[1] شب چاروں ایک
غمزہ و ناز و ادا جنبش لب چاروں ایک

دیکھیے کیونکہ بچے جی کہ ہوئے ہیں دل میں
تجھ بن اب درد و غم و رنج و تعب چاروں ایک

صبح و خورشید و مہ و شمع ترے چہرے سے
کب گرے میں ہیں یہ نور کے اب[2] چاروں ایک

باتیں دو کہنے کی ہیں دو ہیں نہیں کہنے کی
لب پہ کر ڈالے ہے تجھ آگے[3] ادب چاروں ایک

شعلہ و صاعقہ و برق و خوے یار اے سوز[4]
رکھتے ہیں[5] زیر فلک حسب[6] و نسب چاروں ایک

---

۱ ل، ک — کاکل و شب

۲ ش — ہیں کب گرے میں سب نور کا اب چاروں ایک
م، ل، ک

۳ ن — کچھ آگے

۴ ن — سنا

۵ ن — سوز رکھتے ہیں حسب اور نسب چاروں ایک

۶ میر سوز اکثر صورتوں میں درمیانی حرف کی حرکت میں تغیر کر دیتے ہیں۔

اپنے آگے تو سدا درد و دوا دونوں ایک
چشم بیمار و لب روح فزا دونوں ایک

گمر دوئی دور ہوئی دل سے تو سب ایک ہوا
کفر و دیں ہم کو ہوئے بہر خدا دونوں ایک

جی نے تسلیم و رضا کا کیا شربت اپنا
ہنس کر اور [illegible] اسے تیر قضا دونوں ایک

کچھو بد و نیک زمانے سے ہمیں کام نہیں
اپنے آئینے کو ہے زنگ و صفا دونوں ایک

طمع خام نے دکھلائے غنی اور بخیل
دل غنی ہووے تو ہے بخل و سخا دونوں ایک

خواہش نام بھی کیا [illegible] وقت
ہے صدائے [illegible] دونوں ایک

میرے[1] تارے سے ہے جہاں تاریک — لے زمیں تا بہ آسماں تاریک

صفحۂ ہستی پہ[2] مرا جوں مہر — نام روشن تو[3] ہے نشاں تاریک

[4] اس میں باوصف ہے چراغ دل[5] — تس پہ[6] ہیں زلف مہوشاں تاریک

کیا ہے[7] گر شمع سر سے ہے روشن — دیکھ تو پائے[8] شمعداں تاریک

خط نہیں حسن نے کیا ہے کوچ — وہ اٹھی گرد کارواں تاریک

خط کے[9] آنے سے ہو گیا اے[10] سوز
چشم عشاق میں جہاں تاریک

---

1. ن — تیرے
2. ا — پہ
   ک — صفحۂ ہستی پہ ہے
3. ش، ا، ل — ہے تو
4. ش، ک، ل — دل میں
5. ش — دل
6. ع — تو بھی ہے زلف گلرخاں تاریک
   ن
   م، ل، ک — تسپہ
7. ا، ش، ک — کیا ہوا شمع سر سے
   ل — کیا ہوا سر سے شمع
8. ا، ش، ل، ک — لیک ہے پائے شمعداں
9. ن، م، ش — آتے ہی
   ل — آ گئے ہے
10. م، ش — اے یار

ل

اے مرے دل تو کیوں پڑا ہے نڈھال / آنکھ تو کھول چونک میرے لال

کس نے بے خود کیا تجھے پیار سے / کس[1] نے تیرا کیا ہے یہ احوال؟

کیا کسو کا [ہوا] ہے تو عاشق* / نہ[2] مری جان مت لے یہ جنجال

بے وفا ہیں جہان[3] کے محبوب / بے مروت ہیں یہ نرکبون[4] خصال

پہلے لیتے ہیں دل کو بہلا کر / پیچھے[5] کرتے ہیں جان کا یہ سوال

میرے[6] کہنے کو مان سن پیار سے / ورنہ کر دوں گا سوز سے سب حال

اے لو آیا[8] ہے اب خدا حافظ / مرحبا مرحبا تعال تعال

---

۱ ش ن ل — کس نیں — * نسخہ میں کسو کا ہے تو عاشق درج ہے جو یقیناً سہو قلم ہے

۲ ل — یہ

ک — سے

۳ ل — جہاں کے محبوب — جہاں کے سب محبوب [مولانا حسن]

ک — جہاں کے وہ محبوب

ن — سب معشوق

۴ ش — انوکھا

۵ ش — پیچھیں

۶ ل — میرے کہنے کو — تو میرا کہنا تو مان لے پیار سے (مولانا حسن)

۷ م — فی الحال

۸ ش — آتا

نہیں رکھتی ہے رسم عاشقی سے تو خبر بلبل
وگرنہ گل کے دل میں کچھ نہ ہوتا اثر بلبل

اگر غیرت ہے تجھ میں تو قفس کو رو دے گلشن کر
وفا کرتا جو ہوتا گل ترا لخت جگر بلبل

ابا یا گل کے دل میں بھی طمع زر کی ہوئی تو یہ
بجائے اشک اب رونے لگی پلک گہر بلبل

کیا ہے آشیانہ شاخ گل پر تو بھی نالاں ہے
جو اس پر بھی نہیں ملتی ہے تو گل سے تو مر بلبل

قدم پر گل کے جاگیر سوز کے مانند سنتی ہے
بلا سے خار کے تو کام آویں مشت پر بلبل

اٹھ[1] سوزدہ دیکھ آتا ہے قاتل[2] ٭ ٹک چونک ظالم اتنا بھی غافل[8]

دین و دل و جاں[3] صبر و تحمل ٭ سب کچھ لیا لوٹ اس پر بھی بے دل

ق

کس کس کو رووٗں میں یاد کر[5] کر ٭ ہے[6] چشم ہے اشک ہے آہ ہے دل

ناصح عبث تو دیتا ہے تکلیف ٭ تیری نصیحت ہے زہر[7] قاتل

کچھ میں ہی تنہا عاشق[4] نہیں ہوں ٭ در کھے[*] سے میرے کیا تجھ کو حاصل

کوچے میں اس کے لاکھوں پڑے ہیں ٭ مجروح مذبوح مقتول[9] بسمل

---

[1] ن، ش، ل، ک — اے

[2] م، ک — دل

[3] ش — جاو صبر

[4] ع، ش، ل، ک — ہے

[5] ن — کرکے

[6] ن، ش، ل، ک — ہے اشک ہے چشم

[7] ش — مرہو

[8] ل — غافل

[*] ا — دوکھی

[9] ش — مقتول و بسمل

کبھی کا لے گیا وہ دلربا دل ۔۔۔ نہ پوچھو مجھ میں کہاں اب اور کجا دل

کروں کس منہ سے [1]میں تعریف اس کی ۔۔۔ ق / ن ۔۔۔ کہ جس دن سے صنم سے جا لگا دل

نہ چھوڑا مرتے مرتے [2]پاس اس کا ۔۔۔ ق / ا ۔۔۔ خوشا دل، آفریں دل، مرحبا دل

[3]میں بے چارہ نحیف و ناتواں ہاں ۔۔۔ میں کیا اور کون سا ایسا مرا دل

کہ عاشق ہوں کسی بانکے [4]جواں کا ۔۔۔ وہ کیا کھا کر کرے گا بے مزا دل

نہ لیجو میرے آگے عشق کا نام ۔۔۔ سنے سے نام اس کا ڈر گیا دل

جسے دیکھا [5]وہیں کے ہو رہے بس ۔۔۔ کسی کا ہو نہ ایسا بھرا بھرا دل

نہ صاحب عشق کے میں پاؤں پڑ جوں ۔۔۔ جو [6]عاشق ہیں [7]انھوں کا ہے بڑا دل

ارے او سوز [8]تجھ میں یہ بری خو
لگاتا تو [9]پھرے ہے جا بجا دل

---

۱ ن س ک ۔۔۔ پر (اور)

۲ ن ۔۔۔ ساتھ

۳ ن ۔۔۔ سوز

۴ ن ۔۔۔ صنم

۵ ا ۔۔۔ بیٹھے ہو رہے بس

۶ ن ۔۔۔ ہیں عاشق

۷ ا ۔۔۔ انھیں کا

۸ ا ۔۔۔ کریاں

۹ ن ۔۔۔ کیوں

ہوا کس سنگ دل کا مبتلا دل — کہاں جاتا رہا ہے[1] ہے مرا دل؟

[2] چلا جا آپ تنہا مجھ کو چھوڑا — یونہی ہوتا ہے دنیا میں بھلا دل؟

[3] سنو یارو ذرا سمجھاؤ اس کو — ہوا کیوں بے وفا کا آشنا دل؟

نہیں اب[4] اس زمانے میں کچھ امید — ن — میں کہتا تھا اسے ہے یہ مرا دل

سو مجھ سے ایک[5] دم ملتا نہیں آہ — بھلا دل آفریں دل مرحبا دل

نہ آیا[6] رو بہ رو میرے وہ گا ہے — تمنا میں اسی کی مر[7] گیا دل

میں حیراں ہوں وہ شوخ کیوں کر — بغل میں گھس کے میرا لے گیا دل

عزیزو دل[8] کا مت احوال پوچھو — ف — کہوں کیا تم سے ہے کس جا مرا دل

پڑا ہے ایک کونے میں اکیلا — وہ صاحبزادہ میرا میرزا دل۔

بہت پیچھے پڑا تھا ہاتھ دھو کر — اب آیا چین[9] لے ظالم گیا دل

نہ کر ناصح نصیحت مجھ کو چل دور — ترے ہاتھوں سے جلتا ہے مرا دل

میں اپنا جانتا تھا اس کو افسوس — گیا کیسی طرح دے کر[10] ذرا دل۔

---

[1] م، ک: ہے گا

[2] ن: چلا تو

[3] ع، ن: ارے

[4] ا، ش، ک، ل: سے

[5] ا، ش، ک، ل: دن

[6] ع: ایک دن بھی میرے پاس

[7] ش: جو

[8] ع: کیا کہوں مت حال پوچھو

گیا قاتل کنے[11] سینہ سے چیر کر
نہ[12] صاحب سوز کا بھی[13] ہے بڑا دل

---

۹ ن، ک، ا : ظالم نے

۱۰ ا : دغا

۱۱ ع، ش، ل : کے تئیں

۱۲ ش : یہ

ع : نہ پایا

۱۳ ع : ہے گا

خداوندا کدھر گم ہو گیا دل؟ — گیا کیا[1] آپ مجھ کو کھو گیا دل،

یہ دل تھا[2]، یا کہ یہ ابرِ کرم تھا؟ — کہ چلتے چلتے مجھ پر رو گیا دل

بھلا اعجاز[3] تم نے دل کا دیکھا — کہ جو[4] قطرہ گرا سو ہو گیا دل

بہت محنت سے آیا ہے مرے ہاتھ — بندھی مٹھی نہ کھولو[5]، لو گیا دل

پڑا تھا ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے — اب آیا چین؟ لے[6] ظالم، گیا دل

خدا کے واسطے مت ہٹ کیا کر — کہیں کا کوئی چھپ کر لے گیا دل

نہ آہِ سرد ہے، نے نالۂ گرم
[7] کوئی اس کو جگا دو، سو گیا دل!

۱۔ ن — کہو

۲۔ ع — نہ دل تھا بلکہ یہ

۳۔ ا — عجب اعجاز تم نے

ع — —— اس کا میں نے

۴۔ ش — جوں

۵۔ ش — نہ کھویا تو لو (کذا)

۶۔ م، ش، ک — کہیں بد خو

۷۔ ن — جگا دے سوز اس کو سو گیا دل

بلاشبہ غزل میں مقطع کا وجود زیادہ اہم ہے لیکن ن میں بعض مقامات پر ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آخری شعر کو مقطع بنایا گیا ہے، سوز کے ہاں یا تو بعض اوقات مقطع نہیں ہیں یا پھر ترقیمہ کے اشارے کی نذر ہو گئے ہیں۔

[1]شتاب چل مرے مخمور آپ لے شراب دل
میں تیرے واسطے بھونے ہیں کیا اچھے کباب دل

یہ میرا ہی جگر ہے جو کسی سے کچھ نہیں کہتا
وگرنہ[2] ہے اٹھا سکتا کوئی بھی پیچ و تاب دل

تل اوپر ہوں زمین و آسماں اک آن میں دونوں
اگر ظاہر کروں عالم میں اپنا اضطراب دل

ہمیشہ سوز میری آہ سے جلتا ہی رہتا ہے
الٰہی حشر کو کس منہ سے میں دوں گا جواب دل

یہ جان کندن تو ہم سے سوز کی دیکھی نہیں جاتی،
جلا دے اس کو اے رشک مسیحائے ہوا دل

---

[1] ع شتاب آئے
[2] ع والا نہ اٹھا سکتا ہے کوئی پیچ و تاب دل

کیا جانیے ہوا ہے یہ کس کا شکار دل — غم گشتہ دل، ستم زدہ دل، بے قرار دل[1]

اے عشق لے نہ جا[2] اسے ہرگز نہ لے گا وہ — افسردہ دل، پیری[3] زدہ دل، زار زار دل[4]

بے[5] فائدہ ہے مان لے کس کام کا ہے ہاں — خوں گشتہ دل، فلک[6] زدہ دل، جاں فگار دل

اے[7] دل ذرا تو جیت کبھی آپ کر ہی دیکھ — بے ہوش دل، جنوں زدہ دل،[8] دل فگار دل

یہ[9] سوز تیرے غم سے ہزار شکب خار و خس
اے میرے یار دل، مرے باغ و بہار، دل

---

۱ ل — جاں نثار

۲ ع — لے نہ جائیو اس کو کہ ہے بہت

۳ ل — پژمردہ

۴ ق، ل — اشک بار

۵ ن، ع — لے جا کے کیا کرے گا یہ کچھ کام کا نہیں

۶ ل — زبوں شدہ دل جاں نثار دل

۷ ع — اے دل تو سوچ آپ میں ڈھونڈے ہے یاں کسے

۸ ع — فگار (دلد)

ن، ل — جنوں شدہ دل بے قرار دل

۹ ن — اے

ع — یہ سوز تیری یاد میں رہتا ہے نت غمیں

صاحب زبان محفلِ دل
کھلتی نہیں تم سے مشکلِ دل

گھبرائے ہے پر نہیں نکلتا
کیا پردہ ہوا ہے حائلِ دل

پس جائے نہ کیوں بساط کیا ہے
ہے گرہ ام مقابلِ دل

کیا بادِ صبا تجھے تب آئی
آتی نہیں جو ذرا کھلے[1] دل

کوچے تلک اس کے لے تو جائے
شاید واں سوز کا ملے[2] دل

۱، ۲ـه شاید کلیات اور بیاض میں اضافت دیدا کرکے اسے یائے مجہول سے بدل گیا ہے۔ جیسے تقطیع میں کسرۂ اضافت کو یائے مجہول کا ہم وزن قرار دیا جاتا ہے

نیاں دکھلائی دیتا ہے نہاں دل — کہاں میں اور کہاں وہ[1] اور کہاں دل

سنو صاحب سنو میری[2] سنو بات — مجھے لے جاؤ اُس[3] جا ہے جہاں دل　ن

خدا جانے بنی کیا شوخ سے آج — ارے میرے لال[4] میرے بے زباں دل

تو کیوں کہتا نہیں اپنی حقیقت — ارے میرے زار میرے ناتواں دل

[5] تجھے کچھ بد کہا یا تند بولا؟ — تو کیوں آزردہ ہے اتنا میاں دل؟

بن اس کے چین آوے مجھ کو کیوں کر — کہ تھا ہے ہے مرا آرام جاں دل

بھلا میں سوتن سے پچھوا منگاؤں — مگر[6] تو نے کیوں کیا[7] نامہرباں دل

---

[1] ش، ل　　تو

[2] ن، ک　　ذرا

ع　　ارے صاحب داد

ش، ل　　سنو صاحب دل میری ذرا

[3] ع　　تم ہے گا جہاں

[4] ش، ک　　لعل

[5] ش　　مجھے

[6] ن　　وہی ہے ایک تیرا رازداں دل

[7] ش، ن، ک، ل　　کیا

مزا لگتا نہیں اے باغباں تیرے چمن میں دل
لگے کیوں کر کسی کا یار بن سرو سمن میں دل[1]

جلے[2] ہم شام سے تا صبح[3] ہم بزموں میں یوں[4] اپنے
جلے ہے شمع کا جس رنگ تیری انجمن میں دل

کہا مت کہہ[5] مجھے حرف درشت اے شوخ سنتا ہے
نظر اکثر پڑا ہے[6] ٹوٹ جاتا اک سخن میں دل

جو تو سیر چمن میں ساتھ رہتا ہے تو شاد ہی ہے
سماتا ہی نہیں جوں غنچہ اپنے[7] پیرہن میں دل

نہیں[8] وہ سوز جو مرنے کے بعد از بس تجھے پھر لے
پڑا تڑپے گا تیری یاد میں اس کا کفن میں دل

---

[1] ن: جلے ہے شمع کا جس رنگ تیری انجمن میں دل

ن میں مطلعے کا اصل مصرعۂ ثانی غائب ہے۔ اس کی جگہ دوسرے شعر "جلے ہم شام سے تا صبح — الخ" کا دوسرا مصرعہ، مطلعے کا دوسرا مصرعہ قرار دے دیا گیا ہے۔ نتیجۃً غزل کے دو شعر ضائع ہو گئے ہیں۔

[2] ش، ک: جلے ہے
ل: چلے ہے

[3] ش: لے

[4] ع: تیرے یوں

[5] ن، ش، ا، ل: کر

[6] ا، ل، ک: آیا ہے اکثر ٹوٹ جائے یک
ش: آتا ہے

[7] ن، ش، ل: میرے

[8] ل: نہیں

اے غم یار نہ مت[1] چھیڑیو اندیشۂ دل | ٹھیس لگ جائے گی نازک ہے نپٹ[2] شیشۂ دل

ایسے میدان میں آہوئے حرم کا کیا کام | اسد اللہ کا میدان ہے[3] یہ بیشۂ دل

واں[4] تو تھی گر لذتِ شیریں کے لیے کوہ کنی | ناخنِ دستِ حنائی ہے یہاں تیشۂ دل

وہ تن و توش رہے آنکھ لگے پر کیوں کر | گرمیٔ عشق گھلاتی ہے رگ و ریشۂ دل

ٹھنڈی سانسوں سے ہوا دل کی یقیں مجھ کو سوز
کہ لگا دیتا ہے اس جی کے تئیں بیشۂ دل

---

۱ ن ٹک

۲ ن بہت

۳ ع کے میداں کا ہے

۴ ع تو ہی گر لذتِ شیریں کی کوہ کنی (کذا)

[1] آہ جا کس سے کہوں حالِ گرفتاریٔ دل ... اب بجز نالہ کرے کون مددگاریٔ دل

شکوہ کیا اس کے ستم[2] کا کروں اے محرم ... ذلت اپنی میں کہوں خلق میں یا خواریٔ دل

گریۂ[3] چشم پہ میرے نہ اسے[4] آوے رحم ... کام بے مہری پہ اس کی نہ کرے زاریٔ[5] دل

ہم مسیحا سے کبھو[6] منت بے جا نہ کریں ... یار بن گو یہ کبھی آ سے نہ بیماریٔ دل

جھڑکے[7] پانی مری تربت پہ جو وہ شوخ آ کے

خاک سے آٹھے[8] مری بوئے وفاداریٔ دل

---

[1] ع — کس سے جا کے کہوں آہ گرفتاریٔ دل
م، ک — آہ کس جا سے کہوں اپنی میں ناچاریٔ دل
ش، ل — آہ جا کس سے کہوں " " "
ن — آہ کس سے میں کہوں ———

[2] ن — سلوکوں کا کروں اے ہمدم
ش — " " " " چرخ

[3] ن، ع — زار

[4] ن — آیا

[5] ل — سازی

[6] ن — کبھی

[7] ع — جھڑکے ساقی پہ شراب آ کے جو
ک — چڑھنے پائے مری تربت پہ

[8] ن، ش، ل، ک — آئے

تو تیری یا تفنگی ای دل ای دل
و یا کام نهنگی ای دل ای دل
دمی ما را بجا بگذاشتی آه
مگر قید فرنگی ای دل ای دل

۱ـ م۲: دل   نگذاشتی

کون بخشائے مری اس سے گنہگاریٔ دل
یحر حافر میں رہا باعث بیماریٔ دل

مو بہ مو شانے کو اپنا[1] ہے کیا محرم راز
زلف کی جانے بلا کیا ہے گرفتاریٔ دل

مجھ سے تو کہہ کے گیا شام تلک آتا ہوں
صبح تک پھر[2] نہ پھرا دیکھیو عیاریٔ دل

جس کو دیکھا سو گرفتار اسی کا دیکھا
اب بھلا کس کو میں دکھلاؤں[3] گرفتاریٔ دل

سوز تو بے خبر بادۂ غفلت ہے پڑا
آہ اب کون کرے[4] آہ خبرداریٔ دل

---

[1] ک — بھی

[2] ن، ل — بھی
ش — بھی نہ پھرا دیکھیو یہ

[3] ن — دکھاؤں میں

[4] ن، ل، ک — جا کے / آ کے [جا کے اور آ کے کے مقابلے میں آہ کی ادائیگی زیادہ واضح اور سوز کے ادائیے طرز کے قریب ہے — مرتب]

کہاں پھرتا ہے واہی پر گھڑی تو کو بکو اے دل
کہیں اُڑ جاے تُو تو ہووے جھگڑا ایک سواے دل

یہ تو نے وضع پیدا کی ہے جس سے خلق نالاں ہے
تو ایسی چال چل جس میں رہے کچھ آبرو اے دل

تجھے سمجھاتے جتنا سر دُدنا تو بگڑتا ہے
ہے میری آرزو تو یہ تو ہووے نیک خواہ دل

نہ دن کو پاس آتا ہے نہ شب کو کیا کروں ہولاں
جو تو نچلا کہیں بیٹھے تو کیجے گفتگو اے دل

پھرو جب تک تمھارے پاؤں میں طاقت بہت اچھا
کبھی تو سوز کے بن جاؤگے تم روبرو اے دل

لے ع اور

یارو تم کو کہیں ملا[1] ہے دل؟ — سچ کہو کس طرف گیا ہے دل؟

وہ تو[2] چھاتی تلے ہی رہتا تھا — کس[3] طرف سے نکل گیا ہے دل؟

اے عزیزو میں تم سے پوچھوں ہوں — [4][کس کا تم میں سے] آشنا ہے دل؟

پوچھیو[5] آنے جانے والوں سے — کون سے دیس جا بسا ہے دل؟

ابھی پہلو میں تھا مرے ابھی تھا — دیکھتے دیکھتے چھپا ہے دل۔

صاحبو سب[6] دعائے خیر پڑھو — سوز کا آج گم ہوا ہے دل۔

۱؎ ل — یار

۲؎ ن، ش، ک، ل — سینے سے ابھی نکل گیا

۳؎ ل، ش، ک، ل — گیا

۴؎ ن — کس کا تم میں آشنا ہے دل (کذا)

۵؎ ش — پوچھو تو

ک — پوچھو تو

۶؎ ل، ک، ل — تم دعائے میر

کوئی بتلاؤ مجھ کو کیا ہے دل ؟
دیو ہے، بھوت ہے، بلا ہے دل ؟

چین دیتا نہیں کسی عنوان
آپ ہی آپ کچھ خفا ہے دل

کھا گیا مجھ کو ایک لقمہ کر
یہ نہنگ ہے کہ اژدہا ہے دل

بھید کہتا نہیں کبھی اپنا
جانیے کس کا مبتلا ہے دل

میں نے تو کچھ نہیں کیا اسے تنگ
مجھ سے کیوں اس قدر رُکا ہے دل

سوز کیا بات دل کی تجھ سے کہے
ان دنوں سخت بے مزہ ہے دل

کوئی بتلاؤ مجھ کو کیا ہے دل ؟
دیو ہے بھوت ہے بلا ہے دل ؟

چین دیتا نہیں کسی عنوان
آپ ہی آپ کچھ خفا ہے دل

کھا گیا مجھ کو ایک لقمہ کر
یہ نہنگ ہے کہ اژدہا ہے دل

بھید کہتا نہیں کبھی اپنا
جانیے کس کا مبتلا ہے دل

میں نے تو کچھ نہیں کیا اسے تنگ
مجھ سے کیوں اس قدر رکا ہے دل

سوز کیا بات دل کی تجھ سے کہے
ان دنوں سخت بے مزہ ہے دل

اب تو[1] سینے میں ہے حسرت جائے دل
تو کدھر جاتا رہا ہے ہائے دل

شیخ کو مسجد مبارک ہو، مجھے
بارگاہِ حضرتِ والائے دل

کون لیوے گا اسے کیا بیچیے
ہے متاعِ قلب یہ سودائے دل

دور ہو ناصح کہیں یہ جائے گا
جوش میں ہے اس گھڑی دریائے دل

کچھ نہیں معلوم اب تو رنگ[2] ڈھنگ
داغ کا اب تو وہ ہے بالائے دل

بس غزالو اب یہاں سے رم کرو
میرے مجنوں کی ہے جا صحرائے دل

ذرے ذرے میں ہے تو ہی جلوہ گر
چور ہے گو غم ستی مینائے دل

کچھ نہ کی تاثیر میرے سوز نے
لوٹتا ہوں گرچہ زیرِ پائے دل

جی سے اس کو رکھو زیادہ تر عزیز
سوز نازک ہے بہت مینائے دل

---

[1] ع ہے سینے میں
[2] ن ایک

آتا ہے وہ مست حیا مینائے صہبا در بغل
لیتا[1] ہے دل اس کی بلا با صد[2] تولا در بغل

احوال میرا یہ ہوا پرواہ[3] کچھ اس کو نہیں
رکھتا ہے اپنے لب میں وہ لاکھوں مسیحا در بغل

اے ابر تر مت گڑگڑا گو قطرہ[4] ہو تیرا گہر
ہر قطرہ میرے اشک کا رکھتا ہے دریا در بغل

آتا ہے وہ حوری[5] لقا گر دیکھنا ہے دیکھ لو
جس کے ہر اک غمزے میں ہے سو سو تماشا در بغل

ہوں عین خاموشی میں میں گریاں بہ رنگ ابر تر
روتا نہیں تو کیا ہوا رکھتا ہوں دریا در بغل

گاہے[6] پر از گلزار ہے گہ بو سے بھی بیزار ہے
گہ غنچہ ہے گاہے صبا دل یا تماشا در بغل

ہوں گرچہ میں کم حوصلہ[7] پر دل میں جو کچھ ہے سو ہے
یا اللہ یہ قلب یا صفا ہے رشک[8] صحرا در بغل

ہے پاس تیرا اور سر با ملتا نہیں کیوں اس سے جا
اے[9] دل تجھے ہے کیا ہوا مت رکھ تمنا در بغل

کیا قیس اور فرہاد تھا تم عشق بولو[10] سوز کا
ہر ہر قدم میں جس کے ہیں[11] سو کوہ و صحرا در بغل

---

[1] ن — لیتی
[2] ش — چند
[3] ن — پروا یہ اس کو کچھ
ش، ل — پرواہ اس کو کچھ
[4] ن، ل — تیرا ہو
[5] ن، ل — وہ جو مہ لقا
ع — غلماں
[6] ع — ترا
[7] ع — تنگ
[8] ع — ریگ
[9] ع — اے سوز
[10] ل، ش، ن، ک — کو [11] ل، ش، ک، ہے

جاتا ہے دل تو جائیو ہشیار آج کل
چلتی ہے اس کے کوچے میں تلوار آج کل

[1]خنجر مژہ ہے تیر نگہ تیغ ابرواں
مجروح کس سبب سے یہ دل زار آج کل

کوئی دوا نہیں ہے [3]موافق بغیر وصل
مرتا ہے تیرے غم میں یہ بیمار آج کل

گر زمزمہ یہی ہے [4]تمہارا تو [5]ہم صفیر
پھرتے ہیں اس چمن میں گرفتار آج کل

تسبیح گر یہی ہے [6]جو رکھتا ہے شیخ شہر
[7]واللہ ہم تو [8]پہنیں گے زنار آج کل

عرصہ سمجھو بہار کا ساقی پہنچ شتاب
لٹتا [9]ہے اس چمن سے یہ گلزار آج کل

گر [10]ہے یہی سلوک ترا ہم سے اے صنم
بت سے کرے گا برہمن انکار آج کل

مت چل تو اس ٹھسک سے کہ ظالم قدم تلے
مل ڈالے گی جہاں کو یہ رفتار آج کل

لینا ہے تو شتاب خبر لے مری مسیح
مر جائے گا وگرنہ یہ بیمار آج کل

یونہی لگے رہیں گے جو صیاد و باغباں
سہل ہے عندلیب گرفتار آج کل

[11]ایسی زباں سے عہدہ برآ کیونکے ہو کوئی
اے معتمد جو کچھ ہے تری [12]گفتار آج کل

---

۱ ن — کیا خنجر مژہ سے کہ تیری نگاہ سے
ش — خنجر مژہ ہے تیری نگہ تیغ ابرواں
ا — " " تیر نگہ " "
۲ ن — کا
۳ ن — موثر
۴ م، ش، ل، ک — ہمارا
۵ ن — بلبلو
۶ ع — کرپڑھتا
۷ م، ش، ل، ک — اے یار

---

۸ م، ک	نہ پہنیں گے
۹ ا، ش	جاتے ہیں
ک	جاتی ہے
۱۰ ع	گر ہے ترا سلوک یہی تو اسے بدگماں
ش	〃 〃 ہم سے اے صنم
۱۱ ع	تیری زباں کے عہد سے بر آوے کیا کوئی
ن	ایسی 〃 سے عہدہ بر آ ہو وے 〃
ش، م، ن، ک	تیری۔
۱۲ ش	رفتار

کوچۂ یار میں ہر ایک کو جانا مشکل[1]
جیتے جی واں سے ہے[2] رستم کو پھر آنا مشکل

نقش پا ہو کے میں کوچے[3] میں پڑا ہوں تیرے
جز فنا مجھ کو ہے[4] اے یار اٹھانا مشکل

بے گنہ قتل کیے[5] جس نے ہزاروں ہم[6] سے
ایسے قاتل سے دل و جان بچانا مشکل

یار[7] کے پاس میں کس طرح سے بھیجوں[8] قاصد
پہنچنا[9] اُس تلک آسان پھر[10] آنا مشکل

سوز گر اپنے تئیں بھولے تو بھولے لیکن
یاد[11] تو تیری مری جان بھلانا مشکل

---

[1] ع — کوئے دلدار
[2] ک، ش — رستم بھی کو پھر آنا مشکل
[3] ل — کوچہ
ک — پڑا ہوں میں کوچے میں ترے
[4] ا، ش، ل، ک — تو
[5] ا — ہم سے ہزاروں ان نے
ش، ل، ک — " " اس نے [ل میں بعد تصحیح تم سے]
[6] ق — مجھ
[7] ع — شوخ کے پاس تجھے بھیجوں میں کیونکے قاتل
[8] ل، ک — بھیجوں
[9] ق — واں

شه ل — اس طرف آسمان ہے

ا — " تلک " "

ش — " " " پے

ک — " " " ہے

الہ ن — تیری تصویر کو سب دل سے

ل — یاد تیری کو

جب تو چمن سے گھر کو چلا کر کے دید گل — بلبل نے گل کو دے[1] کے تجھے لی رسید گل

آنے کی تیرے باغ میں ہے آج یہ خوشی — نوروز عندلیب کہوں یا میں عید گل

ساقی تلاش بادہ میں مضطرب ہے[2] فکر ساز — بلبل ہے غرق زمزمہ سن کر نوید گل

جوں لالہ داغ داغ ہے دل تس پہ اب ہمیں — رکھنے کی اس چمن سے ہے سر پر[3] امید گل

جس جا کہ ذکر حسن ہے تیرا تو اس جگہ — لائق نہیں جو کیجیے گفت و شنید گل

بندہ میں بے درم ہوں ترا اس کو جان لے — بلبل چمن میں دہر کے ہے زر خرید گل

نسبت نہ کر تو مرغ چمن سا تو سوز کی

بسمل یہ آن کا ہے ترے[4] ٥٥ شہید گل

---

۱ ک — دیکھے

۲ ک — نہ

۳ ا — بر

۴ ش — سو

۵ ن — مری

ش — مرا

ل ک — ترا

پاتا نہیں ہوں آج میں یارو دماغِ گل
آیا ہو گل عذار مگر سیرِ باغِ گل

گل دیجیے دل میں رشک کے آتش سے آج تو
روشن ہے عندلیب کے گھر میں چراغِ گل

ہم رنگ بھی ہوا نہ گیا دل ستی[1] حسد
لالے کے دل میں رشک سے بہتا ہے داغِ گل

آتا ہے کس طرف سے[2] تو جاتا ہے کس طرف
پایا نہیں کسو نے جہاں میں سراغِ گل

با صد ہزار حال ہے خنداں و شاد شاد
اے سوز خوب تر ہے معاشِ فراغِ گل

---

۱ ع سستی
۲ ع تو

دیکھ تیرے حُسن کو گلشن میں مرجھاتا ہے گل
بلبلوں کو گل[1] سے کیا کیا جی میں شرماتا ہے گل

ہے تصنّع میں نے بوجھا[2] ہے پناہِ برگ میں
دیکھ تیری شان کو دہشت سے چھپ جاتا ہے گل

شل شبنم منہ میں پانی بھر[3] رہا ہے شوق سے
دیکھ تیرے رو کو خمیازے پہ[4] [اکتا] تا ہے گل

بوئے الفت کھینچ کر آئی ہے چمن سے آج کیوں
گلبدن کو دیکھ کر شادی سے کھل جاتا ہے گل

یہ مزہ تیرے سبب سے باغباں ہم نے لیا
کھا گیا[5] ہنستا ہے جوں جوں محو کر کیا کھاتا ہے گل

عندلیبوں کا بجا ہے گل خبر لیجو شتاب
دیکھیو کس کس طرح کے رنگ سے آتا ہے گل

اے عزیزو سنو ذرا کو تکالف مت دو باغ کی
اپنے گل رو کا ہے عاشق اس کو کب بھاتا ہے گل

---

[1] ع: غُل — اگر مضمون بلبلوں کے شوروں سے اپنے غل سے شرمانے پر مبنی ہو تو مصرع: بلبلوں کے غل سے اپنے کیا کیا شرماتا ہے گل پڑھا جانا چاہیے تھا، لیکن مصرع کی یہ شکل دستیاب نہیں ہے متن میں مندرج مصرع میں واضح نہیں ہے

[2] ع: ہے تصنع میں نے بوجھا

[3] ع: بھر رہا ہے

[4] ن: بڑا کھاتا ہے
ع: پہ اکتاتا ہے

[5] یہاں کھا جاتا پڑھا جانا چاہیے تھا لیکن موجودہ متنوں میں یہ صورت دستیاب نہیں ہے — ۱۲

دیکھیو قدرت کہ[1] بیٹھے تھے جنھوں سے مل کے مل
زیب دستار ستم کیشاں ہیں ان کی گل کے گل

باقدِ خم گشتہ اب تک ہے امید زندگی[2]
چونکٹ تک غافل کہ[3] تیرے سر پہ آیا پل کے پل

جب[4] کرے دنیا کو بے کام و دہن اک آن میں
مرگ وہ پُر خور ہے لقمہ[5] میں جس آ کل کے کل

ہو گا اس میزان کا پاسنگ اعمال جہاں
حشر میں بیٹھیں[6] گے جب مقتول اس[7] قاتل کے تل

گلشنِ دنیا میں گر ہوں[8] خار دامن گیر ہوں
غنچہ ساں دلگیر مت رہ مثلِ گل تو کھل کے کھل

سوز کو کہتے ہیں سب کل سے کیا نقل مکاں
ہم بھی جاویں گے خبر ہو[9] کب ہیں اس غافل کے تل

---

[1] ع — کہ بیٹھے تھے جنھوں میں ہل کے مل
ش — " " " ے " " "
ل — " بیٹھتے تھے " " " "
[2] ش — بے قدم گشتہ اب تک ہے
ن — باقدِ خم گشتہ ہے اب تک
[3] ن — اے غافل کہ آیا سر پہ تیرے
ش — کب " " " "
ل — اے " " تیرے سر پہ

م

بیٹا ہوں یار در دست میں ہر صبح و شام جام
بے یاد دوست مجھ کو ہے پینا حرام جام

کیوں شیخ اس کو منہ نہ لگاؤں میں[1] کس لیے
لاتا ہے لب سے یار کے ہر دم پیام جام

رہتا شامل جام دہن وا تمام عمر
دیتا نہ زخم دل کو اگر التیام جام
زخم ہرا

ویراں ہوئی تھی مملکت جسم بے ستم
کرتا نہ جلد آن کے گر انتظام جام

اے شمع سرکشی نہ کر اپنے[2] فروغ پر
ہے کلبۂ فقیر کا بدر تمام جام

تھے[3] وقت نزع منتظر کام سوز سے
جنبش لبوں کی دیکھ تو کرتے[4] تھے جام جام

---

1. ل — ترے لیے
2. ل — آتی
3. ن — ہے
4. ن — کہتا تھا

واعظ نہ کر تو بے ادبی سے کلامِ جام [1]
دھو پہلے منہ گلاب سے تب لے تو نامِ جام

انصاف کر کے [2] دیکھو یہ کس کس کے منہ لگا
عزت ہی سے [3] بسر ہوئی ہے صبح و شامِ جام

ہر دم نکل کے شیشہ سے آتی ہے پیشوا
یا لاگ کرتی ہے دخترِ رز احترامِ جام

بزمِ جہاں میں اس کی ہے توقیر اس قدر
اب [4] دستِ گلرخاں پہ ہے ہر دم خرامِ جام

اس کا [5] زیادہ کیا میں کہوں اس سے مرتبہ
جس کو کہے ہے سوز کہ ہم ہیں غلامِ جام

---

[1] ش: نہ کر پے در پے
ک: " بے ادبی

[2] ک، ش، م: انصاف کر کے دیکھو تو کس کس کا منہ لگا
ن: " " " لے کس کے "

[3] ک: (سے) بسر ہوئی ہے
ش: سے ہی بسر ہوئی ہے
ل: عزت ہی سے ہوئی ہے

[4] ش: ہے دستِ گلرخاں پہ

[5] ن: میں زیادہ کیا کہوں

نہ مجھ کو خاص سے مطلب ہے کچھ نہ عام سے کام
کوئی ہزار کہو[۱] مجھ کو اپنے کام سے کام

رقیب اب تو ہیں سرگرم تیری خدمت میں
کبھی[۲] تو پڑے گا تم کو بھی اس غلام سے کام

یہ ننگ و نام مبارک رہے تجھے[۳] اے شیخ
مجھے نہ ننگ سے ہے ننگ[۴] کچھ نہ نام سے کام

میں[۵] اپنی وضع کو کاہے کو چھوڑ دوں لے کے نہ لے
وہ منہ پھرائے[۶] گر دیکھے مجھے سلام سے کام

طریق اپنا تو وہ ہے جو سوز بوسے تجھے تو
مرا حلال کے جس کو نہیں حرام سے کام

---

۱ ن بکے
ش، ل، ک کہے
۲ ن پڑے گا بھلا تجھ کو اس
م کبھی تو پڑوے گا
ع کبھی پڑے گا میاں
۳ ع رہے تمھیں یارو
۴ ک سنگ
۵ ع اپنا قاعدہ
۶ ل، ش، ا، ک پھرا لے

گرگر پڑیں بوضعِ شرابی یہ گام گام
گر طفلِ اشک کو نہ رکھوں اپنے تھام تھام

شاید نظر پڑے مرا رشکِ قمر کبھی [1]
خورشید آتے [2] واسطے پھرتا ہے بام بام

زنار جس نے اپنی رگِ جاں سے کیا
اس برہمن کو میری طرف سے ہے [3] رام رام

ان عاشقوں کا یار اگر امتحاں کرے [4]
تو ڈھونڈے کباب ان میں نکل آئیں خام خام

جو نام سے [5] شراب کے دل کو کرے کباب
وہ [6] سوز دونوں ہاتھوں سے پیتا ہے جام جام

---

۱ ع شاید کہیں وہ دیدہ ہوا اب نظر پڑے

۲ ع اپنے واسطے پھرتا ہے جام جام

۳ ن ہے

۴ ع ان عاشقاں کا یارے کبھی

۵ ع جو نام سے شراب کے ہوتا جگر کباب

۶ ع سو سوز دونوں ہاتھوں سے ملتا ہے جام جام

خموش سوز کہ[1] مجلس میں یک زباں ہیں تمام — مثال شمع جلانے کو یک زباں ہیں تمام

جنھوں کو بات نہ کہنی آئی ساری عمر کبھی — ہمارے عیب کے چننے کو نکتہ داں ہیں تمام

میں کس کا نام لوں کیا پوچھتے ہو چپ کر جاؤ — نہیں ہے غیر کوئی میرے مہرباں ہیں تمام

وہ جو جو باتیں کیا کرتے ہیں مری شب و روز — چھپی نہیں ہیں وہ باتیں سب مجھے عیاں ہیں تمام

جو کچھ وہ کہتے ہیں سوز اس سے بھی ہیں بدتر

جو عیب مجھ میں ہیں معلوم انھیں کہاں ہیں تمام

---

[1] ع ی

خدا کے واسطے اے تند خو نہ ہو بد نام
یہ خونِ بے گنہاں کر کے تو نہ ہو بد نام

نہیں ہے خوب میاں قتلِ عاشقِ بے دل
اٹھا دے[1] دل سے تو یہ آرزو نہ ہو بد نام

جہاں میں ہو گی خبر میرے خونِ ناحق کی
یہ بات[2] مان لے آ کو بہ کو نہ ہو بد نام

لگے ہیں کشتوں کے پشتے ہر ایک جا بس اب
ستم کے سیف[3] کو کر شست و شو نہ ہو بد نام

برا کہیں گے[4] تجھے خلق میں وضیع و شریف
قبول سوز کی کر گفتگو نہ ہو بد نام

---

۱ ش ن ک: کر کے
۲ ش ن ا ل ک: حرف
۳ ن: تیغ
۴ ا ک: ہیں

کہ ل اے میرے درد صاحب

ن مرزا رفیع س ۱۰۱ ش ۱ غزل ۳۰ ہم تم

خواجہ میر درد (۱۱۳۳ھ / ۲۱-۱۷۲۰ء — ۲۴ صفر ۱۱۹۹ھ / ۷ جنوری ۱۷۸۵ء) سے سوز کے تعلق خاطر کا اظہار بعض اور مقامات پر بھی ہوا ہے۔

* اے اہلِ بزم ہم کو دعا ہے بعد مرگ — چندے یہ سوز درد کے گھر یہاں رہے
* قیس یا فرہاد یا سودا ہے یا ہے درد و سوز — ایک ہیں آپس میں ان میں کون بیگانہ ہے

ناصحو دل کس کنے ہے کس کو سمجھاتے ہو تم
کیوں دوانے[1] ہو گئے ہو جان کیوں کھاتے ہو تم

ایک تو میں آپ[2] ہوں بے زار اپنی جان سے
دوسرے بک بک کے میرے جی کو گھبراتے ہو تم

اے کبوتر اے صبا اے نالہ[3] اے فریاد آج
کہیو دلبر سے اگر کوچے تلک جاتے ہو تم

مجھ سے کہتے ہو کہ میں ہرگز نہیں پیتا شراب
میں تمہارا دوست یا دشمن کہ شرماتے ہو تم

رات کو تم جس جگہ[4] تھے ہم کو سب معلوم ہے
جھوٹ کیوں بکتے ہو کاہے کو قسم کھاتے ہو تم

اور جو بیٹھے رہیں تو ان سے تم محظوظ ہو
جب[4] ہمیں آتے ہیں تو[5] گھبرا کے اٹھ جاتے ہو تم

لو جی اب آرام سے بیٹھے رہو جاتے ہیں ہم
پھر نہ آویں گے کبھی کاہے کو جھنجھلاتے ہو تم

منہ[6] پھرا میری طرف اٹھنے کا بوسہ لیا
واہ[7] وا اچھی طرح سے روز ڈہکاتے ہو تم

سوز کا دل خوش تو ہو جاتا ہے وعدے[8] سے میاں
پر غضب یہ ہے کہ وقت ہی پر مکر جاتے ہو تم

---

1. ش ن ک — دیوانے
2. ن — بے زار ہوں میں آپ
3. ن — اے نامہ بر اے باد پیام
4. ن — جگہ ہم
   ش — جب کہ ہمیں
5. ک ن ا — تو
6. ا — بنا
7. ا — واہ واہ
8. ا — وعدوں

آہ پلکیں تو خون سے گئیں جم — وصل میں یہ بڑا لگا ہے غم

مت کرو بات بات میں تکرار — اس کے غصے کا زور ہے عالم

کس سے یارب کہوں حقیقتِ دل — غیر نالہ نہیں کوئی ہمدم

بعد الحمد دیکھو تو قرآن — ہے الف لام میم یعنی الم

آخر اس کے ہے جو زور سے بڑھ

صورتِ غم لکھی بصورتِ غم

دید کر لے جہان کا اک دم ۔۔۔ پھر تو آگے ہے سیر ملک عدم

تیرے[1] من میں ہے تیرے تن میں ہے ۔۔۔ تجھ سے باہر نہیں ہے ایک[2] قدم

[3]دوست کو تو جدا نہ آپ سے جان ۔۔۔ تجھ[4] سے ہرگز نہیں جدا اک دم

آئینہ سان صفا تو کر دل کو ۔۔۔ [5]دیکھ تو اس میں کون ہے ہمدم

[6]وہی کہتا ہے یار من میں کچھ ۔۔۔ من درون دل تو لی با[illegible]

جھانک تک اپنے دل[7] میں یار عزیز ۔۔۔ تیرے دل[8] میں دونوں ہی عالم

بات میری سمجھ مت واہی ۔۔۔ جھوٹ کہتا نہیں[9] خدا کی قسم

ڈھونڈتا ہے جسے تمام جہاں
سوز کو مفت مل گیا جم جم

---

[1] ش، ل، م، ک — تن

[2] ش، ل، م، ک — الحرم

[3] ع — یار

[4] ع — وہ تو

ن — دیکھ تو اس میں کون ہے ہمدم

[5] ن، م — تجھ سے ہرگز نہیں جدا اک دم

[6] ن — تو

[7] ل، ش، ک — اپنے دل کو

ا — دل کو اپنے

[8] ا — دل میں ہی دونوں ہیں

[9] م، ش — ہیں تیری قسم

ن — سوز جھوٹا نہیں ہے تیری قسم

مجھ سے آ مل تجھے خدا کی قسم
آشنا ہوں مجھے وفا کی قسم

دوستی حشر تک نباہوں گا
جھوٹ کہتا نہیں وفا کی قسم

میں اگر بے وفائی تجھ سے کروں
قتل کیجو مجھے جفا کی قسم

آنکھ اٹھا کر تو دیکھ لے مجھ کو
ہے تجھے اپنی ہی حیا کی قسم

ایک ٹھوکر تو چلتے چلتے جڑ
سوز ہے تیری خاک پا کی قسم

[1] بٹا ہے دل یہ تو لے تجھ کو میرے جی کی قسم
میاں خفا نہ ہو مجھ سے تجھے نبی کی قسم

خدا کے واسطے اک جام اور دے ساقی
[2] چرا نہ آنکھ تجھے مرتضیٰ علی کی قسم

دل اس قدر تو نہ ہو دیکھ چشم کو مدہوش
ذرا سنبھل تو تجھے بیری ہے خودی کی قسم

نہ مان یار رقیبوں کا تو کہا ہرگز
میں باوفا تیرا عاشق ہوں دوستی کی قسم

[1] جواب کے عشق بچالے مجھے تو پھر گا ہے
نہ کیجے عاشقی واللہ عاشقی کی قسم

[2] جو دل لیا تو لیا اس کا کیا پھر لکھا ہے
وہ جان مانگے تو دوں مجھ کو اپنے جی کی قسم۔ شکایت

جواب کے سوز مرا جی بچے ترے ہاتھوں
تو پھر کبھی نہ ہوں عاشق میں عاشقی کی قسم

---

[1] ل — تنہا

[2] ش — خرابہ دیکھو

یہ دونوں اشعار ق ل تک اور ش میں نہیں ہیں معلوم ہوتا ہے کہ نظر ثانی میں خارج کر دیے گئے کیونکہ دونوں کا مضمون تکرار پر مبنی ہے اور ش میں بہت چست نہیں ہے۔ ۱۲

جب[1] سے ہوا ہے ناز[2] تمھارا[3] شہیر چشم
مرتے ہیں بے اجل وہ جو ہیں گے اسیر چشم

جو ہے سو مانگتا ہے کہ دے بھیک[5] اک نگہ[4]
آفاق ہو گیا ہے پیار سے فقیر چشم

آنکھوں میں تھا غبار مری[6] دور ہو گیا[7]
جوں سرمہ خاک پا ہے تری دستگیر چشم

بچپا رکھو آپ کو نظر بد سے غیر کی
مرہم پذیر یار نہیں زخم تیر چشم

[8] آتا ہے دل کو خوف کہ عالم نہ ہووے[9] غرق
[10] امڈا ہے تیرے غم سے[11] یہ ابر مطیر چشم

[12] ہم چشم تیری نرگس شہلا ہے باغ میں
آب رواں چمن میں ہے[13] تیرا نظیر چشم

جب سے ہے اس کے پنجۂ مژگاں میں دل مرا
اے سوز مجھ پہ رہتی ہے کیا دار و گیر چشم

---

[1] ل جیسے
[2] ش یار
[3] ل شہیر
[4] ل پھینک ٹک
[5] ک بھیک ٹک
ن " آک
[6] ش اور
[7] ش مری
[8] ن ہوتا
[9] ش ہووے
[10] ن امڈے
[11] ا جو
[12] ل ہم سا ہے کبھو مت ... [illegible] [13] ش، ل، ک : میرا

دل میں کھٹکے ہے پڑا اے میرے یار اے میر غم
سینۂ مجروح میں پھولا[1] ہے اب گلزار غم

آج سے دنیا میں[2] ہے وہ کچھ ہمارا روشناس
چشم واخواب عدم سے کی سوئے دیدار غم

اس سوا مونس نہیں رکھتے[3] ہیں ہم آپس میں کوئی
غم مرا غم خوار عالم میں ہے میں غم خوار[4] غم

کب رہا ہر چند میں دل گو نہ باندھا اس زلف سے
میرے کافر بس کے چھوڑے تھا کوئی زنار[4] غم

پھر نہ کھینچے سوز کے دل کو سوئے عیش و طرب
گر تو سمجھے ناصحا یک[5] ذرہ بھی اسرار غم

---

۱ ک — پھیلا
۲ ا، ل — کچھ ہے وہ
ش، ک — ہے کچھ وہ
۳ ن — رکھتا میں آپس میں کوئی
۴ ل — غم خوار
ش — آثار
۵ ل — ایک درد

مرا احوالِ دل کس کو ہے معلوم | کہ کیا ہے اس جگر میں سرِّ مکتوم
ہمیشہ خونِ دل ہے میری خوراک | ازل سے یہ ہوا ہے رزق مقسوم
زمانے میں سخی کہتے ہیں تجھ کو | تو اک بوسہ نہیں دیتا ارے شُوم
ترے لب گو ہیں آبِ زندگانی | ولے پیاسوں کو رکھتے ہیں یہ محروم
کہوں کس سے کوئی سنتا نہیں اب | ق | ترے غم نے مچائی ہے بڑی دھوم
نکلتا ہی نہیں یہ گھر سے باہر | کہ اس کے پاؤں لوں ہاتھوں سے میں چوم
کہوں منت سے یہ خدمت میں غم کی | کہ میں خادم ہوں تو میرا ہے مخدوم

ولے اب جان بخشی [illegible] کی کر
کہ تیرا ہی کہایا جگ میں مغموم

سنا[۱] ہے کوئی[۲] اب ہے[۳] طبع کا مرغوب دیکھیں ہم
مرے[۴] محبوب تیرا بھی بھلا محبوب دیکھیں ہم

وہ تیری[۵] ہی طرح عاشق پہ اپنے ناز کرتا ہے؟
بھلا[۶] آپس میں ملنے کا تو کچھ اسلوب دیکھیں ہم

جو ہم روتے تو آنکھوں پر ہماری برچھیاں چلتیں
تمھاری انگلیوں پر کیا ہوا آشوب دیکھیں ہم

خدا کی باتیں ہیں خورشید سا[۷] جاروب کش جس کا
سو وہ پلکوں سے یوں دیتا پھرے جاروب دیکھیں ہم

تو اپنے منہ سے کب کہتا ہے اے محبوب[۸] تا آپی
کبھی[۹] قاصد سے کہہ دے اک نظر مکتوب دیکھیں ہم

یہی ہے سوز تیرا آشنا تک اس طرف ہونا
بہت اچھا مبارک واہ وا کیا خوب دیکھیں ہم

آ، ل، اور ک میں یہ غزل ردیف ن میں ہے، "ہم دیکھیں" کی ترتیب کے ساتھ درج ہے

۱۔ ع: تمھارا بھی کوئی سنتے ہیں ہے محبوب ہم دیکھیں
۲۔ ل: ہے گا
۳۔ ن: آپ کا
۴۔ ل: مرا
۵۔ ن: تیرے
ش: میری
۶۔ ش: کبھی
۷۔ ن، ل ۱، ل ۲: تھا
۸۔ ن، ل: محبوب
دیگر ل ۲، ب، و: تم تاب اسی پے
۹۔ ش: وے
ن: ذرا
و: بھلا

سُنا ہے اب ترا خط آیا ہے کس اسلوب دیکھیں ہم
لکھا ہو وصل قسمت میں تو یہ بھی خوب دیکھیں ہم

ہمیں دعویٰ نبوت[۱] کا نہیں کچھ صرف عاشق ہیں
جفائیں لاکھ دل پر ہوں تو جوں ایوب[۲] دیکھیں ہم

ہوئے ہیں غرق ہم جس طرح آبِ چشم میں اپنے
بھلا اے ابر اب دریا[۳] میں تو یوں ڈوب دیکھیں ہم

لکھی ہے شرحِ سوزِ دل بجز پروانہ اے ظالم
تجھے اب کون پہنچاتا ہے یہ مکتوب دیکھیں ہم

نکو ہیں سی نگہ کرتے ہو تم آئینے پر اکثر[۴]
مزاج آیا ہوا[۵] ادھر تو کوئی محبوب دیکھیں ہم

خدا وہ دن کرے ہو دست[۶] جو کوئی تند خو تجھ سا
ترا دل راغب[۷] اس پر ہو وہ تیرا مرغوب دیکھیں ہم

نہ دیکھا ہم نے کچھ اپنے سوا وہ جس کو دل چاہے
جو طالب ہوں کسی کے تو کوئی مطلوب دیکھیں ہم

ترے در سے ترا اٹھ جائیں یہ وہ[۹] آنکھیں کہاں (رہیں)
جفا کے سامنے اپنا وفا محبوب دیکھیں ہم

خوشی ہو سوز کو کب دور کی نسبت سے اے
وہ دن ہو دفترِ رفعت آہ کو منسوب دیکھیں ہم

حواشی ———— ←

ن

اے خوشا حال ہوا جو کوئی رسوائے بتاں
خوار بازار[1] ملامت ہے بسودائے بتاں

کفر سے اب ترا دل ہے نہایت[2] بیزار
درمیاں کیا کروں[3] اے شیخ کہ ہے پائے بتاں

الفت و مہر کی ذرہ جو کہیں ان میں ہو[4]
کاش دنیا میں کسی سنگ کو دل جائے بتاں

بے گناہوں پہ[5] یہ ناحق جو ستم کرتے ہو
اب کسی طرح سے[6] تم میں سے یہ خو جائے بتاں

دل سی تم جنس کو بے قدر کیے رکھتے ہو
کیا میں تم سے کہوں افسوس بتاں ہائے بتاں

مول لیتے ہو جو اس دل کو تو یوں ہی[7] لیجے
تم دیے دام مجھے اور میں بھر پائے بتاں

اب خدا ہی تمھیں سمجھائے مرے دل کا درد
[8] تم سمجھتے ہو کوئی سوز کے سمجھائے بتاں

---

1. ک — خوار و بازار
2. ش — سرور
3. ا — کہوں
4. ک — تو
   ل — کہیں ہو جو
5. ن — پہ جو ناحق یہ
6. ن — بھی
   ل — اب کسی طرح سے خو تم میں سے یہ جائے بتاں
7. ا، ل، ک، ش، ن — یوں ہیں
8. ن — تم نہ سمجھتے ہو کوئی سوز کو سمجھائے

اتنا ستم نہ کیجے مری جان جان جان
یکساں نہیں رہے گا ترا شان مان سان

آئینہ ٹک تو دیکھ کہ خالق نے خاک کو
کیا کیا بنائی صورتِ انسان سان سان

گزرا ہے تو چمن سے کہ جائے ترانہ آج
کھینچے ہے آہ مرغِ گلستاں تان تان

دشنام دے کے ہائے وہ جدھر کا کھنچا
چبھتی ہے میرے دل میں ڈبہی آن آن آن

پوچھا کسی نے سوز گوارا تو کس لیے
بولا مجھے وہ گھور کے تو اب آن آن آن

لہ م　　　مرا

بھلا رے[1] عشق تیری شوکت و شان | بھائی میرے تو اڑ گئے اوسان

ایک ڈر تھا کہ دل بچے[2] نہ بچے | دوسرے غم نے کھائی میری جان

بس غم یار ایک دن دو دن | اس سے زیادہ نہ ہو جیسے مہمان

نہ کہ بیٹھے ہیں پاؤں پھیلا کر | اپنے گھر جا نہ[3] خانہ آبادان

عارض حسن پیر نہ ہو[4] مغرور | شہر سے[5] پیارے یہ گو ہے یہ میدان

یہ جو نہ زلف و خال[6] زیر زلف | چار دن تو بھی کھیل لے چوگان

میرے پیارے تو ہاتھ دل پہ نہ رکھ | کوئی چبھ جائے[7] گا کوئی پیکان

ناصحا مجھ کو مت لگا تہمت | میں کہاں وہ کہاں کہاں دامان

یہ قیامت کہ میں ہوں دامن گیر | تو بھی تو ہے[8] بڑا کوئی شیطان

میر صاحب میں آپ ڈرتا ہوں | کچھ بھی اس بات کا ہے[9] نشان گمان

ہاں مگر ہو کے[10] خاک بعد از مرگ | میں اسی کے لگوں گا دامن آن

اے فلک بہر قادر بے چون | مجھ کو اتنا نہ کر تو سرگردان

کوئی مہمان کو ستاتا ہے | ایک دو دن کا میں بھی ہوں مہمان

جان کی آشنائی ہے[11] جھوٹی | کل کو سن لیجو وہ نکل گئی جان

اور تو اور کہہ کے دو باتیں[12] | سوز کہلایا صاحب دیوان

---

۱ ن — واہ رے

۲ ن، ک، ا — جی

۳ ک — نا

۴ ل — کر

۵ ش، ک — پیارے میرے

۶ ک — خال و زیر

۷ ا — جاوے

۸ ن — ترا

۹ ن — شان

۱۰ ع — کہ

۱۱ ع — جھوٹی ہے

۱۲ م — بیٹھیں

یہ غزل آ میں دو الگ مقامات پر دو الگ غزلوں کی صورت میں منقسم ہے
پہلے چھ اشعار (ساتواں مقطع) صفحہ ۲۶۲ پر ملتے ہیں جبکہ باقی نو اشعار
(مقطع سمیت) تین اور غزلوں کے اشعار کے بعد صفحہ ۲۶۳ پر درج ہیں۔
اولین اندراج م اور ع کے مشترک متن پر مبنی ہے جبکہ دوسرے
اندراج کے حاشیے میں بتایا گیا ہے کہ "یہ غزل م میں نہیں ہے"
دلچسپ بات یہ ہے کہ صفحہ ۲۶۲ کے اشعار میں مقطع کے لیے یہ حاشیہ
لکھا گیا ہے کہ "یہ شعر ع میں نہیں ہے" جبکہ دوسرے حصے میں اس مقطع
(بہ تصرفِ خفیف) کا ع میں ہونا ظاہر ہو رہا ہے۔ ۱۲

غریب جان کے مجھ سے ملا نہ وہ سلطان
وگرنہ لاکھوں ٹکے کی تو میری بھی تھی جان

ق: یہی ہے دل میں جواب کے کہیں نظر آوے
تو اپنے دل کو کڑا کر کے کھینچ لوں داماں

کہوں کہ یا تو مجھے مار ڈال جلدی سے
و یا تو میرے کنے آج رات رہ مہمان

دیدۂ خشک آفتاب کہاں — چشمِ گریاں کہاں سحاب کہاں

گو گر[1] دل کشی بھی حسن کے ساتھ — آہ وہ مالکِ رقاب کہاں

یہ جلے روز و شب وہ ایک گھڑی — دلِ عاشق کہاں کباب کہاں

ایسی ہوتی ہے مے میں کیفیت — لبِ مے گوں کہاں شراب کہاں

شیخ جی میکشوں میں آئے پر — آپ کے ورد[2] کی کتاب کہاں

تیری زلفوں نے دل کو بند کیا
سوز کے دل کو اتنی تاب کہاں

۱۔ ا (ع) — گردن کش

۲۔ ا ، — درد

دل تو کہتا ہے کہ یارب مرا دلدار کہاں
میں یہ کہتا ہوں کہ میرا وہ دل انگار کہاں

اس خرابات میں مدہوش ہیں سب اگر
کس سے اس بھید کو پوچھوں کہ خبردار کہاں

عشق کی لوگ تو کہتے ہیں دوا کوئی نہیں
یاں مسیحا ہے و لے عشق کا بیمار کہاں

لاکھوں جی سے تو کریں جان کو ہم اپنی نثار
دور سے کوئی دکھا دے وہ طرحدار کہاں

صاحبو! اہل دلو! بہر خدا بتلا دو،
سوز پر سوز کا یارو وہ دل زار کہاں

خوف ہر دے نہ رقیبوں کا سو دلدار کہاں؟
راست[1] کہتے ہیں جہاں میں گل بے خار کہاں؟

طور پر جا کے تجلّی کو بھی دیکھا موسیٰ[2]
میرے[2] محبوب سے پر طالع بیدار کہاں!

گو کہ سر پھوڑ کے جُو خوں کی بہاوے[3] فرہاد
لیک[4] مجنوں سے ترے دیدۂ خوں بار کہاں

پر چھپے کس سے رہ و رسم عدم سے تے خوار و
ایسے مے خانے میں سچ کہیے تو ہشیار کہاں

جو گنہگار سے پوشیدہ رکھے اس کے گناہ
ایسے ستّار کے بندوں میں گنہگار کہاں

کہتے سب ہیں کہ ہمیں سوز سے واقف ہیں سبھی
جانتے سب ہیں و لے واقفِ اسرار کہاں

---

[1] ل، م، ش — سچ ہے یہ بات
[2] ع، م، ش — میرے صاحب کے سے
ل — میر صاحب کے سے
[3] ا — بہائے
[4] ل — لے کے

دل کو دینا تو بہت سہل ہے دلدار کہاں
غم تو ہر آن میں موجود ہے غم خوار کہاں

دلِ صد چاک[1] سے میرے نہیں گُل کو نسبت
شانۂ زلف کجا، طرۂ دستار کہاں

سرو کب قابلِ نظارہ[2] ہے تیرے ہوتے
آگے اُس قامتِ رعنا کے اسے بار کہاں

بلبلو مار لو اب چہچہے اس باغ میں تم
پھر کوئی روز کو ڈھونڈو گی تو گلزار کہاں

سوز فردوس کا ہو وے[3] نہ طلبگار کہ واں
تیرے گھر کا سا ہے سایۂ دیوار کہاں

---

[1] ن — کہ میرے نہیں گل سے

[2] ا — قابل دستار ـــــ ہو تے

[3] ش، ک، ل — ہوے

غمزۂ چشمِ شرمسار کہاں ‏ ‏ ‏ ‏ سر[1] تو حاضر ہے تیغِ یار کہاں

زلف اور رُو میں صرف کر شب و روز ‏ ‏ ‏ ‏ پھر یہ لیل و یہ نہار کہاں

گُل بھی کرتا ہے چاک اپنا جیب ‏ ‏ ‏ ‏ پر گریباں[2] تار تار کہاں

سو غزالوں کو اس سے ہم چشمی ‏ ‏ ‏ ‏ تیکھی چتون کہاں خمار کہاں

عندلیبوں نے گل کو گھیر لیا ‏ ‏ ‏ ‏ ایک چھوڑا[3] کہاں ہزار کہاں

ایک دن ایک شخص نے پوچھا ‏ ‏ ق ‏ ‏ میر صاحب تمھارا یار کہاں

میں نے اس سے کہا کہ[4] اے بھائی ‏ ‏ ‏ ‏ اب مجھے اس تلک ہے بار کہاں

گاہ گاہ ہے سلام کرتا ہوں ‏ ‏ ‏ ‏ پر وہ باتیں کہاں[5] وہ پیار کہاں

زندگی میں جفا[6] غنیمت جان

سوز[7] یہ[8] ظلم بار بار کہاں

یہ غزل آ میں دو مرتبہ درج ہے پہلی بار صفحہ ۲۶۵ پر اور پھر صفحہ ۲۷۸ پر، دلچسپ بات یہ ہے کہ اوّلین اندراج کا متن م اور ع کے اشتراک سے تیار کیا گیا ہے جبکہ دوسرے اندراج کے حاشیے میں بتایا گیا ہے کہ یہ غزل م میں نہیں ہے — ہم نے پہلے اندراج کو آ-۱ سے اور دوسرے اندراج کو آ-۲ سے ظاہر کیا ہے — ۱۲

۱؎ ل ‏ ‏ پر گریباں تار تار کہاں ‏ ‏ ۵؎ ک، آ-۱، آ-۲ ‏ ‏ کہاں پیار کہاں

۲؎ ن، آ-۲ ‏ ‏ گریباں سا ‏ ‏ ۶؎ آ-۱ (ع) ‏ ‏ جفا شن سہہ لے سوز

ک ‏ ‏ گریباں میں ‏ ‏ آ-۲ (ع) ‏ ‏ تھر ستم تو " "

۳؎ ش ‏ ‏ چھوڑا (ند) ‏ ‏ ۷؎ آ-۲ (ع) ‏ ‏ پھر تو یہ ظلم بار بار کہاں

۴؎ ش ‏ ‏ بس بھائی ‏ ‏ ۸؎ ل، آ-۱ ‏ ‏ پھر

آ-۱ (ع) ‏ ‏ سن اے عزیز

ن، ک، آ-۲ (ع) ‏ ‏ سن بھائی

گر رہے جو چاہے سو یہ حسن و جوانی پھر کہاں
ملک میں خوبی کی پیارے حکمرانی پھر کہاں

آج اگر چاہے تو سن لے مجھ سے میرا درد دل
کل سنا چاہے جو تو میری زبانی پھر کہاں

جب تلک ہے حسن تجھ پر کرتے ہیں سب جی نثار
خط کو ٹک[1] بڑھنے دے ان کی جانفشانی پھر کہاں

بارک اللہ دنیا ہے گر چاہے کر فرش گذرے ترکا
جب پڑا دھندے میں اس کے شادمانی پھر کہاں

سوز کا جینا غنیمت جان[2] مت جل غیر سے
جب ملا دس سے تو اس کی زندگانی پھر کہاں

---

[1] ک — اب کی
ا — بڑھنے دے اب کی
ل — پھر رہنے دے

[2] ش — سب میں

اے سوز تو کہاں وہ دلِ ناتواں کہاں — ہم ڈھونڈتے ہیں اس کا بتا ہے نشاں[1] کہاں
تنے زلف میں نہ گوشۂ ابروئے[2] یار میں — ڈھونڈا ہے تیرے دل کو دوانے کہاں کہاں
خانہ بدوش روزِ ازل سے غریب[3] تھا — دل کا بتاؤں تم کو بھلا آشیاں[4] کہاں؟

پڑھتا ہے شعر سوز کے یوں تو سبھی جہاں
اس کا سا ایک صاحبِ[5] لطف زباں کہاں

---

[1] ش، ۱، ک — اس کو بتاؤ مکاں کہاں
ل — اس کا "
[2] ع — ابرو میں کیا بھرا
[3] ش — قریب
[4] ش — آشناں
ع — میں بھلا اب آشیاں
[5] ل — صاحب و لطف و زباں
ع — وہ اس کا سا یہ صاحبِ لطف بیاں کہاں

چین کب[1] اس کو جو دیکھے دل کی یہ بے تابیاں
نیند بھی جاتی رہی سن سن مری[2] بد خوابیاں

مردمک یوں چشمِ تر میں سیر کرتی ہیں مدام
جس طرح پانی میں پھرتی ہیں پڑی مرغابیاں

شیر کی خوراک خوں ہے[3] یا کوئی لختِ جگر
عشق نے تیرے[3 الف] تو میری ہڈیاں بھی چابیاں

[4] دخترِ رز کا پیا تُو نے لہو چھپتا ہے کیا
آج تیری انگلیاں[5] ہیں زور ہی عنابیاں

برہمن کیا شیخ جو دیکھے[6] تو سجدے کو جھکے
قہر ہیں[7] اے سوز[8] الٹی پٹیاں محرابیاں

---

[1] ن — کیا اور جو دیکھے
ش، ل، ک — کب اور ، ،

[2] ن — تیری
ک — مرتے بے تابیاں

[3] ا (ع) — خوں ہو
[3 الف] ک — مرتا ب

[4] ن — کون تھا جس کے کلیجے میں گڑو آیا مزہ
ل، ک — جگر ، راب ، ،

[5] ا، ک، ل — تو زور ہیں عنابیاں

[6] ا، ل — سو

[7] ن، ل — ہے

[8] ا — شوخ

کسے ڈھونڈتے ہو بغل میں میاں — گیا دل کہیں کا کہاں سے کہاں

اسے دل کہیں جو ہے عرشِ خدا — اسے دل کہیں جو ہے جنت مکاں

یہ دل جس کو ہے صاحب دل ہے وہ — یہ دل جس کا ہے سو ہے روح و رواں[1]

یہی دل ہے گلزار فردوس کا — یہی دل ہے معمورۂ عاشقاں

یہی دل ہے پُر سوز پر درد و داغ[2]

یہی دل ہے سلطانِ کون و مکاں

---

[1] ا (ع) روحِ رواں

[2] ن بر دل و درد و داغ

کرے نہ باغ میں بلبل کبھی سخن تجھ بن
کھلیں نہ غنچوں کے اے گلبدن دہن تجھ بن

ترے فراق میں جلتا ہے جان و تن ایسا
کہ روح فرش نہ کرے آشیانِ تن تجھ بن

تجھے مدام نشاط و سرور عیش و طرب
مجھے یہ جامۂ تن ہو گیا کفن تجھ بن

کہاں شراب، کہاں جام اور کہاں ساقی
بسانِ مجلسِ ماتم ہے انجمن تجھ بن

کیا[1] کہوں کیسا حال ہے تجھ بن ۔ زندگانی[1] وبال ہے تجھ بن
وہ[2] جو تھے شوق و ذوق اب وہ کہاں ۔ رنج و درد و ملال ہے تجھ بن
مجھ[3] کو کوچے میں اس کے ذبح کرو ۔ یہی سب سے سوال ہے تجھ بن
آئینہ[4] دیکھوں تو کہوں یہ کون ۔ بسکہ تغییر حال ہے تجھ بن
کیا کہوں آہ کیونکہ کٹتی ہے ۔ ایک پل، ماہ و سال ہے تجھ بن
کس زباں سے کہوں میں حال اپنا ۔ یہ زباں بھی تو لال ہے تجھ بن

قصہ کوتاہ سوز کو اب تو
زندگانی محال[5] ہے تجھ بن

یہ غزل نسخہ ل میں ردیف الف کی غزلیات میں درج ہے

[1] ل — حال میرا نڈھال ہے
[2] ل — شورش و شوق و ذوق و عیش کہاں
ع — وہ جو تھے روز شوق و ذوق کہاں
[3] ن ع — اس کے کوچے میں جا کے ذبح کرو
[4] ن — اپنی ہستی کو آپ دھو ڈالے
ل — " " اب دھو ڈالی
[5] ل — وبال

حمد میں تیری اے خدا سے سُخن　　اس زباں سے کہا نہ جائے سُخن

باتیں سارے[١] بناتے ہیں لیکن　　کوئی پیڑ[٢] لڑائے آشنائے سُخن

کوئی صاحب سخن نہیں مرتا　　ہے قیامت تلک بقائے سُخن

زیست انساں کی نہ پوچھو کچھ　　اَکل یا شرب[٣] ہے بجائے[٤] سخن

سوز خاموش رہ کے کیا لے گا

زندگانی تو ہے برائے سخن

---

١ ن　　ساری

٢ ن　　پھر

٣ ا (ع)　　اَکل و یا شرب

٤ ن　　سوائے

چھپے[۱] دھوپ کہاں کدھر گیا دن — کیوں شامِ فراق پڑ[۲] گیا دن

آنکھیں نہ ہوئیں اندھیر آیا — روتے ہی میں گزر گیا دن

چپکا رہتا ہوں جب کبھی میں — کہتے ہیں کہ بے خبر گیا دن

کیا روزِ ازل کیا تھا وعدہ — وہ بھول گیا بسر گیا دن

رونا یا سر کے تئیں پٹکنا
یہ سوز تو یونہی بھر گیا دن

۱؎ ا (ع) میں ڈوب گیا

۲؎ ا ، مر

کہیں ہیں لالے کو صاحب طبع ہے یہ[1] چشم و چراغِ گلشن

وہ فی الحقیقت خزاں کے غم سے جگر پہ رکھتا ہے داغِ گلشن

شتاب لے کر صراحی و جام مجھ تک آ[2] پہنچ ساقیا تو[3]

مثال غنچے کی تنگ میرے نہ کر تو دل پر فراغِ گلشن

خزاں نے اس سال آ کے ساقی یہ باغ[4] ایسا ہی کھو دیا ہے

بہار کیا ہی ڈھونڈے[5] تو بھی نہ پاوے ہرگز سراغِ گلشن

بتا تو[6] تیرے بغیر ظالم یہ باغ کس کا لہو پیے ہے

گلوں پہ ذرہ تو غور کر تو بھرے ہیں[7] خوں سے ایاغِ گلشن

کیا ہے اے سوز جب سے[8] اُن نے خرام ناز آ کے اس چمن میں

غرور گل سے یہی ہے پیدا فلک پہ[9] پہنچا دماغِ گلشن

---

[1] ا (وہ)

[2] ل جاں

[3] ل، ن، ش میں

[4] ن ایاغ

[5] ا، ک رکھیو

ن تو بھی کبھو

[6] ن بغیر تیرے بتا تو

[7] ن، ش ہے

[8] ا اس نے

[9] ل، ن پہ

خونِ عشّاق سے تر بھر لے پیارے دامن
روزِ محشر ہے مرا ہاتھ[1] تمھارے دامن

[2] نازکا اس کے ہو[3] کشتہ جو کبھی ذبح کے وقت
داغ سے خوں کے مرے[4] تو نہ بچارے دامن

ہم تو مستغنی الاحوال[5] ہیں عریانی سے
جامہ رکھتا ہو جو کوئی[6] تو پسارے دامن

تشنہ لب اشک[7] کی ہے خاک مری ورنہ سحاب
گاہ بے گاہ نچوڑے[8] تو ہے بارے دامن

رنگِ پیراہنِ گل ختم[9] ہے پیارے لیکن
وہ بھی سج دیکھ قبا کی تری سے وارے دامن

رنگِ گل کیوں نہ صبا[10] بخشے چمن میں دل کے
آگ دہکے ہے جو اس پر کوئی مارے دامن

جامہ زیبوں کی خوشامد نہیں درکار اے سوز[11]
کیا ہے حاجت کوئی[12] گل کا جو سنوارے دامن

---

[1] ش، ل — ترا ہاتھ ہمارے
[2] ش — یار
[3] ن — ہوں
[4] ا، ک — مرا تو جو نہ جھاڑے
ش — خون کے میرا تو بچارے
[5] ن — مستغنیِ احوال
[6] ل — جو
[7] ن — سے ہو
[8] ک — نہ نچوڑے
[9] ک، ا، ش — جسم
[10] ک، ا، ش، ل — تجھ سے
[11] ش — ہمیں
[12] ن — گل رو

چشم عشاق آبشارِ چمن | سینہ داغوں سے لالہ زارِ چمن

جب سے دیکھا نہیں[1] تجھ کو اے گُل رُو[2] | نہیں نظروں میں اعتبارِ چمن

رُخ سے رُخ مت ملا تو عاشق کے | نہ خزاں سے گرا[3] بہارِ چمن

مت ستا عندلیب کو صیّاد | ہے وہی ایک یادگارِ چمن

[4] لوٹے ہیں بے مروّتوں نے گُل | سونت سونت اب کے شاخسارِ چمن

میری آنکھوں کی طرح اے نہ بھی | دیکھی مدّت میں جوئبارِ[5] چمن

دیکھ تو ٹک[6] نسیم کو اے سوز

[7] کون ایسا ہے بے قرارِ چمن

---

[1] ن: ہے

[2] ک: گلزار

[3] ا، ک، ل: لٹا

ش: لیا

[4] ن: لوٹے ہیں بیمروتوں نے گل ہی گل

ک: لیے ہیں بیمروتوں نے گل سے "

ل، ش: بے مروتوں نے گل

[5] ن: جوبہار ل: فوتبار [6] ل: ٹک تو [7] ا: کوئی

گل، داغ، شمع، شعلہ، خور، ماہ، نار سا توں
جلتے ہیں دیکھ تجھ کو اے گل عذار سا توں

غم، درد، رنج و محنت، فریاد، آہ و زاری
مثلِ امورِ طبعی ہیں اپنے یار سا توں

دل، دین، تاب و طاقت، صبر و قرار، راحت
آ جا یہ پیش کش ہیں رشکِ بہار سا توں

دل، جان و جسم، آنکھیں، فہم و ذکا، فراست
ہیں جان و دل سے تیرے یہ دوستدار سا توں

خط، خال، چشم، ابرو، مژگان و زلف، کاکل
ٹکڑے کی لوٹتے ہیں تیرے بہار سا توں

سیماب، برق، شعلہ، خوناب، اشک، شبنم
لیتا ہے دل طپیدہ ہیں بے قرار سا توں

وحشت، جنون، مصیبت، غم، درد و داغ، محنت
تم دے چلے ہو ہم کو یہ یادگار سا توں

آئینہ، جام، مینا، گل، داغ، چشم، نرگس
کرتے نہیں ہیں تیرا کچھ انتظار سا توں

ہفت آسمان ہے تیرا اے آفتِ زمانہ
بندے، غلام، چاکر ہیں جاں نثار سا توں

انداز، عشوہ، غمزہ، چشمک، نگہ، ادا، ناز
تیرے رکاب میں ہیں یہ شہ سوار سا توں

ایمان قدر دولت اور بخشش کی دولت — دے اس غریب کو بھی پروردگار سا توں

جو دل آتشِ غم سے ناحق جلا دوں ق جو وہ مجھ سے مانگے تو پھر اس کو کیا دوں
اسی فکر میں غرق ہوں رات دن میں کہ اس غم کو کس طرح دل سے اٹھا دوں
سنو بھائی غم تم مجھے چھوڑ جاؤ تو میں دل سے تم کو بہت سی دعا دوں
بہت دل ہیں اس دل سے بہتر جہاں میں چلو ایک دو اس سے اچھے دلا دوں

اسے شوق سے بھر کے کھاؤ جلا دو
دلِ سوز کو پہلے یاں سے اٹھا دوں

جگر کے میں چیلوں کو تکّے کھلا دوں
دیا دل کے پُرزے ہوا پر اڑا دوں

کسی طرح اس کو تسلّی ہو یا رب
مگر آگ اس بھونڈے دل کو لگا دوں

یہی مجھ کو حسرت ہے اے ہم نشینو[2]
کہ[3] کیونکر اسے حالتِ دل سنا دوں

وہی ایک دل تھا سو زلفوں میں اُلجھا
جو وہ مجھ سے مانگے تو پھر[4] اس کو کیا دوں

جفا کے عوض ہے وفا اپنا شیوہ
جو وہ گالیاں دے تو[5] اس کو دعا دوں

ق: سنو سوز کو اپنے در پر جو دیکھا
اٹھا[6] طیش سے کہہ کے اس کو اٹھا دوں

کھڑا سر پہ ہو کے لگا کہنے کیوں بے
مزا[7] عاشقی کا تجھے میں چکھا دوں

مجھے چاہ کر تو نے رسوا کیا ہے
بھلا میر صاحب تمھیں کیا دعا دوں

یہی جی میں رہ رہ کے آتا ہے اب تو
کہ تیرے گلے پر چھری ہی چلا دوں

یہ غزل آ میں دو الگ مقامات پر منقسم ہے پہلے سات شعر صفحہ ۲۵۳
پر درج ہیں۔ ان کے بعد دو اور غزلوں کے اشعار ہیں اور پھر صفحہ ۲۵۴
پر آخری دو شعر موجود ہیں، ہم نے اس غزل کے تمام اشعار یکجا کر دیے ہیں

۱؎ ا (ع) حیرت

۲؎ ا ، ہم نشینوں

۳؎ ا ، میں

۴؎ ا ، میں

۵؎ ا ، میرے

۶؎ ا ، کہہ کے جا کے میں اس کو اٹھا دوں

۷؎ ا ، تجھ کو اب عاشقی کا چکھا دوں

۸؎ ن دل

ایسے جفا شعار[۱] سے کہیے تو کیا وفا کروں
ڈوبوں کہیں کہ زہر کھاؤں کہ مار[۲] مروں میں کیا کروں

مرنے پہ[۳] میں تو راضی تھا موت کو موت آ گئی
زندگی اب گلے پڑی اس کی میں کیا دوا کروں

ایک تو ایسی[۴] ہی لگا جو نہ رہوں درد غ گو
کب تئیں[۴ الف] دردِ دل سے جان آہ سُوا سُوا کروں

صبر و قرار و عقل و ہوش شب یہ[۵] کنارہ کر گئے
غرق ہوں بحرِ فکر میں[۶] کس کو اب آشنا کروں

تب نہ ہوا ہزار حیف کہتے تھے جب کہ تھے[۷] میر
اب جو کہو ہو سوز سوز یعنی سوا جلا کروں

۱؎ ا، ل، ش، ک — ستم شعار

۲؎ ا، ل، ک — ہزار مروں کہ کیا کروں
ش — یا کہ مروں کیا کروں

۳؎ ن، ش، ک — سے

۴؎ ن — ایسے
۴ الف ک — لمعہ تپا کروں

۵؎ ع — یہ تو

۶؎ ن — میں

۷؎ سوز پہلے میر تخلص کرتے تھے جسے بعد ازاں انھوں نے سوز تخلص سے تبدیل کر دیا۔ مقطع میں اس تبدیلی کی طرف اشارہ ہے۔ ۱۲

کب تلک میں راہ اس بے رحم کی دیکھا کروں
حال پر میرے نہ آیا رحم اس کو کیا کروں

سوز دل تو جوش کھا کر غم سے نالہ ہو بہا
اب کہاں سے اور اک دل سوز میں پیدا کروں

تو[1] بہے اس طرف اب اے کشتۂ لخت جگر
اس کی خاطر میں بھی سیر موجۂ دریا کروں

موج میں آوے تو شاید دیکھ لے میری طرف
کب تلک میں دیکھنے کے واسطے ترسا کروں

آہ وہ دلسوز میرا یعنی پیارا میر سوز
آج میرے ساتھ ہوتا[2] پر کہاں ڈھونڈا کروں

---

[1] ا (ع) بہی اس طرف اب اے کشتی لخت جگر
[2] ا، ہوتے

اشک بھی[1] آتا نہیں اب کیا کروں[2] آہ دل جلتا ہے یارب کیا کروں

ہائے میری بات وہ سنتا نہیں حالِ دل کہنا[3] ہے مطلب کیا کروں

دل میں آتا ہے[4] کہ مر رہیے کہیں پر نظر آتا نہیں ڈھب کیا کروں

شمع کے مانند اے اہلِ نظر سوز میں جلتا ہوں ہر شب کیا کروں

سوز[5] مت دکھلا مجھے اس شوخ کو
دل اٹک جاوے کہیں تب کیا کروں

---

[1] ا آتے

[2] کـ میں اس غزل کی ردیف "کیا کہوں" ہے

[3] کـ، ا کہتا

[4] کـ، ل، ش آتی

[5] ش مت تو دکھلا اب مجھے اس شوخ کو
کـ، ا ۔ اب دکھلا مجھے " "

آہ[1] اِس دل کو جلا دوں کیا کروں — آنکھیں رو رو کر[2] سُجھا دوں؟ کیا کروں؟

دل مجھے[3] کہتا ہے دلبر کو دکھا — کیوں جی؟ سچ! اس کو دکھا دوں کیا کروں؟

آہ[4] آنکھوں نے[5] آ سے شیدا کیا — آنکھوں میں پتلی[6] چھپا دوں کیا کروں؟

جب کہ تن نے[7] مجھ کو یہ سب دُکھ دیا — آگ اس تن کو لگا دوں کیا کروں؟

اُس[8] کو چھوڑ یہ آہ بن رہتا نہیں

سوز کا میں منہ جلا دوں کیا کروں

---

[1] ش، ل، ا، ک — دل کو میں غم میں جلا دوں

[2] ل، ک — کے

[3] ن — مرا

[4] ن — ہائے

[5] ش، ل — آنکھوں میں
ن — ... نے مجھے رسوا

[6] ش — انگلی
ا — نکلی چھپا دوں (کہاں)

[7] ش، ک، ا، ل — مجھ کو زنداں میں دیا

[8] ل — اس کے جز بن آہ یہ رہتا نہیں

اِن جفاؤں پر اگر اب[1] غم نہ کھاؤں کیا کروں
کوہ و صحرا میں نہ میں گر بھاگ جاؤں کیا کروں

آشنا نا آشنا سب ہو گئے اے وائے بخت
وحشیوں سے جا کے اب تیغہ بھڑاؤں کیا کروں

نوکِ سوزن اور[2] اب جا گر نہیں ہے دل میں وائے
سوزنِ عیسیٰ سے چاکِ دل سلاؤں کیا کروں

یوں تو میں مرتا نہیں اور جی نکلتا بھی نہیں
روئے روئے تن بدن اپنا گھلاؤں کیا کروں

وہ مرا دل سوز بھی آتا نہیں اے یا نصیب
حالتِ سوزِ دروں کس کو سناؤں کیا کروں

---

[1] د (ع) بعد
[2] ا ء وار

اُس پاس پھر گیا دلِ گمراہ کیا کروں
دم مارنے کی بات[1] نہیں آہ کیا کروں

بستی میں ہے نہ چین نہ جنگل میں ہے قرار
گھبرا گیا ہوں اُسے[2] مرے اللہ کیا کروں

آوے گا یا نہ آوے گا شب تو گزر گئی
دیکھوں نہ دیکھوں اُس کی بھلا راہ کیا کروں

دل بے خبر پڑا ہے خدا جانے کیا ہوا
اس حال[3] سے میں سوز کو آگاہ کیا کروں

---

[1] ل تاب
[2] ش ت د ل کیوں
[3] ل چال

یار بن میں زندگانی کیا کروں[1] — اے قضائے آسمانی کیا کروں[2]

برق کی مانند جاتا ہے نکل[3] — ایسے دل کی پاسبانی کیا کروں

دل تلک پہنچے گا کیا مذکور ہے — مرہم زخم نہانی کیا کروں

ہے جگر میں زخم[4] سوچیو تو سہی — تو ہی بتلا میرے جانی کیا کروں

[5] اب نہ دل ہے پاس نے لخت جگر
سوز اُن[6] کی مہمانی کیا کروں

---

[1] م، ش، ک، ل — تجھ بنا

[2] ش، ک، ل — ہے

[3] ع — برق سے بن جلد

[4] ن، و — آکر دیکھ لے

[5] ن — نہ تو دل ہی پاس نے لخت جگر
ک — " " نہ "
ل — نے " نے "
ش — " " نہ "

[6] و — اس کی

جو ایک دم کبھی میں اس شوخ سے کلام کروں
تو بے تکلف اسی[1] آن جاں تمام کروں

خرد پہ اپنے بڑا ہے گھمنڈ[2] ناصح کو[3]
جو اس کے روبرو بولے تو میں سلام کروں

خراب کیوں ہے تو اے سوزِ غم کے ہاتھوں سے
کہا جو مانے[4] مرا آج ایک کام کروں

علم فرازِ تکبر کی جب سواری ہو
تو لے کے ساتھ[5] تجھے یہ بھی ایک نام کروں

کہوں کہ عبدِ وفادار بیچتا ہوں میں
بڑا مزا ہو[6] کہے لا اسے غلام کروں

---

[1] ع — اس وقت

[2] ع — نصیحتوں پہ بہت ہے
ل (م) — خرد پہ اپنی بڑا ہے

[3] ل-۱، ل-۲ — کوں

[4] ا، ع — کہا تو مان مرا آئیں
م، ن، ل-۲ — " " آ نہ
ش — " " آن

[5] ن — تو ساتھ لے کے تجھے
ع — تو تیرا ہاتھ پکڑ کر

[6] ش — برابر رکھدار
ع — عجب مزا ہے

کہاں نصیب کہ اس شوخ[١] سے کلام کروں
جو حالِ دل ہے اسے کہہ کے میں تمام کروں

نہ تجھ کو رحم مرے حال پر نہ مجھ کو صبر
جنوں[٢] میں کیونکہ بسر اپنے صبح و شام کروں

نہ رکھ نماز سے محروم دے مجھے ساقی
شراب اتنی کہ میں سجدہ سوئے جام کروں

ہمیشہ مل کے رقیبوں سے جب تو ہو بدنام
میں کس طرح سے بھلا تجھ کو نیک نام کروں

خدا خدا کر[٣] اب اس سے ہوئی ہے یہ امید
کہ رام ہو وہ مرا گر میں اس کو رام کروں

مرے سلام نہ لینے سے ہو گیا ناخوش
اگر وہ پھر ادھر آوے تو میں سلام کروں

کبھی تھا شوخ مجھے بزمِ عیش میں اے سوز
بغیر اس کے نہ میں رو بسوئے جام کروں

---

١ ش: جو
ا: ہے
٢ ش، و: جیوں میں
ل: جہاں میں
٣ ش، و، ل: کے (ندا)

کیوں جی تسکینِ دلِ زار کروں یا نہ کروں ؟
نالہ جا کر پسِ دیوار کروں یا نہ کروں

سُن لے آتش بات مری تو کہ رشک بانی ہے
پھر سخن تجھ سے ستم گار کروں یا نہ کروں

سخت مشکل ہے کہ ہر بات کنایہ سمجھو !
ہے زباں میری بھی گفتار کروں یا نہ کروں ۔

خوابِ شیریں میں وہ اور دل ہے سراپا باشوق
جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کروں یا نہ کروں

موسمِ گل ہے میں صیاد سے جا کر یارو
ذکرِ مرغانِ گرفتار کروں یا نہ کروں ۔

حال باطن کا نمایاں ہے مرے ظاہر سے
میں زباں اپنی سے اظہار کروں یا نہ کروں

عہد تھا تجھ سے کہ بھر عمر وفا سیکھے گا
ان سلوکوں پہ جفا کار کروں یا نہ کروں ۔

گزر گئے اس جہاں سے یار[1] فقیر و امیر و شاہ لاکھوں

طریق پر کوئی کوئی آیا وگرنہ بھٹکے[2] گمراہ لاکھوں

بلا تردد، بلا تامل، بلا تصنع بلا تانی

امید بخشش ہے جب سے ہم کو کیے ہیں تب سے[3] گناہ لاکھوں

یہ گیر و دار و بوس کیوں پھیرے ہے کوئی تو ان پاس جا کے پوچھو

مگر کوئی دل پڑا ہے مارا کہ پھرتے ہیں داد خواہ لاکھوں

قتیل مژگاں کی گور پر کل نظر پڑا دور سے نیستاں

جو پاس جا کر کیا تفحص نکلتے تھے نالہ آہ لاکھوں

ادھر سے آتا ہے[4] تیغ در دست ادھر سے جاتا ہوں میں بدمست

ادھر کرے قتل کا وہ ساماں[5] ادھر سے ہوں داد خواہ لاکھوں

زباں اپنی سنبھال ظالم یہ گالیاں کس کو دے رہا ہے

مجھے نہیں ایک[6] کا تحمل سنا نہ تو[7] خواہ مخواہ لاکھوں

اسیر الفت، شہید ابرو، فگار مژگاں، خراب گیسو

جو تو کہے آوے[8] تو چیت[9] جاویں رکھیں ہیں تجویز لاکھوں

کسو[10] نے اس کو جگا کے[11] پوچھا کہ دیکھیو سوز کیا ہے؟

مجھے جو دیکھا تو ہنس کے بولا[12] پھریں ہیں ایسے تباہ لاکھوں

---

۱ ن	لاکھوں
۱	یارب
۲ ش	بھکے

←

۳ے ک	ہم نے
۴ے ن	ہے
ک	ہوں
۵ے ن	ہوے عذر خواہ
ش	سے ہوں قدر خواہ
۶ے ش، ک	کے
۷ے ش، ک	سناتا ہے خواہ نخواہ
ا	یہ نہ تو خواہ نخواہ
۸ے ا	ثول
۹ے ا	جبہ
۱۰ے ن، ا	کسی
۱۱ے ک	پوچھا
۱۲ے ع	کہنے لگا

* شاہ حاتم (۱۱۱۱ھ/۱۷۰۰ء — رمضان ۱۱۹۷ھ/جولائی ۱۷۸۳ء) کے "دیوان زادہ" میں اس غزل کی تضمین میں کہی گئی حاتم کی ایک غزل شامل ہے

یہ مصرع سوز سُن کے حاتم کہے ہے ناصح سے اے عزیزو
امید بخشش ہے جب سے ہم کو کیے ہیں ہم نے گناہ لاکھوں

اس غزل پر "در زمین میر سوز ۱۱۶۹ھ" درج ہے یہ سنہ ہجری ۶-۱۷۵۵ء کے مطابق ہے اس لیے سوز کی غزل کا زمانہ تصنیف بھی اسی کے لگ بھگ ہونا قیاس میں آتا ہے

(رک: دیوان زادہ از شیخ ظہور الدین حاتم مرتبہ غلام حسین ذوالفقار، لاہور: ۱۹۷۵ء)

کونسا دن ہوگا کہ میں وہ رخِ زیبا دیکھوں

نازکا[۲] اس کے بھلا میں بھی تماشا دیکھوں

[۳] کونسی وہ بھی گھڑی ہوگی خداوند کریم ؟

وہ کرے جو کہلے اور میں اسے بیٹھا[۴] دیکھوں

دل ہرا لے کے گئے لوگ [۵] بہ تقریب فروخت

[۶] یہ بھی پوچھا نہ کہ میاں لدشے ہے کیا دیکھوں

کیوں مری[۷] جان یونہی روتے رہیں ساری عمر

[۸] کبھی دل میں نہ ہوا بھول کے دریا دیکھوں

ترے ہی غم میں ہوا سوز اسے[۹] کیوں بے دید

یہ کبھی جی میں نہ آیا کہ اسے جا دیکھوں

---

۱ ش — یار

۲ ع — گوارہ کے

م ک ش — بھلا میں تو

۳ ع — کوئی ایسی بھی گھڑی ہوگی کبھو یا مولا

۴ ل — تنہا

۵ ک ش — بتقریب و فروخت

۶ م ل ک ش — یوں نہ پوچھا کہ بھلا لدشے

ع — یہ نہ بولا کہ

ش — بھلا لدے ہو

۷ ش ل — میاں

۸ ل — یوں نہ آیا کہ کبھی بھول ...

ش و ع — کبھی دل میں نہ ہوا بھول ...

۹ ن — ارے

نہ ہو اے بے مروت مجھ سے ناخوشنود اٹھتا ہوں
عبث ہوتا ہے کیوں مجھ پر عتاب آلود اٹھتا ہوں

نہ دے تکلیف اپنے[1] خنجر و شمشیر کو[2] ظالم
میں اپنے اشک خوں پالا سے خوں آلود اٹھتا ہوں

اگرچہ بزم سے تیری نہیں اٹھتا ہے دل لیکن ،
رقیب بے حیا کے واسطے میں زود اٹھتا ہوں

دکھاتا ہے مجھے کیوں عشق بیٹھا ہوں عجز سے پر
میں تیرے سامنے ہر شے کو ہوں موجود اٹھتا ہوں

سنے سب شاعروں کے شعر سب سے خوش ہوا لیکن
سنوں ہوں سوز کے جب شعر تب[3] تو کود اٹھتا ہوں

---

۱ ن اپنی
۲ ا گوں
۳ ع یوں

بہ خامی ہے[1] کہ سوزِ عشق سے فریاد کرتا ہوں

میں اس دولت کے محروموں کو جل جل یاد کرتا ہوں

فلک نے لالچی جانا تھا مجھ کو تو ہیں[2] ڈھکایا

میں اس کے وعدے پر اب تک[3] دل اپنا شاد کرتا ہوں

شب و روز اس طرح کھٹتا[4] ہے تیرے جور سے قاتل

گھڑی[5] فریاد کرتا ہوں گھڑی[6] بے داد کرتا ہوں

قبول[7] اب بھی نہیں کرتا ہے میرا قتل ہے ظالم

میں کس کس کو دل سیتی منتِ جلاد کرتا ہوں

یہ حسرت رہ گئی دل میں کبھو[8] اس بے مروت نے

نہ پوچھا سوز کوں[9] اتنا کہ میں بھی یاد کرتا ہوں

---

[1] ن — وہ کیا جانے ہے

[2] ن — بھی

[3] ا — وعدے اوپر اب تلک دل شاد کرتا ہوں

[4] ن — کٹتا ہے

[5]، [6] ن — کبھی

[7] ا — ہرگز نہیں کرتا ہے میرا قتل بھی ظالم

[8] ا — کبھی

[9] ن — کو

آہ میں بے قرار کس کا ہوں — کشتۂ انتظار کس کا ہوں

تیر سا دل میں کچھ کھٹکتا[١] ہے — دیکھیو میں شکار کس کا ہوں

دل ہے یا میں ہوں، میں ہوں یا دل ہے — اور اب ہم کنار کس کا ہوں

چین[٢] اتنا نہیں مجھے[٣] یارب — دل پُر اضطرار[٤] کس کا ہوں

چاک ہے مثلِ گل تمام بدن — یارب اتنا فگار[٦] کس کا ہوں

سوز نے[٥] جوں کہا کہاں تھا یار؟
کہا[٧] چل بے میں یار کس کا ہوں

---

١ ش، ل — کھڑکتا

٢ ش — جان

٣ م، ش، ک — یارو

٤ ک، ن — اضطراب (سک)

٥ ل — میں جو کہا

٦ ل — لولار

٧ ک — کہا بل بے

ش، ل — چلیے

کون کہتا ہے کہ میں ہشیار یا مدہوش ہوں
افترا سے خلق کے ہاتھوں سے[1] میں خاموش ہوں

ساقیا فردا کے وعدے پر متاع[2] عقل رکھ
جام بے ہوش پیلا تیرا میں دُردی[3] نوش ہوں

ناصحا بے زار میں تجھ سے[4] یہاں آیا نہ کر
چل[5] بہت بک بک نہ کر او بے ادب خاموش ہوں

تو جو کہتا ہے کہ میری بات کا کچھ دے[6] جواب
اس تری افسانہ گوئی پر کرے[7] بادہ نوشی ہوں

اب مجھے صورت نہیں بھاتی ہے واللہ خلق کی
اے زمیں تو مجھ کو چھپنے دے کہ میں روپوش ہوں

میاں علی بند سپر تسمے سے تو میرے بنا
تو گلے پڑ کر کسی عنواں تو ہم آغوش ہوں

---

[1] ش ت ل — اب
[2] ع — دل کو رکھ
ل — متاع عقل کہہ
[3] ک ت ل — درد
ش — وادی پرش
[4] ع — اب وعظ کے سننے کا یاں کس کو دماغ
[5] ع — بس
[6] ا — دے کچھ جواب
[7] ل — مایوس

منّ سانتی[1] کرتا ہے تو مجھ پر جفا[2] میں کیا[3] کہوں
مجھ کو تو کچھ آتا نہیں غیر از دعا میں کیا کہوں؟

اے صاحبو بولو ذرا ایسے سے کیا بس چل سکے
دیکھے ہی دیکھے آن کر دل لے گیا میں کیا کہوں!

کہنے سے بن آتی نہیں تعریف اس کے حسن کی
چھپ[4] دیکھتے ہی مر گیا ہے اے ادا میں کیا کہوں

تھا دل[5] میں آج اچھی طرح شکوہ کروں گا روبرو
منہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں

تہمت[6] ہے یہ سب سوز پر ملتا ہے کب اوروں سے وہ
جھمک ساری[7] تیرے روبرو جس نے کہا میں کیا کہوں

---

[1] ن — من سانی ہی

[2] ش، ل — جفائیں

[3] ن میں اس غزل کی ردیف : "میں کیا کروں" ہے

[4] م، ش، ک — منہ دیکھتے ہی دور سے وہ ہنس پڑا میں کیا کہوں

[5] ع، ل — جی

[6] ا — حجت ہے سب یہ سوز پر
ش، ک، ل — تہمت " " "

[7] ا — مارا
ن — مارے

قیس کی آوارگی ہے دل میں سمجھو تو کہوں
ورنہ لیلیٰ ہے ہر اک محمل[۱] میں سمجھو تو کہوں

چشمِ کم سے خلق کو آپس میں مت دیکھا کرو
نور ہی چمکا ہے مشتِ گل میں سمجھو تو کہوں

میکدے اور کعبے میں کیا ہے تفاوت شیخ جی
شیشہ ہے پتھر کی ہر اک[۲] سل میں سمجھو تو کہوں

ناصحو کیفیت ان آنکھوں کی کیا پوچھو ہو تم
مجھ سا عاشق ہو گیا اک پل میں سمجھو تو کہوں

جانتے ہو عیش تم دنیا میں جس کو سو نہیں
عیش ہے دنیا کی جو محفل میں سمجھو تو کہوں

کرتے ہو ہر دم جو وصفِ چشمۂ آبِ حیات
آب ہے جو خنجرِ قاتل میں سمجھو تو کہوں

تم جو پوچھو ہو مجھ سے دل کی کیا لذت ہے سوز[۳]
جو[۴] تڑپ کا ہے مزا بسمل میں سمجھو تو کہوں

۱؎ ن محفل
۲؎ ا یک
۳؎ ل شوخ
۴؎ ک، ا جوں

اب تو ایسا میں ناتواں ہوں — جو کہہ نہیں سکتا منہ سے ہاں ہوں
اے صاحبو تم تو راست بولو — مُردہ ہوں میں[۲] یار کر نیم جاں ہوں
ایسا تو سبک[۳] ہوا ہوں ہے ہے — جو سب کے دل پہ اب گراں ہوں
دشمن سے نہیں ہے مجھ کو رنجش — آزردۂ طعن[۴] دوستاں ہوں
اے کاش ہُوا نہ اس کے غم میں — میں کشتۂ رشکِ کشتگاں ہوں
میں نے[۵] کوہِ غم اٹھایا — یوں تو یک مشتِ اُستخواں ہوں
اب اتنی[۶] آرزو ہے باقی — جو اس کا خاکِ آستاں ہوں

ظاہر[۷] بینوں نے میر[۸] جانا
میں تو دہی سوز نوجواں ہوں

---

۱ ش — انساں
۲ ش — یار کر غم سے ہاں
۳ ک — سنگ
۴ ش — ز طعن
۵ ش ل — میں نے نہیں
۶ ش ل — اتنی آرزو (بدون ہے)
۷ ش — میں بتوں نے
۸ ک — میر

ظاہر میں گرچہ بیٹھا لوگوں کے درمیاں ہوں
پر یہ خبر نہیں ہے میں کون ہوں کہاں ہوں؟

کیوں ساکنانِ دنیا آرام دو گے اک[1] شب
بچھڑا ہوں[2] دوستوں سے گم کردہ کارواں[3] ہوں

یاں[4] اہلِ بزم میں بھی آؤں ہر ایک سن لو
تنہا نہیں ہوں بھائی با نالہ و فغاں ہوں

سوراخ جاکٹ لاکھوں، داغوں کی کون گنتی
گلشن دل و جگر ہے گو صورت خزاں ہوں

رہتا ہوں جس جگہ میں واں کس کو ہے رسائی
نے بر سرِ زمیں ہوں نے زیرِ آسماں ہوں

خطرہ کدھر سے آیا یارب یہ ما سوا کا
مدت سے میں بھی اپنے اس دل کا پاسباں ہوں

سر مانگتا ہے قاتل قاصد شتاب لے جا!
[5] اتنی سبک سری کا[6] پر کا ہے گو سر گراں ہوں

نام و نشاں[7] نے یارب رسوا کیا ہے مجھ کو
اب چاہتا ہوں حق سے بے نام و نشاں ہوں

[8] آتا ہے جانِ تازہ ہر زخم کے الم سے
سو جان سے ہوں قرباں[9] ہر چند نیم جاں ہوں

قاتل پکارتا ہے! ہاں کوئی کشتنی ہے؟
[10] کیوں سوز تو ہے چپکا کچھ بول اٹھ تو ہاں ہوں

---

۱ ن: یک
۲ ش: خوشیوں سے
۳ ا: آشیاں
۴ ش، ک: اے اہلِ بزم
۵ ل: درد / ش: اپنی
۶ ا: پہ
۷ ل، ک: مجھ کو رسوا کیا الٰہی
۸ ا: سے ہے
۹ ا: فرما
۱۰ ل، ک: چپکا ہے تو کیوں اے سوز / ش، ا: " " کیوں تو "

برقِ تپیدہ یا شررِ بر جہیدہ ہوں
جس[1] رنگ میں ہوں میں غرض[2] از خود رمیدہ ہوں

عنقا ہوں[3] یا ہما ہوں وگر ہوں مسیح[4] و خضر
آبادیِ جہان سے عزلت گزیدہ ہوں

منت کشِ خزاں ہوں[5] نہ حسرت کشِ[6] بہار
جوں سرو باغِ دہر میں دامن کشیدہ ہوں

پہلو نشیں کے غم سے جگر میں ہے خار خار
مانند گل کے بسملِ در خوں طپیدہ ہوں

اے اہلِ بزم میں بھی مرقع میں دہر کے
تصویر ہوں و لے لبِ حسرت[7] گزیدہ ہوں

اے اشک و آہ مجھ سے نہ آگے چلو کہیں
بچھڑا ہوں کارواں سے مسافر جریدہ ہوں

صیاد اپنا دام اٹھا لے کہ جوں صبا
ہوں تو چمن میں پر گلِ حسرت چشیدہ ہوں

غم ہوں، الم ہوں درد ہوں سوز و گداز ہوں
میاں[8] اہلِ دل کے واسطے میں آفریدہ ہوں

---

[1] ل: جو کچھ کہ ہوں سو ہوں
[2] ن، ع: آفت رسیدہ
[3] ا، ل: ور — شش: اور
[4] ک: مسیح خضر
[5] شش: و
[6] ک، ل: کش (سک)
[7] شش، ک، ا، ل: حسرت
[8] ن، ع، ل: یاں

سرخوشِ جوشِ بہارِ نرگسِ مستانہ ہوں — آپ ہی مینا[1] ہے ہوں آپ ہی میں[2] پیمانہ ہوں
گاہ خارستاں[3] ہوں اور گاہ ہوں رشکِ چمن — گاہ شمعِ بزم ہوں[4] اور گاہ خود پروانہ[5] ہوں
گاہ جوں شیر و شکر آمیختہ ہوں خلق سے — گاہ جوں طیرِ پریدہ[6] سب سے میں بیگانہ ہوں
گاہ مردم دہند سے آباد تر ہوں خلق میں — گاہ دشتِ کربلا سا[7] شک صد ویرانہ ہوں
گاہ سوزِ عاشقاں ہوں ہر دلِ صد چاک میں
گاہ سینے کو بلا زلفِ بتاں کا شانہ ہوں

---

[1] ک — آپ ہی میں
[2] ن — آپ ہی پیمانہ ہوں
[3] ن — خارستاں ہوں میں
[4] ل — گاہ جوں طیر پریدہ سب سے میں بیگانہ ہوں
[5] ل — جوں پروانہ
[6] ل — گاہ شمعِ بزم ہوں اور گاہ جوں پروانہ ہوں
[7] ش — طیر پرندہ
ا — جانِ رمیدہ
ل، م — طیر پریدہ
[8] ش، ل، م، ک — گاہ دشتِ کربلا سا دہر میں

گرچہ میں سارے جہاں کی وضع سے بیگانہ ہوں
پر تمھاری شمع[1] کا اے بے الفتو[2] دیوانہ ہوں

گرچہ کونے میں بٹھا رکھا ہے ساقی نے مجھے
پر میں اپنی چشم[3] تر سے رشکِ صد پیمانہ ہوں

گرچہ[4] ظاہر میں ہے میری وضع سب سے متقی
پر[5] مجھے باتوں میں گر کھولو تو بس رندانہ ہوں

گرچہ جیتے جی زبان زد خلق کا ایسا نہیں
پر سمجھتا ہوں کہ بعد از مرگ میں افسانہ ہوں

شمع ساں گرچہ نہیں میں مجلس افروزِ جہاں
اپنے دل میں تو کسی کے طور کا پروانہ ہوں

گرچہ کہتے ہیں بہت نامرد مجھ کو واہ رہا
لیک[6] جی دینے کو ان ساروں میں میں مردانہ ہوں

گرچہ بکتا ہوں بہت سا لغو بے ہوشی کے بیچ
اے خرد مندو[7] مجھے تم بخشیو مستانہ ہوں

گرچہ یار بادہ پر دیتا ہوں اپنا جان کا شش
خاک ہو نے پر بھی میں خشتِ درِ میخانہ ہوں

(گرچہ)[8] تنہا ہوں رفیق و دوست کچھ[9] رکھتا نہیں
[دیکھو تو][10] آئینۂ باطن میں میں بے خانہ ہوں

جیسے بر جو[11] دیسے چھا از چشم سے دیکھو ذرا
بندۂ دل سوز ہوں ہم صحبتِ جانانہ[12] ہوں

←

١ ن سچ

٢ ن بیگانہ

٣ ن چشم سے تو

٤ ا ..... بے کس وضع کا ہے ..... کی (کذا)

٥ ا .. ... اگر کھو تو بس زندانہ پہن

٦ ن لے کے جی دینے کو ...

٧ ا خردمنداں

٨ طبق ن

٩ ا رکھتے نہیں

١٠ ا ہم خانہ

١١ ا دل بچا لو چشم دیکھو کچھ نہیں (کذا)

١٢ ا جانا

کہوں اک بات میں تجھ سے اگرچہ کی اماں پاؤں
کبھی تو پاس آ میرے ترے قربان میں جاؤں۔

گلے میں گریہ، آنکھوں میں نگہ دل میں پھنسا نالہ
نفس تنگی لگا کرنے کہاں تک میں نہ گھبراؤں

نگاہ و غمزہ و ناز و ادا و عشوہ و شوخی
مجھے سب کھینچتے ہیں یا الٰہی میں کدھر جاؤں

نہ صحرا میں اسے آرام ہے نے شہر سے الفت
پھٹا ہے طفلِ دل یارب اسے میں کیونکے بہلاؤں

خفا ہو کر گیا ہے سوز وہ جس دن سے حیراں ہوں
کس کو بھیجوں اس کے گھر میاں آپ ہی منا لاؤں

لہ ع مجھے قربان ہونے دے ترے قربان میں جاؤں۔

تو نہ کہہ منہ سے اپنے گھر جاؤں[1] — میں[2] ترے صدقے ہو کے مر جاؤں

ایک[3] دل تھا سو چھین لے گیا تو — تیرے ہاتھوں سے میں کدھر جاؤں

رہ رہ کے جی میں آتی ہے یہ[4] (بات) — جھٹکے سے زہر کھا کے مر جاؤں

اتنی فرصت دے مجھ کو اے ظالم — اپنے[5] جی سے جو میں گزر جاؤں

پر کیا کروں[6] بات ہی کڈھب ہے

ورنہ میں موت سے یوں ڈر جاؤں

---

* یہ غزل ا میں دو مختلف مقامات پر درج ہے پہلے صفحہ ۲٦٧ پر اور پھر صفحہ ۲٧۲ پر۔ پہلے متن میں کسی خاص نسخے سے اخذ کیے جانے کی صراحت نہیں۔ آ کی روشِ عام کے مطابق جس کا مطلب، غزل کا دونوں نسخوں (م اور ع) میں موجود ہونا ہے، جبکہ دوسرے متن کے حاشیہ میں بتایا گیا ہے کہ "یہ غزل م میں نہیں ہے"۔ ۱۲

١ ک، ش، ا-٢٧١ — تو منہ سے نہ کہہ کہ اپنے

ل — تو منہ نہ کہہ

٢ ک، ش، ل، ا-٢٧١ — صدقے تیرے ہوئے میں نہ

٣ ک، ش، ل، ا-١ — دل تھا سو ....

٤ ا-١ — آتے ہے یہ

ک، ش، ل — آتی ہے یہ

٥ ا-٢٧١ — جو اپنے جی سے میں

٦ ن — کیا کروں (کرو)

یہی ہے دل میں کچھ اب زہر کھا کر آج مر جاؤں[1]
کوئی اب زہر بھی دیتا نہیں یارب کدھر جاؤں

جلاتا ہے تو جوں[2] جوں میں ترے قربان ہوتا ہوں
میں پروانہ نہیں جو ایک پل[3] میں جل کے مر جاؤں

عدو کے ہاتھ سے گونا[4] نہیں ملتا ہے چھپنے کو
زمیں پر تو نہ چھوڑیں گے مگر افلاک پر جاؤں

---

[1] ش ملتا
[2] ت، ن، ش مجھ کو میں ترے
[3] ش دم میں
[4] ش گویا

سبھی ہیں دل کے لے جانے کی باتیں — سمجھتا ہوں یہ[1] بہلانے کی باتیں

کبھو[2] ہنسنا کبھو[3] گھبرا کے رونا — کوئی دیکھو تو دیوانے کی باتیں

مجھے مت دیکھ کر تیور[4] چڑھا جان — ہماری[5] ہیں یہ مر جانے کی باتیں

ہم آپی[6] دیر ہیں آپی برہمن — کہو مت ہم سے بت خانے کی باتیں

تمہاری دم بدم کھینچے ہے زلفیں — ابھی ٹک[7] دیکھیو شانے کی باتیں

ق

کہا میں نے[8] یہ اس سے تیری خاطر — سُنوں[9] ہوں اپنے بیگانے کی باتیں

لگا کہنے کہ مت کر چونچلے سوز — یہ سب ہیں گالیاں کھانے کی باتیں

---

۱ ن — میں

۲،۳ ن — کبھی

۳ ش — کبھیں

۴ ش، ل، ک، ا — تیوری

۵ ا — ہمارے

۶ ق میں اسے تکرار کر "آپ ہی" درج کر دیا گیا ہے جبکہ یہ بول چال کا لہجہ ہے جو "آپ" ہی اور "آپی" کی درمیانی آواز پر مشتمل ہے۔ "آپ ہی" سے مصرعہ بے وزن ہو جاتا ہے

۷ ش، ل، ک، ا — دیارے

۸ ن — کر بیارے

۹ ن، ش، ل، ک — سنو

آنکھیں بھی اس کی آنکھوں سے گر رنگ ملا کریں[1]
تو ہم کسی سے کاہے کو آشنا گلا کریں

گر جوش مارے خط کی ترے چہرے[2] پر بہار
غنچے دلوں کے گل کی طرح سے کھلا کریں

کیونکر نہ چشم و ابرو سے ہو قتل دل مرا
دو ترک مست لے کے جو تیغ[3] بلا کریں

بار دگر[4] بہار نے مارا ہے جوش اب
بر پا[5] جنون اپنے کا ہم سلسلہ کریں

آئینہ[6] کا عبث ہے سکندر پہ[7] تعبیہ
بہتر[8] ہو دور اس سے جو دل کو جلا کریں

ہے معتبر انھوں[9] کی جہاں میں ہموسی
جو خاک کو نگاہ سے اپنی طلا[10] کریں

اے سوز میں بدوں نہ تھی ان کی قرار دل
شہری غزال یہ جو کسی سے ملا[11] کریں

---

[1] ل: آنکھوں سے اس کی آنکھیں گر رنگ ملا کریں
[2] ش: چہرہ
[3] ش، ل: تیغے
[4] ک: بارے
[5] ک: بر بلا
[6] ن، ل: آئینے
[7] ن، ک: پہ
[8] ن: پتھر
[9] ش، ک، ل: انھیں
[10] ل: جلا
[11] ا، ک، ش: ہلا

دل کے ملنے کا کچھ نہ چارہ کریں
بس گریبانِ صبر پارہ کریں

غوطہ مارا ہے عشق میں اس کے
کیا اسے چھوڑ کر کنارہ کریں

اس ضعیفی میں گر وہ بوسہ دیں
پھر جوانی تو ہم دوبارہ کریں

کب تلک کونے میں چھپے رہیے
آپ کو اب تو آشکارہ کریں

لوگ کہتے ہیں لوٹتا ہے چلو
سوز کا دور سے نظارہ کریں

شہیدِ عشق کے مسجود یا امام حسین
امیدواروں[1] کے مقصود یا امام حسین

نہیں ہوا کوئی تم سا شہید یا[2] شاہد
تمھیں ہو شاہد و مشہور یا امام حسین

زبانِ سوز کہاں اور تمھاری مدح کہاں
تمھیں ہو حامد و محمود یا امام حسین

ق
غریب[3] سوز تمھارا بہت پریشاں ہے
اسے نواز بھی[4] دو زود یا امام حسین

رہے جہان میں جب تک تو باوقار رہے
بحقِ عزتِ معبود یا امام حسین

وگر بلاؤ کبھی اس کو اپنی خدمت میں
تو یہ کہے وہیں موجود یا امام حسین

ملے[5] کریم سے آگے کوئی کبھی کیوں کر
محامدِ کرم و جود یا امام حسین

---

[1] ا، (ع) امیدوار
[2] ا، تا
[3] ا، گناہگار تمھارا
[4] ا، ہی
[5] ا، ... کریم کے آگے کوئی کہے کیونکر

نہ رو رو کے کچھ میں نے تر کی ہیں آنکھیں [1]
یہ دھو دھا کے تیری* نذر کی ہیں آنکھیں [2]

ملے گا ولیکن رقیب اس کے پھر ۵
کہ یکبارگی دونوں پھوڑ کی ہیں آنکھیں

اجی دیکھتے ہو ڈھٹائی میاں کی [3]
مجھے دیکھتے ہی کدھر کی ہیں آنکھیں

---

* سوز کے ہاں تسکین الاوسط سے انحراف عام ہے

[1] ا — نہ کچھ میں نے رو رو کے

[2] ا — میں نے نذر کی ہیں آنکھیں

[3] ا — ذرا دیکھیو تم ڈھٹائی صنم کی
ش، ل، ت — " " تو " "

مجھے معلوم یوں ہوتا ہے[1] میری بھی ہیں ایسی آنکھیں
کسی کی دیکھ کر شاید جہاں میں ہیں[2] تمھسی آنکھیں

خدا جانے کدھر کو دیکھ کر تجھ کو نکل جائیں
بزور اپنی میاں دُور دُوں[3] سے ہم نے اب کسی آنکھیں

ہجوم از بس تماشائی کا تیرے[4] در پہ رہتا ہے
بسانِ دستۂ نرگس زسرتا پا ہیں آنکھیں

مری آنکھیں جو[5] یاں ساری پڑیں تو کیا تعجب ہے
تری زلفوں نے[6] کیا کیا ایک خلقت کی ڈسی آنکھیں

نقاب اب دُور کر چہرے سے کیا[7] منہ کو چھپاتا ہے
قدم تیرے[8] کو ملتے ملتے عالم کی گھسی آنکھیں

ترا وہ حسنِ دلکش ہے نکالے جس کو تو گھر سے
پلٹ کر پھر طرف گردی ہی[9] سے اس کی دھنسی آنکھیں

مرے رونے کا آگے یار کے[10] ہر دم یہ باعث ہے
دکھاتی ہیں اسے اے سوز اپنی بے کسی آنکھیں

---

[1] ا — ہیں تمھسی
[2] ا — ہمسی
[3] ل — زوروں سے
[4] ک، ا، ش، ل — قد
[5] ل — جو ہماری یاں پڑیں
[6] ن — نے ہیں کیا ایک خلقت کو
ش — " " " " کی
[7] ک، ا، ش، ل — کس منہ سے
[8] ن — کو تیرے
[9] ن — کی
[10] ن — یار کے آگے سبب یہ ہے

جس نے دیکھی ہوں تری مہر و فا کی آنکھیں
اس کو دکھلاتے[1] یوں جور و جفا کی آنکھیں

دیکھ لے آنکھ اٹھا کر تو کبھو[2] حال غریب
یوں تو لاریب کہ تیری ہیں حیا کی آنکھیں

ہر گھڑی آنکھ نکالے ہے تو مجھ پر ناصح
کبھی دکھلا دوں گا میں تجھ کو ادا کی آنکھیں

میں تو روتا نہیں کس واسطے[3] ہوتا ہے خفا
یونہی پر خون ہیں میری تو سدا کی آنکھیں

دل چرا کر کے نکالے ہے تو آنکھیں الٹی
ہاں[4] جی نا چھپتی تو ہیں ہم سے دغا کی آنکھیں

چشم نرگس کو تری چشم سے کیا ہم چشمی
ماہ و خورشید کی تجھ پر سے فدا کی آنکھیں

تمھیں تو سوز کو پہچانو گے سبحان اللہ —
کہیں[5] دیکھی بھی ہیں اے شاہ گدا کی آنکھیں

---

[1] ن — یوں تو دکھلاتے یوں تو
ل — دکھلاتے تو یوں

[2] ن، ا، ل، ش — کبھی

[3] ع — تو کس لیے

[4] ن، ا — ہاں جی چھپتی تو ہیں یہ
ش، ل — " " ہی تو ہیں

[5] ن، ا، ل، ش — کبھی

آنکھیں جو نہ لگ جاتیں[1] تو زار نہ ہوتا میں
پرہیز اگر کرتا بیمار نہ ہوتا میں

طفلی ہی عجب کچھ تھی کیا کہیے جوانی کو
گر عشق ہی کچھ تھا ہشیار نہ ہوتا میں

گر مجھ کو خبر ہوتی بیداری میں[2] آفت ہے
سویا ہی پڑا رہتا بیدار نہ ہوتا میں

اک روز لگا کہنے سب کچھ میں سمجھتا ہوں
جو مجھ کو نہ ہوتا ڈر تو یار نہ ہوتا میں

داماں سے ترے پیارے جوں خاک چمن میں تھا
بے خواب سمجھتا تو بیدار نہ ہوتا میں

پرسوز ترا جلنا کیا مجھ کو جلاتا ہے
ہاں تو نہ اگر ہوتا بے زار نہ ہوتا میں

---

[1] ن، ک — بے زار
[2] ش، ل — ہے آفت

میں آیا جب سے دنیا میں کبھی خود کو نہ سمجھا میں
کہ میں کس واسطے آیا تھا یاں اور ہوں تو ہوں[1] کیا میں

کبھی تو جوں خس و خاشاک ہوں میں سوختن قابل
کبھی جوشِ دروں سے موج زن ہوں مثلِ دریا میں

کبھی نقشِ قدم سے پست تر ہوں راہِ دنیا میں
کبھی تو عرشِ اعظم سے بھی ہوں میں جائے اعلیٰ میں

کبھی کہتا[2] ہوں میں کیا چیز ہوں حیران ہوں یارب
کبھی تو برگ کے ہمرنگ ہوا اٹھتا ہوں چلتا[3] میں

غرض سوزِ دروں نے[4] ہے مرا جان و جگر بھلسا
کبابِ خام ہوں یا سوختہ بتلاؤ کیا ہوں میں

---

[1] ا (ع) سو ہوں
[2] ن بکتا
[3] ا (ع) جیتا
[4] ا ، ع سوز دروں ہے
ن سوز دروں نے ہی

جاتا ہوں ترے در سے بس اے یار رہا میں
نظروں میں رقیبوں کی بہت خوار رہا میں

میں جب سے ملاقات کو آیا ترے نزدیک
ذلت ہی کا ہر وقت سزاوار رہا میں

آئے تھے سبھی ہم قفس اک بار تہِ دام
آزاد ہوئے اور گرفتار رہا میں

پیارے نگہِ لطف نہ بھر عمر کی تو نے
آنکھوں کو تری دیکھ کے بیمار رہا میں

تجھ حسن کی اس واسطے ہے گرمیٔ بازار
اے شوخ ترا بسکہ خریدار رہا میں

اک دم نہ تھما خون مری آنکھوں سے کبھو یار
از بس ترے ہاتھوں سے دل افگار رہا میں

صد شکر کہ رحمت کا سزاوار ہوں اے سوز
گر شیخ کے نزدیک گنہگار رہا میں

لے شں یکدم

آخر[1] عمرِ غمِ دوست سے ہم خانہ رہا میں
جب تک وہ رہا آپ سے بے گانہ رہا میں

ہمسایہ[2] میں رہتا تھا خبر مجھ کو نہ تھی حیف[3] ہے
افسوس یہی ہے کہ اُدھر جا نہ رہا میں[4]

دنیا میں عبث[5] اُن کے محروم چلا حیف
مقصود جو دل کا تھا نہ پایا نہ رہا میں

سچ[6] کہتے ہیں دنیا کو مرض خانہ ہے واللہ
جب تک میں جیا ایک دن اچھا نہ رہا میں

عالم[7] تو یہ کہتا ہے کہ اس میں ہیں رہتے[9]
اور مجھ سے[8] جو پوچھو کبھو یک جا نہ رہا میں

---

١ ن — یک
٢ ک۔ ل — ہمسائے ہی رہتا تھا
ش — بھی
ن — ہمسایہ ہے ہا
٣ ک۔ ا۔ ل۔ ش — ہائے
٤ ک — وہ پہر جا نہ رہا میں
٥ ل — یوں ہی ان کے محروم رہا میں
ک۔ ش — چلا حیف
ا — تو یوں اُن کے
٦ ل — شیخ دنکا
ع — وہ لوگ جو کہتے ہیں اسے غمکدہ سچ ہے
٧ ع — عالم کے گماں یوں ہے کہ اس میں نہیں رہتا
٨ ک — نہ پوچھو
٩ ش — کہیں
ن۔ ل — کبھی

دل مغموم[۱] عاشق کس طرح ہو شاد دنیا میں
نہ جانا جس نے غیر از نالہ و فریاد دنیا میں

صنم کے غم، غریبوں بے کسوں کے مونس و ہمدم
الٰہی تا قیامت تو رہے آباد دنیا میں

ستم گر جنگجو ظالم دغا دشمن ہزاروں تھے[۲]
تغافل کا کیا تو نے[۳] غضب ایجاد دنیا میں

نہ الفت ہے محبت ہے تواضع ہے مدارا ہے
دل ناشاد ہو پھر کس طرح سے شاد دنیا میں

جسے دیکھا جہاں میں وہ[۴] اسیر[۵] دام الفت ہے
مگر یہ گھر بسا ناصح رہا آزاد دنیا میں

ملنسار اور غریب اور بے زبان اور دوست کا مفتون
رہے گا سوز بھی[۶] یارو بہت سا یاد دنیا میں

آ میں مطلع اور تیسرا شعر دو مرتبہ درج ہیں پہلے صفحہ ۲۷۲ پر اور پھر ۲۷۶ پر صفحہ ۲۷۲ کے حاشیے میں بتایا گیا ہے کہ یہ اشعار آ میں نہیں ہیں جبکہ صفحہ ۲۷۶ کا متن آ اور ع کے اشتراک سے تیار کیا گیا ہے ۔ ۱۳۰

۱ـ ل-۱ (ع) مخزون
۲ـ ل، ک، ل-۱ بہت سے تھے
۳ـ ن کا نیا تو نے کیا ایجاد
۴ـ ا سو
۵ـ ن، ک میں سادہ
۶ـ ع کیوں صاحب
م بھی
ےـ ن بہت سا یاد

جب اپنی جاں کنی تک پہنچے یارو کام دنیا میں
ملے شل نگیں تب اعتبارِ نام دنیا میں

جہاں میں کون سا گھر ہے جسے ہم[1] نے نہیں دیکھا
بجز خلوت سرائے دل نہیں آرام دنیا میں

جو[2] پہنچے شیخ ذرّہ بھر بھی رمزِ کفر کو میری
قبولِ خاطر اس کے پھر نہ ہو اسلام دنیا میں

بغیر از مرنے جلنے[3] کچھ نہ دیکھا بزم دنیا میں
کٹی اپنی تو شل شمع صبح و شام دنیا میں

لیا دل کو نہ تھا جب تک مری کیا کیا خوشامد تھی
نہ ہوگا کوئی تم سا[4] بھی میاں خودکام دنیا میں

دلا اب سر کو اپنے پھیر مت سنگِ ملامت سے
یہی ہوتا ہے نادانِ عشق کا انجام دنیا میں

نہ کر اے سوزؔ شکوہ ہم سے[5] دل کی بے قراری کا
محبت کس کو دیتی ہے بھلا آرام دنیا میں؟

---

[1] ا — میرے
[2] ش، ل — ہم نے نہ دیکھا [illegible]
[3] ش — کے نہ دیکھا بزم دنیا میں
[4] ل — ہم سا
[5] ک — اپنی

دیکھا تو کچھ نہ آ کے جہانِ خراب میں
کیوں زندگی خلل ہی کیا تو نے خواب میں

تر دامنی ہے باعثِ آرامِ عاصیاں
کیا ڈھیل ڈھیل سوئیں[1] گے کل آفتاب میں

کب تک درازیٔ شبِ ہجراں کروں بیاں
جوں زلفِ یار عمر کٹی[2] پیچ و تاب میں

محجوب تیری یاد سے رہتا ہوں روز و شب
کیونکر بسے گی اس دلِ پُر اضطراب میں

شرمندہ ہوں میں اپنے دلِ جور کش سے آہ
دوں گا جواب کیا اسے یوم الحساب[3] میں

[4] در تک ترا پئے تیغ لے آیا ہے آج سرخ
دیکھیں تو کیا کرے ہے[5] قضا میرے باب میں

پیری میں عیش گر یہ بھلا[6] اور کیا ہے سوزؔ
دریا کی سیر ہے تو شب ماہتاب میں

---

[1] ل — سوویں گے
[2] ا — گئی
[3] ن — یوم حساب
[4] ن — سر
[5] ا ل ک ش — گی
[6] ن ش ک — کیا ہے اور

ہمیں کون پوچھے ہے صاحبو نہ سوال میں نہ جواب میں

نہ تو کوئی آدمی جانے ہے نہ حساب میں نہ کتاب میں

نہ تو علم اپنے میں ہے یہاں کہ خدا نے بھیجا ہے کس لیے

اسی کو قبر[1] کہتے ہیں زندگی سو تو جسم کے ہے عذاب میں

یہی شکل ہے جسے دیکھو ہو یہی وضع ہے جسے گھورو ہو

جسے جان کہتے ہیں آدمی اسے دیکھا عالم خواب میں

میں خلاف تم سے نہیں کہا اسے مانو یا کہ نہ مانو تم

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے[2] کہ ہزاروں گم اسکی جناب میں

نہ سنو گے سوز کی گفتگو جو پھرو گے ڈھونڈتے[3] کو بکو

یہ نشا ہے اس کے بیان میں کہ نہیں نشا ہے شراب میں

---

[1] ن — تو

[2] ا (ع) — میں

[3] ا ء — ڈھونڈنے

گرد وا کرتی ہے کیا اے یار[2] دن دو چار میں
ورنہ مر جاوے گا یہ بیمار دن دو چار میں

چشم[1] کا معلوم ہوتا گر یہی ہے سیل اشک
بیٹھ ہی جاوے گی یہ دیوار دن دو چار میں

اب ثمر کھانے لگے ہیں لوگ تیرے نام[3] پر
دیکھیو پھولے ہے یہ گلزار دن دو چار میں

جو چلن چلتے ہو تم ہم کو سب اس کی[4] ہے خبر
اس چلن پر چلتی ہے تلوار[5] دن دو چار میں

چھوڑ دیجے یہ طریق اب ورنہ اس کوچے کے بیچ
لوٹتے دیکھو گا تو دو چار دن دو چار میں

پیچ پر گر پیچ دیتے ہو چلے جاؤ گے شیخ
ہو گی گنبد سی تری[6] دستار دن دو چار میں

جب میں کہتا ہوں کہ وعدہ وصل کا پورا کرو
ہے یہی اس شوخ کی گفتار: "دن دو چار میں"

لیکن اس کے قول کو اے سوز یوں جانوں ہوں میں
یہ سخن کہتا جو[8] ہے ہر بار دن دو چار میں

جوں مرض مہلک ہوا بولے تسلی کو طبیب
دور ہو جاوے[9] گا یہ آزار دن دو چار میں

---

۱ ش، ک، ل، ا — جسم
۲ ع — یار
۳ ش — بام
۴ ش، ک، ل — بھی اس کی
۵ ش — پر دار
۶ ک، ا — بڑی
۷ ش — کہتا ہے جو یہی (کذا)
۸ ک، ا، ن — جو
۹ ا، ن — ہو جاے

دل کو یہ آرزو ہے صبا[1] کوئے یار میں — ہمراہ تیرے پہنچیے مل کر غبار میں

میں وہ درخت خشک ہوں اس باغ میں صبا — جس کو کسو[2] نے سبز نہ دیکھا بہار میں

ساقی پہنچ شتاب کہ تجھ بن یہ نو بہار — دیتی ہے زہر مجھ کو[3] مے خوش گوار میں

خنجر پکڑ کسو[4] سے پہ مژگاں نہ پھیریں منہ — تلواریں ماریں بیٹھ کے ابرو ہزار میں

اے سوز دختِ رز کو تو[5] آشنا نہ منہ لگا
تکلیف پائے گا بہت اس کے خمار میں

۱۔ ک، ذش — ر — ہے
۲۔ ن، ک — کسی
۳۔ ش، ق، ل — ہم کو
۴۔ ن — کر لاکھ میں
ل — کے سو سے

ہر چند کہ محولہ بالا دونوں صورتوں میں سیاقۃ الاعداد کی مناسبت پائی جاتی ہے لیکن دونوں صورتوں میں "کے" کی ادائیگی مکمل طور سے نہیں ہو رہی ہے "لاکھ" کو صوتی اعتبار سے گراں ہے، جبکہ کسو دونوں کا جامع ہے اور اس سے مصرع سبک بھی رہتا ہے

۵۔ ک — ایضا

لڑیں ہیں کیوں ترے[1] مژگان و ابرو یار آپس میں
ادھر خنجر نکلتا ہے اُدھر تلوار آپس میں

لگا دل چھیننے تو جس گھڑی آئینہ رو یوں کما
رہے حیران ترا منہ دیکھ کر[2] خونخوار آپس میں

دل و جاں دیدہ صبح و شام تیری راہ تکتے ہیں
رہیں[3] ہیں منتظر پیارے کئی بیمار آپس میں

ہمارے درد کی تدبیر ان سے ہو نہیں سکتی
تاسف[4] ہے مرا کرتے ہیں یہ غم خوار آپس میں

چلے انصاف حسن و عشق کا تب جس گھڑی پیارے[5]
اکیلے بیٹھ کر ہم تم کریں[6] گفتار آپس میں

تری تسبیح کا دشمن نہیں ہے دیر میں اپنے
رہے[7] ہے شیخ ہم کو الفت زنار آپس میں

وہیں مارے ہے سنگ تفرقہ اے سوزؔ یہ ظالم
اگر بیٹھے ہوئے دیکھے فلک دو چار آپس میں

---

1 ن — تری
2 ن، ش، ک، ا — اسے
3 ش، ک، ا — رہے
4 ن — ہیں
5 ک، ا — جھگڑا
6 ش — وکیل
7 ش، ا، ک، ث — سنا ہے

کرے ہے عشق کی گرمی[1] سے دل آسندا آتش میں
سمندر رات دن رہتا ہے جوں خورسند آتش میں

برہ کی آگ سے کیونکر گریزاں ہو دیں[2] اے ناصح
ازل سے ہم ہیں شعلے کی طرح پابند آتش میں

ہوا آئینہ حیراں دیکھ کر خال اس کے عارض پر[3]
کہ یارب کس طرح ٹھہرا ہے یہ اسپند آتش میں

مجھے سینے کی تف میرے[4] نہ ہرگز ایک دم یا مرد
گیا پالا کے آنسو آب میں ہر چند آتش میں

ترے چہرے کی گرمی شمع کے رخ پر نہیں ہرگز
پتنگا سیدھ کر کھاتا ہے یہ سوگند آتش میں

شرر سے شعلہ شعلے سے شرر اک[5] پل میں کرتی ہے
بھلا ٹک غور کر دیکھو ہے کیا کیا چھند آتش میں

ملی جب گرمی نظارہ حسن شعلہ خوباں سے
ہوا ہے سوز اس وصلت سے تب پیوند آتش میں[6]

تزئین پیش

---

[1] ل — میں
ک — عشق میں گرمی سے
[2] نسخ ا ول ک — ہووے
[3] ل — حیرانیں (کذا)
[4] ن — تف ہرگز نہ میری ایک دم
[5] نسخ ا ول — یک
[6] ل، ا، نسخ ک اب میں آئے درج ہے لیکن اس سے مضمون خبط ہو جاتا ہے تن میں مصرعے کی اصلاح یوں کی گئی ہے ع ہوا ہے سوز تب اس وصل سے الخ لیکن اس قیاس نے منشائے شاعر کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے ہمارے خیال میں سارا مصرع بدل دینے کے مقابلہ میں آئے ہر ہے کا گمان کر لینا زیادہ صائب ہے ۔ ۱۲

باندھ لیتا کیوں نہیں سر کو مرے فتراک میں
تجھ کو یہ غیرت نہیں جو لوٹتا ہوں خاک میں

جو ہیرائے دل کو آزردہ کرے لے کھینچ آہ
کب خدا مسکن کرے ایسے دلِ بے باک میں

ایک جاگہ سے بھی جو ثابت نہ ہو [شکستہ ہو]
کیونکے رہ سکتا ہے عشق ایسے دلِ صد چاک میں

آہ اس غم کو ہدایت دے خدا کیوں ہر گھڑی
یاد دلوا کر کے لایا جان میری ناک میں

بس تو کی رندی تو دیکھو شیخ جی[1] [بیٹا] ہے اب
ہر گھڑی الجھا رہے ہے شانہ[2] و مسواک میں

---

1 ن بیٹھے ہیں آپ
(ع) " " اب
2 ن شانۂ مسواک

کینے[1] سے میرے بدلے افلاک ایک پل میں — پھر جاوے ان کی[2] طینت کیا[3] خاک ایک پل میں

نازاں نہ ہو تو ہووے گر تجھ کو شادمانی — کر دے فلک دل خوش غمناک ایک پل میں

اکسیر سے[4] نہیں کم مجھ منکسر کی صحبت — سونا کرے ہے جس کو یہ خاک ایک پل میں

نالہ تو دے ہے آتش آفاق کو ہمارا[5] — کر دے ہے سرد چشم نمناک ایک پل میں

بچتا ہے مرغ دل اس صیاد سے کہ جن نے[6] — صید حرم کو باندھا[7] فتراک ایک پل میں

دم اس کی نازکی میں مت مار نا شتابی — کاٹوں گا ورنہ تیری میں ناک ایک پل میں

دامن کش اس چمن سے گزرا ہے کون بلبل — کرتا ہے گل گریباں صد چاک ایک پل میں

گر جے میں یار تیرے یاں وہم کے برابر — پہنچے جو ہووے قاصد چالاک ایک پل میں

واعظ[8] نے مے پیا ہے چھپ چھپ کے سو برا کی

مسواک کا ماڑ دیں کا ہوا آک ایک پل میں

---

[1] ش، ل — کینہ سے مہر بدلے
ن — کینے سے بدلیں
ا — کینے تے مہر [illegible]

[2] ن، ک — اس کی

[3] ل، ال، ک، ش — جیوں

[4] ک — اکسیر سیں نہیں کچھ مجھ
ش — ، ، نہیں ہے مجھ

[5] ن — ہمارے

[6] ن — جس نے
ک — جن نے

[7] ک — باندھے

[8] ن — زاہد

امید ہوئی کچھ گوشہ گیر سی دل میں
رہا کرے ہے تمنا اسیر سی دل میں

خدا کے واسطے خاموش ناصح بے درد
لگے ہے بات تری[۱] مجھ کو تیر سی دل میں

نجانے عشق ہے کس گل عذار کا ہم کو
ہے نالہ مرغ چمن کی صفیر سی دل میں

یہ کس کے ابرو و مژگاں نے دی ہے دل کو شکست
کہ اشک پھرتے ہیں لوٹے بھکیر سی دل میں ، لشکر

وفور یار کی یاں تک ہے سرد مہری کا
کہ آہ گرم بھی ہے زمہریر سی دل میں

کہے ہے خلق تری شکل کو مقابل ماہ
لگے ہے مہر کی مجھ کو نظیر سی دل میں

اگرچہ دختر رز کو کہیں ہیں سوز جواں
لگے ہے پنبۂ مینا سے پیر[۲] سی دل میں

۱۔ ا، ب — ترے دل کی تیر سی
۲۔ ا، ب — میں پیر سی
ش — سے تیر سی

کب تلک قیدی رہوں میں جسم کے زندان میں
اب نہیں باقی رہی اللہ میری جان میں
کس طرح گھوڑا اڑا بیٹھو مرے چوگان باز
سر پہ میرا دیکھیو افتادہ اس میدان میں
کیا مزا لیتا ہے دل جب سے لگا ہے اس کو تیر
شہد کیا تو نے بھری ہے تیر کے پیکان میں
آنسوؤ دریا کوئی تم سا نہیں ہے پر خروش
یہ تلاطم کب ہوا تھا نوحؑ کے طوفان میں
لوگ جلتے ہیں ترے شعروں کو سن کر اے عزیز
تو نے انگارے بھرے کیوں سوز اس دیوان میں

لہ ا   تو نے بھرے تیر کے پیکان ...

نام و نشاں تھا جن کا بڑا آن بان میں — نام و نشاں[1] ان کا نہیں اب جہاں میں

آئینہ ساں غبار تھا مکھڑے کا جن کے رنگ[2] — وہ تہ بہ تہ[3] دبے ہیں اسی خاکدان میں

اے سگ ذرا سنبھال کے منہ ڈالیو ادھر — ریزاں بکھرے[4] ہیں ہیرے ہر اک استخوان میں

بلبل کدھر تو پھرتی ہے[5] غافل خبر لے جلد — گل نے لگائی آگ ترے آشیان میں

کچھ اعتبار★ صحبت دنیا کا مت کرو — کرتی ہے اد[6] کو یار یہ ہر ایک[7] آن میں

اپنی زباں کو بند کر اے سوز مت جلا
کیا شرار عشق ہے تیری زبان میں

---

[1] ع: نہیں ہے انھوں کا

[2] ن: یار

[3] ن: ملے

[4] ع: بکھرے ہے ریں

[5] ع: بولتی پھرتی ہے [illegible]

[6] ا: ناز

[7] ن: ایک ایک

★ حافظ کا شعر ہے: مجو درستی عہد از جہان سست نہاد + کہ این عجوز عروس ہزار داماد است
(دیوان حافظ باہتمام محمد قزوینی و دکتر قاسم غنی، تہران ۱۳۶۹ - ص ۲۲۰)

بھری[1] تھی فوجِ بلبل جب چمن میں
تو گل[1] کیا ہو رہے تھے من ہی من میں

کدھر جاتے رہے[2] یہ یار یارب
کوئی باقی نہیں[3] اب انجمن میں

سلام شوق پہنچادے[4] ہمارا
کسی کا[5] ہو گزارا گر عدن میں

کرا ہے دید بے پرواہ[6] یارو
گئے تم کو وچ کرا[7] اپنے وطن میں

وہ لے جوش[8] اخگرِ افسردہ یہ سوز
پڑا[9] دہکے ہے اپنے من ہی من میں

آ میں یہ غزل دو بار درج ہے پہلے صفحہ ۲۸۶ پر اور پھر صفحہ ۳۰۴ پر اور دونوں میں حسبِ ذیل اختلافات ہیں

۱ ن — بھرے
۱ ع — تو کیا گل
۲ ن — یہ مجلس آرا
۳ ع — نہیں ہے
ش، ک، ا — کوئی بیٹھا نہیں اب
۴ ش، ک، ا — پہنچانا
۵ ش، ک، ا — گر گزارا ہو
۶ ن، ش — بے دید بے پرواہ یارو
۷ ع — جلدی
۸ ا — جوں
۹ ن — ڈہکے ہے
ا، ع — دہکے ہے
ع — دہکے ہے اب اپنے تن میں

ں

۱	کھب[۱] گیا حسنِ یار آنکھوں میں	کیا ہے[۲] پھول بہار آنکھوں میں
۲	تو نہ جا یار ورنہ آوے[۳] گا	گریہ بے اختیار آنکھوں میں
	ایک دو پہر تو کوئی اس کو گنے[۴]	کب کروں میں شمار آنکھوں میں
۳	کٹ گئیں انتظار کی راتیں	ایک دو تین چار آنکھوں میں
	کٹ گئیں راتیں[۵] [سب] پریشاں حال	رہ گیا انتظار آنکھوں میں ؎
۴	بزمِ خوباں میں سوز جا نکلا	ن یار[۶] سے پہر کے چار آنکھوں میں
۵	کی اشارت کہ میں کہاں بیٹھوں	بول اٹھی چشمِ یار! "آنکھوں میں"

---

[۱] ل کھت

[۲] ن ہی

[۳] ل جاوے

[۴] ک کہے

[۵] ن اور آ میں یہاں خلا چھوڑ دیا گیا ہے آ کا خلا مصرعے کے آخر تک پھیلا ہوا ہے

[۶] ن پہر کے سبب سے دو چار [مرلا بن سس]

غبار خاکِ راہِ دلبر چالاک آنکھوں میں
اگر سرمے سے[1] میں بہتر نہ جانوں خاک آنکھوں میں

حُبابِ مَے پیا ہے جب سے میں نے راست کہتا ہوں
حباب آسا نظر آتے ہیں یہ افلاک آنکھوں میں

بغل میں گھس کے لجاوے تو پھر ڈھب سے[2] کوئی پکڑے
چُرا لیتا ہے وہ[3] عاشق کا دل بے باک آنکھوں میں

اِدھر سے یا اُدھر سے شاید[4] آجاوے مرا مے کش
سحر سے شام تک اب تو لگی ہے تاک آنکھوں میں

تبر یا تیر یا تلوار سے مارے کوئی[5] دیکھو
کرے ہے[6] قتل اک عالم کو وہ سفاک آنکھوں میں

نہ چھیڑو اس گھڑی تم سوزؔ کو ہرگز نہ بولے گا
نہیں آتا ہے[7] اس کو نشۂ تریاک آنکھوں میں

---

۱ ا — سے بہتر میں نہ جانوں
۲ ش، ک — تو پھر فن سے کوئی پکڑے
ا — پھر ڈھب سے کوئی جکڑے
۳ ن، ش، ک — ہے
۴ ش — ساتھ
۵ ن — دیکھے
۶ ن، ک — قتل ایک عالم کو جو وہ سفاک ...
۷ ا — آیا

بہار اس کو نہیں لگتی ہے یک پاسنگ آنکھوں میں
بتاں کے[1] ہم نے دیکھی ہے مئے گُل رنگ آنکھوں میں

ہے جب تک اس کے تو حائل وہ[2] باہر آ نہیں سکتا
دُعل لختِ جگر ہے اشک کا دل تنگ آنکھوں میں

چمن کی سیر کو جاتا تو ہے پر[3] مجھ کو خطرہ ہے
نہ ہو گلشن میں نرگس سے کہیں اب جنگ[4] آنکھوں میں

کہاں طاقت جو اٹھیے یاں سے چلنے کے تو کیا معنی
نظر آتا ہے مجھ کو اک[5] قدم فرسنگ آنکھوں میں

نہ دی فرصت[6] کسی کی خُو نے اک قطرے کے بہنے کی
وگرنہ ہم تو رکھتے ہیں چمن اورنگ آنکھوں میں

نہیں ہرگز تری چشم سیہ محتاج سرمے کی
لگے[7] اس شوخ تیرے دشمنوں کے سنگ آنکھوں میں

نشہ سے جھک گیا اے سوز دیکھو اس خودِ سبز کو
رکھے ہے زور کیفیت یہ کافر تنگ[8] آنکھوں میں

سلہ

١؎ ن۔ ا — کی
٢؎ ن۔ ل — یہ
٣؎ ا۔ ل۔ ک۔ ش — یہ
٤؎ ن — کہیں دل تنگ آنکھوں میں
٥؎ ن — یک
٦؎ ن — طاقت
٧؎ ا۔ ک — ہے
٨؎ ل — تنگ

کب تلک کوچہ و بازار میں رسوا ہوں میں
مار ڈالے[1] گا بھلا آج تو ملتا ہوں میں

غم کے آتے ہی گیا دل سے مرے[2] صبر و قرار
کیا کروں بس نہیں چلتا ہے، اکیلا ہوں میں

کس کو پروا کہے، لا دیو ساقی! پیالا،
جوش کھا کھا کے یہاں[3] آپ ہی صہبا ہوں میں

دُر ہی بننے کو گیا منہ میں صدف کے قطرہ
اتنی ہمت[4] نہ ہوئی ایک سہر دریا ہوں میں

اتنی مدت میں[5] لیا نام تو اس[6] عنواں سے
آج یہ منہ سے کہا سوز سے روٹھا ہوں میں۔

---

[1] ن ڈالوں
[2] ش، ن، آ، ک نکل
[3] ش، ل بھلا
ک میاں
[4] ش، آ، ک ایسی
ل ہمت نہ ہو درسے
[5] ک سے
[6] ش، ک، ن، ا سو

حسن کی گر زکوٰۃ پاؤں میں ، تو بھکاری ترا کہاؤں میں

ایک بوسہ دو دوسرا توبہ پھر جو مانگوں تو مار کھاؤں میں

اس طرح لوں کہ بھاپ بھی نہ لگے ہونٹ[1] سے ہونٹ کو ملاؤں میں

شہر کو چھوڑ کر نکل جاؤں
ہاں تجھے منہ نہ پھر دکھاؤں میں

لہ ا (ع) سے منہ (۱) گر ملاؤں میں

کب تلک عشق کو چھپاؤں میں | آہ جیوڑا یونہی جلاؤں میں
مار ڈالے تو غم سے چھوٹ[1] جاؤں | آج کوچے تلک تو جاؤں میں
روبرو جا کے یہ کہوں صاحب | کبھی اتنا تو بار پاؤں میں
سن کے گر چپ رہے تو عرض کروں | کہ قدم بوس تک تو آؤں میں
اور جو سن کے مار ہی ڈالے | تو عذابوں سے چھوٹ جاؤں میں
یا الٰہی کہیں سے سوز آ جائے | تو یہ تدبیر اسے سناؤں میں

یہ غزل اور کہہ کے لے جاؤں
روبرو اس کے پڑھ سناؤں میں

آ ص میں اس غزل کے پہلے دو اشعار الگ اور باقی پانچ اشعار الگ، دو مختلف مقامات پر، صفحہ ۲۵۲ اور صفحہ ۲۵۳ پر درج ہیں، ہم نے دونوں کو ملا دیا ہے — ۱۲

لہ ا (ع) چپ

کون سا منہ لے کے دیکھے خاکسار آئینہ میں[1] | خوف ہے بیٹھے نہ یہ مشتِ غبار آئینہ میں

کون[2] کہتا ہے کہ تو ہے کون کہتا ہے کہ ہاں | یوں نظر پڑتا ہے میرا جسمِ زار آئینہ میں

دیکھ لیتا بیٹھ پیرے جیب[3] کے اس کا منہ و لے | عکس نے پایا نہ شوخی سے قرار آئینہ میں

ایک جا ٹھہرے تو کوئی اس کا نظارہ کرے | کہہ[4] کے باہر آتا ہے شوخی سے لکار آئینہ میں

جس طرح کالا نظر پڑتا ہے دریا میں کہیں[5] | ووہیں[6] لہراتی ہے زلفِ تابدار آئینہ میں

یوں تو محجوب سے آنکھیں سامنے کرتا نہیں | عکس کو عاشق کے کرتا ہے شکار آئینہ میں

آئینہ خانے کو کیا دیکھوں یہ دو چشمِ اشکبار | دیکھتا ہوں اپنے ساون کی بہار آئینہ میں

آئینہ دکھلا کے مجبور کو زلف سے پنہاں کیا | ہو گیا تو بات کا قول و قرار آئینہ میں

دیکھتے ہی گل کے آئینہ ہوا[7] اک چشمِ آب | [illegible] نے دیکھا جو روئے سوگوار آئینہ میں

---

۱ ن اور ش میں آئینہ کا امالہ کیا گیا ہے لیکن ہم کو ک اور ل سے اتفاق ہے

۲ ک — کون

۳ ن — جھک کے ان کا

ل — جھکا اس کا [illegible]

۴ ا، ش، ک — کہہ کے نا

۵ ک، ل، ش — کبھی

۶ یہ املائے قدیم ہے لیکن اس کا تعلق مصرع کے وزن سے بہت گہرا ہے ہم نے اسے استثناءً برقرار رکھا ہے

۷ ن — بیہ

ک، ش، ل — اک آب چشم

یہ تو معلوم[1] ہے تم ملنے کو آؤ گے ہمیں / پر یہ فرماؤ کہ[2] کس روز بلاؤ گے ہمیں

آنکھیں مندنے سے توقع ہے فقط اتنی اب / عاقبت[3] میں تو بھلا شکل دکھاؤ گے ہمیں

جان کے جانے سے اس واسطے ہے ہم کو خوشی / پھر تو بے دغدغہ پہلو میں بٹھاؤ گے ہمیں

یاں تو سنتے تھے بھلا خیر نہ کہتے تھے کچھ / واں تو ہی کھول کے آواز سناؤ گے ہمیں

ہم کو معلوم ہوا تم نہ ملو گے ہرگز / یاں مگر خاک میں جب تک نہ ملاؤ گے ہمیں

زیست کا لطف نہیں جان اٹھا لو یاں سے / تا کجا چشم خلائق سے گراؤ گے ہمیں

یہ توقع نہ تھی دل سوز کو مہدی صاحب* / جد کی خدمت میں یہاں چھوڑ کے جاؤ[4] گے ہمیں

زمانۂ تخلیق: بعد از: ۱۲۰۴ھ/ ۹۰-۱۷۸۹ء

[1] ع: کہ

[2] ع: کسی روز

[3] ع: پھر جو کھولیں گے تو تم شکل دکھاؤ گے ہمیں

[4] ع: آؤ گے

* مقطعے میں میر سوز کے جواں مرگ بیٹے سید محمد میر مہدی داغ کی طرف اشارہ ہے۔

کب توقع ہے[1] کہ تم پاس بٹھاؤ گے ہمیں
آن بیٹھیں گے تو جھنجھلا کے اٹھاؤ گے ہمیں

حالِ دل تم سے کہیں گے تو سُنیں[2] گے توبہ
اور منہ توڑ[3] کے صلوٰت سناؤ گے ہمیں

گر تمنائے قدم بوسی کریں گے گاہے
تو یقیں ہے کہ ہمیں پاپوش دکھاؤ گے ہمیں

آتش[4] گر بات کہیں گے کہ لگی کر تو بجھاؤ[5]
ہے یہ امید کہ[6] دونا ہی جلاؤ گے ہمیں

سوز کا نام جو[7] مجلس میں تمھارے[8] لیں گے
تو مقرر ہے کہ پھر منہ نہ دکھاؤ گے ہمیں

---

[1] ک، ش، ل تھی
[2] ن سنے گے
ک، ب، ش، ل سنو گے
[3] ن، ع پھیر
ل پھوڑ
[4] ش ایسی
[5] ع کر گلے تو لگ جاؤ
[6] ع لیونان لگاؤ گے ہمیں
[6، ۷] ل تو
[7] ل تمھاری
[8] ع تیقن

کچھ تو ہی اب میرا آج دل ڈرتا ہے کیا جانیں
ڈبے[1] کی طرح رہ رہ کے یہ دم بھرتا ہے کیا جانیں

یہ دل کیا مانگتا ہے کوئی صاحب مجھ کو سمجھا دے
بسانِ طفلِ[2] نا گویاں یہ ہٹ کرتا ہے کیا جانیں

اگر مطلوب کچھ معلوم ہو تو اس کو بتلا دوں
ارے یارو یہ کس محبوب پر مرتا ہے کیا جانیں

کبھی تو[3] کھلکھلا ہنستا ہے گا ہے زار روتا ہے
کبھی یہ پاؤں[4] پڑتا ہے یہ کیا کرتا ہے کیا جانیں ۔

اچنبھا مجھ کو رہ رہ کے یہی آتا ہے سنتے ہو
کرنا حق سوز یہ دکھ کس لیے بھرتا ہے کیا جانیں

---

۱ ا (ع) دبی
۲ ا ، ناگویاں یہ دم بھرتا ہے
۳ ا ، کھکھا
۴ ا ، سجنوں کے پاؤں

تو جو کہتا ہے گلا میرا کیا جس تس کنیں
کب کیا، کس جا کیا کس وقت کس دم کس کنیں؟

اب سپرا تو[1] اُلٹی زر کا تو یہ اللہ دے
زر کہاں مجھ رند؟ مجھ قلاّش؟ مجھ مفلس کنیں

زلف و کاکل چشم و ابرو سب کو دکھلایا ولے
دل نہ اُلجھا اُس[2] سے اُلجھایا مجھے کس کس کنیں

دیکھ[3] ہے جب جا نا رہے آرام و صبر و عقل و ہوش
ہم نشیں کیں دلدار کیں غم خوار کس مونس کنیں

جوں کہا چل سوزؔ سے مل طیش کھا کر بول اٹھا
جاؤں کس[4] مدہوش کن کس خامُش کس بے حس کنیں

---

[1] ن، ل: سو

[2] ل: ان سے

[3] ل: شیخ

[4] ک: کس خامش کس مدہوش

جو بزم بیچ تجھے دیکھ کر نہ ہٹ[1] جاویں
یہ شمع رو جو ہیں مانند شمع کٹ جاویں

تر اس چمن میں ہے گل پر[2] نہیں ہیں[3] ہم شبنم
وگرنہ رو رو گلے سے ترے لپٹ جاویں

ہزار طرح جو ملیے بتاں سے ہو کر صاف
پر ان کے دل سے یہ ممکن نہیں کپٹ[4] جاویں ۔ دشمن

مرا دل اس صف مژگاں سے کب اُلٹا تھا[5]
ولے میں کیا کروں[6] طالع ہی جب الٹ جاویں

ہوئے غبار نہ دامن تک اس کے پہنچے سوز
سراب کے ہو کے[7] حنا پاؤں سے لپٹ جاویں

---

[1] ا — پھٹ
[2] ش — گل تر
[3] ک — نہیں ہے نم
[4] ش — لپٹ
[5] ن — ہے
[6] ل — جب طالع ہی
[7] ش — صبا

آنکھوں کو ٹک سنبھالو یہ مارتی ہیں راہیں
تھمنے مسافروں کو دیتی نہیں نگاہیں[1]

کیا حسن و عشق میں اب بگڑی ہے بے طرح سے
تیر نگہ تو دواں ہے یاں[2] برچھیاں ہیں آہیں

آوے[3] جو سیر کرنے یک بار وہ چمن میں
گل آسماں پہ[3] پھینکیں اپنی سدا کلاہیں

اس[4] کو تو گو ہماری الفت نہیں رہی اب
اپنی طرف سے اے دل ہم تو بھلا نباہیں

ٹک بھر دے خدایا کافر بتوں کے دل میں
یا عاشقوں کے جی سے کھو دے الٰہی چاہیں

فریاد گر کسی سے چاہیں سو داد کیوں کر
گردن ہی مارتے ہیں ذرہ جو ہم کراہیں

اے سوز عاشقی میں ثابت قدم یہ[5] رہنا
فرقے میں عاشقوں کے تا اب مجھے[6] سراہیں

---

[1] ش — اتنی
[2] ک — برچھیاں میں
[3] ن — آسے   [3] د — ا پہ اپنا پھینکیں
ل — رودے جو سیر کرتے
[4] ل، ک، ش، و — اس دل میں
[5] ن، ک — ہی
[6] ش — مجھے

عاشق ترے ہم نے کیے معلوم بہت ہیں
ظالم تو ہی[1] دنیا میں ہے مظلوم بہت ہیں

گل دیکھے جو سو غنچے نظر آئے ہزاروں
دل خوش ہیں کم اس باغ میں مغموم بہت ہیں

سو جبر دہے ایک آدھ ہی مجھ سا سو برے حال
تجھ عشق میں جو ہو گئے معدوم بہت ہیں

آئینہ جسے کہتے ہیں دیدار کا تیرے
محرم ترا وہی ایک ہے[2] محروم بہت ہیں

دل چاہے تھا بوسہ[3] کر جو تم سے یہ کہا میں
مت مانگ وہ دینے کے تئیں[4] شوم بہت ہیں

مجھ جیسے جو خادم کی ہے خدمت سے تمھیں عار
تو[5] خوش رہو تم مجھ کو ہی مخدوم بہت ہیں

شہرت کے لیے خیل[6] نہ عشاق کے چاہو
دو چار ہی کرنے کے لیے دھوم بہت ہیں

جتنے ہیں تہِ دام فلک سب کو میں دیکھا
آیا نہ ہما ایک نظر بوم بہت ہیں

مضمون[7] ترا سا نہ کسی بیت میں اے سوز
یوں[8] شعر تو موزونوں کے منظوم بہت ہیں

---

۱ ک ن، ا : ہیں دنیا میں یہ مظلوم

۲ ل : ہیں

۳ ن : بوسے کو جو تم سے تو کہا میں

۴ ن، ل : نہیں

۵ ا : تو خوش رہو مجھ کو
ن : تو خوش رہو مجھ کو ہی تو
ک : تو خوش رہو مجھ کو ہی مخدوم

۶ ن : قتل

۷ ن : ترا سا نہ کسی بیت میں
ش : ترا سا ہے کسی بیت میں اے سوز ؟

۸ ن، ل : موزوں کے منظوم بہت ہیں

بستیاں بستی ہیں اور اجڑے نگر آباد ہیں
وہ نہیں[1] جن کے جدا ہونے سے ہم ناشاد ہیں

فرق اتنا ہے کہ تم صاحب کہائے[2] ہم غلام
آدم و حوا[3] انھیں سب ایک کی اولاد ہیں

نام کو محبوب صورت مہر و مہ سے بھی دوچند
گر عمل دیکھو[4] تو پھانسی گر یا جلاد ہیں

کیا نیا عاشق ہوں جو ہنس کر پھرا لیتے[5] ہو منہ
ہم نشیں[6] یہ پہر گھڑی کیسی مبارکباد ہیں

اپنے اپنے عشق[7] میں ہر اک بہ دل معروف [ہے][8]
بول مت سالک یہ سب مجذوب مادرزاد ہیں

ایک دم جیسے رہو ٹک جی میں اپنے سوچ لو
یوں تو کچھ کم پانسو معمول بھلائی یار ہیں

اے عزیزو اٹھ گئے دنیا سے یوسف طلعتاں
اور جو باقی ہیں سو فرعون ہیں شداد ہیں

سرو تو باتیں بناتا ہے اسے کیا شعر سے[9]
جو برائے بیت شاعر ہیں وہی استاد ہیں

مان لو گر سنیو اس ڈھب کے[10] سخن کہتا ہے قدر
حالت غم میں بھی جس کو شوخیاں یہ یاد ہیں

---

۱ ن، ش، ل — کہاں
۲ ا — میں
۳ ش، ل — آدمی حوا نہ سہی
ا — آدمی حوا نہیں
۴ ع — غور کر دیکھو
۵ ش، ل — پھرا لیتا ہے منہ
۶ ش — ہم سے یہ پہر پہر گھڑی
۷ ع — عیش میں ہر ایک
۸ ن، ع — ہیں
۹ ن، ش، ل — ہے
۱۰ ا — کی

شہد میں جیسے مگس[1] ہم ویوں ہوس میں بند ہیں — وائے غفلت اس بسیہ زنداں میں یوں خورسند* ہیں

رزق کا ضامن خدا شاہد** کلام اللہ ہے — تس پہ[2] اپنی صورتوں سے[3] سوز حاجت مند ہیں

مقبروں میں دیکھتے ہیں اپنی ان آنکھوں[4] سے روز — ق — یہ برادر یہ پدر یہ خویش*** یہ فرزند ہیں

تس پہ[5] رعنائی سے ٹھوکر مار کر چلتے ہیں یار — سو جفا آشنا نہیں ہم خاک کے پیوند ہیں

جب تلک جیتا[6] رہے گا دکھ پہ دکھ دیکھے گا یار

مند گئیں جب انکھڑیاں تب سوز سب آنند ہیں

---

[1] ل: مانند — ن: ہم حرص کے پابند ہیں — [سلطان سن]

[2] ن: توبھی — * ن: کیا

[3] ل، اش: سے — ** ن: ناطق

[4] ا، ک: اپنی آنکھوں سے یہ روز — [•]

[5] ک: ٹھوکر مار کر رعنائی سے — *** تمام: یہ خویش یہ فرزند — [•]

ن: ترچھی رعنائی سے — [•]

[6] ن: آنکھیں کھلی ہیں — [•]

کہتے ہیں لوگ یار ہمارا .... کہیں
میں نے تو اس میاں کے نہ دیکھی کمر کہیں

ہوتی ہے وقتِ رزم یہی[1] [چال شوخ کی]
چلتا ہے خود کدھر کو وہ تیغ و تبر کہیں

سینہ[2] میں تن میں، جان میں، دل میں[3] [نگاہ میں]
پھرتا ہے ڈھونڈتا ہوا اسے دربدر کہیں

گا ہے یہاں ہے، گاہ وہاں، گھر[5] [کہیں نہیں]
اس شوخ کا بتاوے کوئی مجھ کو گھر کہیں

جاؤں میں اس کے کوچے میں جو[6] [آپ جان سے]
پاؤں جو اس کا کوئی ٹھکانا اگر کہیں

پرواز مور پر جلوں میں[7] آہ مار کر
ایسا کہ کوئی پھر کے نہ پاوے اثر[8] کہیں

قاتل تو اس قدر ہے اگر گھر[9] میں پر چھپے
کہتے ہیں سب گیا ہے کمر باندھ کر کہیں

ق: ناگاہ ایک روز ملا وہ ستم پناہ
دل[10] [نے] کہا کہ جا تیے[11] جینے سے مر کہیں

میں بھی تو سامنے ہوا دیکھوں نصیب کو
غصے میں اُسے پھینک دی تیغ و سپر کہیں

تب تو کہا یہ[12] اس سے کہ اے دشمنی پسند
خوباں کریں ہیں جور و لے اس قدر کہیں

میں نے سنا نہیں ہے کہ عاشق غریب سے
بروقتِ قتل کوئی کرے درگزر کہیں

اللہ نہ ایک تو ہی نیرا اللہ نظر پڑا
مارے حسد کے خوں سے رنگی تیغ تر کہیں

باغِ جہاں کو دیکھو تو یہ بے بہار ہے
آیا نہ دوستی کے شجر میں ثمر کہیں

بوسہ لیا ہے تو بھی یہی اضطراب ہے
اے سوزِ حق کو مان خدا سے بھی ڈر کہیں

۱۔ ا (ع) ازم بھی

۲۔ ق۔ ث / قیاسی اضافہ ؛ ن اور ع دونوں میں متن کی جگہ خالی ہے

۳۔ ا سینہ تو میں نے جان میں ......

۴۔ ۵ قیاسی اضافہ
۶۔ ن۔ و جان اب سے
۷۔ ا یہ چلوں آہ مار کر

۸۔ ن پاؤں

۹۔ ن کہ گھر گھر میں

۱۰۔ ن اور و دونوں میں "میں" درج ہے ہمارا خیال ہے کہ روش قدیم کے مطابق "نیں" ہو گا جسے میں سمجھ لیا گیا

۱۱۔ ن جان ...... سے مر کہیں (کذا)

مت پھر تو ساتھ غیر کے آمان پر کہیں
ضائع نہ آپنے[1] حسن کی کرشان پر کہیں

جز سنگ کیا ہے دیر و حرم میں جو سر جھکے
سجدہ کیا ہے تجھ کو میں پہچان پر کہیں

سمجھا تو ہو سو وعدے میں کس طرح ہم سے یار
وعدہ تجھے ہر ایک سے پیمان پر کہیں

میرے ہی دل پہ یار چلے ہے یہ ہٹ تری[2]
پڑتا نہیں ہے شوخ تو نادان پر کہیں

جو جو ستم کہ[3] ہم پہ کیے اس کے ہیں خلاف
کرتے ہیں ہم بیاں ترے[4] احسان پر کہیں

معمورہ[5] پیر تھا ملک و امکاں میں رہ چکا
یونہی اٹھا جو اشک کا طوفان پر کہیں

کعبے[6] سے کچھ ہے کام نہ کچھ دیر سے غرض
کرتا ہے دید سوز[7] یہ ہر آن پر کہیں

---

[1] ک، ش، ل، ا — نہ حسن اپنے کی کر
[2] ک، ش، ن، ا — ترا
[3] ک، ش، ل، ا — ہیں
[4] ک، ش، ا — ترا
[5] ش — بھر
[6] ک، ش، ل — کعبہ
[7] ل — یک
اک — آک

دلِ آشفتۂ عاشق ہے[1] کہیں پروشش کہیں
سر کی دستار کہیں، پاؤں کی پاپوشش کہیں

بند میں اپنے گرہ دے کہ[2] تجھے یاد رہے
میں یہ ڈرتا ہوں نہ[3] ہو جاؤں فراموش کہیں

ہے شہا سے بھی ترے کان کا موتی[4] روشن
ایسی دیکھی ہے بھلا صبح بنا گوشش کہیں!

تیغ ابرو سے مرے دل کو لگا ہے[5] دھڑکا
دم[6] نکلتا ہے مرا کھول دے آغوشش کہیں

آج میں سوز کو دیکھا تو اچنبھے میں رہا
سر کہیں، پاؤں کہیں، ہوش[7] کہیں، گوش کہیں

یہ غزل آ میں دوبارہ پہلے صفحہ ۲۵۷ پر اور پھر صفحہ ۲۶۸ پر درج ہے پہلا اندراج تم اور ع کا جامع ہے جبکہ دوسرے کے حاشیہ میں لکھا گیا ہے کہ "یہ غزل تم میں نہیں ہے" دوسرا شعر اسی صراحت کے ساتھ ایک بار پھر صفحہ ۲۷۲ پر موجود ہے۔ ۱۲

[1] ل — ہوں۔

[2] ن، ک، ش — کے

[3] ش — رہے
ا۔۲ — باور ہوں

[4] ا۔۲ (ع) — نپٹ
م اور ش — لب بوس

[5] م — یہی دھڑکا ہے

[6] ل — جی نکلتا ہے میاں کھول بھی . . .
م — " " " " " دے
ش — " " یہاں " بھی
ن — دم " مرا " "

[7] ش — گوش کہیں ہوش کہیں

بلبل کہیں پتنگ کہیں، اور ہم کہیں
کٹھے[1] یہ دل چلے نہ ہوئے ایک دم کہیں

کب تک یہ سرکشی[2] تری شمشاد کے حضور
اے سرو تمکنت تو ہو تو خجالت سے کم کہیں

گردوں ہوے[3] حباب کی صورت بہا بہا
آجاوے موج پر جو مری چشم نم کہیں

لے کر چلے ہیں مہرباں ہم سوئے حرم
ہو جاوے[4] شیخ کعبہ نہ بیت الصنم کہیں

آ ہو کو گو کہ رام کیا ایک عمر میں
ہر آن ہے یہ خوف نہ ہو جائے رم کہیں

درکار کچھ نہیں تجھے چلنے میں خضر راہ
گر آشنا نہ بھولتا[5] راہ عدم کہیں

گر آہ متصل یونہی آتی رہے گی[6] سوز
اندیشہ ہے مجھے نہ نکل جائے دم کہیں

۱؎ ق میں اس کی اصلاح کر کے "اکٹھے" بنا دیا گیا ہے جس سے شعر بے وزن ہو گیا ہے درآں حالیکہ سوز لفظ کے دواں روپ کو شعر میں لے آتے ہیں "اکٹھے"، "کٹھے" کہہ دینا بھی عوامی لہجے کے مطابق ہے

۲؎ ل، ک، ش — مری
ل — مرے شمشاد

۳؎ ل — گردوں ہو

۴؎ ک، ا، ش — ہو جائے

۵؎ ن، ل — نہ بھولئے

۶؎ ش — رہیں گی

ضعف سے نالہ[۱] بھی اب دل سے نکل سکتا نہیں
اشک آنکھوں میں بھرا ہے منہ پہ ڈھل سکتا نہیں

ناتواں سے ناتوانی کا نہ پوچھو کچھ بیاں
دل میں حسرت ہے[۲] ولے ہاتھوں کو مل سکتا نہیں

ناتوانی[۳] کے سبب مستور[۴] شہرت[۵] سے رہا
زخم تو کاری ہے لیکن خوں اُبل سکتا نہیں

واہ واجاتے رہے یاں[۶] تو اجل کے بھی حواس
دم تو میرا تا بہ لب تن سے نکل سکتا نہیں

یاں تلک تو ناتوانی ہے مرے گھر پر محیط
آگ میں اسپند ڈالو تو اُچھل سکتا نہیں

جس نے دیکھی ناتوانی میری[۷] حیراں رہ گیا
شمع کا شعلہ بھی یاں[۸] حیرت سے ہل سکتا نہیں

میرے گھر کی آگ بھی یاں[۹] تک ہے اے یارو ضعیف
تودۂ[۱۰] باردو گر ڈالو تو جل سکتا نہیں

سخت مشکل ہے کہ[۱۱] پیالہ سانس سے چھلکے ہے اور
بن عصا تے آہ سوز اب جا سے ہل سکتا نہیں

۱۔ ش پالا ہے

۲۔ ا تھی

۳؎ ع ناتوانی سے مری بدنامی اس کی کُل گئی

۴؎ م، ک مشہور

۵؎ ن اور ک میں "شہرے سے" درج ہے، خطی نسخوں میں دونوں لفظوں کے اتصال (شہرلیسے) کے باعث دونوں قرأتیں ممکن ہیں۔ ۱۲

۶؎ ن اب

۷؎ م، ش، ک آہ

۸؎ ن اس محفل میں

۹؎ ن یارو یہاں تک ہے

۱۰؎ م، ن، ک بارے

۱۱؎ ش، ک، د، ل ظالم سانس سے جھکے ہے اور

راہ گم کردۂ مطلب ہوں ہوس پیدا نہیں
مستِ پیمانۂ حسرت ہوں نفس پیدا نہیں

کارواں عمر کا سوتا ہے مجھے چھوڑ گیا
کس طرف جاؤں کہ آوازِ جرس پیدا نہیں

جی تو گھبرا کے نکلنے کو بہت ہوتا ہے
کیا کروں رخنۂ دیوارِ قفس پیدا نہیں

سایۂ بالِ ہما ہم کو بھی ہووے گا نصیب
اب تو اس جا ہیں جہاں تارِ مگس پیدا نہیں

دل کو مت ڈھونڈ کہیں ہاتھ نہیں لگنے (کا)
شہرِ بیداد سے اے سوز [ترس] پیدا نہیں

سوز کو سمجھے ہے تو ناداں کہ وہ دانا نہیں
حق بجانب ہے ترے جو اس کو پہچانا نہیں

گر کہوں میں حال اپنا سن کے غافل بیہودہ چند
درد دل میرا تو اس کو بیش از افسانا نہیں

عشق کے کوچے میں اپنا مت قدم رکھ بوالہوس
گر تجھے منظور واں سر سے گزر جانا نہیں

زلف میں شانے کو دل[1] جا گر تو اس کا کیا گناہ
یہ دل صد چاک بھی تو کچھ کم از شانا نہیں

پھل نکوں کا تو لیتا جا اگر لے جا سکے
پھر پھر اس گلشن میں اے غافل تجھے آنا نہیں

سنگ سے بیت الحرم کی[2] شیخ اٹھائے ہے بنا
آئینہ دل کا مجھے اس گھر میں بٹھلانا نہیں

ناصحا بالیں سے میرے اٹھ خدا کے واسطے
جان کھانا[3] اس کو کہتے ہیں[4] یہ سمجھانا نہیں

وعدۂ کوثر پہ واعظ کیجے ترک جام مے
نقد کو نسیہ پہ کرنا کار فرزانا نہیں

شیشۂ[5] دل کس کو دینا ہے جز اس شوخ کو
سوز تجھ سا بھی کوئی[6] دنیا میں مستانا نہیں

---

[1] ن: دے
[2] ن: کو
[3] ک، ا، ل: کھانی
[4] ل: ہو
[5] ا، ک: شیشۂ دل سے کوئی دیتا خبر اس سوز کو
[6] ل: نہیں

امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں
ہر صبح ہے قسم پہ قسم شام کچھ نہیں

وضع بہار دیکھ کے مانند آبشار
جز گریہ اس چمن میں ہمیں کام کچھ نہیں

اس شوخ بے وفا و فراموش کار سے
مدت ہوئی کہ نامہ و پیغام کچھ نہیں

نالہ غلط ہے مرغ گرفتار دام کا
وہ تو اسیر زلف سیہ فام کچھ نہیں

سمجھاؤں[١] اپنے کفر کی گر رمز شیخ کو
بے اختیار کہہ اٹھے اسلام کچھ نہیں

طاقت نہیں ہے اتنی کہ بے طاقتی کروں
مر جب مرے سکون[٢] کا آرام کچھ نہیں

دیکھا نہ تو نے عشق کے کوچے میں حال سوز
اے[٣] دل تو عاشقی کا نہ لے نام کچھ نہیں

---

١ ن بش سمجھاؤں

٢ ل، ک سکوت

٣ ع اے عشق

کون سا دل ہے کہ تیرا ستم آباد نہیں[1]

کون سا شخص کہ وہ دست بہ فریاد نہیں

کچھ نہ تاثیر کیا[2] سنگ دلوں کو یارب

کون سا نالۂ جانکاہ کہ برباد نہیں

کیوں نہ ہو[۲الف] دشت جنوں خوں سے بہارے گلگوں

کون سا خار کہ یاں نشتر فصاد[3] نہیں

مسکراتا ہے کبھی روکے کڑھاتا[4] ہے کبھی

کون سا شیوۂ[5] بے دادا سے یاد نہیں

دونوں عالم ہیں ترے حسن سے معمور[6] تو پھر کیوں

سوز کا کلبۂ احزان تو آباد نہیں

یہ غزل ق میں دوبار درج ہے پہلے صفحہ ۱۷۱ پر اور پھر صفحہ ۲۷۶ پر۔ پہلے متن کے حاشیہ میں بتایا گیا ہے کہ یہ غزل م میں نہیں ہے جبکہ دوسرا متن م اور ع دونوں کا جامع ہے اور حاشیے میں ان کا اختلاف بھی مندرج ہے۔ ہم نے حسب سابق پہلے متن کو ا-۱ سے اور دوسرے متن کو ا-۲ سے ظاہر کیا ہے۔ ۱۲

۱ ا-۱: روز کرمیں
۲ ا-۲، ل، ش، ک: ٹھہرا
۲الف ک: پا
۳ ا-۱: جلاد
۴ ا-۱: ڈراتا
۵ ن، ا-۲ (م)، ک: غمزۂ بیداد
ع، ش، ل: .... چالاک تجھے
۶ ن: آباد
م (ا-۲)، ل، ش، ک: معمور جلد
۷ ا-۱: کیا

[1] یہ میں بھی سمجھ رہا ہوں ناصح وہ یار یار نہیں
[2] میں کیا کروں کہ مرا دل پہ اختیار نہیں

عبث [3] تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا
قسم خدا کی ترے دل میں اب وہ پیار نہیں

میں ہوں [4] وہ نخل کہ جس نخل کو قیامت تک
بہار کیسی جو آوے تو برگ و بار نہیں

[5] جہاں کے بیچ غم دل کہوں سو میں کس سے
[6] سوائے غم کے مرا کوئی غم گسار نہیں

ہزار قول کرے [7] یہ نباہ کا اے سوزؔ
مجھے بتاں کی محبت کا اعتبار نہیں

---

[1] ن — سمجھ رہا ہوں میں ناصح کہ اب وہ یار نہیں

[2] ش، ل، ا، ک — کروں میں کیا کہ مرا دل پہ اختیار نہیں

[3] ن — ہر گھڑی سر کی مرے

[4] ش، ل، ا، ک — وہ ہوں نخل کہ

[5] ن — جہاں میں ایک غم دل رفیق میرا

ا، ک — جہاں کے بیچ غم دل کو کہوں سو میں کس سے

[6] ن — سوا اس کے مرا کوئی غم گسار نہیں

ک، ا — ؎ غم ؍ ادر ؍ ؍

[7] ش، ا، ک — کرے

کیا کروں دل کو اب قرار نہیں — اس سیں[1] کچھ میرا اختیار نہیں

میرے پہلو سے دور ہوا اے دل — تجھ سے[2] صحبت مجھے[3] برار نہیں

ہر گھڑی یوں وعدہ[4] کر کے بہلاتا — ہاں جی ایسا بھی[5] میں گنوار نہیں

تشنہ لب[6] کب تلک پڑا تڑپوں — کیا تری[7] تیغ آب دار نہیں

تو جو کہتا ہے آہ جو کا تیر — دیکھو تو دل کے وار پار نہیں

دولت حسن پر نہ ہو مغرور — عارضی مال پر قرار نہیں

کوئی ہمدم نہیں غریبوں کا — آہ میں ناتواں کی یار نہیں

بے قراری نہ کر خدا سے ڈر*
سوز عاشق کا یہ شعار نہیں

---

[1] ن — پہ

[2] ن، ل — تیری

[3] ا — مری

[4] ع — وعدے ہی پہ بہلانا

[5] ن، ا — تو

[6] ن — ہوں کبھی تو کر سیراب
ع — کب سیں میں تر رہا ہوں
م — کب تلک پڑا نہ رہوں

[7] ش، ل — تیری کیا

* اس مصرع سے ولی کی غزل یاد آتی ہے "اب جدائی نہ کر خدا سوں ڈر + بے وفائی نہ کر خدا سوں ڈر" (کلیات ولی مرتبہ نور الحسن ہاشمی، لاہور ۱۹۹۶ء ص ۱۳۹)

بندگی سے تری کچھ عار نہیں
پر[۱] میاں تو ہی وفادار نہیں

ایک ہیں عالمِ وحدت میں سب
عاشقوں میں کوئی اغیار نہیں

قتل کو میرے نہ کر اتنا فکر
میاں ایسا تو گنہگار نہیں

تشنہ لب کب سے تڑپتا ہوں پڑا
کیا ترے ہاتھ میں تلوار نہیں

خوبرویوں[۲] کو جہاں کے دیکھا
تجھ سوا اور دل آزار نہیں

صفِ مژگاں کو اپنی[۳] روک یہاں
غیرِ دل کوئی سپردار نہیں

خوب دیکھا ہے جہاں کو ہم نے
سوز سا[۴] کوئی دل افگار نہیں

---

۱ ن   گر

۲ ن   خوبرووں

۳ و   روکر یہاں

۴ آ میں مقطع ایک اور مقام پر بھی (صفحہ ۷۲۲) درج ہے وہاں اس جگہ: "کا" درج ہے

ہر پیالے پر دل مانگو ہو اور تو اب تیار نہیں

لا دیتا[1] دل تجھ کو پیارے یاں دل کا بازار نہیں

اب کہاں جانے پاؤ گے تم آج اچھوتے[2] جاؤ تو

ہاں صاحب فرمائیے اب کرتے تھے کیوں ہر بار نہیں

[3] یوں تو ہر شب میں جاتا ہوں وہ بھی پاس بلاتا ہے

[4] ظاہر میں تو ملتا ہے پر باطن میں وہ پیار نہیں

سوز میاں کچھ بات کہو کیوں گھورتے[5] ہوئے سے بیٹھے ہو

[6] ایسی کیا لاگی ہے چپکی ۔ کیا منہ میں گفتار نہیں

دیکھو دیکھو کہتا ہے کیا سوز مجھے مر جانے دے

یارو منہ میں جلدی اس کے ہاتھ میں کیا تلوار نہیں

۱۔ ا (ع) میں دل البتہ دل کا یہاں بازار نہیں

۲۔ ا جاؤ گے

۳۔ ا روز میں جاتا ہوں اور وہ بھی منع نہیں کرتا

۴۔ ا ملتا ہے پر دل میں اب وہ پیار نہیں

۵۔ ا کیوں ...... ہو تم آج (کذا)

۶۔ ا ایسے کیوں لاگے ہو چپکے منہ میں کیا گفتار نہیں

اس سرو قد کی دوستی میں کچھ ثمر نہیں
نخلِ محبت آہ مرا بار ور نہیں

اس سنگدل کو حال[1] پہ آیا نہ میرے رحم
اے آہ و نالہ حیف کہ تم میں اثر نہیں

یاقوت[2] لعلِ یار سے بہتر نہیں و لے
پر جوہری کو اس کی پرکھ کی نظر نہیں

کیوں مجھ سے بے گناہ کو ناحق کرے ہے قتل
اے یار تیرے دل میں خدا کا بھی ڈر نہیں

قاصد کی کیا مجال جو[3] اس کو میں جا سکے
جز مرغِ روح کوئی مرا نامہ بر نہیں

میری طرف سے دیجو صبا گل کو یہ پیام
آؤں قفس بھی توڑ کے[4] پر بال و پر نہیں

ہرگز نہ مان سوز تو واعظ کی گفتگو
ذرہ[5] بھر اس کو اصلِ سخن سے خبر نہیں

---

[1] ن — حال پہ میرے نہ آیا
[2] ن، ک — یاقوت و لعل
[3] ا — کہ
[4] ا — تو
[5] ن، ک، ا — بھی

گو کہ اے دل تجھے سرور نہیں ‏ ‏ ‏ شاد ہونا بھی کچھ ضرور نہیں

گر ہوس تجھ کو داد خواہی ہے[۱] ‏ ‏ ‏ کل قیامت بھی ایسی دور نہیں

شیخ جنت تجھے مبارک ہو ‏ ‏ ‏ مجھ کو کچھ اشتیاقِ حور نہیں

میں تجلّی دکھاؤں تا موسیٰ ‏ ‏ ‏ حیف اس وقت کوہِ طور نہیں

کوستا ہوں میں میر کہہ دل کو

مجھ کو اس نام کا غرور نہیں

---

۱ ا (ع) کی

دل کو میرے ہوائے[1] باغ نہیں — دور ہو بوئے گل دماغ نہیں
شب ہجراں کو تیرے عاشق کے — غیر داغِ جگر چراغ نہیں
کس طرح پوچھوں دل کی غربت کو — ہائے اتنا مجھے فراغ نہیں
تیری آنکھوں کی دیکھ کیفیت — مست ہوں نشۂ ایاغ نہیں
ایک[2] تنہا نہیں ہے سوز جلا
تیرے ہاتھوں سے کون داغ نہیں

---

[1] ن — ہوا ہے
[2] ا (ع) — بیٹھا

صنم کے ذکر سوا اور قیل و قال نہیں
جناب دل سے مرا اور کچھ سوال نہیں

تو سر سے کر کے تصدق مرا تو دل دے ڈال
کہ میرے پاس بجز اس کے اور مال نہیں

کہاں تلک میں تجھے حالِ زار دکھلاؤں
تو حال آ کے[1] مرا دیکھ مجھ میں حال نہیں

میں ایک رات تجھے جان خواب میں دیکھا
سوائے خواب کے اب اور کچھ خیال نہیں

یہی ہے سوز جسے جانتے ہیں سب دل سوز
بڑا کمال ہے اس میں یہ کچھ کمال نہیں

۱؎ ل (ع) مجھے

دل ربا[1] اے سوز کیوں تیری طرف مائل نہیں

دل ترا داغی ہے یا تو عشق کے قابل نہیں

قدر ہر اک[2] دل کی ہے معلوم ہر دلدار کو

دل دکھاؤں کس کو ہے ہے کوئی صاحبدل نہیں

خود نمائی پر ہے میرا دل، کوئی خواہاں بھی ہے[3]

کس کو دکھلاؤں کہ اس دم خنجرِ قاتل نہیں

دوستاں میں بھی مسافر ہوں غنیمت جان لو

ہیر منزل ہوں یہ دنیا کچھ مری منزل نہیں

بعد اس کے سوز کو تکلیف مت رہنے کی دو

کون سے دل سے رہوں[4] واللہ اب وہ دل نہیں

---

[1] ا (ع) دلربا

[2] ا ، یک

[3] ا ، ہے

[4] ا ، (میں) وہ مرا اب دل نہیں

میرے[۱] دل میں ہوا ئے چاہ نہیں
عرش تک بھی[۲] تو اسے نگاہ نہیں

آپ سے آپ آ ملے تو ملے
اس کے ملنے[۳] کی کوئی راہ نہیں

کب کیا نالہ! مت لگا تہمت
کیا کروں کوئی یاں گواہ نہیں

نالہ اور ناتواں[۴] سے، سمجھ ہم
یاں تو میرے جگر میں آہ نہیں

جان کس شوق سے دیا ہم نے
ذاں تو عزت بقدر کاہ نہیں

جی کے بدلے تو کون جی دے گا
اور[۵] تو اور منہ میں واہ نہیں

سوز کو ہیں جس طرح چاہے
یاں کوئی اس کا داد خواہ نہیں

---

۱ م۔ک دل کو میرے ہوا سے چاہ نہیں
ل " " " جاہ "
ع اب تو دل میں " چاہ "
ش دیکھو ہوا ہوا سے " "
۲ ک بھی مرا ناہ ۳ ک: ملنے کوئی (سک)
ر بھی مجھے
۳ ک نالہ اور ناتواں
ن " " ناتواں
ل " " " سے (سک)
۵ ن۔ع تیرے منہ سے تو واہ واہ نہیں
ش اور تو اور میں (سک)

مجھ سے[1] کہتا ہے کہ تیری خو مجھے بھاتی نہیں
چھوڑ پیچھا جا کہیں کیوں تجھ کو[2] موت آتی نہیں

ہر گھڑی[3] کرتا ہے تو[4] کیوں ناکسوں[5] سے اختلاط
ایسے لوگوں[6] سے طبیعت تیری گھبراتی نہیں

مجھ سے[7] کہتا ہے زمل اور اس کو کہتا ہے نہ چھوڑ
تو ہی کہہ ناصح بھلا یہ[8] تیری بدذاتی نہیں

اچھے فربہ صید کو صیاد کرتا ہے شکار
مجھ سے مسکیں[9] گگے کو بھلا کیوں موت لے جاتی نہیں

تیرے دل میں[10] ہے تو کہہ لے میں نہیں کہنے کا کچھ
ایسی باتیں سوز[11] کی کچھ دل میں رہ جاتی نہیں

---

۱ ل، ق، ا: مجھ کو
۲ ا، ش: تم کو
۳ ع: ہر کہیں کرتا ہے تو اب
۴ ک، ش، م: کیوں تو
۵ ک، ش: ناکسوں (کذا)
۶ ع: ایسے لچوں سے طبیعت تیری شرماتی نہیں
۷ م، ک، ش: مجھ کو
ع: مجھ سے کہتا ہے زمل اور اس کو کہتا ہے نہ لے
۸ ا: تیری یہ
۹ ا: بھنگے؛ ل: بھیں گے (کذا)؛ ش: بھس (کذا)؛ ک: بہس گئے (کذا)
۱۰ ا: جو دل میں ہے سو لے
ش، ک، ت، ن: ہے سو کہہ لے ۱۱ ا: کے

دشنام بھی لبوں سے تو ہم نے سنی نہیں [۱]

بوسے گا جی کی بات ابھی جی میں جی نہیں

مصحف کو روٹھ[۲] کے دیکھ کے چاہا کہ چوم لوں

کہنے لگا غلط ہے یہ حرکت سہی نہیں

ناصح کے حق بطرف ہے گر[۳] بند و غلط و پند

اُس کی بھی جانے جوتی[۴] کہ اس کو لگی نہیں

ساقی خدا کے واسطے اک جام اور دے

ایسی شراب ناب کہیں ہم نے پی نہیں

اے سوز ایسے شہر سے صحرا بہت بھلا

کیا کیجیے جہاں میں محبت رہی نہیں

---

[۱] ن — چپکے

[۲] ا (ع) — روٹھ کے

[۳] ا ، ع — گر

[۴] ا ، ع — وسکو

گرچہ میرے مضطرب دل کو شکیبائی نہیں
پر ترا در چھوڑ کر جاؤں کہ ہرجائی نہیں،

دل پھنسا ہے تیری زلفوں میں نہ کچھ فکرِ دام
یہ سگِ کوئی ترا اُٹھ کے ہرجائی نہیں،

مسکرانے میں پھنسا دل بھی ملا لیتے ہیں لوگ
دل کے لینے کی طرح پیار سے تجھے آئی نہیں

مجھ پہ[1] مت بول اعدا کی لگائی[2] سے میاں
میں نے تجھ سے روٹھ رہنے کی قسم کھائی نہیں

سوز کو دیکھے ہے جو کوئی سو کہتا ہے یہی
[3]
... ...

---

[1] ا (ع) سیتی
[2] ن سے لگانے
[3] یہ غزل صرف ع اور ن میں ہے دونوں میں یہ مصرعہ موجود نہیں - ۱۲

سن کے بے تابی مری سیماب اُبل[۱] جاوے وہیں ‖ برق دیکھے آگ اگر دل کی تو جل جاوے وہیں

میرے بانکے کے مقابل کون ہو کس کی مجال ‖ رستم اس کے روبرو آوے[۲] تو ٹل جاوے وہیں

وہ مرا محبوب گر دیکھے فلک کو یک نظر ‖ ثابت و سیّار آسماں کے ڈھل جاوے وہیں

وہ بر سگھڑ ہیں بلائیں لیتے ہیں ہر بات پر ‖ سن کے میرے شعر کو کواری ادھل جاوے وہیں

شعر ہی سن کر ترے روتے ہیں روز و شب یہ لوگ

[۳] سوز کو دیکھیں تو ان کا جی نکل جاوے وہیں

---

[۱] ا ڈھل

[۲] ا، ن ہووے

[۳] ش گر دیکھا گیس ہو ا انفوں کا

ا " " تو " "

ک " " " ا نھوں کا

یار میاں اب دل میں تیری وے[1] باتیں نہیں آتی ہیں
کس مہوش کی چاہ کری جو آنکھیں بھی شرماتی ہیں

گھڑی گھڑی کی وہ جو ادائیں جنھوں سے میں دکھ پایا تھا
گلہ اب اس کا مجھ سے نہ کیجے گیا، وہ اپنا پاتی ہیں

کیوں نہ مکافات[2] اس کی پیارے ہرگز[3] تیرے نینوں کو
لے کر پہلے دل عاشق کا جان پھر اس کی کھاتی ہیں

خون پیارے دل کا پیویں جس صورت[4] سے چاہیں وہ
بس کب چل سکتا ہے ان سے جو انکھیاں مدماتی[5] ہیں

پھنسواتی ہیں دل کو میرے زلفیں پر آتش مہرو کی
آنکھیں میری مجھ سے[6] یارو ناحق[7] بیر بساتی ہیں

جب سے گیا ہے بر سے میرے تو آرام جان[8] و تن
آنکھیں لعل اشک کو تب سے گودی میں جھلاتی[9] ہیں

گئے وہ دن جو تلخ تمھارے منہ سے میٹھا لگتا تھا
سنو ہو[10] پیارے اب وہ باتیں[11] ہم کو نہیں سُہاتی ہیں ؛ مرغوب

گھر سے باہر جلد نکل اب تیری خاطر ہے یہ حال
جانیں سب عشاق[12] کی پیارے سینوں میں گھبراتی ہیں

ریختہ کہہ کہہ سوز سودا جو دیوانہ تو کیا[13] مجھے
عشق کی باتیں افلاطون کی پل میں مت بھلاتی ہیں

حواشی ←

۱؎ ش، ن، ا، ک — وہ

۲؎ ش — کہوں

۳؎ ا — سدک تو (کذا)

ک — سوک کو "

۴؎ ک، ا — یادیں

۵؎ ک، ا — بہلاتی

۶؎ ش — تجھ سے

۷؎ ا، ک — روگ کھاتی

۸؎ ک — آرام وجان وتن

۹؎ ک، ا — پھسلاتی

۱۰؎ ن — سن لو

۱۱؎ ک، ا، ش — تم

۱۲؎ ن — مشتاق

۱۳؎ ل — نہیں عجب

کوچۂ عشق میں جو اہل نظر جاتے ہیں | کاٹ کر سر کو کف دست پہ دھر جاتے ہیں

ٹوٹتے کیا ہو میاں تیغ ادھر دیکھ کے تم | ہم تو ہل جانے میں ابرو ہی کے مر جاتے ہیں

اے سمندر جو نچوڑیں ہیں کبھی ہم دامن | تجھ سے[2] تالاب کئی آن میں بھر جاتے ہیں

جائے ہم عشق کے کوچے سے پھریں کب ناصح | خوب جاتے ہیں جدھر اہل بصر جاتے ہیں

دل بھی کچھ چیز ہے روتا ہے جسے تو اے میر

عاشقی میں تو میاں جی سے گزر جاتے ہیں

۱؎ ن، ک، ق، دل   پہ

۲؎ ش، ا، ک   دجلے تالاب

چاہ کے غرق تجھے ہے یہ گماں ترتے ہیں
ڈوبے گرداب محبت کے کہاں ترتے ہیں

اب تو اس بحر سے جیتے ہی ابھرنا معلوم
تہ کے بیٹھے ہوئے مرکر[۱] میاں ترتے ہیں

لخت دل یوں ہیں ترے[۲] سیر چمن میں تجھ بن
برگ گل جوں بہ روئے آب رواں ترتے ہیں

وصل کی رات بھی محروم رہے[۳] بوسے سے
آب حیواں میں ترے[۴] تشنہ دہاں ترتے ہیں

یاد کر مستی میں تجھ کو میں جہاں روتا تھا
آج تک[۵] یار بڑے بیڑے واں ترتے ہیں

منہ میں تیری[۶] سی جو رکھتے ہیں سوا ہاتھ زبان
بحر مواج سخن میں وہ جواں ترتے ہیں

صاحب فہم اسے کہتے ہیں جو ہیں اے سوز
دست و پا مار کے[۷] یہ لنگ جہاں ترتے ہیں

---

[۱] ا: بھی
[۲] ک: ترے
ن: یوں ہیں = یوہی
[۳] ش: یک بوسہ کے
ا: اک بوسہ کے
ک: رہے بوسے کے
[۴] ل: پڑے
[۵] ا، ک: اک بار
[۶] ا: ترے سے
[۷] ن: ننگ ل: لنگ

ترے جیسے ستم دیکھتے ہیں
دل ہی جانتا ہے جو ہم دیکھتے ہیں

سنا تھا کہ بیت الحرم دل ہے لیکن
ہم اپنا تو بیت الصنم دیکھتے ہیں

نشا اور کچھ دل کو بھایا[1] ہے شاید
کچھ آنکھوں میں اب کیف کم دیکھتے ہیں

کوئی کوچہ یار میں جا کے پوچھو
سر ہی ہیں پڑے یک قلم دیکھتے ہیں

نجومی سے کیا پوچھنا آؤ پوچھو
دل سوز کو جام جم دیکھتے ہیں

۱؎ ن بھاتا

جن کے تئیں کہ عاشق محبوب جانتے ہیں — پوچھو[۱] ہمارے دل سے ہم خوب جانتے ہیں

ذرہ نہیں[۲] یہ واقف اطوار دل بری سے — دل لے کے جور کرنا محبوب جانتے ہیں

ہر ایک[۳] نیک و بد سے مل بیٹھنا بتاں میں — غیرت جنھیں دی حق نے معیوب جانتے ہیں

سمجھو ہو شمع جس کو[۴] خلوت میں اپنی پیارے — ہم دل جلوں کا اس کو مکتوب جانتے ہیں

آفاق میں جنھوں کو کہتے ہیں سوز رندے[۵]

تقوے کو شیخ جی کے وہ خوب جانتے ہیں

---

۱ ش: پوچھے
ک: پوچھے

۲ ش، ل، ل، : ہیں
ک: ہے

۳ ق، ا، ک: کا [ہر ایک نیک و بد سے مل بیٹھنا محبوبوں / بتاں کی صفت نہیں کہ وہ تو شاذ ہی کسی کو اپنا عاشق صادق تسلیم کرتے ہیں۔ البتہ بوالہوسوں کی صفت ضرور ہے جن کی تعریف مصرعہ ثانی میں محروم غیرت قرار دے کر کی گئی ہے اس لیے یہاں "بتاں میں مل بیٹھنے" کا کوئی جواز نہیں]

۴ ش، ک: کی

۵ ن: رندی

بس جی کھاؤ نہ قسم[1] جانتے ہیں ‏— جیسے[2] تم ہو تمھیں ہم جانتے ہیں

وہ بھی کیا لوگ ہیں سبحان اللہ[3] ‏— ناز تیرا[4] جو ستم جانتے ہیں

غیر کے سامنے گو سچے ہو ‏— جھوٹا[5] صاحب تمھیں ہم جانتے ہیں

جو جفا کرتے ہو عشاق[6] پہ تم ‏— ہم[7] اسے لطف و کرم جانتے ہیں

پوچھتا[8] کیا ہے تو ہر دم ناصح ‏— میرے آنسو کوئی تھم جانتے ہیں

کیوں عبث کھاؤ (ہو) ہزار قسمیں ‏— ہم یہ انداز قسم جانتے ہیں

کعبۂ[9] دل کو وہی سمجھیں سوز ‏— دیر کو بھی جو حرم جانتے ہیں

---

[1] ل: جھوٹی مت کھاؤ قسم

[2] ک: جب سے

[3] ن، ع: اللہ اللہ

[4] ع: ناز کو تیرے

[5] ش، ل، ک، ا، م-۲: جھوٹے تم بندے پر

[6] ع-۲: اس گروہ

[7] ن، ش، ل، ک، م: [illegible]

[8] ن، ش، ل، م-۲: پو چھتا
ع: ناصحا آستیں کر اپنی دور

[9] ا، ک، ل، ۲: کعبہ و دل کو وہ ہے سمجھے

جان قدموں تلے جب اہل صفا دیتے ہیں ‏— حسرتیں دل کی سب اس وقت مٹا[1] دیتے ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ محبوب بھی کچھ دیتے ہیں ‏— گالیاں دیتے ہیں اور دینے کو کیا دیتے ہیں

پور پور ان کی میں اعجاز مسیحائی ہے ‏— چٹکیاں لے[2] کے یہ مُردوں کو جِلا دیتے ہیں

سو اداؤں سے لگا لیتے ہیں دل اپنے ساتھ ‏— نہیں لگتا ہے تو پھر[3] غم کو لگا دیتے ہیں

یاد رکھنے کی توقع کوئی ان سے نہ رکھے ‏— اور تو اور یہ دل دے کے بھلا دیتے ہیں

[4] ڈرتے ڈرتے کبھی چھپ لگ کے کسی کے پیچھے ‏— بیٹھ جاتا ہوں تو مجلس[5] سے اٹھا دیتے ہیں

اور تو بس نہیں چلتا ہے رقیبوں کا وے

سوز کے نام کو لکھ لکھ کے جلا دیتے ہیں

۱؎ ش — مٹا

۲؎ ک۔ ا — لے لے کے

۳؎ ن۔ ش۔ ل۔ ک — یہ

۴؎ ش، م اور ک میں اس مصرعے کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی ہے البتہ دوسرا مصرعہ ہر نسخے میں موجود ہے

۵؎ ن — جھنجلا کے

ٹکڑے تو ابھی لعل کے دل بیچ دھرے ہیں — ہم نے تو ابھی[1] موتی ہی آنکھوں میں بھرے ہیں

صد شکر کہ مرنے کا خلش اٹھ گیا دل سے — جب سے ہوئے پیدا ہم اسی دن سے مرے ہیں

اس باغ میں ہم سے[2] نہ ملا سود کسو[3] کو — نے گلبن[4] سرسبز نہ ہم نخل ہرے ہیں

کاوش نہ مرے دل سے ہے مژگاں[5] ہی کو تیری — ابرو بھی کجی میں صفِ مژگاں[6] سے پرے ہیں

اے سوز اگر یار کے دل سے نہ گیا کھوٹ
کیسا ہی وہ کھوٹا ہو دلے ہم تو کھرے[7] ہیں

۱۔ ل: آنکھوں میں موتی ہی

۲۔ ش، ا: نہ ملے سود

۳۔ ا: کسی

۴۔ ش: نے گل ہیں

۵۔ ل: مژگاں کو میں تیرے

۶۔ ا، ک: مژگان میں

۷۔ ک: کھڑے

کلیاتِ میر سوز

ترتیب وتدوین

(تحقیقی مقالہ برائے پی ایچ.ڈی)

زاہد منیر عامر

زیرِ نگرانی

ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا

شعبہ اردو، پنجاب یونی ورسٹی اوری اینٹل کالج، لاہور۔

۱۹۹۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کوئی صاحب سخن نہیں مرتا
ہے قیامت تلک بقائے سخن

سوز

کلّیاتِ میر سوز

حصّہ دوم
(ردیف و تا ردیف ے)

و

شمار	غزل	صفحہ
۶۴۷	مت نام وفا کا لے تو اور وفا دور ہے	۸۲۷
۶۴۸	سینے پہ جس کے عشق سے خوباں کے داغ ہے	۸۲۸
۶۴۹	جیسے ہے تخت کا دعویٰ اسے افسر مبارک ہے	۸۲۹
۶۵۰	سوز گردش سے خم گردوں کی مت دل تنگ ہے	۸۳۰
۶۵۱	واللہ اب جو دل میں کچھ اور آرزو ہے	۸۳۱
۶۵۲	جس پر مرے صنم اس کا کرم کی نگاہ ہے	۸۳۲
۶۵۳	آیا ہے سوز یاس ترے دست بستہ ہے	۸۳۳
۶۵۴	گلچیں خدا کرے کہ تراب خوار وخستہ ہے	۸۳۴
۶۵۵	عاشق صادق جو اک دم عقل [سے بیگانہ ہے]	۸۳۵
۶۵۶	بات کہتا ہوں تجھے مان لے بیزار نہ ہے	۸۳۶
۶۵۷	مت تو پھرتا ہے راتوں کو کہیں بہتان نہ ہے	۸۳۷
۶۵۸	وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہ ہے	۸۳۸
۶۵۹	کونسا ٹکڑا ہے وہ جو خاک میں مدفون نہ ہے	۸۳۹
۶۶۰	گر چمن میں ہے تجھے مقدور [بے آئیں] نہ ہے	۸۴۰
۶۶۱	عیش تو میرا ہے ساماں گو نہ ہے وے تو نہ ہے	۸۴۱
۶۶۲	یوں نہ چاہے گا دل آگاہ یہ ہے وہ نہ ہے	۸۴۲
۶۶۳	جو بے گنہ جو گنہگار یہ نہ ہے وہ ہے	۸۴۳
۶۶۴	چٹکیاں لے لے کر ستاتے ہے	۸۴۶
۶۶۵	وعدہ کیا جلد بھول جاتے ہے	۸۴۷
۶۶۶	بیٹھے کچھ ان دنوں مغموم ہے غم خوار کس کے ہے	۸۴۸
۶۶۷	سیم بر و ستم گر و ہوش ربا کہاں کے ہے	۸۴۹
۶۶۸	سنو اے طالبو محبوب کے میرے کنے آؤ	۸۵۰
۶۶۹	حضرت عشق بس نہ جی کھاؤ	۸۵۱
۶۷۰	زم چلا ہے مجھ سے آہو دوڑیو	۸۵۲
۶۷۱	نصیحت میری تم منظور رکھیو	۸۵۳

ہ

شمار	غزل	صفحہ
۶۷۲	بہت سا جمع ہے مجھ پاس جور اعدا آہ	۸۵۴
۶۷۳	قتل کو میرے نہ کرتا خیر آہ	۸۵۵
۶۷۴	تیرے سوا ہے یاد دو عالم [نہ دل کو شاہ]	۸۵۶
۶۷۵	جو صاحب دل ہیں دل سے آگاہ	۸۵۷
۶۷۶	لینے لگا ہے اب تو مرا نام گاہ گاہ	۸۵۸
۶۷۷	سچ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ	۸۵۹
۶۷۸	اور چلے جانے والے بے پرواہ	۸۶۱
۶۷۹	تم کرو سیر گلستاں واہ واہ	۸۶۲
۶۸۰	اور جانے والے اس سے تو کہیو کہ واہ واہ	۸۶۳
۶۸۱	تیز دستی دیکھیو قاتل کی میرے واہ واہ	۸۶۴
۶۸۲	میں تڑپاں صید ہوں [دل] ہے مرا اس یار کے تیغ	۸۶۵
۶۸۳	دل تنگ نہ چلد کر مرے غمخوار سے زیادہ	۸۶۶
۶۸۴	تنگ سے جور میں کہتا ہے دل [ ]	۸۶۷
۶۸۵	کدھر جاتا ہے تو اے شوخ دیدہ	۸۶۹
۶۸۶	کیا لے گا کوئی ظالم اب تجھ سے ہے گردیدہ	۸۷۰
۶۸۷	آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ	۸۷۱

دیگر اصناف

خدا ہی کی قسم ناصح نہ مانوں گا کہا اب تو
نہ چھوڑوں گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو

نہ دیتا تھا تو[1] اس کو رنج تو باہم صاف رہتے
نہیں آئینہ[2] میں اور ہم میں اے پیارے صفا اب تو

کئی دن سے لیے تلوار پھرتا ہے[3] تو کیوں ظالم
نظر کچھ اور ہی آتا ہے تیرا مدعا اب تو

چھپاؤں کس طرح میں راز دل اپنے کو عالم سے[4]
ہوا دیوانگی میری کا شہرہ جا بجا اب تو

ہمارے روبرو ہنستا ہے تو غیروں سے[5] ہو یکجا
میاں کیا اڑ گئی ہے تیری آنکھوں سے حیا اب تو

کہاں وہ گل کہ جن سے[6] ربط تھا ہر باغ میں اس کو
پھرے ہے ڈالتی خاک اپنے سر اوپر صبا[7] اب تو

گیا یک[8] دست غم[9] خواری کا شیوہ دوستداروں سے
بغیر از غم نہیں اس[10] سوز کوئی آشنا اب تو

★

حواشی ←

حالِ دل پوچھے[1] ہے کیا مجھ سے مرا اے یار تو
سن لے جا عالم سے ہر کوچے میں ہر بازار تو

اب نکل سکتا نہیں ممکن تجھے یاں سے دلا
زُلف کے حلقہ میں ہے جوں نقطۂ[2] پرکار تو

ہو گیا آشفتہ سر ہر ایک اس کو دیکھ کر
باندھ کر نکلا نہ[3] کر یہ لٹ پٹی دستار تو

کچھ تو یاں نسبت بروں کو ہے بھلوں سے اے منعم
گو کہ رہیں باغِ جہاں میں خار ہم گلزار تو

گر چمن تک رخصت اے صیاد تو دیتا نہیں
جانے کی فرصت ہمیں دے تا سرِ دیوار تو

گو نہیں اب کے میسر ساقی و ابرو[4] بہار
جام دے اے دل برس اے دیدۂ خونبار تو

زندگی اپنی اگر ہے ناصحا تجھ کو عزیز
مت کیا کر سوز سے ہر وقت یہ گفتار تو

---

[1] ک پوچھے
[2] ل حلقہ
[3] ش مگر
[4] ل ابرِ بہار

کس طرح روتے ہیں اے دیدۂ تر دیکھیں تو
خواب غفلت سے تو نالے نے جگایا ہے اسے
خوش تو ہوتا ہے گلا دیکھ کے[۲] نشے کی عالم
نوکِ مژگاں پہ تو آ جاؤ چمک کر پیارے

کس طرح بہتے ہیں اے لختِ جگر دیکھیں تو
کیا اثر کرتی ہوا[۱] آہِ سحر دیکھیں تو
ہوش اڑ جائیں[۳] گلا تیرا اگر دیکھیں تو
لختِ دل آج تمہارا بھی ہنر دیکھیں تو!

قطرۂ[۴] ابر سے موتی ہوئے[۵] ہاں سوز کے اشک
کس طرح ہوتے ہیں تم سلکِ گہر دیکھیں تو

---

۱ ن ہے
۲ ا گلا دیکھ کے تنگی کی عالم (ازا)
۳ ا اڑ جائے گلا تیری اگر
۴ ا اشک
۵ ا پر

کچھ اپنا حال تو لکھتا نہیں اور دل کہاں ہے تو
شتابی مجھ سے آ مل یا مجھے لے جا جہاں ہے تو

تجھے میں نے کبھی غصہ کیا یا کچھ دیا طعنہ
بھلا مجھ سے تو کہہ کس واسطے نامہرباں ہے تو

وہی میں بندۂ مخلص ہوں تیرا اور تو مت پیارے
ولیکن کیا کہوں ہے ہے بڑا ہی بدگماں ہے تو

ادھر آ ہی نہیں پھرتا ہے کس نے[1] تجھ کو بہکایا
یہ کس نے تجھ کو سکھلایا ہے کس کا میہماں ہے تو

ابھی تو نوجواں ہے تجھ کو طاقت عرش تک کی ہے
نہیں کیا سوزسا جانِ[2] ضعیف و ناتواں ہے تو

---

[1] ع کسنیں
[2] ع جانی

۱۔ بھلا دل تو لیا دل کی جگہ پہلو میں آ بیٹھو
نہیں یہ وقت جانے کا کوئی[۳] دم کا ہوں میں مہماں

۴۔ ترا ارماں لے جاؤں گا دل میں دیکھو جاتا ہوں
۶۔ چھری دیتے ہیں جلدی جا زرگر جاں کندن میں

ہوئے کیوں مجھ پہ غصہ کیا کہا کیا جرم کچھ بتلا
لبوں پر آ رہی ہے جان میری جب تلک جیتا ہوں

جو تم دامن کے بھرنے سے کرو ہو[۹] مجھ کو خوش دل لو
چھری دیتے ہو عالم سے گلے پر روز و شب پیارے

۲۔ یہاں کوئی نہیں ہے غیر کیوں ہو کر جدا بیٹھو
چلے تو جاؤ گے پر ایک ساعت بھی لگا بیٹھو

۵۔ مرے بانکے مرے صاحب ترے صدقے گیا بیٹھو
ارے میں مفت مرتا ہوں[۷] اٹھو کاٹو گلا بیٹھو

۸۔ ہوا بس میں چھری تو سر کی مرے سوگند کھا بیٹھو
مجھے پیش از اجل مت مارو اپنے گھر میں جا بیٹھو

جلاد دور ہے پر کبھی نہیں تیغا لگا بیٹھو
یہ لگتے ہاتھ کر دو سوز کی گردن جدا بیٹھو

نہ چھیڑو سوز کو یہ شخص بد نالی کا بتلا ہے
اگر چاہو کہ دور ہو آنکھوں سے تیغا لگا بیٹھو

۱۔ ن، ل — مرا دل تو لیا لیکن ذرا بھلا —
۲۔ ن، ل — علی مرتضیٰ کے واسطے بہر خدا بیٹھو
۳۔ ل — کوئی دم میں بھی جیتا ہوں
۴۔ ل — ترے ارماں
ن — ترا ارماں اپنے دل میں لے جاؤں گا تا محشر
ع — لے جاوے گا ء ء ء ء
۵۔ ع — مرے بانکے، مرے مرزا ترے صدقے گیا بیٹھو

←

نہ بت خانے کو اے یارو نہ بیت اللہ کو پوجو — جو صاحب دل[1] سوا چاہو دلِ آگاہ کو پوجو

بتانِ سنگدل سو شے ہیں جس سے رام اے یارو — محبت کو سدا اسا نو دلوں کر چاہ کو پوجو

پرستش کے وہ لائق[2] ہے جو تجھ جیسے کا دشمن[3] ہو — قسم ہے دو دشنو تم کو مرے بد خواہ کو پوجو

خلافت آن کر[4] اے سوز بول جو تھے در پے میں

جو چاہو آخرت[5] اپنی تو حضرت شاہ کو پوجو

۱؎ ش، ن، ا، ک، ل — سوا چاہو اگر کچھ تو

۲؎ ن، ک — قابل

۳؎ م، ک — عاشق

۴؎ ک — آن کے

ع — خلافت سبھی آکر

۵؎ ع — تم بنو صدیق

کہا اغیار کا حق میں مرے منظور مت کیجو
مجھے نزدیک سے اپنے کبھو تو دور مت کیجو

ہوئے سنگِ جفا سے شیشۂ دل کے کئی ٹکڑے
بس اب اس سے زیادہ اور چکنا چور مت کیجو

مرے مرہم گزار اس شوخ بے پروا سے یہ کہیو
کہ ظالم زخم تازہ ہے اسے ناسور مت کیجو

خمارش اپنے عاشق کو نہیں معشوق کو بھاتی
میاں سعی اپنی رسوائی میں تا مقدور مت کیجو

تمہاری[۱] فہم میں پیارے جو ہم ہیں غیر یوں سمجھو
اگر سمجھو سو بیگانوں کو اپنا خیر یوں سمجھو

کہا[۲] ان سے نہ ملنے کو بھلا جان اپنی جانب میں
جو تم اس دوستی کرنے کو سمجھے بیر یوں سمجھو

زمیں کو دیکھنا رنگیں، بھرا[۳] ہے خون عاشق سے
اگر سمجھے سو تو اس کو چمن کی[۴] سیر یوں سمجھو

تواریخ جہاں سے شیخ جی ہم خوب آگہ ہیں
اے کعبہ اگر سمجھے سو جو تھا دیر یوں سمجھو

برا کیا مانتا ہے سوز کی گفتار سے پیارے
کہ اس کی بات کچھ رکھتی نہیں سر پیر یوں سمجھو

---

۱ ن، ا — تمہارے
۲ ن، ل — اس نے
۳ ل — بڑا ہے
۴ ش — کا

اگر چاہو کہ اس ظالم کی کچھ بیداد سے پوچھو [1] [2]
اگر میں نے کہا ہوتا تو کس کو اعتبار آیا
کتابوں میں نہ دیکھو قیس اور فرہاد کا قصّہ
تعلّق کس کو ہے ہر بات کو پوچھو ہو تم یارو [5] [6]

مرا افسانہ مجنوں سے سنو فرہاد سے پوچھو [3]
مرے دل کی حقیقت خانماں برباد سے پوچھو
انھوں کا حال تیرے [4] اس دل ناشاد سے پوچھو
یہ بستر کا بکھیر جا کسی آزاد سے پوچھو [7]

جلا نادل کا کیا آسان ہے جو مفت اوے گا
جلا چاہو تو جا کر سوز کے [8] اشارے سے پوچھو

---

[1] ن، ک میں غالباً محاورے کی رعایت کے خیال سے "بیداد کو اد پوچھو" درج ہے لیکن ایسا کرتے ہوئے یہ بات نظر انداز ہو گئی کہ غزل کی ردیف "سے پوچھو" ہے لہٰذا مردّف غزل کے مطلع میں قافیے کے ساتھ ردیف لانا از بس ضروری ہے۔ اگر محاورے میں انحراف یا اجتہاد کا مظاہرہ ہو رہا ہے تو یہ من جانب شاعر ہے۔

[2] ک میں غزل کی ردیف: سے پوچھو

[3] ل: کو

[4] ن: تم میرے

[5] ن: ہر بار تم پوچھو ہو کیوں یارو

[6] ا: ہر بات کیوں پوچھو ہو تم

[7] ک: کا

[8] شن، ل، ک: یہاں

ل، ک: کو

تو اپنی جان سے کیا سیر آیا ہے دل بدخو
کہ جا جا بیٹھتا ہے دم بدم اس شوخ کے پہلو[1]

چھپا کونے میں بیٹھا تھا جھجک کر کون ہے بولا
کہا میں نے کہ میں ہوں تو کہا اس وقت یاں اور تو؟[2]

بلا دربان کو بولا اے سنیو تو اندھا تھا
کھلا یا ہے تجھے کیا تیری جورو نے مگر الو

تو اپنے باپ کو کیوں آنے دیتا ہے یہاں ہر دم
تجھے[3] میں ناک کاٹوں گا جو چھوڑے گا اسے اب تو[4]

نہیں تو جانتا یہ سوز ہے آتش کا پرکالہ
وہ آتا ہے اسی خاطر کہ لگ جاوے کہیں قابو

۱؎ ا	پر گھڑی
۲؎ ن	اور یاں تو
ا، ک	میں اور تو
۳؎ ش، ا، ک، ل	بچا
۴؎ ک، ل	پھر تو
ش	بد بو (گندا)

یا[1] سر کوئے دلدار سے مجھ پہنچا دو
یا مرے دل کو ابھی پاس سے اس کے لا دو

رسم و آئین اسیری کے مجھے[2] یاد نہیں
تو گرفتار ہوں اے ہم قفسو بتلا دو[3]

سانس لینے دو چھری نیچے شتابی کیا ہے!
ذبح تو کرتے ہو ٹک صبر کرو جلد دو

مغبچو اور توقع تو نہیں کچھ تم سے
آتش عشق تو دامن سے ذرا بھڑکا دو

درد ہے سوز ہے[4] دنیا میں غریبوں کی بساط
شاعری تم کو مبارک رہے اے استادو!

---

[1] ن   تا

[2] ع   ہمیں

[3] ن   سکھلا دو

[4] ع   سوزا ہے غریبوں کے ساتھ

سنو صاحبو! یا صنم سے ملا دو
پیر خرہا نکلنے سے نہ جاویں گے ہرگز
نہیں آرزو جز تمھاری زیارت

مرا دل جو گم ہے تمھیں اس کو لا دو
مرے گھر میں جو شے ہے تم ان کو لا دو
بلا سو مجھے دو جہاں کے فوزا دو

عشق بازی پہ کمر تم نہ کسو جانے دو
راہ اس کی ہے کٹھن بوالہوسو جانے دو

شاہ بازوں کا ہے یہ کام نہ ڈالو یاں ہاتھ
دیکھ کہتا ہوں تمھیں اے مگسو جانے دو

[1] نہ کرو نالے کی آتش نفسوں کو تکلیف
چپ ہی رہنے دو مجھے ہم نفسو[2] جانے دو

میں تو فریاد سے خوگر ہوں عبث پوچھو ہو[3]
کس کی نالش کروں اے داد رسو جانے دو

کوئی فریاد کو اس بادیہ[4] میں پہنچا ہے
نالہ بے جا نہ کرو اے جرسو جانے دو

دوڑ ہوں جا آنکھوں میں خوبوں کو نہ کھٹکے ہیں[5]
گھر یہ ٹھگ کے ہے سدا یاں نہ بسو جانے دو

جبیں اے شیخ و برہمن در دل کے ہوتے
حرم و دیر کے در پر نہ گھسو[6] جانے دو

تیری زلفوں سے میں کہتا ہوں کہ اے ناگینوں[7]
دل مرا بھی ہے سپیلا نہ ڈسو جانے دو

سوز کے دل کو بتاں دیر نہ سمجھو زنہار[8]
ہے[9] یہ آتشکدہ اس میں نہ دھنسو جانے دو

---

[1] ا : کرو نالے کی (نہ) آتش نفسو(ں) کو تکلیف

[2] ا،ل : ہم قفسو

[3] ک : تو

[4] ن : بار ہے

[5] ن،ل،ک : ہم
ا : بھم
ش : سم

[6] ا : کبھو

[7] ا،ش : ناگینو

[8] ش : میاں

[9] ا : (وہ)

ہاتھ نہ پکڑو قاتل کا تم اس کو تیغ لگانے دو
مجھ سا جی کر کیا لے گا ہاں[1] مرتا ہے مر جانے دو

کل جبر گزرا اس کی گلی میں غرفے[2] میں سے للکارا
ہے[3] کوئی حاضر ڈیوڑھی پر مت اسکو جیتا جانے دو

مثل صبا میرا بھی تن[4] من خون ہے غم کے ہاتھوں سے
پاؤں تلک تو اس کے یارو مجھ کو ہاتھ لگانے دو

بلبل[5] اتنا پھولو مت تم اس گلشن کی بستی پر
دیکھیں گے کب تک ٹھہرو گے[6] تم وقت خزاں تک آنے دو

سوز کا کل احوال کسی نے اس سے کہا یاں[7] جلتا ہے
آگ بگولا ہو کر بولا جلتا ہے جل جانے دو

---

[1] ش ہاں ایسے کو
[2] ایک غرفہ
[3] ن حاضر ہے کوئی — ک — ڈیوڑھی پر
[4] ن تن میں
[5] ش، ا بلبلو اتنا پھولو مت
[6] ش دیکھیں گے کب تک ٹھہرو گے وقت خزاں تک آنے دو
[7] ش یہاں

آہ اس دل کو کیا ہوا یارو؟ — کچھ کسی نے اسے کہا یارو؟

ق

بولتا ہی نہیں یہ مجھ سے آج — وہی دل تم نے کچھ سنا یارو؟

جو مجھے اپنی جان سمجھے تھا[1] — کیوں یہ ناآشنا ہوا یارو؟

جب لگی اس کو کیوں ہوا یہ کیا[2] — کچھ تو اس کی کرو دوا[3] یارو!

ق

میرے دل میری جان آنکھیں کھول[4] — آنکھوں ہی نہیں یہ کھولتا یارو[5]

[6] کچھ تو اس کا علاج بتلاؤ — تم تو ششدر ہوئے کھڑے یارو

سوز کو ڈھونڈ لاؤ[7] لو اٹھو

مانو اتنا مرا کہا یارو

---

[1] ل — جان سمجھتا تھا

[2] ن — ہوا کیا آہ

[3] ک — دوا کرو ذرا

[4] ن — آنکھیں تو کھول
ش، ک، ل — آنکھ تو کھول

[5] ل — کچھ تو اس کی کرو دوا یارو

[6] ش، ک، ل — کیا کروں میں علاج کچھ بتلاؤ
ا — کچھ تو اس کا علاج بتلا دو

[7] ش، ک — گو کہ تم ڈھونڈ لاؤ سوز نہیں
ا — سوز کو ڈھونڈ لاؤ بس اٹھو

* مجھ سے ملے اگر صنم چشم بچشم رو برو
حال کہوں میں دل کا آج نکتہ بہ نکتہ مو بمو

تیرے فراق میں صنم مثل صبا بڑا پھرا
خانہ بخانہ در بدر کوچہ بہ کوچہ کو بکو

کس کو[1] پھرے ہے ڈھونڈتا دشت بدشت[2] میں کہوں
دیکھ تو لے کے آئینہ اپنے تئیں تو ہو بہو[3]

قطرہ ہے تو اسی کا ہے رشحہ ہے تو اسی کا ہے
اس ہی محیط کا یہ سب[4] آب پھرے ہے جو بجو

ایک ہے[5] ایک بے خبر دیکھے[6] ایک ایک کو
میں نے غلط نہیں کہا بحث نہ مجھ سے دو بدو

سوز تجھ میں ہے صنم یار نہ کھا تو اتنا غم
دیکھ[8] تو خود کو ایک دم کیوں تو پھرے ہے کو بکو[9]

---

* قرۃ العین طاہرہ سے منسوب مشہور غزل کی یاد آتی ہے: گر بتو افتدم نظر چہرہ بہ چہرہ رو برو / شرح دہم غم تورا نکتہ بہ نکتہ مو بمو

[1] ن، ا، ل، ب: کو

[2] ن: شہر بہ شہر

[3] ن: دو بدو [بلا شبہہ یہ قافیہ زیادہ مناسب ہے لیکن ہو بہو کی گواہی باقی نسخے دے رہے ہیں اور دو بدو بآخریں شعر میں موجود ہے — ۱۲-۱۰-۱۹۸۱ء]

[4] ک: اس ہی محیط ہے سب آب پھرے ہے جو (آزاد)

[5] ا: ہی

[6] ن، ا: تو

[7] م: میں نے غلط نہیں کہا بحث نہ مجھ سے دو بدو

[8] ا: نہ

[9] ل، ش: سو بہ سو

بس منہ کو مت کھلا دو میاں درگزر کرد   میں جانتا ہوں تم کو نہ آنکھوں میں گھر کرد[1]

[2] چاہو جو وصل (و یار) تو ادراک[3] علاج ہے   [4] زور شب فراق کو یار و سحر کرد

تیز نگاہ تا نے اگروہ برائے قتل   تو شاد ہو کے سینے کو اپنے سپر کرد

میری طرف سے سوز کو کہہ بھیجو کوئی

عاشق ہوا ہوں پیر مغاں کو خبر کرد

---

1 ش   جاتا تھا

2 ن   گر چاہو وصل یار تو خاصہ علاج ہے

ل   " " " اور ہی علاج ہے

ک، ش   " " " " زور " "

3 ا   دوست [باقی مصرع ساقط از الف]

4 ن، ل، ش   روز و شب فراق کو

ک   روز شب فراق

*دلبرو خط سے نہ گھبرے کو ہم آغوش کرو
**۱؎ بھڑکے ہے دوگنا گر شعلے کو خس پوش کرو

بات ۲؎ تم سن کے رقیبوں کی پشیماں ہو گئے
حرف میرا یہ گہر ہے جو کبھی ۳؎*** گوش کرو

اہلِ مجلس ۴؎ نے کہا رات یہ ۵؎ ساقی سے سوز
ق جام بھر بھر کے ***** نہ دو جلد ۶؎ کہ بے ہوش کرو

ہنس کے بولا کہ تمھیں ۷؎ جام ملے گا اب سے *****
جس کو تم پا کے غمِ زیست فراموش کرو

***اپنے ۸؎ کھونبڑ سے تو اے شیخ جی ڈاڑھی کو شدداد
کچھ یہ آئینہ نہیں جس کو نمد پوش کرو

عشق منظور ہے باللہ عزیزو خود کو
خواہ جامے میں رکھو خواہ نمد پوش کرو

آمد آمد ہے ۹؎ شہِ عشق کی ملکِ دل میں
اے حواس و خرد و عقل تم اب روپوش کرو

یہ وہی سوز تمھارا ہے جسے بھولے ہو
حقِ دیرینۂ عاشق نہ فراموش کرو

۱؎ مصرعے کی یہ شکل ہمارے پیشِ نظر نسخوں میں کسی میں نہیں، غالباً ن کی اصلاح ہے چونکہ اختلافِ نسخ کسی بامعنی مصرعے کی تشکیل کرتے نظر نہیں آرہے اس لیے ہم نے اس اصلاح کو قبول کر لیا ہے۔

۱؎ ل: مجھ کو بھڑکاؤ نہ شعلے کو نہ خس پوش کرو
ک: مجھ کو کاٹو نہ کہ شعلہ کو نہ خس پوش کرو
ش: مجھ کو کادو نہ شعلے " " "
ا: " " بھڑکاؤ نہ شعلہ " " "

۲؎ ش: ہم
۳؎ ل، ش، ک: اگر
۴؎ ل: میں
۵؎ ا، ل، ش، ک: کو
۶؎ ن: اتنے
۷؎ ش: ہمیں
۸؎ ن: گھونٹ کر کھونبڑی اے
۹؎ ن: ارے او اندھے شہِ عشق کے

←

ہر کسی کو دیکھ محبوب ہو نہ گردن خم کرو
شاں[1] کی شوکت کو سفلی چیز پر مت کم کرو

دشتِ ویراں اور سگ درندہ[2] اڈ جاتے سو
اب بیابانِ حرم[3] سے اے غزالو رم کرو

اشک کے قطرے[4] ہمیں ہیں چشمۂ آبِ حیات
جی اٹھوں گا جان مت آنکھوں کو اپنی نم کرو

میں تو مر جانے کے قابل تھا، مُوا، اچھا ہوا
تم خدا کے واسطے ہرگز نہ اس کا غم کرو

مست تر آنکھوں سے[5] جو دکھلائے خدا دیکھو میاں
بات واضح کر کے نامحرم کو مت محرم کرو

---

[1] ن، م — شاں نے
[2] ن، م — درندہ
[3] ک — بیابان رحم (کذا)
[4] م — قطرۂ
[5] ش، م — دکھا دے جو خدا دیکھو میاں

مجھ کو نہ گل نہ سیرِ گلستاں ہے آرزو
مانندِ گل کے چاکِ گریباں ہے آرزو

مر جاؤں گر[1] تو گورِ غریباں ہے آرزو
اس غم سے مجھ کو دیدۂ گریاں ہے آرزو

یہ ہے طلب فناکدۂ دہر سے مجھے
گر[2] خاکِ پا تو گوشۂ داماں ہے آرزو

مطلب نہیں ہے حور و قصورِ بہشت سے
جیتا رہوں تو کلبۂ احزاں ہے آرزو

پاؤں پہ[3] سر کے بال ہوں اور خار پا بسر
طالع سے اپنے بے سر و ساماں ہے آرزو

نامہ سیاہ مجھ سا نہ ہووے گا روزِ حشر
اس غم سے مجھ کو دیدۂ گریاں ہے آرزو

اے سوزؔ زندگی کی نہیں اب مجھے ہوس
مر جاؤں بس تو گورِ غریباں ہے آرزو

---

[1] ا — بس
[2] ن — گر
[3] ن — پیٹر کے بال

کوئی جا کر کہے اُس بے وفا کو
کہ اب بھی مان تو اپنے خدا کو

جلا میرا سراپا شمع سا تن
نہ پایا تو نے میرے مدعا کو

بنا ہے جب سے نام آشنائی
کسی نے یوں جلایا آشنا کو

جفا سے تو نہ باز آیا نہ آیا
تجھے کیا روؤں میں اپنی وفا کو

جلا اے سوز تیرے درد سے آخر
تجھے سونپا مرے صاحب خدا کو

کوئی یہ جا کے اب کہے میرے حبیب کو
تو کیوں عبث[1] ستاوے ہے مجھ سے غریب کو

عاشق نہیں کہ جس پہ نہ معشوق کی ہو[2] چاہ
کیا شکوہ تم سے مرد[3] ہے اپنے نصیب کو

کیا جھنجھوں[4] کو یاد نے تیری بھلا دیا
گریال[5] میں غلغلہ[6] لگا عندلیب کو

منبر پہ کیسی شیخی سے کرتا ہے وعظ و پند
دیکھیں گے اب ملے ہی گا خانہ خطیب کو

یارو مریض عشق مداوے سے کب بچے
بدنام لا کے مت کرو مجھ تک طبیب کو

اے شیخ سوز کی تو نصیحت سے باز آ
بے طرح ٹھرکتا[11] ہے یہ اپنے ادیب کو

اے سوز تیری باتوں پہ ہنستا ہے سب جہاں
ظالم خدا کو مان سنبھال اپنی جیب کو

---

[1] ن — عبث کیوں

[2] ل — ہے

[3] ش — درمیں (ذرا)

[4] ک — جھنجھنوں

ع — آزردہ کیوں کیا دل حسرت نصیب کو

[5] ل، ا — گرباں

ک — گرباں

[6] ش، ل — غلولہ

کہہ اس دشمنِ مروت کو — کیوں چھپاتا[1] ہے اپنی صورت کو

تیری تقصیر کچھ نہیں سچ ہے — کہیے جو کچھ سو اپنی قسمت کو

مجھ کو غم نے کیا بہت حیران — کیا ہوا جان تیری غیرت کو

سرو یوں گڑ گیا[2] زمیں کے بیچ — دیکھ کر[3] تیری شان و شوکت کو

اے غمِ یار سوز تجھ پہ نثار
آفریں ہے تری رفاقت کو

۱۔ ا چھپایا
۲۔ ن گر گیا
۳۔ ن کے

رہنے دو اے محبّاں یک دم[1] خموش مجھ کو   کرتا ہوں تم سے باتیں آنے دو ہوش مجھ کو

اٹھ سے[2] نگہ نے اس کی بے خود کیا ہے دل کو   لے جاؤ اے رفیقو گھر تک بہ دوش مجھ کو

ساغر کو کر کے لبریز منہ[3] میرے پاس لاکر   ڈھکائے ہے پیالے وہ[4] بادہ نوش مجھ کو

آوے گا بے خودی میں گھر بھول کردہ اپنا   آئی ہے[5] آج یارو اب یہ سروش مجھ کو

تمّامی درد تا تک یک جام بھر دھروں گا
پہنچا دے سوتہ ہاہا تا مے فروش مجھ کو

---

۱ ن   اک

۲ ل   دیکھیں نگہ میں اس کی

ک   ان کی

۳ ن   منہ پاس میرے لاکر

۴ ن، ل، ش، ک   یہ   ۵ ن، ک   آیا ہے

اے قیامت نگھو پھر[1] نہ جلاؤ مجھ کو — میں ترستا ہوں مرا آ کے اٹھاؤ مجھ کو

ہم نشینو[2] حق صحبت کا ادا واجب ہے — بخدا آپ سے[3] حالت جو دکھاؤ مجھ کو

ساقیا نشہ وہی جس میں نہ ہو ہوش حیات — ایک ساغر تو بھلا اور پلاؤ مجھ کو

سوز[4] میں اپنے شب و روز جلوں ہوں جوں شمع — اے بتو رحم کرو تم نہ جلاؤ مجھ کو

---

۱ ن — نہ کبھو

۲ ا — ہم نشینوں

۳ ا — اب سے حالت (کذا)

۴ ن — سوز میں بھی تو شب و روز —

میں جانتا ہوں جان تمھارے[1] چھچھند کو
زلفیں لپیٹ[2] کر ل نہ اپنی کمند کو

بس ہاتھ اٹھا لے چھاتی سے سن[3] جان کے حریف
لگتی ہے ٹھیس[4] آہ دل دردمند کو

لے آگ میں جلا نہ[5] یہی چاہیے تو ہے
جلنے سے سربلندی ملے ہے سپند کو

ہے ہو بہو خیال ترا میری جان میں
مت کر جدا تو میرے پر آک بند بند کو

یہ سوز خاک ہو ترے گرچے میں ہے پڑا
گاہے گدا نہ اس پہ تو اپنے سمند کو

---

[1] ا — تمھاری — ک چھچھند

[2] ت — لپیٹو کھرلو

[3] ت، ا — او

[4] ل — ٹیس

[5] ت — جلا دے

مردم آزاری نہ سکھلا نرگس بیمار کو
پر گھڑی تلوار دکھلا کر ڈراتا ہے مجھے

کام فرماتا ہے کوئی بھی کسی بیمار کو؟
کیا کہوں تیرے تئیں کیا ڈراتی تلوار کو؟

کھول نہ دیجو لڑکے اس دلِ ناصبور کو
بھاپ لگے گی چلبلی[1] جھانکیو مت تنور کو

ٹکڑے کو دیکھتے وہیں آئینے کو ٹیک دیا
دیکھو سکا نہ آپ سا سو جیو اس غرور[2] کو

شہرہ ہوا کہ خلق کی آنکھوں سے دید حق کرے[3]
دل ہو تو ہو بھار ہو سا عشق ہے کوہ طور کو

حور و قصور کے لیے[4] ذکر صنم بھلا دیا
شیخ سے کہیو تا صدا کیجئے ستہ اس شعور کو

بزم میں رکھتے ہی قدم شام[5] سے صبح ہو گئی
شمع کا مان گھٹ گیا[6] دیکھیو منہ کے نور کو

جلد اتار لے صنم سر نہیں بار دوش[8] ہے
اور نہ سر پر رکھو یہ بوجھ[7] دور کر اس غرور کو

کس میں پھنسا ہے سوز تو آتش ہجر حاضری
مصلحت اور کچھ نہیں چلتے ہیں اب حضور کو

---

[1] ن — چلبلے
[2] ل — مغرور
[3] ل، م، ش، ک، ر — کیا
[4] ل، م، ش، ک، ش — کو جنۂ یار گم کیا
[5] ل، م، ش، ک — شام کی
[6] ل — کیوں گیا
ش — کب گیا
[7] ل — رکھو نہ بوجھ دور کر اس غرور کو
م، ش، ک — " یہ " " غرور "
[8] ش — اپنی

اب یہ دیوانہ مرے[۱] ہے کھول دو زنجیر کو
توڑ دو اے عاقلو[۲] سر رشتۂ تدبیر کو

دیکھیے عشاق میں کس کس کے دھڑ پر سر نہ ہو[۳]
آج میں دیکھا[۴] چٹاتے سنگ اسے شمشیر کو

گھر جنوں کا بیٹھ ہی یارو گیا تھا بعد قیس[۵]
ہم اگر برپا نہ کرتے خانۂ زنجیر کو

شیخیاں[۶] کیسی ہی وہ اپنے مریدوں میں کرے
درد دل ہرگز نہیں ہے[۷] واعظ بے پیر کو

خشک و تر یکساں ہے[۸] اس کے روبرو آ دیکھو سوز
عشق آتش ہے خبر کر دو جوان و پیر کو

---

۱ ن: پھرے

۲ ل: غافلو

۳ ن: رہے

۴ ن: آج دیکھا ہے

۵ ع: مرگ

۶ ش: سختیاں کیسی ہی وہ اپنے مریدوں میں کرے

ن: شیخنا کیسے " " " " " ہے

۷ ن: نہیں اس

۸ م، ش، ک، ل: دیکھا سامنے اس کے میں سوز

۱۳۵۵۰

میں تو اب مرتا ہوں کھولو پاؤں سے زنجیر کو
کم کرو اے عاقلو تدبیر[1] سے تدبیر کو

ہو چکا ہے گرچہ اے پیکِ اجل دم کا شمار
آتی ہے فرصت جواب[2] لے لوں دم شمشیر کو

دل نہ اپنا رکھو سکا دم لینے کی فرصت نہیں
کیا کروں اللہ میں دنیا کی دار و گیر کو ؟

کون تھا جو پھر بساتا کشورِ دیوانگی
میں اگر برپا نہ کرتا خانۂ زنجیر کو

منہ نہ موڑا تیغ سے جم جم اٹھائے زخم یار
آفریں ہے سوز صد رحمت ہے تیرے پیر کو

---

[1] ع — کی

[2] ن — لے لوں میں

ہاتھ میں لے رہا ہے[1] تو ناوکِ سینہ دوز کو
دیکھو کماں کی چاشنی بھولے لگا نہ سوز کو

شمع کی طرح[2] رات دن دل کو لگی ہے تیرے لو
لیتے ہو ایک بوسے[3] پر گوہرِ شب فروز کو

اک تو پیالہ اور پی ٹکڑے کو آفتاب کر
اور کبھی آ دیکھ جا چاہیے اس دلِ خام سوز کو

ایک پلک[4] جھپکنے میں لاکھ اشارے کر گیا
پوچھے نہ بوجھے سوز ہی[5] اس کے چھپے رموز کو

۱؎ ش، ک — تو ہے
۲؎ م، ش، ک، ل — طرز
ع — کے رنگ
۳؎ ل — بوسہ
۴؎ ل — پلک کے جھپکے
۵؎ ن — اس کی چھپی

جو میرے دل پہ گزری ہے سو یارب اب کہوں کس کو
مرا دل مانگتے[1] ہیں زلف و کاکل ان میں دوں کس کو ؟

یہی آتا ہے دل میں جو جلد دوں دل کو میں اپنے
ولے اس میں خیال یار ہے اب آگ دوں کس کو ؟

---

[1] ش: مانگتی ہے

دکھلا نہ غصے سے صنم[1] اس روئے آتش ناک کو
ہاہا جلا مت دم بدم میرے دلِ صد چاک کو

حسن و جوانی واہ واہ[2] حق نے کیا تجھ کو عطا
ہاں شکر میں اس کے کبھی[3] دل شاد کر غمناک کو

گر قتل کرتا ہے[4] مجھے باہر نکل کوچے میں چل
مت خون سے آلودہ کر اس آشیانِ[5] پاک کو

زلفوں کو ابرو سے جدا اپنے گلے سے[6] رکھو گا
شمشیر بازی مت سکھا اس ہندوئے بیباک کو

ڈرتا ہوں میں اے سیم بر تجھ کو نہ لگ جاوے[7] نظر
چمکا نہ تو ہر بات پر[8] اس ابروئے[9] چالاک کو

لیتے نہیں مرزا منش جس چیز میں ہووے[10] خلش
تو کیا کرے گا چھین کر میرے دلِ صد چاک کو

اب زہر کھائے[11] ہیں بنے اس زندگی کے[12] کیف سے
لو سوز نے تو سے رکھا اپنے لیے تریاک کو[13]

---

[1] ک — دیکھا نہ
[2] ن، ا، ک — وادا
[3] ش — کہیں وفادکر (کذا)
[4] ن — تو کر
[5] ک، ل — آشیاں
ش — آسماں
[6] ن — ست
[7] ش — کھب
[8] ک — میں
[9] ا — خمدار (کذا)
[10] ا — کچھ ہے
ش، ک — سہے
[11] ن — کھاتے
[12] ن — کی
[13] ش — لو سوز توے رکھا ...
ا — سو سوز لے ہے رکھا ہے ... (کذا)
ل — تو سوز نے تو لے رکھا ...

نہیں رہنے کا میرے پاس لے جا دلربا دل کو
میں رکھ کر کیا کروں سینے میں اس نا آشنا دل کو

ولیکن پاسداری کچھ وحشی بڑا ہے یہ
نہ ٹھہرے گا یہ تیرے پاس بھی یاں چھوڑ جا دل کو

مجھے ڈر ہے مبادا دشمنی سے دوبدو ہووے
نہ لو آ بیٹھو تم عیار کھو دو گے سکھا دل کو

ازل سے میری چھاتی پر بلا آئی وہ مردوا ہے
بھلا لے کر کرے گا کیا تو ایسے بے وفا دل کو

یہ سب مجرب ہی بیٹھے[1] ہیں ان میں کون ایسا ہے
خدا کے واسطے بتلاؤ کس نے لیا دل کو

ہوا ہے سوز جب سے نام میراث سے جلتا ہوں
پڑا دیکھوں[2] ہوں اپنی آگ میں ثروت جلا دل کو

۱۔ ع بیٹھے ہیں گے ان میں کون ایسا ہے
۲۔ ن دیکھوں

نہیں پڑتا ہے اب تو آہ گاہے[1] کچھ اثر دل کو
بھلا کیوں کر جگا دے کوئی ایسے بے خبر دل کو

نظر بھر کر کبھی میری طرف دیکھا نہ حسرت[2] ہے
مگر لے جاؤں اپنے ہاتھ پر رکھ کر نذر دل کو

بڑا مشکل ہے جس میں کچھ ادا دیکھیں وہیں ٹھہرے[3]
جو باہر جاؤں تو اب چھوڑ جاؤں اپنے گھر دل کو

لگا تو جس طرح دل جا ہے تیغہ ہاتھ میں تو ہے
کیا ہے میں نے جانبازی سے اب سینہ سپر دل کو

خدا جانے بنے کیا جاتے[4] ہر سو جھپٹ ہے وہ بانکا
چلا ہوں اب تو اس کے سامنے[5] میں تھام کر دل کو

نہیں ہے سوز کا دل بھر بھرا جو جلد للچاوے
مگر لے جاؤ کاکل سے تم اپنے[6] باندھ کر دل کو

---

[1] ا گاہ
[2] ا حیرت
[3] ا ٹھہری
[4] ن جائی
[5] ا سامنے
[6] ن اپنی

طلب کرتا ہے مجھ سے ہر گھڑی بیمانِ گسل دل کو
کہاں دل، کس طرح کا دل کسے کہتے ہیں دل کو

ہم دلبر جو تجھ کو جان ہے مطلوب تو لے جا
نہ دوں گا دل نہ دوں گا دل کر بالا ہے بیدل دل کو

نہ کعبے میں نہ بت خانے میں ملتا ہے خدا طالب
نہ پاوے گا نہ پاوے گا جو ہے جویا تو مل دل کو

جو تو چاہے کہ میں آنسو بہاؤں تا کہ رسوا ہوں
نہ روؤں گا نہ روؤں گا کرے غم مضمحل دل کو

بلاتے جس طرح تلقین کو ہیں گور میں مردہ
جھنجوڑے ہے مرو ڑے ہے ترا غم متصل دل کو

اسی منہ پر کیا تھا وعدہ بوسے کا سو پھر بیٹھے
نہ چھوڑوں گا نہ چھوڑوں گا نہ کر ظالم خجل دل کو

وہی اس سوز کے معنی کو سمجھے جو جلا ہووے
کہ صورت سے ہے صورت کو مزا اور ذوق دل دل کو

۱۔ ش، ل	یہ دل
۲۔ ل، ع	نکالوں
ش، ک	کا یوں نالہ بہاؤں گا
۳۔ ک	جو
۴۔ ن	بلاتے
۵۔ ل	جھنجھوڑے ، ن، ا جھنجوڑے ہے مڑوڑے
۶۔ ش	سے
۷۔ ا	تو ہو ا ۵

لے گیا تا بہ لامکاں دل کو[1]
اس کو مطلب کیا ہے کچھ تو کہے
چین آتا نہیں کسی بھی طرح

چین آیا نہ واں[2] میاں دل کو
پوچھیو[3] آکے دوستاں دل کو
کیونکہ تسکین دوں تپاں[4] دل کو

---

[1] ن اور ک میں یہ اشعار گزشتہ غزل " نہ لگا لے گئے جہاں دل کو " الخ میں شامل کر دیے گئے ہیں بلکہ ن میں تو ان اشعار کو اس غزل میں ملا کر الگ قطعات بھی قائم کر دیے گئے ہیں جبکہ اپنے مضمون اور الگ مطلعے کے اعتبار سے یہ اشعار مستقلاً الگ ہیں جو م اور ش میں بالوضاحت الگ ہی درج ہیں بلکہ ش میں تو ان پر " چند ابیات " کا عنوان بھی تحریر کیا گیا ہے ۔ ۱۲ واللہ اعلم

[2] ک — میاں وہاں

[3] ک — پوچھیو

[4] ش، ک — طپاں

نہ لگائے[۱] گر کے جہاں دل کو
آہ لیجا[۲] سیئے کہاں دل کو؟

بحر و بر دشت و باغ میں نہ[۳] رہا
جا نہیں زیر آسماں دل کو

ہاں مگر عرش تک اگر جاوے
یا[۴] ملے واں سے لامکاں دل کو

تب اسے ہو قرار تو ہووے
تم سنو ہو تو دوستاں دل کو

جس کی خاطر ہوا ہے یہ بے تاب
لے چلو آہ میں وہاں دل کو

کچھ[۵] اُدھر یا اِدھر کی بات کہو
یوں کرو یارو امتحاں دل کو

سن کے یہ بات جس کی دھڑکے گا
جانیو لاگ ہے وہاں دل کو

اس کی تدبیر ہو سکے گی تب[۶]
جان آ جاوے نیم جاں دل کو

سوز کو بھی تبھی[۷] ملے گا چین
صبر[۸] آوے گا جب بتاں دل کو

---

۱ ش — نہ لگا لے کبھی
۲ ن، ا، ک — لیجا ہے
۳ ن — تیرا
۴ ن — پا سیے
۵ ن — کرو
۶ ا — کب
۷ ش — نہیں
۸ ش — خیر

لے[۱] پھرا میں کہاں کہاں دل کو — نہ لگا لے گیا جہاں دل کو

دوستو تم کہیں[۲] اسے لے جاؤ — بیچ ڈالو مرے[۳] میاں دل کو

پھر[۴] یہیں سے پکارتے جاؤ — بیچتے ہیں یہ نوجواں[۵] دل کو

کوئی[۶] اس کا جو مول اگر پوچھے — کہیو لایا ہوں ارمغاں دل کو

اس کا [قیمت[۷]] ہے ایک بوسہ تو — جان آجاوے نیم جاں دل کو

بندۂ بے درم کی قیمت کیا — لیجیے مول مہرباں دل کو

نام اس کا ہے[۸] سوزِ غم اندوز — کہتے ہیں آتشیں زباں دل کو

یا کوئی ایسی اور بات کہو — جان آوے کہیں میاں دل کو

کس عنوان اس کو چین نہیں
آہ لے جائیے کہاں دل کو

---

۱ ع — آگیا میں جہاں تہاں دل کو

۲ ع — تم اسے کہیں

۳ ع — تم اس میاں

۴ ع — پھر

۵ ع — نیم جاں

۶ ع — گر کوئی آکرے خریداری

۷ ن — قسمت

۸ ن — از ازل دل سوز

کہاں دل قطرۂ خوں ہے نہ چھیڑو پر گھڑی دل کو
ستاتا ہے کوئی بھی دم بدم نخچیر بسمل کو

محیطِ عشق کا کس نے کنارا آج تک پایا
غریقو شوند ہو آنکھیں نہیں پانے سے ساحل کو

جرس بھی آگے منزل پر گو آہیں بلند کرتا ہے
یہ دل میرا دہیں نالاں ہے گو پہنچا ہے منزل کو

خدا کے واسطے جا کر کہو اس بے مروّت سے
کہ مت کر قید تو زلفوں میں میرے لاڈلے دل کو

دلا حیراں نہ ہو[2] یاں کون سی مشکل رہی[1] مشکل
تو کر مشکل کشا کو یاد وہ کھولیں گے مشکل کو

عبث تم شیخ جی مجھ سے لڑ لڑ کر کتاب اپنی
وہ کہہ بیٹھے گا کچھ منہ سے نہ چھیڑو سوز جاہل کو

---

[1] ن: پاؤ گے
[2] ا: میاں

میری طرف سے جا کہو اس دلبر خود کام کو — جیتا تو رکھا ہے بھلا کیوں سوز سے بدنام کو

کس کے بدن میں ہے لہو دو لڑکوں ہی میں جاتا ہے — یارب کہیں تسکین ہو اس تشنۂ ناکام کو

اے آہ بس مت غل مچا[۲] اے نالہ مت فریاد کر — زلفوں میں دل[۳] جو جا پھنسا سمجھا ہے کچھ[۴] انجام کو

شیخ و مشائخ سے کہو کچھ ٹوٹنا[۵] ہے لوٹ لیں — دیتا ہوں اب تو آگ میں بازار ننگ و نام کو

اے سوز ابھی تو مت اٹھا اس آتش ہجراں سے دل
ناداں کوئی کیا لیوے گا ایسے کباب خام کو

---

۱ ن — کہیں تو حسین ہو
ع — کبھو سیراب کر اس تیغ خوں آشام کو
ش — کہیں تسکین ہو اس ملول خ 〃 〃 〃
م — کبھی 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃
ل — 〃 〃 〃 〃 تیغ 〃 〃 〃
۲ ن — اتنا تو مت
۳ ن، ش، ک، ل — آپ ہی
۴ ش — آشام
۵ ش — تو بتائیں

پونچھتے[۱] کیا ہو چشمِ پُرنم کو
پوچھو تم اپنے لاڈلے غم کو

صبر و آرام کیوں نہ ملے؟ سنبھلو[۲]
ہم کہیں[۳] چلتے ہیں اب کوئی دم کو

چھاؤں میں ٹک کھڑے رہو صاحب
بات کہتا ہوں اتنے[۴] مت جھکو

یادغ بوسے[۵] کو بیچتے ہیں دل
کیا یہ مہنگا ہے اس سے کچھ کم کو!

کس کو تکتے ہو دل تو[۶] لے بھاگے
جان باقی ہے یہ بھی لے دمکو!

نامِ الفت نہیں رہا باقی ق
جہان دیکھا ہے ایک عالم[۸] کو

[۷] کھل گیا روبرو، دے نہ چھپا
پونچھو یا پونچھوا اپنے دیدۂ نم کو

دیکھتے ہوں اٹھا کر ہو صاحب
آنکھیں دکھلاتے ہیں یہ اب ہم کو

دل کے جوڑے[۹] کی ہے کیا تدبیر؟
بھایا دکھلائیو ذرا ہم کو!

سوز کے داغ کو مٹا دے[۱۰] یہ
آگ لگ[۱۱] جاوے ایسے مرہم کو

---

۱ ن، آ، ک — پوچھتے
۲ ن، آ، ک — بیٹھو
۳ ش — ہیں
۴ ن، ک — اتنا
۵ ش — بوسہ
۶ ک — کو
۷ ک، ا، ش — میں
۸ ا — غم
۹ ن: "جوڑوں کی کیا کروں تدبیر" ن میں اس مقام پر قطعہ کا امتیاز ختم کر دیا گیا ہے لیکن یہ گمان اسی مصرعے کے ترنم سے پیدا ہوا ہے مصرعے کی اصل صورت جو ش، ا، ک کے حوالے سے متن میں درج کی گئی ہے، پیش نظر رہے تو قطعہ اواخر غزل تک جاری رہتا ہے
۱۰ ن: آہ
۱۱ ن: جائے

غم نہیں دنیا کا ہرگز صاحبِ تسلیم کو — آتشِ نمرود تھی گلزار ابراہیم کو

آہ ان اندھوں کے ہاتھوں کس کنے سر پیٹیے — جانتے ہیں قولِ حق پر باطل تجسیم کو

اب تلک واقف نہیں اسرار سے اس عشق کے — عاشقوں سے جاؤ دل کر عشق کی تعلیم کو

میں تو کہتا ہوں کہ عشق اچھا یہ کہتے ہیں نہیں — فہم سے کس کے ملاؤں اپنی اس تفہیم کو

وہ جو قسمت میں ہے تیری سوز سو ملتا ہے نقد
کون کہہ سکتا ہے شوم[۱] اس قاسم تقسیم کو

---

[۱] سوز

چھڑا کر مجھ سے سارے خانماں کو
میاں دل لے چلا تو اب[1] کہاں کو

بھلا اتنی تو فرصت[2] دے[3] ہٹیلے
کہ رخصت کر لوں اپنے دوستاں[4] کو

عزیزو خوش رہو اب تم کو سونپا
خداوند زمین و آسماں کو

خدا پھیرے گا تو تم سے ملیں گے
چلے ہیں اب تو[5] سید سے لامکاں کو

میں صاحب دل نہ تھا بندہ[6] ہوں دل کا
جلا جاؤں گا لے جاوے جہاں کو

یہ کہہ دیجو اگر تم کو ملے سو تو
کہ ابا صاف رکھیو آشیاں[7] کو

چلے ہیں سا تو اب نہ صبر و طاقت
لگا جنجال کیسا[8] میری جاں کو

سدھارو بے وفاؤ اپنے گھر[9] تم
کروں میں کیا فلان[10] و بہماں کو

---

[1] ش، ک — اب تو
[2] ع — رخصت دے
[3] م، ش، ک، ل — زبردست
[4] ش — اپنی داستاں
[5] ع — کیا جانے کہاں ،
[6] ش، ک، ل — ہوں بندۂ دل ،
ا — تھا بندۂ دل
[7] ک، ل — آشیاں
[8] ن — کیا ہی
[9] ش، ا، ک، ل — کب رہو گے
[10] ش، ک، ل — بے بداں (؟)

تری آنکھوں نے لوٹا کارواں کو — نہ چھوڑا زندہ اک[۱] پیر و جواں کو

سنبھال اپنی زباں اور بے ادب سوزؔ — تو کیا بولا ہے[۲] کاٹوں اس زباں کو

کوئی محبوب کو دیتا ہے طعنہ[۳] — کرے[۴] گر قتل وہ سارے جہاں کو

یہ وہ ہیں اپنی گر[۵] بانی پہ آویں — الٹ ڈالیں زمین و آسماں کو

ذرا خاموش ہو اور[۶] بلبل بہ بند — جلا دے گا وہ تیرے آشیاں کو

وہ تیرے زمزمے کیا ہو گئے آہ — ہوا کیا اس ترے لطف[۷] بیاں کو

کوئی ایسی غزل پڑھ اب تو پیارے

رلا دے[۸] دیکھتا کیا ہے جہاں کو

---

۱ ل — زیادہ

ع — سادہ

۲ ا — کاٹوں

۳ ن، ا، ک — طعنے

۴ ن، ش، ک — کریں

ل — یہ گو قرب وہ

۵ ل — نہ وہ ہیں اپنی گرمانی

ش، ک — یہ وہ ہیں ״ ״ پالی

م — ״ ״ ״ گرانی پر گر

۶ ن، ک — اے

۷ ل، ک — لطف و بیاں

۸ ن — جلا دے

چرا[1] کر دل جلد اب تو کہاں[2] کو
کھڑا رہ پھر نکلتا جا آشیاں کو

یہ تھوتھا جسم رہ[2] کر کیا کرے گا
جہاں جاتا ہے لیتا جا وہاں کو

گلے تیرے نہیں پڑنے کے مت ڈر
جلد جاوے گا سیدھا آسماں کو

خدا کے واسطے پڑ مت کیا کر
ستم بھاتا نہیں ہے نوجواں کو

گرا ہے تو پڑا رہنے دے مت چھیڑ
ارے کیوں کھینچتا[3] ہے ناتواں کو

ترے[4] مژگان و ابرو ہیں کفایت
کرے[5] گا لے کے کیا تیر و کماں کو

کوئی میری طرف سے آج جا کر
یہی کہہ دے مرے نازک میاں کو

خدا کے واسطے نیچی نگہ کر
کوئی دن[6] اور جینے دے جہاں کو

سن اے پیک اجل جلدی سے آجا
مبادا ہو خبر[7] اس نوجواں کو

نہ مرنے دے گا آ میرا کہا مان
کہے گا چھوڑ جا اس ناتواں کو

عزیزو سوز کو دیکھو کہیں تو
گیا ہے چھوڑ اپنے خانماں کو

★ ارے میاں جانے والے میکدے کے
ذرا کہہ بھید پیر مغاں[8] کو

کہ ساقی سوز کل کم ہو گئی کیف
بلا ایسی کہ بھولے دو جہاں کو

بوقت نزع بولا سوز آخر[9]
سنا کر آپنے[10] سب خورد و کلاں کو

سبھا کے صاحبو صاحب سلامت
چلے ہم سیدھے اب دار الاماں کو

یہ اپنا جھونپڑا[11] رکھو او پڑوسن
نہ جاؤں[12] کیا کریں ؟ دیکھا جہاں کو

نہ جانا تم نے قدر سوز افسوس
ملے کیا قدر ہو ناقدرداں کو

ملے گا خاکسار ایسا نہ کوئی ★★
اگر چھانو گے[13] سارے خاکداں کو

صبا میری طرف سے آج جا کر
تو کہیو اس مرے بانکے جواں کو

کہ تیرے مردم خونیں ہیں قاتل
نہ چھوڑا زندہ یک پیر و جواں کو

مجھے تو ننگ اپنے نام سے ہے
مرد تم شیخ جی نام و نشاں کو

بھلا یہ سوزؔ تو پر عیب ہے پر   تم اچھے ہو کسی کا عیب ڈھانکو ***

ہمیشہ سوزؔ کے عیبوں کو گن کر
کرو گندی نہ تم اپنی زباں کو

۱؎ ک ؎   جھمڑا
۲؎ ا   لے کر
۳؎ ا، ش، ک، ل   بھیجتا
۴؎ ن   تری
ل، ک ؎   مژگانِ ابرو
۵؎ ن، ع   اٹھانا کیوں ہے اب
۶؎ ش   دل
۷؎ ش   جھمر (کذا)
۸؎ ل   پیر و مغاں
۹؎ ن، ع   رو کر
۱۰؎ ن   اپنے
۱۱؎ ا   جھمڑا
۱۲؎ ن   بجائیں
۱۳؎ ا   تم سارے جہاں
ک ؎   آساری خاکداں کو

ش میں * سے ** تک *** کے اضافے کے ساتھ آٹھ غزل ہے

خدا کے واسطے پہچان پیارے[1] دوست دشمن کو
چراغِ کارواں مت کر تصورِ[2] چشمِ رہزن کو

تصور میں اگر تصویر کھینچے تیرے[3] وحشی کی
تو جھنجلا کر چھڑا لے[4] خواب میں بھی اپنے دامن کو

تماشا رَوِش کا دیکھ آ کر او تماشائی
لگا دی اب تو میں نے آگ اپنے[5] کلبۂ تن کو

اگر زہرہ مرے[6] اس طالعِ مخزوں[7] میں آ بیٹھے
بجائے دف زدن وہ سیکھ جائے وضعِ شیون کو

غلط فہمی سے تیری سوزکا ہے[8] ناک میں اب دم
صنم تو سادگی سے جانتا ہے درست دشمن کو

---

[1] ا جانی

[2] ل پیارے

[3] ل اپنے

[4] ا، ک چھڑا تے خواب میں بھی (لیکن شعر دونوں صورتوں میں واضح نہیں]

[5] ن پیارے

[6] ن مری

[7] ع واژوں

[8] ن اب ناک میں دم ہے

ا بھی ء ء ء

ستا مت اے نسیم صبح آ کر بے قراروں کو
تمیز بوئے زلف[1] یار ہوگی ہوشیاروں کو

جگر پر کھینچتے ہیں ہم بھی سامنے ہو جائیں گے[2] گاہے
لگا دے جا کے اے غماز تو خنجر گزاروں کو

نہ جا گلشن میں گل سے تو خفا ہو[3]ئے گا اے گلرو
کسی نے مصلحت گل کی سنا دی[4] ہے ہزاروں کو

یہاں صید حرم گردن نکالے راہ تکتے ہیں
وہ تیر انداز کرتا ہے شکار اب شہسواروں کو

نکل جاتا ہے جن کا جان دم میں پھانس کے چبھتے[5]
وہ کیا دیکھیں گے خارستاں میں جا کر گل عذاروں کو

یہ ملک دل یونہی غارت ہوا اس غم کے ہاتھوں سے
خبر لیتے[6] نہیں گھر کی ہوا کیا تاجداروں کو

نہ چھیڑو سوز کو یہ تک[7] سی تم نے نکالی ہے
کوئی بھی درگذرتا ہے جان من الفت[8] کے ماروں کو

---

١ ل	یوسف
٢ ن	واللہ
٣ ش ن ل ک	سنتا ہے
ا	کہتا ہوں
٤ ش ن ل ک	سنائی
٥ ا	لگتے
٦ ن	لیتی
٧ ل	چونکہ
٨ ک، ش	تک
٩ ل	الفت کی ماروں

کہیو اے بادِ صبا بچھڑے ہوئے یاروں کو
راہ ملتی ہی نہیں دشت کے آواروں کو

سترِ حق دلق میں ہے ان کے ہے ولے آنکھ کہاں [۱]
کوئی کیا جانے فقیروں کے ان اسراروں کو

جس طرح پایا اسی طرح لیا دل کو چھین
یہ طرح کس نے سکھائی ہے [۲] طرحداروں کو

بال باندھے جنھیں کہتے ہیں [۳] یہی عاشق ہیں
کیا چھڑا دے کوئی زلفوں کے گرفتاروں کو

اب تو غم آکے مجھے پیار لگا ہے کرنے
اے [۴] خدا کوئی خبر کردے مرے پیاروں کو

بالیں سے جو پھنسا [۵] زلف کے بالوں میں ہوں
شانہ چھڑوائے گا کیا ایسے گرفتاروں کو

سوز کا کوئی عمل عفو کے قابل تو نہیں
شاہ بخشا دیں مگر ایسے گنہگاروں کو

سوز کی جتنی سفارش کی نہ مانا اس نے
چھوڑتا ہی نہیں وہ اپنے گنہگاروں کو

---

[۱] ن: دل میں انھوں کے ہے
ک: دلق میں ہے اس کے ولے
[۲] ش: سکھایا ہے
[۳] ش، ا، ک، ل: سو وہ عاشق
[۴] ل: صبا
[۵] ش، ک، ل: پھنسے
[۶] بالیں سے پھنسے زلف کے بالوں میں ہوں (کذا)

[1]کر رکھا تیغ نگہ نے دل فگار آئینہ کو[2] تیر مژگاں نے کیا غربال دار آئینہ کو

تیرے مشتاقوں کی حیرانی سے[3] ہے ہم چشم یہ بسکہ رہتا ہے شب و روز انتظار آئینہ کو

مان اے مشاطہ وہ مغرور ہو دے گا دو چند وقت آرائش نہ کر اس سے دوچار آئینہ کو

گرد خط سے یار کے چہرہ[4] ہو دونی ہو جلا صاف تر رکھتا ہے صیقل سے غبار آئینہ کو

یار کے جب منہ کو وہ تکتا ہے شوخ[5] اس رشک سے
جی میں آتا ہے کروں میں سنگسار آئینہ کو

---

۱ ا گر

۲ ن میں آئینہ کا امالہ کیا گیا ہے

۳ ل، ش، ک میں ہے

۴ ا چہرے پہ ہوئے دو جلا

۵ ل شور

قسم کھاتا ہوں[1] ہر دم جو کروں ہرگز نہ یاری کو
ولے[2] رہتا نہیں دل کیا کروں بے اختیاری کو

بتوں کی اس میں کیا تقصیر[3] ہے وہ کس سے ملتے ہیں
کسی کو دو(ش)[4] کیا دوں روؤں اپنی خام کاری کو

اجل تو جان لیتی ہے ولے ترسا کے بند سے کی
وہ لگ سکتی نہیں اس کی[5] چھری کی آب داری کو

سمجھتا ہوں میں اے ناصح جو فرماتے ہو تم مجھ کو[6]
بسد عارو اپنے[7] گھر تو کیجے اس دوستداری کو

صنم آتا ہے سوز اب پاؤں اس کے تر نہ ہو جاویں[8]
ذرا تو بند کر بہر خدا اس چشم جاری کو۔

---

[1] ن، ع	پھر جو کروں دور اس کی یاری کو
[2] ش، ل، ک، م	نہیں رہتا ہوں لیکن کیا کروں بے اختیاری کو
[3] ع	کچھ تقصیر نہیں
[4] ش، ا، ل	دوست
ن، ک	دوس
[5] ن	صورت کی اس کی آبداری کو
[6] ل	مجکو
[7] ن	اپنی
ع	نہ کیجو ایسی دوستداری کو
[8] ن	پڑجائیں

جہاں میں پوچھتا پھرتا ہوں میں جس تس سے یاری کو
محبت اڑ گئی یارب ہوا کیا دوستداری کو؟

دلِ مجروح جاں کندن کو سونپا اب تجھے[1] ہم نے
کہ کوئی دیکھ سکتا ہی نہیں اس زخمِ کاری کو

ذرا تو ہونٹ پر تو ہونٹ رکھ دے[2] پھر اٹھا لینا
یہ پائو تی کرے ہشیار شاید اس خماری کو

کہیں گالی کہیں گھونسا، کہیں جھڑکی[3] کہیں جید ھر
نہ کیجو بند تو زنہار ایسے[4] خیر جاری کو

دہل کر سوز مر جاوے گا یا کام آوے گا
ترے صدقے گیا یوں[5] کھینچ مت ہر دم کٹاری کو

---

[1] ا — اب سونپا تجھے میں نے
ل — سونپا اب " " "
[2] ش — رکھ لے
[3] ش ل — جھگڑا
ا — دھپا
[4] ا — ایسی
[5] ش — توں

دماغ اصلاح دینے کا نہیں کہہ دو ہلالی کو | کہ فکرِ شعر ہے اس وقت میری طبعِ عالی کو

بغیر از بادہ سمجھیں بزم کو میں حلقۂ ماتم | تصور[1] غالب بے جاں گردن مینائے خالی کو

ترا خط دیکھ دیویں بھولیں[2] ہیں سب قرآں کا پڑھنا | کہ جزو نسخہ کر رکھیں تقویم ہائے پارسالی کو

رکھے ہے سرنگوں اس باغ میں کثرت تعلق کی | ثمر کا بیشتر ہونا جھکا دیتا ہے ڈالی کو

[3]نشت شیخ نے مجلس میں جھالی تو بکا ڈالی
لے آوے[4] یاں کوئی اب جا کے سوز ابالی کو

---

[1] ش ک — قصور
[2] ن — بھولے
[3] ش — بہ شدت
[4] ک — لے آوے گا یہاں

کیا خفا کر دیا جوانی کو — کوسوں کس منہ سے زندگانی کو[۱]

کیوں جی ہم بد نظر بھلا صاحب — آفریں تیری بد گمانی کو

بس میاں غم سے دھارو اپنے گھر — مت کرو تنگ زندگانی کو

دیکھو نہ روز ابد کے دن کرنا[۲] — تہہ کرو ایسی مہربانی کو[۳]

کوئی سنتا نہیں کہوں کس سے؟ — اپنے دل کے غمِ نہانی کو[۴]

تجھ کو تو نیند آتی جاتی ہے[۵] — کس کے آگے کہوں کہانی کو

سوز اب بھی رہا ہے کچھ باقی؟
چھوڑ دے بس سرائے فانی کو!

---

۱ ن، ل — ناتوانی
ع — کیا آہ ناتوانی کو

۲ ن — دیکھیو روز ابد کے
ا — دیکھو نہ روز آتے
ک — ، ، ابد [کے] روز دن کرنا

۳ ا — تہ

۴ ن — کی

۵ ن، ع — اس کو

کیا ہے صرف تعب اپنی نو جوانی کو
گلے لگا ذرا پھسلا کے دل کو چھین لیا

دلا نہ جائیو الفت نہیں عداوت ہے
یہ ٹھگ تو دام محبت بچھا کے بیٹھے ہیں

جلا ہوں لخت جگر[۲] چھوڑ لے تو اپنا دل
مبادا چوٹ کرے چشم بد سے ڈرتے ہیں

ملایا[۱] خاک میں غفلت سے زندگانی کو
عزیزو دیکھنا اس تازہ مہربانی کو

ق
کرو بجا نہیں یہ کھا کے میہمانی کو
جلا دل کرتے ہیں یہ دوستان جانی کو

برائے خیر[۳] تو رکھیو مری نشانی کو
بندھے ہی رکھتے ہیں آہوئے آسمانی کو

---

۱ ا ملائی
۲ ا لولوا سا دل (کذا)
۳ ا صبر
۴ ن آشیانی

ہے عشقِ بلا کا تیر[1] دیکھو — سنتے ہو جوان و پیر دیکھو

تنہا سب مجھے چھوڑ کر قفس میں — جاتے رہے[2] ہم صفیر دیکھو

اشکوں پہ ہماری چشم[3] سے اب — مژگاں[4] کی یہ دار و گیر دیکھو

دی دل کو شکست فوجِ خط نے — لٹتی ہے بڑی بھیر دیکھو

حراں[5] کیے تھا آپ کو سو

ہے[6] زلف کا اب اسیر دیکھو

۱؎ ش: بیر

۲؎ ک: جاتا رہے

ن: جاتے رہو

۳؎ ن: کی

ل: اشکوں کی ہماری چشم پر اب

ک: 〃 پہ 〃 〃 سے آپ

۴؎ ل: لیٹی ہے بڑی بھیر دیکھو

۵؎ ش: حیران

۶؎ ن، ا: زلفوں کا ہوا اسیر دیکھو

حراماں جاتا ہے یارو سنبھالو — کلیجے میں کانٹا لگا ہے نکالو

نہ بھاؤں مجھے زندگانی نہ بھائی — مجھے مار ڈالو مجھے مار ڈالو

خدا کے لیے اے مرے ہم نشینو[1] — وہ[2] بانکا جو جاتا ہے اس کو بلالو ق

نہ آوے اگر وہ تمھارے کہے سے — تو منت کرو گھیرے گھیر سے بلالو

اگر کچھ خفا ہو کے وہ گالیاں دے — تو دم[3] کھا رہو کچھ نہ بولو نہ چالو

کہو ایک بندہ تمھارا مرے ہے — اسے جان کندن سے چل کر بچالو

جلوں کی بری آہ ہوتی ہے پیارے[4]

تم اس سوز کی اپنے حق میں دعا لو

---

[1] ک، ا — ہم نشینوں

[2] مشن، ا، ک، ل — یہ

[3] ن — غم

[4] ع، ل، ش — صاحب

ہمیں کہیے[1] کیوں جان چھوڑ جالو — جو ہم پاس دیکھو تو اس کو چھپا لو[2]

بھلا کون[3] تجھ سا ہے انصاف کیجے — بھلے آدمی ہو زباں تک سنبھالو[4]

مجھے کیا زباں تیری بگڑے[5] گی واللہ — ادھر دیکھو میاں بات کو تو نہ ٹالو

عدالت کا دن کل ہے[6] معلوم ہو گا

تم آج ان غریبوں کو اچھا ستا لو

---

[1] ع کہتے

[2] ع چھپا لو

[3] ع کون

[4] ع سمجھا لو

[5] ن بگڑی ہے

[6] ع ہے

لوگ کہتے ہیں کہ گلشن میں بہار آئی چلو
سبز گو گل رو بھی آوے گا چلو بھائی چلو

چاند سے مکھڑے پہ ہالا[1] ہے تمھیں سوجھا ہے خط
دیکھو لی اندھو تمھاری ہم نے بینائی چلو

دور[2] سے بھی دیکھنے پر تیر کھایا یا نصیب
ہمدمو[3] ہم نے تو اپنی داد یہ پائی چلو

ہم نشینو[4] دل نے اس قاتل کا تو[5] کلمہ پڑھا
آہ میری جان اس دہشت[6] سے گھبرائی چلو

کیا کھڑے رہ کر تماشا دیکھتے ہو سوز کا
مار بیٹھے گا کہیں وحشی ہے سودائی چلو

---

[1] ک — حالہ
[2] ن — درد
[3] ک ث — ہمدموں
ا — ہمدمو اپنی تو ہم نے داد بھر
ن — ” ہم نے تو اپنی ”
[4] ک — ہم نشینوں
[5] ک س ا ش — ہے
[6] ن — وحشت

دلا جوش اس قدر مار اپنے سینے میں کہ صہبا[1] ہو
نہ ہو ممنون ساغر کا نہ منت دار مینا ہو

فنا کر آپ کو تا جزو سے اے دل تو کل[2] ہووے
گنوا دے[3] جب حباب اپنے تئیں تب عین دریا ہو

ہمارا[4] باغباں نے جرمِ نظارہ پہ جی مارا
جنھوں نے گل کو توڑا یارب ان پر دیکھیے کیا ہو

دل و دیں لے کے پھر آیا ہے وہ غارت گر ایماں[5]
سزا[6] جی دینے کے مجھ سے میسّر اور اب کیا ہو

فقط منظور تیرا دیکھنا ہے سوز کو پیارے
ترے[7] سر کی قسم گر اور کچھ دل میں تمنا ہو

---

۱ ل — یار

۲ ل — تو

۳ ن، م — ڈبا دے

۴ ن — ہمارے

۵ م، ش، ک، ل — ظالم

۶ ن میں ع ”بجز جی دینے کے مجھ سے بتاؤ اور اب کیا ہو“ درج ہے بلا شبہہ مصرع اس صورت میں زیادہ صاف اور رواں ہو گیا ہے لیکن ہمیں یہ مصحح کی ترمیم معلوم ہوئی ہے اس لیے ہم نے بیش تر قلمی نسخوں کی صورت کو برقرار رکھا ہے

۷ م، ش، ک، ل — خدا کی سوں اگر کچھ اور اب دل میں تمنا ہو
تو یہاں بھی متن میں مندرج مصرعہ اصلاح شدہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس تبدیلی کی سند ایک قدیم نسخے نسخہ علی گڑھ میں موجود ہے اس لیے ہم نے اسے شامل کیا۔

جس کا کہ دل سا مشفق زلفوں میں جا پھنسا ہو

دل سا رفیق میرا تو نے جدا کیا ہے

یاں میر سوز یہ غم وہ سوختہ ہی جانے

وہ دردمند بے دل ممکن ہے پھر جیا ہو

اے عشق جی بچا لے جگ تیرا اگر بھلا ہو

دل جس کا اس جہاں میں عاشق کہیں ہوا ہو

معشوق ہو اور باوفا ہو — عشاق[1] کو تب بڑا مزا ہو

کیوں مشفق و مہرباں کسی کے — ہم سے ہی اگر ملو تو کیا ہو

[2] مانوگے نہیں غرض یہ باتیں — تم اپنی[3] ہی ہٹ کے بادشا ہو

اے یار سیاہ زلف سچ کہہ — بتلا دے[4] دل جہاں چھپا ہو

* دیکھوں[5] کنڈلی تلے نہ ہو دے — کاٹا ہی[6] اف ترا بُرا[7] ہو

کیا جرم کیا ہے مجھے بتاؤ — روٹھو جو میں نے کچھ کہا ہو

دل تھا سو سوز سے لیا چھین — لو جان جو اس میں کچھ رہا ہو

دو دن کی یہ زیست سوز صاحب
جس طرح نبھے تم اب نبا ہو

---

[1] ش — تو جدری ہوں (کذا)
ل — تو جدڑی " "
آ، ک — جدری ہوں اور "

[2] ک — طعنوں کی

[3] ن — اپنے
ش — اپنی ہٹ کے

[4] ک — بتلا دے نہ

[5] ن — دیکھو

[6] ا — ہے

[7] ل — بڑا

* "آب حیات" وغیرہ تذکروں میں یہ شعر یوں ہے "کنڈلی تلے دیکھو نہ ہو دے + کاٹا نہ ہیں ترا برا ہو" لیکن خطی نسخوں سے اس کی شہادت نہیں ملی۔

دلا اہل دنیا سے مت آشنا ہو
بھلا فائدہ ایسی الفت کیے[1] سے
ستاتی ہے لمحہ بہ لمحہ یہ دل کو
مرے آصف الدولہ اور ایک سے بھی
دیا اشک خوں سے روتا ہو کوئی
نہ بھائی بزرگ[3] لوگ ہیں ان سے ڈر ہے
کسی نے بھی ماری چھری اپنے دل پر
مگر ایک آقا محمد کہ جس نے
سوا اس کو ہے غم وہ جسے کہیے غم ہے

یہ فانی ہے سب کچھ جہاں میں وفا ہو
الٰہی یہ اٹھ جائے اس کا برا ہو
جو موزوں ہے اب اُس میں[2] پھر کیا مزا ہے
کسی کی بھی آنکھوں سے آنسو بہا ہو
پھر انسیوں[4] سے ملنے کا کیا فائدہ ہے
وہ ملتا ہے ان سے جو فرد بے وفا ہو
کسی نے بھی غم کھا کے کاٹا گلا ہو
اخوت[5] کا دنیا میں صیغہ پھرا ہو
کہ دن اس کی صورت نہ یوں بر ملا ہو

نہیں سوز دل سے کوئی بھی نہ رویا
پھر ان سے امید وفا کیا بجا ہو

---

* زمانۂ تخلیق: بعد از ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ / ستمبر ۱۷۹۷ء

[1] ن کسی سے
[2] ا ان میں
[3] ن ایسے
[4] ا بُرے
[5] ا کہ اخوت کا دنیا میں صیغہ پڑھا ہے (کذا)

حیف دل میں[1] اگر مروت ہو | غیر سے کیا ہمیں[2] شکایت ہو

جب تک بھی نہیں رسائی دست | یارب اتنی تو دست قدرت[3] ہو

ہر گھڑی گھر سے مت نکل باہر | کوئی دیکھے تو کیا قیامت ہو

گالیاں تو بہت سنیں[4] صاحب | کبھی بوسے[5] کی بھی[6] رعایت ہو

کچھ بڑی[7] بات تو نہیں واللہ[8] | جرم کر لیں اگر عنایت ہو

ایک پل میں بہا دوں عالم کو | گرچہ رونے کی مجھ کو رخصت ہو

اشک میں اپنے سوز ڈوب گیا
یاالٰہی غریق رحمت ہو

---

[1] ن، ل، ا، ش: دل تجھ میں گر
ع: آہ دل تجھ کو

[2] ع: کیوں بتوں سے
ش: بتوں سے کیوں نہیں
ک، ت، ا: " " ہمیں

[3] ل: بھی

[4] ش: سنی دری صاحب
ل: سنی صاحب
ع: سنیں لیکن

[5] ا، ش، ک: بوسہ

[6] ن: اجازت

[7] ل: بڑی
ک: تیری

[8] ل، ش، ک: لیکن

کون ہے[۱] ایسا جہاں میں جو قفس میں شاد ہو — کون سادہ دل ہے جس کو خواہش بیداد ہو

کون ہے[۲] ایسا جو تیرے جور کو سمجھے نہ لطف — کون ہے[۳] ایسا کہ جس کا تو ستم ایجاد ہو

کون ہے ایسا کہ دے[۴] بوسہ تو جس کو دمبدم — کون ہے جس پر کہ تیری اس قدر امداد ہو

کون ہے جو ہووے[۵] تجھ نا آشنا سے آشنا — کون ایسا شخص جس کو یہ سلیقہ یاد ہو

کون ہے اے مہرباں سا زند ہو جس کا خطاب — کون ہے ایسا کہ جس کا سوز سا استاد ہو

کون ایسا سوختہ ہے جس کو کہیے میر سوز

کون ہے[۶] ایسا کہ اپنا آپ ہی استاد ہو

زمانۂ تخلیق: قبل از ربیع الاول ۱۱۸۵ھ / جون ۱۷۷۱ء

۱۔ ع — کون ایسا ہے جہاں میں

ل، م، ش، ک — کون اسیر ایسا ہے مجھ بن جو...

۲۔ ع — کون ایسا ہے کہ تیرے جور کو سمجھے نہ لطف

م — " " " " " ہے "

ل — " " " ہی " " " "

ش، ک — " " " کو " " " "

۳۔ ع — کون ہے جس پر تمہارا اس قدر امداد ہو

ش، ک، ل — کون ہے وہ یار جس کا تو ستم ایجاد ہو

م — " " " " تو " "

۴۔ ن — بوسہ دے

۵۔ ن — ہووے

۶۔ ع — کون ایسا ہو کہ اپنا آپ ہی استاد ہو

خاک ہونا ہے تو خاکِ کوچۂ دلدار ہو — ہو فنا پیش از فنا لیکن فنا سے یار ہو

دین و ایمان تو لیا کچھ اور اگر منظور ہے — جان بھی حاضر ہے تو صاحب اگر درکار ہو

دیکھو آتا ہے تمہارے پاس باندھے اپنے ہاتھ — قتل گر منظور ہے تو دیر کیا تیار ہو

یا الٰہی سایۂ فردوس دے غالب کو تو — پر مرے سر کو مبارک سایۂ دیوار ہو

صاحبی کرتے ہو تم کیوں سوز اب آتا نہیں

کیا کرے وہ آن کر جو آپ ہی بیمار ہو

کہیو صبا گل کو جو گلشن میں گزر ہو
کافی ہے جو بلبل کی طرف ایک نظر ہو

نالے کی دوبارہ تو نہ منت میں کروں گا
اے آہ[1] مگر تجھ سے کچھ اس دل میں اثر ہو

اک دل میں تماشا میں رقیبوں کو دکھا دوں
دل میں نہ اگر تجھ سے مرے خوف و خطر ہو

مت آکہ کہ نہیں طول کو مجھ زلف کے پایاں
کیا میری شب ہجر ہے جس کو نہ سحر ہو

پرزے ہی کیا دل کو تری تیغ[2] نگہ نے
ہر چند رہا داغ جگر سینہ سپر ہو

مرتا ہوں نہ جیتا ہوں عجب حال ہے میرا
یارب یہ مری جان اُدھر ہو کہ اِدھر ہو

خوناب[3] محبت میں ترے[4] ہر کے نہ نکلے
تیرا سا مگر یار جو میرا بھی جگر ہو

صیاد مجھے اس لیے مانع ہے فغاں کا
تا میرے نہ احوال[5] سے اوروں کو خبر ہو

کچھ ہم سے بھلائی تو نہ کی یار نے اے سوز
جیتا رہے لیکن وہ ستمگار جدھر ہو

---

۱ نسخ ا، ل — یک
۲ ن — تری تیز نگہ
۳ ن — خوناب
۴ ا — تری
۵ ل — نہ احوال کو اوروں سے خبر ہو

لہو اس چشم کا پونچھے سے ناصح بند کیوں کر ہو!
جو دل ٹوٹے کسی کے ہاتھ سے پیوند کیوں کر ہو؟

ملے ہے غنچۂ گل[1] خاک میں یک لب تبسم سے
کسو کا دل کہو اس باغ میں خورسند کیوں کر ہو؟

مقابل ہو کے میرے مہروش کے ناخن پا[2] سے
جو چاہے ماہِ نو[3] وہ چند ہو دہ چند کیونکر ہو؟

حلاوت شہد سے بھی زیادہ تر ہے جس کی باتوں میں
برابر اس لب شیریں کے یارو قند کیونکر ہو!

خیال زلف کو تیرے نکلنے دوں[4] نہ میں دل سے
یہ کالا ہے کہ جب بانبی[5] سے نکلے بند کیوں کر ہو!

نہ ہو دل جب تلک میرا مشبک شکل مجمر کی
کسی کے روے آتش ناک پر اسپند کیوں کر ہو!

فراہم مال و زر گھر میں کیا اپنے تو کیا حاصل
غنی جس کا نہیں ہے دل وہ طالع مند کیونکر ہو؟

غزالِ دشت کی پر چند ہیں ابلہ فریب آنکھیں
پر انکھیوں[6] کا تری اے یاران میں چھند کیوں کر ہو!

ہنسے ہے وہ سخن کرنے میں تجھ داڑھی کے ہلنے پر[7]
مؤثر[8] سوز کو ناصح تری یہ پند کیوں کر ہو!

حواشی ←

تجھے دل دے وہی جس کے جگر ہو — ولیکن زندگی کیوں کر بسر ہو؟

بھلا کیونکر ہو کوئی یار اس کا — ہمیشہ جس کے غصّہ ناک سر ہو

صبا کہیو اسے میری طرف سے! — ق — اگر تیرا[1] کبھو اس جا گزر ہے

کہ سن او بے وفا[2] بے دید ظالم — کبھی دن تجھ کو[3] کہنے کا اثر ہے

جلے ہے خلق تیرے ہاتھ سے آہ — یہ نم لڑکا ہو شعلہ ہو شرر ہو

تو میرے پاس[4] آ بے خطرہ[5] واللہ — ق — اگر خطرہ تجھے نوعِ دگر ہو

قریبِ مرگ ہے اب سوزِ[6] بیار سے

ذرا اس پر محبت کی نظر ہو[7]

---

[1] ن کبھی

[2] ل اے بے وفا محبوب

[3] ل ہی تجھے اپنی خبر ہو

[4] ل ساتھ

[5] ق میں یہاں بے خطر درج ہے۔ اس سے فقرہ کی ہ سے پیدا ہونے والا سکتہ تو موقوف ہو جاتا ہے لیکن ساتھ ہی مصرعہ بھی بے وزن ہو جاتا ہے۔ خطر بتحتین ہی بڑھا جا سکتا ہے۔ بفتح اول و سکون دوم اسکا کوئی جواز نہیں

[6] ل حال

[7] ن کبھی تو مہربانی کی نظر ہو

سینے[1] پہ جا بجا کے عشق سے خوباں کے داغ ہے
آخر وہ داغ گور کا اس کی چراغ ہے[2]

کنج قفس میں فکر چمن ہے خیالِ خام
بلبل تو دل ہی دل میں پڑی[3] باغ باغ ہے

اے عندلیب کب تری فریاد وہ سنے
ہنستے[4] سے گل کے باغ میں جو بے دماغ ہے

دیجو خبر مجھے دلِ گم گشتہ کی مرے[5]
ظالم[6] تری نظر میں گر اس کا سراغ ہے

لاکھوں ہی غنچے کھلتے ہیں یارب ہر ایک صبح
تک[7] سوز سے یہی دل کو الٰہی فراغ ہے

---

[1] ا: سینہ

[2] ا: وہ داغ اس کی گور کا روشن چراغ ہے

[3] ش: بلبل تو دل ہی دل میں تری
ا: " " " ہری بے دماغ ہے

[4] ا: ہستی سے

[5] ن: دیجو خبر مرے دل گم گشتہ کی مجھے
ا: لیجو خبر مرے دل گم گشتہ کی کہیں

[6] ا: قاصد نظر میں تری گر اس کا سراغ ہے
ن: ظالم تری نظر میں جو " " "

[7] ن: اس سوز سے بھی دل کو الٰہی فراغ ہے
ش، ل: تک " " " کبھو تو "

جسے ہو تخت کا دعویٰ اسے افسر مبارک ہو
ہمارے سر کو محبوبوں[1] کی خاکِ در مبارک ہو

دعا ہم تو گرفتاروں کے حق میں ہے[2] یہی میری
ہمارے باندھنے صیاد بال[3] و پر مبارک ہو

نجانیں[4] آپ کا ملنا مناسب ہم تو غیروں سے
تمہاری فروش[5] کیا غیرت نے تو بہتر مبارک ہو

جہاں میں اس سے کیا بہتر کہ حق حق دار کو پہنچے
ہمارے دل کو لے جانا تجھے دلبر[6] مبارک ہو

فلک شب کتخدائی[7] کی تری اے سوزیوں بولا
تجھے یہ رات اے رشکِ مہِ انور مبارک ہو

۱۔ ل — مجنونوں
۲۔ ا، ل، ش — حق میں ہے میری یہ ہی
ک — " " " یہی
۳۔ ل — بال پر
۴۔ ل — نجانے
۵۔ ل — فروش تمہاری کیا عزت نے تو
ا، ک — تمہاری فروش کیا " " "
۶۔ ا، ک — بہتر
۷۔ ش — کدخدائی

شورِ[1] گردش سے خمِ گردوں کی مت دِل تنگ ہو
جوں جوں آوے جوشِ[2] توں توں بادہ گلرنگ ہو

یاں تو گوشے سے نگہ کے دل ہوا جاتا ہے آب
پھر نظر دیکھے[3] اسے جس کا کلیجہ سنگ ہو

دل ہمارا ہوئے[4] دوراں سے مکدّر کون طرح
یہ نہیں ممکن کہ اپنے آئینہ پر زنگ ہو

آ خدا کے واسطے ان شوخیوں سے درگزر
اس قدر لازم نہیں محبوب شوخ و شنگ ہو

کیا کروں دیکھیں نہیں اے شوز[5] راہ کوئے دوست
ورنہ پہنچوں میں اگر وہ لاکھ ہی فرسنگ ہو

---

[1] ک : شور ل : سوزِ گردش کی خمِ گردوں سے
[2] ن : جوشِ گر آوے تجھے تو
[3] ش، ل : دیکھو
[4] ق، ا : ہو نہ
ل : ہو دے
[5] ا : اے یار

واللہ اب جو دل میں کچھ اور آرزو ہو[1]
میری یہی دعا ہے دنیا ہو اور تو ہو

اے دیدے[1] کوہ و صحرا تو نے ڈبائے لیکن
اس کی گلی میں رو تو[2] تب تجھ کو آبرو ہو

یہ چاک جیب ہے کیا جو اس کو تو سیئے گا
ناصح جگر پھٹا ہے چل بھاگ[3] زرد رو ہو

دو چار پیالیوں میں ہوتا نہیں نشا کچھ
میاں[4] منہ تو جب جھٹالیں جب سے سبو سبو ہو

شکوے تو میرے دل میں لاکھوں بھرے ہوئے ہیں
یارب کہیں وہ تنہا اک میرے روبرو ہو

شہرت ہے دل میں چھپ کر جھنجلا کے مجھ سے بولا
کیا غل پکار کیا ہے[5] اب مجھ سے روبرو ہو

بس مت جلا مجھے سوز اللہ کرے تو مر جائے
قصہ ہی برطرف ہو جھگڑا بھی[6] ایک سو ہو

---

۱ ل — دیدہ کوہ و صحرا تم نے ڈبائے

۲ ل — آؤ اب تم کو آبرو ہو

ش، ک — رو تو تب تم کو آبرو ہو

۳ ش، آ، ک، ل — بے رفو ہو

۴ ش، آ، ل — ہاں منہ تو جب جھٹالیں جو سے سبو سبو ہو

۵ ل — پکارتا ہے اور مجھ سے

ش — پکار کیا ہے " " "

۶ آ، ش — بھی

جس پہ مرے صنم [کے] کرم کی نگاہ ہو[1]
یا اللہ عاشقوں[2] کا وہی بادشاہ ہو

یہ عاشقی ہے خانۂ خالہ نہیں میاں
سر دے تو پہلے راہ میں تب سربراہ ہو

آنکھوں میں نم نہیں ہے کہاں سے بہے سرشک
طاقت نہیں ہے کون سی قوت [پناہ ہو]

رکھتا ہوں [3]غرض تم سے سنو سردیاں راز[4]
رونے کے[5] میرے حشر تلک تم گواہ ہو

اے دل خدا کے واسطے ٹک صبر کر ذرا
ہاتھوں سے تیرے کوئی کہاں داد خواہ ہو

[6]تیرے جی حق بطرف ہے میں کیا کروں بیاں
جانے وہی جسے کسی ظالم کی چاہ ہو

امید وار رحمت حق سوز ہے دلے
ملتی ہے اس کو جو کہ بہت پر گناہ ہو

---

۱ ن   جس پہ صنم کو (لطف و کرم) کی ----
ل   ،، مرے صنم کو کرم کی ----

۲ ا   کے

۳ ن   غرض

۴ ن   زار

۵ ن   کی

۶ ن   تباں

آیا[1] ہے سوز پاس ترے دست بستہ ہو
اب رحم ہی کرو کہ نہ خاطر شکستہ ہو

آخر گیا نہ کو سے ترے[2] آہ مار کر
کیونکر کوئی رہے جو تمنا گسستہ[3] ہو

احوال دل کا مجھ سے عبث پوچھتے ہو تم
کس دل سے یاد آوے[4] جو خاطرسے خستہ[5] ہو

نرگس کو [ ] اگر ہو نظارہ کی[6] تمام
وہ آنکھ اٹھا نہ دیکھے اگر[7] دستہ دستہ ہو

دیکھا تھا گل کے روز جسے آفتاب [میں]
ہوتا ہے آج [رات میں وہ فوار خستہ ہو]

---

[1] ن آیا ہے سامنے ترے جو دست بستہ ہو
[2] ن تری
[3] ن شکستہ
[4] ن سے یاد آؤں
[5] ن جستہ
[6] ن کے
[7] ن کوئی

گل چیں خدا کرے کہ خراب خوار و خستہ ہو | [۱] کٹتے ہیں تیرے ہاتھ سے گل دستہ دستہ ہو

کیوں کر نہ جائیں در سے ترے[۲] آہ بھر کے ہم | جب رشتۂ امید[۳] ہمارا گسستہ ہو

[۴] وہ کیوں نہ یاد سے دہر میں میری طرح شکست | جس کی کہ سرنوشت بخط شکستہ ہو

[۵] کٹ پس کے پائے یار سے کیا لگ گئی حنا | صد آفریں یہ کام[۶] جو یوں دست بستہ ہو

سرمارتے پھریں نہ ہو ہم سے ایک بیت | [۷] سو شعر سوز تجھ سے بہ یک جا نشستہ ہو

---

۱ ش، ا، ل، ک — جاتے

۲ ا — جائیں در سے ترے بھر کے آہ ہم

ن — " " " " " سرد

ل — جاتے " " آہ بھر کے ہم

۳ ع — امید ہی اپنا

۴ م، ش، ک — وہ بھی نہ پائے دہر سے میری طرح شکست

ل — " یاد سے " " " " "

۵ ش — کب پس کے پائے یار سے کیا لگ گئی صبا

ا — کٹ " " " جا لگی حنا

ک — [—] شب " " کیا لگ گئی " (دلربا)

۶ ن — کار

۷ ن — سو شعر تجھ سے سوز

ا — " " سوز تجھ سے تو یک جا

ش — صد شعر " " بہ یک جا

ک — " " " " تو "

ل — صد شکر " " بہ یک جا

عاشقِ صادق جو آئے دم عقل (سے بیگانہ ہو) — بے تکلف مُلکِ دل کا وہ ہی صاحب خانہ ہو

جان تو لے گا ابھی تو لے وے حسرت ہے یار — وقت مرنے کے صنم کے ہاتھ میں پیمانہ ہو

سُرخ رو تجھ سیں نہ ہوتے[1] تو نہ ہو باور رقیب — ناصحا ہم سے ملا جا ہے جو جا دیوانہ ہو

شیخ کے گر گھر کو جاؤ[2] سے کس کے خانے کو ضرور — دل وہاں کھلتا ہے جس جا مجلسِ رندانہ ہو

بہتے کچھ ہو گئے ہو قتل پر عاشق کے تم

سوز کو کیوں[3] بے طرح گھورو ہو بس ایسا نہ ہو

---

[1] ا ہوئی

[2] ن جاسے

[3] ن اس طرح

بات کہتا ہوں تجھے مان لے بےزار نہ ہو
سر سے لے پاؤں تلک درد ہو آزار نہ ہو

دل خراشی سے کوئی جرم نہیں بالا تر
گو دل افگار ہو لیکن تو دل افگار نہ ہو

ہے گرفتاریِ تن گرچہ بحکمِ تقدیر
او گرفتارِ بلا دیکھ گرفتار نہ ہو

ہو ریاضت سے ترا جسم بھی مانندِ ہلال
پر غمداری کی خاطر تو غمدار نہ ہو

[1] بے خبر آپ سے رہتا ہے بڑی بے خبری
سوز کہتا ہوں خبر تجھ کو خبردار نہ ہو

---

[1] ا بے خبر ایسی رہتا ہی تری بے خبری (کذا)

مست تو پھرتا ہے راتوں کو کہیں بہتاں نہ ہو
اور تو تو جان[1] لیکن سوز کا مہماں نہ ہو

میں ترے قربان جاؤں یہ نئی تقریر ہے
ذبح بھی کرتا ہے[2] اور کہتا ہے ہاں قرباں نہ ہو

آپ دل بیٹھے ہو پھر کہتے ہو کوئی لے گیا
جان بوجھ[3] ایسا بھی اے عیار تو ناداں نہ ہو

کوئی جھانکتا تھا ابھی[4] اس رخنۂ دیوار سے
دیکھ تو یارو کہیں وہ ناصح شیطاں نہ ہو

جو تو چاہے[5] میں بھی تیرے ساتھ سرگرداں ہوں[6]
یہ غلط سمجھا ہے اے گردوں تو سرگرداں نہ ہو

آئینہ سا[7] دل ہے تب اس میں جھانکے[8] رو گئے
سوز منزل دور ہے ہم گئے ہیں سے حیراں نہ ہو

---

[1] ن — جوں توں ولیکن
ل — جوں تو ہے
[2] ا — پھر کہتا ہے
[3] ن — جان کچھ
[4] ش، ن، ا، ل — ابھی دیوار کے رخنے سے ہاں
ک — " " رخنہ "
[5] ن — تو جو چاہے
[6] ن — ہنوں
[7] ن، ل، ش، ک — سا
[8] ل — دیکھے

وہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہ ہو
میں ہوں صنم ہو اور کوئی درمیاں نہ ہو

آنکھیں بھی ہوں نہ ہوویں کہ مردم کا نام ہے
دل بھی نہ ہووے[1] بلکہ یہ اختر زباں نہ ہو

گلشن ہو اور یار گل اندام اور میں ہے
[2] باد صبا بھی ہووے ولے باغباں نہ ہو

[3] گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو
[4] اپنا ہو قصہ غیر کی واں داستاں نہ ہو

یاد اس کی مجھ کو بس ہے انیس و رفیق سوز
وہ خواہ مہرباں ہو[5] یا مہرباں نہ ہو

---

[1] ن: دل ہی نہ ہووے بلکہ یہ اختر زباں نہ ہو

[2] ن: اپنا ہو قصہ غیر کی واں داستاں نہ ہو

[3] ن: میں ہوں شگفتہ خاطر و ......

[4] ن: باد صبا بھی ہووے ولے باغباں نہ ہو۔

[5] ن: نا مہرباں نہ ہو

کون سا ٹکڑا ہے وہ جو خاک میں مدفون نہ ہو
کون سا دل ہے کہ جو غم میں انھوں کے خوں نہ ہو
کون سی ہیں انکھڑیاں جن میں نہ ہوں گے گرم و سوز
کون سا عارض کہ وہ گرد رہ پا موں نہ ہو

گر چمن میں ہے تجھے مقدور [بے آئیں] نہ ہو
ایک دم کے واسطے اے راہ رو گلچیں نہ ہو

بال و پر ہیں آشیاں گر نذرِ شعلہ سے بھی پرے
اے ہما آرام کی خاطر پرِ بالیں نہ ہو

اب ہزاروں مل سکیں اس کی طرح بے بال و پر
اپنے داموں کے لیے اے باغباں غمگیں نہ ہو

آپ سے گزرے اگر جلدی ملے تو آپ سے[۱]
مان لے جاں اب خدا کے واسطے [بے دیں] نہ ہو

---

[۱] ا ایسی گزری اگر جلدی ملی تو ———
یہ غزل آ اور ن میں ہے۔ دونوں میں جو مقامات ناخوانا ہونے کے باعث خالی چھوڑ دیے گئے ہیں ہم نے انھیں اپنے قیاس سے مکمل کیا ہے۔ قلابین ہمارے اسی قیاس کا اظہار کرتے ہیں جبکہ قوسین میں ن کا قیاس درج ہے۔ ۱۲۰ واللہ اعلم

عیش تو میرا ہے ساماں گو نہ ہووے[۱] تو نہ ہو
تجھ سوا کچھ اور جاناں گو نہ ہووے تو نہ ہو

گرچہ تیرا بس ہے اب دیوانگی اپنی کو یار
میری وحشت کو بیاباں گو نہ ہووے تو نہ ہو

بلبلو تم سن لو ہم ہیں عندلیبِ باغِ[۲] عشق
نالہ کرتے ہیں گلستاں گو نہ ہووے تو نہ ہو

بوسۂ لب زندگی ہے عاشقِ غم گشتہ کی
اپنی قسمت آبِ حیواں گو نہ ہووے تو نہ ہو

بلبلیں[۳] نالاں قیامت تک رہیں گی مجھ اوپر
بعد میرے مرثیہ خواں گو نہ ہووے تو[۴] نہ ہو

ایک ہی غمزے میں وہ کرتا ہے سب ترکی تمام
یار میرا فارسی داں گو نہ ہووے تو[۵] نہ ہو

ضبط نے رازِ نہاں کے سوزِ دل ٹکڑے کیا
چاک ظاہر میں گریباں گو نہ ہووے تو[۶] نہ ہو

---

۱ ش میں ردیف : گو نہ ہووے تو نہ ہو
۲ ش باغِ عیش
۳ ا بلبل نالاں قیامت تک رہے گی مجھ اوپر
۴، ۵، ۶ ش تو

یوں نہ چاہے گا دل آگاہ یہ ہو وہ نہ ہو
اس کی یہ خواہش معاذ اللہ یہ ہو وہ نہ ہو

بندگی کی ذات سے واقف جو ہے ان کی زباں
بول کب سکتے ہیں یوں واللہ یہ ہو وہ نہ ہو

تو ہوا جب پاس پھر دنیا و مافیہا سے بیچ
کب ہمیں اس چیز کی پرواہ یہ ہو وہ نہ ہو

جب سے ہو آیا ہے تو گلشن میں تب سے عندلیب
دیکھ کر کہتی ہے گل کو آہ یہ ہو وہ نہ ہو

شعلۂ آتش نے شیشہ درد سے دیکھ میرے دل کو یار
منہ لگانے سے ترے گمراہ یہ ہو وہ نہ ہو

دیکھ کر ہنستا ہے عالم آپ کا دامان و ریش
شیخ جی لازم ہے کیا کوتاہ یہ ہو وہ نہ ہو

صاحب محمل جرس سمجھے ہے دل کو قیس کے
قدر اس کی تب ہو جب ہمراہ یہ ہو وہ نہ ہو

گھر مرے تب آئیے جس دم نہ ہو ہمرہ رقیب
مجھ سے ملنے کی تمہارے راہ یہ ہو وہ نہ ہو

غیر کو گھر میں جگہ دے سوز کو کرتے ہو منع
ہوش دیکھا بس تمہارا واہ یہ ہو وہ نہ ہو

۱ـہ ن، ل، ش	داب
۲ـہ ا، ل	خبر
۳ـہ ل	جب سے گلشن میں ہم آیا ہے تو میں تب سے عندلیب (کذا)
۴ـہ ن	کہتے ہیں
ک	دیکھ کر گل کہتی ہے
۵ـہ ن، ل	کی
۶ـہ ا	گذرے ہے اے جس دم نہ ہم ہمرہ رقیب (کذا)
ک	گھر میں میرے " " "
ن	" " " آسے تو جس دم " " "
۷ـہ ن	تمھاری

چہ بے گنہ چہ گنہگار یہ نہ ہو وہ ہو
وہ شوخ قتل کو تیار یہ نہ ہو وہ ہو

بغیر یار ہو کیسا ہی کچھ تو ماریں ہیں
ہم ایسے ہونے پہ شردار[1] یہ نہ ہو وہ ہو

میں اور غیر تمھیں کیوں نہ ایک سے ہوں کہ یاں
نہیں تمیز[2] گل و خسار یہ نہ ہو وہ ہو

گلہ نہ مہر و تبسم[3] نہ لطف کچھ تو ہو
جو وہ نہ ہو تو یہ ہو یار یہ نہ ہو وہ ہو

جفا و مہر جو خاطر میں ہو کہ سب ہم پر
کیا ہے عشق نے ہموار یہ نہ ہو وہ ہو

ہمیں تو ایک سے ہیں حسن میں صبیح و ملیح
کوئی ہو اپنا خریدار یہ نہ ہو وہ ہو

ہے اعتقاد ہمیں ہندو و مسلماں پر
ہیں دونوں تیرے پرستار یہ نہ ہو وہ ہو

مساوی آپ کو تجویز ہے جنت و دوزخ
نہیں ہم اس کے طلب گار یہ نہ ہو وہ ہو

ترے فراق میں یکساں ہیں زندگی و مرگ
جو[4] تو نہیں ہے تو اے یار یہ نہ ہو وہ ہو

نہیں ہے وصل کی درخواست ہجر[5] میں مجھ کو
ولے خدا سے ہوں ناچار یہ نہ ہو وہ ہو

← جاری ہے

←

جو وعدے آگے کیے تھے یہ باتیں اس میں تھیں

ملے جو ہم سے تو گفتار یہ نہ ہو وہ ہو

رسوخ[6] سوز سے ہے بندگی کو غیر کی فرق

تمھارے جور سے بےزار یہ نہ ہو وہ ہو

---

[1] ن، ل — بےزار

[2] ن، ا، ک — تمھیں

[3] ن — نگہ بمہر و تبسم بہ لطف کچھ

ا — نگہ نہ قہر و تبسم نہ لطف —

ل — نگہ بمہر و تبسم نہ لطف — (کذا)

[4] ل — تمھارے جور سے بےزار یہ نہ ہو وہ ہو

[5] ل، ش — نہیں ہے وصل میں در ذرا ست ہجر کی مجھ کو

ا — ، ، ہجر کی ، ، وصل میں ،

[6] ک — زِ شوخ

چٹکیاں لے لے کر ستاتے ہو اپنی باری کو بھاگ جاتے ہو

دمبدم منہ چڑاتے ہو اچھا واہ کیا خوب منہ بناتے ہو

ہے بغل میں تمھاری میرا دل ہاتھ کیا خالی اب دکھاتے ہو

دل میں آوے سو منہ پہ کہہ دیجے[1] کیا غلاموں سے بڑبڑاتے ہو

تھوڑے شہدے رہے[2] ہیں دنیا میں کیوں غریبوں کی جان کھاتے ہو

رات کی باتیں ہم کو ہیں معلوم تم یہ باتیں عبث سناتے[3] ہو

مقبروں کے[4] تمھیں بھلا کیا کام؟ سوئے مردوں کو کیوں جگاتے ہو

آپ جلتا ہے آتشِ غم سے
سوز کی جان کیوں جلاتے ہو؟

---

۱ ن دیکھو

۲ ا مرے

۳ ا بناتے

۴ ن بھلا تمھیں کیا کام

نپٹ[1] کچھ ان دنوں مغموم ہو غم خوار کس کے ہو؟
کسے اب گھورتے ہو دیدۂ خونبار کس کے ہو؟

یہ ٹھنڈی سانس ہر دم کس سے سیکھی کیا ہوا تم کو
بھلا ہم سے تو بولو طالبِ دیدار کس کے ہو؟

وہ شوخی، وہ شرارت، وہ ہر اک کا منہ چڑا لینا
کدھر[2] جاتا رہا اب سچ کہو بیمار کس کے ہو؟

نہ وہ جامے کی [ ][3] اور نہ وہ دستار کی بندش
نہ وہ انگکھے کا چلنا یہ اتنے خوار کس کے ہو؟

کہ تم پوچھے ہو کون سا بیت تم سے بہتر ہے
ہوئے ہو کس کے کافر در گلو زنار کس کے ہو؟

ہمارا حال سنتے نیند آتی تھی[4] تمھیں کیوں جی؟
یہ راتوں کا تڑپنا طالعِ بیدار کس کے ہو؟

جو ہم[5] تک سانس بھرتے تو کلیجے پر دھرے[6] تھے
تم اب سر دُھنتے ہو آہ ماتم دار کس کے ہو؟

خدا کر جان پیارے[7] تم کسی کا آشنا مت ہو
نہ ہوگا وہ تمھارا جس طرح تم یار کس کے ہو؟

نہ جانی تو نے اپنی قدر تو خود جانِ عالم تھا
یہ مثلِ سوز اپنی جان سے بیزار کس کے ہو

---

۱ ا، ش — بہت

۲ ل — بھلا

۳ ل: ٹھینک ہی، ا: ٹھیک ہے گی، ش: ستھینک ہے اور ک: ٹھیک ہلکی
ق نے اس ساخت پر "تنگی" کا قیاس کیا ہے لیکن ہمارا خیال ہے کہ اس لفظ کا تعلق کسی دہلوی محاورے سے ہے؛ چونکہ ہم اسے متشخص نہیں کر سکے اس لیے متن میں جگہ خالی چھوڑی گئی ہے۔

۴ ا، ل، ک — ہے

۵ ا — تم
ل — ہم تم

۶ ش — دھماکے

۷ ن — اب

سیم بر و شوخ گرد ہوش ربا کہاں کے ہو
تنگ قباؤ[1] آفتو نغمہ سرا کہاں کے ہو؟

نور ہو یا تجلی ہو برق ہو یا شرار[2] ہو
سر سے تو لے کے پاؤں تک جان جلا کہاں کے ہو؟

ذبح جو کرتے ہو کرو جان ہی لیتے ہو تو لو
پھر یہ بتا دو میرے تئیں بہر خدا کہاں کے ہو؟

کون ہو کیا ہو سچ کہو حور ہو یا پری[3] ہو تم
سوز تمہارے ہجر[4] میں مر گیا کہاں کے ہو

---

۱ ع تنگ قباؤ آفتو

۲ ع شرارہ

۳ ع حور ہو یا کہ ہو پری

۴ ع عشق

سنو اے طالبو محبوب کے میرے کنیں* آؤ | مرا احوال پہلے[1] دیکھو تو پھر دل کو سمجھاؤ
ارے سیاں[2] مخلص جانی ترا اس حال کو پہنچا | ابھی تو تم نئے عاشق ہو اپنا حال فرماؤ
یہ حضرت عشق ہیں اس[3] نے کروڑوں شیر مارے ہیں | نہ[4] اس کی داد نے فریاد تم اس راہ مت جاؤ
یہ ایسی راہ ہے جو سورما[5] تا مرد ہوتے ہیں | تم ایسے کون سے ساونت ہو بس گھر کو پھر جاؤ

تمھیں باور نہیں تو سوز کے احوال کو دیکھو
میں بھی بازی لگاتا ہوں جو جیتے[6] واں سے پھر آؤ

---

* ن: کنے

[1] ا: آکر
[2] ل: مجھ سا مخلص جاں تدا
[3] ن، ک: ان نے کروڑوں ؍ ہیں
ا: اس ؍ ؍ پیش
[4] ن، ا: انھوں کی ۔ ۴ ا شش نہ
[5] ل: صدرما
[6] ا: جلتے

[1] حضرتِ عشق بس نہ جی کھاؤ — خیر صلّا سے اپنے گھر جاؤ

دین و ایمان تو [2] لے لیا تم نے — کچھ تمھارا لیا [3] ہے فرماؤ؟

ایک باری کہا سدھارو بس — [4] [کیا لگے آ بیٹھو] ادھر جاؤ

یہیں نہ غم سے مار ڈالو گے — کچھ کرامات اللہ دکھلاؤ —

کہیں سونے دو مجھ کو نیند آئی

سوز آتا ہے اب سرک جاؤ

---

[1] ک: بس میں کہتا ہوں اپنے گھر جاؤ — حضرتِ عشق تم نہ جی کھاؤ

[2] ا — لے چکے بس خیر

[3] ا — کیا

[4] ا — کیا لگی آ بیٹھو

رم چلا ہے مجھ سے آہو دوڑیو — جی چلا[1] جاتا ہے آنسو دوڑیو

ناوکِ چشمِ خدنگ انداز ہائے — ہو گیا دل میں ترازو دوڑیو

بلبلوں کا غل مچا ہے باغ میں — دیکھیو اے شوخ گل رو دوڑیو

دیکھ کر میری نگاہِ گرم گرم — ہٹ چلا ہے طفلِ بد خو دوڑیو

سوز نے افسوں پڑھا[2] ہے شعر میں
ایک دم اے چشمِ جادو دوڑیو

---

[1] ا، ک: چلا

[2] ن: پڑھا — آ میں یہ غزل صفحہ ۳۰۸، ۳۰۹ پر ہے لیکن اس کے پہلے دو اشعار صفحہ ۳۲۹ پر دوبارہ درج ہو گئے ہیں مگر ناقص متن کے ساتھ

نصیحت میری تم منظور رکھیو[1] کہ میرے دل کو مت رنجور رکھیو

جلا کر مجھ کو وہ یاں سے گیا ہے اسے تم آپ سے بھی دور رکھیو

بہت ہیں اس کے لے جانے کے در پے دلوں کے بھید سے مستور رکھیو

چرا لے گا کوئی دیکھا جو تنہا بت اسے تو غم سے چکنا چور رکھیو

دوانا ہے جو کچھ بولا سو بولا
میاں اس سوز[2] کو معذور رکھیو

---

۱ ل میں اس غزل کی ردیف " رکھو "

۲ ع " تم اس میں "

بہت سا جمع ہیں مجھ پاس جور اعدا آہ
نہیں بسا ہے مرے دل میں کوئی صاحب جاہ
نہیں زباں میں لیا نام غیر حق ہے گواہ
نہ چاہیے ہے مجھے اہتمام خیل و سپاہ
عبث تو کھنچے ہے تر دار پر کہیں با اللہ

قبول کچھو نظر میں تری میاں اللہ
بغیر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
سوا ہے نام محمد دیا علی اللہ
ہمارے ہوئے پریشاں ہیں تاج فرق و کلاہ
غریب سوز کو [ ]

شہ نا ترے

قتل کو میرے نہ کر تاخیر آہ ۔ جان لینے کو ہیں اتنی دیر آہ [۱]

یار کے کوچے تلک جاؤں [۲] اگر ۔ مجھ کو دے یہ خانۂ زنجیر آہ

آسماں پھینکے تو پھینکے آج ہی ۔ دل ہے میرا جان تیرا تیر [۳] گاہ

رخ ادھر کرتا تو میں ہوتا ہوں [۴] مات ۔ حیف جو کاٹے بڑی شمشیر شاہ

سوز کیوں چھپتا ہے ہم کیا غیر ہیں
حال اپنا کہہ ندا سے دلگیر گاہ

---

[۱] ن واہ
[۲] ع جاتو
[۳] ع پیرگاہ
[۴] ع ہے

[1] ترے سرا ہے یار دو عالم (نہ دل کو شاہ)
یارب حضورِ یار کے جس کا غلام ہوں

تا چند بے قراری و تا چند اضطراب
لبریز خسروانۂ رحمت شتاب ہو

بس سوز سے تغیر کرد قلعۂ بدن
اس سوز کو تو بندۂ صادق ہی جانیو

گر اور کچھ طلب ہو (مجھے تجھ سے روسیاہ)
ہر روز گر[2] نصیب نہ ہووے تو گاہ گاہ

کانی تھی نیم[3] یار کے مارے کو اک نگاہ
اب آرزو ہے کون سے کافر کو عزّ و جاہ

یہ کارخانہ اس سے نہ ہووے گا سربراہ
گر اس میں جھوٹ ہووے تو اس کا خدا گواہ

---

[1] آ میں اس غزل کو اسی ردیف کی ایک اور غزل "او جانے والے اس سے تو کہیو کہ واہ واہ" الخ سے مخلوط کر دیا گیا ہے۔

[2] ع گو

[3] ن نیم ناز

جو صاحبِ[1] دل ہیں دل سے آگاہ — کیا بات ہے[2] ان کی واللہ باللہ

اے غافلو تم[3] تک چونک بیٹھو — پردے سے نکلا ہے وہ مرا شاہ

وہ شاہ جس کو[4] روزِ ازل سے — تکتے کٹی[5] ہیں اس ماہ کی راہ

میں جھوٹ ہرگز کہتا نہیں ہوں — اب کوئی دم کو نکلے ہے وہ ماہ

ظلم و ستم سب ہو جاوے[6] گا محو — باقی رہے گا اللہ ہی اللہ

ہادی وہی ہے، مہدی وہی ہے — مولا وہی ہے[7] سب کا ہے دل خواہ

اے سوز تو کیا کہتا[8] ہے چپ رہ — تجھ کو ہے[9] مطلوب کیا عزت و جاہ

سو لوگ تجھ کو[10] جھوٹا کہیں گے — کس واسطے ہیں یہ سارے گمراہ

بس چپ ہی[11] بہتر اب کچھ نہیں ہے

خاموش ہی رہ[12] واللہ باللہ

---

۱ ع — دل ہے دل سے آگاہ

۲ ع — اس کی ہے واہ اے واہ

۳ ع — تک تم

۴ ع — جس کی عہد نبی سے

۵ ع — تکتے گئے ہیں تشریف کی راہ

۶ ع — ہو جاتے

۷ ع — صاحب وہی ہے سب کا دلخواہ

۸ ن — بکتا ہے

۹ ع — شیخی کا کیا جاہ

۱۰ ع — کو ہی   ۱۱ ن — ہی

۱۲ ن — بکتا نہ ہرگاہ

لینے لگا ہے اب تو مرا نام گاہ گاہ ۰ بھیجیں گے[1] ہم بھی نامہ و پیغام گاہ گاہ ۰

سائل کو کچھو نہ دینے سے دیتا[2] ہے کچھو بھلا ۰ دیتے نہیں ہو بوسہ تو دشنام گاہ گاہ ۰

خورشید کی طرح تو نہیں ہرزہ گرد وہ ۰ نکلے ہے ماہتاب مرا[3] شام گاہ گاہ ۰

دیوار گھر کی یار کے مت ڈھاؤ سیل اشک ۰ کرتا ہوں اس کے سائے[4] میں آرام گاہ گاہ ۰

جاوے وہ کب کسی کے مگر گھر رقیب کے ۰ لاتی ہے اس کو گردش ایام گاہ گاہ ۰

طاقت ہمیں بھی مرغ چمن کچھو[5] ہوئی ہے اب ۰ ہونے لگا ہے نالہ سرانجام گاہ گاہ ۰

بوسہ بزور لے کے کہا اس[6] سے سوز نے

نکلے ہے یونہی[7] تجھ سے مرا کام گاہ گاہ ۰

---

۱ ل : بھیجیں گے نامہ میرے بھی
ش : بھیجیں گے ہم بھی (ایضاً)

۲ ل : دیتا
ش : رہتا

۳ ا : شادکام

۴ ش، ا، ک، ل : سایہ

۵ ل : کی

۶ ا، ک : ہم سے

۷ ا : دن میں تجھ سے

سچ کہیو قاصد آتا ہے وہ ماہ — الحمد للہ الحمد للہ

ہے دل کو لگتی پر کیوں کے مانوں — کہا[1] تو قسم تو میاں تجھ کو واللہ

بعضوں کا مجھ پر یہ بھی گماں ہے — یعنی بتاں[2] سے چلتا ہے بدراہ

جھوٹے کے منہ پر[3] آگے کہوں کیا — استغفراللہ، استغفراللہ

کل اس طرف سے گزرا ستمگر — ق — میں نے کہا کیوں آؤں میں ہمراہ

جھنجھلا کے آخر بولا[4] یہ مجھ سے — تو کون میں کون اے واہ اے واہ

وہ[5] دن گئے بھول کیوں میرے صاحب — جب[6] کھیلتے تھے یہ دوست یا شاہ

اب[7] مجھ پہ تیغا تم کھینچتے ہو — پیا[8] کون ڈھب ہے استغفراللہ

تیری جفا سے جو مجھ پہ گزرا — سب[9] جانتا ہوں من جانب اللہ

کل جس طرح سے دیکھا ہے اس کو — کیا ذکر کیجیے اللہ، اللہ

اے آہ تو بھی مت دے رفاقت — اے اشک مت چل بس حسبی اللہ

تیرے سوا کون[10] ہے اس جہاں میں — الحکم للہ والملک للہ

کاہے کو اتنا ہوتا ہے ناخوش

کر سوز کو قتل بس قصہ کوتاہ

---

۱ ش — کہا تو قسم لو میاں تم کو

ا — کہا جا قسم تو میاں تجھ...

۲ ش — یعنی تلوں سے چلتا ہے بدراہ

ل — " بتوں " "

اُدھر چلے جانے والے بے پرواہ — ٹک[۱] فقیروں کے حال پر بھی نگاہ

پیٹھ پھیرے چلے ہی جاؤ گے — بل بے مغرور؟ بل بے عالی جاہ

میاں فقیروں کی بھی صدا سن لو — بات سنتا تو کچھ نہیں ہے گناہ

حالِ دل اب بہت پریشاں ہے — تیری زلفیں ہیں دونوں میری گواہ[۲]

تجھ سوا کون ہے مرا محبوب[۳] — بحقِ لا الٰہ الا اللہ

سوز کچھ مانگتا نہیں تجھ سے[۴]

ایک بوسہ دے[۵] فی سبیل اللہ

---

۱ ش، ا، ک، ل: کچھ

۲ ع: دونو زلفیں ہیں تیری میری گواہ

۳ ش: میرا کون ہے محبوب

۴ ع: سوز کچھ اور مانگتا تو نہیں

۵ ش، ا، ک، ل: دو

تم کرو سیرِ گلستاں واہ واہ[1] | ہم رہیں محبوسِ زنداں واہ واہ[2]

تم چمن میں ہم قفس میں یا نصیب[3] | واہ وا اے عندلیباں واہ واہ

مجھ سے نالاں تو کر دی پہلو[4] میں جا | واہ وا گورِ غریباں واہ واہ

مصرِ دل کے اب تمھیں ہو بادشاہ | واہ وا اے ماہِ کنعاں واہ واہ

زلف میں پھنس کر ملا آرامِ دل | واہ وا شامِ غریباں واہ واہ

اشک کو بھی دی نہ کچھ[5] اپنی خبر | واہ وا اے زخمِ پنہاں واہ واہ

تا سحر تم بزم میں اس کی رہیں | واہ وا شمعِ شبستاں واہ واہ

ہم رہے پروانہ ساں گردِ لگن | سب کریں سیرِ چراغاں واہ واہ

آتے ہی مجلس کو روشن کر دیا
واہ وا اے سوزِ سوزاں واہ واہ

---

۱ ش، ا، ک — ہم رہیں محبوسِ زنداں واہ واہ

۲ " — تم کرو سیرِ گلستاں واہ واہ

۳ ش، ا، ک — ہم قفس میں تم چمن میں

۴ ا، ک — پھولوں میں

۵ ش، ا، ک — اپنی کچھ خبر

او جانے والے اس سے تو کہیو کہ واہ واہ
کچھ بھی خبر ہے در پہ پکارے ہے داد خواہ

ناصح میں جانوں اور مرا یار تجھ کو کیا[1]
نے زور کچھ کہ کود پڑے بیچ یا الٰہ

کل کس کے ہاں گئے تھے بھلا یہ بھی جھوٹ ہے
پھر تو کہے گا مجھ سے الجھتا ہے خواہ نخواہ

تس پر یہ عذر ہے کہ مرا آشنا ہے وہ
میاں جی تمھارا عذر تو ہے بدتر از گناہ

اب مت کو مت کھلاؤ کہیں کچھ کا کچھ نہ ہو
اب تک نہیں ہے تیرے گنہ پر مجھے نگاہ

(اب) باز آ یہ وضع نہیں خوب اے عزیز
(کہنا مرا تو مان) ترا ہوں میں خیر خواہ

(عالم) خراب ہوگا مرے جی کو مت جلا
(جل جائے گا) جو دل سے نکالوں گا ایک آہ

(چپکے سے) ایک بات مرے دل میں کہہ گئے
[ ]کرجگا کے کہا مجھ کو روسیاہ

(اب تک تو سوز) شام سے سوتا ہے بے خبر
[اب اٹھ کے] شرط باندھ کے کر ہے وقت صبح گاہ

---

[1] ن، ف، ت: ہے تیرے (تو) گنہ پر ۲ ہم نے متن ع (۱) صفحہ ۳۶۶ سے لیا

تیز دستی دیکھیو[1] قاتل کی میر سے واہ واہ
ایک کی چھاتی چڑھا ہے دوسرے پر ہے نگاہ[2]

ذبح کرتا[3] ہے تو مجھ کو غیر کو کیا اس میں دخل
یہ اجل کیوں بیچ میں آ کود بیٹھی[4] اللہ اللہ[5]

آہ گر نکلی جو[6] سینے سے تو میں[7] تنہا رہا
دل کو لے جاتا ہے لے جانے دے مت گھیر اس کی راہ

جونک جاوے گا تو پھر اس راہ چلنے کا نہیں
ہر گھڑی ہر آن ہر ساعت دلا تو مت کراہ

ایک گالی میں بھی[8] دے لوں گا تری ماں کی بھی
بچھیاں[9] لوں بچھا کر جو تو بولے واہ واہ

بعد قتل[10] سوز پوچھے گا کوئی تو آن کر
کیا خطا کیا جرم کیا تقصیر کیا اس کا گناہ

۱؎ ن دیکھیے
۲؎ ع ایک کو کرتا ہے ذبح اور دوسرے پر ہے نگاہ (کذا)
۳؎ ن کرتا
۴؎ ل آآ
۵؎ ل واہ واہ
۶؎ ل تو
ا آہ گر سینے سے تو نکلی تو میں تنہا رہا
۷؎ ش بیٹھا
۸؎ ن بھی میں
۹؎ ا بچھیاں
۱۰؎ ل فرقت

میں تڑپاں صید ہوں (دل) ہے مرا اس یار کے ساتھ
رہے کیونکر نہ کوئی اپنے گرفتار کے ساتھ

کیوں رے دل پہلے یہ کیا تو نے سمجھ سودا کیا
اب کیوں بیزار ہوا ہے (تو) خریدار کے ساتھ

گلشنِ ہستی میں گر دیکھا رقیب ہم راز
اس کی کیا بات بہم زیر ہیں گل خار کے ساتھ

اشکِ خوں کرتے ہیں ہنس ہنس کے جو کچھ رشک سے تاں
یار کو دیکھا ہے شاید کہیں اغیار کے ساتھ

منزلِ عقبیٰ کے [ ] ہے کیا فخر و فکر
ہم بھی تب جاویں گے اس قافلہ سالار کے ساتھ

دل لگ نہ جلد کر مرے خونخوار سے زیادہ [1]
ہر بات میں کاٹے گا وہ تلوار سے زیادہ

گو ابر گھمنڈ اپنے برسنے پہ رکھے ہے
برسے تر مرے [2] دیدۂ خوں بار سے زیادہ

میں بن کر پیدا داغ ترے ہجر سے گل رو
سینہ ہے مرا تختۂ گلزار سے زیادہ

بے چین رکھے ہے چمن دہر میں مجھ کو
پہلو میں کھٹکتا ہے یہ دل خار سے زیادہ

کالے کی بیراں نہ کرو زلف کے آگے
ڈسنے کے لیے دل کے ہے [3] یہ مار سے زیادہ

مت شیخ کے تم جبہ و دستار پہ بھولو
تسبیح جو اس کی ہے سو زنّار سے زیادہ

سینے کے قفس میں تری دوری سے دل سوز [4]
نالاں ہے [5] شدا مرغ گرفتار سے زیادہ

---

[1] ع تو
[2] ا گا
[3] ا یہ ہے
[4] ا دل اسے سوز
[5] ن صدا

تنگ ہے جو رہیں کہتا ہے دل [ ]
نہ لے بس عاشقی کا نام تو اے عشق، کم دیدہ

زدہ دریائے بے ساحل ہیں جن کا آسماں کف ہے[1]
غبارِ خاطرِ عالم سے کیا ہوں گے[2] ہم دیدہ

بچارا دل تو کڑنے میں پڑا ہے کو دماغ اس کو
ستاتا ہے مجھے آنکھیں دکھاکر دم بہ دم دیدہ

مجھے کہتے تو ہو جھنجلا کے آنکھیں سامنے مت کر
غزالوں کی طرح اے جان کب جاتے ہیں رم دیدہ

مجھے بھی ساتھ لے چل راہ با دل سوز ہوں تیرا
کہ میں عبد الصنم ہوں اور تو بیت الصنم دیدہ

---

[1] ن ہے

[2] ن کیا یہ ہوں گے ہم دیدہ

کدھر جاتا ہے تو اے شوخ دیدہ — بسانِ اشکِ مردم سے رمیدہ

سرِ دستار تا چاکِ گریباں — گریباں تا سرِ دامن دریدہ

تو کس کو آج آیا قتل کرکر — لیے قبضے[1] میں تیغِ خوں چکیدہ

ہے عارض پر خراشِ ناخنِ تیز — و لے[2] لب ہیں تو ہیں دنداں گزیدہ

یہ چلنے کی تھیں کیوں کٹ رہی ہیں — سپر کے کیوں کنارے ہیں بُریدہ

الٰہی خیر کس پر تھا[3] غضب آج — وہ ایسا کون تھا[4] آفت رسیدہ

ہیں پتلی انگلیوں [ ] گر کے ۔[5] — کمر سے ہے لگا دامانِ خمیدہ

خدایا سوز کی کل دل ٹلے آج
کرے ہے میرا جگر اس دم تپیدہ[6]

۱۔ ش ن ک ل: قبضہ
۲۔ م، ش ن ک ل: وگر
۳۔ ۳، ۴ مہ ن: ہے
۵۔ ن: کلبل ٹلے
ا: کلول ٹلے (کذا)
ش: کلول میں آج (کذا)
۶۔ ش ن ا ک ل: طپیدہ

کیا لے گا کوئی ظالم اب[1]* تجھ سے ہر گردیدہ ‏ اک دل ہے سو نالاں ہے آنکھیں سو ستم دیدہ[2]

اے آہ ابھی رہیو[3] بے ہوش پڑا ہے دل ‏ مشکل ہے[4] اگر جو نکلے یہ فتنۂ خوابیدہ

نالے سے ترے شور[5] سارے بے چین ہیں ہمسائے ‏ یہ آہ و فغاں کب تک بس[6] اے دل شوریدہ

دو روز کا مہماں ہوں کیوں مجھ سے الجھتا ہے** ‏ جاتا ہوں ترے کو سے مت مجھ سے ہو رنجیدہ

ٹک دیکھو[7] اے ساقی یہ سوز نہ ہووے یا[8] ‏ رو دے ہے پڑا ایسا جوں شیشۂ غلطیدہ

---

[1] ع ہر تجھ سے یوں گردیدہ ‏ * ع ہر تجھ سیتی گردیدہ

[2] ن ہیں سو نم دیدہ ‏ ** ع جھگڑتا ہے

[3] ع تھم تو

[4] ن، ل ہے

[5] م، ش، ک، ل، ع* ترے ظالم، بے چین ہیں کر دی

[6] ن بس

[7] ع تو

[8] ل یا

ن یاں

آ میں یہ غزل دوبار درج ہے صفحہ ۳۴۴ پر موجود متن کے اختلافی حواشی صفحہ ۳۴۵ کے متن سے تخالف ہیں، انھیں مقابل میں درج کر دیا گیا ہے

آتا ہے وہ جفا جو تیغ ستم کشیدہ
دامن بدست چیدہ ابرو بہم کشیدہ

صورت گر قضا نے تجھ سا[1] نہ پھر بنایا
اک حسنِ ماہ دیکھا سو بھی قلم کشیدہ

اے اہلِ درد تم کو اپنے ہی درد کی سوں
دیکھا کوئی جہاں میں مجھ سا[2] الم کشیدہ

اے نامہ بر خبردار اس سے نہ بولیو کچھ
گر مجھ سے بات پوچھے کہنا تو دم کشیدہ

اے عندلیبِ نالاں اے بلبلِ غزل خواں
پاس ادب ہے لازم ہے سوز آرمیدہ

روتا ہے سوزِ غم میں[3] ہنس ہنس کے مت جلاؤ[4]
جلتا نہیں ہے ہرگز خاشاکِ نم کشیدہ

---

[1] م ل: کوئی نہ پایا
ع: میں تجھ سا نہ کوئی پایا
س: تجھ کو سے نہ پایا

[2] ا: ستم کشیدہ

[3] ل: غم سے
ع: رونے دے سوز کو جان اب تو جلا نہ ہنس ہنس

[4] م: تو

کردیم کباب جگر خود نمکیده — مستیده بت ما نمکیده شکیده[1]

غنچیده شده گلشن و سبزیده خیابان — ای وای ملولیده دل ما[2] نه گلیده

غلطیده[3] و گفتیده دل سوخته ام را — سازند[4] بجولانگهه قاتل دفنیده

کوبیده[5] بیاید بر ما قاتل بدخو — چاکیده گریبان[6] چو دیده شکنیده

طرزی[7] بشو این طرز سخن سوز نموده

ورنه سخن سهم چو نه دیده نه شنیده

---

[1] ل شنیده

ا مستیده بت نا نمکیده

[2] ش به

[3] ک غلطیده

ا ء دگفیده

[4] ا، ک سازید بجولانگهه قاتل نه دفنیده

[5] ل نیاید

ا سازمد بر قاتل بدخو

ک بیاید ء ء یا

ش بیامد ء ء

[6] ل فر دیده سبکیده

ا چو دیده شکیده

[7] ا بشو ل طرز بشو

پڑا پھرتا ہوں تیرے کوچے میں اے شوخ ناکارہ
چوں[1] مرغ آشیاں گم کردہ سرگردان و آوارہ

دل ناداں اگر ہے تنگ تجھ پر وسعت سینہ[2]
تو میں تجھ کو بتا دیتا ہوں گر اس کا دہیں جارہ

نہیں طاقت رہی جو ہاتھ اٹھا کر (میں) دعا مانگوں[3]
کروں کس ہاتھ سے یارب گریبانِ جنوں پارہ

عجب بے خود ہوں جس دم سے سنی ہے بات ملنے کی
ستم پر آ شبِ وصلت کروں گا کیونکے نظارہ

عبث کیوں کھینچتا ہے تیغ ظالم سوز پر ہر دم
نہ ماتا ہے نہ [illegible] ہے جفا کش ہے یہ بیچارہ

---

[1] ا چو

[2] قیاس چاہتا ہے کہ یہاں "کر اس کا وہیں چارہ" ہو لیکن اس قیاس کے حق میں کوئی قلمی شہادت میسر نہیں ۱۲۔

[3] ن تارہ

اے دل نہ سنے گا یار چپ رہ   کر نالہ نہ بار بار چپ رہ

فریاد شوکت[۱] فلک کرے گا   بس اے دل بے قرار چپ رہ

تو درد[۲] نہ سن سکے گا پیارے   مت پوچھ یہ[۳] حال زار چپ رہ

ناصح کیا فائدہ بکے ہے؟   دل پر نہیں اختیار چپ رہ

کیوں سوز یہ آہ و نالہ کیا ہے
اے کشتۂ انتظار چپ رہ

۱؎ ن کب تک اب
ک " آ
م " آ
۲؎ م ورنہ
۳؎ ن تو

بس دلِ ناتواں بس چپ رہ — رو رو مت کھو تو جان بس چپ رہ

غل نہ کر غل نہ کر کہ تیری آہ — پہنچی تا لامکاں بس چپ رہ

آنکھیں جاتی رہیں گی او ناداں — میرا کہنا تو مان بس چپ رہ

تیرے رونے پہ لوگ روتے ہیں — بس نہ رو میری جان بس چپ رہ

پھول ہنستے ہیں تیری ہنسنے پر — میرے غنچہ دہاں بس چپ رہ

شعر کاہے کو ہیں شرارے ہیں
سوزِ آتش زباں بس چپ رہ

شرابِ خونِ دل کا بو[۱] چھے ہے مخمور ہے شیشہ
زباں سے[۲] منہ میں ہے یارو کہو معمور ہے شیشہ

مزا ہے محتسب اس وقت آ جاوے جو اے ساقی
کہ ہم تم لوٹتے ہیں نشہ[۳] میں اور چور ہے شیشہ

سمجھ کر دل مرا اس کو ٹک دیجو نہ پتھر پر
کہ یہ اس نام سے مجھو ہو گیا مشہور ہے شیشہ

لبوں پر وقتِ نوش اب قطرۂ[۴] مے نیش ہوتا ہے
پہنچ ساقی کہ مجھ بن خانۂ زنبور ہے شیشہ

[۵] شرابِ حسن کی کس کے مغاں اس میں تجلی ہے[۶]
کہ مستوں کی نگاہوں میں سراپا نور ہے شیشہ

نظر پر مست مجھو کر قابل زنجیر آتا ہے
نہ جانے بزم میں کس کا دل پر شور ہے شیشہ

نہ خوش ہو پیرے استغفار سے واعظ کہ رندوں کی
زباں[۷] نزدیک ہے توبہ سے جب تک دور ہے شیشہ

۱؎ ش، ک، ن بو چھے
۲؎ ن، ل میں
۳؎ ا، ن نشے

٤ ن، ک، ل بیش

٥ ن شرار

٦ ل پیر

٧ ش پیر ایک سے

ناصح نرگسِ شوخ سے دل جا کے لگا دیکھ
میرا بھی کہا مان محبت کا مزا دیکھ

ہر چند میں لائق تو نہیں تیرے کرم کے
لیکن نظرِ لطف سے[1] ٹک آنکھ اٹھا دیکھ

کچھ اور سوال اس کے سوا تجھ سے نہیں ہے
اے بادشہِ حسن بسوئے[2] فقرا دیکھ

پچھتائے گا آخر کو مجھے[3] چھوڑ کے اے یار
کہنے پہ[4] تو ہر ایک مخالف کے نہ جا دیکھ

اس بت نے نظر بھر کے نہ دیکھا مجھے اے سوز
ہر چند کہا میں نے[5] کہ ٹک بہرِ خدا دیکھ

---

[1] ع نگہِ مہر سے
[2] ا تو سوئے
[3] ل جس نے
ع مار کے
[4] ا کو
[5] ع میاں بہرِ خدا

خدا کو کفر اور اسلام میں دیکھ | عجب جلوہ ہے خاص و عام میں دیکھ
جو کیفیت ہے نرگس کی چمن میں | دو چشم ساقیِ گلفام میں دیکھ
نظر کر زلف کے[1] حلقے میں اے دل | گلِ خورشید جھولا شام میں دیکھ
خبر مجھ کو نہیں کچھ[2] مرغِ دل کی | تو اے صیاد اپنے دام میں دیکھ

پیالہ ہاتھ سے ساقی کے لے سوز
طلسمِ[3] جم کو تو اس جام میں دیکھ

---

۱ ش: ک — حلقہ
۲ ع — اپنے
۳ ش — خم

ناصحا میرے سیم بر کو دیکھ
اور مری حسن بین نظر کو دیکھ

کیوں تو حیران ہو رہا ہے بے ق
ارے اندھے ذرا ادھر کو دیکھ

کیا دہن اس کا ڈھونڈتا ہے بے
مو شگافی سے اس کمر کو دیکھ

کیسے بانکے کو کر لیا تسخیر
تو مری آہ کے اثر کو دیکھ

لخت دل تیرے واسطے لا دیا
لال میرے تو اس گہر کو دیکھ

آہ کی چھری میں گوندھے لخت جگر
جان میرے تو اس ہنر کو دیکھ

شش جہت میں تو ڈھونڈتا کیا ہے
جس کو ڈھونڈے ہے پہلے گھر کو دیکھ

سیر دریا سے کیا ہوا حاصل
سوز تو اپنی چشم تر کو دیکھ

لہ ن دیں

گر تجھے قتل کی خواہش ہے تو بسم اللہ
سر تو حاضر ہے ذرا رہ کے لگا بسم اللہ

ساغرِ چشم ہے[1] لبریز بلاہل اس کا
درد مند و پیو از بہر شفا بسم اللہ

شیخ جی تم کو نہ کہتا تھا کہ رندوں میں[2] نہ جاؤ
آپ[3] بھی بیچ میں آ آ کے ذرا بسم اللہ

بس دلا سینے میں میرے تو نہیں[4] ٹھہرے گا
میں نے رخصت دی تجھے جان سے جا بسم اللہ

آج مہندی[5] نہیں ہاتھوں میں ترے کیا باعث
لے مرے خون سے ہاتھوں کو رچا بسم اللہ

ترے دامن سے نہ چھوٹے[6] گی مری خاک سنا
ڈھیر پر میرے تو گھوڑے سے کُدا بسم اللہ

تیز کرتے ہو چھری آپ ہی رہ جاتے ہو
کس کا وسواس ہے کاٹو نہ گلا بسم اللہ

میں یہ سمجھا تھا کبھی اس کو نہ جانے دوں گا
سوز نے مانگی جو رخصت تو کہا بسم اللہ

---

[1] ع ہیں لبریز بلاہل اس کے
[2] ن میں
[3] ع اب بھی
[4] ع یونہی
[5] ع نہ لگی کیوں ترے ہاتھوں میں حنا
[6] ع پہ

سنے گا بعد میرے جو کوئی میرا یہ افسانہ ۔۔۔ جو افلاطون بھی ہوگا تو ہو جاوے گا دیوانہ

ہوا ہے چور غم سے دل ہر اک ذرے میں اسکا ہی ۔۔۔ نظر پڑتا ہے جلوہ دل نہیں اب ہے پری خانہ

سودا کا پاک آہ و دیکھیے گا چرخ پر چڑھتے ۔۔۔ پیوں گا من سلویٰ بول یا صہبا کا پیمانہ

کہاں سے میں کہاں آکر بسا ہوں دیکھیو قدرت ۔۔۔ جہاں کچھ بات کرنے کو نہ اپنا ہے نہ بیگانہ

کسی بن مسکن غم دل سوا جاتا نہیں واللہ ،
دلے تم سوز سے پوچھو کہ اسکا ہے وہ غم خانہ

۱؎ ع ۔ میں

ع+ن

اے دلِ گم شدہ پیدا ہو نہ — چھوڑ بس زلف مبتلا ہو نہ

[1] حیرت آلودہ نہ رہ مثلِ حباب — موند لے آنکھ کو دریا ہو نہ

طالبِ ساغرِ مے کب تک یار؟ — جوش کھا آپ ہی[2] صہبا ہو نہ

وصل میں پھر وہی فرقت کا غم — بسملِ تیغِ تمنا ہو نہ

تیرے[3] بیمار تڑپتے ہیں پڑے — بات کی[4] بات مسیحا ہو نہ

قیس و فرہاد ہوئے[5] آگے کیا — اے تنک حوصلہ مجھ سا ہو نہ

آپ میں دیکھ لے آپ ہی کو سوز
مثلِ آئینہ صفا ہو نہ

---

[1] ش — ضرب

[2] ن — بھی

[3] ش، ل — عشاق . .

ک — عشاق پڑے مرتے ہیں

ع — بیمار " " "

[4] ش — بات کے بات

[5] ش، ل . — ہوا

ماتم کا میرے شور ہے کہتا ہے کیا ہے یہ؟
اب بھی خدا کو مان میاں کیا بلا ہے یہ؟

کوئی مرے پر اس کی تو جرأت سکے [ہمارا دین] ہم نشیں
اے دلبر دو جہاں کہیں بھی سنا ہے یہ؟

کہتا ہوں درد دل کا تو کہتا ہے غیر سے
سر پھر گیا، اٹھا دو، بہت بک رہا ہے یہ

کہتا ہوں داد داد تو کہتا ہے دو دھیو!
سودا ہے کون کون سا کیا بیچتا ہے یہ؟

روتا ہوں بلبلا کے تو ہنستا ہے کھلکھلا
کہتا ہے یارو دوڑیو کیسا مزا ہے یہ

تلوار مار مار کے کہتا ہے دم نہ مار
تیرا ادائے حق ہے کہ حق کی ادا ہے یہ

اتنی جفائیں مجھ پہ کیاں تو بھی شوخ نے
منہ سے کبھو نہ پھوٹا کہ اہل وفا ہے یہ

آ دیکھو میری لاش کو وہ شوخ تند خو
کہنے لگا جڑا کے ہمیں کیا ہوا ہے یہ

امیدیں دل کی ساری تو بھر پائیں ہم نے آہ
اے سوز بعد مرگ بھی اب مدعا ہے یہ

دامن کشاں وہ لاش پر آکر کہے یہی
ہے ہے کسی کے پیچھے تو رسوا ہوا ہے یہ

۱؎ ل — بجلا

۲؎ نؔ میں قیاسی تصحیح کے ذریعے (کرتا ہے اس طرح ظلم وجور) درج کیا گیا ہے، چونکہ ہمارے پیش نظر خطی نسخوں میں یہ مصرعہ ذرا تا ہے اس لیے ہم نے نؔ کے اس نسبتاً بہتر متن کو قبول نہیں کیا

ل — یہ مری تو جوتی کے بھا دیں نہیں

ش — نہ تیری تو خوبی کے بھا شیں نہیں

۳؎ ش، ا، ل — کرتا ہوں

۴؎ ا — بے حیا

۵؎ ش، ل — زور ہی مزا ہے یہ

۶؎ ن، ا، ک — تلواریں

۷؎ ع، ل — جب ہی رہ

۸؎ ک، ش، ا، ن — حق ادا ہے یہ

۹؎ ن — کبھی

۱۰؎ ا — تو

۱۱؎ ک، ش، ا، ل — ہوا

ی

کہوں میں اس کے شرمانے کی خوبی
کہ اپنے دل[1] سے لگ جانے کی خوبی

مجھے کہتا ہے میں نے کب لیا دل
بہت اچھا، مکر جانے کی خوبی

نکل جاوے[2] گا کیا سینے[3] سے واللہ
تو دیکھوں[4] دل کے گھبرانے کی خوبی

نہیں جاتی تری اب تک شرارت
ملا کر منہ سرک[5] جانے کی خوبی

کہا جو سوز نے بوسہ تو دے جان
لگا کہنے کہ پھسلانے[6] کی خوبی

---

[1] ک، و، ش، ل: جی
[2] ک، و، ش: ہی گا
[3] ش: سینہ
[4] ک، و، ش، ل: دیکھو
[5] ن، ا، ل، ش: جوں
[6] ش، و، ک: بہلانے

نہ تیرے[1] ہاتھ دامن کا نہ تیری[2] آستیں ڈوبی
گُروا[3] یہ خوں میں سب ناصح[4] کہ ہر چینِ جبیں ڈوبی

کرے گا غرق[5] عالم کو غرورِ حسن کا دریا[6]
اگر آئینہ میں اس کی نگاہِ شرمگیں ڈوبی

سخن اب لعل لب پر اس کے اس خوبی سے آیا ہے
کہ تیری[7] قدر و قیمت سب یہ اے حرفِ نگیں ڈوبی

ملا جنت میں یارب[8] ہم سے تو اس رشکِ جنت کو
نہیں تو اشکِ خونیں[9] سے یہ فردوسِ بریں ڈوبی

جہاں میں اک بتِ چیں کا میں اب شہرہ نہیں سنتا
مگر اے یار میرے[10] رشک سے پانی میں چیں ڈوبی

نہ دی یہ اشک نے فرصت کہ مشتِ خاک سر پر ہو
جو ہی گزرا یہ خاطر میں کہ سب روئے زمیں ڈوبی

بہا دریا مری آنکھوں سے اور اس کو نہ رحم آیا[11]
مگر تاثیر کی کشتی خبر لو تو کہیں ڈوبی

بسانِ شمع جس کا عکس آبِ طشت میں ہووے
ہمارے اشک میں اس طرح آہِ آتشیں ڈوبی

لے آیا گوہرِ نایاب[12] ہے[13] دریائے معنی سے
کہ جب غواص ہو کر سوز کی فکرِ متیں ڈوبی

اختلافات ←

۱ ا — تیرا

۲ ش، ل — اس کی

۳ ن — یہ رویا [یہ درست ہے کہ یہ رویا صاف اور فصیح ہے اور رُوا غریب
لیکن سوز، عوام کی زبان کو خاطر میں لاتے ہیں۔ اس لیے ہمیں رُوا پر
اصلاح دینے کی ضرورت نہیں ۱۲: واللہ اعلم]

۴ ش — تا صبح گھر

۵ ل — خون کا تم کو

۶ ش، ک، ا، ل — ہے ہے

۷ ش — مری قدر و قیمت سب یہ لے
ل — " " " شب یہ اے
ک — " " " کوئی حرف
ا — " " " یہ لے

۸ ا، ک — ملا جنت میں یارب تو اس رشک جنت کو (کذا)

۹ ل — خولی

۱۰ ش، ک، ا، ل — مرے اشک کے پانی میں جبیں ڈوبی

۱۱ ش — اس کے

۱۲ ک — آنا سوز کو نایاب ہے

۱۳ ن — ہیں

* سوز کے خود نوشتہ دیوان میں ایک مطلع یوں درج ہے
نہ جدھر پار گزرے اور نہ بر جیں کی انی ڈوبی — مرے دل میں صنم تیری نگاہِ سرنگیں ڈوبی

بتاں کی دیکھو گرمیٔ چشم، دل سا یار سے ڈوبی
یہ کشتی بحرِ آتش میں مرا[1] غم خوار لے ڈوبی

نہ اندیشہ کیا[2] اپنا، نہ کچھ فکر اس دوا سے کا
بگرداب بلا، ناداں کیا یک بار لے ڈوبی

گہر رونا ہے یک[3] قطرہ کو اپنے ابر دریا پر
مرا تو یہ صدف یارو دُرِ شہوار لے ڈوبی

ڈبایا گھر نہ کچھ اس چشم نے اپنا ہی رو رو کر
یہ کافر ایک عالم کا در و دیوار لے ڈوبی

زمینوں سے لڑوں میں گر یہ سمجھوں ٹوٹ جاوے گی
مجھے دریا میں لوہو کے مری تلوار لے ڈوبی

زبس تھا تشنہ تیرا تیر خونِ بے گناہوں کا
کہ پیکاں[4] اس کی میرے سینے[5] میں سوفار لے ڈوبی

وضو کرتے ہوئے پانی میں سر سے گر پڑی[6] واعظ
بزرگی تھی جو کچھ تجھ میں تری دستار لے ڈوبی

نہ کرتے عرضِ حال اس سے تو کیوں کر دن مرے کٹتے
زباں جوں شمع میری مجھ کو آخر کار لے ڈوبی

تلاش اس بحر میں جس نے کیا ہے سوز تیرا سا
طمع گوہر کی اس غواص کو اے یار لے ڈوبی

حواشی ←

ل ل — مرے
ن ن — اتنا
ل ا — اک قطرے کو اپنے
ل — پک
ک ک — پکیاں
ل ش ک ل — سینہ
ن ن — پڑے
ل ا — دہر میں جن نے
ک — جس
ل ک ی ا — طمع کو حرص کی اس غواص کو اے یار لے ڈوبی (کاذرا)

اے پیکِ صبا حالِ دلِ زار سنا بھی
چل[۱] جلد ہو یہ کہہ وہ کہیں تجھ سے بلا بھی

لڑکے تو مرے دل کو ذرا رکھو نہ سکے[۲] گا
جانا ہے کدھر تجھ کو نہ چھوڑوں گا میں آ بھی

کرتا ہوں تو کرتا ہوں بتوں کی میں پرستش
لاحول ولا شیخ مرے پاس سے جا بھی

شیخ حق بطرف تیرے ہے تو کیوں نہ کرے پند
پرخوب[۳] ترا دل یہ کسی بت سے لگا بھی

میاں[۴] پاسِ ادب ختم ہے اس سوز پہ واللہ
کیا خاک سراجل کے کہیں دود اٹھا بھی

---

۱ ن — میاں جلد یہ کہہ دے
۲ ا — ذرا رکھ سکے گا (کذا)
۳ ش، ل — پر خود
ا — بر خود ترا دل نہ کسی
ن — مردود ترا دل
۴ ش، ا، ل، ک — اب پاس ادب ختم ہے اس سوز کے اوپر

اٹھ گیا آخر جہاں سے قیس اور فرہاد بھی
ان دوانوں کی نہیں کرتا ہے کوئی یاد بھی

اس ستم گر نے نہ اپنا ہاتھ اٹھایا جور سے[1]
کر چکا سو سو طرح میں داد بھی فریاد بھی

کوئی گھونسا[2]، کوئی مکّی، کوئی گالی، کوئی لات
ظلم گو[3] کرتے ہیں پر کرتے ہیں کچھ امداد بھی

بے گنہ، بے جرم، بے تقصیر لڑکوں ہی[4] مورتے
بھاگتے ہیں تجھ سے کالے کوس اب جلّاد بھی

جو نہ ڈرتا تھا کسی سے گو کہ ہو جلّاد وقت
بھاگتا ہے اب تو تجھ سے[5] سو تر سا استاد بھی

ن[1] اور

ع[2] بوسہ

ع[3] تو

ع[4] ہیں

ن[5] تجھ سے اب تو

ستم کو اس کے محبو ستم نہ کہیے کبھی
بغیر شفقت و لطف و کرم نہ کہیے کبھی

ہے[1] سر میں ستّر خدا تو نہیں ہے محرم یاں
یہ جھوٹے[2] منہ، ترے سرکی قسم نہ کہیے کبھی

عدم تو وہ ہے جہاں جز فنا نہ ہو کچھ بات
دہن کو میرے صنم کے عدم نہ کہیے کبھی

فقیر وہ ہے جو ہو مفلسی میں رشک غنی
نہ ہو د[3]ے پاس جو دام و درم، نہ کہیے کبھی

---

[1] ل ہے سر میں جدا تو نہیں ہے محرم یاں (کذا)
[2] ل نہ جھوٹی محرم سب سر کی قسم نہ کہیے کبھی (کذا)
ش یہ جھوٹ سب ترے
ا، ک یہ جھوٹ مت
ن جھوٹے منہ مرے
[3] ش نہ ہوئے

جلا ہاتھوں سے تیرے دین و ایمان جان[1] اور تن بھی
بچا تجھ سے نہ تیرا[2] دامن نہ چھوٹا پاک دامن بھی ،

ہوس جو دل میں تھی سو[3] تو نکل گئی حسرت گھبرا کر
بلا گرداں ہوں میں تیرا[4] سبک کر بار گردن بھی ،

ترے غم کی کروں گا پاسبانی[5] کنج تنہا میں
ذرا لخت جگر سے بند کر جاؤں[6] گا روزن بھی

ستم جتنا کیا ہے تو نے مجھ پر کافر بدخو
مسلماں تو مسلماں رو رہے ہیں گبر و برہمن بھی

ذبح کرنا ہی آیا پر سلیقہ کچھ نہ تم سیکھے ،
کھولو کیا آستیں کو بھر رہا ہے اب تو دامن بھی ،

ابھی وارث کوئی آکر جھگڑا لے گا میں کہتا ہوں[7]
یہ دشمن آبرو کا ہے ترے دل مار گردن بھی ،

چلو جی سوز کے گھر سے خبر لاویں[8] کیا غل ہے
الٰہی خیر ہو ہونے لگا ہے اب تو شیون بھی ،

---

١ ک — دیں
٢ ل — پر
٣ ن — وہ
٤ ل — ترے میں
ن ک — میں ترے
٥ ا ک — کرے گیا
٦ — کر جاوے گا
٧ — ترا دل بار گردن
٨ ش — کے

عاشق تو دل آگے ہی تھا[1] اب تو ہوا[2] مستانہ[3] بھی
آگے جگر بے زار تھا[4] ڈر سے لگا[5] بیگانہ بھی

ان مغبچوں کے ڈر سے بھاگا[6] اپنے شہر سے
اے یاں سے بھاگوں کس جگہ بھڑکا ہے[7] اب ویرانہ بھی

دوڑو شتابی سے بتو اپنے[8] تو گھر کی لو خبر
کڑھنے[9] سے دل کے تھے لگے اب آگا تبخانہ بھی

[10]اس شمع رو کی آگ میں جلتا تھا میں پر[11] رات دن
اب رشک سے جلتا ہوں جو[12] جلنے لگا پروانہ بھی

ہاں میرے ظالم سنگدل تیرا بھی دل جاتا پگھل
تو نے سنا ہوتا کبھی[13] اس سوز کا افسانہ بھی

---

1. ا — پہلے ہی تھا
2. ن — دیوانہ
3. آ میں اس غزل کی ردیف ".." "ہے"
4. ل — سنتھے ؛ ک — ہے
5. ل — لگے بیگانہ
6. ک — بھاگے
7. ک — اور
8. ک، ا، ل — تو تو گھر کی خبر
9. ا — کون سے دل کی تھی اب لگا (کذا)
10. ک، ا، ل — ان
11. ل — ہزاراں دق ؛ ن : روز و شب ؛
12. ا — جو ہوں ؛ ک : ہے جوں ہم

واشد ہے جیسے غنچۂ[۱] دلگیر میں چھپی، ہے مغفرت ہماری بھی تقصیر میں چھپی

دہشت سے اپنی جان کی اے قاتل جہاں، پانی ہوئی قضا تری شمشیر میں چھپی،

کوئی[۲] رسائی اس کی نہ تھی تا بہ گوش یار فریاد جا کے نالۂ شب گیر میں چھپی،

کیا کیجیے کہ دیکھ[۳] نہ سکتے تھے اہل رشک غیرت ہماری دامن تقصیر[۴] میں چھپی،

بے[۵] حس رہا نہ حرکت و نے گفتگو نہ دید، جانِ غریب[۶] صورت تصویر میں چھپی،

اس طرف اس نے تیر کو کھینچا ادھر موا میری اجل ہے[۷] شوخ کی زہ گیر میں چھپی،

ان کبریائی والوں میں ہے جان کا خطر جیسے اجل ہے کلمۂ تکبیر میں چھپی،

رو دیں نہ کیا کریں کہ دھڑ دھڑ دھکے[۸] سوز ہم
بخشش ہماری باثم شبگیر میں چھپی

۱۔ ا تصویر
۲۔ ل کہو میں ساری اس کو نہ تھی
شش کیو میں رسائی اس کو بٹھایا بگوش یار
ا کیوں میں رسائی اس کو بٹھاتا " "
ک کیوں تھی "
۳۔ شش دیکھیں
۴۔ شش اول تک تحقیر
۵۔ ا حس رہا نہ جنبش و نے گفتگو
شش ل بے حس رہا نہ حرکت نہ گفت وگو نہ دید
ک بے حس رہا " وہ گفتگو " "
۶۔ ل غریب
۷۔ ا بھی شوخ کے زہ گیر
۸۔ شش شدہ بدہ کے سوز ہم
ل پھر پھر کے

مسجد سے دیر کو شب لائی سیاہ مستی — پائی زنان اپنے[1] ہم رو بہ راہ مستی

دیکھا مگر چمن کو تو نے نگاہ بھر کر[2] — ٹپکے ہے کیوں زمیں پر گل کی کلاہ مستی

دیکھوں ہوں موج مے کا[3] میں چاک سی گریباں — آنکھوں پہ تیری ظالم ہے داد خواہ مستی

ہم سے فسردگاں سے کیا ہو چمن میں بلبل — کرتی ہے نالہ تیرا یاں سر براہ مستی

عالم شباب کا جب آتا ہے[4] یاد مجھ کو — بے اختیار منہ سے نکلے ہے آہ مستی

تیری نگہ سے ظالم جب بس چلا نہ اس کا — آنکھوں میں تیری آخر لائی پناہ مستی

[5]دامن کو بے خودوں[6] کے مت چھوڑ مستو ہرگز

[7]تو جس طرح سے چاہے اب تو نباہ مستی

---

[1] ا — اپنی

[2] ل — کے

[3] ک — خاک

[4] ل — آیا

[5] ا — دامن کو بے خودی کے مت چھوڑ ہرگز (کذا)

[6] ش — بے خودی

[7] ا — تو جس طرح جانے اب تو نباہ مستی (کذا)

★ پھر[1] لگا کرنے صنم کی چاہ جی — جو رضا تیری مرے اللہ جی

جس طرح دیکھا ہے اپنی جان کو — کیا کروں تعریف اس کی واہ جی

تجھ کو تنہائی کا کیا خطرہ ہے جان — گو مُوا[2] میں ہے ترا ہمراہ جی

رات سے غصہ ہو کیوں کس واسطے — آنکھ اٹھا دیکھو تو عالی جاہ جی

تم نے ٹوکا میں دیا اس کا جواب — کون ہے یہ[3] بندۂ درگاہ جی

ایک بوسے کی گدائی تم سے کی — پر نہ بولے منہ[4] سے بجو شاہ جی

کیوں قسم کھاتے ہو بس بیٹھو[5] رہو

سوز کو چھیڑو گے تم، تم، آہ جی۔

★ یہ غزل ک میں دو بار درج ہے۔ پہلی بار صفحہ ۳۹۱ پر اور دوسری بار صفحہ ۳۹۷ پر۔ دونوں کے متن میں کوئی اختلاف نہیں۔

۱؎ ش: یہ لگا

۲؎ ش: سوا میں ہے مرے ہمراہ (کذا)

ا: مرا میں بھی ترے

۳؎ ا، ش، ک، ل: تو

۴؎ ا، ک: لیتے جاؤ شاہ جی

۵؎ ش، ا، ل: بیٹھے رہو

ن: جھوٹی چپ رہو [دونوں صورتیں درست ہیں لیکن بیٹھو اور رہو کا اصرار اور تم کی تکرار سے پیدا ہونے والا استہزا سوز کے ادائیہ انداز سے زیادہ قریب ہے۔ ۱۲۔ واللہ اعلم]

کیا میرے لبوں پہ جان پہنچی ہے ہے یوں موت آن پہنچی ،

آنسو کی لڑی چھپا رکھی تھی لو یہ بھی اس کے کان پہنچی ،

سینے میں دبک رہی تھی یہ آہ دیکھو تا آسمان پہنچی ،

ٹکڑوں سے جگر کے گوندھی ہے یہ[1] رکھیو میرا نشان پہنچی ،

کیا جان چھپا رکھی تھی لیکن یہ بھی اس تنگ ندان پہنچی ،

پہنچا تو نکال [ا] بھی پہنچا دوں پہنچیں ہیں[2] نوجوان پہنچی ،

ہے پیش نگاہ آگے آگے یہ سوزن اب نوشان پہنچی ،،

گل سوز سے اور اس سے جو ہوئی
تم تک بھی یہ داستان پہنچی

---

۱ ع کیا لخت جگر ہیں اس میں گوندھے

۲ ع نہیں میں نوجوان پہنچی (کذا)

صبا یہ شور کیسا ہے بتا ری　　　　چمن میں پھر بہار آئی ہے کیا ری؟

نہ کیجے آپنے سر پر نہ جی صدقے　　　　بہت تھی[2] تم سے کیا اُمید داری

نہ پایا خاکسار آپ[3] سا کوئی

جہاں کی چھانی ہم نے خاکساری

۱۔ ن　　سے کے

۲۔ ل　　بھی

۳۔ ل　　ای

یہاں "ای" ہوتا تو باوجودیکہ تنافر کا عیب پیدا ہو جاتا، لیکن شعر زیادہ صاف ہو جاتا
چونکہ نسخ ع، م، ک، ن سب "آپ" پر متفق ہیں اس لیے ہم اسی کو اختیار کرنے پر مجبور ہیں

ہر ایک شیشۂ دل بیچ جلوہ گر ہے پری
ولے نظر نہیں آتی ہے واے بے بصری[1]

رفیق کوئی برے وقت کا نہیں[2] اللہ
فغانِ نیم شبی یا کہ نالۂ سحری

تجھے[3] نہ مہر نہ الفت[4] نہ پیار ہے نہ تپاک
مجھے نہ صبر نہ طاقت نہ نیند ہے نہ مری

خبر کسی[5] کو نہ تھی میرے حال کی یارب
کہاں سے سن کے مرا حال آئی بے خبری

بھلا جی شیخ کو کچھو کچھو تو ہے حلاج مباح
سرو[6] دخانۂ ہمسایہ حسن رہگذری

جگر میں میرے تو کچھو آگ[7] بھڑک گئی یارو
خبر لو سوز کی جلدی یہ کس[8] نے آہ بھری

۱۔ ن — بے صبری
۲۔ ک — اللہ
۳۔ ع — اسے
۴۔ ش، ک، ل — شفقت
۵۔ ش — کس کے
۶۔ ا — سرودر
۷۔ ع — پھر آگ لگ گئی ہے ہے
ن — " " بھڑک " "
۸۔ ع، ن — یہ کس نے آگ بھری
ک، م — کس سے " "

تلخ لگتی ہے مجھے بات تری — دیکھیں بس شیخ کرامات تری

مجھ کو کہتا ہے یار سے مت مل — خاک کٹتی ہے نہ اوقات تری

کیا کریں داؤ نہیں لگتا ہے — ورنہ کرتا ہے مدارات تری

اب تو [۱چونکوں گا نہیں سر کٹتے] — کبھی تو ہوگی ملاقات تری

سوز دل [دل] میں جو لگتا ہے تو

اس کو معلوم تو ہے لات تری

---

۱ ن — چونکوں گا نہیں سر کٹتی

۲ ع — اب بھی چونکوں

ننگ اب سمجھے ملاقات مری — مفت ضائع ہوئی اوقات مری

گالیاں چاہیے جتنی دیجے — کم نہ ہو جاوے گی کچھ ذات مری

ان کی خدمت میں ادب سے میں نے — عرض کی، دیکھیے! کرامات مری

ہم نہ کہتے تھے کہ دل آپ نہ دیں — بندگی، قبلۂ حاجات مری

کل جو میں سوز کو روتے دیکھا
بن گئی دو گھنے کی گھات مری

اعز،

کیا کرے گی نہیں معلوم جدائی تیری — ہم تو مرتے ہیں صنم ہائے خدائی[1] تیری

اشک مت رہ مری آنکھوں میں تجھے کہتا ہوں[2] — تنگ گھر میں نہیں ہونے کی سمائی تیری

ہائے[3] مجھ کو یہ توقع نہ تھی اے دل افسوس — قید ہوتے ہی خبر ہم نے نہ پائی تیری

منع کرتا تھا میں اے دل تجھے الفت مت کر — جی دھڑکتا ہے مگر موت ہے[4] آئی تیری

گو کہ[5] سر کاٹ کے لیجائیے[6] خوباں کے حضور
سوز ہرگز وہ نہ مانے گا بھلائی تیری

---

[1] اگرچہ جدائی اور خدائی میں ہیئتی اشتراک پایا جاتا ہے تاہم یہاں دہائی زیادہ برمحل تھا لیکن کوئی قلمی نسخہ ہمارے اس خیال کی تائید نہیں کرتا۔ ۱۲

[2] ش، ن، ک، د، ا، ل — تو میں کہتا ہوں

[3] ، ، ، ، — اس قدر مجھ سے

[4] ن — ہی

[5] ن — کے

[6] ش، ن، ک، د، ا، ل — لے جائے گا

دل تری چاہ کی ایسی تیسی[1] | عشق کی راہ کی ایسی تیسی

اب فلک دل میں نہیں اس[2] کے اثر | نالہ و آہ کی ایسی تیسی

روبرو ہوئے گا اس مہر کے تو | اے ترے ماہ کی ایسی تیسی

کون قضیے[3] میں پڑے دنیا کے | حشمت و جاہ کی ایسی تیسی

سوز کو قتل کیا بوسہ دے
تیری تنخواہ کی ایسی تیسی

---

۱ ک، ڈ میں غزل کی ردیف "ایسی تیسی کی"

۲ ل — ترے

۳ ش، ل، ک — قضیہ

جو پہلے ہم سے الفت تھی سو اب اس میں نہیں باقی
کہاں ہر روز کا ملنا کہاں ہر دم کی مشتاقی،

جوانی ساتھ اپنے لے گئی اسباب عشرت کا
کہاں محفل کدھر مینا کہاں مطرب کدھر ساقی

ادا و ناز و غمزہ کم نگاہی جور ہے بھر کی
یہ سب (ہیں) حسنِ محبوباں و لے آتی بداخلاقی،

جو سرگوشی میں بوسہ لے لیا احسان کیا اُن کا
تکلف برطرف یہ حق تعالیٰ کی ہے رزاقی،

بجائے اشک ان سنگیں دلوں کے جور سے اب تو
شرر جھڑتے ہیں مژگاں سے بسانِ سنگِ چقماقی

کبھی کالی گھٹا میں جیسے بجلی کوند جاتی ہے
چمک جاتی ہے مستی میں ترے دانتوں کی برّاقی

تجھے اے غیب بیں معلوم ہوگا حال عالم کا
میں کیا جانوں کہ کیا ہے انفسی اور کیا ہے آفاقی

بغیر از دل نہیں کرتے ہیں غارت اور اشیا کو
یہ تیرے ترکِ چشم اب کس سے سیکھے ہیں قزاقی

بھلا اس سوز کی خلقت سے کیا منظور تھا حق کو
خدا ہی جانے کیا حکمت ہے یہ بھی اس کی خلاقی

اختلافات ———

---

۱ ل — کجا

۲ شش ل — کہاں

۳ " — "

۴ ل — جور و بے مہری

ا — ادا و غمزہ و ناز و کم نگاہی جور و بے مہری (کذا)

ک — ادا اور ناز و کم نگاہی جور بے مہری "

۵ شش ل — ہے

ن۔ا۔ک — ہے حسنِ خوباں میں

۶ ل — اس کا

۷ ل — شرر سے جو بڑھتے (کذا)

۸ شش ل — غیر ہیں

ک — غیں

۹ شش ل — کی

۱۰ ل — ہم کو

ا — دل کو

کہوں کس سے حکایت آشنا کی | سنو صاحب یہ باتیں ہیں خدا کی

دعا دی تو لگا کہنے کہ دور ہو | سنی میں نے[1] دعا تیری دعا کی

ادا کی آرزو کی تو یہ بولا | سمجھوں[2] فرما شیے تو بس ادا کی

کہا میں نے کہ کچھ خاطر میں ہوگا | تمھارے ساتھ جو میں[3] نے وفا کی

گریباں میں ذرا منہ ڈال کر[4] دیکھو | کہ تو نے اس وفا پر مجھ سے کیا کی

لگا کہنے کہ بس بس چونچ کر بند | وفا لایا ہے دُت تیری وفا کی

عدم سے زندگی لائی تھی پھسلا[5] | کہ دنیا جا[6] ہے اچھی فضا[7] کی

جنازہ دیکھتے[8] ہی سن ہوا دل | کہ ہے ظالم دغا کی رے دغا کی

تجھے اے[9] سوز کیا مشکل پڑی ہے | جو ڈھونڈے ہے سفارش اغنیا کی

کوئی مشکل نہیں رہنے[10] کی مشکل
محبت ہے اگر مشکل کشا کی

---

۱ ن — سنی تیری دعا تیری دعا کی
۲ ا — سمجھوں فرمائی (کذا)
ل — سمجھن فرمائیے
۳ ش — ہم نے
۴ ش، ل — تو
۵ ل — پھسلائی (کذا)
۶ ل — خوب ہے اچھی
۷ ش، ک، ل — فزا
۸ ن — دیکھ کر سن ہو گیا دل
۹ ش — اب
۱۰ ش — رہتی ہے

بے وفائی کیا کہوں ساتھ اپنے تجھ[1] محبوب کی
تیری نسبت تو میاں بلبل سے گل نے خوب کی

مجھ کو ان آنکھوں نے مجبور اس پیمبر[2] سے کیا
لے گئی ہیں آبرو یہ گریۂ یعقوب کی

شمع کو آنے نہ دے یار اپنی خلوت میں کبھو
شرح سوز اک بار[3] اگر دیکھے مرے مکتوب کی

محتسب ہم نے تو دی تھی دختر رز کو طلاق
پر[4] تری ضد سے اسے ساتھ اپنے پھر منسوب کی

کب تلک اس دل کو ظالم صبر ہم دیتے رہیں
جیب میں اپنے شکیبائی نہیں ایوب کی

چشم ہمت میں ہماری قدر کیا دنیا رکھے؟
ہوتی ہے طالب کے آگے منزلت محبوب[5] کی

جو جفائیں تو نے معشوقوں کی اپنے سر سہیں
عاشقی کرنا[6] کٹھن ہے سوز اس اسلوب کی

---

[1] ن، ک، د — اس

[2] ش — معتبر

[3] ش، ن، ک — اکبار دیکھے گر
شرح سوز دل اگر دیکھے

[4] ک — پھر

[5] ل — مطلوب

[6] ش، د — کرتا کہیں ہے
ل — ہے کوئی سوز اس مطلوب کی

کہوں کیا بات اس بے پیر دل کی ،
جہاں تک کہیے ہے تقصیر دل کی ،

ہوا کس پر یہ دیوانہ الٰہی ،
کہ موجِ اشک ہے زنجیر دل کی ،

ہوا از آئینہ [خانہ یہ][1] ہے منعم ،
جو تجھ سے ہو سکے تعمیر دل کی ،

جو بجتا[2] ہے تو بج اس کی اُن سے
ہے بر چھی نالۂ شبگیر دل کی ،

پر پروانہ[3] کاغذ ہو قلم شمع ،
اگر حالت کروں تحریر دل کی ،

پٹک دے ہاتھ سے شیشہ اگر ہو ،
کروں اس سے جو میں تقریر دل کی

جفا سے تیری اٹھ جاؤں میں لیکن
وفا ہوتی ہے دامن گیر دل کی

طلا کر دے سخن میں گر زباں سے
نہ یاد[4] ہے گر کوئی اکسیر دل کی

نہایت چیز بد ہے دل کریں گے[5]
شکایت میں جوان و پیر، دل کی

لہو ہو بہہ گیا آنکھوں سے اے[6] سوز
یہی تھی کیا مگر تقدیر دل کی؟

۱؎ ش، ک، ا، ل: خانے سے [آزاور سے کی تکرار سے بچنے کے لیے ہم نے مندرجہ بالا صورت اختیار کی ہے۔ ۱۲۔ واللہ اعلم]
ن: آئینہ خانے سے منعم
۲؎ ک، ا، ل: بجیتا
۳؎ ا: پرواز
۴؎ ن، ل: بناوے
۵؎ ا: ہے لگی
۶؎ ل: یہ

امید میں رکھتا ہوں صنم تیرے کرم کی — اس واسطے برداشت ہے سب[1] جور و ستم کی

ٹک کھول دہن لطف کی اک بات[2] سنا دے — جو جیتے ہیں جی دیکھ لوں میں راہ عدم کی

اک[3] روز تو آ کلبۂ احزان میں میرے[4] — غم دور ہو دل کا ترے برکت سے قدم کی

اک[5] دم میں کرے قلع نشاطِ دلِ عاشق — تعریف کروں کیا میں ترے[6] ابرو کے خم کی

ہر چند کہ سیراب ہیں آنسو سے یہ آنکھیں
پر سوز تری[7] دید کو پیاسی ہیں جنم کی

---

[1] ش، ا، ک، ل — یہ

[2] ش — ایکبات شتابی
ا، ک — اک بات سنا دے
ل — یک 〃 شتابی

[3] ش، ا، ک، ل — یک

[4] 〃 〃 〃 〃 — میرا

[5] ش، ا، ل — یک دم

[6] ش، ن، ک، ل — ابرو سے خم

[7] ن — ترے
ک — تری دیدہ تو
ش — یہ سوز تری دید
ا — یہ سوز ترے دیدہ کو ماسی ہیں خم کی (کذا)

کرنے کی نہیں فائدہ تدبیر کسی[۱] کی — پاؤں میں پڑی[۲] زلف کی زنجیر کسی کی

دل آپ ہے پرکالۂ آتش میں کہوں کیا — اس امر میں ہرگز نہیں تقصیر[۳] کسی کی

گو آہ شرربار ہو یا نالۂ جاں سوز — ان سنگ دلوں کو نہیں تاثیر کسی کی

کیوں اتنی درازی ہے تجھے اے شبِ ہجراں — کھلتی ہے مگر زلف گرہ گیر کسی کی

ہے دشمنیِ[۴] دوست کا بے فائدہ شکوہ — کچھ سازشِ دوراں نہیں جاگیر کسی کی

ہوں یاں تئیں خلقت کی شناسائی سے بیزار — یا اللہ خوش[۵] آتی نہیں تصویر کسی کی

خاموش ہے غنچے[۶] کی طرح سوز سدا[۷] کیوں
دیکھی ہے مگر صورتِ دل گیر کسی کی

---

۱ بجز ن؛ ش، ا، ل، ک، ث سب میں اس غزل کی ردیف "کسو کی" ہے چونکہ سوز کے خود نوشتہ انتخاب میں ہمیں کسو کی جگہ کسی کا استعمال مل جاتا ہے اس لیے ہم نے یہاں کسی کو اختیار کر لیا ہے: مثال

اے نکہتِ گل جا نہ شو محفل میں کسی کے — تک دل کو مرے ڈھونڈیو تو دل میں کسی کے

۲ ش — تری

۳ ل — تقدیر

۴ ش — ہے دوستیِ یار کا اب شکوۂ بے جا

ک، ا — ہے دوستی کا یار کی اب " "

ل — ہے دوستیِ یار کا اب " "

۵ ن — خوش آئی ہو جو تدبیر کسی کی

ل — خوش آئی جو (کذا)

ش — " آتی نہیں ہو تصویر

۶ ش، ل — غنچہ

۷ ل — مگر کیوں

ہماری چشم نے یاں تک[1] تو خوں فشانی کی | کہ روج قیس نے سر سے پھر دوانی کی[2]
نکل سکی نہ مری جان تا بہ لب[3] جا کر | سسکتی رہ گئی[4] اسے تیری ناتوانی کی

گئے تھے آج جنازے کے ساتھ سوز کے تم[5]
بھلا عزیزو بڑی تم نے مہربانی کی

---

۱ ل — جو
۲ ل — کہ رقص سوز نے سر سے پھر دوانی کی (کذا)
۳ ش — صبا
ل — جنا
ن ک — حیا
۴ ا — سسکتی رہ گئے
۵ ل — ہم

---

۶ ل، ک، م — نہ تر نقل ۔ ۲ الف — ک، ل، م، ن، ع ا سے

۷ ن — پارہ

۸ ک، ل، م — جانِ من / اپنے بانکے کی / مے خانہ

ع

۹ ک

۱۰ ل، ک، م، ن — ز اصح / زاہد / شام تک

۱۱ م، ن

[طبقِ س]

کچھ نہیں منظور پیارے کو ہماری بندگی
حیف برباد ہو گئی میری یہ ساری بندگی[1]

اور تو کچھ بھی نہ پایا اپنی ہستی سے بجز
عاجزی، بے اختیاری، خاکساری، بندگی

مجھ سے ہو سکتا ہے کیا خدمت میں تیری اے میاں
اس سوا جو کیجئے ہر دم تمھاری بندگی

تیرے ہی آگے نہیں ہے قدر کوئی کچھ کرے
حق تعالیٰ کو ہے[2] ورنہ اس کی پیاری بندگی

سوز کے دل میں نہیں کچھ اور جس سے تم چھپو
ہاں مگر شب کو کرے[3] آکر تمھاری بندگی

---

[1] ن آپ نے اس سے بجز
[2] ع کو بھی ورنہ ہے گی
[3] ع سب کو کرے آکر تمھاری

جب سے کہ چشمِ خلق صنم تجھ سے جا لگی — کہتا نہیں ہے بات کوئی یاں[1] خدا لگی،

پامالِ غم ہوا ہے مرا دل نہ جانیے[2] — ہاتھوں سے کس کے پاؤں میں تیرے حنا لگی

بھڑکے ہے آگ لالہ سے گلشن میں باغباں — کس دل جلے کی باغ میں یہ بد دعا لگی،

فرہاد بے ستوں[3] میں جو باندھے تھا نقش کو — پھر تب[4] بندھا وہ نقش کہ جب سر پہ آ لگی

کافر ہوں گر ارادہ ہو تجھ ساتھ عشق کا — کی اک[5] نگہ کہاں میں کہ گویا بلا لگی،

لگ چلنے کی طرح نہ تھی پیارک[6] سے پیش ازیں — تم کو بھی اب زمانے کی بیار سے ہوا لگی

پھاڑے ہے نے[7] کیونکہ سوز گریباں کو یار آہ
چسپاں[8] ترے گلے سے جو ہو کر قبا لگی

---

[1] ل: یاں کوئی
ش: جدا
[2] ل: نہ چاہیے
[3] ل: تیشوں میں باندھے تھا نقش
[4] ل: نت بندھا وہ نقش
[5] ن، ش، ل، ا: یک
[6] ا: یک
[7] ش، ل: سوز کیونکہ
[8] ش: جس بات (کذا)

کس دل جلے[1] کی آج تجھے بد دعا لگی — اے شمع آہ اب تو ترے سر پہ آ لگی

پھر پھر کے شعلہ رو نے جلایا جہان کو — یہ آگ رفتہ رفتہ بہت دور جا لگی

بندے کی بندگی کا کسی[2] کو یقیں نہیں[3] — یارو[4] خدا کے واسطے بولو خدا لگی

میں جانتا تھا آنکھ لگی دل کو سکھ ہوا — یہ آنکھ کیا لگی مرے[5] دل کو بلا لگی

بس اے طبیبو ہاتھ تم اب سوز سے اٹھاؤ
اتنے دنوں میں کون سی اس کو دوا[6] لگی

---

1. م — تیرے تئیں [ملفوظ ل ش ع ن]
2. ک ر — کسو
3. ع — ہے
4. ن ک ر — پیارے خدا کے واسطے بول اٹھو خدا لگی
5. ش ل ا ن — جی کو
6. ش — ادا

شرابِ[۱] تازہ سے داغِ کہن میں آگ لگی
اے عندلیب! فغاں، پھر چمن میں آگ لگی

چراغ لے کے چراغاں کریں ہیں[۲] جوں روشن
ہمارے داغ سے یوں چرکدن[۳] میں آگ لگی

بسانِ اخگرِ افسردہ اے مرے قاتل
شہیدِ عشق کے تیرے کفن میں آگ لگی

سلگ اٹھے ہیں[۴] دلا عضو عضو کے رگ و پے[۵]
خبر لے اپنی دوانے اگر بن میں آگ لگی

شفق[۶] نہ پوچھ اسے دورِ غیور گر نادان
کسی کی آہ سحر سے گگن میں آگ لگی

ہمارے اشک سے گر رشحہ اثر پہنچے اے شمع
تو اہلِ بزم پکاریں لگن میں آگ لگی،

نہیں ہے شمع کے گر دل میں سوزِ پروانہ
تو آہ اس کے[۷] یہ کیوں تن بدن میں آگ لگی؟

---

[۱] ل — شرار
[۲] ک، ا — جوش و خروش
ل — جو روشن
[۳] ش — ذرکدلمیں
[۴] ش، ل — اٹھیں
[۵] ش — کے تن میں
ک — کے بن
[۶] ش، ل — افق بوجھ کہ مست اس کے سرگرز ظالم (کذا)
سر — افق سو جھب کہ مست اس کی تو سیر گرز ظالم (؟)
[۷] ش، ا، ل، ک — سوز

غنچۂ دل [نہ][1] کبھی تیری نسیم سے کھلی ہوگی ، کدھر آئی ہے صبا راہ تو بھولی ہوگی

اشک تو منہ پہ مرے گرم نہ ہو کر یوں آ[2] ، گل کے گہوارے میں شبنم بھی تو جھولی ہوگی

بوالہوس آہ نہ کر رشک سے میرے تو جل[3] ، تیرے حق میں یہ تری[4] آہ ہی مسولی ہوگی

دل دھڑکتا ہے نہ جا باغ میں نرگس کے حضور ، نیم وزر؟ ہاں! وہ تری[5] نذر قبول ہوگی

گوہر اشک مرے[6] شعر کو سن کجھو نثار

مصرع کجھو ادھر جو بولا تو فضول ہوگی

---

[1] ن، ک، ل، ش ، سے

[2] ل ، آ دیں

[3] ش ، جھل

[4] ش ، مری

[5] ش ، آہ نظر تیری

ا، ک ، وہ تو نظر تیری

ل ، ہاں وہ تری (کذا)

[6] ک ، گر شعر کو سن کجھو (کذا)

مت محبت کر کسی سے آہ مشکل ہووے گی[1]
کوئی دن کو دیکھیو یہ چاہ مشکل ہووے گی[2]

اے دل اس چاہِ زنخداں سے نہ ہو تو آشنا
ڈوب جاوے گا تو پانی تھاہ مشکل ہووے گی

کار نیک اے یار توشہ ہے فراہم کر اسے[3]
ورنہ کشتیِ[4] آخرت کی راہ مشکل ہووے گی

ساتھ تو پھرتا ہے راتوں[5] کو جلوروں کے شتاب
صحبت ان کی ایک دن اے ماہ مشکل ہووے گی

یک قلم کر صاف فرد خط جو چاہے نقدِ حسن[6]
ورنہ پھر دینی اسے[7] تنخواہ مشکل ہووے گی

میں نباہوں گا محبت اس کی ناصح تجھ کو کیا
خواہ آساں ہووے گی اور[8] خواہ مشکل ہووے گی

رہ نوردوں کا وہ ہمدم[9] اب تو دل چھپنے ہے ہنوز
اس طرح تواں[10] سے نبھنی راہ مشکل ہووے گی

---

١ ا، ک: کسو
٢ ا، ک: دیکھیو تو
٣ ک: یارو
٤ ا، ش: کشتی — شعر ٣ اور ۴ کے دوسرے مصرعے ک میں ایک دوسرے سے بدل گئے ہیں
٥ ا: رات
٦ ا: لعبہ
ل: یک قلم کر چاہیے صاف جو نقدِ دل (کذا)
٧ ک: [illegible]
٨ ن، ا: [illegible]
٩ ش، ا: مردم
١٠ ک، ا: ایسی؛ ن: دل سے

س

ساغرِ مے کی نمط پاؤں اگر جا خالی   مثلِ مینا میں کروں دل کی تمنا خالی ،

۱ بہتے بہتے تو ہزاروں ہوئے دریا خالی   پر نہیں اشک سے ہوتا دلِ شیدا[۲] خالی ۔

۳ نالہ و آہ و فغاں جمع ہیں لیکن صد حیف   اے دلِ[۳] گم شدہ تیری ہے یہاں جا خالی ،

۲ لے گئی[۴] تھی طمعِ خام کہ دل پاؤں گا   جا کے کوچے میں تنک سر کو پھیر[۵] آیا خالی ،

اس جگر تشنہ[۶] کے بھی قربان ہوں[۷] او بھان متی   دل و دیں لے کے[۸] مجھے ہاتھ دکھایا خالی ،

۵ کب ہمیں شیشۂ ساعت سے رہی[۹] اب پرواہ   رنگِ صحرا[۱۰] سے نہیں آبلۂ پا خالی ،

جس طرح سانپ کو آرام[۱۱] نہ آوے بے من   دل[۱۲] سے رہتی ہی نہیں زلفِ چلیپا خالی

۴ دولتِ اہلِ کرم کو ہے کہاں بیم[۱۳] زوال   دُر[۱۴] سے ہوتا ہے کہاں کیسۂ دریا خالی

۶ قیس کا وقت گیا ہوز جلو اب جلدی
لختِ دل سے ہے پڑا دامنِ صحرا خالی

---

۱ ش — میں   [طبقِ س بدون شعرِ اول، پنجم و ششم]

۲ ن — دل صحرا

۳ ل — اے دلِ گشتہ تری ہے گی یہاں جا خالی

۴ ن — گئے تھے

۵ ا، ک — بھی

۶ ک — جلتشر

۷ ل — ہو تو بھان

ش — ہوں تو بھان متی

۸ ن، ل — مرا

۹ ن — رہی کچھ حاجت

ا — رہے اب پروا

۱۰ ل — رنگ

۱۱ ا، ک — کہ آوے

۱۲ ش — ویسے بھی

ا — ویسی رہتی

۱۳ ل — نیم   ۱۴ ن، ک — دُر ، ال — در

نہ وے عاشق نہ وہ معشوق جن میں ہو[۱] نہ کچھ خامی
عبث لی ہم نے اب دنیا میں سر اپنے یہ بدنامی

اثر کچھ[۲] اشک میں پاتا ہوں نے تاثیر نالے میں
ارادہ عشق کا تجھ سے ہے باایں بے سرانجامی

تجھے[۳] جو کہئے ظالم اس کی تو پھر ضد ہی کرتا ہے
خدا جانے بلا کیا ہوئے گی یہ تیری خودکامی

فلک نے فتنے[۴] تو کیا کیا بہم پہنچائے نام آور
جو دیکھا عشق کا فتنہ تو ہے سب سے بڑا نامی

میں اس کو شرحِ سوزِ دل[۵] کہو کس طرح لکھ بھیجوں
زبانِ[۶] شمع تک کٹتی ہے واں ہو کون پیغامی

اسیری مانعِ خوش طالعی کچھ ہو نہیں سکتی
نہ دیکھا باز[۷] دستِ شاہ پر وہ جو نہ ہو دامی

ہوئی ہے مے فروشی یہ دور میں ساقی ترے رائج
بجا ہے اب جو ہر ملا کو کہئے مولوی جامی

فقیر اب سوز[۸] کیا جانے ہوا ہے کس کی انکھوں پر
سنا ہے آج یوں کہتے رنگیلے ہیں ان نے بادامی

☆

---

۱ نسخہ ش، ا : یہ کچھ
ک : یہ کچھ

←

۲ ک، ش	ز اشک میں باثا ہوں نہ تاثیر
ا	نے 〃 〃 〃 سے 〃
ل	کچھ 〃 〃 〃 نہ 〃
۳ ش	مجھے
۴ ل، ش	فتنہ
۵ ش	شوخ سوز دل کہو کس طرح کہہ بھیجوں
ل	شرح 〃 〃 〃 〃
۶ ل	بدنامی
۷ ک	بازگشت
ش	پارۂ دست شاہ

* ۸ ک کے مقطعوں میں سوز کے تخلص پر سیاہی پھیر دی گئی ہے (ورق: مقدم)
بعد ازاں کسی بدخط کاتب نے سطر کے اوپر سوز دوبارہ لکھا ہے۔ یہ پہلی غزل ہے
جس میں اس نسخے کے اصل کاتب محمد میر کا مکتوبہ سوز تخلص اپنی اصل
صورت میں محفوظ ہے (ورق ۱۵۳ صفحہ ۳۰۷) اس کے بعد آخر دیوان تک تخلص کو مٹانے اور بازنویسی
کا عمل نہیں ملتا۔

مزید تفصیل: زاہد منیر عامر: دیوان سوز کا نسخۂ کراچی در "خدابخش لائبریری جرنل" ۸۹
پٹنہ: خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری، ۱۹۹۲ء

صنم سے کوئی کہہ دے میری زبانی — کہ دل تو لیا کیجیو[1] یا سبانی

یہ وحشی بڑا[2] ہے اسے جانتا ہوں — مجھے خوب معلوم ہے اس کی بانی

یہ جب جاتا ہے کر بھاگے کہیں کو[3] — دکھاتا ہے[4] اپنی بہت ناتوانی

بچی آنکھ تک برق ساں پھر تو جیت — یہ خود اس کی مجھوبن کسی نے نہ جانی

گیا سوز کو چھوڑ کر اور ٹوک کیا

بھلے نے منت نہ مانی نہ مانی

---

[1] ل — کیجیے

[2] ل — برا ہوں
ل — برا ہے
ش — اثر ا ہے (کذا)

[3] ش، ک، ل، ا — سے

[4] . . . . — سناتا ہے سب کو یہ تب

مبارک سیر باغ اس کو جو بلبل ہو وے بستانی[1]
بہار آئے تو کیا ہم کو[2] کہ ہم ہیں ان کے زندانی

کوئی دلبر سے کہہ دے دل سے میرے بے خبر مت رہ
کہ وحشی دام میں آوے تو لازم ہے نگہبانی

بھری ہے[3] چشم و دل میں بس کہ اس محبوب کی صورت
مرے ہر اشک کا قطرہ ہے[4] گویا یوسف ثانی

نہ سمجھو[5] آشنا خوباں سے ہرگز مجھ دوانے کو
مجھے نسبت انھوں سے کیا وہ شہری میں بیابانی

لباسِ اطلس و دیبا پہ[6] کیا مغرور ہے منعم
ہمارے دل سے پوچھو تو یہ سب ہے ننگ عریانی[8]

گرے ہیں طفلِ اشک[7] آنکھوں سے میری خاک کے اوپر
الٰہی دیکھیو ان کی یتیمی اور نادانی

خبر کر دیجو اہلِ شہر کو بیگ صبا جلدی
جنوں میں[9] آج آتا ہے چلا سوئے بیابانی

۱۔ ش اس کی

۲۔ ک، ع، ن آئی تو کیا حاصل (حاصل سے بدحاصلی کا اظہار واضح ہے جبکہ "کیا ہم کو" میں ایک مفہوم بے نیازی کا بھی ہے کہ محبوب کا زندانی ہونا بہار سے برتر کیفیت ہے۔ واللہ)

۳۔ ن بھرے ہے چشم و دل میں ['بھری ہے' کے بجائے 'بھرے ہے' یقیناً ہو سکتا ہے لیکن قلمی نسخوں میں نمایاں طور پر چشم اور دل کے درمیان واو اضافت موجود ہے جو بھرے ہے کو مستلزم نہیں ہو سکتی۔ واللہ اعلم]

۴ ش، ا، ک	گویا ہے
۵ ش	سمجھ
۶ ل	لباسِ اطلسِ دنیا
۷ ک، ش، ا	گریں
۸ ش	جاگتا (دکھتا)
ل	خاک ادیر
۹ ل	جیوں سیں

تجھ بن ہے عذاب زندگانی — ہے میری خراب زندگانی،

مت کر[1] یہ خیال۔ کل ملوں گا — ہے پل[2] ہی میں خواب زندگانی

ناصح مت کر کباب دل کو — ہے میری شراب زندگانی

ٹک[3] آنکھ کھلی کہ مٹ گیا آہ — تھی مثل حباب زندگانی

مت کیجیو اعتماد اس کا — ہے نقش بر آب زندگانی

اپنا نہ چھپا کے لے کفن کا — گھبرا کے نقاب زندگانی

آ اے[4] مرے مہرباں ورنہ — جاتی ہے شتاب زندگانی

ایسے جینے سے سوز واللہ
دے کاش جواب[5] زندگانی

---

[1] ن: مت کر خیال کل ملوں گا

[2] ک ث: ہے پل ہی جو خواب
ل: پل میں ہی
ش: ہے پل میں خراب

[3] ا: ٹک آنکھ کر مٹ گیا آہ (کذا)
ک: ٹک دیکھ کر مٹ گیا آہ

[4] ش، ا، ل: آ میرے

[5] ش: خراب (کذا)

تجھ بن کس کام زندگانی — ہے[1] بھی تو بنام زندگانی

آتا[2] ہے تو آ شتاب ورنہ — ہوتی[3] ہے تمام زندگانی

کوئی[4] بھی کرے جہاں میں جس طرح — کرتا ہے غلام زندگانی،

جو تو ہی نہ پوچھے[5] حال عاشق — کیا زیست کدام زندگانی

لے آنکھ اٹھا تو[6][7] دیکھ تجھ کو — کرتی ہے سلام زندگانی

حسرت ہی میں گزر گئی آہ
اے سوز تمام زندگانی

---

[1] اک — ہے ہی تو

ل — ہے تو

[2] اک — آتا

[3] ا — کرتا ہے غلام زندگانی

[4] ش — گرمی بسر کرے (کذا)

[5] ل — پوچھ

[6] ن — کے

[7] ل — این

کس سے کہوں میں یارب اپنا غم نہانی
میرے گلے پڑی ہے یہ آہ زندگانی

اب بیٹھتے نہیں ہیں محبوب میرے پہلو
کیا تجھ کو کوسوں پیری ہے ہے مری جوانی

آنکھوں نے تیری سچ سچ اتنا ستم کیا ہے
کرتا ہے چوٹ سچ سچ آ ہر ئے آسمانی

آنکھیں بچیں کہ بھاگا ہر روز یا الٰہی
کرتا رہوں میں کب تک اس دل کی پاسبانی

فرہاد و قیس کا تو افسانہ سن چکے ہو
اب جی لگا کے سنیو تم سوز کی کہانی

---

۱ ک میں اپنا غم نہانی
۲ ک، ا، ش تھوڑی
۳ " " کیا کوسوں تجھ کو میری
ل " " کیا کیا
۴ ا ان آنکھوں ہی نے تیری مجھ پر ستم کیا ہے
ک " " نے میرا مجھ پر " " "
ل آنکھوں نے میری مجھ پر اتنا ستم "
ش " " " مجھ پر " " "
۵ ک، ا، ش کرتا ہے چوٹ اخر
ل " " خوب "
۶ ن بچیں
۷ ن تو

خلقت تمام گردش افلاک سے بنی — ماٹی[1] ہزار رنگ کی اس خاک سے بنی

لخت جگر مژہ سے گرے کیا یہ دیکھیے — آتش کو[2] آگے یاں خس نم ناک سے بنی

ممکن نہیں ہزار[3] سر خاشاک و شعلہ میں — صحبت مری[4] نہ اس بت بے باک[5] سے بنی

مسواک تو کرے ہے دہن میں تر و اعظا — لیکن یہ میں سنا ہے کہ وہ ناک سے بنی

صحبت میں اپنی بنتی نہ دیکھی[6] کسو کے ساتھ — میری بنی سو اس دل غم ناک[7] سے بنی

ایسی بنا کر سو گئے[8] یکساں زمیں کے بیچ
اے سوز جسم زار کی کیا[9] خاک سے بنی

---

۱ ک، ن — مٹی

۲ ن — گو

۳ ش، ل — ہزار سو

ک — خاشاک بشعلہ میں

۴ ک، ل، و، ش — تری

۵ ا — خاک

ش — پاک

۶ ش — میں اپنی میں نے نہ دیکھی

ن — بنتے نہ دیکھی

۷ ش — اس دل غم ناک

۸ ا — ایسی بھی کیا کر سو گئے

ن — سو گئے

۹ ک، و، ش — کو کیا

ل — جسم زار کو کیا

ن — جسم زار کی تب

کیا پوچھتے ہو تقدیر اپنی[۱] — تم سے کہوں کیا تقصیر اپنی

دریا دل نے مجھ کو ڈبایا — ہے موج اپنی زنجیر[۲] اپنی

زلفوں میں آخر جا ہی[۳] پھنسا دل — کیوں نہ ناداں توقیر اپنی

ہاں شمشیر میرے کیا دیکھتا ہے — جلدی تیرا ڈال زنجیر اپنی

اے سوز شاباش واللہ باللہ — یاں بھی نہ چوکا[۴] تدبیر اپنی

روز شہادت[۵] اللہ اکبر
آ[۶] بھی پڑھی نہ تکبیر اپنی

---

۱ ش — پر پوچھتے ہو تقدیر

ک — " ہو گے تقدیر

۲ ک — تقصیر

۳ ن — بھی

۴ ک — چوکا تو تدبیر

۵ ک — شہادت ہے

۶ ن — آپ ہی

ہم کو جینا جو قتل[1] کرے آپ ذبح رہی | باعث ہے یہ کہ یار کے جاہا[2] تھو روح رہی

یوسف کی تب[3] تھی گرمیِ بازار اس قدر | جو دھوم تیری کوچہ و بازار بیچ رہی

جوں بیل عشق پیچ کی لپٹے ہے شاخ پر | اس طرح زلف یار کے قد سے پلچ رہی

ہم چشم میری چشم سے[4] پڑنے کو بار ہا | جھڑیاں جھڑیاں لگا لگا کے تو برسات[5] دھج رہی

واعظ نے اپنے جبے[6] کو ہم نے دیا نہ ہضم
دستار شیخ جی کی تو اسے سوز ذبح رہی

---

[1] ن۔ش۔ا۔ک قتل کر

[2] ل جاہا تھو یہ

[3] ل ہے

[4] ش کے پڑنے کے
ک پڑے گی

[5] ا سیج

[6] ک۔ل۔ش۔ا جبہ

الٰہی دل میں کسی دوست کے صفا نہ رہی
ہمارے عکس کی بھی آئینے میں جا نہ رہی

اڑا ز بسکہ رُخِ دوستی سے رنگِ وفا
چمن میں نکہتِ گُل، گُل کی آشنا نہ رہی

اب اس قدر ہے جہاں میں کشیدگی کا رواج
کہ میل کاہ کو بھی سوئے کہربا نہ رہی

بہم کنار کیا دوستوں نے ہے یاں تک
جو موج بحر سے اب صورت آشنا نہ رہی

عجب نہیں ہے زمانے سے گر کہے لیلیٰ
ہزار حیف دلِ قیس میں وفا نہ رہی

دکھ تو دیتا ہے پر تجھ کو کڑھاؤں[1] تو سہی
بیٹھتے اٹھتے تجھے اے دل جلاؤں تو سہی

چھیڑتا کیوں ہے مجھے اے ابر پھر دم گھیر گھیر
دیکھیو[2] اپنی طرح تجھ کو رلاؤں تو سہی

مت نصیحت کر مجھے ناصح نہیں تو اب کے سال
آپ سا تجھ کو دوانا کر دکھاؤں تو سہی

زندگانی میں نہ ہو گو دسترس پاؤں تلک[3]
خاک ہو آنکھوں[4] سے دامن کو لگاؤں تو سہی

یوں سنا ہے لاش سے میری وہ لیویں گے قدم
اے زمیں جیتا ہی میں تجھ میں سماؤں تو سہی

عشق کے کوچے میں[5] جیتا تو نے سرگرداں کیا
اے فلک تا حشر میں تجھ کو پھراؤں[6] تو سہی

وعظ کیوں کرتا ہے[7] واعظ جی میں کیا سمجھا ہے تو
خاک میں تیری میں[8] سب شیخی ملاؤں تو سہی

داڑھی منڈوا[9] نے پر اب رندوں کے جو ہنستا ہے شیخ
سوز[10] اس کی بھی جو میں داڑھی منڈاؤں تو سہی

۱ے ش — دباؤں
۲ے ک-ل-ا-ش — دیکھو تو

۳؎ ش، ا، ک، ل — زندگی میں گر نہیں ہے

۴؎ ش، ن، ک — آنکھوں کو دامن سے

۵؎ ک، ن، ش — تو نے خوب سرگرداں کیا

۶؎ ا، ک — رلاؤں

۷؎ ش، ا، ک، ل — اپنے جی میں کیا سمجھا ہے تو

۸؎ ل — واعظ تری شیخی ملاؤں تو سہی

ش — میں تری شیخی کو ملاؤں تو سہی

۹؎ ک — منڈوا کر یہ اب رندوں کو جو

ا — منڈوانے پہ " " " "

۱۰؎ ش، ا، ل — دیکھیو تیری بھی میں داڑھی منڈاؤں تو سہی

ک — " " " اب " " " "

دل کے لینے سے خوشی ہے لیجیے[1] یوں بھی سہی
بس تو کچھ چلتا نہیں کیا کیجیے یوں بھی سہی

مار بیٹھے جھٹ[2] سے تم ہم نے تمھارا کیا کیا
جی میں آوے کوئی گالی دیجیے یوں بھی سہی

مے سے تم تائب تو ہو لیکن خدا کے واسطے
ایک پیالہ میری خاطر پیجیے یوں بھی سہی

گالیاں دینے کو اچھے ہو بچارے سوز کو
یہ نہ آیا ایک[3] بوسہ دیجیے یوں بھی سہی

۱؎ ن — لیجے
۲؎ ش، ا — جب سے تو میں نے
ک — جب سے تو میں نے
۳؎ ش — ایک نوشتہ

ناصح[1] جفائے عشق اگر میں سہی سہی ۔ — تو نے بھی کچھ ز راہِ نصیحت کہی کہی

دریائے عشق کیا میں بتاؤں کہ جس کے بیچ — کشتی بھرے ہے عشق[2] کا میرے بھی بہی

یہ دل ز کھول زلف[3] سے ظالم خدا کو مان ، — ار کھول گرہ جہاں ہیں[4] تو یہ سبھی رہی رہی

پکڑے ہے تیری[5] بانہہ کو ہر ایک دم رقیب — ہم[6] نے بھی گو کمر تری ذرہ گہی گہی

جھرے کو تیرے سوز تو[7] سمجھے ہے آفتاب
کہتے ہیں اس[8] کو گو کہ مغل سب سہی سہی ؟

---

[1] ل — خفا ہے

[2] ش، ل — عقل کی تیری
ک — " میری
ا — " تیرے

[3] ش، ا — زلف کو پیارے
ک — " سے پیارے

[4] ش، ا، ل، ک — جہاں میں

[5] ل — تیرے ہاتھ کو

[6] ل — ہم سے بھی گو کمر تری ذرہ کہی کہی
ش — " " " ذرا "
ا — ہم نے " " ذرہ "

[7] ن — جو

[8] ل — گو کہ اس کو بغل (کذا)

* بو ہلدہ جسے تیری تصویر نظر آئی — یہ خواب زلیخا کی تعبیر نظر آئی

وہ[۱] نالے جو موم اکثر کرتے ہیں پہاڑوں کو — ان کی نہ ترے دل میں تاثیر نظر آئی

ہیں رنگِ رخِ عاشق مانندِ طلا دیکھا — گر دیدہ عشق اے دل اکسیر نظر آئی

حلقے جو پڑے[۲] باہم ہے جائے گرفتاری — آنکھوں ہی[۳] کے لڑنے میں زنجیر نظر آئی

دل دینے پہ جو چاہو تعزیر[۴] کرو ہم کو — اس امر میں اپنی ہی تقصیر نظر آئی

کچھ اس کی نگہ کا آکث میں ہی نہ مسخر ہوں — مجھ کو دو جہاں واں کی[۵] تسخیر نظر آئی

مستوں کے سخن ہم کو اے سوز بہت بھائے
واعظ کی تو باتوں میں تزویر نظر آئی

---

* میر تقی میر کی غزل ہے — کچھ موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی
شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی

ممکن ہے یہ غزلیں کسی طرحی مشاعرے کے لیے لکھی گئی ہوں۔ میر کی اس غزل کا ایک شعر "دل کے نہ تھے کہ جے اوراق مصور تھے — الخ" مشہور ہے۔ میر کی یہ غزل ترکِ قیام دہلی یعنی ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۲ء (ذکر میر ص ۲۱۲) کے بعد کی ہے۔ سوز و — / بھی لکھنؤ تک اس زمانے میں دہلی چھوڑ چکے ہیں۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ سوز کی اس غزل کا زمانۂ تخلیق بعد از ۱۱۹۶ھ/۱۷۸۲ء ہے

۱۔ ل

۲۔ شں، ک، ل — ترے

۳۔ ک — آنکھوں ہیں کے لڑتے ہی

شں، ل — آنکھوں ہیں کے لڑنے میں

ا — " کی لڑتے ہیں

۴۔ ل — تقدیر

۵۔ ا — سے

بے چین ہے اب تو دل کو صبر و شکیبائی
لٹتا ہے یہ ملک دل کیا عشق کی فوج آئی

یاروں سے وہ سرگرمی دن رات بہر صورت
ہم کو تو کبھی اپنی صورت بھی نہ دکھلائی

جاتے ہیں ترے[1] کو سے تو کاہے کو جیتا[2] ہے
جو بوجھ کے بیٹھے تھے سو بات نہ بن آئی

جانے کو ابھی جائیں پر ایک ہے یہ خطرہ
کوئی نہ کہے پیچھے سفلہ تھا یہ ہرجائی

اے سوز ترے اشعار ہیں ابلہ فریب اور بس
ہم نے تو نہ کچھ دیکھا جز قافیہ پیمائی

۱؎ ن ترِی

۲؎ ن جیتا

چمن سے پھر صبا نے بوئے گل[1] صحرا میں جھکائی
مبارک باد دو اب عندلیبوں کو بہار آئی

جِلاتا تھا خدا کا نام لے مردوں[2] کو جب عیسیٰ
صنم کی گالیوں میں دیکھتا ہوں اب مسیحائی

---

[1] ش مہکائی؟
[2] ۔ ، مردوں جب (کذا)

دلا جب سے گیا تو بزم[۱] سے پھر صورت نہ دکھلائی
جگر سے یوں جگر ملتے ہیں دنیا میں بھلا بھائی

ابھی مذکور تھا کچھ بانکپن کا نوجوانوں کے
اکڑنے کی طرح انگڑائی لے کر کچھ تو دکھلائی

نہ بھونا ہی نہ جلنا ہی ادھر پھینکا ادھر پھینکا[۲]
مرا دل تکّے تکّے کر طبیعت اپنی بہلائی

شتابے[۳] سے بھی اب چاک قفس سر جا نہیں جاتا
یہ کیسا شور ہے اے عندلیبو کیا بہار آئی،

نہیں معلوم دیتا صاف ٹکڑا[۴] اس پری رو کا
سرشک خون جم جم کے گئی آنکھوں کی بینائی

اثر البتہ ہووے گر جگر سے تا بہ لب آوے
دلے اب[۵] آہ کرنے کی رہی کس میں توانائی

جلاتا تھا خدا کا نام لے[۶] مُردے کو جب عیسیٰ[۱]
صنم کی گالیوں میں دیکھتا ہوں اب مسیحائی،

چلو اے عندلیبو اپنے اپنے آشیاں کو اب
چمن سے پھر صبا نے گل کی بو صحرا میں مہکائی

ادھر تو تیغ خوں آلود تھی[۷] قاتل کے قبضے میں
ادھر تڑپے تھا[۸] سوزن اور اک عالم[۹] تھا تماشائی

اختلافات ←

ے۱ ش — تب

ے۲ ع — نہ کچھ بخشا نہ کچھ جکھا

ے۳ ش، ا، ل — ٹٹوے سے بھی اب

ے۴ ع — چہرہ

ے۵ ع — بال

ے۶ ا — لے کر (ازا)

ے۷ ، ع، ن — ہے

ے۸ " — "

ے۹ " — "

اے موجد طرح بے وفائی ‏ ‏ کیوں [قطع کی][1] تو نے آشنائی

یارب سر و تن جدا ہو اس کا ‏ ‏ جس نے سکھلائی ہے جدائی

دل لے کے کر اچاٹ[2] ڈالا ‏ ‏ سیکھی ہے یہ کس سے دلربائی

وہ چال چلو کہ بعد مردن ‏ ‏ رہ جائے جہاں میں بھلائی

اے سوز وفا بہت کی تو نے
پر ترے کام کچھ نہ آئی،

---

۱ ع ‏ ‏ کٹ کی

۱ ن ‏ ‏ کٹ کیے

۲ ع ‏ ‏ اچار

دخترِ رز اب تو نذر[۱] ہو گئی ۔ سوز سے مل شیر و شکر ہو گئی

عشق بتاں[۲] کا میں چھپاؤں کہاں ۔ اب تو ہر عالم کو[۳] خبر ہو گئی

کھول دیا زلف کو جب شوخ نے ۔ ایک جگہ شام و سحر ہو گئی

شاد[۴] [رہے] یا نہ [رہے] تجھ بغیر ۔ ہر طرح اے یار بسر ہو گئی

الٹ ہی مارے گا صفوں[۵] کی صفیں

سامنے[۶] گر اس کی نظر ہو گئی

---

۱ ل — نذر

۲ ن — عشقِ بتاں کیونکے چھپاؤں بھلا

۳ ش، ل، آ، ک — میں

۴ ۔ ۔ ۔ ۔ — شاد رہیں، یار رہیں

ن — شاد رہیں یا نہ رہیں

۵ ل — چھتیں کی چھتیں

ش — صفیں کی صفیں

۶ ل — سامنھی (کذا)

وہ جو ہر دم ہمارے گھر آتے — خواب میں اب نہیں نظر آتے

ڈھیر[1] تک بھی نہ لے گئی قسمت — کچھ تو ہم بھی سرہانے دھر آتے

عرش سے بھی پرے گئے[2] شاید — واں تلک ہم سے[3] پھر ادھر آتے

۱؎ ع / ا — دہیر (کذا)

۲؎ ع / ا — گی

۳؎ ع — ہو

خداوندا اگر ہستی سے اپنی بے خبر ہوتے
تو کیوں ہم ایک دن کے واسطے یوں دربدر ہوتے
بلا سے تیرے اوپر سے تصدق کے تو کام آتے
بجائے اشک لختِ دل جو گردی میں گہر ہوتے
عبث بے تاب کیوں ہے دل کی خاطر سوز تو اتنا
وہ تجھ سے اڑ کے اُملتا جو اس کے بال و پر ہوتے

اشتیاق ہی میں ترے مر گئے کڑھتے کڑھتے
طائرِ شوق کے پر جھڑ گئے اڑتے اڑتے

دست و پا گم شدہ[1]، دل طعنۂ عالم زدہ دل
تیرے کوچے کو چلا آئے ہے[2] کڑھتے کڑھتے[3]

بازگشتِ نگہِ یار کرے گی کیا پھر
قتلِ عالم تو ہوا باگ[4] کے مڑتے مڑتے

---

١ ل سینہ دل
٢ ن سے
٣ ل بڑھتے بڑھتے
٤ ن سوز

نہ دی ظالم نے یہ فرصت[1] کہ[2] درد دل سے کچھ کہتے
اجل ٹک دیر کر آتی تو ہم قاتل سے کچھ کہتے

نہ سمجھے حال دل آسودہ خاطر بے قراروں کا،
سمجھاتا جو ہم جا کر کسی بسمل سے کچھ کہتے،

جرس[3] کا سنتے ہی نالہ نہ مر جاتے[4] تو وادی میں
زبانِ قیس[5] کی[6] ہم صاحب محمل سے کچھ کہتے،

عجب کیا تھا کہ دکھ سن کر ہمارا آپ بھر[7] جاتی،
عوض تیرے جو ہم پتھر کی ظالم سل سے کچھ کہتے

ہوا کیا عالموں سے شیخ جی نے پوچ گوئی کی
وہ دھولاتا انھوں کو گر کسی جاہل سے کچھ کہتے

نہ کہتے بلبل ناقص سے راز عشق ہم اپنا
جو کہتے ہیں تو اس فن کے کسی کامل سے کچھ کہتے

نہ[8] تھے گو رازدارا سے سوز تیرے ہم[9] جو سنتا وہ
ترے حق میں بنا کر بات اپنے دل سے کچھ کہتے

---

[1] ن ٹک
ا کچھ
[2] ش ن ا ل جو
[3] ش جوش
[4] " بھر جاتے
[5] " زبان عیش کے
[6] ل سے
[7] ن ہو جاتا
ا ہو جاتے
[8] ا نہ تھی گو رازداری سوز تیری [9] ن ہم
ش روز

تری محفل میں جو آئے سوا اپنا کام کر اٹھے
مگر ہم تھے کہ نا حق آپ کو بدنام کر اٹھے

کدھر سے آ بسے[1] یہ حسرت و اندوہ و غم دل میں
کہ صبحِ انتظارِ مرگ کو بھی شام کر اٹھے

کہاں جائے رہے یہ نالہ و فریاد وا ویلا
مجھے غم میں پھنسا کر آپ[2] اپنا کام کر اٹھے

جو بوسہ وہ نہیں دیتا نہ دے اے دل شتاباں آ
مجھے ڈر ہے مبادا کچھ خیال خام کر اٹھے

خدا کے واسطے اے نالے[3] چپکے سے نکل جانا
ابھی دل کی لگی ہے آنکھ ٹک آرام کر اٹھے

کوئی میری طرف سے کہہ دو اس نامہر [بان] کو آ[4]
کہ پہلو میں بٹھا اس کو جو تیرا نام کر اٹھے

وہی اس سوز کے پہلو میں بیٹھے شعر سننے کو
جو دونوں ہاتھ سے اپنا کلیجہ تھام کر اٹھے

---

[1] ک — آ سے ایسے
[2] ش ن ل — یہ کیا کام
اک — آپ کیسا
[3] ک ن ل — نالہ
[4] ن — نامہر کو آنہ

مدام ہے دل کی آرزو یہ کہ[ن۱] تجھ گلی کا غبار ہوجے[ش۲]
گروہ ذروں[ن۳] ذرّے کے ذرّہ ہو کر قدم پہ ترے نثار ہوجے

سُنا ہے ہم[ش۴] نے کہ بے تامل کرے ہے وہ قتل اپنے عاشق
تو اب تلک کیا کرے ہے اے دل چلو نہ اس سے دوچار ہوجے

ہوا ہے اب رام آہوئے[ش۵] دل کرے ہے کہ[۶] جس میں تیرے منزل
شکار کا شوق اگر[ش] ہے تجھ کو تو وقت ہے اب سوار ہوجے

نہ ایک دم کی چمن میں فرصت نہ ہم صفیروں سے ہم کو الفت
صنم لگاوے جو زخم تن پر شگفتہ ہو کر بہار ہوجے

بری بلا ہے یہ مرگ[ش۸] جس سے کوئی جیا اور نہ کوئی جیوے گا
جو عشق کی راہ میں مرے تو زمانے کا یادگار ہوجے

گئے جو کعبے[ش۹] تو کب ملا دل ہوئے برہمن تو کیا حاصل
جو داری[ن] اپنے صنم کے ہوجے تو دونوں عالم کے پار ہوجے

پھرے ہے گل گشت کو چمن کی[ش۱۰] کہے ہے دل سرو تن سے
جو شوق ایسا ہے سوز تجھ کو تو داغ کا لالہ زار ہوجے

ش ن — تری

۱ — اس

۲ ن میں ردیف — ہوجیے

بھلا[1] اب کیا کروں کب تک قضا سے التجا کیجے
اجل کو ننگ آتا ہے، نہیں[2] آتی ہے، کیا کیجے

رقیب اس کو اگر چھوڑیں تو کہیے حال[3] دل اس کو
یہی بہتر ہے اخگر کی طرح دل میں جلا کیجے

نصیبوں میں جو لکھا ہے وہی ملتا ہے دنیا میں
یہ طالع حق کی بخشش[4] ہیں انھوں کا کیا گلا کیجے

اگر ہو زخم تن پر اس[5] کا مرہم ہو سکے لیکن
جو ہو زخم درونی اس کا کس ڈھب سے دوا کیجے

۱؎ ن — اس درد دل کا کب تلک یارو دوا کیجے

۲؎ ن — نہیں آئے تو

۳؎ ل — حال اس کو (کذا)

ل — حال دل یارو

۴؎ ا — بخشش انھوں کا کیا گلا (کذا)

۵؎ ا، ک — اس کی

جو غم دل میں بسا[1] آکر اسے اب دور کیا کیجے
عطائے یار ہے اس چیز کا مذکور کیا کیجے

مرے بدمست تیرے دل میں اتنا بھی نہ آیا ڈر
کہ دل مینائے مے ہے اس کو غم سے چور کیا کیجے

مری آنکھوں سے اب تھمتا نہیں ہے اشک[2] سیل بھی
یہ زخم آہستہ آہستہ ہوا[3] ناسور کیا کیجے

یہ طفلِ اشک[4] کو غم نے دیا سولی پہ مژگاں کی
چڑھا ہے[5] دار پر دیکھو مرا منصور کیا کیجے

کہا مت مانیو[6] تم ست جو یارو سوز کہتا ہے
عزیزو بات[7] دیوانے کی اب منظور کیا کیجے

---

[1] ا، ک: بسے
ل: رہا
[2] ش: یک
[3] م: اب چور
[4] م، ک: کو غم سے دیا سولی پہ مژگاں نے
ن: " کی " " "
[5] م: چڑھا ہے
[6] ش، ل: مت مانیو یارو جو تم نے
ن: " " جو کچھ یہ سوز
[7] ل: بات اب دیوانے کی

سنے نہ یار تو دل کا بیان کیا کیجے
سخن کو اپنے عبث رائگان کیا کیجے

ہمیں یقیں ہیں کہ محبوب بے وفا ہیں سب[1]
وفا کو اپنی سرے مہربان کیا کیجے

کروں میں نالہ و فریاد درد سے[2] لیکن
نہیں نہ اس کی بھی تاب و توان کیا کیجے

جہاں کہ دشمنِ جاں باغباں ہو اے بلبل
تو اس چمن میں بھلا آشیان کیا کیجے

بجز فسانۂ فرہاد و قصۂ مجنوں[3]
نہیں سنے ہے مری داستان کیا کیجے

کہوں[4] میں بزم میں جا اس کی حال دل لیکن
کٹے ہے شمع کی واں تو زبان کیا کیجے

کہے[5] ہے یار کہ تو بندگی میں ہے راسخ
گھڑی گھڑی[6] تجھے[7] ہنوز امتحان کیا کیجے

---

[1] ا، ش، ک، ل: سب
[2] ن: سو بار
[3] ک: زفسانۂ و فرہاد
[4] ن: کہوں تو
[5] ل: تو یار کہے ہے بندگی میں ہے راسخ تذا
ا، ش: کہے ہے یار کی تو بندگی میں ہے
ک: ...
[6] ا: گھڑے گھڑے
[7] ش: مجھے

حالِ دل کس سے اب بیاں کیجے | کس کو بھلا کے مہرباں کیجے
سانس لینے سے وہ جھجکتا ہے | کس طرح نالہ و فغاں کیجے
باغِ دنیا کی ہے حریف خزاں | کس بھروسے پہ[۱] آشیاں کیجے
غم سنا دے[۲] تو تجھ سے مانگیں داد | تیری فریاد اب کہاں کیجے
کچھ نگاہوں[۳] سے میاں غرض کر کے | اپنی خاطر کو[۴] کیوں گراں کیجے
میں[۵] تو تیرا ہوں بندۂ دلسوز | میرے حق میں نہ یہ گماں کیجے

سوز کو[۶] گاہ اے مرے قاتل
کہنے سننے کو امتحاں کیجے

---

۱ ش، ک، ل | پر
۲ ا، ک | تجھے اے خانہ خراب
ل | تجھ سے مانگے داد
ن | تو تجھ سے مانگے داد
۳ ل | کچھ نگاہوں سے کیوں غرض کوئی
ش | " " " " گوئے
ک، ا | " نگائی " " " کری
۴ ک، ا، ل | اپنی خاطر کے تئیں
ش | " " بھلی
۵ ش، ا، ک، ل | ترا ہوں گا
۶ ا، ک | کو کا

عشق کے ہاتھوں سے اے یارو ہوا سودا مجھے
خوش نہیں لگتی ہے اب آنکھوں میں[۱] یہ دنیا مجھے

صبر کی گر تجھ میں طاقت ہے تو رہ سینے میں دل
ورنہ اے بے صبر سر ٹکرا کے مت گھبرا مجھے

میں نہیں آزردہ اے دل تجھ سے کیوں[۲] آتا نہیں
تیری کیا تقصیر آنکھوں نے کیا رسوا مجھے

گاہ اپنا درد دل کہتا ہوں موزونی[۳] کے ساتھ
شاعری کے نام سے ہرگز نہیں دعویٰ مجھے

سوز اس جینے سے مجھ کو[۴] موت آوے تو بھلا
ہر گھڑی کا خوش نہیں آتا ہے نکتوڑا مجھے

۱؎ ش — آنکھوں یہ دنیا (کذا)
۲؎ ن — کیوں روٹھا ہے تو
۳؎ ش اول — میں موزوں کے ساتھ
ک — سوزونے
۴؎ ش — مجھ کو

نہیں ہے جان ترے وصل بن قرار مجھے
خدا کے واسطے فرقت سے تو نہ مار مجھے

یہ کوہ و دشت میں پھرتا ہوں اس لیے صاحب[1]
کہ ایک دن تو کرے گا کبھی شکار مجھے

بھلا میں کیوں کہ نہ سہلاؤں سینہ ہر ساعت
جلے ہے داغ جگر دے کے یادگار مجھے

یہ جبر مجھ پہ کرو جس قدر کہ جی[2] چاہے
پر آہ کرنے کا ٹک دیجے اختیار مجھے

ملا کے خاک میں اس سوز پر کیا احسان
تبھی تو کہتے ہیں سب لوگ خاکسار مجھے

---

[1] ل اس واسطے پھروں صاحب
[2] ل دل

واعظ عطائے یار سے[۱] بے سب خبر مجھے
تجھ کو تو زہدِ خشک ملا چشمِ تر مجھے

کاشِ[۲] معیشتِ شبِ ہجراں میں بار ہا
واعظ نہیں ہے روزِ[۳] قیامت سے ڈر مجھے

بازارِ عشق میں غرض؟ سر کو بیچنا
نے نفع پر نگاہ نہ سوجھے ضرر مجھے

جوں شمع پاؤں گاڑ کے جاتا ہوں میں کہاں
درپیش آگیا ہے کدھر کا سفر مجھے

رہتا ہے ان دنوں دہنِ یار کا خیال
بھاتا ہے ناصحا سخنِ مختصر مجھے

پہنچائے[۴] ہے رقیب تلک بوئے[۵] زلفِ یار
ڈستی ہے سانپ سی یہ نسیمِ سحر مجھے

اے سوزشِ[۶] چشمِ ترے ہے سدا بہار
کچھ برگِ گل سے کم نہیں لختِ جگر مجھے

---

۱ ل: سے بے خبر مجھے
۲ ل: کاہیں نفقیں (کذا)
ش: کاشکے
۳ ش: کا
۴ ش: رہتا ہی ہے رقیب تلک بوئے یار [کاتب کی عدم احتیاط سے پانچویں شعر کا پہلا مصرع اس مصرعے میں مل گیا ہے اور پانچواں شعر کاتب کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ ۱۲]
۵ ل: سوئے
۶ ش: چشمِ تر مرکا ہے سدا بہار (کذا)

ترے عارض پہ خط کی ہر کوئی تحریر کیا سمجھے
بجز عالم، کلام اللہ کی تفسیر کیا سمجھے

سر مو زلف اس ظالم کی دکھ بوجھے[1] نہ اس دل کا
جو گزرے حال دیوانے پہ سو زنجیر کیا سمجھے

نہیں کچھ سوز دل کہتا[2] اس آپی دل کی خاطر میں
زبانِ شمع کی تقریر کو گل گیر کیا سمجھے

بہت سمجھا رہا دل کو میں ہیش ازاں اس کے ملنے پر[3]
ولیکن یہ[4] ہٹیلا کافرِ بے پیر کیا سمجھے

تجھے اے سوز دکو اس شوخ سے کہنا ہے لاحاصل
کہ دردِ زخمِ بسمل[5] کو دم شمشیر کیا سمجھے

---

[1] ک پوچھے ہے
ن نہ کچھ دل کا
[2] ا، ک سہنا
ل کہتا
[3] ش، ل کے
[4] ل چہرا بلا کافر بے پیر دکنا،
ش صد بلا کافر ہے تیر،
ا، ک یہ بلا کافر ہے یہ بے پیر
[5] ش، ک، ا، ل کو دل کے

بدلے انعام کے دینے لگے دشنام مجھے
غیر دشنام [نہ[1] بخشا کیے انعام] مجھے

نام پر اس کا تو لاتا[2] ہے جو پیغام مجھے
لے ابھی[3] ہی میں چلا جلد ذرا تھام مجھے

میں کہاں اور بھلا میری ملاقات کہاں؟
لوگ تم بخت عبث کرتے ہیں بدنام مجھے

کل جو قاصد نے یونہی اس سے یہ[4] پوچھا صاحب
کس کے دینے کو تم اب دیتے ہو پیغام مجھے

بولا: ہاں خوب! مجھے یاد دلایا تو نے
دیکھو کہتا تھا ابھی بھول گیا نام مجھے

کسی نے اس سے کہا سوز سے تم واقف ہو (؟)
کہا سنتا تو ہوں پر ایسے سے کیا کام مجھے

---

۱ ن: یہ تجھ سا کیے انعام
ن: نہ بخشا کیے دشنام
۲ ن: تو لایا ہے پیغام (کذا)
۳ ن: میں ابھی ہی چلا
۴ ن: نہ پوچھا

ہمارے قتل کا مژدہ صبا اغیار کو پہنچے
مبارک[1] باد خونریزی کی تیغِ یار کو پہنچے

کرے ہے[2] فاش رازِ دل کو اشک[3] اس بے زبانی پر
قیامت ہو جو عمر اس طفل کی گفتار کو پہنچے

حقیقت دل کی میں اپنے[4] کہوں کیا تم سے اے یارو
نہیں لازم کہ غم اپنا کسی غم خوار کو پہنچے

جگر سب[5] آب ہو کر بہ گیا اب کچھ نہیں باقی
سلام الوداع[6] اے اشک چشم زار کو پہنچے

نہ ہووے[7] سوزِ دل جس کو تو کب مقدور ہے اسکا
کہ وہ اے سوز تیرے معنیِ اشعار کو پہنچے

---

[1] ل مبارک
[2] ا، ک ہوا ہووے گا کیا کیا مژدہ پر مورد تلطف کا
[3] ن ایسی
[4] ن اپنی
[5] ن تو
[6] ن، ل سلام الوداع اشک
[7] ش نہ ہووے سوز دل جس کے

یارب کہیں سے گرمیِ بازار بھیج دے
دل بیچتا ہوں کوئی خریدار بھیج دے

اپنی بساط میں تو یہی دل ہے میری جان
لیتا نہیں تو کیا کروں ناچار[1] بھیج دے

دعوٰی[2] جو برشگال کو آنکھوں سے ہے[3] مری
ایسا تو کوئی ابرِ گہر بار بھیج دے

دیتے ہیں عقدِ[4] حسن میں عاشق، عروسِ جاں
آتا[5] نہیں تو آپ تو تلوار بھیج دے

غم خوار سوز کا یہی دل تھا سو[6] تیں لیا
اس کے[7] عوض جلد کوئی غم خوار بھیج دے

---

۱ ش، ل، ا — لاچار
۲ ا، ک — برشگال سے آنکھوں کو ہے
ل — تری آنکھوں سے ہے (کذا)
۳ ش — سے میری ہے
۴ ک، ا — عقد جنس میں
ل — نقد حسن میں عاشق عمر و جاں
۵ ل — آیا
۶ ش، ل — تو میں — ا، ک: سو میں
۷ ش، ک، ا، ل — اس کے سوا جلد کوئی

اے تڑپ[1] چین تو بسمل کو مرے پل بھر دے
یہ نہ ہو خوں سے کہیں دامن قاتل بھر دے

بادہ پینے سے تو خوگر میں نہیں ہوں اے شیخ[2]
ہو کسی شیشے[3] میں لہو ہو تو مرا دل بھر دے

لے زمیں تا بہ فلک خون سے مجھ بن یہ چشم[4]
ٹکڑے دل کے اگر ہو[5] جائیں نہ حائل بھر دے

اس[6] سے امید ہے ناکوں کی ترے زخمی کو
ٹوٹے شمشیر تو قیمت کبھی گھائل بھر دے

تا شدانے[7] کو چھپا شیخ مصلا کوئی
اس میں نک[8] چھگلی چھپا کر مجھے غافل بھر دے

ساغر[9] ماہ میں جوں نور بھرے ہے خورشید
ساقیا جام مجھے[10] اس کے مقابل بھر دے

دیکھ کہتا ہوں تو اس[11] چند سے مرا جی مت کھو
توڑ ڈالوں ہوں سر کے تئیں لے کے ابھی سل[12] بھر دے

دام کچھ سوز کے ہیں پراگندہ زلف کے بیچ
شانے[13] کے پاس اجارے کہو حاصل بھر دے

ورنہ وہ باندھ کے لے گا کہ یہی ہے معمول
یک سر مو بھی ہو نقصان تو عامل بھر دے

اختلافات

۱؎ ن — اے تڑپ چین تو بسمل کو مرے تل بھر دے

ش — اے تڑپھ جان " تو " مل "

ک — " " چین " کو " تل "

۲؎ ک ، ا ، ل — تیغ

۳؎ ش ، ک ، ل — شیشہ

۴؎ ش — خوف

۵؎ ل — آجاویں تو ہایل

ک ، ا — ہو جائیں تو حائل

۶؎ ا — اسے

۷؎ ا — ناسں دانی

۸؎ ک — تنگ

۹؎ ک — سیر سرماہ

ا — سیر حرماں میں جوں نور بھرے نی

۱۰؎ ش ، ل — آگے

ا — مجھے مقابل (نذا)

۱۱؎ ل — حد

۱۲؎ ل — انہیں

۱۳؎ ا — ساقی

کیا فائدہ یعقوب سے ہم ہوویں ندیدے
عاشق ہو زلیخا سا[1] تو یوسف کو خریدے

جی لینے سے میرے[2] تجھے حاصل ہے بھلا کچھ؟
میاں واسطے مولا کے مری[3] جان ابل دے

میں حشر[4] تلک تجھ سے نہ توڑوں کبھی الفت
ساقی جو مجھے ابر میں تو لال پری دے

دس بیس کیے قتل تو[5] دم لے کے یہ بولا
آئے تھے مرے سامنے کیوں مرگ رسیدے

فریاد رس[6] اے سوز جہاں میں نہیں کوئی
یہ داد مرے دل کی نبیؐ دے کہ علیؑ دے

۱۔ ل: سی
۲۔ ا: جی لینے سے تجھے (کذا)
۳۔ ن: مرے دل کو
۴۔ ک: محشر (کذا)
۵۔ ل: کو
۶۔ ن: سُن

بس ثواب دل کی ہوس جانے دے | گھیر[1] مت مجھ کو قفس جانے دے
کارواں دور گیا اب تو نکل | شور مت کر اے جرس جانے دے
ماہ و خورشید کھڑے ہیں در پر | ان کو پیشانی بھی گھس جانے دے
شیخ[2] مت لڑ تو مسلمانی پر | ہم[3] ہیں کافر ہی[4] بس جانے دے
ہر گھڑی باغ میں مت آ گلچیں | ایک دم غنچوں کو ہنس جانے دے
پیچ کھا جائے[5] گی زلفوں کی طرح | تو کمر اپنی نہ کس جانے دے
لختِ دل آتی[7] شتابی کیا ہے | اشک کو ٹک[6] تو برس جانے دے

سوز[8] کیا شمع ہے کیا پروانہ
آگ میں دل کو جھلس[9] جانے دے

---

۱ ا، ک: چھوڑ
۲ ن: شیخی مت کر
۳ ل: ہمیں
ن، ش: ہم ہی
۴ ن: سہی
۵ ش، ل: جائیں گی
۶ ش: اپنی (کذا)
۷ ن: تو
۸ ن: شمع
۹ ا: جھلس

مجھ کو صدقے تو یار ہونے دے — آپ پر سے نثار ہونے دے

میری چھاتی پہ رکھ کے سر چھپی کو — مت اٹھا دل سے پار ہونے دے

ہم بھی نالہ کریں گے اے بلبل — ٹک چمن میں بہار ہونے دے

کیا تجھے کام جیب سے میرے[1] — ناصحا تار تار ہونے دے

اب تو سب کے گلے تو ملتا ہے — ہم کو بھی ہم کنار ہونے دے

بہتے پرنالے ہم دکھا دیں گے — ٹک مژہ اشکبار ہونے دے

رنگ میں ہوں تو بحث[2] لے واعظ — ٹک نشے[3] کا اتار ہونے دے

تجھ سے سمجھوں گا میں بھلا اے دل — ٹک مرا اختیار ہونے دے

ہے تری جان کا یہی دشمن

سوز اس دل کو خوار ہونے دے

---

[1] ا — میری

[2] ل — بحث لی

ک — بحث لے

[3] ک، ل — نشہ

پاس سے میرے[1] اٹھ کے مت جا رے
تیرے پیچھے پڑے ہیں یہ سارے

میاں برے لوگ ہیں خدا کی قسم
تو نہیں جانتا انھیں آ رے

ہم نہ کہتے تھے عاشقی مت کر
اب[2] پڑے لوٹتے ہو دیّار[3] سے

سیٹھی باتوں میں کرتے ہیں افسوں
ہاتھ سے ان کے جینز مت کھا رے

وعدہ کرتا ہے تو وفا بھی کر
مت مری جان کو لگا لارے

سوز کے پاس بیٹھنے سے[4] آج
شکر دشمن تو سب جلے بارے

---

[1] ل: اٹھ کے میرے
[2] ن، ک: اے
[3] ن: دن بارے
ل: دتارے
[4] ل: رخ

ساتھ چھوڑے ہیں میرے یہ سارے
میری تقصیر کیا کہو بارے

تو نے مجھ کو فراق کو سونپا
یعنی یہ پیس پیس کر مارے

اسی امید پر جیتا ہوں پیارے
کہ چھاتی پر تو چڑھ کر سر اتارے

مرے پہلو سے ثروت جا کہاں نہ
بہانے سب سمجھتا ہوں میں آرے

سمجھتا ہی نہیں کہتا ہے کیا تو؟
یہ گریاں[1] کر کے مجھو کو ثروت ستارے

مجھے کالے نے کاٹا ہے خبر لو
کوئی زلفوں کے مارے[2] کو پکارے

مکانِ خاص دل میرا ہے لیکن
کہاں بیٹھوں کہ دل ٹوٹے ہیں سارے

غریقِ بحرِ رحمت ہو گیا سوز
عزیزو جاؤ بیٹھو اب کنارے

---

[1] ع کریاں

[2] ع ماروں

یوں تو سحر سے شام تلک جا بجا پھرے
لیکن خدا نخواستہ اس طرف آ پھرے

برگِ خزاں کی طرح پھرے دشت دشت[1] ہم
ہر کوچہ کوچہ[2] ڈھونڈتے تیرے گدا پھرے

کہتے ہیں [آ][3] ئے روپ یہی حق میں سوز کے
یہ کون ہے کہ پیچھے کسی کے لگا پھرے

پھرنے کا دیکھے گا نہ مزا سوز دیکھیو
دو روز اور جی لے یہ اچھا بھلا پھرے

---

۱ ع دست دست
۲ ن کوچے کوچے
۳ ع اے
ن آپ

کہہ دل کو کہ دنیا کی تلاشِ خام[۱] سے گزرے
غنیمت ہے یہی جو ایک دم آرام سے گزرے

مجھے جوں شمع تیرے عشق میں[۲] یہ کچھ ہوا حاصل
جے تا صبحدم روتے ہی روتے شام سے گزرے

اٹھاوے[۳] کون ہر دم مغبچوں کی ناز برداری
مریدِ چشمِ خوباں ہو کے[۴] پیرِ جام سے گزرے

بلا کیسی ہی تیری زلف سے آوے مرے دل پر
نہیں ہے صید وہ ایسا جو عشقِ[۵] دام سے گزرے

گلہ خوباں کی بے روئی سے گر کیجے تو بے جا ہے
جو گزرے ہم پہ دن[۶] سو اس دلِ ناکام سے گزرے

ہمیں ہے ضبط اس نالے کا تیری خو[۷] سے اے ظالم
کہ جس کو چھوڑ دیتے[۸] تو چرخِ نیلی فام سے گزرے

[۹] چلی ناموس دور اب سوز راہِ عشق سے بچ کر
قدم پہلا ہے یہ اس میں کہ ننگ و نام سے گزرے

---

۱ ل — جام
۲ ن — کیا
۳ ن — اٹھاوے
۴ ا — مے (خوا)
ک — ہو
ش — پیرِ جام
۵ ک — عشق کے دام
ا — عشق و دام
۶ ا ک — دل
۷ ش — تیرے خوں سے

جوادقات اس تنگ دستی سے گزرے | تو لو جاں ہم ایسی ہستی سے گزرے

گداؤں کے عاشق نہ طالب شہی کے | ہم ایسی بلندی و پستی سے گزرے

خدا کی قسم[1] پھر خدا ہی خدا ہے | اگر خود تو اس خود پرستی سے گزرے

چھری تو چلاتے ہو پر[2] تم کے پیارے | تمھاری ہم اس تیز دستی سے گزرے

تجھے پیٹ بھر کر دکھاؤں صنم کو
اگر سوز تو فاقہ مستی سے گزرے

---

۱ ک — خدا کی سوں پھر خدا ...

ش — " " پھر تو خدا ....

ل — خدا ہی کی سوں پھر خدا ..

۲ ا — ٹک

عاشق زیادہ اس ستی[1] کیا آرزو کرے
تیری نگہ کی تیغ سے حق سرخ رو کرے

ناصح نہ سی سکے گا مرے لخت دل کے تئیں
ٹکڑے کو لعل کے کوئی کیوں کر رفو کرے

واعظ کی شیخی دم میں نکل جائے گی ابھی
قاتل کو میرے کوئی اگر روبرو کرے

اتنا کہے کرم سے اب آ ادھر تو آ
یہ آرزوئے[2] سوز خدا بھی کبھو کرے

---

۱ ع سے
۲ ؍؍ آرزو ہے سوز خدا یہی (کذا)

جو کوئی ہجر سے نباہ کرے — درد سے کس طرح نہ آہ کرے

شب سے شغل ہے عاشقی کا نت — وہی جانے جو سر براہ کرے

سانس بھرئیے تو گرم ہوتا ہے — کس کلیجے سے کوئی آہ کرے

اس طرح جی کے بعد مرنے کے — کوئی تو یار گاہ گاہ کرے

یار بانکا ہے اس قدر اے سوز
کس کو طاقت جو یک نگاہ کرے

---

۱ ع جو کوئی عشق میں نباہ کرے

۲ آ میں م کی قرات پناہ بتائی گئی ہے جو غالباً سہو نظر کا نتیجہ ہے

۳ ع جھوٹا ہے درد میں جو آہ کرے

۴ آ ل میں یہاں م کی قرات نباہ بتائی گئی ہے، یہ بھی غالباً سہو نظر کا نتیجہ ہے

۵ ع سخت شغل [ہمیں ع کی یہ قرات موزوں معلوم ہوتی ہے لیکن ع کے مقابلہ میں م کی قدامت، کسی استثنائی صورت کے علاوہ، ع کے متن کو اختیار کرنے کی راہ میں مانع ہے]

۶ ن . تو مارے ہے جدھر [یہ متن دراصل ع سے ماخوذ ہے (ع: "تو مارے ہے جدھر") جبکہ اس کے مقابلہ میں م کا متن قدیم تر ہی نہیں ہے اور زیادہ بہتر بھی۔] ل: بھرئیے تو

۷ ع ایک ظالم ہے سوز تیرا یار (یار کوئی تو)

۸ ل ادھر
ن، ل یک

جو کوئی آپ سے وفا نہ کرے — دوستی اس ستی[1] بلا نہ کرے

یوں سنا ہے کہ غیر ملتے ہیں — اسے نہ یو[2] مت کہو خدا نہ کرے

تو ہی انصاف کر تو اے ظالم — ایسی باتوں سے جی جلا نہ کرے

بس جی بس بیٹھو ہم نے دیکھ لیا — پھر خدا تم سے آشنا نہ کرے

کیا ہی عشرت میں زندگی کاٹے
سوز کو دل اگر خفا نہ کرے

---

۱ ع — سیتی

۲ ن — یوں

ہیچ کافر کو خدا عاشقِ خوباں نہ کرے
جب تلک ان کو جفاؤں سے پشیماں نہ کرے

دلِ بے رحم تجھے کچھ بھی مروّت آئی؟
پرورش تیری کوئی گبرو مسلماں نہ کرے

پھر بھر آئے ہے ہر اک پل میں یہ چشم خونبار
دل میں ڈرتا ہوں کہ کچھ اور یہ طوفاں نہ کرے

تیرے ہاتھوں سے بہت سوز کا دل گھبرا یا
کیا کرے کوئی اگر چاک گریباں نہ کرے

ن ۱ پھر

یار اگر دل کی طلب گاری کرے — کون سا دل ہے کہ پاداری کرے

لے گیا تو ہے دل وحشی کو شوخ[1] — اس سے کہہ دیجو خبرداری[2] کرے

[3] جان کو بہلا کے لایا لب تلک — مرگ سے کہہ دو کہ تیاری کرے

پھینکتا ہوں آسماں پر تیر آہ[4] — کہہ دو خورشید اب سپرداری کرے

شوخ[5] مست ناز و مست شوخ سوز
کون اب دل کی خبرداری کرے

---

[1] ع: پیر

[2] ش، ک، ل: وفاداری

[3] ع: جان تو پہلا کے لایا

ش، ک، ل: " بہلا " "

ن: روح کو پہلا تو "

[4] ل: آسمان تیر

[5] ن: سوز مست و یار مست و شوخ سوز

ش: شوخ مست یار و مست شوخ سوز

نہ عندلیب گرفتار کو قفس چھوڑے
نہ تیرے[1] دام سے مشتاق کو ہوس چھوڑے

چمن میں کیسی مچادیویں دھوم جاتے ہیں
قفس سے ہم کو جو صیاد اس برس چھوڑے

عجب لپیٹ سے لپٹتا ہے دل کو مارِ سیاہ
صنم کی زلف مرے دل کو کاش ڈس چھوڑے

میں ایک آن میں توڑدوں[2] سبھی طلسم جہاں
جو قیدِ تن[3] سے فلک مجھ کو یک نفس چھوڑے

یہ کیا بہار[4] ہے مت دیکھو سوز میں جانوں[5]
صبا[6] چمن میں اگر کوئی خار و خس چھوڑے

---

[1] ش — میرے

[2] ش ۱ ل — دکھلادوں یہ

ک — دکھلاؤں یہ

[3] ل — بن

[4] ش — پیار

[5] ل — جانو

ن — جاؤں

[6] ل — قران (کذا)

یا تو جاتے رہیں اے یار ہمیں[1] دنیا سے
یا سرِ کارِ محبت ہی[2] رکھیں دنیا سے

دم نہ مارا میں کسی کام میں مانندِ حباب
اٹھ گیا یار دم باز پسیں دنیا سے

ہرگز اُٹھیں[3] نہ کوئے یار سے جوں نقشِ قدم
تا فنا ہو نہ سکیں خاک نشیں[4] دنیا سے

یاد میں یار کی[5] جو آپ کو سمجھے ہیں فنا
نے[6] غرض دین سے نہ ان کے تئیں دنیا سے

گھر خراب اور[7] کا گو کر کے بنائی مسجد
دین ان باتوں میں ملتا ہے کہیں دنیا سے

شکل آئینۂ بشکستہ دلوں کی روشن،
دیکھو دنیا کر کوئی[8] چیں بہ جبیں دنیا سے

صحبتِ شعر و تکلف جام و صراحی در دست
اس سوا سوز کو کچھ کام نہیں دنیا سے

---

[1] ش — ہم ہی
[2] ا — ہے کہیں
ش، ک، ل — ہی کہیں

۳ ش — اٹھے

ل — ہرگز اٹھے

ک — ہرگز اٹھتے

۴ ل — کمال

۵ لاک — جب

۶ ل — نہ غرض دین سے اس کے نہ ہمیں دنیا سے

وش — نے " " " نہ ان کے تئیں دنیا سے

ک — نہ " " " " " " " "

۷ ک — کرکے جو بنائی

۸ ل — گئی

آچکا ہے گیا کس کس سماجت اور منت سے
وہ میرا میرزا جو دل پلا تھا ناز و نعمت سے

یہاں اب عاشق و معشوق کہلاتے ہیں اس ڈھب کے
نہ یہ واقف محبت سے نہ وہ آگاہ الفت سے

مجھے محفل سے[1] اپنی تو نے اٹھوایا وے سن لے
مروت دستگاہا! دور تھا تیری مروت سے

تری قدرت کے میں قربان ہوں کیسا تو قادر ہے
کہ غم کو مار ڈالا سوز نے تیری حمایت سے

---

[1] ن مجھے محفل سے تو نے اپنی اٹھوایا

کوئی میری طرف سے جا کہے[1] اس بے مروت[2] سے
کہ تیرا غم ستاتا ہے مجھے تیری حمایت[3] سے

فرشتے[4] کا گزر جس کی گلی میں ہو نہیں سکتا
قدم محفل میں اس کی کون رکھ سکتا ہے جرأت سے

ہمیشہ مہر و مہ لے کر عصائے نور ہاتھوں میں
جہاں در پر پکارے ہیں ادب سے اور نفاوت سے

کوئی کہتا ہے مجنوں اور کوئی کہتا ہے متوالا
یہاں تک حال[5] پہنچا ہے مرا تو تیری دولت سے

کہوں احوال[6] میں کیا سوز کا تیرے کہئے پیارے
کہ دل اُمڈا ہوا آتا ہے میرا اب تو رقت[7] سے

نہ تو نے گور[8] میں اس کو لحد سے رہ کر کے گڑوایا[9]
بہت اچھا کیا پر درد تیری مروت[10] سے

---

[1] ش کہیں
[2] ل کو
[3] ل میری حماقت
[4] ا، ک فرشتہ
ق فرشتوں
[5] ش، ا، ک حال تو
[6] ل کیا میں
[7] ا بہت اچھا کیا پر درد تیری حمیت سے (اگلے شعر کا مصرع ثانی یہاں درج ہو گیا ہے)
[8] ع نہ تو نے سوز کو ظالم
ل نہ تو لی گو زمیں
[9] ک نہ گڑوایا
[10] م، ش، ک حمیت
ل جمعیت

ہاں میاں جان کیا کہوں تجھ سے | دل کا ارمان[1] کیا کہوں تجھ سے

شل بیٹھان[2] رہ گیا دل میں | تیرا[3] ارمان کیا کہوں تجھ سے

مجھ سے کہتے ہو[4] کس کا عاشق ہے | تنفے نادان کیا کہوں تجھ سے

خاک کا سا جو ڈھیر ہے[5] در پر | ق | تو ہی پہچان کیا کہوں تجھ سے

سوز بے سوز بے خبر تک چیت | ہائے انجان[6] کیا کہوں تجھ سے

آ اسے[7] تو غلام کر لے اور[8]
میرے سلطان کیا کہوں تجھ سے

---

۱ ش، ک، ل — تیرے قربان کیا کہوں

۲ ش، ک، ن — دل میں کھٹک ہے

ل — کھٹکے (زائد)

۳ ن — میرا

۴ ع — تو جو کہتا ہے

۵ ا — در پہ ہے

۶ ا — اے جان

۷ ا — اب

۸ ن، ک — تو

بھاگتا کیوں ہے تُو اے سروِ خراماں مجھ سے
تیری چھل بل نہیں ہونے کی یہ پنہاں مجھ سے

ایک قطرے میں مرے اشک کے غوطے[1] کھا کے
بحث کرتے تھے بہت حضرتِ عمّاں مجھ سے

خاک تو مجھ کو کیا تو بھی نہیں رحم[2] تجھے
کیا چھڑاتا ہے بھلا کھینچ کے داماں مجھ سے

موت ہر بار نہیں آتی ہے بس مر تو چکا
کیوں اجل ہوتی ہے اب دست و گریباں مجھ سے

دیکھ کر میری پریشانی کو کھاتی ہے بل[3]
بیر کیوں رکھتی ہے اے[4] زلفِ پریشاں مجھ سے

داغ دکھلاتے ہے لالہ کے[5] چراغاں کر کر
چار داغوں کو گنتا ہے گلستاں مجھ سے

میرے شمشاد کی جا چال تو پہلے سیکھ آ[6]
کیوں اکڑتا ہے تُو اے سروِ خراماں مجھ سے

شکرِ حق کل تو کہا اپنے[7] جلیسوں سے یہ
رو رہا بیٹھا ہے عبث سوزِ غزل خواں مجھ سے

---

[1] ن قطرے

او میاں او جانے والے کہیو اُس مے خوار سے
سر پٹکتا ہے کوئی باہر درو دیوار سے

دام کی حاجت نہیں صیاد جلدی سے پہنچ
چھُٹ رہا ہے گا دلِ بلبل سنانِ خار سے

بھینچتا ہے جس طرح چڑیا کو لڑکا ہاتھ میں
چھوڑ میرے دل کو باز آیا میں ایسے پیار سے

آرزوئے بوسہ رہ جاتی و لے قربانِ یار
لے لیا یہ بھی مزا دل نے لبِ سوفار سے

شیخ اب یاں تک تو پہنچا ہے کہ کہتا ہے مجھے
ایک پیالے کی سفارش کر دو تم خمار سے

اور کچھ پایا نہیں ہم نے دلِ وحشی کا کھوج
پر لہو سا لگ رہا تھا نوکِ ہر یک خار سے

کامیابی ہم سے نا دیدوں کی کچھ مشکل نہیں
کیا یونہی جاویں چلے محروم اب دیدار سے

تیز چلتی ہے بہت یارب کہ کس کے نصیب
کون سا پیاسا مرا سیراب اس تلوار سے

سوزؔ کا دل گر نہیں ہے کام کا تو پھیر دو
اس سے اچھا چاہیے تو مول لو بازار سے

← اختلافات

←

۱؎ ش۔ ا۔ل	باہر کھڑا
۲؎ ا	آ پہنچ
۳؎ ش	چھد رہے گا دل ہی بلبل کا
ا۔ک	〃 رہا ہے دل بھی 〃
ن	چبھ رہا ہے گا دل بلبل
۴؎ ل	چھوڑ میرے دل کو آیا باز میں اس
ا	〃 〃 〃 بایا باز میں اس
ک۔ن	دل کو میرے چھوڑ باز آیا میں یار اس
۵؎ ا	اس نے
۶؎ ا	تم مے خوار ہے
۷؎ ل	دل شوخی کا
۸؎ ک	ایک

آج[1] اپنے دل کو دیکھا آہ[2] میں نے دور سے

ایک کونے میں پڑا تھا خاطرِ رنجور سے

برگِ گل بہتے ہیں جیسے آبشارِ باغ میں

لختِ دل جھڑتے ہیں[3] ویسے آنکھ کے ناسور سے

ماہ اور خورشید کا منہ اور[4] ایسی روشنی

ہے[5] بھی یہ پیارے تو تیرے منہ کے عکسِ نور سے

اہلِ جنت نے جو دیکھا حسن میرے یار کا

منہ پھرا بیٹھے[6] وہ جب کر اپنی اپنی حور سے

خال[7] و خط میں دیکھتا ہے ناصحِ گم کردہ ہوش

دل پھنسا ہے زلف میں[8] کہہ دیجو اس شب کور سے

دیکھیو بدمستیاں اس بادہ کش کی جائے مے

کھینچے ہے خوں ناب میرے زخم کے انگور سے

آج پایا ہے اکیلا تجھ کو گلچیں باغ میں

ہائے یوں کھا جاؤں پر ڈرتا ہوں تیرے شور سے

*جس طرح تو نے ستایا منہ کو تیرے بھینچ[9] کر

بوٹیاں توڑوں ولیکن ہونٹ[10] کے زنبور سے

*جس طرح پردا اٹھا کر شوخ نکلا ناز سے

اس[11] طرح موسیٰ نہ لایا[12] آگ کوہ طور سے

اختلافات ←

۱ ل	آہ
۲ ا، ک	آج
۳ ل	پھر سے
۴ ا	رو
۵ ا	ہے یہی مہ پیارے تیرے
۶ ا	بیٹھا
ک	بیٹا (کذا)
۷ ل	جان وحفظ (کذا)
۸ ک	ہے
۹ ل	ہیچ
۱۰ ل	اب نور سے
۱۱ ش	اس سے (کذا)
۱۲ ل	نکلا (کذا)

** ش میں یہ دونوں اشعار معکوس الترتیب درج ہیں پہلے کے آغاز میں آخ لد دوسرے کے آغاز میں اخ کی علامات درج ہیں۔ شاید یہ علامات اشعار کے مقدم و موخر ہونے کو ظاہر کر رہی ہیں ۔؟ واللہ اعلم۔

ن

کہہ اے قاصد کہ نامے کا ہوا کیا ماجرا اس سے
میں تیرے منہ کے صدقے کیا کہا اور کیا سنا اس سے
زبانِ لطف[1] تو معلوم اور کہوں گالیاں دی ہوں گی
نہیں وہ آشنا گر مجھ سے میں ہوں آشنا اس سے
سنو قاصد کا کہنا آپ ان کو جا سنتے تو ہیں
کہوں کیا تم سے صاحب میں نے جو کچھ ہے[2] سنا اس سے
سنو اب گالیاں تو گالیاں پر نیمچا لے کر
لگا کہنے کہ سن او ایلچی یہ کہیو جا اس سے
کہ تجھ پر سوز اپنا نیمچا[3] کندا[4] کروں میں کیا
درانتی لے کے گھسیارے کی کاٹوں گا گلا اس سے

---

۱ ا، ل — زبانی
۲ ن — بھی
۳ ش — نیم جاں
۴ ا، ن — گندا
ش — لعد (ذال)

طاقت کہاں کہ کیجئے پرواز اب قفس سے
باہر نہیں نکلتی آواز اب قفس سے

دے داد کون یارب اس نالۂ حزیں کی
آزاد ہو گئے سب دم ساز اب قفس سے

سنتے ہیں عشق نے دل گھبرا دیا ہے تجھ کو
اے مرغ آ لگا ہے شہباز اب قفس سے

جس سے کہ پاس آوے اب صید[1] کے کبھو کی[2]
صیاد وہ رکھے ہے انداز اب قفس سے

گلزار تک پہنچنا معلوم یاں سے چھٹ کر
جس طرح جائے[3] بلبل کر ساز اب قفس سے

اے سوز گو رہائی صیاد سے ہوئی پر
طاقت کہاں کہ کیجے پرواز اب قفس سے

---

[1] ا تقلید
ک نفید (کذا)
[2] ش سے
[3] ل جس طرح جالے بلبل
ش " حلہ "
ا " جاے "
ک " جانے "

بھلا اب دل تمھیں دوں پھر جو[1] میں مانگوں تو یوں کس سے
تمھاری سب حمایت میں ہیں، میں دعویٰ کروں کس سے

نگاہ و غمزہ و آن و ادا سب دشمنِ جاں ہیں
مروّت ایک بھی کرتا نہیں یہ دکھ کہوں کس سے

سناں مژگاں دکھاوے اور ابرو تیغ جھمکاوے[2]
یہاں[3] سوزن [نگہ] اے دوستو بولو لڑوں کس سے

جنھیں آنکھوں میں پالا وہ شتاب پھر منہ پہ چڑھتے ہیں
کوئی قطرہ نہیں میرا دھلاؤں اپنا خوں کس سے

رفیقوں سے یہ دکھ کہتا[4]، سو وہ بھی اب الگ بیٹھے
رہا اک سوز دل، وہ بھی جلاتا ہے کہوں کس سے

---

[1] ن جو مانگوں (ذرا)

[2] ع جھلکاوے

[3] ن یہاں ..... سوزن ہے دوستو بولو کہوں کس سے

ع یہاں سوزن اے دوستو بولو لڑوں کس سے

[4] ن گشتا

آ مل[1] رے ہم سے یار دل سے — بس دور کر اب غبار دل سے

محشر تک نہیں[2] رہے گی امید — جاوے گا نہ انتظار دل سے

بلبل کی طرح رہوں گا نالاں — عاشق ہوں[3] ترا بیزار دل سے

دونوں کے[4] کہنے سے اڑنے[5] ہے — کھویا آخر کو[6] پیار دل سے

گو خلق نے آنکھ سے گرایا — لیکن نہ[7] تو اتار دل سے

آخر میں وہی ہوں تیرا بندہ — جاتا تھا[8] جو وار وار دل سے

یاں تک تو جلد ہو گیا راکھ — ورنہ میں شرمسار دل سے

کل سوز کی کیا کہوں حقیقت — تڑپتا تھا[9] یہ بار بار دل سے

تجھ پر اے عشق صبر میرا
کھویا تو نے قرار دل سے

---

[1] ک، ن — آمل تو

ا — آمل ہم

[2] ن — بھی

[3] ل — عاشق تیرا

[4] ل — کو

[5] ا — بولے

[6] ل — یار

[7] ک — تو تو نہ

ن ل — تو مت

[8] ل، ا، ک — جاتا تھے تیر سے وار

[9] ن، ا، ک، ل — پڑھتا

محبت نہیں چھوٹتی آہ دل سے ‖ بھلا کیا کروں میرے اللہ دل سے

اگر [۱]چشم سب بہہ کے ہو جائے دریا ‖ نجاوے گی تو بھی تری چاہ دل سے

ذرا چونچ اپنی تو کر بند ناصح ‖ تجھے جانتا ہوں میں بد خواہ دل سے

نہ لیوے [۲]کبھو نام دیر و حرم کا ‖ اگر ہووے [۳]طالب یہ آگاہ دل سے

[۴]نہ کعبہ کو دیکھا نہ بت خانہ ہم نے ‖ بھلا میں کدھر جاؤں گمراہ دل سے

تجھے مجھ سے ہرگز نہ ہووے گی الفت ‖ میں چاہوں تجھے جان سے خواہ دل سے

[۵]مگر اس قدر ظلم اے سوز مجھ پر ‖ میں عاشق ہوں تیرا میاں واہ دل سے

۱؎ ک، ا، ش — جسم

ن — دیدے سب بہہ کے ہو جائیں پانی

۲؎ ن — کبھی

۳؎ ا — یہ طالب آہ

ک — طالب یہ آہ (کذا)

۴؎ ن — نہ کعبہ میں دیکھا نہ بت خانے ہی میں

۵؎ ک، ا، ل، ن — نہ کر

واقف نہیں کوئی داغِ گُل سے، روشن ہے چمن چراغِ گُل سے

زنہار[1] نہ سیر سکے گی بلبل، تو عہدہ برآ دماغِ گُل سے

ساغر سے ان انکھڑیوں کے ہم مست مدہوش صبا ایاغِ گُل سے

سنبل کو کسی کی بو[2] سے شبّو، ڈھونڈے ہے پڑا چراغِ گُل سے

جوں غنچہ گرفتہ دل ہوں اے سوز

کیا کام مجھے فراغِ گُل سے

---

[1] ل رہنا

[2] ن کے

کیا کیا تھے چاؤ[1] دل میں آئے تھے جب عدم سے
کھلتے ہی آنکھ یار دو پیالہ پڑا ہے[2] غم سے

محمل تری مبارک ہو تیرے دوستوں کو
تیری گلی کے سگ کو کیا کام ہے[3] ارم[4] سے

اے چرخ سفلہ پرور اے آسماں بے مہر
واقف نہیں ہے عقل تیری اوندھا ہے تو جنم سے

احمق ہیں وے[5] جو تیری بھولے ہیں کجروی پر
ٹک اس طرف نظر کر یہ بات ادہم[6] سے

مینا و ساغر و مے[7] ساقی و مطرب و نے
یہ ساری خوبیاں ہیں میاں[8] سوز کے قدم سے

---

[1] ک — چاہ
[2] ل — رونا اڑا ہے جم سے (کذا)
[3] ن — کا ہے
[4] ش — دُرم
ل — آرام
[5] ا — وہ جو بھولے ہیں تیری کجروی پر
ن، ک، ل — وہ
[6] ش — تاب
[7] ک — ساغر مے ساقی و مطرب نے
[8] ل — میں
ا — یاں

مانندِ جرس پھٹ گئی چھاتی تو فغاں سے
فریاد کو پہنچا نہ کوئی راہ رواں سے

دل توڑ کے مانگے ہے دل اس شوخ سے کبھو
اس دل شکنی کو کوئی دل لاوے کہاں سے

بوسہ نہیں دیتا[1] تو بھلا گالی ہی دے جا[2]
دشنام بھی میٹھا ہے میاں تیرے دہاں سے

ہووے[3] دلِ حیرت زدہ معمور نہ بلا کا
کیا غنچۂ تصویر کو تاراج خزاں سے

یا مہر دے یارب دلِ نامہر بتاں کو
یا دو مرا سر رشتۂ الفت ہی جہاں سے

سرگشتہ ترے عشق کا محتاج خضر نئیں[5]
چاہے دل سودا راہبری رنگِ رواں سے

کب صومعہ کے پیر کا مانے ہے سخن سوز[6]
سررشتۂ بیعت ہے اے پیر مغاں سے

---

۱ ا، ک	ہے تو دل
۲ ن	جان
۳ ش	سہے
۴ ل	نامہری
۵ ن، ک، د، ل	نہیں
۶ ن	صومعے
ک	صومعہ کی پیری
ل	جادو معمہ (کذا)

کوئی کہہ دے[1] مرے میاں سے ــــ عاشق ہوں[2] ترا ہزار جاں سے

کچھ اور گر نہ کر تو کر نہ[3] رغبت ــــ ہر ایک کا[4] چکھ مزا زباں سے

تازہ ہے روز دل پھرے گٹتا[5] ــــ لاؤں ترے واسطے کہاں سے

اے بلبل گل پہ ناز مت کر ــــ مت دل کو لگا تو آشیاں[6] سے

سائے[7] کی طرح خزاں لگی ہے ــــ ہر آن بہار گلستاں سے

ایسی پیری کے ہاتھ سے ہائے[8] ــــ رہنے پاوے گی تو کہاں سے

میں تو اتنی کہی ہے تجھ سے
پر[9] سنیو تو سوز کی زباں سے

---

۱ ن، ع: کہہ دو

۲ ع: عاشق ہوں ہزار جاں سے (کذا)

۳ ل: نہ

۴ ل: کلمہ مرا زباں سے (کذا)

۵ ل: نت چھتا

۶ ل: آستاں

ع: گلستاں [متن میں یہی زیاں سوزوں ہی تھا لیکن اگلے ہی شعر میں گلستان کا قافیہ۔ یہاں اس متن کے انتخاب کی راہ میں رکاوٹ ہے]

۷ ل، ع: سایہ

۸ ن، ل: آہ

۹ ": پیر سوز کی سنیو تو زباں سے

مری صحرا نوردی پوچھ تو[۱] ٹک جا کے ہاروں سے
کہ میں سودشت آگے پھر چکا ہوں دشتِ مجنوں سے
کہیں پیر گیروا خرقہ[۲] نہیں میں نے کیا اپنا
اسے رنگا ہے میں نے پونچھ[۳] میں اشکِ گلگوں سے
جو دیکھے نوح کا طوفاں [وہیں][۴] شرما کے پانی ہو
مقابل[۵] مت کرو دریا کو میرے چشمِ پرخوں سے
نہ شاگردی کسی کی کی نہ فن شعر[۶] کو سمجھا
یہ سیدھی باتیں [سیکھیں][۷] سوز نے اس قد موزوں سے

---

۱ ل ٹک تو
۲ ک ۔ ا ۔ ل کس پیر گیروا میں نے یہیں خرقہ کیا اپنا
ش " " — " " "
۳ ا ۔ ک پونچھ کر اب اشکِ گلگوں سے
ش اسے رنگا ہے تا پونچھیں میں اشکِ گلگوں سے (اندا)
۴ ا ۔ ک اسے شرما کے پھر جانا
ش ۔ ن ۔ ل انھیں شرما کے پانی ہو
۵ ن برابر
۶ ن سے اگر
۷ ن ۔۔۔ ل سیکھیں
ا سیکھا سوز بھی اس قد موزوں سے
ش ۔ ک سیکھا " نے "

دل تلخ ہو رہا ہے اب تیری گالیوں سے
بوسہ کبھی تو دے جان[1] ان شکریں لبوں سے

کیا کیجئے تصدق اب اشک بھی نہیں[2] ہیں
اے مرگ آ چھڑا دے ثوان فجالشوں سے

دل سا پریر[3] باندھا تا پر نگہ[4] سے تو[5] نے
کیا زور چل سکے ہے اللہ ان بتوں سے

بس مہربان میرے باہر نکل شتابی
جاتا ہے جان میرا واللہ حسرتوں سے

آئے[6] ہیں یاد وہ دن جب ہم نہ تھا کسی کا
اے سوز اب خجل ہیں دل کی معیشتوں سے

---

[1] ا: دے جا
ش: اے جان ان شکریں
[2] ن، ا، ک: ہے
[3] ا، ن: پر بر (دھا)
ک: پر بر "
ل: شاہ زیر "
[4] ا: ناز نگہ
[5] ش، ن، ل: اپنی
[6] ش: یاد آوتے ہیں وہ دن
ا، ک: یاد آتے ہیں گے "

بچ تو گیا ہے لڑ بھڑ اس زلفِ عنبریں سے
پر کانپتے ہے کلیجا اس چشمِ سرمگیں سے
بچ جائے دل تو بچ جائے شاید کہ اب کی باری
پیر[1] کوئی کب بچا ہے اس شوخ کی کمیں سے
مژگاں نے میری[2] آنسو پائے کہاں سے صاحب
بہتا ہے خون ہر دم اس زخمِ دل نشیں سے
ہے موردِ ترحم یہ سوز سن[3] لو یارو
ہاں اس کا ڈھونڈ لاؤ محبوب ہر کہیں سے

---

[1] ل بہتا ہے دل ہر دم اس زخمِ دل نشیں سے (دکذا)
[2] ن میرے آنسو پوچھے کہاں سے صاحب
ک میرا " " "
ا میری " " "
[3] ا یہ سن لو صاحب
ک " تو "
ن یہ سوز سن تو یارو

س

١ مقابل مت کر دشوخی مرے[1] آہو کی آہو سے
یہ رم[2] کرتا ہے اپنے پیرہن میں عشق کی بو سے

میں تیری بے قراری سے بہت بے چین ہوں اے دل
گلی میں اس کی کر فریاد دور ہو میرے پہلو سے

٢ دل گم گشتہ تجھ کو کس طرف ڈھونڈوں کدھر جاؤں
نہ طاقت[3] پاؤں میں میرے نہ قاصد ہے نہ جاسو

٣ بھلا صاحب[4] کبھی تو پھر بھی تم آرگے[5] پچھتا کر
جو کچھ ہونا[6] ہے سو ہوگا نکل گئے[7] اب تو قابو سے

٥ کبھی تو بات کوئی بولو[8] اس دلسوز سے اپنے
یونہی جاوے مگر اپنا سا[9] منہ لے کر ترے[10] کو سے

---

[1] ا — سرے — [طبق نسخ بدون شعر دوم]

[2] ا، ک — نہ رم
ش — نہ ام

[3] ا — نہ طاقت میرے پاؤں (میں) نہ قاصد ہے یہ جاسوس
ک — ے ۓ ے نہ ۓ

[4] ل — طاقت

[5] ل — آؤگی آشنا کر
ک، ا، ش — اڑگے "

[6] ل — ہوتا

[7] ا، ک — جا

[8] ل — بوجھ
ش — آشن

[9] ل — اتنا سا یہ

[10] ن — تری

نسخ ش میں ایک اور شعر یوں ہے:
٤. مگر کس کو دکھلاتے ہو سینہ بس ڈھپ رہیے (کذا)
نہیں یاں جانتے ہم کچھ بغیر از دوخت افسو سے
ان میں مصرع ثانی یوں لکھا گیا ہے
..... ہم کچھ بغیر از منت دارے (کذا)

قفس میں دکھ مجھے کچھ ہے تو ہے اسیری سے
ہر ایک مرغ کی نالاں ہوں ہم صفیری سے

برنگِ نقشِ قدم روشناس مجھ در کا
نتادگی کی ہوا ہوں میں دستگیری سے

بسانِ روز کہ ہووے[1] ہے صبح سے روشن
حصولِ جوشِ جوانی ہمیں ہے پیری سے

وہی ہے مرتبۂ انکسار[2] سے آگاہ
کہیں ہے شاہ جسے نسبتِ فقیری سے

ہوس لے آئی تھی[3] مجھ تک تو صید افگن کو
نظر میں اس کی پہ[4] آیا نہ میں حقیری سے

ہے مستحقِ اذیت کہ دل نے پہلے سے[5]
نہ کی تھی خوشتری مژگاں کی[6] سخت گیری سے

نہ میں ہی اپنی اسیری سے تنگ ہوں اے سوز
قفس بھی تنگ ہوا ہے مری اسیری سے

---

۱ ش، ن، اول — ہوے

۲ ل — رنگِ قفس سے دکھا

۳ ک، ن — ہے

۴ ا، ک — نہ آیا میں بنر

۵ ا، ک — جو

۶ ا، ک — نے

حذر نہیں انھیں عالم کی خوں فشانی سے
رکھو ابرواں[1] کو شراب یار[2] تیغ رانی سے

بہار یاں کی ہے بلبل خزاں سے ہم آغوش
لگا نہ دل کو تو اس بوستانِ فانی سے

میں وہ اسیر ہوں جس کا کہ پاسبان ہر آن
اجل کو چاہے ہے[3] تنگ آ کے پاسباں سے

ہوئی ہے دوستوں کی جب سے دوستی معلوم
نہیں ہے خوف مجھے دشمنانِ جانی سے

تو اس کی آنکھ سے ٹک دیکھ کے جا شیر اے سوز
حذر ضرور ہے آہوئے آشیانی سے

۱؎ ش ک — ابرونکو
۲؎ ن — ناز
۳؎ ن — چاہے تنگ آکے

کوئی کم بخت ہو جو دل لگاوے زندگانی سے
کسی نے نفع بھی پایا ہے اس دنیائے فانی سے

بہت اب یاد آتے ہیں تپاک اس حضرت دل کے
عجائب حظ اٹھائے ہم[1] نے اس جنت مکانی سے

گئے ہیں جتنے اپنے دوست ہم کو چھوڑ کر آگے
کوئی دن کو ملیں گے ان سے کیا کیا شادمانی سے

جو یار آیا تو استقبال بھی ہم سے نہ ہو آیا ۔
رہے اب وائے ہم شرمندہ اپنی ناتوانی سے

جو پیش آئے[2] اسے تقدیر رب العالمیں جانے
رہا نہ یاد ہم کو سوز جنت[3] آشیاں سے

برا بھی تو نہ تھا دل سوز تھا سب آشناؤں کا
ولیکن پھونک سب کا جی گیا آتش بیانی[4] سے

---

[1] ع : تم

[2] ع : آوے

[3] ع : فردوس

[4] ن : آتش زبانی

مجھ کو دھمکاتا ہے تو ہر بار کیوں کس واسطے
کیا گنہ؟ کیا جرم میرے یار کیوں؟ کس واسطے؟

آج تک کس نے غریبوں کو ستایا ہے بھلا
تو جو دیتا ہے مجھے آزار کیوں کس واسطے

کس کئے تیری برائی کچھ کبھی تحقیق کر
اس[1] قدر مجھ سے ہوا بےزار کیوں کس واسطے

جیب و دامن سے مرے کیا مجھ میں جوشِ گل ہے زیاد
پھول[2] بیٹھا ہے تو اے گلزار کیوں کس واسطے

جب میں کہتا ہوں کہ آ پیار[3] سے مری چھاتی سے لگ
ہے یہی اس شوخ کی گفتار کیوں؟ کس واسطے؟

آنکھ اٹھا کر دیکھنے[4] کا بھی نہیں وہ شوخ چشم
بس[5] نہ رو اے چشم گوہر بار کیوں کس واسطے

پارسا[6] ہے شیخ تو ہے آپ کو تو اس کو کیا
سوز بے فائدہ تکرار کیوں کس واسطے

---

۱ ک	بس نہ رو اے چشم گوہر بار کیوں واسطے
۲ ش	پھول
۳ ل	پیار سے آ
۴ ا، ک	دیتا نہیں وہ شوخ چشم
ش	دیکھتا گا ہے نہیں
۵ ن	پھر اوے چشم گوہر بار
۶ ا	پارسائی شیخ تو ہے آپ کو تو اس کو کیا (کذا)
ن	ہے [لیکن قلمی نسخے اس کی تائید نہیں کرتے]

چکوریں[1] چاند کے اور بلبلیں گلزار کے صدقے
کوئی صدقے کسی کے ہم ہیں اپنے یار کے صدقے

ہزاروں صورتوں سے دہر کے آئینہ خانے میں
دکھائی اپنی صورت اے ترے دیدار کے صدقے

و لیکن سب کو دھوکا ہے جگنوں[2] کا دیا ایسا
کرتا[3] محشر رہے جو یا میں اس اطوار کے صدقے

کروڑوں نیم بسمل راہ میں اس کی تڑپتے[4] ہیں
وہ جس جس راہ چلتا ہے میں اس رفتار کے صدقے

بلا[5] یا سوز کو بھی وقت جی دینے کے قاتل نے
ملایاں[6] داد اس کی اپنے خاطر دار کے صدقے

---

[1] ک — چکوری
[2] ش — نوں
[3] ک — کرے محشر ہے جو یا میں دکذا
[4] ل، ا، ش — تڑپتے
ک — پڑے ہیں گے
[5] ا — ملادیا
[6] م، ل — پیارے سے
ش، ک — جینے کے پیارے سے

کوئی صحرا کے صدقے ہے کوئی کہسار کے صدقے
گدا تیرا ہے[1] تیرے سایۂ دیوار کے صدقے

ہزاروں دل ترے پاؤں تلے[2] لوٹیں ہیں گر پیارے
کوئی ٹھوکر ادھر بھی اے تری رفتار کے صدقے

[3] زباں سے وعدہ کرنا دل میں کہنا کون جاوے[4] گا
ترے[5] اقرار کے قرباں، ترے انکار کے صدقے

کبھی ایسے مزے کا حلق سے قطرہ نہ[6] اترا تھا
گلو[7] تشنہ تیری تیغِ جگردار کے صدقے

کوئی بت کے کوئی کعبہ[8] کے کوئی حسنِ خوباں کے
کوئی یاروں کے، سوز اس حیدرِ کرار کے صدقے

---

1. ش، ن، ک: ہوں
2. ش: تلے ہیں
   ن: گر لوٹیں ہیں پیارے
   ا: رہتے ہیں گرے
   ک: لوٹتے " "
3. یہ شعر ن میں اس بحر کی ایک اور غزل "جگر میں چاند کے اور بیابانِ گلزار کے صدقے" میں درج کر دیا ہے جبکہ ع میں اس شعر کے مقام پر ایک اور شعر موجود ہے اور یہ شعر بھی بالکل اسی بحر پر اسی غزل میں ہے ع کا اضافی شعر یہ ہے:
   بہت اترا رہا تھا سر کو ٹکراتا تھا اٹھا کر — چھٹا یا ... سے اے تری تلوار کے صدقے
4. ک: آوے گا

یہی ہے عشق[1] کا آغاز تو انجام کے صدقے
لگائے[2] دل کو سو سو نام اس بدنام کے صدقے

رہا دنیا میں جب تک کام ناکامی ہی کو جانا[3]
نکمّا[4] ہی یہ نکلا اس دلِ بدنام کے صدقے

کبھی کہتا ہے آ عاشق کبھی کہتا ہے چل دور ہو
تری تعریف کے قرباں ترے[5] دشنام کے صدقے

گریباں تک ہی گردن کا نہ رہنا خون کا بہنا
کمالِ جذب ہے اس تیغِ خوں آشام کے صدقے

کوئی بندہ، کوئی خادم، کوئی فدوی، کوئی مخلص
لکھا ہے سوز تیرے نام پر اس نام کے صدقے

---

۱ ش، ک — انجام

۲ ع — لگیں بدنامیاں دل کو دلِ بدنام کے صدقے

۳ ع — سمجھا

۴ نکما کا املائی اختلاف ملاحظہ ہو

ش — نے کما

ک — نہ کماں

۵ ا — تری

دم بدم اس کی آن کے صدقے
اس سجیلے جوان کے صدقے

کہہ رہے قاصد، یار آتا ہے
اے میں تیری زبان کے صدقے

شوخ نامہربان کے صدقے — صدقے اس نوجوان کے صدقے

آن میں کچھ ہے آن میں کچھ ہے — اے میں اس کی ہر آن کے صدقے

مجھ کو کہیے خدا کرے مرجائے — تیری میٹھی زبان کے صدقے

لے[۱] فتوا لا الٰہ الا اللہ — سر کے میں تیری جان کے صدقے

بات ہے یا کہ پھول[۲] جھڑتے ہیں — یار غنچہ دہان کے صدقے

سوز تو جی[۳] ہزار برس[۴] تلک — تیرے[۵] لطفِ بیان کے صدقے

شعلہ خو شوخ کو کیا ٹھنڈا
سوزِ آتش زبان کے صدقے

---

۱ و — ہوا

۲ ل — جھڑ رہا ہیں

۳ ل — پوچھے

ن — تو بھی

۴ تسکین الاوسط سے متعلق سوز کی روش ہم پہلے واضح کر چکے ہیں ۔۱۲

۵ ش — میرے

ک — تیرے لطف و بیان

ل — " لطفِ بیان

منہ دیکھ آئینے کا تری تاب لا سکے — خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

تصویر تیری کھینچے مصور[1] سو کیا مجال — دستِ قضا تو پھر کوئی ایسا[2] بنا سکے

عارف خداشناس ہوا ہو تو ہو وے — میں جانوں تیری رمز کو ذرّہ[3] جو پا سکے

[4] وہ گلعذار عازمِ سیرِ چمن ہو گر — گلشن خوشی کے مارے نہ پھولا سما سکے

یہ ہو سکے کہ اپنے تئیں سوز بھول جائے

پر میری جان کہہ تجھے کیونکر بھلا سکے

[طبق س]

---

[1] ن ل ش — تو

[2] ن ل — ایسی

[3] ش ن ل — ہرگز

[4] یہی مصرعہ سوز کی ایک دوسری غزل میں بھی موجود ہے، ملاحظہ ہو:

وہ گلعذار عازمِ سیرِ چمن ہو گر — شمشاد اس کے سامنے دیکھوں ترجل سکے

تیری طرف تو یہ دل بھر نظر[1] نہ دیکھ سکے
جدھر ہو[2] مہر تو کوئی ادھر نہ دیکھ سکے

ابھی تو گل کے ہم آغوش ہیں ہزاروں خار[3]
وہ کس طرح مجھے بے بال و پر نہ دیکھ سکے

دکھاؤں[3،4] داغ جو لالہ[4] کو اپنے سینے[5] کے
قسم خدا کی وہ میرا جگر نہ دیکھ سکے

سرشک آنکھ سے نکلے اور لے میرے پامال
یہ طفل حیف کہ رنجِ سفر[6] نہ دیکھ سکے

یہ تو ہے جو اسے[7] دیکھے ہے[8] ورنہ عزرائیل
کبھو بھی[9] سوز کو یوں خوں میں تر نہ دیکھ سکے

یہ غزل "ا" اور "ک" میں دوبار درج ہے (ا) صفحہ ۱۳۸۴ اور ۵۷۴، ک: شمار غزل ردیف ے ۱۷۶، ۱۷۵

۱ ک: یہ بھر نظر (کذا)
۲ ک: جدھر مہر ہو تو کوئی ادھر
ش: جدھر ہو مہر ادھر کوئی پھر
ل۲: جہاں ... گر منہ ... تو کوئی (کذا) ... تو گرے
۳ ... ۴ ... ن: دکھا دوں ... لالے
۵ ش، ل: سینے کا
ا، ک: سینہ
۶ ل: قفس (کذا)
۷ ع: یہ سنگدل ہے تو ہی جو فرش سے ہنستا ہے
۸ ک: دیکھے ہے عزرائیل (کذا)
۹ ع: وگرنہ سوز کو
ن: کبھی بھی

پرکار کی روش پھیرے[۱] ہم جتنے چل سکے
اس گردشِ فلک سے نہ باہر نکل سکے

ایک ہی نگاہِ گرم میں[۲] کیا آب ہو گیا
دل سنگ تو نہ تھا جو بن آتش[۳] نہ گل سکے

روو ے نہ کیا کرے اے مری جان وہ غریب
جس کا تمہارے سامنے کچھ بس نہ چل سکے

رونا بھی تھم گیا ترے[۴] غصے کے خوف سے
تھی چشم ڈبڈبائی پر آنسو نہ ڈھل سکے

وہ گلعذار عازمِ سیرِ چمن ہو گر
شمشاد اس کے سامنے دیکھوں[۵] تو چل سکے

دل میں ہے سوز اس کو[۶] غزل در غزل کہوں
تبدیلِ قافیہ سے اگر خوب ڈھل سکے

---

۱ ا — پھرے ہم جتنی (کذا)
۲ ا — ایکی
۳ ش، ک، ل، ا، ان — پانی ہو بہ گیا — ۳ ن، ش، ک، ا، ل — کہ
۴ ک، ل — غصّہ
۵ ل — دیکھو نہ
۶ ن — یہ تو

[طبقِ س بجز شعر پنجم]

عشق[1] تو کرتے گیا واقف نہ تھا اس حال کے
اڑ گئے ہوش و حواس آواز سے خلخال کے

دیکھو طالع دمِ آخر مل سو یہ مراد
ہاتھ منہ پر رکھ لیا بوسے سو اس جنجال[2] کے

مجھ کو کہتا تھا کہ تو کڑ[3] دو کڑدھ نہ مر آتا ہوں میں
جاں بلب آیا نہ آیا، صدقے اس نیتال[4] کے

ایک ٹھوکر میں ہزاروں سر کڑیں[5] مانند گو
روزِ محشر کیوں نہ ہو قرباں[6] ایسی چال کے

وقتِ آخر سوز کے پہلو سے کچھ کترا اٹھ گیا
کس جگر سے پاس بیٹھے کوئی اس بد حال کے

---

۱ ا، ک — تو کرتے گیا واقف نہ تھا اس چال کے
۲ ک — خلخال
۳ ن — کڑ دو کڑدھ
۴ ا — سال
ک — (بلب آیا نہ صدقے اس) سمال
ش — صدق اس سال
۵ ا، ک — لڑے
ش — پھرے
۶ ک، ا، ش — ہوں

معتقد ہرگز نہیں ہیں کفر اور اسلام کے
گر مرید اس دور میں ہم[1] ہیں تو بیرِ جام کے

ہم سے دیوانوں کے غافل[2] در پے تدبیر ہیں
بند سے ہیں ان پختہ[3] مغزوں کے خیالِ خام کے

عشق کا آغاز تو جوں توں گزر جاتا ہے لیک
کہہ نہیں سکتا دلا حالات میں انجام کے

نے تلاشِ دین ہی[4] ہو ہم سے نے دنیا کی فکر
اس کی رزاقی ہی[5] دے ہے ورنہ ہیں کس کام کے

گزرے تھی آرام سے جب تک نہ تھا دل مبتلا
اس کے لگ جاتے ہی دن جاتے رہے آرام کے

ساغرِ دل خوں سے مالا مال رہتا ہے مرا
اہلِ دل گر مست رہتے ہیں تو ایسے جام کے

چار فصل اے سوز نظروں میں انھوں کی[6] ہے بہار
مست جو ہیں گے نگاہِ ساقیٔ گلفام کے

---

[1] ل ہیں ہم
[2] ک، ل غافل
[3] ل تجھ شعروں کی (کذا)
[4] ک نہ تلاشِ دیں ہے ہم سے نہ دنیا کی ہے فکر
ا نے تلاشِ دین ہی ہم سے
ن " " ہے " " نہ دنیا کی ہے فکر
[5] ل ہی دے ورنہ ہیں کس کام کے (کذا)
[6] ن کے

۱ اے نکہتِ[1] گل جائیو محفل میں کسی کے
ٹک دل کو مرے ڈھونڈیو تو دل میں کسی کے

ہرگز[2] یہ تڑپنے کا نہیں پاس ادب سے
ارماں بھرے ہیں[3] دلِ بسمل میں کسی کے

۳ نے[4] لعل نہ یاقوت نہ یہ گل[5] نہ یہ اخگر
ہیں[6] لختِ جگر دامنِ قاتل میں کسی کے

اوراقِ گل اڑتے ہوئے دیکھے تو یہ بولا
دیکھو[7] تو اڑاتا ہوں ابھی پل میں کسی کے

۵ دم[8] تن سے نکلتے بھی[9] یہی سوز سے بولا
ٹک[10] دل کو مرے ڈھونڈیو تو دل میں کسی کے

---

۱ ب ، ی — نکہت
۲ ک ، ڈ ، ش — باللہ
ن ، ب ، ی ، ل — باللہ تڑپنے
۳ ش — ارمان بھرے دل بسمل ... (کذا)

۴ ک	نہ
ا ـ ۲	نہ لعل نہ یاقوت نہ گلبرگ نہ اخگر
۵ ن	نہ گل ہے نہ اخگر
۶ ب ی ح خ	ہے
۷	اڑاؤں گا یونہی تل
ن ل	اڑاتا ہوں " پل
ا	" " " " مل
ش	" " یوں ملیں (کذا)
ا ـ ۲	" " یونہیں تل
۸ ا ـ ۱	جو نزع میں اس سوز کے رچاتا ہیں کہتا
۹ ل	کھی یہی سوز کے بولو
ا ـ ۲	ہی یہی سوز سے بولا
ن ب ی ح	" " " تھا "
خ	ہی " " " "
۱۰ ب خ	یاں
ل	ٹک دل میں مرے ڈھونڈو تو دل میں ہے کسی کے (کذا)
ح	یاں دل کو مرے ڈھونڈھو پھر تو دل میں کسی کے

ح اور خ میں ۱، ۳، ۴، ۵ کی ترتیب سے چار شعر ہیں جبکہ ب، ی، ن، ا
ل، ش اور ک میں ۱، ۳، ۲، ۴، ۵ کی ترتیب سے پانچ اشعار
ہیں س میں مقطع نہیں ہے [طبق س]

یہ غزل ق میں دو بار درج ہے پہلے صفحہ ۳۹۳ پر اور پھر صفحہ ۷۷۴ پر،
دونوں متنوں میں اختلافات بھی ہیں، صفحہ ۳۹۳ کے حاشیہ میں بتایا گیا ہے
کہ یہ غزل م میں نہیں ہے، جس کا مطلب ہے کہ یہ متن ع سے منقول
ہے جبکہ (صفحہ ۴۲۰ کے ایک حاشیے کی روشنی میں۔ جس میں آئندہ آنے
والی تمام غزلوں کو صرف م میں موجود بتایا گیا ہے) صفحہ ۷۷۴ کی غزل
صرف م میں ہے ع میں نہیں۔ یہ دونوں بیانات ایک دوسرے کی
تغلیط کر رہے ہیں، درحقیقت یہ غزل ع اور م دونوں میں موجود
ہے اور ق کے مرتبین کے دونوں مذکورہ قیاس درست اطلاع فراہم
نہیں کر رہے۔ ۱۲۔ واللہ اعلم۔

دل بتوں سے کوئی لگا دیکھے — اُس[1] خدائی کا تب مزا دیکھے
کس طرح مارتے ہیں عاشق کو — ایک دن کوئی مار کھا دیکھے
راہ میں کل آ[2] سے جو گھیر لیا — یعنی آ[3] نکھیں ذرا ملا دیکھے
مجھ سے شرما کے بولتا ہے کیا — اور جو کوئی آشنا دیکھے

اپنی[4] اس کو خبر نہیں واللہ
سوز کو کوئی جا کے کیا دیکھے

---

[1] ع — اپنی ہستی کا
ش — اس جدائی کا
ن — اپنے جینے کا
[2] ش ل — کل جو اس کو
ا — اس نے
[3] ن — میں نے
[4] ع — اپنے تن کی اسے خبر ہی نہیں
ل — اتنی اس کو خبر نہیں واللہ

اگر خضر ایک باری آن کر تیری گلی دیکھے
میں جی بازی لگاتا ہوں جو رہ آتش آن جی دیکھے[1]

جگر سے آہ کو کس واسطے باہر نہیں کرتا
مبادا تیری صورت نقش باندھے اور کوئی دیکھے

قیامت تک زمیں سے گل نہ نکلیں خندہ رو باہر[2]
اگر باد صبا تیرا تبسم یا ہنسی دیکھے

شرابیں تو بہت پیتا ہے شیرازی و تاتاری
کوئی کہیو میاں سے خونِ دل میرا بھی پی دیکھے

خدا کے واسطے دیکھو مجھے آنکھیں دکھاتا ہے
[3]تلے کر دیدے اپنے ناصح مردود جی دیکھے

خدا ہی کی قسم ہے دھجیاں کرکر اڑا دوں گا
بھلا ناصح سے یہ کہدو[4] گریباں اپنا سی[5] دیکھے

یقیں تو جانیو عاشق کا چہرہ زرد ہوتا ہے
صبا تو سوز سے کہیو کہ پیارے آرسی دیکھے

---

۱ ا ہی
۲ ش ن ک تیرے
 ل تیرے تبسم کی یا ہنسی
۳ ن نیچے کر اپنی آنکھیں
۴ ا ک کہدے
۵ ل اب کے

شکرِ حق چھپ چھپ کے[1] تم بھی اب کہیں جانے لگے
گالیاں دیتے تھے[2] ہم کو آپ بھی کھانے لگے

مجھ کو کہتے تھے کہ دور ہو بے وفا چل بھاگ جا
بے وفا اپنے تئیں سن سن سرک[3] جانے لگے

بات ہم کرتے[4] تو کہتے تھے کہ بس غوغا نہ کر
ایسی باتوں پر بھلا کیوں جھڑکیاں کھانے لگے

یا ہمارے[5] آہ بھرنے پر اٹھاتے تھے جریب
یا تو اپنی بات[6] پر اب ٹھوکریں کھانے لگے

میرے[7] غش کو دیکھ کر کہتے[8] تھے سارے مکر ہیں،
کیوں کسی کے سامنے اب[9] آپ غش کھانے لگے

یا تو لے لے دوڑتے تھے میرے اوپر تیغ و تیر
یا کسی کے تیرِ مژگاں آپ تم کھانے لگے

جس طرح دیوار و در سے ہم نے ٹکرایا تھا سر
آپ بھی دیوار و در سے سر کو ٹکرانے لگے

یا نہ لیتے تھے کسی کے[10] دل کا ہدیہ ناز سے
یا تو دل[11] اب ہاتھ پر رکھ رکھ کے لیجانے لگے

یا تو میری عرض پر کہتے تھے مت پھسلائیے[12]
یا تو سو سو مکر سے[13] اب آپ پھسلانے لگے

[14]

اپنے ہاتھوں سوز نے جیسا کیا پایا میاں
سوز سے جیسا کیا تھا تم بھی اب پانے لگے

۱ ل — بارے آپ بھی

۲ ش — مجھ کو

۳ ا،ک — پھر اک

۴ ل — کہتے تو کرتے بس (زائد)

۵ ش،ل — یا بات کہنے پر اٹھاتے

ا — یا ہمارے کہنے پر " (زائد)

۶ ن — یا تو اپنی بات پر کیوں

ل — " " کراب

ش — " اتنی " پراب

۷ ش — عشق

۸ ا،ک — ہیں

۹ ن،ش،ل — تم

ا — تیر نگاں آپ تم کھانے لگے

۱۰ ک — کسی کا

۱۱ ل — یا توقف اب ہاتھ

۱۲ ش،ل — مجھے

ن — ہمیں

۱۳ ل — بہلانے

۱۴ ش — جب آ گیا

ل — میں جیسا کیا (زائد)

زلف کو شانہ نہ کر بال پریشاں ہوں گے
دل وابستہ[1] بہت بے سروساماں ہوں گے

کس طرح چاک کروں ہائے گریبانِ قبا[2]
زخم پنہانِ جگر سب میں نمایاں ہوں گے

تجھ کو معلوم نہیں داغ مرے دل کے میاں
تب ہی جانے گا جو[3] یہ رشک چراغاں ہوں گے

مت رلا مجھ کو تو کہتا ہوں میں ہوگا[4] طوفاں
ٹک ابھی یار مرے[5] چشم جو گریاں ہوں گے

عمر گزری نہ ہوا ہم کو بتوں سے حاصل
سوز ہم جا کے کہیں اب تو مسلماں ہوں گے

---

[1] ش، ل پابستہ
ک " ثویہ مشب (کذا)
[2] ن اپنا
[3] م، ش، ک، ل کہ
[4] ن طوفاں ہوگا
[5] ل مری چشم ابھی یار

ہم دور سے اے یارو گر[1] تم کو دکھا دیں گے
گر اس سے ملا دو گے[2] ہم تم کو دعا دیں گے

جس چیز کا مالک ہوں سب تم پہ کروں صدقے
گر جان بھی مانگو گے ہم جان بھی لا دیں گے

قربان ترے ہمدم صدقے ترے اے مونس[3]
اپنی تو زباں[4] سے کہہ ہاں تجھ کو دکھا دیں گے

ہر روز[5] کے ملنے کے مانع ہے تو یہ سن لے
سجدوں سے ترے در کا ہم خاک اڑا دیں گے

اس شہر[6] کے ساکن مل سمجھا[7] بھی اسے ورنہ
اک آہ کے شعلے[8] سے ہم آگ لگا دیں گے

کہہ دیجیو قاتل سے خطرہ نہ کرے دل میں
قبضے[9] کو ترے پیار سے دبکا کے دبا دیں گے

گر قتل[10] کیا تم نے گل سوز کو کیا غم ہے
ہم نام ترا[11] لے کر پھر اس کو جلا دیں گے

یہ غزل ن اور آ میں ردیف ے کے علاوہ ردیف الف میں بھی درج ہے اور یہاں اس کا ردیف و قافیہ دکھا دوں گا دعا دوں گا وغیرہ ہے ن بشمار ۲۱۶ صفحہ ۷۶ آ صفحہ ۷۷

[1] ع گل اس کو جتا دیں گے

[2] ح، خ، ی، ب تو اس سے ملا دو گے تو جی سے دعا دیں گے
ع گر ہم سے " ہم تم کو " "

[3] ع ملکڑے کے

[4] ع تو اپنی زباں سے دے

[5] ع گر روز کے ملنے کے مانع ہو تو یہ سن لو

[6] ن سب

[7] ع سمجھا دیں

[8] شعلہ

[9] ع: یہ مصرعہ باین صورت مقطعے سے جاملا ہے: قبضہ کو ترے پیارے دبکا کے دبا دیں گے

[10] ی، ع گو

[11] ن نا تو
ب نا توں

ہم جس کی طرف نظر کریں گے ۔ وہ خاک بھی ہو تو زر کریں گے

دل دینے میں غیر[۱] تجھ کو ظالم ۔ میرا سا کہاں[۲] جگر کریں گے

وہ کب[۳] ترے کشتِ عشق پر ابر ۔ جو کام یہ چشمِ تر کریں گے

ہم غیر از مرغِ روح اپنے ۔ کس کے تئیں نامہ بر کریں گے

جب جائیں گے یاں سے اس جہاں کو ۔ پھر کاہے کو منہ ادھر کریں گے

مسجد[۴] کے نہ ہوں گے ساکن اے شیخ[۵] ۔ ہم گھر میں خدا کے گھر کریں گے

تیغ آگے جو یار کھینچے اے سوز
تو سینے[۶] کو ہم سپر کریں گے

---

۱ ل — صبر

۲ ش، ن، ک، ل — کوئی

۳ ع — کیا کر سکے

۴ ش — کے نہ ہوئیں

ل — ونہ ہو دیں

ن — میں نہ ہوں گے

۵ ا — یاں

۶ ش، ل — سینے ہی کو

ا — سینے کو

ک — تو سینہ کو

گردشِ مہوشؔ جو[1] پنکھا نے کو گھر چھیڑیں[2] گے
اے صدف پہلے وہ تیرا ہی جگر چھیڑیں گے

ماہ رویوں کے مقابل تو نہ ہوا اے خورشید
ورنہ تجھ کو بھی وہ جوں شق قمر چھیڑیں گے

جو کوئی عاشق ہوا ہوا[3] ہے[4] تاخیر
زکریا کی طرح تا بہ کمر[5] چھیڑیں گے

دل کی بے تابی تو تھمتی ہی نہیں اب ناچار
اپنے پہلو ہی کو ہم لے کے تبر چھیڑیں گے

قتل دل ہووے گا زینت کے لیے محبوباں[6]
اڑہ شانہ سے زلفوں کو اگر چھیڑیں گے

گو نمٹ کر زور کیا تو بھی نہ ٹوٹا پا پٹر[7]
اس[8] بچے ڈنڈ پہ کہتے ہیں سپر چھیڑیں گے

کیا ہی[9] بے دید ہیں محبوب جہاں کے اے شوز[10]
اوبدا مجھ ہی سے ہر بار نظر چھیڑیں گے

---

[1] ش جو نہیں لے کو (کذا)
[2] ش تمام غزل کی ردیف چھیڑیں گے
[3] ا ک ہے

---

۴ ش، ک	یہ تاخیر
ا	یہ ناچیز
۵ ش	طرح سے (کذا)
۶ ا	اڑہ شانے سے جو زلفوں کے اگر
ک	" شانہ " " "
ل	" " سے زلفوں کے اگر
۷ ان	گونتھو
۸ ن	بجھا ڈنڈ سے تو آپ سپر چیریں گے
ک	" " " شپیر " "
ش	بیجے " " " سپر " "
۹ ش	ہیں بلا بد ہیں (کذا)
۱۰ ا	سارے

ترے مکھڑے کے جلوے[1] گو کہ آنکھوں سے نہاں ہیں گے
بہ پیشِ چشم[2] دل پر ایک دم پیارے عیاں ہیں گے

بنی ہے[3] خاک سے خلقت تری اے مہروش جب سے
زمیں کے گرد روز و شب تصدق آسماں ہیں گے

ہوئی مدت کہ گزرا مرتبہ[4] اشکوں سے رونے کا
یہ چشم اب شام[5] سے تا صبح ظالم خوں فشاں ہیں گے

سمجھ مت[6] سہل تو ہرگز ہمارے آہ و نالے کو
نپٹ بے طرح اے غافل یہ تیرِ بے کماں ہیں گے

بظاہر داغ سینے پر ترے ہاتھوں سے[7] چھوٹے ہیں
درچند ان سے وہ ہوں گے دل پہ[8] جو میرے نہاں ہیں گے

کریں کس[9] طرح ہم باور تمہارے جھوٹے وعدوں کو
کہ اک مدت سے ہم دل کے تمہارے رازداں ہیں گے

غنیمت بوجھ ثواب سوز کے ملنے کو اے ناداں
یقیں یہ جان لے اس طرح کے بندے کہاں ہیں گے ؟

---

[1] ک جلوہ
[2] ا نہ دیش چشم دل پر ایک دم عیاں ہیں گے (کذا)
[3] ا یہی (ہوئی) ہے (کذا)

←

بخدا جتنے کہ دنیا میں یہ گل رو ہیں گے
دیکھنے[1] کو تو بہت خوب یہ بد خو ہیں گے

سامنے ہوتے ہی لیتے ہیں دل و جاں[2] یہ لوٹ
اب[3] میں سمجھا ہوں کہ یہ مغبچے جادو ہیں گے

سوختے[4] کی تو یہ بو سونگھ کے کرتے ہیں رم
فی الحقیقت میں یہ انساں نہیں آہو ہیں گے

سوز شنے[5] سے نکل جلد میں کہتا ہوں تجھے
یاں کے جتنے بھلے مانس ہیں جفا[6] جو ہیں گے

یہ مسلماں کو کہتے ہیں کہ کافر ہیں آہ
ان کو[7] پوچھو تو یہودی ہیں کہ ہندو ہیں گے

---

[1] ا: کے
ن: میں
[2] ش ن آک: کو
[3] ن: راست کہتے ہیں کہ
[4] ن: سوختہ کے
ا: شوخی کی
[5] ا ول: پٹنے
[6] ک: خفا
[7] ن: سے

خالی زباں سے اے ستم ایجاد جائیں گے
ہم دل میں تیری چاہ[1] کی لے یاد جائیں گے

تقصیر ہے وفا کی جفا کا نہیں گلہ
کس منہ سے کرنے[2] ہم کہیں فریاد جائیں گے

گر ہم نے آ کے تختِ سلیماں کیا حصول
اک[3] روز اس جہان سے برباد جائیں گے

اسباب تو شتاب جوانی کا لد گیا
پیری کا کچھ ہے بار سو اب لاد جائیں گے

گر[4] چھل سے زندگی کے تعلق کو دل کے قطع
جوں سرو اس چمن سے ہم آزاد جائیں گے

کھینچا ورق پہ دل کے ترا حسن ہم نے یار[5]
ہرگز نہ کرنے منتِ بہزاد جائیں گے

شاداں رہیں گے اور تمھارے تو ہم نشیں
گو ہم تمھاری[6] بزم سے ناشاد جائیں گے

ہے[7] بے اثر قفس میں جو فریاد ہم صفیر
ہم نالے کرتے خانۂ صیاد جائیں گے

تلقیں نہ کر سکا ہمیں ایمانِ شیخ شہر
اب سیکھنے کو سوزشِ[8] الحاد جائیں گے

اختلافات ←

۱ ن، س، ل — جور

۲ ن — کرتے

۳ ش، ر — یک

۴ ش — نیل (کذا)

۵ ل — ناز

۶ ن — تمھارے

۷ ک، ا، ش — ہم

۸ ش — سے

شمع نمط جل بجھ کے مر جائیں گے ۔ ساتھ لیے داغِ جگر جائیں گے

اپنی[1] تو بالیں سے نہ گزرے گا تو ۔ جان سے ہم اپنی گزر جائیں گے

بھائی کہتا ہے تمھیں میر سوز ۔ جائیں گے پردے کے خبر جائیں گے

---

[1] ع نہ

جو بھی غم ہے سے توسن[1] لجوکر ہم مر جائیں گے
پر میاں غم دیکھیے[2] اس کو سے کس گھر جائیں گے

طفل اشکوں سے بہت رکھتا تھا میں چشم[3] امید
یہ[4] نہ جانا تھا کہ یوں[5] مجھ کو رلا کر جائیں گے

صبر و طاقت کو میں سمجھا تھا کہ رہیں جی کے رفیق[6]
یہ نہ[7] تھی امید جو دامن چھڑا کر جائیں گے

دل جگر تو میں[8] کلیجے سے بھی رکھتا تھا عزیز
یہ نہ تھا خاطر میں جو مجھ کو[9] خفا کر جائیں گے

یہ حواسِ خمسہ جن[10] سے تھی سلامت زندگی
کب یہ خطرہ تھا کہ پنجہ آزما کر جائیں گے

میں[11] یہ کہتا تھا کہ ہیں دل کے رفیق[12] اب دردوسوز[13]
کب توقع تھی کہ کونے میں بٹھا کر جائیں گے

---

۱ ا — کرسن لجوکر
ش — توسن پہ
۲ ش ت ل — خوں سے
اک — خو سے
۳ ل — سوا
۴ ش ت ل — یوں
۵ ا — یہ
۶ ک ت ل — جن کے
۷ ش — نہیں
۸ ن — کو
۹ ن — ایسی جفا
۱۰ ش ک ا ل — جن کے زور سے انسان ہے
۱۱ ن — گھر آ کے
۱۲ ل
۱۳ ک — دردسوز

★

آجا مرے منتوں[1] کے پالے | اے[2] پیارے جھنڈولے بالوں والے
تو سامنے میرے اٹھ گیا ہائے | میں مر نہ گیا تری بلا لے
تاریک ہوا جہان تجھ بن | اے میرے اندھیرے کے اجالے
سر سے پاؤں تلک[3] لگی آگ | بھنکتا[4] ہوں آن کر بجھا[5] لے
وہ شرم سے تیرا مسکرانا | اے پتلے[6] پتلے ہونٹوں والے
دل چاہتا ہے[7] کہ پھر بھی دیکھوں | اک آن تو پھر[8] مجھے دکھا لے
یا آن کے پاس[9] بیٹھ میرے | یا پاس[10] اپنے مجھے بلا[11] لے
تم[12] تو جنت سدھارے اچھا | دوزخ کے ہمیں[13] کیا حوالے

اے[14] میرے مسیح، میرے[15] مہدی
میاں[16] مرتا ہے سوز جا جلا لے

★ زمانۂ تخلیق:۔ اندازاً ۱۲۰۴ھ/ ۹۰—۱۷۸۹ء

یہ غزل سوز کے جواں مرگ بیٹے میر مہدی داغ کا مرثیہ ہے۔ میر مہدی کی جدائی کا ذکر سوز کی بعض دوسری غزلوں میں بھی ہے۔ مثلاً یہ غزل:۔

(i)۔ آہ اپنے دوست پیارے مر گئے | خاک میرے منہ میں اپنے گھر گئے

ایک غزل کا مقطع

(ii) کہاں مجنوں کدھر لیلیٰ یہ افسانے ہیں اے یارو | جہاں میں ان دنوں میں سوز اور مہدی کی شہرت ہے

یہ متفرق اشعار

(iii) اے خضر یہ خجستہ بنا نا ذرا مجھے | ہے راہ کونسی مرے مہدی کے گاؤں کی
(iv) کوئی پوچھے تو کیا بتاؤں اس کو | کس منہ سے کہوں کہ میر مہدی مر گئے

←

(۷) ہوئے ایسے ہو تم نظروں سے اب بابا کی گم مہدی   مبارکباد کو میں عید کی آسے نہ تم مہدی

۱ ش   مینو (کذا)

۲ ن   اور میرے

سعادت خاں ناصر نے یہ شعر مختلف ترتیب سے لکھا ہے

اے میرے جھنڈولے بالوں والے   آجا مری منتوں کے پالے

خوش معرکۂ زیبا ج اول ص ۲۲۱ ، مرتبہ مشفق خواجہ

(لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء)

۳ ش   تک لگی دول

م ، ک   تلک " "

ن   تک لگی آگ

۴ ن ، ک   جھلکتا ہیروں میں

۵ ن   بچالے

۶ ن ، ش   پتلے پتلے

۷ ن   جاتا ہے پھر بھی

۸ ش   یہ

۹ ن ، ش   بیٹھو پاس

۱۰ م   تو اپنے (کذا)

۱۱ ش   سنبھالے

۱۲ م ش ک ل   تم جنت کو سدھارے

←

م۔ک — تم تو جنت کو سدھارے

۱۳ ن — کیا ہمیں

۱۴ ش — آ

۱۵ ن۔ش — میر مہدی

۱۶ م۔ک — میاں مرتا ہے کیا جلا لے

ش — میاں مرتا ہوں ذرا جلا لے

ٹک اس طرف تو دیکھو او نیچی نگاہ والے
مرتے ہیں اس ادا پر بانکے[1] کلاہ والے

میں اپنے ہونٹ دونوں یوں غنچہ ساں دکھائے
بولا یہ ہم نشیں سے کیا خوب واہ والے

۱؎ نس: اس ادا پر بانکی نگاہ والے

او رات کو[1] چھپ کے جانے والے
مکھڑا[2] تو مجھے ذرا دکھا لے

جانے پاؤ گے اب کدھر تم
دیتے تھے روز ٹالے بالے

کیا قد کاڑھا ہے چشم بد دور
آ قد سے قد تو ٹک[3] نبا لے

میاں پاس کھڑا ہو خوف مت کر
مونڈھا[4] مونڈھے سے ہاں ملا لے

قدیں تو ہمیں بلند نکلے،
سینہ سینا بھی[5] لے لگا لے

چوڑائی ہماری ہی رہی ہاں[6]،
لے جیب سے جیب تو بھڑا[7] لے

دیکھی نہ زبان درازی میری
جُل کھا گیا تو نہ بھولے بھالے

مت مانیو پھر کہا کسی کا
گھر[8] جا اللہ کے حوالے

---

[1] ش: رات کے
[2] " " : تجھے (ذرا)
ن، ک: " : کے اٹھو کے
[2] ش، ک، ا، ن: اپنا مجھے دکھا لے
[3] ش، ل: ملا لے
ک: میا لے
[4] ش، ک، ا، ل: مونڈھا مونڈھا ذرا بھڑا لے
[5] ل: تو
ن: آ
[6] ش، ک، ل: یہاں
[7] ک، ا، ش: لڑا لے
[8] ش: لکھو

مر گئے بلبل چمن میں سایۂ گل کے تلے
برگِ گل بچھواتیو مرقد میں بلبل کے تلے

میرے دل کی بے قراری کو وہی سمجھے گا ہاں!
ایک دم بیٹھا جو ہو تیغِ تغافل کے تلے

اژدہے کا ایک مَن ہوتا ہے جانے ہے کہ جو
لا کھو مَن ہیں[1] دیکھو افعیِ کاکل کے تلے

اب بچھالو چاندنی قالین نمد جو جی میں ہو
خار ہی کا بسترا ہے عاقبت گُل کے تلے

میکدے کے مغبچوں کو یہ وصیّت[2] ہے سنو
گاڑ دیجو نعش کو میری خُمِ مُل کے تلے

کوئی صاحب دل مرا یا سوزِ دنیا سے اٹھا
شورِ محشر ہو گیا خاموش اس غل[3] کے تلے

۱۔ ع میں
۲۔ ع نصیحت
۳۔ ن گُل

تو بہ نشے میں دیکھو مجھے یار[1] کر چلے / مستی سے میری آپ کو ہشیار کر چلے

پوجے صنم کو کیونکے[2] تجھے دیکھ برہمن / مومن خداپرستی سے انکار کر چلے

تم نے اگر ہمیں نہ خریدا تو کیا ہوا، / ہم آپ کی[3] تو گرمی بازار کر چلے

بسمل ہوئے تھے تڑپے جو ذرّا تو کیا ہوا / کوچے کو تیرے دیکھو تو گلزار کر چلے[4]

لے اب تو خوش ہو آکر سر اپنا کٹا کے ہم / سب قاتلوں میں تجھ کو نمودار کر چلے

نظروں میں تیری ہم ہی[5] کھٹکتے تھے باغباں / خوش ہو کہ تیرے باغ کو بے خار کر چلے

بت ہو گیا ہے دیکھ کے جلوہ ہر ایک شخص[6] / مسجد کو دیر[7] آکے تم اے یار[8] کر چلے

صبر و قرار و دین و دل و نقد و جنس اب / برباد تیرے کوچے میں یکبار کر چلے

مشہور عاشقی میں تو ہم تھے بڑے ہی سوز[9]
ہر ہر طرح سے آپ کو یاں خوار کر چلے

---

[1] ا، ک — مار

[2] ل — کیونکر

[3] ش، ا، ک، ل — کو

[4] ن میں یہاں پر غزل ختم کر دی گئی ہے اور اگلے شعر: "لے اب تو خوش ہوا — الخ" سے بغیر مطلعے کے نئی غزل شمار کی گئی ہے۔ ۱۲

[5] ک، ن — تو
ا — ہم کھٹکتے تھے باغباں (کذا)

[6] ش، ا — شیخ

[7] ل — دہر

[8] ن — اے یار

[9] ش، ل — ہرے سے

نہ در[۱] سے ترے، ہم سفر کر چلے — میاں جان سے لے ہم تو مر کر چلے

تمنا سے[۲] خالی نہ دل کو کیا — ترے در سے ہم آہ بھر کر چلے

ملے گا نہ ہم سا کوئی پھر تجھے — خبردار رہ ہم خبر کر چلے

جگر میں لگی آگ اٹھا دو چند — یہ نالے[۳] تو اٹھا اثر کر چلے

نہ آؤگے دیکھیں بھلا کب تلک — مرے[۴] آنکھوں میں اب تو گھر کر چلے

چلے[۵] تم ثواب بہ کے اے چشم تر — مرے اشک کو دربدر کر چلے

در میکدہ سے سنا تو نے سوز

زلب اپنے ہم آ کے تر کر چلے

---

۱ ا، ش، ک، ل — گھر

۲ ا — تمنا سے خالی دل کو کیا (ل، ا)

ک — وسال (؟)

۳ ل — پانی

۴ ن — مرے دل میں تم اب تو

۵ ل — ہم ثواب بہہ کے اب چشم سے

ش — " " اے چشم تر

[متن میں مندرج صورت م، ن اور ک کی ہے لیکن شعر صاف نہیں]

بیٹھنے پائے نہ آتا ہوں ابھی کہہ کر چلے | میں تمہاری زرگری سمجھا، بلے آغا بلے [1]

یعنی یوں تو یہ نہیں مرتا ہے تیغِ انتظار | ایسی ہی ماروں کہ سر سے صاف اترے تا گلے [2]

دست و پا یاری نہ دیتے ہوں جسے ہجراں میں | کون پھر ایسا کہ محبوب کے کس پہ جس کا جی بس چلے

اب نہیں امید غیر از ذاتِ حق اے ہمدمو! | صبر و طاقت آشنا تھے سو بھی گھبرا کر ٹلے

تو چلا دامن جھٹکا کر یہ تصور میں ترے | ہم بھی رو دیں گے کسی گلبن کے لگ لگ کر گلے

کون سے دن خوش کیا مجھ کو بلا سے جان ہے | دل کو لے جانا ہے لے جاؤ کہیں آفت ٹلے

پاس بیٹھے دل کو آتے میں چرا کر لے چلے | دیکھنے میں ہو تو بھولے پر بڑے ہی من چلے

سوز کے حاضر تھے ہم اے دردِ شوخ قتل (ذبح) وقت

دم نہ مارا سچ ہے ایسا ناتواں کیونکر ہلے

۱؎ ن: جس کہنے جاتے ہو تم سمجھا بلے آغا بلے

۲؎ ن میں اس کے بعد یہ شعر درج ہے اور ان دونوں کو قطعہ بند بھی ظاہر کیا گیا ہے (؟)

کیوں سوز کس ستم گر سے مجھے پالا پڑا | کوئی تو انصاف دے ایسے سے کس کا بس چلے

جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش و پس چلے
دنیا عجب سرا ہے جہاں آ[1] کے بس چلے

کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے[2]
ہم تو چمن کو چھوڑ کے[3] سوے قفس چلے

اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ
جمعیت دلی پہ تری پھول ہنس چلے

تیرے سخن کو میں بسر و چشم ناصحا
مانوں[4] ہزار بار اگر دل پہ بس چلے

نکلا جو دل سے نالہ تو سینے سے دوڑے اشک
شن[5] مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

صیاد کچھ[6] اب تو قفس سے رہا ہمیں
ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے

کام اس گلی میں سر سے گزرنا ہے[7] سوز کا
کیا تاب یک قدم جو ادھر بو الہوس چلے[8]

---

[1] ش — آ سے
[2] ک، اش — کو
[3] ل — کو
[4] ک — مانو
[5] ش — بس
[6] ش، ل، ک — کیجے
[7] ش — گزرتا
[8] ل — اگر

جب اس چمن سے چھوڑ کے[1] ہم آشیاں چلے
اک[2] ہم صفیر نے بھی نہ پوچھا کہاں چلے؟

منہ کیا ہے باغباں کا[3] جو ہم سے وہ کچھ کہے
جوں گل ہم اس کے باغ[4] سے دامن فشاں چلے

مانع[5] ہماری آہ سے رہنا نہیں ہے خوب
گر خوف ایسے تیر سے جو بے کماں سے چلے

جانے کو اپنے گھر تو کہے تھا تو اور ہم
دنیا سے تیرے جور کے ہاتھوں اے میاں چلے

سینہ مفارقت سے ہوا[6] رفتگاں کی داغ
آتش نشاں رہے ہے کہ[7] جب کارواں سے چلے

دنیا کی بات کی ہے کتر بیونت اس کو یاد
مقراض کی طرح سے کہ جس کی زباں سے چلے

راہِ عدم کبھی زور ہے اے سوز جس کے بیچ
جس طرح پیر جائے[8] ہے وہیں جواں سے چلے

○

۱؎ ن کر
۲؎ ش، ک، ن ٹک
۳؎ ش، ک، ل کے
۴؎ ک، اش میں

←

ل باغباں

ھ ل یاد سے رہتا نہیں ہے حرف

ا آہ " " " "

ے ش ل نہ ہو رفتگاں کی

ا موافقت نہ ہو رفتگاں کی

ک " " نہ ہوا "

ے ش ن آتش فشاں

ے ل جا ہے

بیمار کی آج اپنے سرِ شام خبر لے | اس رات خدائی[۱] ہو جو ظالم وہ سحر لے

پیغمبرِ حسن[۲] آ کے تجھے بولیں گے عشاق | قرآں کی صورت جو خدا اس[۳] مکھ پہ اتر لے

ہے تنگ زمانے میں بہت عمر کا عرصہ | اس میں عمل نیک کیا چاہے تو کر لے

دکھ دے نہ کسی دل کے تئیں باغِ جہاں میں | گر نخلِ حیات اپنے سے چاہے[۴] کہ ثمر لے

خاک اس کی نظر[۱۴] پر جو کوئی جوہری اے شوخ | آگے لب[۵] و دنداں کے ترے لعل و گہر لے

جوں خضر ہوس عمرِ ابد کی نہیں مجھ کو | اس دم کی تمنا ہے جو تجھ پاس گزر لے

دیکھ اس کو اکیلا جو کیا عرضِ تمنا | بولا کہ تجھے فکر ہے جا اپنی خبر لے

پوچھا جو[۶] میں یہ سوز سے ہاتھ اس کے لگے[۷] گا

اتنا ہی[۸] کہا بھر کے دمِ سرد ' اگر لے

---

۱ ش: اخدا ہی ہو تو
ل: خدائی ہو تو
و: ظالم یہ
ک: خدائی ہو ظالم (کذا)

۲ ک: لعرجس (کذا)

۳ ن، ا: منہ

۴ ک: تو ر
۱۴ ا: پرکھ

۵ ل: لب دنداں

۶ و، د: جو پیر میں

۷ س: بلکے جان
ش، د، حسرت، ل: لگے گا

۸ س: دیتا ہے
ل: اتنا ہی

جاتا ہے کدھر جان تو اب تیغ و سپر لے
دل تجھ کو ہے درکار تو لایا[1] ہوں ادھر لے
اے مرگ کٹے سر تو چلوں ساتھ میں تیرے
ٹک رہ کہ تو یہ بوجھ مرے سر سے اتر لے
یہ دل ترے دیدار کو آیا ہے[2] میری جان
اتنا تو کھڑا رہ کہ ترے روبرو مر لے
عاشق کو فراموش نہ کر اتنا اے ظالم
مرتے ہیں تغافل سے ترے آ[3] کے خبر لے

اس گلشنِ[4] دنیا میں ثمر ہے یہی اے سوز
جاتا ہے[5] تو لختِ جگر اب گود میں بھر لے

---

۱ ن — لاتا
۲ ن۔ ل — تھا
م — دیدار کو آیا نہ مری جان (کذا)
تراء ٭ ٭ ٭ ٭ ٭
۳ ل، س، م، ک — اب تو
۴ ن — کا
۵ ن — جاتا تو ہے

نہ نکلے چرخ پر خورشید گر وہ خود نما نکلے
کہاں منہ اس نے پایا جو مقابل اس کے آ نکلے

تجھے کہتا ہوں[1] اے جرّاح سیجو ہاتھ رکھ کر تو
مبادا زخم کاری ہیں، کہیں ان سے ہوا نکلے

ستم جتنا کیا ہے سنگدل[2] نے کیا کہوں تم سے
کیا ہے قتل جن جن کو وہ سارے آشنا نکلے

غریبوں پر نہ کیجے جور، کچھ خوفِ خدا بھی ہے
مجھے ڈر ہے کسی دل سے مبادا بد دعا نکلے

نہ بیٹھے شیخ کے ہمسائے[3] کتّا بھی اگر اس کے
پرِ سرخاب کی جاگہ کہیں بالِ ہما نکلے

نہ اس کے ہاتھ تھے [نے] پاؤں تھے[4] [نے][5] سر تھا ایا رو
پڑا تھا سوز کا لاشا اُدھر کر رحم جو جا نکلے

---

[1] ک: میں اے چرخ سیجو ہاتھ رکھ کر تو
ن: سمجھ کر ہاتھ رکھیو تو
[2] ن: زخمِ دل
[3] ن، ا: ہمسایہ
[4] ا: نہ
[5] ل: نے پاؤں ہاں منڈلا بدن کا تھا
ک: نہ " تھے "
ن: " " ہیں پتلا " [طبق م]

جس دن وہ صید افگن بہرِ شکار نکلے
ہر[1] صید اپنے دل کو لے[2] کر نثار نکلے

ہم میں تو وہ وفا ہے جو ذرہ ذرہ ہو[3] ویں
تو بھی نہ دل سے ہرگز اخلاص و پیار نکلے

دل ہے کہ آفتِ جاں[4] شعلہ ہے یا شرارہ
پہلو سے میرے یارب یہ بے قرار نکلے،

غصہ نہ کھاؤ ہر دم تم مجھ پہ شیخ صاحب!
کہہ دو[5] کہ تا تمہارے دل کا غبار نکلے،

بولے تو یہ کہ اس کے کوچے میں تو نہ جانا[6]
شاباش میاں جی اچھے تم دوستدار نکلے،

تیرِ نگاہِ یار[7] ہے تا تو ہے و لیکن،
ایسا لگا تیر جو چھاتی کے پار نکلے،

رووں نہ کس طرح سے اے سوزِ خون دل میں
آنکھوں سے اشک کب تک یوں زار زار نکلے

---

[1] ش — ہر چند
[2] کل — بہرِ شکار نکلے
[3] ش — ہوویں
[4] ش، ک، اول — آرام و صبر کھویا
[5] آ ک — کھودو
[6] ن — پھر
[7] ن — صاحب
ش، ک، اول — جانا

خونِ دل جوش کھا اُبل[1] نکلے تو مری جان کا خلل نکلے

دل سے کھدو کر آہِ سرد کے ساتھ ق ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

سر پہ کھیو کر جان[2] پیاری سے غم کی آنکھیں بچا کے ٹل[3] نکلے

یہی انصاف ہے تو سوزؔ سمیت
تیری محفل سے آج کل نکلے

---

۱ ع اگر

۲ ن جاں نثاریں

۳ ع ٹل

چمن میں کھول کر بندِ قبا گر[1] گلبدن نکلے
زمیں سے دیکھنے کو اس کے ہر نرگس[2] نین نکلے

ملائک شوق میں جل جائیں آکر مثلِ پروانہ،
اگر مجلس میں یک ساعت وہ شمعِ انجمن نکلے

اگر گلگشت کو وہ خسروِ شیریں ادا آوے
بجائے ہر نہال اس سرزمیں سے کوہکن نکلے

نہ ہو وے خاک جب تک جسمِ[3] عاشق اس کے کوچے میں
تو کیوں کر دل سے اس بیمار کے حبِّ وطن نکلے

اگر اس حور کی صورت نظر آ جاوے عاشق کو
بجائے اشک پھر آنکھوں سے ہو دُرِ عدن نکلے

پھنسا ہے سوز کیا[4] زلفوں میں شاید اب کے سید ھا ہو
بلا سے اب تو ان بانکوں کا یا رب بانکپن نکلے

---

[1] ن جب
[2] ک نرگس کا چمن
[3] ل چشم
[4] ا پھنسا ہے سوز کی زلفوں میں شاید اب کے سیدھا ہو
ن " " اب " شانہ ان کی سیدھا ہو
ک " " گو کیا " " شاید اب کے سیدھا ہو (کذا)
ش " " کیا " " ان کی سیدھا ہو

صنم کے ملنے کی اے محباں[1] خدا کرے کوئی راہ نکلے
نہیں تو پہلو[2] سے میرے یہ دل ستم کش داد خواہ نکلے

نہ کر تو فریاد اس کے کوچے[3] میں مان میرا کہا بھی اے دل
ابھی خرابی پڑے گی ناداں[4] اگر وہ آفت پناہ نکلے

میاں محبت کا نام مت لے تجھے محبت سے کیا ہے ناتا
بھلا دکھا دیویں گے کبھی ہم جو دل کسی کو بھی چاہ[5] نکلے

سنا تھا یار وہ دل ہے مخزن[6] ہزاروں جوہر ہیں اس کے اندر
جو ہم[7] نے اس کو چھری سے چیرا تو اس میں لاکھوں گناہ نکلے

غلط چراغاں کے سوز کو یار جلنے سے اب تیری گلی میں
یہی غرض تھی کہ تیرے منہ سے کس طرح واہ واہ نکلے

---

[1] ن — محبو

[2] ا — میرے یار وہ یہ دل ستم کش بھی داد خواہ
ل — نہیں تو پہلو سے میرے یہ دل کسی داد خواہ (کذا)
ن — یار وہ یہ دل ستم کش بھی خواہ

[3] ل — نہ کر فریاد کس کے کوچے میں مان میرا کہا اے دل (کذا)

[4] ش، ل — پیارے
ک — ساری
ا — تیری کے سارے اگر وہ آفت پناہ (کذا)

[5] ک، ا، ش — اگر ہمیں کوئی چاہ
ل — اگر وہ آفت پناہ نکلے

[6] ش، ل — ہزار

[7] ا — جو اس کو چھری سے چیرا تو اس میں لاکھوں گناہ نکلے (کذا)
ک — 〃 چھریوں سے ہم نے چیرا 〃 〃 〃

یارب مرا اس وحشت تلک جان نہ نکلے

جس وقت تلک ملنے کا ارمان نہ نکلے

مر مر کے مرے ہاتھ میں آتا ہے یہ دامن

گو جان نکل جائے پہ داماں نہ نکلے ،

مسکین اسے کہتے ہیں کہ مثلہ ہے یقینی ،

جس شخص کو تابوت کا سامان نہ نکلے

سب دل سے نکل جائے مرے دوزخ و جنت

اللہ کرے دل سے ترا دھیان نہ نکلے

تسکین رہے گی مجھے تا حشر مری جاں

دل میں سے ترے تیر کا پیکان نہ نکلے

میاں سوز مجھے تم سے یہ شکوہ ہے صد افسوس

شہروں میں پھرے گا وہ ادھر آن نہ نکلے

بکتا[1] ہوں میں اگر وہ قدردان[2] مول لے

کیا مفت[3] جنس ہے یہ سرِ جان مول لے

بازار عشق کا ہے مرے[4] ہاتھ او اے جنوں

میں بیچتا ہوں تو یہ[5] گریبان مول لے

حسرت[6] ہے غم ہے سوز ہے آہ و فغاں ہے

کچھ تو بھی اپنے[8] عشق کا سامان مول لے

میں کیا ہوں ایک[9] سوختہ مجھ سے تو سو ہزار

چاہے وہ[10] ایک آن میں سلطان مول لے

یوسف سے ہیں کروڑ[11] اسیر اس کے عقد میں

اے شام تو یہ زلفِ پریشان مول لے

آئی ہے جو چمن میں تو[12] اب مل نسیم سے

اے عندلیب غنچۂ خندان مول لے

اے[13] شوخ بے خبر[14] نہ ہو آشنا تو عشق[15] سے

دل دے کے تو بھی[16] سوز ساماں مول لے

---

[1] یہ غزل ل میں دوبار درج ہے۔ پہلے ہمارے کیے ہوئے شمار کے مطابق صفحہ ۲۹۰ پر اور پھر صفحہ ۳۲۹ پر۔ دونوں متن میں اختلافات بھی ہیں۔ ہم نے ل میں اس غزل کے پہلے اندراج کو ل-۱ اور دوسرے اندراج کو ل-۲ سے ظاہر کیا ہے۔ ۱۲

←

۲؎ م، ش، ک، ل، ا — مہربان

۳؎ ن، ل۲ — کوئی

۴؎ ن — ترے

۵؎ ل۱ — بہ گرفتار (کذا)

ن — بہ گریباں

ل۲ — تا بگریباں

۶؎ ل۲ — غم ہے الم ہے

۷؎ ن — ہے آج

۸؎ ع — آج

۹؎ ش — دیک (کذا)

۱۰؎ ا — تو

ن — تو ایک سو پہ سلیماں مول لے

ک — وہ " " "

۱۱؎ ل۱ — تیرے " "

ا — اس کے عشق "

ل۲ — ان کے دام میں

۱۲؎ ع، ل-۲ — مل کر

ن — مل اب

۱۳؎ ع، ل-۲ — اے بادشاہِ حسن بہت کام آئے گا

۱۴؎ ل-۱ — تو نہ اتنا سہم

۱۵؎ ل-۱، ش، م، ک — میں

۱۶؎ ل-۲، ع — یہ

پڑا رہنے دے ہم کو کنج میں اے باغباں سن لے
مسافر ہیں نہیں کچھ یاں ہمارا آشیاں سن لے

رسائی تجھ تلک تو ہو نہیں سکتی پئے کیا کیجے
کبھو[2] افسانہ خوانوں سے ہماری داستاں سن لے

یہ جتنے دوست کہلاتے ہیں سارے تیرے دشمن ہیں
میں تیرا دوست[3] ہوں تجھ کو جتا[4] رکھتا ہوں ہاں سن لے

یہ وہ[5] آنکھیں ہیں جن میں میری پتلی روز پھرتی ہے
سو تیرے غم سے آتی[6] ہیں یہ دائم خوں چکاں سن لے

بہت کچھ[7] گالیوں پر اب چھٹی ہے گی زباں تیری
ترے استاد سے کہہ دوں گا سب اے بدزباں سن لے

بھلا اے دل یہ شوخی تو بچائی ہے بہت تونے
مجھے ڈر ہے تری رندی مبادا[8] وہ جواں سن لے

سنے تو ہوں گے اپنی عمر میں لاکھوں ہی افسانے
کبھی اس سوز کے بھی منہ سے تو غم کا بیاں سن لے

گلوں نے نالۂ[9] بلبل پہ کیسے کان کھولے ہیں
کبھی تو بھی تو اپنے سوز[10] کی آہ و فغاں سن لے

---

۱ ل : میں
۲ ن ل : کبھی

---

۳ اکٹ	کہلاتا ہوں میری مہرباں
۴ ل	جتار کہوں
۵ اکٹ	یہ آنکھیں جس میں تیری ہنل رات دن رہتی (کذا)
ش	یہ وہ آنکھیں ہیں جس میں تیری ہنل رات رہتی
ل	" " " " پھرتی
۶ ن	رہتے
۷ کٹ	گالیاں ہیں پیر چھٹی ہے گل زباں
ا	گالیوں میں کر
۸ ا	مبادا یہ بیاں
ش ل	مہرباں
کٹ	وہ میاں
۹ ا	بلبلِ نالاں
ک	بلبل نالہ (کذا)
۱۰ ل	اب

تو مرے دل کا درد کیا جانے — اس بلا کو تری[۱] بلا جانے

وہ کہاں؟ میں کہاں؟ کہوں کس سے — دل ہی جانے ہے یا خدا جانے

دین و ایمان میں[۲] کروں قربان — آہ گر یار[۳] آشنا جانے

دل نہ ہو زلفِ یار کا قیدی — درد اپنا جو وہ سنا جانے

سوزِ عاشق[۴] اسے کہوں میں سن

اپنے غم کو جو[۵] آپ کھا جانے

---

۱ ش — مری

۲ ن — سب [مطابق ش، ن، ل، م]

۳ ن — گر مجھ کو

۴ ش — عاشقی

آک — عاشق کہوں میں سن (کذا)

۵ ا ل — جواب

نہ ہو[1] عاشق کسی کا تو وفاداری کو کیا جانے
ابھی تو آپ ہی لڑکا ہے سچ یاری کو کیا جانے

لگی بھی ہیں کسی سے اب تلک آنکھیں تری پیارے[2]
تڑپنا، لوٹنا، راتوں کی بیداری کو کیا جانے

ابھی تو آئینے میں تو نے اپنا منہ نہیں دیکھا[3]
گرفتاری کو کیا سمجھے تو خودداری کو کیا جانے

ابھی تو مشقِ خوں خواری نہیں پوری ہوئی[4] تجھ سے
یہ ننھا سا کلیجہ ترا غم خواری کو کیا جانے

عزیزو سوز کو جونکاؤ مت سوتا ہے سونے دو
ازل کے[5] جام کا مدہوش ہشیاری کو کیا جانے

---

[1] ش: نہ ہوگا — ا: نہیں

[2] ل: مرے جانی

[3] ش: ابھی تو تو نے آئینہ میں
ل: " " آئینے "
ک، ا: ابھی تو آئینہ میں

[4] ل: تو

[5] ش میں ایک قرأت "کا" حاشیے میں "کے"

اس دل کی ترے دل کو خبر ہووے[1] تو جانے
عاشق[2] کا تو عاشق جو اگر ہووے تو جانے

ہر شخص بنی نوع سے رکھتا ہے محبت
وہ[3] حور اگر جنسِ بشر ہووے تو جانے

ہر صورتِ انسان میں ہے جلوۂ یوسف
ہر[4] شیخ تجھے حسنِ نظر ہووے[5] تو جانے

بس جھوٹی مرے سر[6] کی نہ کھا ہر گھڑی سوگند
ہر شیخ[7] جو مرے سر کی قدر ہووے تو جانے

شکوہ نہ کر اے سوز عبث بے خبری کا
نالوں[8] کا ترے اس کو اثر ہووے تو جانے

---

[1] ش۔ ا۔ ل : ہووے
[2] ا : عاشق کو تو عاشق تو اگر
ش۔ ک : " " جو " کی خبر
ل : " " " " تو اگر
[3] ش۔ ل : یہ حور اگر جنسِ پری ہووے
ا۔ ک : " " " " ہووے
[4] ش۔ ک۔ ا۔ ل : اے
[5] ا : جھوٹے
[6] ا۔ ک : دل
[7] ل : ہر شیخ (کذا)
ا : پر مرتے مری قدر اگر
ک : سچ جو مرے سر کی قسم
[8] ش۔ ل : باتوں کا تری اس کو اثر
ا : نالوں کا ترے اس کو خبر

جو دل پہ ہے گزرتی اس کو خدا ہی جانے
کس سے بیان کروں میں اور ہے بھی کون مانے

اے[1] دل بہت ستاتا، جاتا[2] ہے تو نکل جا
سینہ تو پک[3] گیا بس ٹکرا نہ[4] او دوانے

صبر و شکیب و طاقت سدت[5] سے چھوڑ بھاگے
اب آپ ہو جے[6] جنبت کرتے ہو کیوں بہانے

غم کو نہ چھوڑ جانا اپنے ہی ساتھ[7] لے جا
کا[8] ہے کو چھوڑتا ہے تو میری جان کہانے

صاحب تمہاری خو کو میں خوب جانتا ہوں
اس کو فریب دو تم جو تم کو کچھ نہ جا[9]نے

اس عصر میں ہوئے ہم یہ بھی خدا کی قدرت
جس عصر میں سراسر اپنے ہوئے بگانے

نکلو بسد نعارد بھاگو ہم صبر کر رہیں گے
پھر اس طرف نہ آنا تم سوز کو ستانے

---

۱ ع بس
۲ ن جانا
۳ ش ٹوا یک گیا بس بکرایہ او دیوانے (کذا) ۴ - ع - اب
۵ - ن - ع کب کے تو ۶ ش ج ن رخصت
۷ ن ہاں ساتھ اپنے لے جا ۸ ع ہر بات میں لگے گا یہ میری جان کھانے
۹ ک مانے

جام دیتا ہے وہ[1] لیے ہی بنے — سم ہو یا امرت اب پیے ہی بنے

اے فلک زندگی سے خوش ناخوش — جوں جلاوے[2] تو دوں جیے ہی بنے

اب تو بیٹھا ہوں[3] بوسہ یا گالی — کچھ نہ کچھ اس گھڑی دیے ہی بنے

پھاڑ کر جوئے شیر[4] شیریں نے — کہا فرہاد سے پیے ہی بنے

حسن کیا ہی کام فرمانے

سوز اب عشق کو کیے ہی بنے

---

[1] ل — پیے

[2] ل — جوں جلاوے سے دوں

[3] ش — سہتا

[4] ل — شہر

* دردِ غم ایک طرف داغ[1] ہیں پنہاں کتنے
حضرتِ عشق کے ہیں[2] مجھ پہ تو احساں کتنے

گرو مردم نہ سمجھیو[3] مژۂ خوں آلود
اشک کے ساتھ نکل آتے[4] ہیں پیکاں کتنے

کیا دکھاوے ہے ترا سے لالہ یہ داغوں کی بہار
ایسے پھولے ہیں مرے دل میں گلستاں کتنے

نام ور ایک ہی ہوتا ہے زمانے میں بھلے
ہم کو گن دو تو ہوئے رستم دستاں کتنے؟

ایسے ہی حضرتِ آصف کو جو کہتے ہیں وزیر
اس تجمل[5] کے ہوئے خلق میں سلطاں کتنے؟

سیکھ کر مجھ سے مجھی کو لگے دینے اصلاح
سوز نے اب تو ہوئے صاحبِ دیواں کتنے

اس طرح سوز کو بھی لوگ کہیں ہیں شاعر
ایسے گلیوں میں دکھاؤں میں غزل خواں کتنے

---

* زمانۂ تعلیق: بعد از ۲۷ رذی قعدہ ۱۱۸۸ھ / ۲۶ رجنوری ۱۷۷۵ء

---

[1] ن: وا ہیں تو پنہاں (کذا)
ک: وا ہیں پنہاں "
[2] ک: گنتا ہوں احساں (کذا) ن: گنتا ہوں میں
[3] : یہ سمجھے مژہ خوں آلودہ
[4] ن، ک: آئے [5] ن، ک: تجمل

آدم سے لگا سوز جگر خوں ہوئے کتنے
اس لیلیٰ رو پوش کے مجنوں ہوئے کتنے

کم طالعی[1] اپنی کا نہ کیجے کبھو شکوہ
گن جاؤ[2] بھلا بخت ہمایوں ہوئے کتنے

سب صورت محسوس کے مفتوں ہوئے واسطے[3]
بتلاؤ بھلا عاشق بے چوں[4] ہوئے کتنے

وہ سرو ہے میرا چمن دہر میں موزوں
بولو تو[5] بھلا اور یہ موزوں ہوئے کتنے

مجنوں کو تمھیں دشت کا گنتے رہو سردار
میاں سوز سے آوارہ ہامون ہوئے کتنے

---

[1] ن — اپنے کا نہ کیجے کبھی
[2] ا — کس جاؤ بھلا تخت
ک — گن جاؤ بھلا تخت
[3] ک — واہ
ا — والہ (ذکرا)
[4] ک — بے خوں
[5] ا، ک — نہ

یارب اس دل کو مرے غم سے جلایا کس نے
یہ تو پنہاں تھا بھلا اس کو جتایا کس نے

یہ مزا دیکھو مجھے آپ بلا بھیجا ہے
آپ ہی کہتا ہے اسے تجھ کو بلایا کس نے

میں تو منہ سے نہیں بولا کہ ترا عاشق ہوں
یہ اچنبھا ہے اسے جا کے لگایا کس نے

غمِ دلبر سے تو مدت سے میں روٹھا تھا پر
اب یہ حیران کہ اس غم کو منایا کس نے

ہائے اٹھتے ہی سر اپنے کو ستوں سے توڑا
سوز سوتا تھا یہ سوتے کو جگایا کس نے

---

* یہ غزل ن میں ردیف ن میں درج کی گئی ہے ردیف "کس نیں"

تو جو کہتا ہے گلہ میرا کیا جس تس کنے
کب کیا،[1] کس جا کیا، کس وقت، کس دم کس کنے؟

زلف، کاکل، چشم و ابرو، سب کو دکھلا یا و لے
دل نہ الجھا ان سے، الجھایا مجھے کس کس کنے

سچ ہے جب جاتے رہے[2] آرام و صبر و عقل و ہوش
بیٹھے کس دلدار، کس غم خوار، کس مونس کنے

اب سوا تولالچی زر کا، سو یہ اللہ دے[3]
زر کہاں؟ مجھ رند مجھ قلاش، مجھ مفلس کنے؟

جرأت کہا چل سوز سے مل، طیش کھا کر بول اٹھا
جاؤں کس خاموش،[4] کس مدہوش، کس بے حس کنے

---

[1] ا-۱ کہا کس جا کہا

[2] ا-۲ جا تا رہے

[3] ا-۱ وہ

[4] ا-۱ کس مدہوش کس خاموش

آ میں یہ غزل صفحہ ۴۴۴ پر درج ہے، اور اس سے متعلق (صفحہ ۴۲۰ کے ایک حاشیے کی روشنی میں) بتایا گیا ہے کہ یہ غزل ع میں نہیں ہے (یعنی فقط م میں ہے) جبکہ یہی غزل، بہ اختلاف متن، اس سے قبل صفحہ ۳۵۶ پر بھی موجود ہے اور یہاں اس کا اندراج آ کی تدوینی روش کے مطابق م اور ع دونوں میں اس کی موجودگی کا مظہر ہے -۱۲-

حضرتِ عشق سے پھر مجھ کو پھرایا دل نے
شیر کو حور کے برقع میں چھپایا دل نے

عشق کو مفت میں بدنام کروں کیا[1] لیکن
دل نے دل نے مجھے سر پاؤں سے کھایا دل نے

نہ شرارا ہے نہ ہے[2] برق نہ یہ انگارا
جل گیا جل گیا اے وائے جلایا دل نے

کس کی فریاد کروں پاس نہیں کوئی غیر
صاحبِ داد کو پہنچو کو ستایا دل نے

کیا ہی دلسوز تھا میں اس کو نہ پوچھا[3] صد حیف
سوز کو پیار سے سینے[4] میں چھپایا دل نے

ن اور آ میں اس غزل کی ردیف "دل نیں" ہے اس لیے اسے دونوں نسخوں میں، ردیف نون میں شامل کیا گیا ہے، ہم نے چونکہ جدید روشِ املا کو اختیار کیا ہے، اس لیے یہ غزل ردیف ے میں شامل کی گئی ہے — ۱۲

[1] ا (ع) شکوۂ عشق وہ کرتا نہیں دل صاحب ہے
ا، ل کروں گا

[2] ا، یہ

[3] ا، پوچھا

[4] ا، سینے
ل میں اس غزل کے پہلے دو شعر ہیں، مصرعہ اولیٰ دل میں، مصرعہ ثانی دل نے اور مصرعہ رابع دل نیں پر ختم ہو رہا ہے۔ یہ ظاہر ہے سہوِ کاتب ہے۔ غزل کا شمار یہاں بھی ردیف ن میں کیا گیا ہے — ۱۲

مرے گھر میں الٰہی ایک شب وہ ماہتاب آوے
کرنا اس دل کو ہو[1] آرام ہمسایوں کو خواب آوے

جلا ہوں اس قدر تجھ سے کہ میرے بعد مرنے کے
اُگے گل خاک[2] سے میری تو پھر بوئے کباب آوے

جو مجھ تک بعد مرنے کے مرے آیا تو کیا حاصل
کہے جا یار سے کوئی جو آنا ہے[3] شتاب آوے

نصیحت رائگاں مت کر[4] بغیر از وصل اے ناصح
دلِ بے تاب کو میرے نہیں ممکن کہ تاب آوے

بہار ایسی ہے اب کے سال اے ساقی عجب کیا ہے
کہ جا کر میکدے سے محتسب مست شراب آوے

فرشتہ بھی ہو تو اجزائے دل درہم ہوں[5] ملا کے
جو مکتب میں سبق لینے کو وہ لے کر کتاب آوے[6]

غزل کہنے میں اب یہ مرتبہ ہے سوز کا یارو!
کہ صائب اس سے جا بخشے تو ہو کر لاجواب آوے

---

[1] ن آوے چین [بلا شبہہ دل کو چین آنا زیادہ فصیح ہے۔ لیکن یہاں یہ زمانہ بعد کی اصلاح معلوم ہوتا ہے کیونکہ م (مکتوبہ ۱۲۲۷ھ) کا متن یہی ہے اور ک اور ش بھی جن کا زمانۂ کتابت بالترتیب ۱۲۴۵ھ اور ۱۲۷۹ھ ہے اس کے حق میں نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تبدیلی سوز کی وفات ۱۲۱۳ھ (۹۹—۱۷۹۸) کے بہت بعد کی ہے۔ ۱۲۰۰ واللہ اعلم

[2] ن خار سے میرے
[3] ن جو آتا ہے
[4] ن کھو
[5] ل ہو
[6] ک لینے وہ (کذا) آوے ؟

ستم پرورد[1] دل کو ہر دم ستم ایجاد یاد آوے
چمن میں[2] بھی اگر ہوں تو وہی صیاد آوے

بہت پچھتائے گا مت کر ہمیں[3] تو ہاتھ سے اپنے
مبادا پھر تجھے دنیا[4] مری برباد یاد آوے

یہ دل اب مائلِ[5] بیداد ہے اتنا[6] کہ اس جاگہ
جہاں دم لے نہ[7] سکیے واں اسے فریاد یاد آوے

دل[8] و دیں جان و ایمان و جہاں سب اس کو بھولے ہے
جسے ہر لحظہ تُو اے خانماں برباد[9] یاد آوے

چھوا فرہاد نے اے سوز تیشہ نام لے تیرا
پڑے جب سر پہ شاگردوں کے تب استاد یاد آوے

---

[1] ش — ستم پرور دراز کو
[2] ل — چمن میں بھی ہوں تو اپنا ہمیں (ندا)
ش — " " پھر ایسا ہمیں
ا ک — گو ہوا اپنا ہمیں
[3] ش ل — اب
[4] ا ک — مزہ
ل — مرا
ش — یہ تجھے دنیا مرا
[5] ن — برباد
[6] ل — اتنا کہ ہو اس جاگہ
[7] ن — لے نہیں سکتے وہاں
[8] ا — دل و قابل جان و مال اپنا سبھی کچھ
ش ک ل — دل و دیں جان و مال "
[9] ش ل — آباد

یار[1] سے جا کہو کہ پھر آوے ‌ ‌ ‌ لے گیا دل تو جی بھی لے جاوے

بند[2] کرتا نہیں زباں ہر گز ‌ ‌ ‌ کوئی ناصح کو آ[3] کے سمجھاوے

کنجِ میخانہ جا بسے واعظ ‌ ‌ ‌ دخترِ رز کا گر مزا پاوے

کوچۂ یار میں پڑا ہے دل ‌ ‌ ‌ کوئی مجھو تک اسے اٹھا لاوے

کچھ تو بولو میاں زباں[4] سے تم

سوز بیمار ہے کہ اٹھ جاوے

۱؎ ع ‌ ‌ شوخ

۲؎ ش ‌ ‌ بُعد

۳؎ ن ‌ ‌ جا کے

۴؎ ع ‌ ‌ زباں کھولو

صورت میں اس شوخ کی پہچان اگر آوے
ہر ذرّے میں کچھ اور ہی جلوہ[1] نظر آوے

آنکھوں سے مری اشک نہیں آنے کا ناصح
آوے بھی اگر دل سے تو لخت[2] جگر آوے

میں منتظر اس وہم میں رہتا ہوں شب و روز
گو شام نہ آیا تو وہ شاید سحر آوے

پھرتا ہوں ترے واسطے میں دربدر اے یار
تجھ سے نہ ہوا یہ کہ کبھو[3] میرے گھر آوے

گویا دلِ عاشق بھی ہے اک[4] فیلِ سیہ مست
رُکتا[5] نہیں روکے سے کسی کے جدھر آوے

کہ کہہ کے دکھ اپنا میں گرا[6] آنکھ سے تیری
اتنا نہ ہوا سن کے تری چشم[7] بھر آوے

کوچے میں رقیب اس کے ترے ہاتھ[8] سے اے سوز
ایسا نہیں دیکھا[9] ہے کہ بار دگر آوے

۱۔ ش ن ک ۔ ا ل	جھمکا
۲۔ ن	قطرہ
۳۔ ن ک ش ل	کبھی
۴۔ ک ۔ ن	یک
ل	یک فیل سیہ مست
۵۔ ک	رہتا
۶۔ ک ۔ ل	ہوا
۷۔ ک ۔ ل	ذرا چشم
ا	تری آنکھ
۸۔ ن	ہاتھوں سے
۹۔ ک	دیکھا

جو دیکھے قد کو تیرے شمع پانی ہو پگھل جاوے
مجھے دیکھے اگر پروانہ اپنے جی میں جل جاوے

ہوا تو روبرو لیکن رہا محروم نظارہ [1]
نہ دی حیرت نے فرصت اشک [2] کو اتنی کہ ڈھل جاوے

سنو تو کیا یہی انصاف ہے خوباں کے مشرب میں
مجھے کہتے ہو کوچے سے مرے جلدی نکل جاوے

نصیب اپنے میاں صاحب خدا کی بات [3] ہاں سچ ہے
میں ایسا ہوں تو لے سر جاؤں بس تیرا خلل جاوے

میاں یہ سوز تھا جس نے کیا پاس ادب اتنا
وگرنہ کس کی طاقت [4] آہ روکے جی نکل جاوے

---

١ ن، ل	حسرت
٢ ش	رشک کو اپنے
ل	اشک کو اپنے کہ جل جاوے
ک، ا	" " ڈھل "
٣ ن	باتیں ہاں سچ ہیں
ش	" " ہے
ک، ل	" ہیں ہاں سچ
٤ ا	قدرت
ش	صورت
ل	قدرت آہ روکے ہے — کذا

آنکھوں کی راہ ہیری[1] یہ دل نکل نہ جاوے
ڈرتا ہوں آنسوؤں کے ہمراہ ڈھل[2] نہ جاوے

ہرگز اٹھائیو مت منہ سے نقاب اپنے
تابش سے اس کی ظالم خورشید جل نہ جاوے

آتا ہے اشک[3] تک سے کیا جانے کیا کرے گا
یہ شوخ دل کسی کا تلووں سے مل نہ جاوے

مت جام پے بہ پے دے زنہار اب تو ساقی
ڈرتا ہوں دختر رز مجلس کو چھل نہ جاوے

تیری صف مژہ سے منہ پھیر جائے رستم
پر روبرو سے اس کے یہ سوزن ٹل نہ جاوے

---

[1] ن یارب [بلا شبہہ یہاں "یارب" "ہیری" سے بہتر ہے لیکن م قدیم تر ہے اور یہاں م کے ساتھ مش ل اور ک بھی متفق ہیں]

[2] یہ ن کے مطابق ہے م میں یہاں "جل" استعمال ہوا ہے۔ ہمارے خیال میں جل چونکہ اگلے ہی شعر کا قافیہ ہے، اس سے مطلع میں اس کا اندراج سہو کاتب ہے۔ سوز نے ڈھل ہی لکھا ہوگا۔ ۱۲ ۔ واللہ اعلم

[3] ن جس

لا کو طوفاں بہ جہاں ہم کو فلک دکھلا دے
کس عاشق کے نہ آنسو کی ڈھلک دکھلا دے

شعلۂ طور ہو موسیٰ کو چراغ مضطر
عشق ذرّہ گرا سے اپنی جھلک دکھلا دے

جل رہا ہے ترے ہاتھوں سے وگرنہ کیوں بدر
شام سے داغ جگر صبح تلک دکھلا دے

کیمیا جاگنے[1] کو اس لیے سمجھا ہے شیخ
کہ خدا تا مجھے سونے کی ڈلک[2] دکھلا دے

چھوڑ افیوں کو اگر بنگ پیے تو واعظ
وہیں لے جا کے تجھے عرش تلک دکھلا دے

ترے شوریدہ کو جس دن سے[3] زمیں کو سونپا
زلزلے[4] کو ہی خدا وہ نہ ٹھلک دکھلا دے

آب ہو جاوے وہیں زہرۂ فولاد اے سوز
یار خنجر کو جو ٹک اپنی پلک دکھلا دے

---

۱ ا، ک — کیمیا جانکنی کو
۲ ن — ڈھلک
۳ ش، ا، ل — کہ
۴ ش، ک، ل — زلزلہ

وہ شوخ جو ہم سے یار ہووے[1] | تب دیکھیے کیا بہار ہووے
مے[2] پی کر اس کی دوستی کی، | کس کا قدم استوار ہووے
ساقی دے بھر کے جام دل کو، | ایسا کہ[3] نہ ہوشیار ہووے
پورا تو کھینچ کر لگا تیر، | جو دل سے وار پار ہووے
بلبل نے لگا دی آگ[4] گل کو، ق | عاشق ہے[5] نہ گو ہزار ہووے
میرے گل رو کو اس[6] نے دیکھا | اب کا ہے کو گل کی یار[7] ہووے

آئی ہے ہوا اڑی[8] چمن سے
تا سوز[9] کے وار پار ہووے

---

[1] ش: ہو ہے
[2] ش: جیتے لے کر (دیوان)
ا، ک: پی کے
[3] ش، ن، ا، ن: نہ کر
ک: نہ کوئی
[4] ل: آگ و گل
[5] ن: ہی
[6] ش: ان سے
[7] ش، ل: گل کے بار
ک: بار
[8] ل: اڑی ہوئی
[9] ن: سوز دل کے

سنو سیاں[1] آہ میں عاشق کی البتہ اثر ہووے
دعا مانگو[2] شبِ ہجراں کسی عنواں سحر ہووے

جمالِ یار ہر شے میں نظر آوے نہ[3] کیا معنی
نظر میں ہم[4] سے اعمیٰ کی جو دہ نورِ نظر ہووے

صنم کے کان تک پہنچے ہی پہنچے لاکھو صورت سے
ولیکن قطرہ ہائے اشکِ عاشق جب گہر ہووے

نہ آوے دلربا اپنی بغل میں جھوٹ کہتے ہیں
الٰہی مفلسوں کے ہاتھ میں تھوڑا سا[5] زر ہووے

خدنگِ غمزۂ دلدار ہر اک[6] پر نہیں چلتا
ولیکن سوز[7] سے عشاق[8] کا سینہ سپر ہووے

---

[1] ن۔ ع سنا ہے
[2] ن۔ ع مانگوں
[3] ش یہ
[4] ن مجھ سے اعمیٰ کے
[5] ن۔ د۔ ل میں تھوڑا اتو زر
ش ہاتھ تھوڑا تو زر (کذا)
[6] ش۔ د۔ ل یک
[7] ن۔ ع۔ ش۔ ل وسے (مطبق م)
[8] ل سا

جائے شے[1] بزم میں گو بادۂ[2] کوثر ہووے[3]
کس کو خوش[4] آوے اگر طبع مکدّر[5] ہووے

بھاگ ان بردہ فروشوں[6] سے کہاں کے بھائی
بیچ کھاتے[7] ہیں جو یوسف سا برادر ہووے

داغ ہوتا ہوں میں اس غم سے کہ یہ بھینگا[8] چاند
میرے محبوب کے ٹکڑے کے برابر ہووے

کیا ہوا جان تری عزت[9] محبوبی کو
زلف کو چھوڑ دیا تو نے کہ ابتر ہووے

تیرے ہاتھوں سے جو کچھ سوز کے دل پر گزرا
آہ میں کس سے کہوں اور کسے باور ہووے

۱ش — ہیئے (کذا)
۲ل — جامۂ کوثر
۳ک — ل — ہوے
۴ش — ل — آے
۵ن — دلدّر
۶ل — ہیعہ فروشی (کذا)
۷ن — ہیں کھائیں
۸ن — پھیکا ل — سکا (کذا)
۹ک — عزّت

اگر صندل لگاؤں سر کو دونا دردِ سر ہووے
خیالِ گُل جو لاؤں دل میں تو داغِ جگر ہووے

تجھے توفیقِ ساغر تو کہاں[1] اے شوم اے ساقی
بھلا اتنا تو[2] قطرہ دے جو کامِ تشنہ تر ہووے

میں وہ مے خوار[3] ہوں جو خاک میری سو برس پیچھے
اڑے گر آسماں پر دیدۂ خورشید تر ہووے

مجھے تو اور کچھ[4] خطرہ نہیں ہے اپنے مرنے سے
مبادا یہ محبت بعد میرے دربدر ہووے

مثالِ[5] شمع سر سے پاؤں تک یہ[6] سوز جلتا ہے
کبھی تو یہ شبِ ہجراں بھی یا مولا سحر ہووے

---

[1] م میں "اے شوم مرے ساقی" درج ہے کہ اور ل میں بھی بترمیم خفیف (میرے بجائے مرے) یہی صورت ہے۔ ن نے غالباً قیاس سے تصحیح کی: "...کی کہاں ہے اے مرے ساقی"۔ لیکن شش ترمیم کے پیش نظر نہیں اس لیے وہ مصرعے کی اصل شکل کو نہ پا سکے جس کی شش سے وضاحت ہو جاتی ہے اور ذہن اوپر مندرج صورت کو قبول کرتا ہے ۔۔ ۱۲ واللہ اعلم

[2] شش تک ۔ ل، م : بھی

[3] تک ۔ م : غم خوار

[4] ن، ل : کا

[5] ن : برنگ

[6] ل، شش : یہ

عندلیبو تمھیں گلزار مبارک ہووے
ہم کو بھی سایۂ دیوار مبارک ہووے

ہر قدم پر سرِ[1] بے تن ہے تنِ بے سر ہے
اڑ رہے تجھ کو یہ رفتار مبارک ہووے

[2] ہر گھڑی جس کی تمنا تھی تمھیں لو[3] دیکھو
انکھڑیو[4] تم کو یہ دیدار مبارک ہووے

موتی مالا کی طلب یار کو ہے تم[5] نے سنا
لوٹو[6] اے چشمِ گہر بار مبارک ہووے

تیغِ ابرو کے تلے تم ہی چھپو[7] مردمِ چشم
مجھ کو تیغِ نگہِ یار مبارک ہووے

آہ کے ساتھ چلا جاتا[8] ہے تا عرشِ بریں
میرے منصور کو یہ دار مبارک ہووے

تارتار آ کے گریباں تو کیا تھا لیکن
اب تو رونے کا لگا تار مبارک ہووے

مجھ کو طاقت دے[9] خداوند تحمل کی مدام
تجھ کو بھی خوئے[10] دل آزار مبارک ہووے

بوسۂ لب ہو رقیبوں کو مبارک پیارے
دل کو پرسشِ[11] لبِ سوفار مبارک ہووے

قیس و فرہاد ہوئے جس سے سنا تو ہو گا
سوز[12] تجھ کو بھی یہ آزار مبارک ہووے

[13] سوز کو گھیر تو لایا ہوں میں دروازے تک

قتلِ بے جرم گنہگار مبارک ہو دے

ایک ایسی ہی غزل قافیہ[14] تبدیل سے کہہ

اب کے شاید کرے تکرار مبارک ہو دے

۱	ا	تن بے سر ہے سر بے تن ہے
	ش	سر با تن ہے تن بے سر ہے
۲	ن	روز و شب جس کی تمنا تھی تمھیں
	ع	" " " ہے "
۳	ش، ک	تو
۴	ش	دیکھو تو
۵	ع	آج سنا
۶	ع	سن لو اسے
۷	ع	اے مردم
۸	ن	جا سے یہ تا عرش
۹	ش، ک، ن	خدا صبر و تحمل کی مدام
۱۰	ن	خونِ دلِ زار
	ش	تجکو بھی خونِ دل و زار (کذا)
	ک	تجکو بھی خونِ دل آزار
۱۱	م، ش، ک	بوسہ
۱۲	ش	تجھ کو بھی یہ ساماں (کذا)
۱۳	ع	ترے عاشق کو پکڑ لایا ہوں
۱۴	ن	بدلا کے کہہ

حلقۂ زلفِ گرہ گیر مبارک ہووے

لے رہے[1] دیوانے یہ زنجیر مبارک ہووے

خاک تودے کو بھلا لذتِ پیکان سے کیا،

ہدفِ دل کو ترا تیر مبارک ہووے

تا قیامت رہے صیاد ترا دام[2] آباد ،

میں تو بیلا ہی[3] ہوں نخچیر مبارک ہووے

قدمِ یار تلک پہنچوں تو پارس ہی[4] بنوں ،

اے ہوس تجھ کو اکسیر مبارک ہووے

کچھ تو تاثیر کرے دل میں صنم کے یا رب

آہ یہ نالۂ شبگیر مبارک ہووے

میں بھی کڑھتا تھا بہت ہجر میں اور جلتا تھا

اے تو دلبر سے ملا میر[6] مبارک ہووے

اس کمان دار کے ہاتھوں سے کوئی بچتا تھا

سوز لڑکانہ تجھے تیر مبارک ہووے

شادی و عیش و طرب ہووے[7] زمانے کو نصیب

سوز کو ماتمِ شبیر مبارک ہووے

---

۱ ن   اے

۲ ش   دامِ بلا

۳ـ ش ک ت — پہلائی

۴ـ ک ت — یا

۵ـ ا — رہوں

ک ت — نہوں

۶ـ پہلے سوز کا تخلص میر تھا جس کا اظہار بعض دوسرے مقامات پر بھی ہوا ہے مثلاً :-

ایک تو اور بھی غزل ایسی — پڑھیو نہ اے سوز اسے قدری میر

سن کے جینے کی خبر سوز کے بولا ظالم — کس قدر سخت ہے آخر نہ موا میر ہنوز

کرتا ہوں میں میر کہ دل کو — مجھ کو اس نام کا غرور نہیں

شب نہ مرتے ہزار حیف کہتے تھے جبکہ میر میر

اب جو کہو میر سوز یعنی سدا جلا کروں

ایک دن ایک شخص نے پوچھا — میر صاحب تمھارا یار کہاں

۷ـ ش — ہے

ع — خلق کو دے میرے خدا

بلبلو تم کو گلستان مبارک ہووے
ہم کو بھی گوشۂ زندان مبارک ہووے[2]

اب تو بوسے کے نہ لینے کو بٹھائے دربان[3][4]
سبزۂ پشت لب اے جان مبارک ہووے

اے مری خاک کہاں تک تو رہے گی پامال[5]
تجھ کو وہ گوشۂ داماں مبارک ہووے

کیوں رے دل تو بھی چلا اب سفر دور دراز
تیرا اللہ نگہبان مبارک ہووے

بارے معشوق سے عاشق کو کہائے واللہ[6]
گل کو یہ چاک گریبان مبارک ہووے

موئے سر تا بقدم خار قدم تا تارک
عاشقو یہ سر و سامان مبارک ہووے[8]

آرزو دل کی کہ کبھی اپنے گلے مجھ کو لگا[9]
سوز نکلا تو یہ ارمان مبارک ہووے[10]

اور بھی ایک غزل عید کا دن ہے کہہ ڈال
تجھ کو اے سوز یہ دیوان مبارک ہووے

قافیہ اور بدل تا نہ کسی کا ہو دخل
جلد کہہ جلد مری جان مبارک ہووے

اختلافات

١ ع مجھ کو یہ

٢ ن گوشۂ داماں

٣ ا بوسہ

ش سرا لو کو بٹھایا (کذا)

٤ ا بٹھایا

٥ ش ق ک م کیوں

٦ ن تو کہا ہے بااللہ

٧ ن بھی

٨ ع سوز تجھ کو بھی یہ ساماں

٩ ن جو تجھے اپنے گلے سے وہ لگا ہے

١٠ ا نہ

کسے[1] طاقت جو[2] اس قاتل سے جاکر ہم زباں ہووے
حواس[3] اپنے کرے گم گو کہ رستم داستاں ہووے

لگی ہے آگ یہ گلشن میں میرا جی دھڑکتا ہے
مبادا بلبل بے کس کا اس میں آشیاں ہووے

نہ سینے[4] میں کچھ اس کا کھوج پایا[5] نے بیاباں میں
بتاؤ[6] کوئی میرے دل کو اے یارو جہاں ہووے

نہ قطبیت[7] مجھے درکار ہے نے جاہِ اسکندر
الٰہی میرے اوپر وہ ستم گر مہرباں ہووے

جھجک[8] مت ذوق[9] سے کر قتل سر بندے کا حاضر ہے
یہی تھی آرزو جو تجھ کو شوقِ امتحاں ہووے

ہوا[10] میں خاک لیکن[11] راہبر پایا نہ وا حسرت
اڑا اے جا صبا یہ خاک جس جا کارواں ہووے

خدا کے واسطے غصے[12] نہ ہو نامہرباں میرے
قسم ہے سوز کے قالب میں گر دہشت سے جاں ہووے

۱۔ ن — کبھی
۲۔ ا و ک — جو اس قاتل سے آکر
۳۔ ش — کرہ " " کے " ←

←

ل	کراس فائل کے آگے
۳۔ ل	جو اس (کذا)
۴۔ ش	بستی
ک	سینہ
۵۔ ل	ناپا
۶۔ ش ق ن	بتادو
۷۔ ل	قطب (کذا)
ش	فطینت ،
ک	ذطنت ،
۸۔ ن	چمک
۹۔ ن	شوق
۱۰۔ ل	تن
۱۱۔ ن	تب بھی راہ پر آیا
۱۲۔ ن ل ن ش	غصّہ

*

سنو اے بلبلو جس جا وہ شمعِ انجمن ہووے
پر پروانہ سے وہ بزم ہیں[۱] رشکِ چمن ہووے

دہن تیرا خدا نے تنگ اس خاطر کیا پیدا
مبادا غیر سن لے بات تو جائے سخن ہووے

بھلا رے صبحِ صادق تو ہی[۲] آئی وقت مرنے کے
وگرنہ کون تھا جس کو مرا فکرِ کفن ہووے

دلا پروانہ تیرا مجھ سے بہتر کون ہووے گا
مجھے مت بھولیو جس وقت ذوقِ سوختن ہووے

کہاں شامِ غریبی[۳] سوز کسی پر مسافر کو
شکستِ رنگ[۴] رو جس شخص کو صبحِ وطن ہووے

---

۱ ا : ہیں
۲ ک : تو آئی (کذا)
۳ ء : شاعر
۴ ا : رنگ وررو

جو شخص تری تیغ سے افگار نہ ہووے
واللہ[۱] کبھی لائقِ دیدار نہ ہووے

ہر آن گرفتار رہے دام بلا کا
جو کوئی ترے غم کا گرفتار نہ ہووے

آرام ہمیں سایۂ طوبیٰ میں کہاں ہو؟
جب تک ترا سایۂ دیوار نہ ہووے

مجلس میں کبھو[۲] نام جو لیتا ہے تو اس طور
دیکھو کوئی بیٹھا پسِ دیوار نہ ہووے

آرام نہ ہووے دلِ مجروح کو آک[۳] آن
تا زخم کے لب پر لبِ سوفار نہ ہووے

اے سوز ترے دل کو جو بےتابی یہی ہے[۴]
اس دل کا تو کافر بھی خریدار نہ ہووے

---

۱ ل میں یہاں ایک دوسری غزل کا مصرعہ درج ہو گیا ہے
ع طائرِ شوق کے پر جھڑ گئے اڑتے اڑتے

۲ ش، ل | کہیں
ن، ک | کبھی

۳ ش، ل، د | ایک
ک | پر

۴ ش، ک، اول | کی

تجھے اے مہرباں یہ سوز عاشق کیا دعا دیوے
جو تیرے[1] دل میں ہو وے[2] مدّعا جلدی خدا دیوے

کوئی کہتا ہے زلفوں میں کوئی کہتا ہے کاکل میں
پھنسا ہے دل جہاں یارب کوئی مجھ کو دکھا دیوے

مسیحائی ہے میرے یار کی رفتار میں واللہ
ہزاروں گور کے سوتوں کو ٹھوکر سے جلا دیوے

بھرا ہے شیشۂ دل خون سے بدمست آتا ہے[3]
دھڑکتا ہے کلیجا خوف سے شاید بہا دیوے

ترا احسان مجھ پر حشر تک ہوگا خدا کی سوں
صبا یہ مشت پر جو تو قفس سے لے اڑا دیوے

تڑپنا ہجر میں لازم نہیں اے دل تحمّل کر
مبادا یہ خبر اس بے وفا کو کوئی جا دیوے

مجھے اے سوز سُن[4] بھاتی نہیں ہے صورت واعظ
کوئی اس وقت اس بدبخت کو یاں سے اٹھا دیوے

---

[1] ش میرے
[2] ک ہووے
[3] ل آیا
[4] ل بس

دل[1] مرا مجھ سے جو ملا دیوے　　اس کی سب آرزو خدا دیوے

میں تو قربان اس کے ہو جاؤں　　صورت اس کی کوئی دکھا دیوے

پھر جو دل دوں تو مجھ سے لیجے قسم　　پر کوئی دل تو[2] اس سے لا دیوے

عشق نے جیسا[3] غم لگایا ہے　　عشق کو کوئی غم لگا دیوے

عشق[4] نے جیسا دکھ دیا ہے مجھے　　اس[5] کی فریاد مرتضےٰ دیوے

سوز کیا بک رہا ہے بس چپ رہ

کوئی جو اس[6] کو جا سنا دیوے

---

[1] ن　دل جو میرا کوئی ملا دیوے

[2] ش، ک، ل　جو

ا　کو

[3] ش　جیسے

[4] ش، ل　درد نے جیسے دکھ دیا ہے مجھے

ک　" " جب سے " "

م　" " جیسا " " "

ع　" " " " " اسے سوز

[5] ش، ک، ل　درد کی داد مرتضیٰ دیوے

[6] ع　اس سے جا لگا دیوے

ل　جا اس کو جا سنا دیوے

ن　اس سے جو جا لگا دیوے

میں جان دے چکوں گر یار مہرباں لیوے
ولے دماغ اسے کب جو الیس جاں لیوے

قسم خدا کی[2] مثالِ حباب کھل جاوے
ہمارا غم جو کبھی سر[3] پہ آسماں لیوے

عیاں ہو جائے[4] ابھی حالِ[5] ناسق و صادق
مزا ہو یار اگر آ کے امتحاں لیوے

نذر[6] تو لے کے میں جاؤں اگر قبول کرے
مری بساط میں اک دل ہے پر کہاں لیوے

اے سوز زر کے دیئے[7] سے کوئی وہ ہوگا رام
وہ حسن نہ سمجھے اگر گنج[8] شائگاں لیوے

۱؎ ل کے کاتب کی بد احتیاطی نے غزل کی ردیف لیوے کو "ہو وے" "کھووے" "نھووے" "ہو وے" وغیرہ قوافی سے بدل دیا ہے۔ پہلا مصرعہ دوسرے شعر کے مصرعۂ اول سے مل کر ایک بالکل نئے مصرعے کا روپ اختیار کر گیا ہے ملاحظہ ہو:
قسم خدا کی اگر یار مہرباں ہووے

۲؎ ن — کر مثل حباب

۳؎ ش ق ل — سر باسماں (کذا)

۴؎ ش، ل — ہو جاوے

۵؎ ش — حالِ عاشقِ صادق
ل — خیالِ ناسق و صادق

۶؎ تسکین الاوسط سے متعلق سوز کی روش پر ہم پہلے اظہار خیال کر چکے ہیں ۱۲۰

۷؎ ن — دیئے
ش — در کے اپنے سے کوئی وہ ہو گا (کذا)

آج کیوں اشک مرا گرم چلا آتا ہے ؟

ایک دریا ہے کہ آنکھوں سے بہا آتا ہے

جب نہ تب ذکر جدائی ہی کا لے بیٹھے گا

کیا بلا[1] تجھ کو بھی کم بخت کڑھا آتا ہے

بوسہ لیتے ہوئے کل اس سے جو پوچھا میں نے

سچ کہو تجھ کو بھی کچھ اس میں مزا آتا ہے

غصے ہو کر یہ لگا کہنے کہ میں حیراں ہوں

تجھ کو کچھ اور بھی ان باتوں سوا آتا ہے

---

[1] ع/ا کیا بلا تجھکو بھی کم بخت کڑھا آتا ہے (کذا)

بہ عزمِ دل بری پھر وہ ستم ایجاد آتا ہے

پھر اے [۱] عقل، عشقِ خانماں برباد آتا ہے

خوشی کیا خاک ہو اے عندلیبو! ایسے گلشن میں

جہاں نت کا یہی دھڑکا کہ وہ صیّاد آتا ہے

[۲] توقع دل کے پھر آنے کی اب مجھ کو کہاں لیکن

وہ اس کا بے قراری سے نکلنا یاد آتا ہے

خدا کے واسطے اے ہم نشینو! ڈھانپ لو مجھ کو

ادھر تک پھر کے دیکھو ناصح جلّاد آتا ہے

خدا جانے بنی کیا بزم میں اس [۳] آتشیں خو سے

گیا تھا کس خوشی سے سوز پر ناشاد آتا ہے

---

[۱] ن: اے عشق، عشق

ل: ،، عقل ،،

[۲] ش: بوضع (کذا)

[۳] ش، ل: آشنا کس سے (کذا)

ک: آتشیں خو سے ،،

کچھ نہ کچھ اس کو یاد آتا ہے — آج دل بھول بھال جاتا ہے

تیرے قربان میں گیا رتنال — دیکھ تو یار آج جاتا ہے

یہ تو امید کب ہے پر ناچار — پوچھتا ہوں کہ دل ستاتا ہے

ہائے کیونکر کہوں میں تم سے حال — پیٹ میں دم نہیں سماتا ہے

وہ تو ہوتا ہے مہرباں لیکن — اس کو کچھ غیر جا بھراتا ہے

تجھ سے میں پوچھتا ہوں اے ناصح — ہے یہی عشق جو جلاتا ہے

جھوٹ کہتے ہیں یہ نہیں ہے عشق — عشق مُردوں کے تئیں جلاتا ہے

عشق کی وہ جو کرتے ہیں نالش — عشق کب ان کے پاس آتا ہے

مصطفیٰ عشق، مرتضیٰ ہے عشق — عشق ہے جو خدا کہاتا ہے

صبر و طاقت ذرا تو پاس رہے — عشق دل آج لیے آتا ہے

نالہ و آہ تم بھی چھوڑ چکے — کون اس وقت کام آتا ہے

تو تو رہ میرے پاس بھائی سوز — تجھ بنا کون جی جلاتا ہے

بے قراری تم آئیں شکر خدا — چین کب میرے پاس آتا ہے

گھیر میں یاں جمال کوٹے دو ل — یہی اب میرے جی میں آتا ہے

تم تو بیٹھے ہو یار و سوز سے اب — پوچھ دیکھو وہ کیا بتاتا ہے

اسے آبھی کہیں ستایا ہے — ہچکیاں کیوں مجھے لگاتا ہے

گو کہ عاشق نہیں وہ لے تحقیق
سوز کو عشق ساتھ لاتا ہے

۱؎ ن میں ہوں اسے پندِ لُت

۲؎ ع دیکھیو کوئی آج

۳؎ ع کیا تم سے اپنا حال کہوں

۴؎ ن سُناتا

۵؎ ع کہتا ہے

۶؎ ع کو مکاں یاں جلد ہے (کذا)

۷؎ ع جاتا

۸؎ ن دکھاتا

۹؎ ن گھر میں یاں (جا کے) جان کو دے دوں

متن میں درج مصرع۔ اس غزل کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں؛ لیکن ن کا مصرع قیاسی ہے؛ ہم نے قیاس پر ع کو ترجیح دی ہے۔ ۱۲

۱۰؎ ن جان آتا ہے آستاں سے

کچھ نہ کچھ اس کو یاد آتا ہے — آج دل بھولا بھالا جاتا ہے

اور تو اور کیا کہوں صاحب[1] — پیٹ میں دم نہیں سماتا ہے

اے نواب بجلی بھی لگی آنے — یاد اپنی سب مجھے دلاتا ہے

اے غم انتظار تو اڑ جائے — تو مرا مفت جان کھاتا ہے

کبھی ڈھکانے کے لیے میرے — ہونٹ کے پاس ہونٹ لاتا ہے

دیکھ رغبت کو پھر ادھر ہنس کر — منہ بناتا ہے اور چڑاتا ہے

ہائے کیا اس کا چھیڑنا بھی مجھے — دل و جان و جگر سے بھاتا ہے

کوئی جاتا ہوں میں ولے اس سے — پھر[2] کہو آج سوز جاتا ہے

جان کا تو ہے میری[3] عزرائیل
سوز بس منہ کو کیوں کھلاتا ہے

---

۱ ع — نم سے

۲ ن — پیر

۳ ن — میرے

ذرا سنبھلیو دلِ[1] زار یار آتا ہے اجار مرنے کو وہ صبر و قرار آتا ہے

اکیلا آئے تو جو کچھ[2] کہ ہونا ہو سو ہو وہ ساتھ اپنے لیے پانچ چار آتا ہے

میاں جی اپنے تو[3] شاگرد کو ذرا سمجھاؤ

کہ روز پتھری[4] سے مجھے مار مار آتا ہے

---

[1] ل میری جان

[2] ل کچھ کیسے ہونا ہے سو ہو

ش۔ل ہ کر ہونا ہے سو ہو

[3] ل لو

[4] ل پتھر سے

* ادھر دیکھو[1] تو کس ناز و ادا سے یار[2] آتا ہے
مسیحا کی سواری امت کو ٹھوکر سے چلاتا ہے

جہاں بیٹھا جہاں سوتا ہے اے دل تو سلامت رہ
کہ تیرا ہر گھڑی میں مار رہنا یاد آتا ہے

الٰہی خیر کیجو آج کس پر تیغ لے نکلا
فلک پر خوف سے خورشید جس کے تھرتھراتا ہے

عجائب سیر ہے اب کوچۂ[3] قاتل میں چلتے ہو
کوئی تو ایڑیاں رگڑے ہے کوئی پھڑپھڑاتا[4] ہے

صبا تجھ کو سلیماں کی قسم ہے[5] آج سچ کہیو
یہ کون آتا ہے جو گلشن میں پھولا سماتا ہے

کسی نے اس سے پوچھا سوز بھی اب شعر کہتا ہے
[6] تو کہتا ہے: یونہی وہ بت بنا باتیں بناتا ہے

---

* ۱۱۹۵ھ/ ۱۷۸۱ء میں راجا چیت سنگھ والیٔ بنارس اور انگریزوں کی جنگ میں، نواب آصف الدولہ گورنر جنرل وارن ہیسٹنگز کی مدد کے لیے بھیجے گئے۔ سوز بھی اس سفر میں ان کے ساتھ تھے، نواب وزیر کی فتح پر بقول مسلم سوز نے "دران حال این مطلع گفتہ بنظر نواب وزیر گزرانید بسیار ما از صلہ و اکرام سرفراز شد"

[1] ل
[2] ا، ش، ل آج ادھر دیکھو تو کس ناز و ادا سے یار آتا ہے
[3] ک کوچہ میں قاتل [کے] مسیحا کی سواری امت کو ٹھوکر سے چلاتا ہے
[4] ن تڑپھڑاتا
(غلام محی الدین مبتلا و عشق میرٹھی: تذکرۂ طبقات سخن
[5] ا جھوٹ مت کہیو لکھنؤ: ۱۹۹۱ء ص ۱۱۷)
[6] ک، و، ش تو کیا کہتا ہے: ہاں وہ ...
ن لگا کہنے کہ ہاں وہ ...

آنکھ پھڑکی[1] ہے یار آتا ہے — جان[2] کو بھی قرار آتا ہے

دل بھی[3] کچھ آج پھر دھڑکنے لگا — کون[4] تو دل فگار آتا ہے

مجھ سے کہتا ہے سن[5] تو او بدنام — تو یہاں[6] بار بار آتا ہے ق

تیرے[7] جو دل میں ہے سو کہہ دے صاف — مجھ پہ[8] تیرا ادھار آتا ہے

اب کے آیا تو سب سے[9] کہہ دوں گا — لیجو میرا شکار آتا ہے

سوز کا منہ مگر نہیں دیکھا
روز سو تجھ سے مار آتا ہے

---

1. ن — پھڑکے
2. ا میں اس مقام پر یہ شعر میں نہیں ہے "کا حاشیہ درج ہے" ہمارا خیال ہے ایسا سہواً ہوا ہے ورنہ اس کا حاشیہ شمارہ ۳ کے تحت موجود ہے، مصرعہ ہوا " ع دل کو صبر و قرار" (صفحہ ۳۶۱)
3. ا — پھر آج کچھ
4. ش — کون
5. ال — سنیو او
   ک — سنیو اے
   ن — سن تو اے
6. ش، ک — جہاں
   ن، ل — جو یاں
7. ش، ک، م — ترے دل میں ہو سو مجھے کہہ صاف
   ن، ل — " " ہے " "
8. ن، ا — کیا کچھ
9. ن، ش، ک، ل — کو

عزیزو دیکھیو میرا دل اس پر قرضیٰ[۱] آتا ہے
پھر الٹے ہاتھ منہ پر پھیر کر مجھ کو ڈراتا ہے[۲]

جو کہتا ہوں کہ میرا دل تو دے[۳] میں باز الفت سے
تو دونوں ہاتھ اپنے جھاڑ کر مجھ کو ڈراتا ہے

جو کہتا ہوں کہ تم ایسے کہاں سے[۴] رستم آئے ہو
تو اپنے ڈنڈ مل کر ہاتھ سوچھوں پر پھیراتا ہے

جو میں مایوس ہو کر اپنی گردن نیچی کرتا ہوں
تو گردن میں ملا کر ہاتھ چھاتی سے لگاتا ہے

جو روتا ہوں تو آنسو پونچھ کر کہتا ہے[۵] بس مت رو
ترا دل پاس میرے ہے تو کیوں جیوڑا کڑھاتا ہے

بھلا ایسے سے کیا بس چل سکے فرمادِ[۶] عاشق کا
مگر رہ رہ مرے دل میں یہی اندیشہ[۷] آتا ہے

کہ گھبرا کر کسی پردیس چپکے[۸] سے نکل جاؤں[۹]
و لے دل چھوڑ کر جاؤں تو کیوں کر جان[۱۰] جاتا ہے

یہ بے دل زندگانی کس طرح کاٹوں خداوندا
تو مجھ کو اور دل دے کیونکہ تیرا نام داتا ہے

و لے ایسا ہی دل دے[۱۱] جس میں تیرا سوز ہو اور بس
کہ اس کے ساتھ پھر خطرا کسی کا کب سماتا ہے

←

*کس کا یہ نوجوان آتا ہے — جس کے دیکھے سے جان جاتا ہے

میں تو کہتا ہوں آنکھوں میں بیٹھو — اس کو[1] دل کا مکان بھاتا ہے

ایک عالم کا خون پیتا ہے — لوگ کہتے ہیں پان کھاتا ہے

کوئی اس سے کہدے کہ عاشق ہوں — اس کو کب[2] یہ گمان آتا ہے

ایک تو بات اس میں ہے اچھی

سوز کی بات مان جاتا ہے

---

* ل میں یہ غزل ایک ہی صفحے پر (ہمارے شمارے مطابق ۲۵۰) دوبار درج ہے۔ متن میں سوائے چند الفاظ چھوٹ جانے کے کوئی اختلاف نہیں

[1] ک — اس کے

[2] و — یہ کب گمان

ن — کب یہ گمان بھاتا

دل تو کون اس سے اب چھپاتا ہے[۱] — پر تقاضا ہی اس کا بھاتا ہے

میں نے[۲] تجھ ہی کہا بھلا یارو — بات کرتا ہوں منہ چڑاتا ہے[۳]

ایک دن مار[۴] ڈال جھگڑا کیا — روز کیا مجھ کو آزماتا ہے

واہ وا واہ وا الٰہی خیر — کیوں چھری[۵] کھینچ کھینچ آتا ہے

اپنے[۶] ہم سر پہ کھینچو تو جانوں
سوز پر تم کو طیش آتا ہے

۱۔ ن — کیوں اس سے جا
ا۔ک — " " اب
۲۔ ا۔ش۔ک۔ل — میں نے اس کو کہا سنا
۳۔ ن۔ل — کہتا
۴۔ ل — یار دان (دَندا)
۵۔ ش — چھڑی
۶۔ ا۔ک — تم سر پہ کھینچو تو جانو
ل — ہم " کیا جانے

تری قدرت کے میں قربان تو کیا کیا بناتا ہے

ذرے[1] سے دل میں اس بندے کے کوہِ غم سماتا ہے

ارے میاں یہ جو تل ہے اس کو دیکھو اپنی آنکھوں سے

کہ آ اس[2] عرش سے لے فرش تک سب کچھ دکھاتا ہے

کبھی تو ایک کو کرتا ہے سلطاں ایک کو چاکر

کبھی بیقدر کو اس سلطاں[3] کے سر پر بٹھاتا ہے

کبھی تو شہروں کو ویران کر جنگل بناتا ہے

کبھی جنگل کو کر آباد پریوں[4] کو بساتا ہے

کبھی تو موذی کو دیتا ہے جاہ و حشمت و دولت

تری قدرت کے میں قربان تو کیا کیا دکھاتا ہے

۱؎ ک ت میں مطلع کے مصرعِ ثانی سے چوتھے شعر تک قافیہ "سمایا" "دکھایا" "بندھایا" "بسایا" ہے

ا	ذری
۲؎ ش	اس کو
۳؎ ک ت	سلطاں کنجر پہ بندھایا
ا	" کنجر " بندھاتا
ن	" کے خر پر "
۴؎ ن۔ ا و ک ت	مردوں

عبث بے فائدہ کیا کام کیوں ناصح سنتا ہے
نصیحت آپ کو کر اور کا دل کیوں کڑھاتا ہے
اگر تو پارسا ہے آپ کو ہے مجھ کو کیا حاصل؟
اسی تقریب میں اپنے پرائے[1] تو جتاتا ہے
میں عاشق ہوں تو اپنے آپ کو ہوں تجھ کو کیا بابا
جلا تو دل مرا کس واسطے تو دل جلاتا ہے
میں جانوں اور میرا عشق تجھ کو کیا پڑی[2] دور ہو
وہ مجھ کو بھونتا ہے خواہ وہ تلنے لگاتا ہے
تو قدر سوز کیا جانے کسی کا جا کے عاشق ہو
پھر اس کے بعد دیکھوں کس طرح باتیں بناتا ہے

۱۔ ن کو
۲۔ ا/ع/ا پڑے

اسی کو عشق کہتے ہیں جو یوں[1] ہر دم ستاتا ہے
تصدّق عشق کے کس کس مزے سے جان کھاتا ہے

اسی کو کیا یہ بے چون و چگون کہتا ہے سب عالم
بھلا سچ کہہ[2] تو ہی یہ صورت اپنی کب دکھاتا ہے

یہی بے چین دل رہنے لگا خواب و خورش بھا[3] گے
رہا بیٹھا جلا بھلا[5] سودہ عاشق کہاتا ہے

الٰہی خیر ناصح پیٹ پکڑے آ گے ہی دوڑا[4]
کوئی دل دے نہ دے اس کا کلیجہ منہ کو آتا ہے

عبث بے فائدہ کیا کام بابا گھر کرجا[6] اپنے
نصیحت آپ کو کر اور کا دل کیوں کڑھاتا ہے

سدھار و خیر سلّا سے کہیں دم داب کر بیٹھا[8] گو
وگرنہ کوئی دم کو سوز سونٹا لے[7] کے آتا ہے

جو تو ہے پارسا تو آپ کو ہے ہم کو کیا حاصل
اسی پردے میں اپنی پارسائی تو جتاتا ہے

ارے میاں جانے والے تک خدا لگتی تو کہہ دینا
کہ غافل سوز تیرے در سے اب بستر اٹھاتا ہے

۱۔ ل — توں (کذا)
۲۔ ن۔ ۱۔ ل — سچ بھی تو کہ
۳۔ ا — بھاگی
۴۔ ن۔ ۱۔ ل — دوڑا
۵۔ ل — بھانت (کذا)
۶۔ ک۔ ۱۔ ل — اپنے جا
۷۔ ک — منہ کو آتا ہے
۸۔ ل — نیکو
۹۔ ل — سونٹا نیکو (کذا)

کیوں رہے دل مرے بدلے جاتا ہے — ذبح کرنے کو وہ بلاتا ہے[1]

مجھ سے آ[2] کہیو عشق کی لذّت — کس مزے سے چھری چلاتا ہے

میں تو[3] سنتا ہوں ایک مدّت سے — عشقِ عاشق کا جی جلاتا ہے

برق ہے آگ[4] ہے شرارا ہے — کیا ہے جو دل میں بیٹھ جاتا ہے

تجھ کو میں بھیجتا ہوں آگے جب[5] — میرا دل ڈر سے تھرتھراتا ہے

جیسا سنتا ہوں شاید ایسا ہو — کون[6] یوں مفت جی گنواتا ہے

تجھ میں طاقت ہے ظلم سہنے کی — دیکھوں کیا تیرے پیش آتا ہے

میں تو جاؤں ابھی وے مجھ کو
سوز کہہ کے کچھ[7] ڈراتا ہے

۱؎ ش — جلاتا
۲؎ ش — رکھیو
۳؎ ش، ل — کبھی
۴؎ ن، ک — آہ
۵؎ ش، اول، ک — جا
۶؎ ن، ا، ش، ک — سوز کیوں
۷؎ ن، ش، ک — دھراتا

کہوں اسرار اپنے دل کا تو عالم ڈراتا ہے
نہیں کہتا تو جو دل میں ہے اُگلا منہ کو آتا ہے

جو دم لیتا ہوں تو شعلہ جگر کا بھی جلاتا ہے
جو چپ رہتا ہوں تو اندر ہی اندر جان کھاتا ہے

جو[۱] ظاہر حال کرتا ہوں تو سننے والے روتے ہیں[۲]
نہیں کہتا ہوں تو یہ کوہِ غم ، سینہ دباتا ہے

جو جنگل میں نکل جاتا ہوں تو[۳] دوں اس کو لگتی ہے
جو[۴] رخ کرتا ہوں بستی کی طرف گھر بھول جاتا ہے

پہاڑوں میں اگر پھرتا ہوں، ٹکڑے ہو کے[۵] اڑتے ہیں
جو دریا پر[۶] کبھی جاتا ہوں سر پر خاک اڑاتا ہے

خدا[۷] کے در پہ بیٹھ اے سوز یوں واہی نہ پھر دَر دَر
کہ[۸] وہ پیدا کیے کی شرم کو آپہی[۹] نبھاتا ہے

یہ غزل ن میں دوبار درج ہے، (شمارہ ۹۹۴ اور شمارہ ۱۰۰۵) دونوں متون میں اختلافات ہیں، دوسرے متن میں مطلع اول بھی موجود نہیں۔ ہم نے پہلے متن کے لیے ن ۱ اور دوسرے متن کے لیے ن ۲ کے اختصار استعمال کیے ہیں:

[۱] ن ۱، شش، ک ۱ — جو کچھ احوال کہتا ہوں

[۲] ن ۱، ک ۱، شش

[۳] ن ۱، ۲ ۱ — تو سب دشت تکتا ہے
شش — " " تھکتا "
ک — " " تکتا " (کذا)

۴ ن ۱۵، ک۔ ۱ — کبھی جو شہر میں آتا ہوں تو

ش — کہیں " " "

۵ ش — روتے

۶ ن۔۲ — دریا کی طرف

۷ ن۔۲ — الٰہی اب کہاں جاؤں میں تیرے در پہ بیٹھا ہوں

۸ ن۔۲ — کہ تو پیدا کیے کے شرم کو اپنے چھپاتا ہے

۹ ن۔۱۰ — اپنے

آپ اور ہیں کی مخلوط آواز (آپہی / آپیں) سوز کے ہاں بتکرار موجود ہے، ملاحظہ ہو اسی ردیف کی ایک اور غزل کا یہ شعر

روٹھے آپیں منے وہ آپ ہیں — گر طپش دگر ہے پیار تو ہے

دعا دیتا ہوں تو سکھوڑے کو ٹیڑھا[1] کر چڑاتا ہے
جو بوسہ مانگتا ہوں ہونٹ دانتوں[2] سے چباتا ہے
جو میں کہتا ہوں[3] لے مرجاؤں تیرا پنڈ چھٹ جاوے
تو یوں بھی چیں بہ چیں[4] ہے کھکھی کھکھی مسکراتا ہے
جو گاہے شکوہ کرتا ہوں تو نکڑی لے کے اٹھتا ہے
جو[5] چپ رہتا ہوں تو بغلوں میں آ کر گدگداتا ہے
جو اٹھ جاتا ہوں تو وہ راہ آ کے روک رکھتا ہے
جو[6] سو رہتا ہوں تو وہ چٹکیاں لے لے جگاتا ہے
جو گلیوں میں پڑا پھرتا[7] ہوں فریادی کی صورت میں
تو لڑکے ساتھ لے کر ہر طرف سے غل مچاتا ہے
جو روتا ہوں تو ہنستا ہے جو ہنستا ہوں تو چڑتا ہے
غرض میں کیا کہوں جس جس طرح مجھ کو ستاتا ہے
یہ گھبرایا ہوں جو کچھ من میں آتا ہے کیا کیجے
غرض اب سوز سے پوچھوں تو دیکھوں کیا بتاتا ہے
صنم[8] کی کچھ جلدی خبر بے تاب[9] ہے یہ دل
غزل اور ہی کہوں[10] مضمونِ تازہ کلبلاتا ہے

---

۱ ا — بیٹھڑا (کذا)

۲ ا — دانتوں سے دباتا

الٰہی خیر کیجو عشق پھر آنکھیں لڑاتا[1] ہے
چلو[2] بھاگو شکیب و صبر دیونہی گنواتا ہے

نہ بھائی عشق تم اپنا[4] قدم رنجہ نہ فرماؤ[5]
تمھاری[6] کیا گرہ سے[7] جائے گا یاں جان جاتا ہے

ابھی تشریف لائے ہی نہیں[8] غم آگے بھجوایا
یہ غم جاسوس یا جاروب کش ہے کیا کہاتا ہے

میاں غم، میرزا غم، میر صاحب غم، ادھر دیکھو
محبت تو محبت[9] تو ہی میری جان کھاتا ہے

میں برقِ غمزۂ قاتل سے اے ابرِ تر ڈرا کس دن
تو اپنی اوڑھنی جھمکا کے کیوں مجھ کو ڈراتا ہے

غزل اس بحر میں اک اور بھی کہہ ڈال سنتا ہے
تو آخر بیٹھے بیٹھے سوز ناحق[10] دن گنواتا ہے

۱؎ ا — دکھاتا
۲؎ ن، ک — ارے
۳؎ ل — گرماتا (کذا)
۴؎ ا — اپنتا (کذا)
۵؎ ل — فرماتا
۶؎ ل — ہماری
۷؎ ن، ک — کا
۸؎ ل — ہو نہیں ..... بھجواتا
۹؎ ن — مفت میں بدنام ہے یہ تو ستاتا ہے
۱۰؎ ا، ک — اپنے

عشق سے جو کہ دل لگاتا ہے — سو وہ اپنے کیے کو پاتا ہے

عشق پیارے سدھارو اپنے گھر — کیوں عبث میری جان کھاتا ہے

تیرا تو کچھ نہ جائے گا لیکن — مفت میں میرا جان جاتا ہے

پوچھ[1] تو جا کے سوز کا احوال — مثل ماہی وہ تڑپھڑاتا ہے

سات دن سے وہ زار و نالاں[2] ہے — نہ تو پیتا ہے کچھ نہ کھاتا ہے

عشق کہیے تجھے کہ حضرتِ عشق — کیا تجھے نام یہ سہاتا ہے

ان سلوکوں پہ کہتے ہو سب سے

مجھ کو تو سوز ساتھ ناتا ہے

---

[1] ن — پوچھو

[2] ن — زار نالاں

ش — زار و نالہ

دل مجھے[۱] یار غم دلاتا[۲] ہے — سوتے دشمن کو پھر جگاتا ہے

تیر مارے تو میں نہ کچھ بولا — اب تو شمشیر سے ڈراتا ہے

یا الٰہی تو صبر ہی دیجو[۳] — دیکھوں کب تک یہ آزماتا ہے

ق

بات کرنے دے مجھ کو اس سے رقیب — تو گلا کیوں عبث دباتا ہے؟

مجھ کو خاطر ہے اس کی کیا بولوں — ورنہ ایسا ہی جی میں آتا ہے

کہ ترا ٹینٹوا پکڑ کے دباؤں — اور تو بولے جان جاتا ہے

مجھ سے دل مانگتے ہو اس منہ سے — کیا تمھارا ادھار آتا ہے

اپنے ہاتھوں سے ذبح کر راضی — پر رقیبوں سے کیوں مراتا[۴] ہے

میں تو بیٹھا ہوں دیکھو ایسا مزہ
اب[۵] کوئی دم کو سوز آتا ہے

---

۱ ش — تجھے
۲ ک — دکھاتا
۳ ش — دیکھو
۴ ن — مرواتا
۵ ک — کوئی اب دم

دل میں اب غم نہیں سماتا ہے ۔۔۔ کیا کروں دم نہیں سماتا ہے

جب سے[1] دل میں خیال ہے اس کا ۔۔۔ نام محرم نہیں سماتا ہے

سوز باتیں کروں میں تجھ سے پر

دم میں اب دم نہیں سماتا ہے

---

۱ ن: جب کہ

نہ جانا اس طرف اے سوز وہ خونخوار[1] پھرتا ہے

ترے ٹکڑے[2] ہی کرنے کو لیے تلوار[3] پھرتا ہے

ہمیشہ دیکھتا ہوں صبح سے تا شام اس کو میں[4]

چڑھائے آستیں کو بیچ[5] میں سو سو بار پھرتا ہے

کوئی محفل میں جاوے تو دل محزوں سے کہہ دیوے[6]

کہ تیرے واسطے قاتل پس دیوار پھرتا ہے

کوئی اب ہاتھ آتا ہے دیکھیں سوز روز و شب

دل اپنا ڈھونڈتا[7] ہر کوچہ و بازار پھرتا ہے

---

[1] ش ن ک — غم خوار

[2] ع — ترے پرزے اڑانے کو

[3] م ع — تروار

[4] ش ن ک ل — میں اس کو

[5] ک — کو بیچ سو سو بار

[6] ع ل — کہد یجو

[7] ل — ڈھونڈتا پھرتا (کذا)

مجھ سے دار و مدار کرتا ہے　　غیر کو ہم کنار[1] کرتا ہے

ملنے کو جو گیا اسے مارا　　گھر میں بیٹھا[2] شکار کرتا ہے

عاشقوں کا تو دشمنِ جاں ہے　　وہ کسے دوستدار کرتا ہے

پوچھتے کیا ہو سوز کو یارو　　کون سا کاروبار کرتا ہے

ایک مدت سے ہے جو خاک نشیں
کچھ تو وہ خاکسار کرتا ہے

---

[1] ش، ل　　اوروں کو

[2] ن　　بیٹھے

عناں جس طرف دل ربا موڑتا ہے
صفوں کی صفیں آن میں توڑتا ہے

ادھر دل ہے[1] یارو ادھر عشق اس کا
نہ یہ چھوڑتا ہے نہ وہ چھوڑتا ہے

سلامت رہو اے خارِ وادیِ غربت[2]
کہ دل کے پھپھولے تو یہ پھوڑتا ہے

مجھے بد نظر میں نے کس روز دیکھا
مری آنکھیں انگلی سے کیوں پھوڑتا ہے

نہیں فائدہ سوز اس کے ملے سے
کہیں پھوٹے شیشے کوئی جوڑتا ہے

---

۱ ل — ادھر دل لگا اور ادھر عشق اسکا

۲ ل — یہ پھوڑے

ش — یہ پھوڑے تو یہ توڑتا ہے [پھپھولے کو شاید الگ الگ لکھا ہے]

کہتے ہیں دل میں یار بستا ہے — دیکھنے کو تو دل ترستا ہے

کوئی رہبر ہو مجھ کو بتلا دے — کون سا اس نگر کو[۱] رستا ہے

عشق ہے تجھ کو شعلۂ ہجراں — ہائے میرا جگر بھلستا[۲] ہے

دل کا تو نے کباب سا نگا تھا — گل سے یونہی بڑا اُبستا ہے

ایک بوسے پہ بیچتے ہیں[۳] لوگ — جاں[۴] اس مول کو تو[۵] سستا ہے

آستاں پر[۶] تو پڑھ رہے ہیں نماز — کون آ آ جبیں گھستا ہے

پیارے آنکھیں تو پونچھ لوں بیٹھو — ابھی[۷] مت جا مینہ برستا ہے

کیا یہاں خاکسار سب ہیں گڑے — ہر قدم میرا پاؤں دھنستا ہے

منہ چڑاتا ہے آپ ہی آپ کھڑا — آپ ہی پھر کھلکھلا کے ہنستا ہے

سوز کا سر تو ہے ہتھیلی پر
کس کی خاطر کمر تو کستا ہے

---

۱ ع — کا

۲ ن — جھلستا

۳ ع — لو

۴ ع — جان

۵ ن — لو

۶ ن — پر تو پڑا رہے تھے غار دگذا)

۷ ع — ابھی

الٰہی خیر یجو آج کیوں بازو پھڑکتا ہے
ملے گا تیغ زن شاید کلیجا بھی دھڑکتا ہے

خدا جانے کہ صورت عشق کی ہے تیر کی مانند[1]
نظر آتا[2] نہیں پر دل میں پیکاں سا کھٹکتا ہے

خدا کے واسطے تک بے نیازی دیکھیو اس کی
[نجانے] خاک سے عاشق کی دامن کیوں جھٹکتا ہے

بوقت ذبح تو اے[3] سوز ہاں ہرگز پھڑکنا مت
کہ قاتل مثل وحشی سانس لینے سے[4] بھڑکتا ہے

بھلا خنجر لگا مجھ کو گلا کاٹا گیا میرا
یہ ناصح مثل مرغ نیم بسمل کیوں پھڑکتا ہے

---

[1] ا، ش، ل — مانا
[2] ا — آیا
[3] ا — ہاں اے سوز تو ہرگز نہ پھڑکنا
ش — تو ، ہاں ، تڑپنا
[4] ک، و، ش — میں

مجھ کو کیا کام کہ[1] آتش سے نگر جلتا ہے

آتشِ ہجر[2] سے میرا ہی جگر جلتا ہے

دل ہے؟ کچھ اور نہیں، جس کی نہ کیجے پروا

آہ! شتابی سے مری جان! کہ گھر جلتا ہے

نامہ بر اڑ کے اگر پہنچے تو پہنچے توبہ[3]

اس کے کوچے[4] میں فرشتے کا بھی پر جلتا ہے

میرے خورشید کے خورشید مقابل کیسا[5]

اس کے دیکھے سے سنو! نورِ نظر جلتا ہے

اثرِ نالہ[6] نہ پوچھو کہ تو اچنبھا کیا ہے

گرمیٔ آہ سے نالے[7] کا اثر جلتا ہے

میرے دل کو[8] نہ کوئی دیجیو نسبت بہ کباب

یہ جگر سوختہ ہر شام و سحر جلتا ہے

اولِ عشق نے[9] انگشت نما مجھ کو کیا

آہ[10] سمجھے نہ کہ نوخیز شجر جلتا ہے

یہ کہا تھا کہ صبا اس سے تو کہیو[11] اتنا

سوز ہر روز باندازِ[12] دگر جلتا ہے

اس بھی[13] کم بخت نے جوں[14] جا کے کہا بول اٹھا

میری پاپوش سے جلنے دے اگر جلتا ہے

تپِ دوری سے دائم یہ دلِ مہجور جلتا ہے
برنگِ اخگرِ افسردہ نت مستور جلتا ہے

نہ چھیڑو[1] ناصحو میرا دلِ مہجور جلتا ہے
شرابِ وصل کی خواہش میں یہ مجبور[2] جلتا ہے

تو اس مہرو کے ہوگا روبرو اے مہر! منہ دیکھو[3]
جنم[4] کے سوختے پڑے تو منہ کا نور جلتا ہے

ہر اک[5] قطرہ سرِ مژگاں پہ ہے جوں پارۂ آتش
تماشا دیکھ پیارے دار پر منصور جلتا ہے

لگی ہے شمع کے سر سے تو میرے دل کے تلووں سے
بھلا دیکھو تو ان میں کون بادستور جلتا ہے

جلے ہے غیر[6] میرے رشک سے پیارے تو جلنے دے
بلا سے میری[7] اور تیری جو وہ مقہور جلتا ہے

مجھے آرام دل رونے سے ہے ناصح نہ ہو مانع
اگر رہ جائے بہنے سے تو پھر[8] ناسور جلتا ہے

الٰہی خیر کیجو سوز کی یہ روشنی کیسا ہے
وہ شمعِ طور سا کچھ دیکھیو تو دور جلتا ہے

---

[1] ش: چھیڑا
[2] ل: مخمور

←

۲ھ ش — جہنم (کذا)

۴ھ اتک — سوختہ

۵ھ ش — برنگ (کذا)

ل — یک

۶ھ ا — تیرے

۷ھ ن — میرے اور تیرے

۸ھ ن — وہ

ش — بر

میرے سینے[۱] کا داغ جلتا ہے   لوگ جانیں[۲] چراغ جلتا ہے

بلبلو تم بھلی[۳] کر پروا نہ   دیکھو کیا باغ باغ جلتا ہے

اس زمانے میں کون[۴] ہے یارب   جس کے گھر کا اجاغ جلتا ہے

ایسی کرتا ہے بات[۵] تو ناصح   جس سے دل اور دماغ جلتا ہے

کہیں دیکھا آیا ہے ستی ہوتے

سوز کیا بافراغ جلتا ہے

۱؎ ا، ک، ل   سینہ

۲؎ 〃   جانے

۳؎ ا، ک   بھلیں

۴؎ ک   کوئی

۵؎ ن   باتیں

دل اس کے ہاتھ سے تنہا[1] نہ ہو کر تنگ جلتا ہے
جگر[3] بھی سینے[2] میں دل کے ہی کچھ ہم رنگ جلتا ہے

[4] یہ باعث مہر میں اے شوخ ہے اتنی[5] حرارت کا
کہ تیرے سامنے[6] چہرے کا اس کے رنگ جلتا ہے

نہ تنہا داغ لالے[7] کو کیا ہے رشکِ عارض نے
تمھاری دیکھ کر نندق گُلِ اورنگ جلتا ہے

کیا اے شمع رو کچھ[8] فرق پروانے[9] میں اور مجھ میں
کہ میں کس رنگ[10] سے جلتا ہوں وہ کس ڈھنگ جلتا

بیاں دیوانگی کا سوز کا میں کیا کروں یا رو؟
کہ اس کا دیکھ کر احوال ہر یک سنگ[11] جلتا ہے

---

۱ ش: سمجھا (کذا)
۲ ش، ک، ل: سینہ
۳ ک، ی، و، ش: نیرنگ
۴ ن: نہ تابش مہر میں اے شوخ ہے تیری حرارت سے
۵ ش، ل: اپنی
۶ ن: روبرو
۷ ا، ک: لالہ
۸ ک، و، ش: یہ
۹ ل: پروانہ
۱۰ ر: کس رنگ جلتا ہوں وہ کیسے ڈھنگ جلتا ہے
ش: رنگ
۱۱ ل: یک سنگ (کذا)

آہ جی اس طرح نکلتا ہے
جس نے دیکھا سو ہاتھ ملتا ہے،

آگ لگ جاوے اے پتنگ تجھے
تیرے جلنے سے جان جلتا ہے،

ٹک اِدھر دیکھو موتیوں کی طرح
اشک آنکھوں سے منہ پہ ڈھلتا ہے،

جس نے سر ہی دیا[۲] براہِ حبیب
کب کسی[۳] کے کہے سے ٹلتا ہے،

غیر کو کیا کہوں مرے پیارے
تو ہی چھاتی پہ مونگ دلتا ہے

واہ وا تیری گرمیٔ آتش[۴]
پانی ہو ہو کے دل اُبلتا ہے،

دل کو دریا[۵] غم میں مت ڈھونڈو
کوئی ڈوبا بھی پھر اچھلتا ہے،

آہ میں جانتا نہ تھا دل کو،
دشمن جاں بغل میں پلتا ہے

سوز شعروں کو تیرے سن کر آج،
کوئی بھنتا ہے کوئی جلتا ہے

---

۱ ل — جاے

۲ ش — ایا

ا — دیا براے جیت

ک — براے حبیب

۳ ن — کسی کے وہ ٹالے ٹلتا ہے

۴ ش، ل — آتشِ عشق

۵ ش — دریا

جان آساں نہیں نکلتا ہے — آہ ارماں نہیں نکلتا ہے

جان بہ کف تو کھڑے ہیں در پر سب[1] — آفتِ جاں نہیں نکلتا[2] ہے

دل کو سوراخ دل میں کر دیکھے — تیرا[3] پیکاں نہیں نکلتا ہے

خرمنِ[4] عمر تو جلا دوں پھر[5] — برق داماں نہیں نکلتا ہے

یاد میں کس کی ہو گیا جاں ساز
سوز کا جاں نہیں نکلتا ہے

۱۔ ا — در پہ

ن — سب در پر

۲۔ ل — کہیں (کذا)

۳۔ ک — تیر پیکاں

۴۔ ع — خرمن غم تو میں جلا دوں پر

۵۔ ل — پھر

یہ آنسو ہیں کہ قاصد جب[۱] کہ آنکھوں سے نکلتا ہے
زمیں کو چوم لیتا ہے شب[۲] اس کوچے کو چلتا ہے

تماشا دیکھ پیارے آن کر رونے کا تو میرے
کہ ایک اک لختِ[۳] دل دامن میں گر گر کر اچھلتا ہے

جگر کو مرے[۴] نشتر گودتا ہے کون ملتا ہے
جو دم مارو تو کہتا ہے کہ چپ رہ جی بہلتا[۵] ہے

اٹھاؤ نعش کو میری نہ اس کوچے سے سنتے ہو
بلا سے گاہ گاہے اپنے گھوڑے سے کھندلتا ہے

یہ ہیں لختِ جگر یا[۶] شعر ہیں یا لعل پارے ہیں
شرارے آگ کے ہیں سوز کیا منہ سے اگلتا ہے

مؤاجب سوز شب بولا کہ ہاں دل سوز تھا میرا
نہ پوچھو نام اس کا آہ میرا جان جلتا ہے

۱۔ ک۔ د۔ ش — جس کی
۲۔ ل — نت
۳۔ د — کہ ایک اک لخت اب دامن میں آ آ کر اچھلتا ہے
ش — ” ایک ایک ” ” ” — آ گر گر ” ”
ل — ” یک یک ” ” ” میں ” ”
ک ع — ” ایک ایک ” ” ” یہ آ کر ” ”
ن — ” اک اک ” دل ” ” گر گر کر ” ”
۴۔ ش — نیشتر گراتا ہے (کذا)
ل — نشتر گودتا ہے ”
ک — ” گودتا ”
و — ” گودتا ہے لون
۵۔ ل — بہلتا (کذا)
۶۔ ش — یارد ہیں (کذا)

میں وہ رسوا ہوں جس کو دیکھو خاص و عام روتا ہے
مری وضعِ خراباتی پہ ہر اک[1] جام روتا ہے

مری حالت ہے یہ دردِ جدائی سے کہ اب[2] یارب
مرا پیغام بر دے کر اسے پیغام روتا ہے

ہنسے ہے ایک[3] تو ہو سن کے میرے[4] حال کو ورنہ
زباں پر جس کے آجاتا ہے میرا نام روتا ہے

بسانِ[5] ابر جو واقف ہے[6] اس دل کی حقیقت سے
تو دامن ڈھانپ کر منہ کو وہ صبح و شام روتا ہے

کہوں کیا سوز کے رونے کا[7] تیرے غم سے اے ظالم
لہو کے آنسوؤں جوں تیغِ خوں آشام روتا ہے

---

۱ ا، ش — یک
۲ ن — اے
۳ ک — دیکھو (کذا)
۴ ن — میرا حال اب
۵ ن — برنگِ ابر
ل — بسانِ دیر
۶ ک — پس
۷ ن — گو

خبر لو میکدے میں کون سا مستانہ روتا ہے
کہ شیشہ قہقہہ مارے ہے اور پیمانہ روتا ہے

غلط ہے یہ کہ غم کھاتے نہیں معشوق عاشق کا
بھلا دیکھو تو یارو شمع یا پروانہ روتا ہے

گلی میں یار کے رونے کی سب آواز آتی تھی
جو جا دیکھا تو اپنا ہی دلِ دیوانہ روتا ہے

کہاں ہے وہ شرابی جو کہ خم خانہ لنڈھاتا تھا[1]
کہ اس کی یاد میں اے دوستو خم خانہ روتا ہے

عجب احوال ہے گاں دنوں میں سوز کا ہے ہے
کہ اس کو دیکھ کر اپنا تو کیا بیگانہ روتا ہے

لہ ع   مخانے

۱ منہ لگانے سے مرے کیوں تو خفا ہوتا ہے*
جانِ من بوسے[1] کے لینے سے تو کیا ہوتا ہے

۲ ایک چٹکی ہی کے لینے میں[2] کھلے دل کی گرہ
ناخنِ شوخ عجب عقدہ کشا ہوتا ہے

۳ دل سے مطلب تھا لیا اب[3] تو نہ اوے گا ہاں[4]
جان باقی ہے ابھی دیکھیے کیا ہوتا ہے

۴ وصل کی شب میں[5] کوئی خوش ہو مجھے یہ غم ہے
کہ ترا[6] ہجر مرے دل سے جدا ہوتا ہے

شیشۂ دل جو ہوا چور تو مت غم کھا یار
عالمِ کیف میں سو بار کہا ہوتا ہے

★ زمانۂ تخلیق :- قبل از ۱۲۱۰ھ/ ۹۶-۱۷۹۵ء [طبقِ س بدونِ شعرِ آخر]

۱۔ ن۔ ل۔ ک بوسہ
۲۔ ش۔ ل سے
۳۔ ش تونے نہ اوے گا ہاں ن۔ ل۔ ک ہیر
۴۔ ل بات۔ ش۔ ک۔ ن یہاں
۵۔ ن سے
ش۔ ک۔ ل ہے
۶۔ ل مرا

کسی صورت سے یہ دل شاد نہیں ہوتا ہے
آہ یہ گھر بسا آباد نہیں ہوتا ہے

ایسے ظالم کے میں پھند سے میں پھنسا ہوں ہے ہے
جس کا قیدی کبھی[1] آزاد نہیں ہوتا ہے

جیسا تو قاتلِ سفاک ہے ایسا تو میاں
کوئی دنیا میں بھی جلّاد نہیں ہوتا ہے

چہچہے کرتی جو ہیں بلبلیں حیرت ہے مجھے
مگر اس باغ میں صیاد نہیں ہوتا ہے

آپ کی جور و جفا جتنی تھیں[2] سب مجھ پہ ہوئیں
اب نیا ظلم بھی[3] ایجاد نہیں ہوتا ہے

---

[1] ش: کہیں جلّاد
[2] ش: جتنی تھی سب مجھ پہ ہوئی
[3] ش: تو

اپنا دل جس کو چاہتا ہے — اس کو بھی بناتا آپ سا ہے

بوسہ جو لیا تو مسکرا کر — کہنے لگا چھی یہ کیا مزا ہے

جب کہتا ہوں باک باز ہوں میں — ق — مجھ پاس جو سودے تو تو کیا ہے

کہتا ہے کہ کیوں نہ جانتا ہوں

ایسا ہی تو نیک پارسا ہے

تری گلی میں جو[1] یہ خاکسار رہتا ہے
تو[2] دل میں تیرے ہمیشہ غبار رہتا ہے

کسی کے دل کو ہنسا[3] اور کسی کے دل کو رلا
صبا کا روز یہی کاروبار رہتا ہے

گلوں کو دیکھ کے اتنا مجھے ہوا معلوم
تلے زمیں کے کوئی دل فگار رہتا ہے

خدا کرے کوئی مژدہ دے قتل کا آکر
مجھے ہمیشہ یہی انتظار رہتا ہے

کہاں سے صورت سوز اب تجھے نظر آوے
تری تو آنکھوں میں ہر دم خمار رہتا ہے

۱؎ ا، س، ل — تو
۲؎ " — جو
۳؎ ا، ک، ٹ — ہنسا
ل — ہنا

سوزِ غم سے ترے[1] با دیدۂ تر رہتا ہے
اے[2] دلِ گم شدہ! سچ کہہ تو کدھر[3] رہتا ہے

اشک صدقے ترے تو چل[4] کے خبر لا دل کی
میرا[5] قاصد تو وہاں جان کے سر رہتا ہے

دل کی کس قاتلِ سفاک سے ہے آنکھ[6] لڑی
جو لیے تیغ و سپر آٹھ پہر رہتا ہے

جن دنوں تھک کے وہ شمشیر کو کرتا ہے میان
ان دنوں شہر میں خوں تا بہ کمر رہتا ہے

ہنس لگتے ہیں ذرا پھوٹ بہیں وہ کم ظرف[7]
انکھڑیو ایسی ہی باتوں سے تو گھر رہتا ہے

---

۱ ل — ترا — [طبق س]
۲ ن — دل گم شدہ (بدونِ اے)
۳ ک — کہاں (ذیل)
۴ ن، ک، ش — تو چل تو
ش — تو جلد
ل — ۔ چل نہ (ذیل)
۵ ن، ش، ک، ا — نامہ بر ورنہ وہاں جاتے ہیں — ["]
ل — نامہ بر (ذیل)
۶ ا، ک — لگی
۷ ا — کم بخت

ہر ایک عاشق کے جی میں یہ* ہے کہ میرا محبوب مجھ کو چاہے
غضب ہے یارو یہ[1] چاہنے کو کہ وہ بھی میری طرح کرا ہے

کسی[2] بھی محبوب نے کیا یہ کہ اپنے عاشق کا ہووے عاشق
یہ تھوڑا احسان نہیں ہے[3] اس کا کہ آنکھ اٹھا دیکھے گاہ گاہے

غرض یہ مطلب کے ہیں گے عاشق کہا کریں کچھ زباں سے اپنی
اسی کو عاشق کہیں گے[4] ہم تو کہ بے تمنا[5] مری نبا ہے

اسی کی خواہش مراد ہووے[6] جو مار ڈالے تو شاد ہووے
طلب اسی کی زیاد ہووے[8] نہ منہ سے کچھ[9] نکلے آہ وا ہے

میں تجھ کو کہتا ہوں سوز سن رکھو اگر تو عزت کا ہے[10] گا طالب
جھکا نہ سر کو کسی کے آگے اگر سلیمان ہو بادشا ہے

---

* ن — ہے یہ

[1] ن، ش، ک — یہ چاہتے ہیں

[2] م — کسی محبوب نے کیا بھی کہ اپنے عاشق کا ہے عاشق

ش — کسی بھی محبوب نے کیا ہے " " " "

ک — کسی کے محبوب نے کیا بھی " " ہووے "

ن میں بھلا بھی قیاس ہے جبکہ ش میں وضاحت سے موجود ہے

[3] ش — یہ تھوڑا احسان نہیں ہے آپ کا کہ آنکھ اٹھا کے دیکھیے (کذا)

←

گھڑی نا مہربانی ہے، گھڑی دو میں مدارا ہے[1]
کوئی پوچھے[2] تو نا انصاف، بولو یہ طرح کیا ہے

میاں[3] لخت جگر ہے، داغِ دل ہے، اشکِ خونی ہے
ہمارے پاس بھی سامان ہجراں[4] کا مہیّا ہے

دلِ روشن، مثالِ شمع رکھتا ہوں، اگر خو بان
جلا دیں تو عجب کیا اور سر کاٹیں تو بر جا ہے

قیامت تک نہ بھولیں گے تمھارے یہ سلوک[5] ہم کو
رقیبوں کی تواضع سر و قد ہے، ہم کو بالا ہے

کروں کیا اشک اب مجھ سے تو یک[6] دم تھم نہیں سکتا
مری آنکھوں میں پوچھو سوز سے یہ کون دریا ہے

---

[1] ن، ک: گھڑی میں مہربانی ہے ...
ا: ... یہ نامہربانی ہے گھڑی وہ ہی
کیا قیامت ہو گی مہربانی ہے گھڑی دو مدارا ہے (کذا)

[2] ن: کہ نا انصاف تو کہہ یہ طرح کیا ہے

[3] ن: یہاں

[4] ن: سامانِ ہجراں
ش: سامان ہجراں کے

[5] ا: اب تو

[6] ن، ش، ک: اک دم

گھڑی نامہربانی ہے، گھڑی دو میں مدارا ہے[1]
کوئی پوچھے[2] تو ناانصاف، بولو یہ طرح کیا ہے

[3] میاں لختِ جگر ہے، داغِ دل ہے، اشکِ خوں ہے
ہمارے پاس بھی سامانِ ہجراں[4] کا مہیا ہے

دلِ روشن، مثالِ شمع رکھتا ہوں، اگر خوباں
جلا دیں تو عجب کیا اور سر کاٹیں تو بر جا ہے

قیامت تک نہ بھولیں گے تمھارے یہ سلوک[5] ہم کو
رقیبوں کی تواضع سر و قد ہے، ہم کو بالا ہے

کروں کیا اشک اب مجھ سے تو یک[6] دم تھم نہیں سکتا
مری آنکھوں میں پوچھو سوز سے یہ کون دریا ہے

۱۔ ن، ق: گھڑی میں مہربانی ہے...
ا، ک: یہ نامہربانی ہے گھڑی وہ ہی
ل: کیا قیامت ہے گی مہربانی ہے گھڑی دو مدارا ہے (کذا)

۲۔ ن: کہ ناانصاف تو کہہ یہ طرح کیا ہے

۳۔ ن: یہاں

۴۔ ن: سامانِ ہجراں
ش: سامانِ ہجراں کے

۵۔ ا: اب تو

۶۔ ن، ش، ک: اک دم

کرے مجھ پر جفا و جور کیا رستم کا یارا ہے
ولے سمجھا میں اے عیّار تیرا ہی اشارا ہے

ملو[1] پاؤں تلے یا اس کو اپنے ہاتھ میں رکھیے
جو چاہو[2] سو کرو مختار ہو یہ دل تمھارا[3] ہے

ابھی لو[3a] اس کو تم آزردہ مت ہو میں تو ہنستا تھا[4]
یہ دل صدقے[5] گیا کیا تم سے زیادہ مجھ کو پیارا ہے

جوابِ نامہ تو نے جان کر[6] کھویا نہ اے قاصد
تری تقصیر کیا اے یار یہ لکھا[7] ہمارا ہے

خیالِ حور و غلماں شیخ کے گر[8] دل میں ہو تو ہو
ترے غم کے سوا کب سوز کے[9] دل میں گزارا ہے

---

[1] ل: ملے
ن: ملوں (کذا)

[2] ن۔ س۔ ک۔ ۱۰: تم

[3] ل: گھر

[3a] ن۔ ل۔ ش۔ ک: تو

[4] ل: ہسوں میں (کذا)

[5] ل: خلاق (کذا)

[6] ن: رکو

[7] ل: لکھا

[8] ن: گو
ل: گردن میں (کذا)

[9] ل: سے

یارو پوچھو تو کس کا گھیرا ہے — جس نے دم کو مرے اکھیڑا ہے

ہائے خوفِ خدا نہیں ظالم — دلِ مجروح تو نے چھیڑا ہے

او چغل میں نے اپنے گھر میں کہا — تو نے سب اس کے منہ پہ پھیرا ہے

ہے یہی خو[1] تو او بچا سن لے — تیرا دنیا میں تھل نہ بیڑا ہے

[2]رات مجلس میں اس کی[3] اپنا پاؤں — میں نے کس زور سے گھسیڑا ہے

یہ جو محبوب ہیں انھوں کے ناز — لات مکّی[4] ہے اور تھپیڑا ہے

ایک ہیں سب ورے یہ شاہ و گدا — زندگانی کا سب بکھیڑا ہے

سوز کے پاس اُڈ[5] [کل ہی] یار — دیکھو متھرا کا کیا ہی پیڑا ہے

اور کوئی نہ اگر تجھے آوے — پاس میرے یہ ہر پھیڑا ہے

---

۱ ن — جو تو او بچے

۲ ل — میں یہاں سے اخیر غزل تک کے اشعار کو ایک الگ غزل تصور کر لیا گیا ہے (اشعار ۱ تا ۴ صفحہ نمبر ۲۹۴ اس کے بعد علامت اختتام ادھر صفحہ ۲۹۵ پر ایک الگ غزل مع مطلع)

۳ ع — میرا

۴ ل — مکّے ہی

۵ ل — او گھری یار

ن — آذ کل اے یار

مجھے چھیڑتا ہے کہ تو پارسا ہے — میاں جان تو بھی بڑا[۱] اولیا ہے

سنا ہوں کہ عاشق ہوا ہے کہیں تو — دل اے جبیں سے بسیمہ آشنا بھی کیا ہے

نہ ڈر عشق سے اے دلِ بے تامّل — اگر کھائیں[۲] جاوے گا یہ بھی مزا ہے

دلِ بے وفا، بے مروّت ہوا کیا — جو تیرا صنم لطف سے آشنا ہے

تجھے نعمتیں ہیں تو میری بلا سے — مرا روز[۳] خونِ جگر ناشتا ہے

ہر اک اپنی اپنی بجاتا ہے نوبت
بجا سوز کا کوسِ[۴] شہرت بجا ہے

---

۱ ش — بترا
۲ ک — کھائی
۳ ش — اور
۴ ل — گوش

خبر لو دل کی نالہ آج جاں فرسود[1] کیسا ہے
الٰہی[2] خیر کیجو اشک خوں آلود کیسا ہے

لب[3] نے کی صدا سے اب تلک دل محو ہے یارب
بلا جانے ہماری[4] نغمۂ داؤد کیسا ہے

یہ گرد کاروانِ حسن ہے یا خط کی آمد ہے
صنم سچ کہہ ترا مکھڑا[5] غبار آلود کیسا ہے

کہا ہر چند ناصح نے کر کے مجھ کو بہت سنا ہر دم
نہ مانا پر نہ مانا ہائے یہ مردود کیسا ہے

میں[6] اس سرکش کے ہاتھوں آپ کو جب آگ میں ڈالا
کہا[7] اے سوز تو ٹک دیکھیو یہ دود کیسا ہے

---

[1] ل: فسردہ (کذا)
[2] ۰: اجی سب جانے دو یہ
[3] ن، ل: الست ہی کی
ا: الستِ ہے کی (کذا)
[4] ا: ہمارا
[5] ش، ک، ا، ل: چہرہ
[6] ن: جلایا سوز کو جب آتشِ ہجراں میں تب بولا
[7] ن: کہ یہ ہے خام نکلا دیکھیو یہ دود کیسا ہے

تجھ پاس اگر[۱] تیغ ہے یاں تیر دعا ہے
پر سامنے کیا ہوں مری آنکھوں میں حیا ہے
میں تم سے نہیں بولتا نچلے رہو بیٹھے[۲]
کیوں چٹکیاں لیتے ہو مری ران میں کیا ہے

۱؎ ل — جو ہے تیغ تو یاں
۲؎ ش، ا، ک — بیٹھو

ادھر لے جائیو تابوت جس کوچے میں بانکا ہے
کبھی پوچھے یہ مُردہ کون ہے کُشتہ کہاں کا ہے

قضا سے یہ مُوا یا نوجواں بانکے نے مارا ہے
یہ لڑکا یا جواں یا پیر ہے کس خانماں کا ہے

اسے جمدھر سے مارا یا کہ تیغوں سے کیا ٹکڑے
دیا تیروں سے چھیدا یا کہ یہ بسمل سناں کا ہے

بلا سے پوچھنے سے اس کے میری روح خوش ہوگی
کھڑے رہ جا کے کہیو کُشتہ اپنے مہرباں کا ہے

یہی کہیو نہیں ہم جانتے یہ کون ہے صاحب
و لیکن سوز رہتا تھا جہاں، یہ اس مکاں کا ہے

یہ صنم خوش ادا کہاں کا ہے
عشوہ کن دل ربا کہاں کا ہے

مجھ کو بتلا دُ[1] او ادا مت[2] ساز رو
یہ بت خوش لقا کہاں کا ہے

گل سے نازک بدن ہے[3] یہ گُل رو
اے صبا تو بتا کہاں کا ہے

سوز مرتا ہے تجھ پہ میں نے کہا
[یک[4] بہ یک] بول اٹھا کہاں کا ہے

کیسی صورت ہے کون ہے اچھا
وہ مرا آشنا کہاں کا ہے

میں نہ بیٹھوں گا اُس کنے واللہ
ایسا وہ پارسا کہاں کا ہے

---

[1] ا — بتلا دو

[2] ل — ادا یا رو

ک — ادا یا رے

ن — ؍ یا رے

[3] ن — ہیں

[4] ن، ا، ک — یک نہ دیک

ل — یک بہ دیک (کذا)

۱ یوں تو نکلے[۱] نہ مرے دل کی اپا سے گا ہے
دے[۲] فلک بہر خدا رخصت آہ ہے گا ہے

جز تری خاکِ در[۳] اے دوست برت کعبہ
دل میں ہو گر ہوسِ عزت رجا ہے گا ہے

۳ نہ[۴] شفاعت ہو پیمبر[۵] کی نہ تیرا دیدار
ہو جو فردوس بریں ہر بھی لگا ہے گا ہے

جان پر برق پڑی کھاتے ہوے تیر[۶] نگاہ
دل میں شیشہ[۷] کے بھی کرتے ہو پنا ہے گا ہے

۵ ہے[۸] وہ عشاق میں گردن زدنی سوختنی
الم زخم سے جو[۹] دل کے کراہے گا ہے

نعش کو میری سر راہ ہی رہنے[۱۰] دینا
گر کرے[۱۱] قتل وہ کچھ رکو کے گنا ہے گا ہے

۷ منت بار صبا[۱۲] خاک کو ہے میری ننگ
آپ[۱۳] ہی روندے گا وہ باخیلِ[۱۴] سپاہ ہے گا ہے

ایک[۱۵] نے سوز سے پوچھا کہ صنم سے اپنے
اب بھی ملتے ہو بدستور کہ گا ہے گا ہے

۹ دیکھ کر سینہ کو گھڑی ایک میں بھر کر دم سرد[۱۶]
یوں اشارہ[۱۷] سے جتایا سر اہے گا ہے

خرمن عمر بصد جان کروں میں[۱۸] تو نثار
اس طرف دیکھے اگر برق نگا ہے گا ہے

←

۱۱ میں تری تیغ کی پرستش[۱۹] کا کروں سب میں ثنا
تو مرے زخم اٹھا[۲۰] ئے نہ سرا ہے گا ہے

بولوا[۲۱] ے دوز خیو جھوٹ[۲۲] نہ کہیوا ب بھی،
سوز سا تم میں برا نام سیا ہے گا ہے

ا؎ س — نکلیں

۲؎ ن، م، ش، ک، ل — اے

[ل میں اس کے بعد (ل کی ترتیب کے مطابق) آنے والے تین اشعار کو قطعہ بند ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح شعر نمبر ۶-۷ اور پھر شعر نمبر ۸، ۹، ۱۰ اور پھر ۱۱، ۱۲ کو بھی قطعہ بند بتایا گیا ہے۔ ن میں بھی (ن کی ترتیب کے مطابق۔ تمام متون کی ترتیب اسی حاشیے کے آخر میں ظاہر کر دی گئی ہے) شعر نمبر ۲، ۳ اور ۹، ۱۰ کو قطعہ بند ظاہر کیا گیا ہے جبکہ سوز کے نسخے میں ساری غزل میں کسی قطعے کی کوئی نشاندہی نہیں ہے۔]

۳؎ ل — درو دوست

۴؎ ل — بشفاعت

۵ے ش، ک	پیغمبر
۶ے ش	تیری
۷ے ل	شیشے
ن، ش	سینے
۸ے ل	ہے عشاق میں (کذا)
۹ے ن	سے دل کے جو
۱۰ے ش	بہنے
ل	بہاے
۱۱ے ک	گر گرے رکھ کے وہ کچھ قتل
۱۲ے ن، م، ش، ک	عمار
ل	بمار (کذا)
۱۳ے ن	آپ ہی روندے گا باجل سیا ہے گا ہے
م، ش، ک	ابھی

مسوز کے ہاں آپ اور ہی کے اشتراک سے ایک تیسری آواز آپھی کا استعمال پایا جاتا ہے اور یہاں وہی مراد بھی ہے۔ ن کی اصلاح سے مصرعہ جدید لہجے کے قریب تر ہو گیا ہے لیکن شاعر کا لفظ جاتا رہا ہے۔ مسوز کے ہاں یہ لفظ دوسرے مقامات پر بھی اسی طرح (آپھی) استعمال ہوا ہے ملاحظہ ہو:

ش سرخوشی جوشی بہار نرگس مستانہ ہوں
آپ ہی مینا ہے مے ہوں آپھی میں پیمانہ ہوں

ک — سرخوشِ جوشِ بہارِ نرگسِ مستانہ ہوں
آدھی میں مینا سے ہوں آدھی میں پیمانہ ہوں

ن میں اس شعر میں بھی "اصلاح" کرتے ہوئے مصرعہ ثانی کو

آپ ہی مینا سے ہوں آپ ہی پیمانہ ہوں

کر دیا گیا ہے (غزل ۱۲۸ صفحہ ۱۵۱) سوز کے خود نوشتہ متن میں اس لفظ کی یہ
ساخت دریافت ہو جانے کے بعد اب اس میں ترمیم کا کوئی جواز نہیں رہا — ۱۲

۱۴ ل — ناصل (کذا)

۱۵ ن — سوز سے ایک نے پوچھا

۱۶ م، ک — دیکھو منہ اس کا

۱۷ ن — اشارے

ش، ل — اشاروں سے بتایا

م، ک — اشارت " "

۱۸ ن، م، ش، ک، ل — میں قربان

۱۹ ن، ش، ک، ل — کی گردن

م — سب سے

۲۰ ن — زخم نہانی زسرا ہے

م، ک — اٹھانے " "

ش — اٹھائے " "

۲۱ ش — بولیو

۲۲ ن — نہ کہنا

★ دیوانِ سوز کے خطی اور مطبوعہ نسخوں میں غزلوں کی ترتیب اشعار میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے اس کا اندازہ اس غزل کے اشعار کی ترتیب سے کیا جا سکتا ہے: سوز کی اپنی ترتیب جسے ہم نے متن میں ملحوظ رکھا ہے ذیل کی جدول میں س سے اور دیگر نسخوں کی ترتیب ان کے لیے مخصوص علامات سے ظاہر کی گئی ہے۔

س	ن	م	ل	ش	ک
ایک	۱	۱	۱	۱	۱
دو	۲	۲	۲	۲	۲
تین	۳	۳	۳	۳	۳
چار	۱۱	ندارد	۴	۴	ندارد
پانچ	۴	۴	۵	۵	۴
چھ	۵	۵	۶	۶	۵
سات	۶	۶	۷	۷	۶
آٹھ	۹	۹	۱۱	۱۱	۹
نو	۱۰	۱۰	۱۲	۱۲	۱۰
دس	۷	۷	۸	۸	۷
گیارہ	۸	۸	۹	۹	۸
بارہ	۱۲	۱۲	۱۰	۱۰	۱۱

مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے
سبھوں سے پوچھتا ہے کس نے اس کو مار ڈالا ہے

اٹھا بس ہاتھ دل سے کیا کسی کی جان لے لے گا
اسے لگ جائے گی ٹھیس اور بلّے زخم آلا ہے

سجیلے سرو قامت اور بھی محبوب ہیں، ہاں ہیں
ولے میرے سہی بالا کا سب میں بول بالا ہے

بنائی دستِ قدرت سے خدا نے صورتِ انساں
ولے میرا چھبیلا دیکھو تو سانچے میں ڈھالا ہے

سبھوں کو قتل کر کے میری باری منہ چھپاتا ہے
سنے کیا اب کی باری، دیکھیے باری تعالیٰ ہے

تم اس سبزے کو بتلاتے ہو خط ہے، خط نہیں سوچو
یہ خط ہے احمقو یا چاند کے مکھڑے پہ ہالا ہے

نئے عاشق تو خط کو دیکھ کر دل پھیر لیتے ہیں
ادھر دیکھو تو گویا چاند کے مکھڑے پہ ہالا ہے

اٹھا کر سوز کو مجلس سے میرا نوجواں بولا
کہ پیروں کو منا کر میں نے اس بڈھڑے کو ٹالا ہے

۱؎ ا، ک، م	مرے کیا
ا، الف، ک	پوچھتا
۲؎ ن، ش	اٹھا بس ہاتھ چھاتی سے کسی کا جان کیا لے گا
ل	" " " کسی کا حال "
۳؎ ن	ارے
ا، ک	ابھی
۴؎ ک، و، ش	آہ ظالم زخم آلا
۵؎ ش، ک، ا، ل	سخنداں
۶؎ ک، ا، ل	دیکھیو سانچے میں
ش	دیکھیو تو سانچے کا
۷؎ ا	محفل
۸؎ ش	نیروں کو فنا کر (زائد)
ل	پیروں کو فنا میں نے (،،)
۹؎ ا	بڑھے
ن، ک	پتھر

یہ زلف ہے یا کوئی بلا ہے — دل قید میں جس نے کر لیا ہے

جینے کی نہیں امید ہم[1] کو — کالے کا ڈسا کہیں جیا ہے

کرتے ہو عبث علاج یارو — [2]یہ درد تو آپ ہی دوا ہے

تقصیر تو کچھ نہیں ہماری — کیوں روٹھ رہے ہو آج کیا ہے

عاشق تو ہزار[3] ہوں گے پیارے

لیکن کوئی سوز سا ملا ہے

۱؎ ن — اب تو

۲؎ ا — کیوں روٹھ رہے ہو آج کیا ہے

۳؎ ش — ہزاروں

جگر[۱] لب تک ہیں آہ و فغاں بے تاب نکلا ہے
وداعِ میہماں[۲] کرتا ہے حتّی الباب نکلا ہے

نہ یہ ناسور دل چنگا ہوا کیا کیجیے یا رب
ابھی آنکھوں سے میری قطرۂ خوں ناب نکلا ہے

تواضع سوز کی کیونکر کریں گے شیخ جی صاحب
انھوں کی کون ہیں اب تو پر سرخاب نکلا ہے

۱۔ ا — جگر سے لب تلک آہ و فغاں

۲۔ ک — مہماں

تنہا نہ مجھے دردِ نہاں تجھ سے گِلہ ہے
نالے[1] سے بلی شکوہ ہے فغاں تجھ سے گِلہ ہے

کیوں روبرو اس کے نہ کیا حال[2] بیاں کچھ
سنتا ہے وہ کچھ وردِ زباں تجھ سے گِلہ ہے

ہر چند کہ چاہا یہ کھلے پر نہ کھلا حیف
کہتا ہے کچھ احوال دہاں تجھ سے گِلہ ہے

کیا جلد گئی[3] ہاتھ میں دامن بھی نہ آیا
تا حشر یہ عمرِ گزراں تجھ سے گِلہ ہے

کیوں شرح نہ آیا تو مرے وقتِ سفر[4] بھی
میں دیکھ تو لیتا تجھے یاں تجھ سے گِلہ ہے

کیوں لوح بنائی تھی کہ وہ دیکھ کے سمجھا گا
گم نام کو اے نام و نشاں تجھ سے گِلہ ہے

کیوں سوزِ دروں قبر سے باہر کیا تو نے
اے سوز مرے سوختہ جاں تجھ سے گِلہ ہے

---

[1] ع نالہ

[2] ع جان

[3] ن گئے

[4] ن سنو

تو نے جو کچھ کہ دل میں ٹھانا ہے — سو تو ہم نے کبھی کا جانا ہے

پاس سے دل کے دور ہوا ہے غم — اس کو مت چھیڑیو یگانا[1] ہے

روتے روتے ہی گزری ساری عمر — کیوں میاں کیا یونہی گھلانا ہے

کیا نصیحت کسی کی مانے یہ — ہاں جی ایسا ہی دل دوانا ہے

سوز کو ہیں جس طرح چاہے

اب تو تو نے غریب جانا ہے

۱؎ لگانا

جس نے کچھ آپ کو پچھانا[1] ہے — اس نے اپنے خدا کو جانا ہے

قیس و فرہاد[2] و لیلیٰ و شیریں — سنتے آئے ہیں سب فسانا ہے

تھے کبھی، اب کہاں ہیں بتلاؤ — میاں خدا ہی سے جی لگانا ہے

جو ہمیشہ ہے قائم و دائم — جس نے پیدا کیا زمانا ہے

کیوں تو مجنوں کو نام رکھتا ہے

سوز تو بھی بڑا دوانا ہے

۱؎ ن — پہچانا

۲؎ ن — قیس و فرہاد لیلیٰ و شیریں

* دل مرا عشق کا دوانا ہے — ناصحا چپ کر[1] تو سیانا ہے

گو[2] کہ مجھ کو اٹھا دیا تو نے — مجھ[3] کو کب تجھ[4] سے دل اٹھانا ہے

دوست[5] بھی[6] ہو گئے مرے دشمن، — ہائے اللہ کیا زمانہ[7] ہے

کب[8] لیا دل کو تیری زلفوں[9] نے — یہ بھی لوگوں کا شاخسانہ[10] ہے

آپ سے آپ جا کے پہنچے[11] ہے — جس جگہ[12] جس کا آب و دانہ ہے

اے فلک شاد ہم کو رخصت کر — پھر ترے گھر میں کس کو آنا ہے

غیر[13] کی یار تم کرو پیار
سوز کو دل سے گر[14] بھلانا ہے

---

* طبق سں

ا؎ ک ش ں — تو گر

ا — تو گو

۲؎ ن ۔ ا ۔ ش ں ا ک — گو کہ مجلس سے تو نے اٹھوایا

۳؎ ں — میرا کب تجھ سے دل سیانا ہے

۴؎ ک ۔ ا ۔ ش — تم سے

۵؎ [یہ شعر ش میں نہیں]

←

۶؎ ل — بھی میرے ہو گئے دشمن

ا — ہیں ہو گئے مرے دشمن

۷؎ ا — ٹھکانا

۸؎ ن۔ ا۔ ش۔ ک۔ ل — کب دیا دل میں تیری زلفوں کو

۹؎ س — نہیں

۱۰؎ ش۔ ل — شاخ شانہ

۱۱؎ ا۔ ش۔ ک۔ ل — گا

۱۲؎ ا — جی کا

۱۳؎ ن — کو

۱۴؎ ش — بلانا

دل نزاکت[1] کا آشنا ہے — کیا جانے اس کو کیا ہوا ہے

میں نے تو تجھے کبھی نہ دیکھا — بن دیکھے ہی[2] دل کا جی لگا ہے

رہنے[3] دیجو اسے مری جان — واللہ[4] بہت یہ کام کا ہے

اک[5] بات کہوں اگر سنے تو — تیرا بھی[6] جی کہیں لگا ہے

شرماتے مجھ سے[7] تجھ کو واللہ — بتلا تو اس میں کیا مزا ہے

جو[8] تو پوچھتا ہے سو نہیں میں — مجھ سے کس ڈر سے بھاگتا ہے

اس وضع بہت ذلیل کر[9] یو — بندہ[10] یہ تیرا ہی خاک پا ہے

تو سوز سا اس کو جانیو مت — ظاہر میں وہ[11] شکل پارسا ہے

پر شب رکھتا ہے چار عورت — لونڈا تو[12] روز ناشتا ہے

جمدھر مت کھینچو جان صاحب — کیا ہے ترے دل میں آج کیا ہے

وہ دہ[13] کہنے پہ اور دونی — کس نے یہ بانکپن بدا ہے

تیرا[14] تو ان دنوں میں یہ لو — غصہ تو ناک پر دھرا ہے

جمدھر تو[15] میان کر کے بیٹھو[16] — پیارے جی ابھی تو دن پڑا ہے

ٹک رات تو آنے دو مری جان — پھر دیکھیو تم کہ کیا مزا ہے

میں سوز تیرا نہیں ہوں دل سوز
تو مجھ کو اولیا[17] جانتا ہے

---

١ ل — نزاکت

٢ ا — بن دیکھے دل کا جی لیا ہے

شن ل — " " " لگا " ←

ک — بن دیکھے ہی دل کا جی لیا ہے
ن — 〃 〃 اس کا جی لگا 〃

۳۔ ل — رہنے دیجے
ش — اپنے دیجو

۴۔ ن — کبھی دل
ع — بھی دل

۵۔ ع — راست کہہ جان

۶۔ عؔ میں اس شعر کی جگہ دو شعر ہیں:-

۱۔ ہے ہے تو قدر دان ہو کر — مجھ سے کس ڈر سے بھاگتا ہے
۲۔ جو تو بوجھا ہے سو نہیں میں — واقف دل کا وہی خدا ہے

نؔ نے بھی اسی کی پیروی کی ہے۔ ہم نے مؔ کے متن کو اختیار کیا۔

۷۔ ک۔ و۔ ش — یہ
۸۔ ن۔ ل — تو
۹۔ ش۔ ل — یہ بندہ ترا خاک پا ہے
ن — ترا ہی خاک پا 〃
۱۰۔ ع — مجھ کو
۱۱۔ ا — یہ
۱۲۔ ا — سو روز
ش — تو زور
۱۳۔ ا — در سے
۱۴۔ ل — تو
۱۵۔ ا — کو
۱۶۔ ش — بیٹھو سوز (کذا)
۱۷۔ ش — ویسا

جس روز سے تو جدا ہوا ہے — کیا جانیے جی[۱] کو کیا ہوا ہے

مرنا[۲] اور دیکھنے کی حسرت — کیا کیا[۳] دل میں بھرا ہوا ہے

جتنا سمجھاوتا[۴] ہوں دل کو، — ق — ظالم تجھے کیا بلا ہوا ہے

کیوں اتنا تو ہوا ہے ابتر[۱۴-م] — زلفوں سے کیوں[۵] ملا ہوا ہے

احمق اتنا تو شوخ[۶] کوئی — ایسے[۷] کا آشنا ہوا ہے

کہتا[۷-۱۴] ہے کہ تجھ کو کیا پڑی[۷-۸] چل — میرا تو جی[۸] لگا ہوا ہے

بدنام ہے سوز کیوں جہاں میں

کیا تیرا آشنا ہوا ہے

[طبق سس]

۱ ن، ش، ک، ل، ا — دل

۲ " " " — ہے نزع میں دیکھنے کی حسرت

۳ ل — کروں

۴ ن، ا — سمجھایا میں نے دل کو

۱۴-م — ناداں

۵ ن، ا — کیا / کیوں لگا

۶ ل، ک — شوخ

۷ ک — ایسا

۷-۱۴ ع — رو رو کے جو کہتا ہے

۷-۸ ع — کیا پڑا دور

۸ ن، ا — دل

تو نے ظالم بہت ستایا ہے — کیا ستانا ہی تجھ کو بھایا ہے

دل کی اب تو کہیں نہ پائی بو — کیا کریں موند کر جلایا ہے

تم کو چھیڑا تڑپنے دیا تم نے — آپ رونے کا منہ بنایا ہے

دل کو میرے چرالیا ہے ہے — ہاتھ خالی مجھے دکھایا ہے

چھپتا ہوں تو مجھ کو کہتا ہے — واہ وا ہے بڑا تو آیا ہے

ہاتھ میرا مروڑتا ہے سر کے — تو نے مجھ کو دبیل پایا ہے

بل بے عیار تری عیّاری
کس نے یہ فن تجھے سکھایا ہے

ہزاروں مار ڈالے اور ہزاروں کو جلایا ہے

تری ان انکھڑیوں کو کس نے یہ جادو سکھایا ہے

مروں[1] میں کس طرح مرنا کوئی مجھ کو سکھا دیوے

اجل شرما کے ٹل جاتی ہے جب سے وہ سمایا ہے

کوئی اب غم نہ کھاؤ خلق میں بے[2] غم رہو یارو

کہ میں نے آپ[3] اس سارے جہاں کے غم کو کھایا ہے

مجھے کیا عشق سے نسبت کہاں میں اور کہاں دلبر

ان آنکھوں[4] نے لگایا ہے مجھے دل نے بجھایا ہے

سب اپنا جان تو اے غم دل و جاں دین اور ایماں[5]

وے دل سے پرے[6] رہنا دوانے یہ پرایا ہے

دل گم گشتہ[7] میرا ہو نہ ہو تیرے[8] کنے ہوگا

بھلا[9] اے چور تو نے ہی[10] لیا ہے میں نے پایا ہے

بہار آئی بہار آئی یہی اک آن کی خاطر

عبث[11] ان عندلیبوں نے چمن میں غل مچایا ہے

کسی سے کہے کہ تو[12] ناصحا جو عشق سے بھاگے

کہیں[13] جا بھی پرے بک بک کلیجا کیوں پکایا ہے

جو تیرے دام میں زلفوں کے تھے سو تو نکل بھاگے

وے لے یہ سوز بن[14] داموں[15] ترے ہاتھوں بکایا ہے

←

۱	ن	کس طرح میں
۲	ش	منعم
۳	ع	سربسر
۴	ل	آنکھوں میں
۵	ل	آشنا
	ش	کہا
۶	ش	تیرے اپنا دیوانے (کذا)
	ک، ل	پھرے رہنا "
	ن	" بلتے
۷	ل	گم گشت ترا
	ن	گم گشتہ اپنا
۸	ع	تری بغل میں ہو
۹	ع	نہیں
۱۰	م	میں نے یہ
۱۱	ل	ان بلبلوں نے اب چمن میں غل
	ع	عبث کیوں بلبلوں نے اس چمن
۱۲	ل	کر ترک ناصحا (کذا)
۱۳	ع	وے یہ سوزن داموں ترے ہاتھوں بکایا ہے
	ل	کہیں خال سرے (کذا)
۱۴	ا، ک	کہیں
۱۵	ش	لگایا

خدا نے[1] لڑکپن کا بھی عجب عالم بنایا ہے
کہ اس صورت[2] میں اپنی ساری چھل بل کو چھپایا ہے
یہ مکتب خانہ کہتے ہیں جسے شیطان خانہ ہے
یہاں ایک ایک لونڈا فتنۂ عالم بنٹا یا ہے
ادھر دیکھو[3] یہ آتا ہے محلے دار کا لڑکا[4]
اس[5] اپنی اچھی بھچی شکل کو کیسا بنایا ہے
چڑاتا ہے سر امنہ میں نے کس[6] کو کچھ کہا یارو
ارے[7] کوئی بڑا شیطان تجھ میں آسمایا ہے
ارے جا بھی کہیں جا خیر سلا[8] سے کہا دور ہو
بھلے مانس کا لڑکا جان کو میری تو آیا ہے
میں کہہ دیتا ہوں ٹوٹک سے میاں جی پھر[9] نہ یہ کہیو
بس[10] اپنے بھیس میں رونے کا تو[11] نے منہ بنایا ہے
میاں جی تم چھاگی[12] مجھ سے لو اور اس کو چھٹی دو ،
یہ پھر جاتا کہاں ہے اب تو اس نے سر اٹھایا ہے

چڑا تو منہ چڑا پر سوز کے قابو میں جب آیا
تجھے معلوم ہو گا میاں[13] کسی کا منہ چڑا یا ہے

---

[1] ش خدا نے لڑکپن کا اور ہی عالم

ل " " زور "

ن — خدانے بھی لڑکپن کا عجب عالم ہے [بلا شبہہ لڑکپن بفتحتین قابل ترجیح ہے لیکن م اور دیگر نسخے اسی قیاس کی تائید کرتے ہیں کہ سوز نے لڑکپن کو بسکون دوم باندھا ہے]

۲ م، ک — کو اپنی ساری کھیل بل میں

۳ ش، ا، ل — نہ

ن — وہ

۴ ل — ہجرا

۵ ش، ا — کس اپنی

ل — " " اچھی مجھی

ک — " " اچھی اچھی

۶ ن، ل — اس کو

۷ ل — ارے

ش — اے کوئی تیرا

۸ ن — میں کہتا ہوں

۹ ن، ش — یہ مت کہیو

۱۰ ن — اتنی محبت میں رونے کا کیسا منہ

۱۱ ل — تم نے

۱۲ ا — جمالی کذا

ل — جمالی "

۱۳ ن — تونے جیسا

ش، ل — ہاں

مرے دل کو داغوں نے گلشن[1] کیا ہے ‏ ‏ ترے عشق نے[2] جب سے مسکن کیا ہے

صنم پوجنے[3] والوں سے مجھ کو پوچھو ‏ ‏ مجھے بت نے اپنا برہمن کیا ہے

ترا[4] شکوہ جو منہ سے نکلے ہے گاہے[5] ‏ ‏ سو دل نے[6] مجھے تجھ سے دشمن کیا ہے

اسے پاس اپنے نہ رکھ پھیر دے بس[7] ‏ ‏ کہ اس[8] نے ترا راز روشن کیا ہے

نہ یہ ہے فرنگی نہ رومی[9] نہ ہندی ‏ ‏ یہ بہروپ[10] میں اپنے ابرن کیا ہے

لگا ہاتھ لیا دل[11] سے وحشی کو[12] (آخر)

میاں[13] سوز تم نے بڑا فن کیا ہے

---

1. ا — کے داغوں سے
   ش، ک، ل — کو
2. ا، ش، ک، ل — غم نے آ اس میں
3. ح، خ — پوجنے والوں سے مجھ کو پوچھو
4. ش، ن، ا، ک، ل — مرا
5. میرے
6. ن، ش، ک، ال — مرے دل نے یاں مجھ سے / مجھے دل نے یاں
7. ب، ح، خ، ن — یاں
8. ا — ان نے
   ش — زن ترا (کذا)
   ن — اس سے
9. ش — نہ ہندی نہ رومی
   ک — نہ ہندو نہ رومی
10. ش — لے اور ابرن
    ا، ک — نے
    ل — بہروپ کے (کذا)
11. ن، ش، ک، ا، ل — ایسے وحشی کو آخر
12. ب، ح، خ، ی — شاباش
13. ن — ارے

*
غم ہے یا انتظار ہے کیا ہے — دل جواب بے قرار ہے کیا ہے
وائے غفلت نہ سمجھے دنیا کو — یہ خزاں[1] یا بہار ہے کیا ہے
کچھ تو پہلو میں ہے خلش دیکھو — دل ہے یا نوکِ خار ہے کیا ہے
قفسِ تن[2] تو جل کے راکھ ہوا — آہ ہے یا شرار ہے کیا ہے

کھینچ کر تیر مار[3] سینے بس
سوز ہے یا شکار ہے کیا ہے

---

* زمانۂ تخلیق:- قبل از ۱۲۱۰ھ/۹۶–۱۷۹۵ء

[طبق س]

۱۔ ل — خزانِ بہار
۲۔ ل — تن تو جل کے خاک
۳۔ ش — مارے

سینۂ پر سوز[1] ہے اور دیدۂ پر آب ہے
اس سوا گو عاشقوں کے اور کیا اسباب ہے

کیا کروں میں اپنے دل کی بے قراری کا بیاں
دل نہیں پہلو میں گویا قطرۂ سیماب ہے

پیرتا[2] تو ہے دلا دریائے حسنِ یار میں[3]
ناف سے بچ کر نکلنا ٹک کہ یہ گرداب ہے

صحبتِ یک دیگر[4] اے یارو غنیمت جان لو
آج جو موجود ہے سو کل خیال و خواب ہے

اشک کو اے سوز مت نا قدر دانی سے بہا
قطرہ جو گرتا ہے اس کا گوہرِ نایاب ہے

---

[1] ل — پر شور
[2] ش — تیرتا
ا — پیرتا
[3] ش ن ک ، ا ل — کو
[4] ن — ہمدیگر
ل — اے یارو یک دیگر غنیمت جان لو (کذا)

عاشق کا گر یہی اسلوب ہے — پھر تو اس جینے سے مرنا خوب ہے

کوئی کہتا ہے کہ عاشق ہے کہیں — کوئی کہتا ہے نہیں مجذوب ہے

کوئی کہتا ہے جفا کش ہے ترا — ہاں جی اپنے وقت کا ایوب ہے

کوئی کہتا ہے بہت روتا ہے یہ — کیا بلا ہم طالع یعقوب ہے

کوئی کہتا ہے نہیں آنکھیں تو دیکھ — کس کا رونا آنکھوں میں آشوب ہے

الغرض ہے ہر جواں کے بوجھو ساتھ

[سوز دیکھو] تو وہی محبوب ہے

ان بتوں کی یہی جو الفت ہے　　قہر ہے، ظلم ہے، قیامت ہے

روبرو تیرے اور آئینہ　　جان واللہ مجھ[1] کو حیرت ہے

ہر گھڑی مجھ کو مت ستا اے عشق　　تیری کیا[2] یہ زبون عادت[3] ہے

اور کیا اڑ گئے ہیں دنیا سے　　جو مجھی سے تجھے عداوت ہے

آہ تیرے قدم کی برکت سے　　کیا کہوں دل کی کیا حقیقت ہے

نیند اور بھوک اڑ گئی ساری　　ایک دم ہے سو بے حلاوت ہے

چین دے[4] چین دے ذرا ظالم　　عشق ہے تو کہ یا ملامت ہے

تیرے در سے ندان چھٹتا[5] کر

سوز جاتا ہے کیوں جی رخصت ہے

---

[1] ل　　تجھ کو (کذا)

[2] ش　　یہ کیا

[3] ل　　عبادت

[4] ن　　کوئی دم ذرا

[5] ن، ل　　اکتا

کہاں دل ہے کہاں ایمان کجا وہ صبر و طاقت ہے
اجل کی یاد ہے ہمدرد یا اندوہِ فرقت ہے
وہاں لاکر قضا نے مجھ کو پھینکا ہے کہ مت پوچھ
فراقِ دوستاں ہے یا جدائی کی مصیبت ہے
نہ ہو گر دولتِ دنیا تو کب پرواہ ہے واللہ
تمھاری یاد صاحب دو جہاں کی ہم کو دولت ہے
بیاں ہر گز کیا جاتا نہیں جو دل پہ گزرے ہے
تمھاری نے تو شفقت ہے نہ یاروں کی کبھی صحبت ہے
جہاں بیٹھا وہاں بیٹھا سر کنا کس کو کہتے ہیں
سو یہ بھی ناتوانی حضرتِ پیری کی دولت ہے
میں تم سے پوچھتا ہوں سوز کیا تیرے نصیبوں میں
یہی ہر آن کا جلنا یہی ہر دم کی رقت ہے؟

لے ۴ گزرا

★

عزیزو دیکھو کیا مہرباں پر رب کی رحمت ہے

اگر یہ زہر کھاتا ہے تو اس کے حق میں امرت[۱] ہے

یہ خورشیدِ فلک جس کے مقابل ہو نہیں سکتا

مقابل اس کے ہووے آئینہ یہ مجھ کو حیرت ہے

نہ اس کو شہر میں آرام ہے نے صحرا میں خوش وقتی

نہ سینے میں اسے ہے چین، دل پر کیا اذیّت ہے[۲]

صنم آئینِ دلداری سکھاؤں! کان[۳] رکھ کر سن:

کرم[۴] ہے، مہربانی ہے، مدارا ہے، محبّت ہے

جہاں میں تجھ سوا ہے کون جس سے میں کروں الفت

مجھے تیری[۵] ہی الفت کی قسم، تیری ہی الفت ہے

گیا ہے ایک تو دل چھوڑ کر مجھ کو ملامت میں

تس اوپر ناصحوں کا دُکھنا دونی مصیبت ہے[۶]

کہاں مجنوں، کدھر لیلیٰ، یہ افسانے ہیں اے یارو

جہاں میں ان دنوں[۷] تو سوز اور مہدی[۸] کی شہرت ہے

★ یہ غزل ۱۲۰۴ھ / ۹۰—۱۷۸۹ء یا اس کے بعد کی ہے

۱۔ ش، ل — رحمت

۲۔ ن — نہ سینے میں ہے اس کو چین دل پر کیا اذیّت ہے

ل — " سینہ " " " ہے " دلبر " "

←

ا — نہ سینے میں اسے ہے چین دلبر کیا عداوت ہے

ک — نہ سینے میں عداوت، اسے ہے چین دلبر کیا ہے (کذا)

۳ ا — کا سکھ گر سن (کذا)

۴ ل — کرے ہے

۵ ل — مجھے تیری ہی الفت ہے قسم ہے تیری الفت کی (کذا)

۶ ک — کہاں لیلیٰ یہ افسانہ ہے اے یارو

ن، ا — کدھر " " " "

ش — " " میں " "

۷ ش، ک، ا، ل — میں

۸ میر مہدی داغ، فرزند سوز (ولادت تخمیناً ۱۱۸۴ھ/ ۷۱-۱۷۷۰ء، وفات ۱۲۰۴ھ/ ۹۰-۱۷۸۹ء) مزید حوالوں کے لیے اس ردیف کی غزل ع
اجاڑے منتوں کے پالے سے الخ
کے حواشی ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲

نہ پوچھو حالِ دل بابا کبھی[1] کچھ ہے کبھی کچھ ہے

بسانِ وسعتِ دریا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

گھڑی لبریز ہے گُل سے گھڑی ہے خار و خس سے پُر

بہارِ گلشنِ دنیا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

گھڑی[2] ہاتھی پہ بٹھلادیں، گھڑی کوچوں میں پھروادیں

٭ [3]بلے دنیا بلے دنیا، کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

گھڑی[4] آکر گلے لگنا، گھڑی تلوار دکھلانا

بتوں کی دوستی بابا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

گھڑی ہے سیرِ دنیا سے گھڑی تولہ گھڑی[5] ماشا

میاں اس سوز کا سودا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

۱؎ ش میں ردیف کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے

۲؎ ش میں "گھڑی" لکھ کر کاٹ دیا گیا ہے اور حاشیہ میں "کہیں" لکھا ہے اور "کوچوں" سے پہلے "کبھی" درج کیا گیا ہے (کہیں ہاتھی پہ بٹھلادیں کبھی کوچوں میں پھرادیں) اسی طرح ک میں مصرعے کی صورت یہ ہے ع "کبھی ہاتھی چڑھ جاتے ہیں کبھی پاؤں پھراتے ہیں" یہ مصاریع قبول کیے جا سکتے تھے لیکن غزل میں آغازِ مصاریع میں "گھڑی" اور ردیف میں "کبھی" کا جو التزام نظر آتا ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ۱۲

۳؎ ش ل بلے دنیا وما فیہا
ن ک میاں "

٭ ک میں اس شعر کے بعد ایک اور شعر ہے، جو بہت واضح نہیں:-
کل ہی تھا ایک ٹٹو آج پھرتا ہے پیرے جاتا یہی بن سوز یا مولا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے

۴؎ ش کہیں آکر گلے لگنا کہیں تلوار دکھلانا

۵؎ ل کبھی

جب سے گل رو اٹھ گیا پہلو سے یہ دل خار ہے

مجھ کو اب رشکِ جہنم یہ گل و گلزار ہے

خواب و خور کیا اب تو دم لینا بھی دل پر بار ہے

خاک اس کی زندگی جو جان سے بے زار ہے

ناتوانی مجھ کو لے جاتی نہیں تم لے چلو

اے محبّو اس کنے عاشق سے جو بے زار ہے

اب تو خالی ہاتھ جاتا ہوں جہاں سے دیکھو لو[1]

اور تو[2] توشہ نہیں، پر حسرتِ دیدار ہے

---

[1] ن   لے

[2] ن، ش، ا-۱   کچھ

دوسرا اور چوتھا شعر آ میں دوبار درج ہیں پہلے صفحہ ۳۶۷ پر اور پھر صفحہ ۴۷۸ پر

ہر بات میں جو[1] تجھ سے صنم تو خفا رہے[2]
تو عاشقوں[3] کے بیچ تری بات کیا رہے

واعظ بھی وعظ[4] بھول کے پینے لگے شراب
ساقی جو ایک دور بھی ایسی ہوا رہے

معلوم ہووے اس کو دو عالم کی[5] کائنات
کعبے[6] کو چھوڑ کر جو کوئی دل میں آ رہے

اے دل تو راہ میرے مسافر کی بس نہ روک
یہ طفل اشک پردے[8] میں کب تک چھپا رہے

کس واسطے تو مجھ سے الجھتا ہے ہر گھڑی
جاتا ہوں تیرے کوچے سے میری بلا رہے

پاؤں فلک اگر[9] دہ ترے پاؤں[10] سے دسترس
خوں میں تمام عمر ہی ڈوبی حنا رہے

لیل و نہار آرزوئے سوز ہے[11] یہی
اس کا ہو رو سیاہ جو تجھ سے جدا رہے

---

[1] ع — ہم سے
[2] ل — رہے ہے (کذا)
[3] ش، ک، ل — عاشقی کے بیچ
ن — عاشق کو بیچ

۱ ←

←

۴ه ن، ش، ل — واعظ (کذا)

۵ه ل — کا

۶ه ش، ک، ل — کعبہ

۷ه ل — اے

۸ه ن — پردوں

۹ه ک — ترے وہ اگر یاوے

۱۰ه ن — پاے

۱۱ه ش — نہیں (کذا)

★

ہم کیا کریں صبا جو چمن میں بہار ہے
قربانِ اشک یاں بھی قفس لالہ زار ہے

کوئی جان بوجھ کر بھی جلاتا ہے اپنی جان
اے وائے عاشقی میں کسے اختیار ہے

راتوں کی سیر تم نے[1] چھپائی تو کیا ہوا
آنکھوں میں اب تلک بھی[2] تمھاری خمار ہے

ملنے کو تیرے ہم کو بہانہ ہی چاہیے
روٹھے تو روٹھے دل تو ہمارا ادھار ہے

جب دیکھتا ہے سوز کو کہتا ہے دوڑ یو
جانے نہ پاوے یہ جیو میرا شکار ہے

---

[1] ن۔ش۔ ز۔ل ہم سے
[2] ن تو

مجھے دل کی کہاں سے اب خبر ہے — خدا جانے یہ[1] دیوانہ کدھر ہے

جلادے مجھ کو میں اس میں خوش ہوں — دھواں[2] ہونے کا ٹک مجھ کو خطر ہے

قدم آگے نہیں پڑتا ہے یارو! — کوئی[3] پوچھو تو یہ کس کا نگر ہے

تمھیں[4] ٹھہرو یہاں اے صبر و طاقت — کریاں رہنا تمھارا[5] ہی جگر ہے

غم اس کا آتے ہی دل میں پکارا — یہاں[6] تو تیر کا اس کے گزر ہے

بہت دن سے نظر آیا[7] نہیں سوز

عزیزو[8] کچھ تمھیں[9] اس کی خبر ہے

---

[1] ن۔ل — وہ

[2] ع — دھواں گر ہو تو اس کا ہی خطر ہے

ن — دھواں ہونے کا پر اس میں خطر ہے

[3] ن — کسی قاتل کا شاید یہ نگر ہے

[4] ل — ہمیں کذا

[5] ل — ہمارا

[6] ل — کریاں تو

[7] و۔ش۔ل — آتا

[8] ش۔ل — عزیزو کذا

[9] ل — ہمیں

مرے دل کی کسے یارو خبر ہے — خدا جانے وہ[1] دیوانا کدھر ہے

نہیں پرواہ قاصد کی مجھے اب — کہ[2] میرا دل ہی میرا نامہ بر ہے

بتا مجھ کو کسے تو نے کیا قتل — ترا دامن[3] یہ کس کے خوں سے تر ہے

یہ[4] نیت کے کون نکتوڑ سے اٹھاوے — ترا غصہ تو ہر دم ناک پر ہے

ترے[5] گھر بیچ میری میہمانی — سناں ہے[6] تیر ہے تیغ و تبر ہے

یہ مردم کس طرح ڈوبیں نہ یارب — مری انکھوں کا اب پانی میں گھر ہے

نہ کی[7] تاثیر اس کے دل میں ہرگز[8] — ہماری آہ بھی کیا بے اثر ہے

چمن میں آشیاں مت باندھ بلبل — کہ یاں[9] صیاد ظالم[10] کا گزر ہے

کوئی دل سوز[11] ہو پیارے تو جانے
تجھے کیا سوز کے دل کی خبر ہے

---

۱ ن — یہ
۲ ب، ح، خ، ی — ہمارا دل ہی خامہ
۳ ش — سر و دامن یہ کس سے (کذا)
۴ ش — بٹ
۵ ن، ک — مری ہے گی یہی کیسا میہمانی
ا — تری ۔ ۔ مہربانی
ش — مری بیچ میری میہمانی (کذا)
۶ ن — سنا ہے
۷ ن — کی
۸ ا، ک — یارب
۹ ل — واں
۱۰ ح، خ، ب، ی — کافر
۱۱ ن، ش، ا، ک — اس کا ہو تو
ل — ہو اس کا تو

ہوا ہے دل گم جہاں محبّاں وہاں کی کس شخص[1] کو خبر ہے
نہ واں گماں کا گمان پہنچے، نہ واں توہّم کا کچھ گزر ہے

کیا تھا جب[2] جاں نے قصد[3] رحلت نہ کوئی ہمرہ[4] ہوا بجز اشک
یہ بات تحقیق ہے عزیزاں[5] جگر جگر ہے دگر دگر ہے

شفیق[6] وہ تھا رفیق وہ تھا، انیس وہ تھا، عزیز وہ تھا
خبر میں کس سے منگاؤں دل کی نہ کوئی قاصد نہ نامہ بر ہے

مریض[7] کا تیرے حال یہ ہے جواں طبیبوں سے میں نے پوچھا
کہ آنکھیں اب چھت[8] کو لگ رہی ہیں خدا پہ ہر اک کی اب نظر ہے

عجب[9] اچنبھا ہے کیا کہوں میں[10] کہ جس سے سینے یہ بولتا ہے
کہ ہائے کیا مفت دل کو مارا یہی[11] فسانہ جدھر تدھر ہے

عدم عدم سنتے ہیں[12] ہیں آئے کسی نے دیکھا ہو تو بتائے[13]
دکھاؤں میں تم کو آؤ یارو[14] مرے میاں جان[15] کی کمر ہے

قدم قدم[16] پر ہے دل دھڑکتا جگر[17] بھی ہے خوف سے بھڑکتا
کوئی تو[18] ان رہروں سے پوچھو یہ کس ستم گار کا نگر[19] ہے

چلو تو سب[20] آج مل کے پوچھیں کہ سوز کیوں منہ بنا رہا ہے
سدا جوں گل شگفتہ رو تھا سحر سے کیوں آج چشم تر ہے

---

۱ ع عزیزاں

۲ ع میں نے ←

---

۱۶ ک	ہے یہ دل دھڑکتا
ل	پھر ہے دل پھڑکتا
ا	" " تڑپتا
۱۷ ا	جدا خوف سے پھڑکتا
ک	بھی ہے " " "
ش ل	" " " دھڑکتا
۱۸ ک	کبھی ان رہزنوں سے پوچھے
ش	آن رہزنوں سے پوچھے (کذا)
ا	تو ان " " پوچھو
ن	" رہروؤں سے پوچھے
۱۹ ش ل	جگر
۲۰ ش	سب مل کے آج
ک	آج سب مل کے (کذا)

وہ غُل ہے جس کا موجب تو ہے ورنہ شور بہتر ہے
قیامت خیز تیرا رو ہے ورنہ شور بہتر ہے

رہے نت اٹھتے کشت و خون جس غوغا سے عالم میں
وہ[1] شور انگیز تیری خو ہے ورنہ شور بہتر ہے

کیا شوریدہ سر عالم کو اُس زلفِ پریشاں نے
یہ شور افزا اسی کی بُو[2] ہے ورنہ شور بہتر ہے

کرے جو مات[3] اے خوں خوارِ عالم شورِ محشر کو[4]
پُر اس غوغا سے تیری کو ہے ورنہ شور بہتر ہے

سمجھتا کوئی ہے وہ ذکر و اذکارِ لبِ شیریں
کہ جس میں[5] تیری گفت و گو ہے ورنہ شور بہتر ہے

وہ غوغا دیر و مسجد میں جو صبح و شام رہتا[6] ہے
تری ہے پھر[7] جست و جو ہے ورنہ شور بہتر ہے

جسے اے سوز صوفی سن کے پل میں مست[8] ہو جائے
وہ مے خانے کی ہاو ہو ہے ورنہ شور بہتر ہے

---

۱ ل — ورنہ
۲ ک ش — تو
۳ ن ک ش ل — بات
ل — بات اب
ش — خوناب
۴ ن — ل
۵ ن — گفتگو تیری ہے [دراں حالیکہ گفتگو قافیہ ہے]
۶ ش — اٹھتا
۷ ا ش ک ل — پھر یہ جستجو (کذا)
۸ ل — منت (کذا)

کشورِ دل میں نہیں کوئی کہ آباد رہے — یوں اجاڑا ہے اسے تم نے کہ برباد رہے

بس دلا شکوہ[1] نہ کر کلبۂ تن میں میرے — یا مرا جی ہی رہے یا تری فریاد رہے

بلبلو[2] چھوڑ دو گلزار اگر[3] غیرت ہے — یا صبا اس میں رہے یا کہ یہ صیاد رہے

دام زلفوں سے جدا رو کے ہے ابرو جدا — ان بلاؤں سے کوئی کب تلک آزاد رہے

نہ تبسم[4] نہ ترحم نہ تکلم نہ نگاہ — کس طرح یہ دلِ ناشاد[5] دلا شاد رہے

صاحبو چھوڑ دو تم ہاتھ مرے قاتل کا — گو کہ سر جائے ولے خاطرِ جلاد رہے

ساقیا جام بلا سوز[6] دعا دیوے[7] گا
یہ خرابات قیامت تلک آباد رہے

---

[1] ع، ل: شور

کر، ن: کلبۂ احزاں میں

[2] کر، اول، ش: چھوڑ دو بلبلو

[3] کر، اول، ن: جو کچھ غیرت ہے / ہو

[4] ا: نہ تبسم نہ تکلم نہ ترحم نہ نگاہ

[5] کر: نادیدہ

[6] ن: تو دے

[7] کر، اول، ش: دیتا ہے

گر دل جلوں کی یاں کچھ قدر ہے — حاضر ہے[1] دل لیجیے نذر ہے

ناصح عبث کو ہوتا[2] ہے مانع — تجھ کو خدا کا کچھ دل میں ڈر ہے

تیری بلا سے جو دل پھنسا ہے — میں کیوں نہ رودوں میرا جگر ہے

پھرتا ہوں بازار بازار کہتا — او دل کہاں ہے؟ او دل کدھر ہے؟

اے سرو بابا آگے نہ جانا
بانکا[3] کھڑا ہے جی کا خطر ہے

---

[1] ن: ہے یہ دل
[2] ا: تو
[3] ک: بانکے

جس کے قدم قدم پر تڑپے دل و جگر ہے
پوچھو تو یارو یہ کس جلّاد کا نگر ہے

کہتے ہیں ہرشں دل کو جھوٹا کروں کسے میں
سچی تو بات یہ ہے ہم سوختوں[1] کا گھر ہے

ہرگز سراغ اس کا پاتا نہیں کہیں میں
کیا پوچھتے ہو دل کو کیا جانیے کدھر ہے

یوں تو کہاں وہ بھٹکے ایسا نہیں وہ بھولا
وہ مل[2] گیا ہو[3] شاید اس بات کا خطر ہے

ہم لے کے آویں اس کے محبوب کو کہیں سے
پر سوز کو تو دیکھو اس میں بھی دم اگر ہے

---

١ ل — سوختگاں کا
٢ ک، ا، ل — مل
٣ ک — اسباب

نہ رہے گا کوئی جہاں میں جو اسی طرح کا ستم رہے
ترے خوف سے مرے طفلِ اشک جو نکلے تھے وہیں جم رہے

رہا کوہکن تو پہاڑ میں بسا قیس دشت[1] اجاڑ میں،
ترے در سے میں نہ ٹلوں کبھی جو یونہی خدا کا کرم رہے

چلو جاؤ صبر و شکیب اب نہ رہی[2] [تواں نہ رہی ہے شب]
اگر آوے اپنی یہ جاں بلب یہی جان لیجو کہ ہم رہے

برس ایک اور بھی کر ستم جو ہے حسن کا ترے دم قدم
ذرا منہ یہ خط کو تو آنے دے نہ جفا رہے نہ یہ غم رہے

یہی اس سے کہیو تو قاصدا دلِ بے خبر تجھے کیا ہوا
تو کبھی نہ پہلو سے نکلا تھا گئے[3] ایسے جو وہیں جم رہے

ع [1] ہزار
ع [2] نہ رہے نہ رہے کرب (کذا)
ن نہ رہی رہی .... (کذا)
ع [3] کسی ایسی حور ہیں جم رہے (کذا)

پھوٹے وہ آنکھ جس میں نہ ذرّہ بھی نم رہے[1]
دل جل بجھے وہ جس کے نہ ہمسایہ غم رہے

تک ہمرہانِ قافلہ سے کہدے اے صبا
ایسے ہی گر قدم ہیں تمھارے تو ہم رہے[2]

شمعِ حرم[3] کو لے چلے اب یاں سے تا بہ دیر
شاکر رہیں گے دوست سے تادم میں دم رہے

غم سے ہوئی ہے کارروائی یہ دل کی بند
چلتے[4] ہوئے اب اشک بھی آنکھوں سے تھم رہے

مفلس ہمیں نہ بوجھ[5] جو رکھتے نہیں ہیں کچھ
خالی ہمیشہ کیسۂ اہلِ کرم[6] رہے

رکھ سر کو اپنے شمع کے مانند زیرِ تیغ
عاشق ترا وہی ہے جو ثابت قدم رہے

اے سوز کیا طلسم زمانہ کا[7] اعتبار
نے جام ہی رہے ہے جہاں میں نہ جم رہے[8]

---

[1] ک — بھم (اگذا)
[2] ل — ہماری؟
[3] ش، ک، ا، ل — قسمتِ حرم کو لے چلی اب یاں سے باندھ پیر
[4] ن، ش — جلتے
[5] ل — نہ بوجھ ہمیں جو رکھتے نہیں ہیں کچھ
[6] ا — اہلِ حرم
[7] ش، ک، ل — زمانے کا
[8] ل — نے خام ہی رہے ہے جہاں میں نہ جم رہے
ا، ش — نہ جام ” ” نہ جہاں میں ” ”
ک — ” ” ” ” ” ” ”

*جس کو نہ ہو شکیب نہ تاب[1] و تواں رہے
تیری گلی میں وہ نہ رہے تو کہاں رہے

دونوں جہاں[2] سے تو مجھے اب کام کچھ نہیں
اتنی غرض[3] ہے یار کہ[4] تو مہرباں رہے

تاب و تواں تو آگے ہی جاتی رہی تھی[5] آہ
دل تو بھی اب چلا تو[6] بھلا ہم کہاں رہے

آہستہ رو تو[7] منزلِ مقصود کو گئے
رفتار گرم تھی کہ ہمیں[8] درمیاں رہے

اے رہروانِ[8] غریب کے احوال پر نظر
ہے جائے[9] گریہ کہ پسِ کارواں رہے

اے اہلِ بزم تم کو وصیت ہے بعدِ مرگ
جنوں سے یہ سوزِ درد کے گھر میہماں رہے

...

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۲۴ صفر ۱۱۹۹ھ/ ۷ جنوری ۱۷۸۵ء (وفاتِ درد)

---

۱ ش ن ا ل — تابِ فغاں

۲ ش ن ک ل — جہاں سے

۳ ا — عرض

۴ ک — کے

۵ ن ا — ہے

۶ ک — کر

۷ ش — ہم ہی

ک — ہم ہیں

۸ ش ن ا ک — مہرباں

۹ ل — ہے جائے یہ کہ گریہ پسِ کارواں رہے

دل جنسِ فروشندۂ بازار ہنر ہے
دیکھو تو کہیں کوئی خریدار ہنر ہے[1]

ناقدر شناسی تو یہاں تک ہے جہاں میں
جس کو ہنر آیا اسے انکار ہنر ہے[2]

آیا نہ ہنر وہ کہ پھریں جس سے گئے بخت
اس عاصی کو مدّت سے سروکار ہنر ہے[3]

عاشق جو ہنر پر ہے ہنر اس کا ہے عاشق
دلبر ہے ہنر جس کا وہ دلدار ہنر ہے[4]

کعبے کو نہ پوجوں میں ہنرمند کے ہوتے
اے شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہے[5]

اظہارِ ہنرواں نہ کرو ہو نہ جہاں قدر
دل اہلِ ہنر کا ہے سو غم خوار ہنر ہے

روکا ہے تغافل نے ترے مجھ کو تہِ دام
صیّاد ترا صید گرفتار ہنر ہے

دیکھیں نہ ہنرمند کی میں قدر جہاں میں
اے وائے برآں دل جو گرفتار ہنر ہے

رنگیں سخن اس کے نے دل خلق کا موہا[6]
پیسوز مگر طوطیِ گلزار ہنر ہے

ہاں طبیبو مجھ کو سودا اور ہے — تم جو کرتے ہو مداوا اور ہے

خشک ہونے کا یہاں کیا ہے گماں — میری ان[1] آنکھوں کا دریا اور ہے

سروقد لاکھوں بھرے ہیں مجھ کو کیا — واہ[2] میرا سرو بالا اور ہے

یہ نہیں جو مل کے پیتے ہیں شراب — واہ[3] میرا بادہ پیما اور ہے

دل کو تیرے اپنے دل میں ہے رکھا — یہ جو ہے زلفوں کا لٹکا اور ہے

گو اسے کہتا ہے عالم میر سوز
وہ[4] مرا دل سوز پیارا اور ہے

---

[1] ن — آنکھوں کا تو دریا

[2] ل، ک، ئ — آہ

[3] ع — آہ

ل — واہ میر بادہ پیماں (کذا)

[4] ن — ترا

ا — مرادِ سوز

میری نظروں میں تو ہر ذرّہ شہِ خاور ہے
شاید اس خاک کے پردے میں کوئی دلبر ہے[1]

چار دن قاقم و سنجاب بچھایا[2] تو کیا
آخرش جان مری تودۂ خاکستر ہے

جو جو دل میں ہے مرے[3] وضعِ جہاں سے نفرت
آہ میں کس سے کہوں اور کسے باور ہے

جانِ من تیغ لگاتا ہے تو ٹک[4] ہٹ کے لگا
کہیں دامن نہ بھرے یہ مرے دل میں ڈر ہے

دوست کو قتل کرے حامیِ دشمن ہو وے[5]
ہاں مرے یار تری[6] تیغ میں یہ جوہر ہے

چاہے اک آن میں قیدی کو کرے تخت نشین
کچھ اچنبھا نہیں اے سوز خدا قادر ہے

۱۔ ک ـــ ہے (کذا)
۲۔ ل بچھانا
۲۔ ک نہ بچھایا (کذا)
۳۔ ن جی سے دل کو ہے مرے
ل جو مرے دل میں ہے وضعِ جہاں سے الفت (کذا)
۴۔ ش اک
۵۔ ن ہو کے
۶۔ ش ن ا ل کا

سنگ پر چینی کو پٹکو گر صدا[1] منظور ہے

دل کو عاشق کے نہ سمجھو کاسۂ فغفور[2] ہے

لوگ کہتے ہیں پری کہتا ہوں میں یہ حور ہے[3]

فی الحقیقت دونوں سے جلوہ[4] صنم کا دور ہے

کوئی تو سمجھے ہے اُس چہرے کو مہ اور کوئی مہر

ہم تو سمجھیں ہیں[5] فقط اللہ[6] کا یہ نور ہے

اے خیالِ یار[7] اُس سینہ میں اب مت رکھو قدم

شیشۂ دل سنگ سے ہجراں کے چکنا چور ہے

دل[8] تو نالے کی ہوس رکھتا ہے اس کے سامنے

سانس لینے کا دوانے واں کسے مقدور ہے

دل نے میرے تو سزا پائی پر اب حیران ہوں یار[9]

آئینے[10] کو اتنا منہ چڑھنے سے کیا منظور ہے

منہ[11] سنزہ ہے خدا کے واسطے آ مت ستا

میاں غریبوں[12] کا ستانا صاحبوں سے دور ہے

آ[13] خدا کے واسطے مت سوز کو ہر دم ستا

عاشقِ رنجور ہے مجبور ہے مہجور ہے

---

[1] ک: کو گرنے کو صدا

[2] ش: کا سہ

۳؎ ن۔ ع   خلق کہتی ہے

۴؎ "   رتبہ

۵؎ ک۔ ل   سمجھے

۶؎ ن   اللہ ہی کا

۷؎ ن   تو سینے میں اب مت رکھ

۸؎ ن۔ ع   کیوں رہے دل نالے کی ہے تجھ کو ہوس اس کے حضور

م   دل تو نالہ

۹؎ م۔ ش۔ ک۔ ل۔ ل   تو میرے

۱۰؎ ک۔ و۔ ش   آئینہ کو اپنے

ن   آئینے کو اتنے

ل   آئینہ " "

۱۱؎ یہ مقطع ع کا ہے۔ م کا مقطع اس کے بعد ہے۔ ک۔ ل۔ ش وغیرہ میں مقطعِ ثانی ہی درج ہے

۱۲؎ ن   غلاموں کو

ن میں "غلاموں کو" کا انتخاب، مصرعۂ اولیٰ میں بندہ کی رعایت سے کیا گیا ہو گا لیکن مستبعد۔ غلاموں کا ستانا نہیں، غریبوں کا ستانا ہوتا ہے

۱۳؎ ل   ستاؤ

ترا غم مرے[1] دل میں معمور ہے — چھپی کب ہے یہ بات[2] مشہور ہے

میاں تجھ سے کچھ زور چلتا نہیں — زمیں سخت اور[3] آسماں دور ہے

خوشی سے نہ جینا ملے ہے نہ موت — الٰہی ہمیں کچھ بھی[4] مقدور ہے

تری یاد میں ڈر[5] کے مارے صنم — کروں کس طرح گرچہ دستور ہے

مبادا تصور کرے پہنچے الم — ترے غم سے مینا سے دل چور ہے

بلا[6] آج شاید کہ اس شوخ سے

تبھی[7] منہ پہ اس سوز کے نور ہے

---

[1] ل: مرا

[2] ش: بات تو

[3] ن: ہے

[4] ل: نہیں

[5] ش: لڑکے (کذا)

[6] ع: ملا آج البتہ اس شوخ سے

[7] ن، ع: تبھی دیکھ کر کیا سوز مسرور ہے

وہ سرخ پوش پیارا کیا جانیے کدھر ہے؟
خونِ جگر سے، جس بن[1]، دن رات، چشم تر ہے

آنکھیں ترس گئی ہیں آنسو کے دیکھنے کو
مژگاں پہ لختِ دل ہے یا پارۂ جگر ہے

خالی کیا ہے میں نے سب حسرتوں سے دل کو
ہاں اشتیاق اس کا[2] اس میں بھرا مگر ہے

کھوتے ہیں نیند سب کی راتوں کو نالے بھر بھر
ماتم سرا سے بدتر ان روز دن اپنا گھر ہے

اب بھی نہیں نکلتا، ترے، غبار دل سے
خاک اپنی اڑتی پھرتی گلیوں میں دربدر ہے

قدموں سے چھوٹتے ہی اپنی بنی یہ حالت
جو سر کہ عرش پر[3] تھا سو اب وہ خاک پر ہے

اے سوز! آگے چل بس کانپیں ہیں پاؤں اپنے
کیا جانیے کہ کیسے ظالم کا یاں نگر ہے

---

[1] ن جس میں

[2] ن معمور سر بسر ہے

[3] ل پہ

زلف میں الجھا ہوں [1]کس پر قتل کی تدبیر ہے
اب کدھر بھاگوں الٰہی پاؤں میں زنجیر ہے

حضرتِ دہلی کی کس منہ سے کروں تعریف میر
ایک ایک اس اجڑے گھر میں عالم تصویر ہے

کثرتِ عشاق ہے یاں تک کہ تم [2]سے کیا کہوں
جورِ محبوباں سے ہر یک غنچۂ دل گیر ہے

پر عظیم آباد کے جتنے ملے صاحب سخن
جو ملا صیاد تھا جو ہے سو آہو گیر ہے

[3]احتیاج اس جا نہیں ہے قتل کو انسان [4]کے
طعن نا انصافوں کا دلدوز تر از تیر ہے

سوز کا احوال تم سے کیا کہوں اے منصفو
[5]دن کو ہر دم آہ شب کو نالۂ شب گیر ہے

۱۔ ع — جس
۲۔ ن — کو
۳۔ ع — احتجاج (کذا)
۴۔ ن — کی
۵۔ ن — دیکھو

دور سے سمجھے کہ یہ زخمی کوئی نخچیر ہے
پاس جا دیکھا تو دل ہے پاس[1] اس کے تیر ہے

قیدِ ہستی سے کوئی چھوٹا نہیں آ[2] خلق میں
موج سے دریاؤں[3] کے بھی پاؤں میں زنجیر ہے

ابرِ باراں، تم نہ پوچھو شرم سے روتے ہیں آہ
ابر کی صورت یہ میری آہِ بے تاثیر ہے

---

۱ ش پار
۲ ش ہے خلق میں
۳ ن، ش، ک، ش دریاؤ

دِل نے پر استخواں میں درد کی آواز ہے
کچھ نہیں معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

سبزۂ پامال ساں زلفِ بتاں ہے فرشِ راہ
کیا خرامِ ناز ہے کیا ناز کا انداز ہے

بات کرنا اور سے دل چھین لینا اور کا
سحر ہے افسون ہے اعجاز ہے ہاں ناز ہے

قتل کرنا مار ٹھوکر پھر جِلانا آفریں
معجزِ عیسیٰ ترے غمزوں کا یا انداز ہے

دل کراہے یا کرے آہ و فغاں طاقت کہاں
گاہ گاہ ہے جان میں کیسی تو کچھ آواز ہے

دل نہیں رہنے کا اب اس تن میں سن لو اشک و آہ
اس نگر کی اس کو یہ آب و ہوا ناساز ہے

ایک باری دھک سے ہوکر دل سے پھر نکلی نہ سانس
کس شکار انداز کا یہ تیرِ بے آواز ہے

قیس اور فرہاد پر موقوف جاں بازی نہیں
جان پر اپنی جو کھیلے گا وہی جانباز ہے

میں کروں اظہارِ عشق! اس منہ سے! جل جاوے زباں
اپنے غم سے پوچھ میرا وہ ہی محرمِ راز ہے

دل تو دل اس آنکھ کے دیدے سے یارب الاماں
آپ ہی کٹنی ہے یہ اور آپ ہی غماز ہے

اس فرشتہ شکل پر کتنا ہے گھُنا میر سوز
بے پر و بالی میں جس کی عرش تک پرواز ہے

---

* زمانۂ تخلیق :- قبل از ۱۱۸۸ھ/ ۷۵-۱۷۷۴ء

۱؎ ا	بتاں (کذا)
ل	شاں "
۲؎ ش	ہیں
۳؎ ش، ل	کھنا
۴؎ ل	ہجر (کذا)
۵؎ ن	یا
۶؎ ن	مار کر ٹھوکر جلا نا
۷؎ ک، ل	معجزہ
ش	معجز عیسیٰ مرے (کذا)
۸؎ ا	غمزے
۹؎ ا، ش، ک، ل	کیسے
۱۰؎ ال	چاہ
۱۱؎ ن	پھر نہ نکلے جی سے سانس
ع	" نکلی
ل	دل سے نکلا پھر نہ سانس
ش	دل سے یہ نکلا یہ سانس (کذا)
۱۲؎ ش، ا، ل	جو اپنی
۱۳؎ ش	میں
۱۴؎ ک	پر مجھ
۱۵؎ ن	آنکھ اس کی اب دید سے یارب الامان ؟ کذا
ل	" دیدے سے یارب الامان "
۱۶؎ ن	" آپ ہی کتی ہے یا اور آپ ہی غماز ہے
۱۷؎ ش	کھونا ہے کہتا
ل	گھٹنا ہے کتنا
ک	رکتا ہے گھٹتا
ا	کتنا ہے کھونا

تیرے ملنے سے نہایت اب یہ دل مایوس ہے
اور تو وسواس کیا دھڑ[1] کا بڑا جاسوس ہے

مستی[2] لب کا مجھے بوسا دے ہونا ہو سو ہو
یہ[3] بھی کہہ لیجو فلانا ایک مکھی چوس ہے

کوئی[4] مجھ کو اس جگہ کی خاک نیچے داب دے
جس جگہ اس کا جلوس میمنت مانوس ہے

اب تو خلوت میں بلا لے[5] اس کو تو ڈرتا ہے کیوں
ایک تو وہ[6] ہے افیمی اور بوڑھا پھوس ہے

شاعروں[7] میں سوز کو کہتے ہیں سارے بے خبر
کیا کہوں میاں خلق کی منہ ید ہی معکوس ہے

---

[1] ل — ڈھکا
[2] ش — مسی دیگا مجھے تو سا (کذا)
ل — بسر لیگا مجھے تو شادی (کذا)
[3] ش — پھر بھی کہیو مجھ فلانا ایک مکھن (کذا)
[4] ا — تو ہی
[5] ل — سوز کو
[6] ش ل — ہے سے وہ
[7] ل — سا عزوں (کذا)

نہ آہِ سرد بھر لو جگر میں میرے آتش ہے

کہ شیشے[1] میں خیالِ دل ربائے شوخ مہوش ہے

مجھے یارو ضعیف و ناتواں ہرگز نہ تم سمجھو[2]

مرا دل تو محبت کا بلاکش ہے جفاکش ہے

عزیزو تم زباں اپنی سنبھالو[3] مت کرو غیبت

میں سب سنتا ہوں گو میرے اوپر حالتِ غش ہے

سنبھل[4] کر جانیو گرچہ میں اس کے سبب سے کہتا ہوں

وہ غارت گر ہے بانکا ہے بڑا ہے اور سرکش ہے

ہمیشہ سوز کر شاداں و فرحاں ہم نے دیکھا تھا

خدا جانے کہ پیش آیا ہے کیا؟ جو اب مشوش ہے

۱؎ ع سینہ

۲؎ ع سمجھو تم

۳؎ ع سنبھالو

۴؎ ع سنبھل

اس تنگ وقت میں تو نہ تاخیر شرط ہے

ہے صید[1] نیم جاں اسے تکبیر شرط ہے

ہر چند ہے تلاش نہیں کار و بارِ دہر

کرنا[2] اسے حوالۂ تقدیر شرط ہے

جس گلشنِ جہاں میں کہ صیاد کا ہے خوف

رہنا[3] برنگِ بلبلِ تصویر شرط ہے

یاں مثلِ گل شگفتہ نہ ہو غنچہ ساں خموش

ماتم سرا میں صورتِ دلگیر شرط ہے

اتنا کہا تھا سوز نے ابرو ہے یا[4] کہ تیغ

کہنے لگا نگاہوں[5] میں شمشیر شرط ہے

۱؎ ش — چند (کذا)

۲؎ ل — کرتا

۳؎ ش — زینہار (کذا)

۴؎ ش، ل — یہ

۵؎ ل — نگاؤں میں

ن — نگاؤ میں

یار کا جلوہ مرے کیا شہرۂ آفاق ہے
جس کو سنتا ہوں سو وہ دیدار کا مشتاق ہے

ذات پر اس شوخ کی بس ختم ہے معشوقیت [1]
جو بشر دنیا میں ہے سو جملۂ عشّاق ہے

ان سبوں سے [2] لائقِ دشنام مجھ جیسا نہ تھا
پر تلطّف ہے، کرم ہے، مہر ہے، اشفاق ہے

صبر اس سے زیادہ کرنا کام ہے ایوب کا
لو خبر میری کہ اب عاشق کی طاقت طاق ہے

فائدہ اس ہرزہ گوئی سے بھلا اے [3] ناصحا
زندگانی سوز کو [4] ہے عشق کرنی شاق ہے

---

[1] ع — بحر بیت (یہ لفظ مناسب تھا لیکن مصرعِ ثانی میں آنے والا عشاق "معشوقیت" کے لیے وجہِ ترجیح ہے۔ یوں بھی یہ متن ع کا ہے
[2] ن — سے قابلِ دشنام مجھ جیسا نہیں
شن ل — کا ″ ″ ″
ک — سے ″ ″ ″
ع — ″ ″ مجھ جیسا عجب
[3] ن۔ ع — تجھے ناصح بھلا
شن ک م — بھلا اے ناصحو
[4] ک م — زندگی عاشق کے تئیں ہے عشق کرنی
ن — زندگانی سوز کو بن یار کرنی
ع — ″ ″ ″ دوست ″
شن — ″ — ″ ہے عشق کرنی (کذا)

*یوں پوچھنا کہ سچ ہے فلانے کو عشق ہے[1]
صدقے میں جان بوجھ بھلانے کو عشق ہے[2]

رو دینا جونہی دیکھنا عاشق کو بے قرار[3]
اے آفریں ہے تیرے بہانے کو عشق ہے،

کہنا کبھی تو یہ کہنا کہ چل بے دغا ہے تو[4]
عیّار تیرے بات بنانے کو عشق ہے

گاہے دو چار ہونا تو جبھی سے کھینچنا[5]
کہنا کہ یوں جی میرے ستانے کو عشق ہے[6]

اے آ تو دیکھو سامنے تلوار کے بھلا
میں بھی تو جانوں ہاں کہ فلانے کو عشق ہے

دل خانہ خدا ہے، خدا لا شریک ہے
پر اُس میں سوز تیرے سمانے کو عشق ہے[8]

---

* زمانۂ تخلیق — قبل از ۱۱۸۸ھ/ ۷۵-۱۷۷۴ء
۱؎ ک — پوچھنا
ل — پوچھتا ہے کہ شیخ فلاں کو (کذا)
ش — پوچھا کہ سچ ہے فلانوں کو ،،
۲؎ ش — ہیں

۳؎ ن رو دیتا جو ہے دیکھتا

ش " جوں میں "

ل " جو میں "

ک " جونہی "

۴؎ ش کہا تو لی ہے کہا کر چل (دکنا)

ل کہتا تو یہ ہے کہتا کر چل

۵؎ ش۔ ا ایچنا

۶؎ ل کہنا ہے یوں جی (دکنا)

۷؎ ا سنائے

۸؎ ن۔ ا۔ ش۔ ک اس میں پڑے سوز

میں تجھ سے کہہ نہیں سکتا سخن اے یار نازک ہے
نہ باندھو اس دل کو اپنی زلف سے وہ تار نازک ہے

اتار دل کے لینے پر پٹی[1] ہیں یار کی آنکھیں
کہو کیوں کر نہ دوں میں خاطر بیمار نازک ہے

ادا کر اس چمن میں نالہ ٹک آہستہ اے بلبل
نہایت پردۂ گوش گل گلزار نازک ہے

کہوں کیا موجب غم تجھ سے اپنا پوچھ[2] مت محرم
مجھے جس بات کا ہے[3] غم سوا اے غم خوار نازک ہے

کروں میں حال دل کس طرح[4] ظاہر سخت مشکل ہے
کہ دل سے بھی زیادہ خاطر دلدار نازک ہے

مجھے مت ہاتھ سے دے بھول کر میری محبت پر
سمجھ ناداں کہ تار دوستی بسیار نازک ہے

بتوں[5] کی بات پر کیوں چھوڑتا ہے اب تو کعبے[6] کو
نہ ہو اے سوز کافر رشتۂ زنار نازک ہے

---

۱ ن: ہٹی
۲ ک ش: پوچھ
۳ ا: غم ہے
۴ ا: طور
۵ ش: مجھ (کذا)
۶ ک، ا، ش: کعبہ

ہر چند میری آہ سے ظالم کو ننگ ہے*
میں کیا کروں کہ عرصۂ دل اُس پہ تنگ ہے[1]

یہ بت نہ چین کا ہے نہ یہ ہند کا صنم
لوکا ہے لگے فرنگ کو کارِ فرنگ ہے[2]

کیوں مرگ میری جان کو معشوق تو بھی ہے[3]
میں جاں بہ لب ہوں اور تجھے اتنی درنگ ہے[4]

ہر بار میرے منہ پہ جو آتا ہے جوش کھا[5][6]
اے طفلِ اشک خیر ہے یہ کون ڈھنگ ہے[7]

اللہ ہی جانے اہلِ صفا کون لوگ ہیں،
آئینہ تک تو دل میں کدورت سے زنگ ہے[8]

پھرتا ہے بار بار یہ دل راہ ڈھونڈتا[9]
زلفیں نہیں ہیں جان کو قیدِ فرنگ ہے

بیٹھا ہے زور پیار سے سرگرمِ اتحاد[10]
پہلو میں دیکھیو تو یہ کس کا خدنگ ہے

اے سوز یہ جو مرگ ہے مشہورِ خاص و عام
ہستی سے تا فنا تو یہ اک ہی[11] شلنگ ہے

زیادہ

---

* خواجہ میر درد کی غزل ہے : اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
ممکن ہے یہ غزلیں کسی طرحی مشاعرے کے لیے کہی گئی ہوں ۔ ؟ ←

*

زلف ہے یا جان کا جنجال ہے
جنبشِ ابرو ہے یا بھوں چال[1] ہے

ایک دن اس شوخ سے میں لگ چلا
کہنے لگا ہیں بے یہ کیا چال[2] ہے

بس دوانا مت ہو اپنے تئیں سنبھال
ان دنوں کچھ زور[3] تیرا حال ہے

---

* یہ غزل ل میں دوبار درج ہے (ردیف ے کا شمار ۲۴۸ اور شمار ۲۵۶) پہلے متن کے لیے ل-۱ اور دوسرے متن کے لیے ل-۲ کے اختصار اختیار کیے گئے ہیں

[1] بلاشبہہ رائج املا "بھونچال" ہے لیکن ابرو اور بھوں کی رعایت واضح کرنے کے لیے ہم نے یہ املا اختیار کیا

[2] ش — ہیں نہ یہ کیا حال
ن، ل-۱ — ہیں بے یہ کیا "
ل-۲ — " " چال
ک — میں نے یہ کیا حال

[3] ش — دور تیرا حال
ن — اور تیری چال
ا، ک — زور تیری چال

پٹک مت اس کو اے ناداں نہ یہ پتھر نہ یہ سل ہے
ارے او بے مروّت یہ اُسی[1] کم بخت کا دل ہے

بھلا عشقِ بتاں سے سوز[2] کچھ بھی تجھ کو حاصل ہے
ارے بندے خدا کو[3] مان تیرے پاس بھی دل ہے

طریقِ عشق میں سمجھا تھا سارا طے کیا میں نے
جنازہ دیکھ کر[4] جانا ہنوز اوّل ہی منزل ہے

غبارِ جسم سے ہے اس طرف محبوب کا ڈیرا
اڑا دے آہ سے اس کو کر بیلا[5] ہے یہ حائل ہے

سہوا جا کر مقابل سوز اس قاتل کے کچھ دیکھا
یہ[6] پایا دیکھنے میں منحنی لیکن بڑا دل ہے

---

[1] ن	کس
[2] ن	تجھ کو کچھ بھی
[3] ن، ش	کے
[4] ش	پوچھا
ک	پوچھا
[5] ن	اپنے حائل ہے
[6] ک	نہ
ش	نہ بلا دیکھنے (کذا)

دوستی کا نباہ مشکل ہے — نہیں نبھتی[1] ہے آہ مشکل ہے

کیوں بھٹکتا ہے دل نہ پاوے[2] گا — اُس کے ملنے کی راہ مشکل ہے

سانس سینے سے جی نکلتا ہے — کیا کروں نالہ آہ مشکل ہے

ایسے قاتل کے روبرو اے دل — ہو نہ اب داد خواہ مشکل ہے

جان و ایمان لے کے پھر جاویں — بے وفاؤں کی چاہ مشکل ہے

دیکھنا تیری طرف بھر کے نگاہ — ہاں[3] مرے بادشاہ مشکل ہے

پہلے سر دے تو نام عشق کا لے — عشق کا سر براہ مشکل ہے

اب تو اے سوز کیا کہوں تجھ سے

بات کہنا بھی[4] آہ مشکل ہے

---

[1] ش ن ل — یہ

ک ش — نہیں ہے نبھتی ہے (دکنی)

[2] ا — ہارے

ل — نہ پاؤں گا

[3] ن ا ک — اے

[4] ک ل — بھی واہ

ا — ہی آہ

چین نے دن ہے ان آنکھوں کو نہ شب آرام ہے*

شام سے تا صبح رونا صبح سے تا شام ہے

لوگ کہتے ہیں سب مجھے یہ شخص عاشق ہے کہیں

عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

جوں جگر حکاک کھودے ہے نگیں کا اے رقیب

سالنے[1] والا تری چھاتی کا میرا نام ہے

حسن خط آنے سے گو دونا ہوا ہے کر غرور

یار اس آغاز کا[2] کیا دیکھیے انجام ہے

دل کے ساتھ الفت کا گر ٹوٹا[4] ہوا بھی ہوئے تار

کب[5] رہائی اس کو[6] زیر چرخ نیلی فام ہے

آج تو تنہا ہو قسمت سے ہماری کچھ تو دو

بوسے[7] کی ہمت نہیں تو مار ہے دشنام ہے

مصرع یہ مشہور ہے مضموں[8] کسی استاد کا

رشتہ بر پا مرغ کو[9] ہر شاخ گل کی دام ہے

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۲۱۰ھ / ۹۶-۱۷۹۵ء

۱۔ ک — نہ

۲۔ — تیرا

۳۔ ش، ن، ا، ل — دیکھے گا کیا

۴۔ ا — ٹوٹا ہوا بھی ہو ہے ... (کذا)

۵۔ ل — ٹوٹا " " یار

۶۔ ک، ن، ش — اس کی

۷۔ ن — بوسے کی ہمت نہیں تو یا کوئی

۸۔ ن، ع — مصرعہ

۹۔ ش — گوہر شاخ

ل — گوہر شام گل کی (کذا)

اے صبا میری طرف سے جائیو کچھ کام ہے

جاں بہ لب ہوں پر مجھے اُس یار سے پیغام ہے

کہیو اے دالگہر جیتے رہو تم حشر تک

پر مجھے گر ذبح کیجے تو بڑا ہی نام ہے

او دلِ غافل سنبھل[۱] کر جائیو کہتا ہوں میں

ہاتھ میں خوں خوار کے شمشیرِ خوں آشام ہے

کیا کہوں جو جو گزرتی[۲] بیٹھی یہ میری جان پر

پر کہیں دل کے تڑپنے پر نہیں آرام ہے

سوز کا[۳] تم نام سنتے ہی رہو بس چپ کرو

نام گو پکا ہے لیکن عاشقی میں خام ہے

---

۱ ع سمھل

۲ ع کدر

۳ ن میں کا قیاسی ہے جبکہ ع میں واضح طور سے موجود ہے

روزِ ازل سے سوز تمھارا[1] غلام ہے
مشرب میں اس کے غیر کا ملنا حرام ہے

کہتے ہیں لوگ سوز بڑا[2] پارسا ہے ہاں
رمضان کے دنوں میں یہ شرب[3] مدام ہے

مقصود اس کو ہونا یاں تک کہ راکھ ہو
اب جسے دلِ برشتہ کو کہتا ہے خام[4] ہے

ٹھوکر سے[5] جس کی زیرِ زمیں والے جی اٹھیں[6]
نامِ مسیح آج ترے پا تمام ہے

مارا پڑا ہے سوز کہ جاتے ہیں دوڑے لوگ
کوچے میں آج[7] اس کے بڑی دھوم دھام ہے

---

[1] ل ہمارا

[2] ش ترا

ل سوز سا ترا یار ہے ہاں (کذا)

[3] ن یہ شراب (کذا)

ا بھی شرب ...

[4] ل جام

[5] ش ک د ل میں

ن سے جس کے

[6] ا ک اٹھے

[7] ن آج اس کے یہ کیا

ش ا اس کے آج بڑی

نہ عاشق ہے کسی کا تو نہ بے تابی سے محرم ہے
میاں چل راہ لگ اپنی تجھے[۱] کب سوز کا غم ہے

چلو اے عشق آگے ساعت اچھی[۲] ہے ہماری بھی
جگر، دل، جان کے ہمراہ اب چلنا مصمم ہے

خدا ہی جانے[۳] یا دل جو گزرتی ہے[۴] مرے دل پر
ولے[۵] دردِ درونی سے کس کے کون محرم ہے

دل و دیں، جان و ایماں، صبر و طاقت کھو چکے کب کے
یہ مشتِ استخواں باقی ہے اس کا کس کو اب غم ہے

اگرچہ اختلاطِ بزم میں اس سا نہیں[۶] کوئی
وے غصے میں اس محبوب[۷] کے میاں زور عالم ہے

کسی نے اس سے پوچھا سوز سے بھی آشنا ہو تم
لگا کہنے کہ وہ تو اک قدیمی میرا خادم ہے

چھپاتا کیوں ہے تو اے سوز اپنے عشق کو مجھ سے
اگر عاشق نہیں تو تیری آنکھوں میں یہ کیوں نم ہے؟

۱۔ ن، ا، ل، ک: کیا [طبق میں]
۲۔ ا، ک: اچھی بیماری ہے
ل: ہے ہمارا بھی
۳۔ ن: جانتا ہے جو مرے دل پر گزرتی
۴۔ ا: تھی
۵۔ ا، ل، ک: بلے
۶۔ ا، ک: اب سوز
ل: اے سوز
۷۔ ل: مجنون (کذا)

کون سا اس جہاں میں بے غم ہے — جس کو دیکھا سو[1] مجھ سے محرم ہے

اشک تو چل[2] نہ چل یہ تیرا شوق — آہ کا تو سفر مصمم ہے

ایک[3] دم کے لیے تو آ اے جان — تیرے[4] دم کے لیے کوئی دم ہے

کچھ نہ کہیو اسے خدا کے لیے — روٹھنے کا بھی زور عالم ہے

گو[5] نہ آیا تو کیا ہوا اے سوز
میرے مرنے کا اس کو ماتم ہے

---

۱ ل — جو

ا — سو مجھ سے

۲ ن — چل آ چل

ا — چل نہ چل

۳ ش — ایک دن

ل — " کے لیے تو اے جان شوق (کذا)

۴ ل — تیرے دم سے کے کوئی دم دم ہے

۵ ل — کون آیا تو ... (کذا)

سینے[1] میں تو آہ یا فغاں ہے — تو اے دل گم شدہ کہاں ہے

لو حسن تو لد[2] گیا کبھی کا — یہ خط نہیں گرد کارواں ہے

مت دیکھیو[3] اس کو چشم بد دور — آج ہیں[4] تو یہ مجھ پہ مہرباں ہے

کرتا ہے جدا جدا سب اعضا — کہتا ہے کہ پھر امتحاں ہے

اے بوالہوسان عشق بازی — ق — کیوں تم کو عشق بہوساں ہے

کوچے میں تو اس کے جا کے دیکھو — کوئی کشتہ[5] ہے کوئی نیم جاں ہے

زخم اس سا کبھوں[6] نہ سہہ گا — کہنے[7] کی یہ بھی داستاں ہے

مت پوچھو[8] یارو میرے گھر کو — ق — کیا بتلاؤں[9] تمھیں کہاں ہے

جس باغ میں گل کو دی ہے آتش — اس باغ میں میرا آشیاں ہے

جاتا ہے تو[10] جا بے دل کہیں زور — تیرا[11] یہاں کون پاسباں ہے

ہمسائے میں کس کے جا کے بیٹھیں — خورشید کا سر پہ سائباں ہے

آتا ہے تو آشنا اے جان
اک آن کا سوز میہماں ہے

---

۱ ع سینہ
۲ " ... حسن تو اور گیا کہاں کا
۳ " کبھو
۴ " رہیں تو مجھ پہ
۵ ن کشتہ کوئی نیم جاں
۶ ع کہاں
۷ " کہنے سننے کی
۸ ن پر چھو عزیز
ع پوچھیے یارو مجھ سے
۹ ع کہ گھر کہاں ہے
۱۰ ن جو تجھ کو جا کہیں جان
۱۱ ع یاں تیرا کون

پاس رہ کر دیکھنا تیرا بڑا ارمان ہے *
مجھ کو سب مشکل[1] ہے پیارے تجھ کو سب آسان ہے

اے مرے بدمست مت[2] کر تو غزالوں کا شکار
لے نہ میرے دل کو چکھو[3] یہ زور ہی بریان ہے

کیا دعا دیتے ہو میاں جیتے رہو جیتے رہو
زندگانی تو نہیں انگریز کا زندان ہے

ایک بوسہ مچھا کر بیچ[5] سے ہونٹوں کے دے
پھر[6] اگر دل تجھ سے مانگوں جان[7] بھی نادان ہے

جس کی طینت[8] میں دغا ہے آپ ہوتا ہے خراب
خوشۂ گندم کو دیکھو کب[9] سے دانا دان ہے

آہ کچھ چبھتا ہے اٹھتے بیٹھتے سینے[10] کے بیچ
چیر کر شے[12] دیکھو تو یہ الماس کا پیکان ہے

میرے سمجھانے کو آتا ہے بغل[13] میں لے کتاب
ناک میں لایا[14] ہے دم ناصح کوئی شیطان ہے

سوز کا رتبہ کہاں پہنچا ہے جو تیری رضا
لوگ[15] یہ کہتے ہیں اب تو صاحب[16] دیوان ہے

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ۱۱۸۸ھ / ۷۵-۱۷۷۴ء

ا؎ ش — شب مشکل ہے لیکن
ل — سب " "
۲؎ ل — بن کر
۳؎ ش، ل — کو
۴؎ ش — اور
۵؎ ل — شیخ (کذا)
۶؎ ش — یہ
ل — ہر
۷؎ ل — جانان
۸؎ ا — نیت
ل — طبیعت میں دعا سے (کذا)
۹؎ ا — داتا
۱۰؎ ک — سینہ
ل — سینے کے شیخ (کذا)
۱۱؎ ک، و، ش، ل — سے
۱۲؎ ل، ش — یا
۱۳؎ ا، ش، ک — آیا
۱۴؎ ش — لاتا
۱۵؎ ش، ک، ل — یوں
۱۶؎ ل — ایمان

جسے دل دیجے سو دلبر کہاں ہے ‍ ‍ ‍ ‍ جو[1] ہوگا بھی ہمیں باور کہاں ہے

جھلکتا ہے ہر اک ذرّے[2] میں خورشید ‍ ‍ ‍ ‍ شناسائی کسی کو پر کہاں ہے

مرا[3] ہر چند طفلِ اشک ہے شوخ ‍ ‍ ‍ ‍ تری زلفوں سا پر اَبتر[4] کہاں ہے

دلا یہ گل رخاں ہیں طالبِ زر ‍ ‍ ‍ ‍ ہمارے پاس لیکن زر کہاں ہے

ترے کوچے میں مدت[5] سے ہے ساکن ‍ ‍ ‍ ‍ مرے[6] پہلو میں دل کا گھر کہاں ہے

نہ برسا اس سے گا ہے قطرۂ خوں ‍ ‍ ‍ ‍ مری[7] مژگاں سا ابرِ تر کہاں ہے

تسلّی سوز کی کب ہو فغاں[8] سے
بتا دو ساقیِ کوثر کہاں ہے

---

۱ ش، ک، د، ل ‍ ‍ جو ہے بھی تو ...

۲ ن، ش، ک، ل ‍ ‍ ذرّہ

۳ ی ‍ ‍ ترا

۴ ح، خ ‍ ‍ دلبر

۵ ح، خ، ب، ی ‍ ‍ رہتا ہے شب و روز

۶ ل ‍ ‍ مری مژگاں سا ابرِ تر کہاں ہے (کذا)

۷ ن ‍ ‍ مرے

۸ ش ‍ ‍ فغاں

آواز تو دے اے دلِ مغفور کہاں ہے
شیشے[1] میں تو دبکا ہے بہت دور کہاں ہے

خورشید کو گو چرخِ چہارم پہ چڑھایا
پر میرے صنم کا سا بھلا نور کہاں ہے

ہر قطرۂ خوں بر سرِ مژگاں ہے لٹکتا[2]
یہ لختِ دلِ سوز ہے منصور کہاں ہے

---

[1] ا سینہ تو دل کا (کذا)
[2] ا جھلکتا

تو دل مانگے ہے مجھ سے دل کہاں ہے
مگر[1] اجڑا اس کا آشیاں ہے

بھلا آنکھوں میں آوے نیند کیوں کر
جہاں رقیب سا بیٹھا[2] پاسباں ہے

کہو[3] کیا شاد ہوں دنیا میں آ کر
جہاں بر[4] پا یہ فریاد و فغاں ہے

صدا گنبد کی سمجھے[5] شیخ صاحب
ارے میاں سوز کا[6] شور فغاں ہے

---

۱ ش، ک، ل — یہ اجڑا سا تو
۲ ا — بیٹھا
۳ ن — کہوں
ش، ک، ل — کہو کیا شاد ہووے کوئی آکر
۴ " — شد یا نہ
۵ ل — عنہد (کذا)
ش — عند ؟
۶ ش، ک، ل — بانگ

کہاں ہے تو مرے پیارے کہاں ہے
خدا کے واسطے بتلا جہاں ہے

میں چھلنی لے کے چھانا سب جہاں کو
ترا دنیا سے کیا[1] باہر مکاں ہے

ارے میاں ایک باری منہ تو دکھلا
فلک پر ہے کہ زیرِ آسماں ہے

گیا[2] مجلس میں تو یاروں سے بولا
نہ بولو اس سے یہ آتش زباں ہے

۱۔ ن باہر کیا
۲۔ ل (یہ) گیا

دل پہ[1] چھاتی میں داغ روشن ہے — اپنے گھر کا چراغ روشن ہے

جلوہ گر ہیں چراغ لالے کے — کیا ہی[2] اب صحن باغ روشن ہے

کس سے ظالم چھپا[3] ہے میرا حال — ظلم کا تو سراغ روشن ہے

ساقی آیا ہے میکدے[4] کے بیچ — آج چشم ایاغ روشن ہے

آتش تر سے سوز کا ساقی

شمع آسا دماغ روشن ہے

---

[1] ن — دل کا سینے میں

[2] ا — ہے

[3] ک ، ش — چھپاے

[4] ک ، ش ، ل — میکدہ

* غرورِ حسن ہے تجھ[١] کو تو مجھ کو تمکیں ہے
تو سنگ دل ہے تو میری بھی آہ سنگیں ہے

اگر رحیم ہے تو میں بھی ایک عاصی ہوں
جو تیغ زن ہے تو میری طرف سے تحسیں ہے

تو عشق ہے تو میں دل ہوں تو درد ہے تو میں[٢] سوز
تو کوہ کن ہے تو مجھ[٣] پاس جانِ شیریں ہے

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ١٢١٠ھ / ٩٦-١٧٩٥ء

١ ل — خط (کذا)

٢ ک — میں سر

و — (میں دوا)

٣ ش — تجھ (کذا)

کیا کہیے وہ بت آہ کس آئین نمکیں ہے

سر تا بہ قدم کافر بے دیں نمکیں ہے

قطرات عرق کا ترے عارض پہ[1] ہے یہ لطف

جوں[2] پھول سے ہر خوشۂ پروین نمکیں ہے

کب[3] یہ گلِ اورنگ پہ گلشن میں مزا ہے

فندق سے جو وہ دستِ نگاریں نمکیں ہے

یہ حسن کبھو شمع کے شعلے[4] میں نہ دیکھا

جو[5] سر پہ ترے طرۂ زریں نمکیں ہے،

میٹھا جو لگے بولنے پھر اس کی[6] تو کیا بات

سو ترش تو حرفِ لبِ شیریں نمکیں ہے،

کب چاشنہ خورانِ[7] جفا مہر[8] طلب ہیں

اس دل کو تری دشمنی و کیں نمکیں ہے،

اے سوز مرے شوخ کو کیا چاہیے زینت

جوں مہر بن آرائش و تزئیں نمکیں ہے،

---

[1] ش، ل — پہ یہ ہے لطف
ک — نہ یہ لطف ہے (کذا)

[2] ن — جو

[3] ش — ایک

[4] ش، ک، ل — شعلہ

[5] ش، ل — جوں

[6] ا، ک — اس کے تو کیا ناز

[7] ن — خوران

[8] ل — مہر

جز تیرے کوئی اور مرا یار نہیں ہے

خوباں میں کسو[1] سا تو مجھے پیار نہیں ہے

ہر مو سے مرے نکلے ہے آوازِ انا الحق

پر دل کے سوا کوئی خبر دار نہیں ہے

سینے[2] کو مرے تختۂ گلشن نہ سمجھنا

یہ داغ[3] ترے غم کے ہیں گلزار نہیں ہے

عاشق کی ترے جان کو آرام ہو[4] کس طرح

دل میں خلشِ[5] عشق کم از خار نہیں ہے

مارے[6] جو کوئی سامنے آ اس کے دم عشق

اُٹھے[7] سوزدہ اس طرح کا خوں خوار نہیں ہے

یہ غزل ن میں دوبار درج ہے پہلے شمار ۹۰۱ اور پھر شمار ۱۰۲۲ کے تحت۔ دونوں متون میں معمولی اختلافات بھی ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ دوسرے اندراج میں مقطع کا ایک حصہ نا خواندا چھوڑا گیا ہے جبکہ پہلے اندراج میں مقطع مکمل صورت میں موجود ہے۔ ۱۲۔

[1] ا، ن ۲ — کسی
[2] ش، ک، ا — سینہ
[3] ن-۲ — یہ غم کے ترے داغ ہیں
[4] ل — کو (دکذا)
[5] ن-۲ — یہ خلش غم کی کم از خار
ک — خلش عشق کا از سوکذا)
[6] ا — ہے تو کو سامنے
ن-۲ — مارے تو کو ...... سامنے اس کے دم عشق
[7] ن-۲ — ہاں
ا — ہائے

نہیں ہے میاں دل اپنے گھر نہیں ہے
میں کہتا ہوں تجھے[1] باور نہیں ہے

وہی تھا ایک تیرے ہاتھ بیچا
دلوں کا سوز سوداگر نہیں ہے

یہ دیکھو آپ روپ آئے ہیں یارب
جسے دستار بھی[2] سر پر نہیں ہے

اسے پوچھو[3] تو پھرتا ہے کہاں تو
مگر اس کے[4] کہیں گھر در نہیں ہے

تو اس حالت پہ جاوے عرش تک بھی
پرائے[5] دل تجھ کو بال و پر نہیں ہے

وگرنہ ایک امت ہے پرانی
یہاں[6] تیرا کوئی ہمسر نہیں ہے

مجھے شیشے[7] میں تو چاہے کہ موندے
غلط سمجھا یہ[8] میرا گھر نہیں ہے

مرا گھر عرش سے بھی کچھ پرے ہے
دکھا دوں[9] گر تجھے باور نہیں ہے

یہ سن سن کر لگا کہنے کہ چپ سوز
کروں کیا پاس یاں جمدھر نہیں ہے

چکھا دیتا تجھے اس کا مزا بھی
تو کہتا ہے کہ خورش جوہر نہیں ہے

---

[1] ل — تجھے باور
[2] ل — سر پر بھی نہیں (کذا)
[3] ک — پوچھو
[4] ا، ش، ک، ل — تیرے
[5] ا، ک — میرے
[6] ن — یہاں کوئی ترا
[7] ش — شیشے
ا، ل، ک — سینہ
[8] ا، ش، ل، ک — ہے
[9] ل — دکھاؤں

*گفتار میں اب ضعف سے آواز نہیں ہے
سمجھے نہ[1] مری بات جو ہم راز نہیں ہے

کہتے ہیں[2] چمن اب کے بہت خوب کھلا ہے
کیا کیجیے ہم کو پر پرواز نہیں ہے

ٹھوکر سے جلاتا ہے[3] تو مُردوں[4] (کو) زمیں کے
اعجازِ[5] مسیحا ہے یہ کچھ ناز نہیں ہے

سینے میں[6] سے گھبرا کے مری آہ بھی بھاگی
اب دم[7] کے سوا کوئی بھی دم ساز نہیں ہے

کہتے تو ہیں سب ریختہ[8] آفاق میں لیکن
اس فن میں[9] بجز سوز کے ممتاز نہیں ہے

---

* طبق س
[1] سُن گ ث — سمجھے نہ مری جو مرا ہمراز
و — " یہ مری بات جو ہمراز
ل — " نہ " سو "
[2] س میں واضح نہیں غالباً کہتیں ہیں
ل — کہتیں ہیں چمن آپ سے (کذا)

←

٣ ک — بلاتا تو ہے

٤ س میں سہو قلم سے چھوٹ گیا ہے دیگر نسخ میں موجود ہے

ع — قہروں کے گردوں کو

٥ ا — اعجازِ مسیحائی یہ کچھ

٦ ن — سے تو گھبرا کے مرے

ل — سینہ میں

ع — سینے سے تو گھبرا کے نکل بھاگی مری آہ

٧ ن، ا، ش، ک، ل — دل

٨ " — اس دور میں

٩ " — کوئی سوز سا

گو نہ ہو لالہ و گل دیدۂ خوں بار تو ہے

کام گو تلخ ہوا شربتِ دیدار تو ہے

باغباں گو کہ ہمیں بار نہ دے گلشن میں

جھانک لینے کو بھلا رخنۂ دیوار تو ہے

گو متاعِ غم و اندوہ نہیں لیتا کوئی

کیوں تو کڑھتا[1] ہے بھلا درد کا بازار تو ہے

لب سے لب گو نہ ملا سوز سینے[2] رہ بھائی

تیرے سینے کے لیے وہ لبِ سوفار تو ہے

---

[1] ن کڑھتا کیوں ہے دلا درد کا ...

[2] ع خورش رہ بھائی

گر نور وگر ہے نار تو ہے — گر سوز وگر شرار تو ہے

چھپتے ہو[1] جی چھپوگے ایسے — پنہاں[2] ہو کر آشکار تو ہے

آپ ہی معشوق آپ ہی عاشق — گر بوس وگر کنار تو ہے

روٹھے[3] آپ ہی منے بھی آپ ہی — گر طیش وگر ہے پیار تو ہے

ہے تیرے[4] کیف دو جہاں کو — گر نشہ وگر خمار تو ہے

مکروہ[5] نہیں اگر کہوں میں — گر نقش دگر نگار تو ہے

تو ہی مارے تو ہی جلاوے — گر ایک وگر ہزار تو ہے

گو[6] حکم سے ترے ہو خزاں پر — اس میں کی چھپی بہار تو ہے

لا احصٰی شان ہے تیری یار

گر ایک دگر ہزار تو ہے

۱۔ ش — چھپے ہو

۲۔ ل — تنہا (کذا)

۳۔ ن، ک — آپ ہی منے وہ آپ ہی

ا — " منتے ہے "

۴۔ ن، ل — تری

۵۔ ن — گروہ

۶۔ ن — گر

دل ہے یا جان [ہے جدھر تو ہے] — جو کہوں [ ]

عرش تا فرش ماہ تا [مہ رُو] — جس طرف دیکھیے ادھر تو ہے

ترے قربان میرے ہر جائی — مثل خورشید گھر بہ گھر تو ہے

کس کو پھرتا ہے ڈھونڈتا غافل — آپ کو دیکھ بے خبر تو ہے

کعبہ و دیر پوجتا ہے کیا — آپ کو پوج بے خبر تو ہے

دل مرا گم ہوا ابھی اے سوز
اور کوئی نہیں مگر تو ہے

یہ غزل فقط س میں ہے

لہ س: کھر بکھر (کذا)

تجھے تو مجھ سے ہزاروں ہیں پر مجھے تو ہے
تری نگاہ نہیں جان کوئی جادو ہے

کہاں میں بھاگوں الٰہی کہ اب تو گھیر لیا[1]
اُدھر تو زلف ہے ادھر کو دامِ گیسو ہے

عبث تو قتل کو شمشیر ڈھونڈے ہے ظالم
مرے تو واسطے کافی یہ تیغِ ابرو[2] ہے

نگاہ کر جس کی ہے پرواز فرش سے تا عرش
پھنسے ہے ناف سے تا ناف یا چکا ہو[3] ہے

ہوا تھا سوز کا دل گم وہ لے ملا ہے سراغ
کہو تو کہہ[4] دوں ابھی گھورست اب تو ہے

---

[1] ا،ش،ل: کدھر کو بھاگوں مری جان اب تو گھبرایا
ک: " " " " گھیرا ہے

[2] ن: آبرو

[3] ا: ناف یہ ناف یا جکا لو ہے (کذا)
ش،ل: ناف میں یہ ناف یا چکا ہو ہے
ک: ناف تہہ ناف " "

[4] ن، ا، ک: ہے

[5] ا، ک: کہے تو

ناصح کو میرے حق میں جو ارشاد ہے سو ہے
احمق کو ایک بات وہی یاد ہے سو ہے

خنداں ہیں گل چمن میں، غزل خواں ہے[1] عندلیب
پُر[2] دل فراق میں ترے ناشاد ہے سو ہے

۳۔ غیروں پہ روز تازہ[3] عنایات ہیں[4] تری،
مجھ پر ہمیشہ جور جو ایجاد ہے، سو ہے

۴۔ اجڑی[5] تمام خلق نہ پایا کسی کا کھوج
پر دل ترے خیال سے آباد ہے سو ہے

۵۔ دلّی سے لے کے تا بہ صفاہاں اجڑ گیا
پر دل صنم کی یاد سے آباد ہے سو ہے

۶۔ ہم خاک بھی ہوئے نہ گئی اس کی سرکشی
جور و ستم ہمیشہ جو ایجاد ہے سو ہے

لاکھوں پہ جور اس نے سہے آہ بھی نہ کی
پر سوز تیری یاد میں دلشاد ہے سو ہے

یوں[6] تو ہوں خوشہ چین سبھوں کا پہ[7] سچ کہوں
یہ[8] سوزِ دل ازل سے جو استاد ہے سو ہے

۱۔ ن ہیں

۲۔ نسخۂ ک، ا، ل یہ ←

ن — پیر دل ترے فراق میں

۳ ل — عتاب ہے پیرے (کذا)

۴ ش، ا، ک، — ہے

۵ ن — دلی سے لے کے تا بہ صفاہاں اجڑ گیا

۶ ش، ک، ا، ل — یہ سوز خورشید چیں ہے سمجھوں کا یہ دیج کہوں

۷ ن — پہ

۸ ن — پیر

شعر نمبر ۳ اور ۴ بالترتیب ۶ اور ۵ کی ابتدائی صورتیں معلوم ہوتے ہیں، تاہم ہم نے مختلف نسخوں میں ملنے والی یہ دو صورتیں درج کر دی ہیں — ۱۲

دل کو ترے خیال سے مقصود ہے سو ہے
اس آئینے میں شخص جو موجود ہے سو ہے

شیرینی زبان میں ہے حالِ مختفی
ورنہ جگر میں زخم نمک سود ہے سو ہے

کس سے کہوں کہ کس نے اٹھایا صنم کو ہائے
تم جانتے تو ہو دہی مردود ہے سو ہے

آنکھوں سے اپنی دیکھی نہیں صورتِ پری
ان پتلیوں میں اشکِ خوں آلود ہے سو ہے

دامِ صنم میں جب سے دلِ سوز جا پھنسا
نامہ پیام شب[۲] ہی سے مفقود ہے سو ہے

۱۔ ن	میاں
۲۔ ش	شب سے ہی مقصود
ک۔ ل	شب ہی سے "

کیا کہیے اپنا حال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے
دل میں مرے خیال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

مانگا نہ کچھ کسو سے کبھو ہم نے زیرِ چرخ
للہ[1] ہے سؤال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

کیا گفتگوئے برہمن و کیا کلامِ شیخ
ناحق ہے قیل و قال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

کیا سمجھے بت پرستی کو میری خدا پرست
اس کام کا مآل جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

کس خوب رو سے یار کو تشبیہہ دیجئے
وہ حسن بے مثال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

کوئی تو مثلِ مہر کہے، کوئی مثلِ ماہ
اس شوخ کا جمال جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

شعر و سخن پہ سوز کے موقوف کچھ نہیں
اس یار کا کمال[2] جو کچھ ہے سو ہے سو ہے

---

[1] ا — ہی ہے
ل — اللہ
ش — اللہ ہی سے
[2] ن — جمال

زباں جب تلک[1] ہے تری گفتگو ہے
جو دل ہے تو اس میں تری[2] آرزو ہے

من و تو میں غافل عبث پھنس رہا ہے
تجھے اب تلک غیر کی جستجو ہے

نہ ہو آرزو آرزو کی جہاں میں
اگر آرزو ہے تو یہ آرزو ہے

بتا دوں تجھے سِرِّ اصلِ حقیقت
اگرچہ یہ کہتے نہیں گو مگو ہے

بجز دل نہیں ہے کوئی حیّ و قائم
نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہ میں ہوں نہ تو ہے

---

[1] ل — تک (ذ،ن)
[2] ن میں "تری" قیاس سے قوسین میں درج کیا گیا ہے جبکہ ل میں واضح طور پر موجود ہے

تجھے دل کے لینے کی کیا چاہ ہے
ہمارا تو ڈیرا سر راہ ہے

تعین کے گھونگھٹ سے منہ کو نکال
ذرا جھانک گر جان آگاہ ہے

نہ یہ ہے نہ وہ ہے نہ میں ہوں نہ تو[1]
مری جان اللہ ہی اللہ ہے

اسی کا یہ مظہر ہے اے ناقصو
جدھر[2] دیکھیے واہ ہی واہ ہے

مظاہر اسی کا ہے یہ سب ظہور
کہیں ہے گدا اور کہیں شاہ ہے

یہ اشیا جہاں تک ہیں[3] آئینہ ہیں
سبھوں میں وہی جلوۂ ماہ ہے

تجھے وہم ہے عرش پر ہے خدا
ترے دل سے اس عرش تک راہ ہے

---

[1] ل تو
[2] ل کدھر (کذا)
[3] ک ہے

دل ہے یا منزل گہ غم ہے کہ[1] حسرت خانہ ہے
بارگاہِ درد ہے یا سوز کا کاشانہ ہے

کاسۂ[2] سر کو تراشیں خونِ دل سے[3] پُر کریں
مجلسِ عشاق میں یہ[4] مے ہے یہ[5] پیمانہ ہے

قیس اور فرہاد کو کیا یاد کرتے ہیں سودا
دمِ غنیمت ہے کوئی دم کو یہ سب افسانہ ہے

قیس یا فرہاد یا سودا ہے یا ہے درد[6] و سوز
ایک ہیں آپس میں ان میں کونسا بیگانہ ہے

دل میں مت رکھیو طلب دنیا کی کیا تحبہ ہے یہ
سوز اتنا تو سمجھو دل ہے کہ[8] مکتب خانہ ہے

---

[1] ک یا کہ خانہ (کذا)

[2] ش کاسہ

[3] ک کاسۂ دل
ش کو

[4] ن نے

[5] ک یا

[6] ک سودا و یا ہے درد بسوز

مرزا محمد رفیع سودا (متوفی ۴ رجب ۱۱۹۵ھ/ ۲۷ جون ۱۷۸۱ء)

[7] خواجہ میر درد (متوفی ۲۴ صفر ۱۱۹۹ھ/ ۷ جنوری ۱۷۸۵ء)

[8] ش یہ مکتب خانہ (کذا)

نہ میں جہان میں ہوں تیری[۱] آرزو یہ ہے

پناہ تجھ سے دعا کا ہے ورنہ تو یہ ہے

رفو ہوا جو گریباں مرا[۲] تو کیا حاصل

جو دل سے دل کہیں پیوند ہو رفو یہ ہے

طلب کرو ہو دل اس[۳] منہ پہ گالیاں دے دے

وفا کی طرح ہو وہ اور گفتگو یہ ہے

بچشم کم تو دمِ سرد کو مرے مت دیکھو

سمومِ قہر سے ہر آن دوبدو یہ ہے

میں کہہ تھکا کہ[۴] تو اس شوخ سے نہ مل اے دل

شریر[۵] یہ ہے، اشر یہ ہے، جنگ جو یہ ہے

غرض نہ ہم سے ہے اس[۶] کو نہ غیر سے مطلب

ملے ہے گرم جو ہر اک سے اس کی خو یہ ہے

عجب نصیب لے اترا ہے آئینہ اے یار

کہ اس کو جب[۷] کوئی دیکھے تو روبرو یہ ہے

ڈرانہ ہم کو تو قبضے پہ ہاتھ رکھ رکھ کر

قسم ہے تیری ہی اپنی تو آرزو یہ ہے

ہمیشہ یار کے پیچھے لگا پھرے ہے سوز

جو وہ ہے خانہ بہ خانہ تو کو بہ کو یہ ہے

۱؎ ش	میری
ا	تیری تو (کذا)
۲؎ ن	ترا
۳؎ ن	اور اس پہ گالیاں دے دے
۴؎ ش، ا، ک	رہا
۵؎ ش	یہ ہے و بشر یہ ہے
ل	خنک جو یہ ہے (کذا)
۶؎ ل	مطلب نہ غیر سے اس کو
۷؎ ک	عجب کوئی دیکھے تو ارزد (کذا)

نہیں غم شادمانی میری یہ ہے ★ — عزیزو زندگانی میری یہ ہے

مروں پاؤں تلے جو اس صنم کے — تو عمرِ جاودانی میری یہ ہے

پیو تم مے، میں خوں پیتا ہوں اپنا — شرابِ ارغوانی میری یہ ہے

سنو جی ایک تھا سوز اِک[1] مہدی

شب و روز اب کہانی میری یہ ہے

★ زمانۂ تخلیق :۔ لغایت ۱۲۰۴ھ/۹۰-۱۷۸۹ء

[1] سید محمد میر مہدی داغ، فرزندِ سوز۔ ... داغ سے متعلق سوز کے مزید اشعار کے لیے ملاحظہ ہو: اسی ردیف کی غزل ع آج امرے منتوں کے بارے ... الخ کا حاشیہ

دل لے[١] ہی گیا نہ یار ہے ہے — ہے ہے ہے دل بے قرار ہے ہے

مت جا[٢] تو پیار [سے] یار یا یا — میں تیرے دار وار ہے ہے

تو قہقہہ[٣] مار کے[٤] ہنسے اور — میں رُوواؤں[٥] زار زار ہے ہے

پیکان سے تیرے دل فرش[٦] تھا — ق — سو بہہ گئے[٧] دل سے[٨] یار ہے ہے

ہرگز نہ بجھی[٩] عطش جگر کی — کیسی[١٠] تھی یہ آبدار ہے ہے

کیوں[١١] روتے ہو روز شب تم اتنا — ہے ہے مری چشم زار ہے ہے

جیتا[١٢] ہے سوز اب تو آ[١٣] یار

اتنا بھی انتظار ہے ہے

[مطبوعہ س]

١ ک — دل لے گیا
٢ ک، ا — جائیو بار بار
ش — جا تو "
ل — جا تو بار یار
ن — جائیو مار یار
٣ ل — قہقہے
٤ ن، ش، ک، ا، ل — کر
٥ ن، ش، ک، ا — رووں
٦ ن — بسے
٧ ا — رہ گئے
٨ ن — ہے پار
٩ ش، ک، ل — تجھے
١٠ ن — کیسے تھے
١١ س میں نہیں
١٢ ک، ا، ش — اب تک جیتا ہے سوز آجان
١٣ ن — آجا
ل — جان ساز ہے سوز اب بھی آجان (کذا)

س اور دوسرے نسخوں میں ترتیب اشعار

س	ن	ا	ک	ل	ش
١	١	١	١	١	١
٢	٣	٣	٣	٥	٣
٣	٢	٢	٢	٢	٢
٤	٤	٤	٤	٣	٤
٥	٥	٥	٥	٤	٥
٦	٧	٦	٦	٦	٦

مسی پہ سرخیاں جب جھمک[1] دکھاتی ہے
حیا[2] سے برق بھی منہ ابر میں چھپاتی ہے

خدا ہی جانے کہ دیکھی ہیں انکھڑیاں کس کی[3]
یہ نرگس آج تو[4] پھولی نہیں سماتی ہے

ہزاروں تجھ پہ تصدق کیے[5] یہ پروانے
بس اپنی جان کو اے شمع کیوں جلاتی ہے

جو کھاوے داغ یہ داغ[6] عشق کے شن[7] اے لالہ
سو[8] وہ مرا ہے جگر ! اور کس کی چھاتی ہے

نسیم زلف بھی کرتی ہے عقدۂ[9] دل وا
چمن میں جیسے صبا غنچے[10] کو کھلاتی ہے

نہیں ہے دام و قفس سے محبت[11] گل کم
یہ عندلیب عبث جان کو پھنساتی ہے

جہاں تلک تجھے[12] اے دوا نہیں کر لے
دگرنہ سوز یہ فصلِ بہار جاتی ہے

---

۱ ش	جھلک
۲ ل	حنا
۳ ن ل	جو

۴ ن — گیے (کذا)

۵ ن — کھا کے (کذا)

۶ ا — داغِ الم

۷ ن، ش — بس

۸ ن — سو ہے میرا ہی جگر

ش — تو وہ میرا ہی جگر

۹ ن، ش، ل، ک — غنچے

۱۰ ش، س — غنچوں

ک — غنچے

۱۱ ا، ک — داغ و قفس

ل — دامِ قفس

ن — باغِ قفس

۱۲ ک — جہاں تک ہے ترے دل میں

ل — " ہو "

ش — جہاں تلک ترے دل میں

ا — ہر جب تلک ترے دل میں

اشارت ابروؤں کی قتل کو میرے بلاتی ہے[1]
میاں بانکے انھیں دھڑکوں سے میری جان جاتی ہے

یہ لعلِ اشک کو آنکھوں میں پالا[2] سو نہیں تھمتا
جگر میں آہ کو روکے[3] سو کس کافر کی چھاتی ہے

اگر دل باوفا ہوتا[4] تو کیوں رہتا نہ پہلو میں
یہ جانِ ناتواں کیوں اس کے غم میں بلبلاتی ہے

اگر جھمکا دکھا دوں[5] شوخ کا تو دنگ[6] رہ جاوے
یہ تقلیدی چمک[7] سے برق مجھ کو کیوں چڑاتی ہے

الٰہی سوز[8] ہی کو قید میں رکھتا ہے کیوں ظالم
چمن میں[9] فصلِ گل یوں آن کر دھومیں مچاتی ہے

---

[1] ش، ل ایسے
[2] ا، ل پالا نہیں تھمتا (دونوں)
[3] ا یہ
[4] ل باور ہوتا (دونوں)
[5] ا، ک دکھا دوں شوخ کو تو دنگ
[6] ش ایک (دونوں)
[7] ن چمک
[8] ل سوز ہی قید میں رکھتا ہے ہے ظالم (دونوں)
ش سوز ہی کو " " سا (دونوں)
ل " " کو " رکھتا ہے ظالم (؟)
[9] ن، ک آن کر یوں فصلِ گل

پوچھو[1] مت، کیونکے تری رات[2] یہاں کٹتی ہے
حاصل اب تجھ سے یہ کرنے کا بیاں[3] کٹتی ہے

حالِ دل کیونکے کہوں اس سے کہ جس کے آگے
ہونٹ ہل جائیں کسی کے تو زباں کٹتی ہے

دیکھ کر مجھ کو تو پروانہ جلا مرتا ہے
شرم سے شمع ترے آگے میاں کٹتی ہے

غیر مختار ترے گھر میں ہو اور سہوں ہم بھی
اپنی اس طرح سے اوقات[4] کہاں کٹتی ہے

ہو وہ کج طبع سے[5] ہرگز نہ موافق صحبت
لگے شمشیر کماں پر تو کماں[6] کٹتی ہے

یک[7] دم اس باغ میں آرام نہ پایا ہم نے
عمر جوں مرغِ ہوا بال فشاں کٹتی ہے

وصل کا یار کے کب ہم کو یقیں ہے اے سوز
لیکن اب زیست ہماری بہ گماں کٹتی ہے

۱۔ ا — پوچھو
نسخہ ل — بوجھو
ک — پوچھو
۲۔ نسخہ اول — تجھ رات میاں

ک	تری
۳ ل	میاں
۴ ن	میاں
۵ ن	کی ہر گز نہ موافق
ل	" ——
۶ ل	میاں
۷ ن، ل ک	ایک

محیطِ دل ہوں اے شوخ تیری چاہ پھرتی ہے
سدا یہ برق[1] ظالم گردِ مشت[2] گاہ پھرتی ہے

ہوئی تاثیر اس کے دل میں نالے[3] سے رقیبوں کے
اثر کو ڈھونڈتی اب تک ہماری آہ پھرتی ہے

یہ دل میں آئے ہے کانوں[4] میں دستِ نارسا[5] اپنا
تری زلفوں میں کنگھی جس[6] گھڑی اے ماہ پھرتی ہے

بنے[7] جو تجھ کو رکھ حجام سے اب صلح[8] اے واعظ
کہ قینچی ریش کی تیری بہت بد خواہ پھرتی ہے

چلیں کعبے[9] کو ہم بھی شیخنا گر تو قسم کھا کر
کہے یہ بات واں سے میکدے کو[10] راہ پھرتی ہے

خدا کے واسطے باز آ ستانے سے مرے دل کے
کہ اب تاثیر اس کی آہ کے ہمراہ پھرتی ہے

کہوں اے سوزؔ کیا تجھ سے خرامِ ناز[11] میں اس کا
دلوں کو ڈھونڈتی[12] آفتِ ناگاہ پھرتی ہے

---

[1] ل مشت
[2] ا گردمشت گاہ (کذا)
[3] ا نالوں
[4] ا کانوں (کذا) ←

مجھے دیکھ کر موت یوں بولتی ہے
کہ یہ کیا مرے، یہ تو عاشق کا جی ہے

مری جان! دیدارِ آخر تو دکھلا
مری جان آنکھوں میں اب آ رہی ہے

کھڑا[1] نعش پر سوز کے بولا کرہے ہے
کسی جوگی کی یہ[2] تو دھونی رمی ہے

تجھے سوز کیا غم ہے تیرا تو والی
علیِ ولی ہے، وصیِ نبی ہے

---

[1] ش کھڑا (کذا)
[2] ش یہ دھونی رمی (؟)

شمع کس واسطے دل اپنا جلا کہتی ہے
پوچھو ثواب کوئی پروانے سے کیا کہتی ہے

ایک کو جیتا نہ چھوڑوں گی تو ہنستا تو سہی[۱]
غمزۂ شوخ سے ہر دم یہ ادا کہتی ہے

جان و ایمان دے اور بات نہ کچھ منہ سے[۲] بول
ہر گھڑی مجھ سے محبت یہی آ کہتی ہے

دسترس پاؤں تلک جب سے ہوئی ہے اس کو
میں ترا لہو[۳] پیوں گی یہ حنا کہتی ہے

دختر رز سے تو ہرگز نہ ملوں گا ساقی
کیونکہ وہ فاحشہ ہر ایک سے جا کہتی ہے

کس کی حسرت سے کیا چاک گریباں گل نے
بلبلو کچھ بھی تمہیں باد صبا کہتی ہے

مجھ کو درکار نہیں عشق میں جینا[۴] اپنا
کیا کروں مرگ بھی اب مجھ کو برا کہتی ہے

ایسے قاتل سے خبردار نہ کیجو کچھ بات
سوز جانے بھی دے اب تیری بلا کہتی ہے

---

۱ ل: نہ چھوڑے گی تو ہنستا تو سہی
ک: گا ، سکتا ، ، کذا
۲ ش، ل: مجھ سے
۳ ل: لہو پیوں گی یہ چتا... کذا
۴ ا، ک: اتنا

جرم کر عفو کی تدبیر بہت اچھی ہے
بے گنہ رہنے سے تقصیر بہت اچھی ہے

ہم[1] کو سونپا ہے زمانے کے تئیں قسمت نے
دستِ نامرد میں شمشیر بہت اچھی ہے،

لیک کعبے[2] سے کیا سیر[3] میں بت خانے کی
خانۂ دل ہی کی تعمیر بہت اچھی ہے،

ذکر کو عیش کے کہتے ہیں کہ ہے نصف العیش
ہجر میں وصل کی تقریر بہت اچھی ہے

زلف میں تیری میں اس واسطے دل سونپا ہے
اس دوانے کو یہ زنجیر بہت اچھی ہے

کیوں ہے خاموش مری طرح چمن میں بلبل
تیرے نالے کی تو تاثیر[4] بہت اچھی ہے

کام دیکھا میں بہت مانی[5] و بہزاد کا یار[6]
آنکھوں میں تیری ہی تصویر بہت اچھی ہے

نیک و بد سے نہ کروں اپنے لکھے کا شکوہ
جو کہ قسمت کی ہے تحریر بہت اچھی ہے

جتنے ہیں کام ترے سونپ خدا کو اے سوز
تیری تدبیر سے تقدیر بہت اچھی ہے

←

---

۱ س، ک، ل: مجھ کو

۲ س، ک، ل: کعبہ

۳ ل: شہر

۴ س: یہ

۵ ل اور س کا املا: سعنی

۶ ا، ک: ہاے

جو زمیں زیرِ فلک داخلِ آبادی ہے

کہ ذمہ[1] اس پہ ترے ہاتھ سے فریادی ہے

غم سے[2] اپنے ہے مجھے اس لیے الفت پیاری

کہ مرا غم تری خاطر کے لیے شادی ہے

کوئی تڑپے ہے کوئی سسکے ہے کوئی[3] بے دم

آج کوچے[4] میں ستمگر کے یہ جلّادی ہے

بال و پر توڑ کے صیّاد کرے ہے آزاد

آہ بے رحم یہ کس کام کی آزادی ہے

وعدے[5] کو ٹال کے کہنا کہ مجھے بھول گیا

یہ تغافل تو مرے شوخ کا ایجادی ہے

جھلے[6] داڑھی میں نہیں شملہ نہیں پگڑی میں

شیخنا[7] آج تری وضع بہت شادی[8] ہے

اس کے تو جوہرِ مژگاں سے نہیں واقف سوز

ہر پلک دل کے لیے خنجرِ فولادی ہے

---

۱ ک — کردہ مہ

۲ ن — غم یہ اپنے ہے مجھے اس لیے الفت پیاری

۳ ن — کوئی ہے بے دم

۴ ل — رخ کو دل میں (کذا)

۵ شن، ک، ش، ل — وعدہ
ن — وعدے کو ٹال کے کہنا ہے مجھے بھول گیا

۶ ک — جھکے

۷ و، ل — سجنا

۸ ش، ن — شادی

مری آنکھوں میں یارو اشک ایسا موج مارے ہے
کہ جیسے[1] ساغرِ سیمیں میں صہبا موج مارے ہے

رُوا[2] ہے ابرِ دریا دل یہ کس کے حال پر یارو
کہ یوں سرسبز ہو کر آج صحرا موج مارے ہے

بھنسے ہیں بس کہ دل دریا دلوں کے اس میں اے پیارے
ترے مکھڑے پہ کیا زلفِ چلیپا موج مارے ہے

تری دریا دلی کا شور ہے اے مہرباں[3] جب سے
ہمارے[4] دل میں دریائے تمنّا موج مارے ہے

عبث تو سیر میں دریا[5] کی اب اوقات کھوتا ہے
سرشکِ سوز کو ٹک دیکھ کیا کیا موج مارے ہے

۱۔ ل جیسا

۲۔ ن ہے روتا ابرِ دریا دل (رُوا کا استعمال سوز کے ہاں پہلے بھی آچکا ہے)

۳۔ ش مہر کے (کذا)

۴۔ ن سبھوں کے دل سے

۵۔ ا دنیا

گزشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے
نہ ہوں فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے

امید جینے کے اپنے کہاں ہے بلبل کو
چمن تو پھر بھی ہے گر باغباں باقی ہے

سہی قداں[1] کا نہ ہے کام قامت خم سے
گیا ہے تیر نکل اب کماں باقی ہے

مرے توسن[2] لے کر مانند شمع بزم[3] اخیر
پگھل چکا ہے سراپا، زباں باقی ہے

نہ ہم نشیں[4] ہم سے جہاں میں تو گو نہ ہوں اے یار
تو رہ جہاں میں کہ تجھ سے جہاں باقی ہے

خط آ چکا شرے[5] اپنی گئی نہ سادہ[6] دلی
کہ جھوٹے وعدوں پہ اب تک گماں باقی ہے

اسی ہی محفلے[7] میں روز و شب رہوں گا سوز
بدن میں جب تپش[8] میرے کہ جاں[9] باقی ہے

نہ دردِ دل ہی کے کہنے[10] کی ہے مجھے طاقت
نہ چپ ہی رہنے کی[11] تاب و تواں باقی ہے

۱۔ ش، ک۔ ا، ل	قدیکا
۲۔ ا	سینے (کذا)
ک	سینہ "
۳۔ ن	بزم آخر "
۴۔ ش	ہے نہ ہم سے جہاں میں لوگوں (کذا) نہ سہو اے یار
ل	" " گو "
۵۔ ک	ہے یہ اپنی
۶۔ ل	شادولی (کذا)
۷۔ ن، ش، ل	مجھلے
ک	منجھلہ
۸۔ ل	جب تشیل کرے
۹۔ ا	آن
۱۰۔ ش، ک	کر
۱۱۔ ک	کا

عشاق کے[1] لاشوں سے بھری تیری گلی ہے

اب تک بھی نہیں رحم عجب سنگ دلی ہے

اے اشک تو میرے دلِ بے تاب کو مت ڈھونڈ

جانے دے مرے سر کی بلا اب تو ٹلی ہے

دیوانِ مہربان[2] جو دیکھا[3] تو کہوں کیا

جو بیت ہے اُس کی گویا سانچے میں ڈھلی ہے

اے غم ترے قربان کروں عیش کو سو بار

وہ یار گھڑی کا تو رفیق ازلی ہے

کیوں گل کے نمط چاک گریبان ہے تیرا

کیا جانیے کس رند[4] نے چھاتی یہ ملی ہے

لڑکوں ہی ترے[5] پیچھے نظر آئے میاں سوز

اللہ ادھر کی یہ کہاں باؤ چلی ہے

---

* زمانۂ تخلیق: قبل از ربیع الاول ۱۱۸۵ھ / جولائی ۱۷۷۱ء

[1] ن، و — کی

[2] نواب مہربان خان رند، والیِ فرخ آباد

[3] آ، ک — دیکھے

ل — دیکھا تو کہو کیا

[4] ل — سوز

[5] ن، ل — لڑکوں ہی برس پیچھے نظر آئے میاں سوز ←

م، ک　　　لڑکوں ہی برس پیچھے نظر آیا ہے میاں سوز

۲ تفصیل

نواب مہربان خان، متخلص بہ رند، والی فرخ آباد، سوز جن کے ہاں استاد کی حیثیت سے ملازم رہے۔ رند کے دربار سے سوز کی وابستگی ۱۱۶۷ھ/ ۱۷۵۴ء اور ۱۱۷۰-۷۱ھ/ ۱۷۵۷ء کے درمیان کسی وقت عمل میں آئی اور ان کا یہ تعلق نواب احمد خان بنگش کی وفات (ربیع الاول ۱۱۸۵ھ/ جولائی ۱۷۷۱ء) پر رند کی راجدھانی کے خاتمے تک رہا۔ رند نے اپنا دیوان مرتب کیا لیکن اس میں کلام سوز　　　کا ہے۔ سوز نے جو غزلیں رند کو دی تھیں، بعد ازاں تبدیلی تخلص کے ساتھ اپنے دیوان میں شامل کر لیں اگرچہ اس پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی ہوا [مثلاً سعادت خان ناصر نے لکھا "یہ نہ چاہیے جو چیز بالعرض دی ہو اس کا دعویٰ انصاف سے بعید ہے" خوش معرکۂ زیبا ج اول ص ۲۱۵ مرتبہ مشفق خواجہ، لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۰ء] یہ غزل اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ اس میں رند کے (دراصل اپنے) دیوان کی تعریف کی گئی ہے۔ رند تخلص بھی موجود ہے۔ اگرچہ محض ایک رعایت لفظی ہی ہے۔ م، ش، ک میں پانچواں شعر غزل کا مقطع ہے لیکن اس میں رند تخلص موجود ہے ل میں اسے سوز سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ۱۲۰

[مزید تفصیل کے لیے:- مقدمہ]

مسی پر سرخی پاں دیکھو میری عقل بھولی ہے

کہ ہے خورشید تاباں تس پر اسی شام پھولی ہے

صنم کی رونمائی کے لیے نرگسؔ[1] کا منہ دیکھو[2]

تمامی سیم و زر گیتی کا آنکھوں سے قبولی ہے

قفس میں ہم کو دیجے ایک نظارے کے جرم اوپر

انھوں پر کیا ستم کیا ہوگا جنھوں نے گل کی کُولی ہے

تجھے اے بوالہوس معلوم کیا ہے عشق کا رتبہ

یہ[3] آہِ عشق اس منصور سے عاشق کی سُولی ہے

عزیزِ سوز کو نسبت نہیں[4] کچھ شعر کہنے سے

پھر ایسے کو برا کہنا[5] حماقت ہے فضولی ہے

---

[1] ن: ترکش

[2] ش: گھنے

ا، ک: کنگھی (کذا)

[3] ل: نہ

[4] ل: ہے شعر سے ہرگز

[5] ش، ا، ک: کہیے

دل لے ہی گیا نہ یار ہے ہے ‏‏ ہے ہے دل بے قرار ہے ہے

مت جاؤ پیار[ے] یار ہا ہا ‏‏ میں تیرے وار وار ہے ہے

تو قہقہہ مار کے ہنسے اور ، ‏‏ میں روؤں زار زار ہے ہے

ق

پیکاں سے تیرے دل خوش تھا ‏‏ سو ہو گئے دل سے پار ہے ہے

ہرگز نہ بجھے عطش جگر کی ‏‏ کیس تیغ یہ آبدار ہے ہے

جیتا ہے سو اب تو آ یار

اتنا بھی انتظار ہے ہے

یہ غزل فقط س میں ہے

سوز کو پوچھو[۱] کہ یہ سوختہ جاں اور ہی ہے
حیف صد حیف ترے دل میں گماں اور ہی ہے

تیرے نالے سے کوئی اب یہ قفس جلتا ہے
بلبلِ زار وہ اندازِ فغاں اور ہی ہے

میرے پہلو میں دلِ زار کو مت ڈھونڈ اے غم
اس کے رہنے کا تو مدت سے مکاں اور ہی ہے

زردیٔ رنگ و یا خشکیٔ لب پر کیا ہے
عاشقی کا[۲] تو سماں جان نشاں اور ہی ہے

کوئی کعبہ کہے اور کوئی کہے بت خانہ
سوز بات ایک ہے پر[۳] منہ میں زباں اور ہی ہے

۱۔ ک ث : ا ل — پوچھو
۲۔ ک ث — کو
۳۔ ن — پر

عاشق تھا کبھی تجھ پہ[۱] یہ پھر مل تو دہی ہے
گو عشق نہیں اس میں و لے دل تو وہی ہے

خورشید کو کیا رو جو ترا چہرہ دہ شہر[۲] و سے
عکس آئینے[۳] میں دیکھے[۴] مقابل تو وہی ہے

کب کر سکے وہ تیغ ادا سے[۵] ہو جو کچھ کام
گو زخم نہ معلوم ہو قاتل تو وہی ہے

ہووینگے تر سے کوچے میں یوں دل تو ہزاروں
میرا جو دل اک اُن میں ہے بسمل تو وہی ہے

خواہش کو تبدیل کر آگے تھی جو تجھ میں
اب میری ملاقات کو[۶] حائل تو وہی ہے

کیا فائدہ گر خلق پہ ظاہر ہے مرا حال
جو چاہیے آگاہ سو غافل تو وہی ہے

کیا جانیے جو تجھ میں ہے[۷] اُلجھے ہے یہ کس سے
جس گل سے بنا جسم ترا گل تو وہی ہے

خواری کا نہ کر اپنی دلا یار سے[۸] شکوہ
رسوا جو ہوا عشق میں کامل تو وہی ہے

دینے سے اذیت تمھیں[۹] کیا سوز کے حاصل
جو چاہیے سو دل پر کرو مائل تو وہی ہے

۱؎ ن — پر

۲؎ ن — دھووے

۳؎ ش، ک، ل — آئینہ

۴؎ ل — دیکھ تو مقابل تو (کذا)

۵؎ ن — جو سہرا

۶؎ ن، ک، ل — کی

۷؎ ش — اعجاز ہے یہ کس سے (کذا)

۸؎ ش — مگر

ل — نہ کر اپنی دلِ یار سے شکوہ

۹؎ ل — ہمیں کیا سوز ہے حاصل

گر قید کیا چاہو تو تدبیر یہی ہے — زلفوں کو نہ کھولو مری زنجیر یہی ہے

یک[1] شب ترے پاؤں کو لگے تھے یہ مرے ہاتھ — کچھ اور تو معلوم پہ تقصیر یہی ہے

گلزارِ جہاں سب تر و تازہ ہے و لیکن — ٹک دیکھ تو[2] یہ غنچۂ دل گیر ہی ہے

ہو دشمنِ جاں بات میں جو دوست ہو اپنا — کیا کیجے میاں خواہشِ تقدیر یہی ہے

گوش اس کے میں پہنچی تو کہا کھینچ کے شمشیر
اے سوز تری آہ کی تاثیر یہی ہے

۱۔ ل: انگشت تری پاؤں ..... (کذا)

۲۔ ن، ش: یہ دلِ غنچہ دلگیر

ا، ک: دل غنچہ دلگیر

محبت منہ پہ کرنا اور دل میں بے وفائی ہے
یہ آئینہ تمھیں[1] کہتا ہے کیسی آشنائی ہے

بھلا ہو ہم اس سے آج مانگیں گے[2] کس ڈھب سے
توقع تو نہیں لیکن یہ طالع آزمائی ہے

محبوں کو کریں ہیں قتل، دشمن کو جلاتے ہیں
بتوں کی[3] بھی میاں صاحب نرالی ہی خدائی ہے

عجائب رسم ہے ان دلبرانِ دہر کی[4] یارب
کسی کے ساتھ جا سونا کہیں سائی[5] بدھائی ہے

* یہ عاشق[6] اپنے اپنے اشک کو طوفان کہتے ہیں
جو سچ پوچھو تو یہ گنگا ہماری[7] ہی کھدائی ہے

الٰہی کیا نبھے[8] گی ساتھ میرے شیخ و واعظ کی[9]
ادھر رندی شرابی ہے، ادھر کو پارسائی[10] ہے

نہیں یہ ابر و باراں سوز کے احوال کو سن کر
فلک کی بھی محبت سے یہ اب چھاتی بھر آئی ہے

۱۔ ک، د، ش — یہاں
ن — میاں
۲۔ ش، ک — مانگے

←

۳۔ ن — کو

۴۔ ل — دلبروں کی دہر میں

۵۔ ن، ک — شادی

۶۔ ل — اشک کو اپنے اپنے (کذا)

۷۔ ک — کھدوائی (کذا)

★ اس شعر سے ملتا جلتا مضمون اسی ردیف کی غزل، ع "جلے یک بار ساقی نے مے وحدت پلائی ہے" ــــ الخ کے ایک شعر میں بھی آیا ہے

کوئی کہتا ہے یہ ارض و سما میں نے کیا پیدا کوئی کہتا ہے یہ گنگا تو میری ہی کھدائی ہے

۸۔ ش، ک، ل — بنے گی

۹۔ " — کو

۱۰۔ ل — نارسائی

★ بھلے[۱] یک بار ساقی نے مے وحدت پلائی ہے

ہر یک[۲] بندے کے جی میں صاف دعوئ[۳] خدائی ہے

کوئی کہتا ہے یہ ارض و سما میں نے[۴] کیا پیدا

کوئی کہتا ہے یہ گنگا تو میری ہی کھدائی ہے

کوئی کہتا ہے میرے ہاتھ میں ہے مرگ[۵] عالم کی

کوئی کہتا ہے میں دیتا ہوں جو رزق[۶] سمائی ہے

...

یہ سنی[۷] گفتگو ہے سوز پیارے بوجھ کر چپ رہ

جدھر دیکھا خدا ہے اور جہاں[۸] دیکھا خدائی ہے

★ طبق میں

۱۔ ن، م، ک — بھلی اک بار

۲۔ ن — ہر اک بندے کے دل میں آج

و، ش، ک — اب تو (دعویٰ)

۳۔ م، ن، ک، ل میں دوسرے شعر نے دو الگ شعروں کی صورت گری کر کے پوری غزل کو پانچ اشعار پر مشتمل بنا دیا ہے ملاحظہ ہو:

کوئی کہتا ہے یہ ارض و سما میں نے کیا پیدا — کوئی کہتا ہے یہ دنیا بھی میری ہی بنائی ہے

کوئی کہتا ہے یہ قصر فلک میں نے اٹھایا ہے — کوئی کہتا ہے یہ گنگا تو میری ہی کھدائی ہے

ممکن ہے سوز نے نظر ثانی / انتخاب میں ان دونوں شعروں سے نیا شعر تشکیل دیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ دونوں اشعار کا ثبوت اور مصححین کے تصرفات کا نتیجہ ہوں اور یہ بھی ممکن ہے

←

کہ خود سوز سے سہوًا دوسرے اور تیسرے شعر کے پہلے اور دوسرے مصاریع باہم مل گئے ہیں۔ تاہم ہم نے سوز کے مکتوبہ متن (س) کی پیروی کی ہے

۴ س	نیں
۵ ن۔م۔ل۔ک	موت
۶ ش	نمائی (کذا)
۷ ن۔ک۔ش۔ل	حقیقت
م	حقیقت کو بکو ہے
۸ ن	چدھر

خدا نے تیغ تیری میں عجب لذّت بنائی ہے
مزے لیتا ہے دل جس دم سے تیری تیغ کھائی ہے

مروں میں ہجر میں اور منہ سے تیرے زلف یوں لپٹے
پریشاں کو یہ رتبہ مجھ کو یہ فرقت؟ خدائی ہے

جو کچھ ہونا ہے ہواب تو سوالِ بوسہ کرتا ہوں
توقّع تو نہیں لیکن یہ طالع آزمائی ہے

خدا کا گھرا سے کہتے ہیں میں حیران ہوں یارب
کہ میرے دل میں کیوں یہ اس قدر آتش لگائی ہے

کسی نے کہہ دیا اس سے کہ عاشق ہے تو خفّے سے
کہا میں جانتا ہوں سوز صاحب کی بڑائی ہے

جونہی اپنا وہ تیغہ لے کے بولا! کیوں جی تم عاشق؟
کہا میں نے کہ توبہ، میں نہیں عاشق، دہائی ہے

بچےگی جان تو پھر دیکھیں گے دور سے اس کو
خدا کے واسطے یوں مفت مرنا کیا بڑائی ہے

غزل اک اور بھی اے سوز کہہ جلدی سے سنتا ہے
کہ آنکھوں میں مری اس وقت گہری نیند آئی ہے

کیا کہیے جو اس شوخ کی اوقات ہوئی ہے
انساں کا اسے قتل تو اک بات ہوئی ہے

نوروز کو چہرے نے ترے[1] یار ہرا یا
زلفوں سے شب قدر بھی اب مات ہوئی ہے

زلفوں کے خیالات میں شب[2] نیند جو آچٹی
معلوم مجھے کیا ہے[3] بڑی رات ہوئی ہے

کوچے میں تم اپنے جو پھرا کرتے ہو پیارے
میرے بھی کبھو دل سے ملاقات ہوئی ہے

اے شیخ نہیں تم میں تو اک[4] پشم کرشمہ
داڑھی کی بزرگی ہی کرامات ہوئی ہے

مجھ چشم کی جھڑیوں نے ڈبو[5] ماری ہے اک خلق
کیا دشمنِ آفاق[6] یہ برسات ہوئی ہے

دعویٰ غلامی تو ہے اک[7] خلق کو تم سے
کچھ بندگیٔ سوز بھی اثبات ہوئی ہے

---

۱ ل — کوئی مار ہرا یا
۲ ا — اب
۳ ل — تیری
۴ اک ل — رہی / یک
۵ ل — ڈبا بازی (کذا)
۶ ل — برسات پہ آفاق (کذا)
۷ ل — یک خلق کو ہم سے
اک — یک

راہِ مے خانہ کوئی آج —[1] مجھے بتلائے[2] — خرد و عقل و قرار و دل و دیں لے جائے

پائے خُم میں[3] ہیوں میں افتادہ و مینا در دست — اور اس حال میں وہ شوخ[4] ادھر آ جائے

یوں[5] کہے آج اسے کس نے دیا بار یہاں — ٹھوکریں مار کے اس جا سے مجھے اٹھوائے

اٹھتے[6] ہی گر پڑوں میں پاؤں[7] پہ اس قاتل کے — اور وہ ہاتھ[8] پکڑ مجھ کو کہیں لے جائے

پھر[9] تو جو بات بنے آگے[10] خدا ہی جانے

سوز[11] سے پوچھیو شاید وہ تمھیں بتلائے

یہ غزل ق، ل اور ک میں دو دو بار درج ہے۔ ق میں یہ متون صفحہ ۳۲۰ اور صفحہ ۴۸۷ پر، ل اور ک میں ردیف ے کے شمار ۱۴، ۲۰۷ اور ۱۶ و ۲۳۰ کے تحت، درج ہیں۔ ہم نے ان تمام متنوں کا تقابل کیا ہے اور مختلف نسخوں میں تکراری متن کے لیے ایک اور دو کے مشخصات استعمال کیے ہیں۔ ق میں پہلا متن م اور ع سے اور دوسرا متن صرف م میں ماخوذ ہے۔ ان دونوں میں ق کا جو متن ابھرتا ہے خود اس میں بھی اختلافات ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود م میں بھی یہ غزل دوبار درج ہے۔ ۱۲

1. ک۲، ل۲ — ہمیں
2. ق۲، ل۲، ک۲ میں قافیہ/ردیف بتلا دے، لگا دے وغیرہ
3. ک۲ — غم
4. ن، ش، ل۱، ک۱ — کیا تماشا ہو جو وہ شوخ
5. ق۱، ش، ل۱، ن، ک۱ — وہ کہے آکے اسے کس نے
ک۲ — یہ کہے
6. ق۲، ک۲ — جو نکلتے گر پڑوں گر پاؤں پہ اس ...
ل۲ — میں
7. ل۱، ش، ق۱ — پہ
8. ن، ل۱، ق۲، ک۱ — ہاتھ
ق۱ — باندھ
9. ک۲ — پھر
10. ن، ک۱، ش، ل۱، ق۱ — اس کو
11. ن، ش، ل۱، ک۱، ق۱/م — ہاں تک سوز جو بتلا دے تو کچھ بتلا دے
ع — اس انداز کو شاید پا دے

مری آہ سے آسماں سب بنائے — مرے اشک نے یہ سمندر بہائے

مرے غم نے یہ رات کالی نکالی — مرے دردِ دل نے یہ دن ہیں[۱] دکھائے

کھلی[۲] آنکھ میری تو جھمکے سے اس کے — قضا نے وہیں چاند سورج بنائے

---

۱ ع ہیں

۲ ع کھلیں آنکھیں

ایک دن چھوٹے نہ ہم ظالم کے بس میں مر گئے
ہم صفیریں[1] سیر میں اور ہم قفس میں مر گئے

کیا قیامت ہوگی جب آویں گے وہ عرصہ کے بیچ
جو ترے دیدار کی[2] پیارے ہوس میں مر گئے

کون سا دل ہے کہ[3] آہ آزردہ دل کا سن سکے
ہم تو یارب ایک فریاد جرس میں مر گئے

کچھ نہ دیکھا آن کر بحر جہاں میں جوں حباب[4]
چشم وا کرتے ہی ہم تو[5] یک نفس میں مر گئے

باغباں کب باندھنے دے گا چمن میں آشیاں
ہم تو ناحق فکر جمع خار و خس میں مر گئے

کوئی فریادی نہ پہنچا پائے اپنی داد کو
پر ہم اے ظالم تلاش دادرس میں مر گئے

جور یار اے سوز کوئی دن رہا گر اس طرح
تو یہ[6] سن لیجو کہ ہم دن آٹھ دس میں مر گئے

---

[1] ا صفیریں قید میں
ن صفیریں باغ میں
ک صفیریں قید میں
[2] ن کے
[3] ن نالہ آہنی دل کوئی آزردہ دل کا سن سکے (طبقہ)
[4] ک حیات
[5] ک اب
[6] ن یہ تو

اشکِ خوں[1] آنکھوں میں آکر جم گئے
دور سے بھی دیکھنے سے ہم گئے

تو نہ آیا پر نہ آیا ایک بار
اشک شاں[2] ہر چند ہم بیہم گئے

کوچۂ قاتل میں اے دل جان بوجھ
تجھ کو رہنا ہے تو رہ پر ہم گئے

اشک و آہ و نالہ و بے طاقتی،
لے کے اپنے ساتھ اک عالم گئے

کس طرف جائے رہے اے اہلِ بزم
جوں غزال[3] آنکھوں کے آگے رم گئے

کس سے کہیے آہ[4] بے تابیِ دل
صبر و طاقت تھے جو دو محرم گئے،

شبنم آسا گلشنِ دنیا سے سوز[5]
کچھ نہ تھا[6] لے کے ترا ہم غم گئے

---

[1] ک، ا، ل اشک و خوں
[2] ل شاں
[3] ن غزل
[4] ن آہ
[5] ن سوز ہم بادیدۂ پرنم گئے
[6] ش کچھ نہ تنہا لے کے تیرا غم گئے
ل ” تھا ” ” ” (کذا)

*آہ اپنے دوست پیارے مر گئے — خاک میرے منہ میں اپنے گھر گئے

روز جاتا ہوں کبھی ملتے نہیں ، — [یہ ہی][1] کہتے ہیں ابھی باہر گئے

میر مہدی تم گئے جنت کو آہ — ق — پر پدر کے داغ دل پر دھر گئے

بھائی کو اپنے بلایا اپنے پاس ، — باپ کو پوچھا نہ تم کیدھر گئے

کچھ نہ غم آیا تمھیں میرے میاں
میرے حق میں آہ تم کیا کر گئے

---

* زمانۂ تخلیق : اندازاً ۱۲۰۴ھ / ۹۰–۱۷۸۹ء

۱۔ ن   یہی

ساقی ثواب لنڈھائیو شیشے بھرے ہوئے
سوتے ہیں ہم تو ہاتھ سرہانے دھرے ہوئے

قاتل ہمارے ڈھیر[1] سے جانا پرے پرے
ٹھوکر سے جی اٹھیں گے یہ عاشق مرے ہوئے

کیا تاب[2] خاک کی ہے کہ یہ زخم کھا سکے
تا حشر یہ رہیں گے امانت دھرے ہوئے

بازار دوستی کا یہ کاسد پسند ہے
ثواں بتوں کے آگے یہ کھوٹے کھرے ہوئے

ظاہر میں[3] عزم کعبہ کا اور دل میں قصد دیر
اے شیخ[4] اب تو اور ہی ہم مسخرے[5] ہوئے

اے سوز تو بھی چل نہ جدھر دوستی چلے
جاتا ہے کاروانِ محبت بھرے ہوئے

۱۔ ن قبر
۲۔ ل بات خاک کی ہے کہ یہ چشم
۳۔ ن قصدِ کعبہ و باطن میں شوقِ دیر
۴۔ ن، س، ل زور
۵۔ ل مسخرے

مشفق کبھی تو عذرِ دلِ زار کیجیے — واجب ہے گر عیادتِ بیمار کیجیے
مت میرے پاؤں چوم ثرائے خاکِ کوئے یار — بس بس فقیر کو نہ گنہگار کیجیے
اُٹھے[1] دل جلو نہ سو رہیں اس آستان پر — خوابیدہ اپنے بختوں کو بیدار کیجیے

سوز اپنی عرضِ حال جو کرنا تھا کر چکا
اب آپ بھی دہن کو بھی گہربار کیجیے

---

۱ ن — اے دل جلو نہ سوز میں اس آستیانی پر

خسروا! اقلیم میں فرماں روائی کیجئے
رتبۂ صاحب قرانی تک رسائی کیجئے

نائبِ اللہ کو لازم ہے سب حق کی صفات
اے صفات اللہ کچھ اپنی بڑائی کیجئے

تیغِ سلطاں ناخنِ تدبیر ہے۔ لاریب فیہ
اُس سے عقدے[1] کھولیے مشکل کشائی کیجئے

پر خطر دولت[2] یہ زرِ دولت ہے اے صاحب نظر
نیک و بد کو دیکھو[3] باہم سے جدائی کیجئے

نیک سے نیکی جزا ہے[4] بد سے لازم ہے بدی
مرض کو پہچانیے، ویسی دوائی کیجئے

بعد ازیں مختار ہو اے بادشاہِ مومنیں
خواہ شاہی کیجئے یا پھر گدائی کیجئے

گر گدائی کیجئے تو کوچۂ[5] محبوب کی
ورنہ مثلِ سوز ناحق جگ ہنسائی کیجئے

---

[1] ن اس کے عقدے کھولیے دلکشا

[2] ن پر نظر دولت یہ از دولت ہے

[3] ن دیکھیے ہم سے خدائی کیجئے

[4] ن نیک کی نیکی سزا ہے

[5] ن بوسۂ محبوب

* صفر ۱۱۸۵ھ / مئی ۱۷۷۱ء میں اقتدار سنبھالنے کی غرض سے شاہ عالم نے دہلی کا رخ کیا۔ اس وقت سوزؔ مہربان خان رند کے دربار سے وابستہ تھے اور مہربان خاں رند کے سرپرست نواب احمد خان بنگش۔ شاہ عالم کی مدد کر رہے تھے۔ ڈاکٹر سردار احمد کا خیال ہے کہ اسی زمانے میں کسی وقت سوز کو شاہ عالم کے دربار میں باریابی کا موقع ملا۔ بادشاہ نے مصرعہ پڑھا ع جی میں آتا ہے کہ شاہی میں گدائی کیجیے
اس پر سوزؔ نے مندرجہ بالا مطلع بند غزل کہی: "در جواب بادشاہ کہ مصرع گفتہ اند"
رسالہ تحقیق، شمارہ ۷، ۱۹۹۳ء ص ۲۱۸، ۲۱۹ جام شورو: سندھ یونیورسٹی

دل چاہتا ہے تیری ملاقات کے لیے
زلفوں سے پوچھ آئیں ہم اک رات کے لیے

ممکن نہیں کہ حکم ترا ہم کریں عدول
لڑکوں میں[1] ہیں غلام ترے ہات کے لیے

آتا ہے اب یہ دل میں ہمارے کہ از مغاں
آنکھوں کو اپنی بھیجیے برسات کے لیے

مانند خاکِ[2] جیب کے اس کا ہے وہ ہرتنگ[3]
ایسا کوئی ہو ناصحِ بدذات کے لیے

گر مانگتا ہے تجھ سے وہ بوسہ تو کیا ہوا
مت قتل کیجو سوز کو اس بات کے لیے

---

۱ ش ہیں
۲ ل خاکِ جنت کے سن وہ ہرتنگ (کذا)
۳ ن ہرنٹ

ہم کو نہ کچھ سال[1] و نہ زر چاہیے — لطف کی اک تیری نظر چاہیے

کس لیے تلوار خریدی[2] میاں؟ — باندھنے کو بھی تو کمر چاہیے

فرض کیا میں کہ وہ[3] ہے سنگدل — آہ میں اپنی بھی اثر چاہیے

کھینچ کے شمشیر جو آجاتے[4] یار — سینہ[5] ہمارا بھی سپر چاہیے

کشتۂ[6] مروت سے یہ رہتے[7] ہیں دور — یاران آنکھوں سے حذر چاہیے

سوز تو ہرگز[8] نہیں سانغ میاں
اٹھ کے چلے جاؤ جدھر چاہیے

---

۱ ن — نہ کچھ سیم کچھ نہ زر
ل، مش، ک — سال و نہ زر

۲ مش، ک — خریدیں

۳ ا — ہے وہ سنگدل

۴ ن — آجاوے

۵ ن — سینۂ عاشق کی سپر

۶ ا — کشتے

۷ ن — رہتے

۸ ن — سانع نہیں ہرگز تجھے

نہ ملیے مجھ[۱] سے و لے جی سے مہرباں رہیے
خوشی سے رہیے مرے مہرباں جہاں رہیے

نہ شہر میں اسے آرام ہے نہ صحرا میں
دل رمیدہ[۲] کے ہاتھوں بھلا کہاں رہیے

ستم پناہ یہ کیا ظلم ہے ادھر تو دیکھو
جو بادِ فنا[۳] ہو اسی سے یوں بدگماں رہیے

خدا کے واسطے اک تیغ اور جڑ قاتل
کہاں تلک ترے دھڑکے سے نیم جاں رہیے

سنا نہ سوز زمانہ تو ناتواں ہیں سے
جو ہو نمود کی خواہش تو ناتواں رہیے

۱۔ ع ہم سے
۲۔ ع دلِ حزیں
۳۔ ن بادِ بادِ (کذا)

یار جس سے خوش رہے[1] تجھ کو وہ آئیں چاہیے
اس سوا مطلب نہ دنیا کا ہوں نے دیں چاہیے

مرتبہ تجھ حسن کا ہے زیب و زینت سے پرے
چہرۂ خورشید کو دستار زرّیں چاہیے

ہے[2] جبیں پر چیں تو لب پر ہو تبسّم[3] کی گرہ
بادہ کش ہیں ہم[4] گزک کو ترش و شیریں چاہیے

ہم دعا مانگیں تو اپنے حق میں پر ساماں کہاں
لڑکو اہلِ دل ہمیں کہنے کو آمیں چاہیے

ہاتھ پر اپنے حنا ہرگز نہ باندھے آفتاب
حسن[5] دیوے حق جسے کیا اس کو[6] تزئیں چاہیے

میں کہا اس شوخ سے[7] ہم بھی کبھی ہوں شادماں
ہنس کے یوں بولا دلِ عاشق تو غمگیں چاہیے

سوز کی ہرگز سبک وضعی پرا ہے تا صح نہ جا
جو کوئی ہو شیخ و ناصح[8] اس کو تمکیں چاہیے

---

[1] و ک	تیری
[2] ن	ہو
ل	چیں جبیں گر ہے تو دے لب پر تبسم کو جگہ
[3] ن	کو جگہ
[4] ا ک ش	ہیں گزک کے (کذا)
[5] ش	جن دنوں حق جسے کیا (کذا)
[6] ل	اسکوں
[7] ل	سے بھی کبھی ہو (کذا)
[8] ن	زاہد
[9] ل	شیخ ناصح اسکوں

حضرتِ غم جان کے پیچھے نہ پڑے جاتے

پاؤں پڑتا ہوں قدم رنجہ نہ یاں فرمائیے

صبر و طاقت، دین و ایمان لے چکے اب کیا رہا؟

دل نہ دوں گا اور فرمائش ہو سو فرمائیے

گھورتے کیا ہو؟ مری تقصیر؟ خوب[1] انصاف ہے[2]

دل بغل میں رکھ کے اب اٹھا[3] ہمیں دکھاتے

بس سدھارو اب نہیں برداشت ہم کو جور کی[4]

تم ٹھہرتے ہی نہیں ہو کب تلک غم کھائیے

بس چلے پیچھا[5] نہ پھر دیکھو جاؤ شتاب

پر ہمارے دل کو باتیں ہاتھ سے دے جائیے

آج کل کا قول کرتے ہو وے دیتے نہیں

جھوٹ[6] کہہ کر فائدہ کیا جو ہمیں بہکائیے

سوز اوسے گا تو[7] سر کو توڑ کر رہے گا وہیں

دیکھ[8] وہ آتا ہے، اچھا آئیے جی آئیے

---

۱ ن زور

۲ ع داب کے اٹھا

ن داب کر

۳ ن — دھتکارے

۴ ن، ع — لو

تنافر کے باوجود "لو" کو اختیار کرنے کی وجہ اسکا ش میں اندراج ہے۔ چونکہ ش میں اسی غزل کے تیسرے شعر سے معلوم ہو رہا ہے کہ اس کا متن م یا کسی اور قدیم نسخے سے قریب تر ہے: ملاحظہ ہو مصرعۂ ثانی

ش — دل بغل میں رکھو کے اب اٹھا ہمیں دکھاتے

ع — داب کے

م — رکھو کے اب " " " "

واضح رہے کہ ع ناقص الآخر مگر ہماری رائے میں متاخر نسخہ ہے جبکہ م قدیم تر یعنی ۱۲۲۷ھ کا مکتوبہ ہے

۵ ن — پیچھے نہ ہو کر دیکھیو ہوا گو شتاب

ا — پیچھا " دیکھیے چلیے شتاب

۶ ش — ڈہکا ہے

۷ ا — تو وہ سر توڑ کرے گا

۸ ش، ک — دیکھو فرماتا ہے

اپنا ہے سوز اس سے تو کیا منہ پھرائیے
پر شوخ ہو گیا ہے تک آنکھیں دکھائیے

یہ جو کھڑا ہے سامنے کہتا ہے مجھ سے یوں
میرا جو بس چلے اسے کچّا ہی کھائیے

تلوار سونت سونت کے دکھلاوتے ہو کیا
بس قبلہ جانے دیجئے غصّہ نہ کھائیے

کرسیانِ تیغ اتنا مناسب نہیں ہے یہ
گر دل میں ہے یہی کہ لہو ہی چکھائیے

لو اس بچارے سوز میں لو ہو نہیں رہا
یہ سامنے کھڑا ہے دو ہتّڑ لگائیے

بندہ خانہ ہے کرم فرمائیے ۔۔۔ آئیے حضرت سلامت[1] آئیے

کیا تلاشِ دل کو آئے ہو یہاں ۔۔۔ دل بھی حاضر ہے اسے لیجائیے

ایک ہی بوسے[2] کو خط کش کیجیے ۔۔۔ دیجیے اور چپکے گھر کو جائیے

بیچ سے ہونٹوں کے گالوں[3] کے نہیں ۔۔۔ عارضی بوسے[4] پہ مت بہلائیے

گالیاں[5] دینے کی نیت ہے اگر ۔۔۔ سوز[6] بیٹھا ہے اسے دے جائیے

---

[1] م، ک، ن میں "حضرت ہمارے" درج ہے۔ "حضرت سلامت" کا انتخاب ایک تو ل کے اندراج کی بنا پر ہے دوسرے یہ عہدِ سوز کا عام استعمال ہے۔ "مثنویات" میں سے سوز ہی کا ایک شعر ملاحظہ ہو:

ہم پہ یوں گزرے قیامت واہ وا ۔۔۔ واہ وا حضرت سلامت واہ وا

[2] م ۔۔۔ ایک بوسے پر ہے خط کش کیجیے

ش، ک، ل ۔۔۔ " بوسہ پر بھی " "

[3] ن، ش ۔۔۔ گالوں

[4] ک ۔۔۔ بوسہ

ل ۔۔۔ (عارضی) بوسہ

[5] ل ۔۔۔ گالیوں پر آپ کا کیا من ہے آج

[6] ل ۔۔۔ ماں بہن کی سوز کو دے جائیے

کلیات میر سوز

(دیگر اصناف)

رباعیات

اے امّتِ حضرتِ رسول الثقلین
مانگو ہو اگر دونوں جہاں کا تم چین
تو وِردِ کرو صبح و مسا اپنا تم
اللہ و محمدؐ[۲] و علیؑ و حسنینؑ

اس صورتِ ظاہر سے[۱] جو حیراں ہیں ہم
واللہ غلط سمجھیں ہیں ناداں ہیں ہم
ہاں سایۂ موہوم جو کہیے[۲] تو ہیں
اپنا ہی گماں ہے کہ انساں ہیں ہم

نے[۳] دردِ کسی کے ہیں نہ درماں ہیں ہم
نے خام ہیں عشق میں، نہ بریاں ہیں ہم
دو چار دن اے سوز اگر سچ پوچھو[۴]
اس بزم جہاں کے بیچ مہماں ہیں ہم

وہ کبکِ خرام، حور وش[۵]، رشکِ ماہ
کوہ تمکیں، فلک نمط، عالی جاہ
جو دیکھ سکو تو آؤ یارو دیکھو
کس شان سے آتا ہے کہ اللہ اللہ

ہے لذتِ عشاق فرو خوردنِ چشم
لذاتِ جہاں کو جانتے ہیں[۶] ہم پشم
اے عاشقِ خام ساتھ مت رکھ یک نفس
جو تجھ سے نہ ہوں رمیدہ یہ آہو چشم

---

۱ ا — کو
۲ ل — یونہیں
۳ ا، ک — نہ
۴ ا، ش — پوچھے / پوچھیے
۵ ک — حور وش لقا رشکِ ماہ
۶ ش — جانتے ہیں پشم (ذل)

جاتا ہے یہ طفلِ اشک با نالہ و آہ
کیونکر روکوں تجھے میں اے نور العین
لختِ دلِ بے قرار لے کر ہمراہ
اللہ نگہباں ہے پیروں کی پناہ

بس کون ہیں ہم جو کہتے ہیں[1] ہم ہیں عزیز
یہ جو کہتے ہیں ہم ہیں سچ کہتے ہیں
ٹک سوچ تو اس "ہم" کو جو ہے فہم و تمیز
جو اس کے سوا ہیں جان تو سب ناچیز

بس رہ اے آہ ورنہ جل جاؤں گا[2]
بس اے دل اتنی اضطرابی مت کر
بس تھم اے اشک ورنہ گل جاؤں گا[3]
تیرے ہاتھوں سے میں نکل جاؤں گا

بس حملۂ عشق میں تو پامال ہوا
لب خشک ہے منہ کا یہ[4] احوال ہوا
ٹک دیکھیو یار میرا کیا حال ہوا
تو عشق ہوا کہ جی کا جنجال ہوا

جو میرے عدو تھے ان سے تو یار ہوا
رہ رہ کے مرے[5] دل میں یہی آتا ہے
مجھ سے لڑنے کو اب تو تیار ہوا
اللہ تو ہم سے ایسا بیزار ہوا
[illegible]

کاہے کو کیجیے کسی پر اب چشم
باقی نہیں اب طلب کسی کی دل میں
چھوڑا دنیا کا ہم نے سب دولت[6] و حشم
آیا تو "چشم" ورنہ آیا تو "پشم"

---

[1] ل — جو کہتے ہیں عزیز
[2]، [3] ش — جاوے
[4] ل — حال [5] ل، ش: جی
[6] ل — خراب و حشم

اے جانِ پدر جب سے تم اپنے گھر گئے
بابا کے جگر پہ داغ غم کا[1] دھر گئے
کوئی پوچھے تو کیا بتاؤں اس کو
کس منہ سے کہوں کہ بیر مہدی مر گئے

گر حق کہیے تو مفت میں جان گیا
خاطر[2] کہیے تو دین و ایمان گیا
بے زار ہیں اس جہان سے جلدی لے چل
مرے اللہ ترے قربان گیا

یہ بات الٰہی ہے[3] جی کا اوسان گیا
ارمان بھی حسرت سے پُر ارمان گیا
سچ ہے صدقہ بھی چاہیئے لائق کا
کس منہ سے کہوں کہ ترے قربان گیا

اے سوز سنبھل یہ آہ و زاری کب تک
آ ہاتھ نہ مل[4] یہ بے قراری کب تک
آپ ہی عاشق[5] ہے اور آپ ہی معشوق
پردے سے نکل یہ شرمساری کب تک

کیا جا گہ تھی[6] جہاں نہ ہرگز غم تھا
نے کوئی عدو تھا نہ کوئی ہم دم تھا
تھی آپ ہی آپ شرکت غیر بغیر
چل رے جی اب دیکھ کہ کیا عالم تھا

کیوں مجھ کو ستاتے[7] ہیں یہ سب اب یارب
چھوٹے ہے عشق مجھ سے اب کب یارب
اعدا سب اک طرف یہ ناصح مردود
حیراں کرے ہے مجھ[8] کو جب تب یارب

---

۱ فرزندِ سدن
۲ ک خاطر رہ گئی
۳ ا جی اوسان گیا
۴ ا ... نہ مل یہ بے قراری تک
۵ ل ہے تو اور آپ ہی
۶ ل تھا
۷ ل اے
۸ ل مجھ کو دہ

بس[۱] جھوٹے نہیں عندلیباں دیکھا
آرام سے[۲] سوتا تھا جگایا[۳] ناحق
کس جا ہے چمن، کہاں گلستاں دیکھا
آنکھیں کھلتے ہی ہم نے زنداں دیکھا

مخلوق ہیں اللہ کی سب خاص اور عام
پر زیست ہے ان کی[۴] جو مثال خورشید
کیا اہل سکوت اور کیا اہل کلام
پیدا ہوں صبح[۵] کو تو چھپ جاویں شام

اے مری زندگانی، اے مری حیات
زلفیں جو تونے ڈالیں میرے منہ پر
تیرے الطاف کی کروں کس منہ بات
کیا ہوا آئی تھی؟ ہر محمد ملوث

اے محتسب اتنا تو نہ کر مجھ پہ عتاب
تجھ سے[۸] تو نہیں چھپا ہے کچھ شیشے میں
بس[۶] مری بات کا ذرا دے تو[۷] جواب
تو بول تری ذات بھلی یا کہ شراب

میں نے کہا لے جو تجھ کو زر ہے درکار
میں بولا سوز دل ہے مجھ پاس[۱۰]، کہا!
بولا: لب[۹] خشک و چشم تر ہے درکار
اچھا تیرے[۱۱] عشق کو جگر ہے درکار

---

۱ ل: بس بس جھوٹے نہیں
ا: بس جھوٹے نہیں ہیں
۲ ک، ل: سوتا
ش: سویا
۳ ش: نالی (کذا)
۴ آ، ب، ش: جن
۵ ا: صبح ٹوٹتے جاویں
۶ ا: شن
۷ ل: جووات (کذا)
۸ ا، ک: یوں ہیں / یوہیں
۹ ش: لب خشک چشم تر
۱۰ ا: تجھ
۱۱ ل: تیرے عشق میں

آتا ہے تو[1] دوڑ دوڑ کیوں راتوں کو
بکلاس[2] بھری آگ لگے باتوں کو
لو[3] اور ڈھٹائی سار بیٹھا چٹ سے
دو رسہ صدقے کروں ترے ہاتھوں کو

گر دم ہے تو آہ آہ کرنے کے لیے
ور[4] جسم ہے خاک و خون میں بھرنے کے لیے
دل ہے سو شب و روز پڑا جلتا ہے
ہے جان تو ایک روز مرنے کے لیے

واعظ مجھے کعبہ کی بتاتا ہے راہ
کرتا ہے صنم کدے سے مجبور کر گمراہ[5]
میں کب مانوں ہوں[6] ایسے شیطان کا کہا
لَا حَولَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ

اے مرگ ہزار گھر اجاڑے تو نے
اچھے اچھے لباس پھاڑے تو نے
جو نخل کہ بارور ہوئے دنیا میں
جڑ[7] میں سے اس کو سب اکھاڑا تو نے (لکڈا)

آدم[8] کے ہے یہ سخن زبانی باقی
ڈھونڈو تو کسی کی ہے نشانی باقی
کہنا[9] ہے تو کہہ لے ورنہ[10] ہوتے ہی صبح
رہ جائے گی سوز یہ کہانی باقی

---

۱ ا — تو کیوں دوڑ دوڑ راتوں کو (لکڈا) ۷ اک — جڑ بیڑ سے اسکو سب
۲ ا — بھرے — ل — جڑ بیڑ سے انکو سب اکھاڑے تو نے (لکڈا)
۳ س — تو اور دیتا ہے بار ساحب سے (لکڈا) ۸ ا — آدم کی ہے یہ سخن ... باقی
۴ ل — ور جسم — ۹ ا ش ک ل — کہتا
۵ اک — آگاہ — ۱۰ ا — ورنہ ہوئی صبح
۶ ل — گا — ک — " ہوتی "

عاشق جو پتنگ کو کہے ہیں شاعر — دل سے نہیں شمع کے ہے کوئی ماہر
ہر چند کہ عاشق کا تو جلنا[1] ہے کام — معشوق بھی اس کام سے کب ہے باہر

کعبہ کی خراب اب عمارت کیجے — بت خانہ کو ہر طرح سے غارت کیجے
پھر وے گا حصول کچھو اسی[2] میں اے سوز — ہے دل میں کہ دل ہی کی زیارت کیجے

یہ دل ہوا سب طرح[3] سے تجھ پر مائل — اس واسطے میں[4] ہوں ترے آگے سائل
تو کھول نہ کھول زلف اپنی پیار سے — ملنے کا رہے اس میں ہے عقدہ[5] حائل

کب آئے مدام زیست کرنے کے لیے — دن عمر کے یک چند[6] ہیں بھرنے[7] کے لیے
کیوں روز تو لد یہ کرے ہیں شادی — یاں آوے ہے جو کوئی سو مرنے کے لیے

کہتا ہوں میں جس سے آشنائی کی بات — سنتا ہے وہ مجھ سے اور ملتا ہے ہاتھ
کہتا ہے[8] یہ کیا کیا اے نادان تو نے — اب کیونکے کٹے گی سوز تیری اوقات

نے دیر[9] سے کچھ ہم کو نہ کعبہ سے کام — دنیا میں ہیں ان دونوں[10] کے طالب بدنام
جو شیخ و برہمن ہیں سو اس پر جھگڑے — ہم رند ہیں مشرب ہے ہمارا مے و جام

---

[1] ل: چلنا
[2] ا: کچھو (نہ) اس میں
ل: کچھو اس میں
[3] ک: یہ دل ہوا اب دل طرح سے
[4] ل: ہوں میں
[5] ل: ملنے کا ہے اس میں عقدہ
[6] ک: یک چند بھرنے
ل: ہیں بھرنے
ش: ہے بھرنے
[7] ل: لکھنا
[8] ل: دیر سے ہم کو
[9] ش، ک، ل: ان دنوں

١٣٢٠

دن کو کبھو[1] ہنستے ہیں کبھو[2] روتے ہیں — اور رات جو ہوئی ہے تو ہم سوتے ہیں
نے[3] کام خدا کا کیا نے عقبیٰ کا — اس عمر کو دنیا میں[4] یونہی کھوتے ہیں

ہر وقت مرے دل میں یہی آتی ہے — کیونکر رکھوں[5] میں عمر چلی جاتی ہے
تس پر جیتا ہوں یار[6] دنیا کے بیچ — ٹک دیکھو تو میری عجب چھاتی ہے

دل کو میرے عاشقی سے پھیرے گا کون — وحشی ہے غزال اس کو گھیرے گا کون
نے دام[7] ہی پاس ہے نہ صیاد ہے یہاں — یہ منجھلے[8] سوز اب نبیڑے گا کون

١، ٢ ا، ب — کبھی
٣ د — نے کام خدا کا نہ کیا عقبیٰ کا
ک، ی — نہ کام خدا نہ کیا عقبیٰ کا
٤ ل — کو
٥ ب — رکھوں عمر
٦ ل — یارو
٧ د — نے دام ہی پاس (ہے) نہ صیاد یہاں (سک)
ب — نہ دام ہی پاس نہ صیاد یہاں (سک)
ل — نے دام پاس تر ہی نہ صیاد ہے یہاں
٨ ا، ب — اے سوز نبیڑے گا کون

فارسی رباعیات

یارب نظرِ لطف عطا کن ما را
داریم دلِ خستہ دوا کن ما را
ہر چند گنہگار پریشان عالم
در کارِ شہیدِ کربلا کن ما را

ای آنکہ بعشقِ مصطفائی[۱] مدہوش
در ماتمِ آلِ او بجان دادن کوش
شاہِ شہدا شود شفیعِ تو بحشر
بر شیشہ[۲] سنگ چہ می زنی دست بجوش

بر روی غدیر سرورِ خلق پناہ
فرمود بجائ[۳] ما علی باشد شاہ
این بود حدیثِ آن رسولِ عربی
مَن کُنت مولاہ فعلی مولاہ

فریاد ز[۴]غم کلہ بدوش آمدہ است
ہم نالہ زنی کودی خموش آمدہ است
از سینہ چہ راہِ کربلا نزدیک است
آہ از جگرم سیاہ پوش آمدہ است

قربان تکبر گدائی گردم[۵]
حیران کمالِ[۶] کبریائی گردم[۷]
من آن نبودم کہ با کمالِ حیرت
در قافلۂ داغ جدائی گردم[۸]

---

۱ ل — مصطفیٰ میرع
۲ ل — شیشہ
۳ ل — بجای علی
۴ ا — زہم کلہ (کذا)
ل — نکتہ
ہم الف شن کب — نالہ وبے فردی
۵ ل — گردم
۶ ا — گمان
۷ ل — گردم
۸ ا — بودم (کذا)

ای مردم[1] زار زار حیرانِ تو ایم
وی دیدهٔ اشکبار ویرانِ تو ایم
بردی[2] دین و صبر و طاقت به نیاز
ای عشقِ[3] تو خود شکار قربان تو ایم

ای خواجه دو گام ره نه راندی ماندی
خود را به رفیقان نه رساندی ماندی
این[4] راه نه راهِ کعبهٔ آب و گِل است
یک گام ز کاروان چو ماندی ماندی

در[5] هر چه رضای اوست می باید بود
شادان[6] نغمی کز و ست می باید بود
پان سوز مسوز عالمی را به فغان
راضی به رضای دوست می باید بود

از ادب آمد به پیشِ شاه پی روح الدین
تهنیت گویان مبارکباد و عید مومنین
آفرین بر دست و بازوی شجاع الدین کراو
غاصب حق شما را می جهنم خالدین

یک چند بکوی کعبه ماندم مانوس
یک عمر به میکده شنیدم ناقوس
یک گام نیامدیم سوی تحقیق
ای عمرِ عزیز مفت رفتی افسوس

---

[1] ش — راز دار

[2] ش — بردن دین صبر و طاقت ز نیاز

ا — بردی دین و صبر و طاقت ..... کذا

[3] ا، ش — ای عشق خود شکار

[4] ک — این راه ترا کعبهٔ آب و گل است

[5] ش — بر هر چه رضای اوست

[6] ش — در هر چه رضای دوست

مخمسات بر غزلیات سودا

راہ گلشن میں نہ دے مجھ کو سوا دارِ چمن
دام میں کھینچے نہ صیاد دلِ زار چمن
ہوں نہ زنداں ہی کے لائق نے[1] سزاوارِ چمن
بلبلِ تصویر ہوں جوں نقش[2] دیوارِ[4] چمن
نے[3] قفس کے کام کا ہرگز نہ در کارِ چمن

کب ہمیں آزاد رکھنے کو فلک نے دی ہے عمر
گوشۂ زنداں کی زینت کے لیے بخشی ہے عمر
طوق در گردن بسر جوں فاختہ[5] ہم کی ہے عمر
کیا گلہ صیاد سے ہم کو یونہی گزری ہے عمر
نت[6] اسیرِ دام تھے اب ہیں گرفتارِ چمن

کیوں نہ نرگس کے جی کو دکھ دیتا ہے تو اے باغباں
چھوڑ کر کیوں اٹھ چلا گلزار کو اے باغباں
درد دل ہر گل سے[7] اب آئی ہے بوائے باغباں
نوک[8] سے کانٹوں کی ٹپکے ہے لہو اے باغباں
کس دل آزردہ کے دامن کش ہیں یہ خارِ چمن

شام سے گزرے ہے روتے اس کو ہر شب صبح تک
ہر کسی کی حال پر اس کے نہ دیکھی نم پلک
اشک[9] بے تاثیر رکھتی ہیں اسی کی مردمک
زخم پر ہر گل کے چھڑکے صبح محشر کا نمک
سیکھ لے گر ہم[10] سے رونا شبنمِ زارِ چمن

---

۱ ا ک — نہ سزاوار
ل — بسزاوار
۲ ش — نقش بہ دیوار
۳ ک — نہ
۴ ل — دیوار
۵ ش ل — فاختہ کی ہم ہے (سک)
۶ ل — نیت
۷ ک — بو آئی ہے اب
۸ ل — چھوڑ کر کیوں گلزار کو اے باغباں (سک)
۹ ل د — بے تاثیر رکھتے ہیں اسی کی مردمک ۱۰ ل گر ہم سے گر ہم سے (سک)

سیہ بختی تجھ سے، ترے معشوق سے بھی[1] عندلیب
پھیر گلشن میں ہے[2] تو جینے[3] کے در پے عندلیب

قطرۂ اشک آنکھ میں تیری نہیں ہے عندلیب
لختِ دل گرتے خزاں میں جاتے برگ[4] اے عندلیب

ہم اگر رہتے تری جا گرفتارِ چمن

سوز کہتا ہے تجھے آ دیکھ لے نرگس کو ٹک
اے مرے محوِ تماشا دیکھ لے نرگس کو ٹک

ہے[5] تغیر حال اس کا دیکھ لے نرگس کو ٹک
فصلِ[6] گل جاتی ہے سودا دیکھ لے نرگس کو ٹک

باغ میں مہماں کوئی دم[7] ہے یہ بیمارِ چمن

---

[1] ل: سے
[2] ا: ہے تو جینے کی ڈر پے (ک، ن)
[3] ل: وحشی (ک، ن)
[4] ک: برگِ عندلیب
ل: برگر
[5] ل: فصلِ گل جاتی ہے سودا دیکھ لے نرگس کو ٹک
[6] ک: ..... سودا دیکھ لے ... الخ
ل: ہے تغیر حال اس کا دیکھ لے نرگس کو ٹک
[7] ش: دن

مخمّس انشا

رنگین ہے زمانے میں جو خشکی و تری رنگ
ہے دیدۂ تحقیق میں یہ سب نظری رنگ
کافر ہے کسی کا جو فروش آیا ہے ذری رنگ
کرتی ہے مرے دل میں تری جلوہ گری رنگ
اس شیشہ میں ہر آن دکھاتی ہے پری رنگ

سب چیز کی میں سیر کیا ڈھنگ کا جلوہ
آتش کا جمال اور ہر آک سنگ کا جلوہ
تجھ بن نظر آیا نہ کسی رنگ کا جلوہ
کس رنگ میں دیکھا نہ[2] ترے رنگ کا جلوہ
سب رنگ میں ہے تو یہ ترا سب سے پری رنگ

ہر چند پڑا آکے میں صیاد کے بس میں
مشہور اسیری سے ہوا ناکس و کس میں
لیکن نہیں مرتا[3] گل و گلشن کی ہوس میں
کس گل میں یہ جلوہ ہے[4] جو اب کنج قفس میں

---

[1] اِک
[2] ؍ آتا
[3] ل کسی
[4] اِک گل گلشن کی
شں جلوہ ہے کہ اب
یہ جواب (رنگ)

دکھلاتی ہے میری مجھے بال و پری رنگ

تجھ عاشق نالاں کے نامے کو تو لینا
اس حسرت دار ماں کے نامے کو تو لینا
ٹک بوجھ[۱] سمجھ جان کے نامے کو تو لینا
ہر مرغ کو پہچان کے نامے کو تو لینا
نامے[۲] کے کبوتر کا ہے میرے جگری رنگ

جو چیز کہ ہر کوچہ[۳] و بازار بکا وے
اس کے لیے لد سنگ کو آتش پہ[۴] گلا وے
افسوس ہے[۵] جو عمر کو یوں اپنی گنوا[۶] وے
اے شیشہ گراں دل کوئی ٹوٹا جو بنا وے
پیدا کرے[۷] یہ اور ہی کچھ شیشہ گری رنگ

---

۱ ا — پوچھ سمجھ بوجھ
ل — " " جان
۲ ل — نالے
۳ ل — کوو بازار
ا — کوچہ وبازار ......
۴ ش — جلا وے
۵ ل — یوں عمر کو جو اپنی
۶ ش — گنوائے
۷ ا، ل — پھر

صیّاد تو تجھ طوطی کے طالب ہے سخن کا
اور دل کو ہر سے ہے غم و اندوہ وطن کا
معلوم کچھ احوال نہیں سرو سمن کا
ہے خاک بسر آج خدا جانے[1] چمن کا
دیکھو اڑی ہے کیا جا کے شمیم سحری رنگ

مت دل لگا دنیا سے تو ہرگز[2] دری سودا
جب[3] سب سے ترا ہے[4] سبھوں سے بری سودا
[5] فانی ہے جہاں کی سبھی خشکی[6] و تری سودا
کر جامۂ عریانی کو خاکستری سودا
ہے عزم سفر یاں سے تو ہے[7] یہ سفری رنگ

---

[1] ک وطن
[2] ش ارے
[3] ل گر
[4] ل ہو
ش میرے سبھوں سے
[5] ل جائے
ش جاتا ہے
[6] ش، ل خشکی تری
[7] ل یہ ہے

مخمّس دیگر

چشم میں اپنی گہر بار کروں یا نہ کروں
آہ گھبرا کے میں ناچار کروں یا نہ کروں
دردِ پنہاں کو میں اظہار کروں یا نہ کروں
کیوں میں تسکینِ دلِ زار کروں یا نہ کروں
نالے جا کر پسِ دیوار کروں یا نہ کروں

زندگی کا کوئی دم مثلِ شفق باقی ہے[۲]
جزوِ ہستی سے مرے نیم ورق باقی ہے[۳]
ہاں میاں اس میں وہ اک کلمۂ حق باقی ہے
سن لے اک بات مری تو کہ رمق باقی ہے[۴]
یہ سخن تجھ سے ستم گار کروں یا نہ کروں[۵]

تم تو وہ شخص ہو اپنے کو پرایا سمجھو
دل جو ہم آپ سے دیں اس کو جُرایا سمجھو

۱ا ک دل اے یار
ش دلِ یار
۲ ش زندگی کوئی دمِ مثل ...
۳ ل جرمِ ہستی سے مرے نیم رمق ...
ک سن لے اک بات مری تو کہ رمق
۴ ک جزوِ ہستی سے مری نیم رمق باقی ہے
۵ و ک ل مجھ

غیر سے وصف کریں اس کو لگایا سمجھو
سخت مشکل ہے کہ ہر بات کنایا سمجھو
ہے زباں میرے بھی گفتار کروں یا نہ کروں

—

کون ایسا ہے کہ جس شخص سے غم رکتا ہے
اُمڈے جب اشک تو ہر ایک سے کم رکتا ہے
شدّتِ درد میں کس دل سے الم رُکتا ہے
ناصحا! اُٹھ مری بالیں سے کہ دم رُکتا ہے
نالے دل کھول کے دوچار کروں یا نہ کروں

—

گر یہ رگِ ترک مری گردن پہ ہوا ہے اے طوق
کوئی غم اس سے نہیں جان کو میری ما فوق
جب تلک چونکے[1] مرے جی سے میاں جائے ذوق
خوابِ شیریں میں وہ اور دل ہے[2] سرا سائلِ شوق
جی دھڑکتا ہے کہ بیدار کروں یا نہ کروں

—

نہ سنا حال کبھو اس نے تو آ کر یارو
کب تلک دل میں رکھوں غم کو چھپا کر یارو

---

[1] ک: خون کے رنگ
[2] ل: چونکے میاں جی سے مرے
[3] ک: دل ہے سائلِ شوق

کوئی فریاد و فغاں اپنی سنا کر یارو
موسمِ گل ہی میں صیاد سے جا کر یارو
ذکرِ مرغانِ گرفتار کروں یا نہ کروں؟

—

نہ رہا دوست جسے رحم مجھ اوپر آوے
اس زمانے میں ہیں سب قتل کے میرے درپے
کوئی ایسا نہیں جو اُس سے یہاں جا کے کہے
حال باطن کا نمایاں ہے مرے ظاہر سے
میں زباں اپنی سے اظہار کروں یا نہ کروں؟

—

مخمس دیگر

ابھی تو دلبروں کی رسم دلداری کو کیا جانے[1]
ابھی ان بے وفاؤں کی وفاداری کو کیا جانے
ابھی کم عمر ہے تو نالہ وزاری کو کیا جانے[2]
نہ ہید عاشق کسی کا تو وفاداری کو کیا جانے
ابھی تو آپ ہی لڑکا ہے سچ یاری کو کیا جانے

نہیں ہوتی ہیں آخر کو یہ کچھ باتیں بھلی پیارے
ترے[3] یہ دن تو ہنسنے کھیلنے کے تھے ابھی پیارے
سہے گا کب یہ ایذا عشق کی[4] اتنا سا جی پیارے
لگی بھی ہیں کسی سے اب تلک آنکھیں تری پیارے
تڑپنا، لوٹنا، راتوں کی بیداری کو کیا جانے

ابھی تک[5] رات دن تو کھیل میں مشغول رہتا تھا
بلا جانے تری پیارے محبت کو کہ ہے وہ کیا
نہ پھنس اس عشق کے[6] پھندے میں جانی اس سے تو باز آ
ابھی تو تو نے آئینے میں اپنا منہ نہیں دیکھا
گرفتاری کو کیا سمجھے تو خود داری کو کیا جانے

۱؎ ا ...... دلداری کو کیا جانے
۲؎ ا تری عمر ہے تو نالہ وزاری کو کیا جانے
شن ل تری کیا عمر ہے ، ، ،
۳؎ ل ترے تو دن یہ
۴؎ پ ، ت گا
۵؎ س ، شن ل کی اپنا
۶؎ ا تو رات و دن
تو عشق کے

ابھی تو طرزِ عیّاری نہیں پوری ہوئی تجھ سے

ابھی تو کچھ دلآزاری نہیں پوری ہوئی تجھ سے

ارے اب تک ستم گاری نہیں پوری ہوئی تجھ سے

ابھی تو مشقِ خوں خواری نہیں پوری ہوئی تجھ سے

یہ ننھا سا کلیجا تیرا غم خواری کو کیا جانے

—

سرھانے[1] اس کے کیوں غُل کرتے ہو بےوقت جانے دو

کوئی آشفتہ کی جانب سے اس کو جا کے یہ کہدو

نہ اُٹھے گا جگانے سے تمھارے سُنتے ہو یارو

عزیزو سونے کو چونکاؤ مت سوتا ہے سونے دو

ازل کے جام کا مدہوش ہُشیاری کو کیا جانے

—

[1] ک — عبث بالین پر تم اس کے کیوں غُل کرتے جاتے ہو

مخمّس ایضاً

مذہب عاشقی میں یار گرچہ نہیں روا طلب
پر جسے دم نہ ہو قرار اس کو تو ہے بجا طلب
تیرے سوا اے جانِ من اور کروں میں کیا طلب
با منِ نا صبور را پیشِ خود از وفا طلب
یا کہ تو پاک دامنی صبرِ من از خدا طلب

حال میں کیا کروں بیاں اُدھ ہے مجھ کو غش بہ غش
. . . . .[1] پر نہیں ہوگی ... ایسی کشمکش
لقمع تو ہو سکا نہیں کھائی ہے میں نے زہرِ رس
درد توی گشد مرا یا بہ کرم دوا کنش
یا مددی فزون ازین تا نکنم دوا طلب

مجھ کو ستانہ تو دلا تیرا بھلا لیا ہے کیا
سینہ تو میرا پک گیا رحم کر اب نہ تو چھیڑا
باد ادھر کی ہو وے گی تو نہ پتنگ اڑاؤں گا
. . . . غم یہ میں تیرا کھاؤں گا
دل جو ہو تجھ سا بے وفا اس کی کرے بلا طلب

---

[1] ل . . . . . . پر نہیں ہوگی پھیر ایسی کشمکش (؟)
[2] ل بندلی کا لونکا ولی غم (کذا)

سوز کی کی ہے [جا جگر] تجھ سے نہیں ہے اس کو کام

کیا کروں تجھ کو بھی بہت میں نے رکھا تھام تھام

پر نہ رہا تو مجھ کنے میں نے کہا تجھے سلام

اس سے اب آگے پھر کیا یا دوازدہ امام

دیکھو مجھے مرے کریم اور نہ ہو سوا طلب

ل ۱ جگر جا

مثنوی

میں کس سے کہوں دل کی باتیں | کٹتی ہیں کس[1] دکھ میں راتیں ،
ناحق[2] ناحق گھبراتا ہے | صحرا صحرا پھرواتا ہے ،
آرام نہ اس کو سونے سے | ہے کام سو اس کو رونے سے ،
بدرنگ ہے اب دل کی حالت | سمجھی نہیں جاتی اس کی مت
مطلوب نہیں اس کا پیدا | کس کی صورت کا ہے شیدا
لو[3] نبض تو اس کی پہچانو | کیا مرض ہے اس[4] کو دیوانو
بیماری کیا ہے اس دل کی | کیا چاہ ہے اس کو قاتل کی ،
تو اس کو اس تک پہنچا دو | محبوب کو اس کے دکھلا دو ،
سودا ہے جو ہے سودائی | تشخیص کرو کیا ہے بھائی
یا حور[5] و پری کا سایا ہے | کس چیز سے عشق لگایا ہے
ہاں اس کی کچھ تدبیر کرو ، | میں راضی[6] ہوں زنجیر کرو
ہے ہے اب ہاتھ سے جاتا ہے | مجھ کو اس کا غم کھاتا ہے
کیا اچھا بھلا دل تھا یہ | سب رنگوں میں شامل تھا یہ

---

[1] ل — بس
[2] ش — ناحق ناحق
[3] ل — تو
[4] ل، ش — اس کے
[5] ل — جن و پری
ک — حور پری
[6] ش — راجی

ہنستوں میں ہنسو کے ہنستا تھا — نوجوں میں پہلے دھنستا تھا[7]

محبوبوں سے مل چلتا تھا — محبوبوں ہی میں پلتا تھا[8]

کرتا تھا سب سے رنگ رلیاں — باتیں کرتا تھا چھلیاں چھلیاں[9]

سب اس سے[10] پیار سے ملتے تھے — وحشی تک اس سے ہلتے تھے

سب[11] دل سے رکھتے اس کو عزیز — سب کے آگے اب ہے ناچیز[12]

یہ کیوں[13] چپکا ہے اب یارب — منہ[14] سے اپنے بولے گا کب

مت چپ رہ میرے پیارے دل — جس[15] سے چاہے جا جانی مل

یوں[16] چپکے چپکے غم مت کھا — پیارے یہ غم کھا جاوے[17] گا

مت اپنے جی سے رہ غافل — او دل او دل او دل او دل

میں تیری چال سے ڈرتا ہوں — اندیشے[18] ہی میں مرتا ہوں

قرباں میں تیرے منہ[19] کھولو — کچھ مجھ سے بات کہو بولو

---

۷ ل — محبوبوں سے مل چلتا تھا

۸ ا، ک — ملتا

۹ ل، ا، ک — باتیں کرتا چھلیاں چھلیاں

۱۰ ل، ش — اس کو جو پیار سے

۱۱ ش، ل — دل سے سب رکھتے

۱۲ ک، ا — ہے سب کے آگے

۱۳ ا — پھر

۱۴ ک — لو کیا کیا (کذا)

ا — سے اپنے لو کیا کب (؟)

ل — ـــــ " " "

۱۵ ک — جا جانی جس سے چاہے مل

ا — جا جاہے " " "

۱۶ ش — چپکے چپکے یوں غم مت کھا

ل — چکے چکے " "

۱۷ ش — جاوے گا

۱۸ ل — اندیشوں .

۱۹ ش — منہ کو کھولو (کذا)

ل — منہ لب کھولو

تم کس کے اوپر عاشق ہو — کس کے پیچھے اتنے دِق ہو؟

میں اس کو تجھ سے ملوا دوں — اس کا پیغام[20] تجھے[21] لا دوں

یا سوز سے مل کر کام کروں — اس بت کو تیرا رام کروں

منت سے اس کے پاؤں پڑ دوں — تیری خاطر جی دان کر دوں

پر[22] سمجھی بات یہ ہے اے دل — ان لوگوں سے ہرگز مت مل

یہ پہلے سر سہلاتے ہیں — پھر کچا بھیجا[23] کھاتے ہیں

ہے عشق[24] کی راہ بہت مشکل — سن میرے بھولے بھالے دل

تو بھول یہ گلیاں جاوے گا — ہر در پر سر ٹکراوے گا

یاں غول بہت ہیں[25] اے غافل — بہلا کے لے جاتے ہیں دل

ان سے اے میرے صاحب دل — مت مل مت مل مت مل مت مل

پر[26] تو کہنا کب مانے ہے — مجھ کو تو دشمن جانے ہے

ہاں بھائی میں ایسا دشمن — کہ لے جو تیرے او پر تن

تحقیق زمانا ایسا ہے — جو دل اپنا تجھ جیسا ہے

واللہ تم اس میں نہیں چھوڑے — اپنے ہی بخت[27] بنتے پھرتے

گھر کو[28] .... آتے ہیں — ترا لیٹے لڑتیں کھاتے ہیں

---

۲۰ ک۔ ا۔ ش : اس کا کام

۲۱ ل : تجھے مسرع

۲۲ ک : سمجھی یہ بات ہے اے دل

۲۳ ل : بھیجا

۲۴ ک : عشق راہ ؛ آ میں بھی "ک" تر سینی مینی

۲۵ ل : او

۲۶ ک : تو — محذوف

ل : تو کہتا

۲۷ ل : میں نے

۲۸ ک : ہتو سنکو (کذا)

ا : منکو ״

ش : سنو بھکو ״

ل : ھتوا سنکو ״

میں مجرم ہوں جو اب بولوں — کاہے کو اپنا منہ کھولوں
کیا گندا[29] نکلا میرا دل — اب[30] اپنے کہے سے کیا حاصل
ہے ہے میں کیسا غافل تھا — جو سمجھا تھا میرا دل تھا
واللہ یہ دل بیگانا[31] تھا — میں بھول کے اپنا جانا[32] تھا
لاکھوں میں ہوگا صاحب دل — ورنہ سب دل ہیں غافل
یارو میں تم سے کہتا ہوں — جو جور میں دل کے سہتا ہوں
مت[33] اس کو اپنا جانو گے — جو میں[34] نے کہا سو مانو گے
یاں بندے دل کے بہر رہیو — جو ظلم کرے چپکے سہیو
تو دو دن[35] پاس رہے گا یہ — کچھ[36] اپنی بات کہے گا یہ
ورنہ یہ ایک سیانا ہے — بھید اس کا کس نے جانا ہے

---

[29] ل کینڈا (کذا)
[30] ا، ک اور
ش بدون "اور" (سک)
ل اب کہے سے کیا ہے حاصل
[31] ا، ک ہے
[32] ش، ا، ک ہے
[33] ش اپنا اس کو مت جانو گے
ل مت اپنا اس کو "
[34] ل جو میرا کہا مانو گے (سک)
[35] ا، ک دو دو دن پاس
[36] ا، ک جو

آپ وہ اپنے سوانگ[16] بناوے ‏ ‏ ‏ آپ ہی پر بجھے[17] آپ رجھاوے

ہو کر رو کھو پیتا دِکھلاوے ‏ ‏ ‏ اِک کرن شان میں وہ[18] جھمکاوے

عرش[19] سے لے تا فرش وہی ہے ‏ ‏ ‏ پر[20] تو سب نے رمز کہی ہے

بین[21] ملوک میں اس کا جھمکا ‏ ‏ ‏ پردہ سب سے باہر دھمکا

[22] عین گرو ہے سب سے نیارا ‏ ‏ ‏ وہ جنجل[23] سب کا ہے پیارا

پر یہ پتلا خاص بنایا ‏ ‏ ‏ اس میں پورا ہو دکھلایا

جن پایا سو آپ کو بھولا[24] ‏ ‏ ‏ جل کر ہو کر[25] آگ بگولا

اپنی ہستی آپ جلائی[26] ‏ ‏ ‏ عزت[27] کب اس کو بھاتی

عنصر[28] کی کب تہ[29] میں بیٹھے ‏ ‏ ‏ اپنی یکتائی میں بیٹھے

سب میں[30] بیٹھ سماوے جل مینع[31] ‏ ‏ ‏ قید نہیں وہ آپ دِ جگل میں

سب جاگہ وہ حاضر ناظر ‏ ‏ ‏ جب[32] ڈھونڈو[33] تب سب سے باہر

---

١٦ ک، ش، ل: سانگ
١٧ ک: آپ ہی
١٨ ل: جھمکا ہے
١٩ ا، ک: سے تا فرش وہی ہے
٢٠ ش: کہہ
٢١ ک: لوک
ا: لوک ہیں
ل: تو کہیں
٢٢ ا، ن، ش، ک: عین گرو
٢٣ ل: جنجل سب ہے
٢٤ ل: بھولا
٢٥ ل: ہو گیا
٢٦ ا: جلاوے
ل: جلاوے
٢٧ ک: عزت کی کب اس کو
ا: غیرت کو کب
ش، ل: غریب کب اس کو
٢٨ ا: ..... کب تہہ میں
ل: عنصر
٢٩ ل: یہہ
٣٠ ش: یہہ
ک: سب بیٹھ
ل: سب میں بیٹھ
٣١ ا: ملمین
٣٢ ل: جب
٣٣ ش: تب

لاکھ روپ کی آن بناوے[34]
پھول پھلیاں تن[35] میں چھپاوے

جو ڈھونڈے سو اس کو پاوے
بن کھوجی وہ ہاتھ نہ آوے

کہیں کہیں یوں بھی[36] مل جاوے
سوتوں کو وہ آن[37] جگاوے

یہ سونا بھنوروں کا ہے
دیر سے[38] ہم میں دونوں کا ہے

تم اس پر مت بھولو بھبھولو[39] ۔
اپنی آنکھیں مل مل کھولو ،

آئینہ کیا دل ہے تیرا ،
جس میں کرتا ہے وہ پھیرا

دور کرو گر زنگ ہے اس کے
اور پھر پاؤ ڈھنگ تو اس کے

جھانکو[40] تاکو دیکھو سوچو
سامنے جو ہے اس کو پوچھو

جو پاؤ تو منہ کو بھر لو ،
ورنہ اپنی جیب نہ کھولو

اس میں[41] کر تو سیر فلک کی
راہ ہے کتنی ایک پلک[42] کی

پہلے گور کو ڈھونڈ[43] سے بھائی
بن گور کا ہے[44] سودائی

پکڑ چرن[45] تو اس کے کہہ کر
اپنا شیخی[46] تو وال تہہ کر

اپنا سر لا جان تو اس کو
بندہ ہے پہچان[47] تو اس کو

سن لے اور یہ بھید بتاؤں
سدھ[48] ذرا جو تجھ کو جتاؤں[49]

---

[34]	ا، ک، ش	بناے	
[35]	ش، ل	میں چھپ جاوے	
	ا، ک، ش	تن میں چھپاے	
[36]	ا	ہیں	
[37]	ا، ک، ش	آپ	
[38]	ا	...... کا ہے	
	ک، ش	تم میں دونوں کا ہے	
[39]	ک، ا	بھر لو بھالو	
[40]	ک	تاکو تاکو	
	ش	تانکو	
[41]	ل	اگر سیر فلک کی	
[42]	ل	ملک (سک)	
[43]	ل	ڈھونڈو	
[44]	ل	پہروے	
	ک	ہے	
[45]	ل	پیرن	
[46]	ش	پر	
[47]	ل	پیدا	
[48]	ل	سدخ	
[49]	ا	بتاؤں	

غیر کو سجدہ نہیں فرمایا[50] | آدم کو سجدہ کروایا[51]
بھید وہی تجھ پر کھولے گا | میں میں تجھ سے وہ بولے گا
اپنی خودی تو چھوڑ شتابی | سب اپنی ہے خانہ خرابی
جب تک مرے نہ آپ کو پاوے | موت ملے[52] تجھ کو سمجھاوے
مرتا کوئی نہیں ہے جانی | کہتے ہیں یہ بات گیانی
مرنے سے آگے مر جانا | زندہ دلوں کا ہے یہ بانا[53]
حرص و ہوا کو مارو جب | طول امل سے ہو تائب
قسمت ہی پر راضی[54] رہیے | جو جو بیتے سو سو سہیے
روز[55] ملے یا دو دن پیچھے | اپنا پردا[56] آپ وہ سینچے
تو کیوں[57] مرجھاتا ہے ناداں | رہ تو اپنے میں شاداں

نگار رکھے وہ[58] یا اٹھاوے | وہ جانے جو اس کو بھاوے
اس کا بھلا ہے تو بھائی | تجھ کو کس کی غیرت آئی
تیرے باپ[59] کا اس میں کیا ہے | تجھ کو تو ہر آن لگا ہے

---

[50] د ...... ہمیں فرمایا
ل غیر کو سجدہ
[51] ل بوجھے نادان کچھ بھی پایا
اس کے بدل میں یہ شعر ہے: ساری خلقت کو فرمایا | آدم کو سجدہ کروایا
[52] ل ہی
ش میع
[53] ش مانا
[54] ش راجی
[55] ک روز
[56] ش ک ڈال پردھا
[57] ل کیوں مرجھاتا ہے ——
ل میں یہ شعر اس طرح ہے:
تو کیوں مرجھاتا ہے ہردم | رہ تو اپنے من میں شادم
اور اس کے بعد مثنوی بلکہ مخطوطہ ختم ہو جاتا ہے ۔۱۲
[58] د وہ یا کہ
ک وہ یا کے
[59] ش تیری بات

وہ جانے جس[60] کا یہ گھر ہے — تجھ کو اس میں کون خطر ہے

کرڑ دل تب تجھ کو جتاوے — تجھ[61] میں سے تجھ کو دکھلاوے

تب میں کہئے[62] تب ہم اچھا — سوز کہے ہے اس نے بچّا

ان باتوں کو تب تو پاوے — تجھ میں جب[63] یہ سوز سماوے

عشق کا ہے یہ سارا بکھیڑا — عاشق ہم سلجھا، الجھیڑا

بن عاشق یہ بھید نہ سو بجھے — عاشق ہم سو اس کو بر بجھے

مان لے بھیّا باتیں گُر کی — وہ کہہ دے گا تجھ کو دُھر کی

یاد رکھو اس کی حاضر غائب — اس کو جان تو اپنا صاحب

تو بندہ وہ تیرا مولیٰ — سب سے جان اسی کو اولیٰ

وہ مذکور ہے[64] تو ہم ذاکر — رہ اس کے تو حکم میں[65] شاکر

کرڑوا میٹھا جو دے سو لے — اس کی بات میں کچھ مت بولے

تب تجھ کو وہ میں دکھلاوے — عہد[66] منصوری بجواوے

روم روم جب[67] تیرا بولے — تب میں آپ تو پورا ہم سے

اس سے[68] آگے کیا بتلاؤں — سوتوں[69] کو کس بھانت جگاؤں

اپنا رب تو بوجھ لے بھیّا — تو ہی تو ہے اپنا[70] بجھیا

---

۶۰ ش — جن کا

۶۱ ش — کچھو میں تجھو کر

۶۲ ش — کہتے تو ہم

۶۳ ک ش — تب

۶۴ ا — ہم تو ذاکر

۶۵ ک — حاضر

۶۶ ا ک — عہد میں

۶۷ ا ک — مرا جب بولے

۶۸ ا — ...... کیا بتلاؤں

۶۹ ش — سوئیوں

۷۰ ا ک — بجھا

لا إله کے بھید کو بوجھو — یعنی غیر نہیں ٹک[71] سوجھو

کہوں[72] میں کیونکر تجھ میں کیا ہے — پیارے جی اللہ اللہ ہے سے

اللہ وہی جو کہا نہ جاوے دکّا — اس کو کیونکر لا دکھلا دے

شہ رگ سے نزدیک[73] رہے ہے — گردن ہی پر[74] چڑھا رہے ہے

آپ میں ڈھونڈو بابا میرے — یوں تو سوانگ[75] بنے بہتیرے

سینے[76] میں جن آپ کو پایا — اس نے دیکھا اور دکھلایا

پھر پھر سوچو اس کو یارو — اور نہیں ہے خوب نہارو

لا إله کے معنی جانو — غیر نہیں ہے جانی مانو

لا کو طرح تو میں نے[77] جتایا — ہے ہے تم نے بھید نہ[78] پایا

ڈھونڈو اپنا آپ ٹٹولو — اپنا گورکھ دھندا کھولو

مَیں کا میں نے کیا بیان — تو[79] جان اور تیرا گیان

میں[80] میں مت کہہ چپ رہ سوز

تو میں میرے[81] میں بہتا ہنوز

---

۷۱ ش	ٹک تو سر جھو	۷۶ ا	شیشے میں
۷۲ ش	کیونکر کہوں میری	ش	کیسے میری
۷۳ ش	رکھیں ہیں	۷۷ ک	چھپایا
۷۴ ش	ہی سر چھڑا رہی ہے (کذا)	۷۸ ک	بتایا
ا	ہی پر چھڑا رہے ہے "	۷۹ ش، ا، ک	جان
ک	ہی پر ۔ رہا رہی ہے	۸۰ ا	میں میں مت کہہ ...... سوز
		ک	" " " چہرہ "
۷۵ ش	سرنگ	۸۱ ا	بہت ...... (کذا)
		ک	بہتا ہنسوز "
		ش	میں بہتا ہنوز "

(قادرک کا اختتام)

مستزاد

سن شور[1] بہت[2] دیکھ کے حیراں ہوئے گا — خوباں[3] کا جمال،
دل زلف میں اُلجھے گا پریشاں ہوئے گا — مت لے یہ وبال

یہ چال بری ہے تجھ سے بننے کی نہیں — او خام خیال
کیا ہنستا[4] ہے بہت پشیماں ہوئے گا — مت دانت نکال

جو شخص ملازمت کو آتا ہے گا — از بہر حصول
کچھ[5] چیز ضرور نذر لاتا ہے گا، — یوں ہے معمول
بندے کو نظر اور نہ آیا[6] اُس وقت — حیراں[8] ہو کر
اپنے تئیں آپ ہی دکھا[تا] ہے گا — گر ہووے[9] قبول

---

[1] ل: شور
[2] ا، ک: عبث
[3] ل: خوبوں کا
[4] ل: ہنستا کیا ہے
[5] ک: کچھ وہ بھی نذر چیز ...　ل: کچھ چیز نذر ضرور　س: کچھ چیز ضرور نظر (کذا)
ا: ... نذر کو چیز
ش: کچھ چیز نذر کردہ بھی
[6] ا، ک، ش، ل: بندے کو نظر اور نہ آیا
[7] ا: ایسا
[8] ک: حیراں رہ کے
ش، ا، ل: حیراں رہ کر
[9] ش، ک، ا، ل: کیجے

بالفرض کہ ہم عاقل و باہوش ہوئے   کس کام میں ہیں
ہو کر آزاد خانہ بر دوش ہوئے   تو دام میں ہیں

دو دن کی نمود میں نہیں کچھ حاصل   یارو جانو
دے حق ہو[۲] سے جو خاک میں روپوش ہوئے   آرام میں ہیں

ے ک   بالفرض کہ عاقل و باہوش ہوئے
ے ل   ہو دے خو خاک میں . . .

ایک دن اس شوخ سے میں لگ چلا | رمز میں کرنے لگا اظہارِ پیار
جب تلک وہ چپ رہا میں بڑھ چلا | دل میں آیا آنہ کر بوس و کنار
کھول کر آغوش جوں سر کا وہیں
کہنے لاگا وا چھڑے چل جھک نہ مار

او میاں، او بھائی، او خلوت کے جانے والے دوست
اس سے کہہ دیکھو خدا کے واسطے کا کام ہے
پہلے کچھو عذر یعنی میں[1] نہیں کہتا ہوں اب
تیرے اس محزون نالاں سوز کا پیغام ہے
کافی نڈر، بے رحم، بے پرواہ، بے دید آ سمجھ
تیرے ہاتھوں ساری خلقت اب تو بے آرام ہے
جس نے دیکھا آنکھ اٹھا کر تو نے چٹ[2] مارا وہیں
یہ جو تیری وضع ہے اس کا برا انجام ہے
آدمیت سیکھ باز آ، قتل مت کر خلق کو
سوز کا بھی مار لینا کون ایسا کام ہے

---

۱ ا — وہ نہیں کہتا ہے آپ
ک — 〃 〃 〃 اب
۲ ش — گیا (؟)

کیا کہوں تم سے اے خرد مند | دیکھتے ہو تم ان بتوں سے چھند[1]
یہ دلوں کو پھنساتے ہیں پہلے | کھول کر زُلفِ عنبریں کی کمند
دیکھتے ہیں سبھوں کو ایک نظر | بعد اُن میں سے ایک کر کے پسند
رام کرتے ہیں باز کو جیسے | طعمۂ بوسہ دے کے روز سے چند
پھڑک پر کھینچتے ہیں حکمت سے | پاس لاتے ہیں ہونٹ پر منہ بند
بھاپ دیتے ہیں دونوں نتھنوں کی | پھر پھڑک جاتے ہیں یہ مثلِ پرند

الغرض چھوڑتے نہیں بابا
جس طرح سوز کو کیا پابند

---

۱ صاحبو تم سے راست کہتا ہوں | شاعری سے مجھے نہیں نسبت[2]
یار آپس میں بیٹھتے تھے کبھی | دل خوشی کو وہ بولتے تھے جگت
۳ میں انھوں میں تھا سب سے بے گانا[3] | وہ دلاتے مجھے بہت غیرت
کہ تجھے بات بھی نہیں آتی[4] | کیونکہ برآتے تجھ سے یہ صحبت
۵ یا تو ہم سے کیا کرو باتیں | یا ہمیں جانتے ہو بے غیرت[5]
تب میں ناچار ہو کے کہنے لگا[6] | انھیں باتوں کو شعر کی صورت[8]
۷ بسکہ موزون تھے وہ صاحب لوگ | مجھ کو بھی آتی ہو گئی قدرت[9]
کر لگا کرنے بات کو موزوں | شاعروں میں ملی مجھے شرکت

۹ ورنہ اِس منہ پہ شاعری توبہ[10]
یہ بھی سب صاحبوں کی ہے دولت[11]

---

[1] ا، ات: جھجند

←

اے دل تو صبح یار کے کوچے میں جا شتاب
میری طرف سے جھک کے تو اس کو سلام کر

کا ای بادشاہِ حسن ترا عزم کیا ہوا؟
چل اُٹھ کھڑا ہو سوز کا قصّہ تمام کر

جاں کندنی سے چھوٹے تو جاوے غریب آج
ان سنگدل بتوں میں بھلا یہ بھی کام کر

منظور اس کی مرگ نہیں گر تجھے تو بس
لے موت سے چھُڑا کے ترا اپنا غلام کر

---

۱ شن	نہیں مجھے	۷ ع	کرنے
۲ ل ع	مجھے ہے کیا		
۳ ع	کا چھتایا	۸ ع	بیت
۴ ک	کر	۹ شن ل	مجھے
۵ شن ل	ہم سے برائے کس طرح	۱۰ ع	میں اور شاعری
۶ شن	بے عزت	۱۱ ا	مرزا رفیع کی ہے دولت
		ک	۰ کی دولت ہے زندگی

ہمارا اختیار کردہ متن شن سے ماخوذ ہے اور شن ہی اس قطعے میں کامل تر متن کا حامل ہے۔ ل
اور ک میں اس قطعے کے ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۹، ۱۰ اشعار ہیں۔ دوسرا، ساتواں اور آٹھواں
شعر صرف شن میں ہے۔ یوں بھی اس قطعے کے سیاق و سباق میں یہاں ماجبون ہی کا محل
ہے اور "مرزا رفیع کی ہے دولت" میں رفیع کی ع کا سقوط بھی ماجبون ہی کے درست
ہونے کی دلیل ہے۔ اس متن کے سامنے آجانے کے بعد ڈاکٹر جمیل جالبی (تاریخ ادب اردو
جلد دوم - لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۸۷ ص ۷۹۴) اور بعض دوسرے نقادوں کے اس خیال کی تردید
ہو جاتی ہے جس میں وہ اس قطعے کی بنا پر سوز کا تلمیذ سودا ہونا ثابت کرتے ہیں ۱۲۰

ایک بندہ جہاں میں ہے - واللہ — آصف الدولہ نام ہے جس کا

صبح سے شام تک غریبوں[1] (کی) — غور و پرداخت کام ہے جس کا

وحدہٗ لا الٰہ الا اللہ — ذکرِ قلبی مدام ہے جس کا

بھاں کہتا[2] ہر ایک غربا کو — بہ[3] تلطف کلام ہے جس کا

آصف جاہ ناظم دکھنی — ایک ادنیٰ غلام ہے جس کا

اور انگریز مرہٹا کیا ہے — جو ہے سو پاسے نام ہے جس کا

اور تو اور سوز سا وحشی

ان دنوں دل سے رام ہے جس کا

* زمانۂ تخلیق: میان ۲۷ ذی قعدہ ۱۱۸۸ھ/ ۲۶ جنوری ۱۷۷۵ء اور ۲۸ ربیع الاول ۱۲۱۲ھ/ ستمبر ۱۷۹۷ء

[1] ع کا

[2] " کہتا

[3] " بہ

یک روز کہا یہ میں نے اس سے — کای مایۂ عیش[۲] و شادمانی
میں تجھ سے چاہتا نہیں کچھ — غیر از الطاف[۳] و مہربانی
یا گاہ[۴] نگاہِ شفقت، — یا پرسشِ حال کر زبانی
سن سن کے بہ صد ہزار نخوت — یہ کہنے لگا سن اے فلانی

تو دیکھ سکے گا میری صورت
اللہ رے تیری سن ترانی

[طبق سں]

۱۔ ل: اک روز کہا صنم سے میں نے ۳۔ ل: الطاف مہربان

۲۔ ل: کامرانی ۴۔ ل: گاہ بہ گاہ

یارب وہ مرا شوخ ستم گار کہاں ہے — اندوہ فزائے دل بیدار کہاں ہے

اک روز مجھے ایک نے پوچھا کہ فلاں نے — تنہا جو تو بیٹھا ہے ترا یار کہاں ہے

تب میں نے کہا اس سے کہ ملتا ہے وہ گاہے — لیکن وہ مہربانی وہ پیار کہاں ہے

مذکور یہی تھا کہ وہ آیا ہے قضا کار — کہنے لگا میاں لو یہ تلوار کہاں ہے

جب میں نے کہا لیجئے حاضر ہے مری جاں — کہنے لگا دور ہو مجھے درکار کہاں ہے

پھر دوسری سینے کہ کہا ایک نے اس سے — پیارے وہ ترا غاشیہ بردار کہاں ہے

سنتے ہی نپٹ روکھی وہ چتون کو بنا کر — کہنے لگا جا بے مرے بیزار کہاں ہے

ہر چند نہیں محرم سا ہمدم کوئی اے سوز
پر دیکھ لیا وہ بھی وفادار کہاں ہے

یہ قطعہ فقط س میں ہے

متفرقات

دور سے دیکھتے ہی دل دھڑکا[1] — یار پایا سہی و لے لڑکا
دیکھیو[2] میں کھڑا ہوں کالے کوس — وہیں پہچان کر سبھی بھڑکا

رات کا احوال میں تم سے کہوں یا روز کا — دیکھنا ہے دیکھو لو ہے وقت آخر سوز کا
اب تر جاتا[3] ہے جہاں سے لے کے انبار گناہ — دیکھیے کیا حال ہو اس معصیت اندوز کا

کیوں میرے یار تو نے دیکھا — میرا دل زار تو نے دیکھا
صحرا شہدا سے اٹ رہا ہے — تازی کے سوار تو نے دیکھا

کوئی سنتا نہیں در در پھروں ہوں مثل دیوانا — الٰہی رات ہو جلدی سنوں میں اپنا افسانا

میں کس کے ہاتھ کہہ[4] بھیجوں میاں صاحب سلام اپنا — مجھے تو بھول جاتا ہے ترے ڈر سے نام اپنا

---

[1] ع — بھڑکا

[2] ش — دیکھو تو

[3] ل — آتا

[4] ا — لکھ

یہ مطلع س کے مطابق ہے

لب خشک ہوئے منہ کا یہ احوال ہوا　　تو بلا عشق ہوا جی کا کر جنجال[1] ہوا

دل لیا، عاشق کیا، رسوا کیا، شیدا کیا　　اے مرے اللہ[2] تو نے مجھ کو کیوں پیدا کیا

اتنا تو بول منہ سے یہ سوز کو ہوا کیا　　یارو بلا[3] تو دیکھو یہ ناتواں ہوا کیا

جانا نہیں مشکل ہے جو اس حور لقا تک　　جو آپ سے جاوے تو چلا جائے خدا تک

شعر کہنے کا اب فراغ کہاں　　کیا کہوں دل کہاں دماغ کہاں
داغِ دل سے ہے روشنا اس کی　　ورنہ عاشق کے گھر چراغ کہاں

کون ہے جس[4] پاس جا فریاد و واویلا کروں　　ایک دل تھا سو تو کوئی لے گیا اب کیا کروں

مت[5] [بھولیو] کہ میں بن ہم عشقِ بلبلاں ہوں　　گلزار ڈھونڈتا ہوں گم کردہ آشیاں ہوں

---

۱ ا　　خنجال (کذا)
۲ ش　　مجھ کو تو نے
۳ ا　　بھلا
۴ ا، ک　　کس
۵ ا　　جائیو

تری بو کے لیے جوں گل تمام آغوش ہو جاؤں گا　　کلیجے سے لگاؤں غنچہ ساں خاموش ہو جاؤں گا

کہیں ناگاہ ملتے ہیں جو دو ہمدرد آپس میں　　تو منہ کو دیکھ کر بھرتے ہیں آہ سرد آپس میں
زمیں ہو کر بگولا[1] گر اڑے ہوتے فلک تو بھی　　ملے ہرگز نہ رند و پارسا کی گرد آپس میں

آنکھیں تو بہتیں تھک کے نہ آیا نظر کہیں　　ہاں اے سرشک بھید دل کی خبر کہیں
میں دانت ناپینے کو ملائے ہیں لب سے لب　　جانی[2] برا نہ مانیو اس بات پر کہیں

زخم جتنے چاہئیں میرے بدن میں کم نہیں　　یہ بڑا دکھ ہے کہ دنیا میں کہیں مرہم نہیں
ایک دم اپنا تھا وہ بھی آخرش دم کھا رہا　　درد دل کس سے کہیں یاں کوئی اب ہمدم نہیں

پھر نے ہم بت کے بندے برہمن سے راہ کرتے ہیں　　حرم کے رہنے والو تم سے عشق اللہ کرتے ہیں
ترا اپنے ہاتھ سے کھوتا ہے پھر ہم کو نہ پاوے گا　　سمجھ یا مت سمجھ ہم تو تجھے آگاہ کرتے ہیں

میں کون ہم ستمگراں کون　　کیوں داغ لگا ہے میرے جی کو

ہم پہ یوں گزری قیامت واہ واہ　　واہ وا حضرت سلامت واہ واہ

---

[1] ا　بگھولا (کذا)
[2] ع　پیارے

آنکھوں میں وہ نگاوٹ دل آہو سے رمیدہ
ہم سے بھی یہ چھنالا اللہ رے شوخ دیدہ

سہرے ایسے ہی تم نظروں سے اب باباکی گم مہدی
مبارک باد کو بھی عید کی آئے نہ تم مہدی

جو غم ہمدم ہو تو شادی کہاں کی پھنسا جو دل تو آزادی کہاں کی
گئے جو دل سے اپنے صبر و طاقت تو یہ اس دل میں آبادی کہاں کی

نہ دھوپ سے الم ہے نہ راحت ہے چھاؤں کی
مجھ کو خبر نہ سر کی ہے اپنے نہ پاؤں کی
اے خضر پے خجستہ بتانا ذرا مجھے
ہے راہ کونسی مرے مہدی کے گاؤں کی

زیرِ کمند نازکی نزاکت[1] ہے کمال[2] ہے[3] زلف سایہ فگن دام ظلہ العالی[4]

کس لئے پر قتل کر بیٹھو بتاؤ تو سہی مار تو ڈالو گے پر تک پاس آؤ تو سہی
دل میں رکھنا دشمنی ہے صاحب ایماں سے دور گر تمہارے دل میں ہے ہم کو بتاؤ تو سہی

---

1. ل عہدے (کذا)
2. ش ادھے (کذا)
3. ک یہ
4. م ع مدظلہ العالی

دخترِ رز کو جو کچھو میں نے کہا مان گئی — جب میں چھیڑا تو کہا اوئی[1] مری جان گئی

دیتا نہیں ہے چین یہ دل ایک دم مجھے — گھر کے حریف نے یہ لگایا ہے غم مجھے
برباد دے جو اپنے تئیں اسکو کون دے — دیتے نہیں کچھو اس سے اہلِ کرم مجھے

ماہ کو نسبت نہیں کچھو میرے مہ رخسار سے — وہ پھرے[2] راتوں کو یہ واقف نہیں بازار[3] سے

تجھے رسوا کروں ایسا میں تیری بے وفائی سے — کہ سب ڈر جائیں اپنے دل میں تیری آشنائی سے

روتے ہی آتے تھے روتے ہی چلے — وقتِ رخصت تو بھلا لگ کے گلے
تم کو کیا غم ہے کوئی جاوے کہیں — میں سمجھتا ہوں تمھیں صاحب بھلے

اے نالہ نکل مت کہ مرا راز نہ نکلے — اللہ کرے منہ میں سے آواز نہ نکلے

بس میاں عشق مجھے خوب جلایا تو نے — اپنے کرتب سے نہ پر ہاتھ اٹھایا تو نے

نکل اے جان گر تجھ میں ذرا بھی دل میں قوت ہے
صنم آتا ہے استقبال کو یہ وقتِ فرصت ہے

---

[1] ا — اوہی دکھدا
[2] ا — پھری
[3] آک — اسرار

ترا سوز احوال ہر دم بتر ہے — وہی چہرہ کا رنگ، وہی چشم تر ہے[1]

ترے یار کو میں بلا لاؤں بتلا — کدھر اس کا کوچہ کہاں اس کا گھر ہے

چشم کا کام اشک باری ہے — چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے

نیم بسمل پڑے تڑپتے ہیں — کس ستم گر کی یہ سواری ہے

عرق آلودہ رخساروں پہ کیا کیا زلف چھائی ہے

سحر گلشن میں ناگن چاٹنے کو اوس آئی ہے

خدا کے واسطے پھر پھر سلوکِ یار مت پوچھو

جو کچھ گزری سو گزری دل پہ اب اظہار کیا کیجے

چمن میں یار نے پردے جب آن کھول دیے

گلوں نے دیکھ کے اپنے دہان کھول دیے

---

[1] ا — وہی چہرے کا ہے احوال وہی چشم تر — کذا

[1] ش — وہی چہرہ کا ہے وہی چشم تر — کذا

کلیات سودا میں غزلیات میر سوز

ذیل میں میر سوز کی ایسی غزلوں کی فہرست درج کی جارہی ہے جو مرتبین کی غلطی سے کلیات سودا کے بعض نسخوں میں شامل ہو گئی ہیں۔ یہ فہرست قاضی عبدالودود کے مضمون "کلیات سودا کا پہلا مطبوعہ نسخہ" (سویرا ۲۹) سے ماخوذ ہے۔ زبیر میمن

١ دل دریائے رحمت قطرہ ہے آب محمدؐ کا
٢ جب خیال آتا ہے اس دل میں ترے اطوار کا
٣ نہیں یکساں یہ جوہر نامہ ان نے تیر پر لکھا
٤ عشق تھا یا کیا تھا جس سے دل اٹکتا ہی رہا
٥ نہ دانہ ساتھ لے صیاد نے تیں دام لیتا جا
٦ افسوس تم اوروں سے ملاقات کرتے تھا
٧ دیکھ کر جو مر گئے ہیں تیرے پوروں پر حنا
٨ بے رستم اب جہان میں نے سام رہ گیا
٩ سوتی کو جس نے آ کرے احیا پیام لب
١٠ کھولی گرہ جو غنچے کی تو نے تو کیا عجب
١١ گر حذر میرا نہیں ہے شیشہ خالی محتسب
١٢ ہوئے ہیں دیکھ غنچوں کے دل بے قرار تیرے ہات
١٣ دین و کفر آنکھوں نے تیری کر دیا اے یار مست
١٤ رہتے تھے ہم تو شاد نہایت عدم کے بیچ
١٥ ہوا ہے داغ مرا دل انار کے مانند
١٦ لذت بے رنج ملنی ہے زمانے سے بعید
١٧ میں چاہتا نہیں دنیا میں عز و جاہ بلند
١٨ مجھ سا تو تیری دوستی جب ہو گئی آخر
١٩ صبا حریف لے آئی ہے تو مرے دل پر
٢٠ دیوں ہوں خون دل اپنا، تجھے گماں ساغر

۲۱ تب جانے کیوں کے عشق کی اے یار تجھ بغیر
۲۲ کاٹتے دل کو ہیں ابرو یار کے تلوار وار
۲۳ کرتا ہوں ترک عشق میں یوں پیش و پس ہنوز
۲۴ کب ہم کو ہے بہار میں گلزار کی ہوس ؎
۲۵ بلبل کو ہے ترے سرو دلدار کا ہلاس
۲۶ یوں دیکھ مرے دیدہ پر آب کی گردش
۲۷ رکھتے ہیں تری زلف کے ہر تار کا خلش
۲۸ آرام پھر کہاں ہے جو دل میں ہے جائے حرص
۲۹ دیکھ لینا ہم کو ترا یار ہے جب تب غرض
۳۰ سرسبز حسن رکھتی ہے تیرا بہار خط
۳۱ تیری آنکھوں کی طرح سے نہ رکھے جام نشاط
۳۲ سمجھے تھے ہم جو دوست تجھے اے میاں غلط
۳۳ اشک کے قطرے سے نیساں کا اثر رکھتی ہے شمع
۳۴ مژگاں کی گردش کا بدل ڈھنگ ہے وسیع
۳۵ آتش ہے مرا برجو، سمندر نہ ورے داغ
۳۶ نالے سے میں اپنے نہیں اے رشک داغ
۳۷ عشق کی ہو دے تو ہو ہم کو اسیری کا دماغ
۳۸ اب ہو تو نہ ہرگز رہے کنعان میں یوسف
۳۹ میں بتاؤں تم کو یارو گر کرو تدبیر ایک
۴۰ سنبل و زلف سیہ کاکل شب چاروں ایک
۴۱ رونے کے میرے تا بہ کجا دل سے آتی اشک

"؎ نسخہ مصطفائی صفحہ ۲۲۵ کا شعر ذیل بہ تبدیل بعض الفاظ تذکرہ بر حسن میں مجذوب دسر با منتسبائے سودا کے نام سے درج ہے۔ "ہوس" ردیف والی غزل بشمول شعر زیر بحث نسخہ ۱۲۱۲ھ میں بھی ہے: گرامن کا اس کو ملا زیر آسماں ۔ جس نے جہاں میں ان کے ستمگار کی ہوس
دیوان مجذوب کا ذکر فہرست اسپرنگر میں ہے، شاید اب نایاب ہے۔"

۴۲ مرا لگتا نہیں اے باغباں تیرے چمن میں دل

۴۳ جب تو چمن سے گھر کو چلا کر کے دید گل

۴۴ جاتا ہے دل تو جا تو ہشیار آج گل

۴۵ سنا ہے اب تو خط آیا ہے کس اسلوب دیکھیں ہم ؟

۴۶ پیتا ہوں یاد دوست میں ہر صبح و شام جام

۴۷ گرتے ہے عشق کی گرمی سے نت آنسو آتش میں

۴۸ لرزاں ہیں کیوں تری مژگان و ابرو یار آپس میں ؟

۴۹ قیس کی آوارگی ہے دل میں سمجھو تو کہوں

۵۰ عاشق تیرے ہم نے کیے معلوم بہت ہیں

۵۱ کردے ہے مہر بد کیں اندک ایک پل میں

۵۲ اب تو کو سمجھتا ہے کہ وہ دانا نہیں (کذا)

۵۳ اتنا ستم نہ کیجے مری جان جان

۵۴ جاتا ہوں تیرے در سے بس اے یار رہا میں

۵۵ بہار اس کی نہیں لگتی ہے اک یا سنگ آنکھوں میں

۵۶ گر دوا کرنی ہے کر اے یار دن دو چار میں

۵۷ امید ہو گئی ہے کچھ گوشہ گیر سی دل میں

۵۸ دل کو یہ آرزو ہے صبا کوئے یار میں

۵۹ بلبل کہیں، پتنگ کہیں اور ہم کہیں

۶۰ مت چھیڑ تو سا قو غیر کے ارمان، پر کہیں

۶۱ یاد میاں اب دل میں تیری وہ باتیں نہیں آتی ہیں

۶۲ آنکھوں کو ٹک سنبھالو یہ مارتی ہیں راہیں

۶۳ چاہ کے غرق تجھے ہے یہ گماں ترتے ہیں

۶۴ اس سرو قد کی دوستی میں کچھ ثمر نہیں

۶۵ امید وصل جز طمع خام کچھ نہیں

۶۶ مجھے معلوم یوں ہوتا ہے بری جن چھینی آنکھیں

۶۷ دماغ اصلاح دینے کا نہیں کہ دو دعلانی کو

۶۸ جو بے گنہ ہو گنہگار ہے لا ہر وہ نہ ہو

۶۹ یوں نہ چاہے گا دل آگاہ، یہ ہو وہ نہ ہو
۷۰ حال دل پوچھے ہے کیا مجھ سے مرا اے یار ہو
۷۱ لہو اس چشم کا پوچھے سے ناصح بند کیوں کر ہو؟
۷۲ کر رکھا تیغ نگہ نے دل فگار آئینے کو
۷۳ تمہارے فہم میں پیارے جو ہم ہیں غریبوں سمجھو
۷۴ لینے لگا ہے اب تو مرا نام گاہ گاہ
۷۵ نہ دے عاشق نہ دے معشوق جن میں ہو نہ کچھ خامی
۷۶ یار کا جلوہ مرے کیا شہرہ آفاق ہے
۷۷ سنگ پر جبیں کو بلکہ گر جدا منظور ہے
۷۸ میں تجھ سے کہہ نہیں سکتا سخن اے یار نازک ہے
۷۹ کیا کہیے جو اس شوخ کی اوقات بڑی ہے
۸۰ محیط دل ہوئی اے یار تیری چاہ جڑی ہے
۸۱ جرم کے عفو کی تدبیر بہت اچھی ہے
۸۲ عاشق کا کبھی تجھ پہ جو دل تو دہی ہے
۸۳ کیا کہیے وہ بت آہ کس آئین نمکیں ہے
۸۴ دل جنس فروشندہ بازار ہنر ہے
۸۵ بیمار کی آج اپنے سر شام خبر لے
۸۶ یار جس سے خوش رہے ہم کو وہ آئین چاہیے
۸۷ اے تڑپ چین تو بسمل کو کہیں دم بھر دے
۸۸ دنیا تمام گردش افلاک سے بنی
۸۹ جب اس چمن سے چھوڑ کے ہم آشیاں چلے
۹۰ جاتے ہیں لوگ قافلے کے پیش و پس چلے
۹۱ بے وفائی کیا کہوں تجھ سا تھا محبوب کی
۹۲ معتقد ہرگز نہیں ہیں کفر اور اسلام کے
۹۳ کہوں کیا بات اے بے پیر دل کی
۹۴ صورت نہیں اس مہر کا پہچان اگر آوے
۹۵ لا کہ طوفاں بہ جہاں ہم کو فلک نہ دکھلا دے

۹۶ وہ غل ہے جس کا موجب، تو ہے ورنہ شور بہتر ہے

۹۷ مری آنکھوں میں یارو اشک ایسا موج مارے ہے

۹۸ ناصح جفائے عشق اگر میں سہی، سہی

۹۹ نہ تیرے پاٹ دامن کا نہ میری آستیں ڈوبی

۱۰۰ بولا وہ جب تیری تصویر نظر آئی

۱۰۱ گزشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے

۱۰۲ یا تو جاتے رہے اے یار ہمیں دنیا سے

۱۰۳ جب سے کہ چشم خلق صنم تجھ سے جا لگی

۱۰۴ یارب کہیں سے گرمیٔ بازار بھیج دے

۱۰۵ ہم کو جفا جو قتل کرا اور آپ دیکھ رہی

۱۰۶ کیا کہیے اپنا حال جو کچھ ہے سو ہے نہ سو ہے

۱۰۷ دیکھے وہ آنکھ جس میں نہ ذرہ بھی نم رہے۔

کتابیات

۱۔ آزاد، محمد حسین — آب حیات
لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز — 1957

۲۔ آزردہ صدر الدین، مفتی — تذکرۂ آزردہ مرتبہ ڈاکٹر مختار الدین احمد
کراچی: انجمن ترقی اردو — 1972

۳۔ آسی میر تقی — ظریف شاعروں کا تذکرہ (تذکرۂ خندۂ گل)
لکھنؤ: نگار پریس، نظیر آباد — 1928

۴۔ ابو اللیث صدیقی، ڈاکٹر محمد — لکھنؤ کا دبستان شاعری
لکھنؤ: نسیم بک ڈپو — 1991

۵۔ احترام الدین احمد شاغل عثمانی — صحیفۂ خوش نویساں
دہلی: ترقی اردو بیورو — 1987

۶۔ احسان دانش — تذکیر و تانیث
لاہور، مرکزی اردو بورڈ — 1970

۷۔ احمد علی زیدی، سید — سندھ میں اردو مخطوطات
لاہور: مرکزی اردو بورڈ — 1969

۸۔ ارتضیٰ کریم، ڈاکٹر — انتخاب کلام میر سوز
دہلی: اردو اکادمی — 1991

۹۔ اسپرنگر، اے — یادگار شعرا، مرتبہ طفیل احمد
لکھنو: اتر پردیش اردو اکادمی — ۱۹۸۵

۱۰۔ اسمٰعیل پانی پتی — تذکرہ شعرائے متغزلین
لاہور: ادارہ فروغ اردو — ۱۹۵۶

۱۱۔ افضال حسین قاضی — مرزا رفیع سودا
دہلی: ساہتیہ اکادمی — ۱۹۹۰

۱۲۔ اقتدا حسن، ڈاکٹر (مرتب) — کلیات قائم جلد اول
رک بہ قائم چاند پوری

۱۳۔ امداد امام اثر سید — کاشف الحقائق مرتبہ ڈاکٹر وہاب اشرفی
دہلی: ترقی اردو بیورو — ۱۹۸۲

۱۴۔ امراء اللہ الہ آبادی — تذکرہ مسرت افزا مترجمہ ڈاکٹر مجیب قریشی
دہلی: علم مجلسی کتب خانہ — ۱۹۶۸

۱۵۔ امیر مینائی، امیر احمد — انتخاب یادگار
رام پور: تاج المطابع — س۔ن

۱۶۔ انصار اللہ نظر، ڈاکٹر (مرتب) — قطعۂ منتخب مصنفہ عبدالغفور خان نساخ
رک بہ نساخ، عبدالغفور خان

۱۷۔ ایم سلطانہ بخش، ڈاکٹر — اردو میں اصول تحقیق (مقالات) جلد اول
اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان — ۱۹۸۶

۱۸۔ " — اردو میں اصول تحقیق جلد دوم — ۱۹۸۸

۱۹۔ اعجاز راہی — تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات (منتخب مقالات)
اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان — ۱۹۸۶

۲۰۔ باطن، قطب الدین — گلستانِ بے خزاں
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی — ۱۹۸۲

۲۱۔ بدر الحسن — یادگارِ روزگار، تذکرۂ کاملانِ پٹنہ
پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری — ۱۹۹۱

۲۲۔ بلگرامی، میر غلام علی آزاد — مآثر الکرام موسوم بہ سروِ آزاد دفترِ ثانی تصحیح و تحشیہ عبداللہ خان
دکن: کتب خانہ آصفیہ — ۱۹۱۳

۲۳۔ بینی نرائن — دیوانِ جہان مرتبہ کلیم الدین احمد
پٹنہ: لیبل لیتھو پریس — ۱۹۵۹

۲۴۔ پنجاب یونیورسٹی — تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند جلد ہشتم (اردو ادب)
مدیر: سید وقار عظیم لاہور: پنجاب یونیورسٹی — ۱۹۷۱

۲۵۔ پنجاب یونیورسٹی — اردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ

۲۶۔ تبسم کاشمیری — ادبی تحقیق کے اصول
اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان — ۱۹۹۲

۲۷۔ تمنا، اسد اللہ خان اورنگ آبادی — گلِ عجائب یعنی تذکرۂ شاعراں
دکن: انجمن ترقیٔ اردو — ۱۹۳۶

۲۸۔ تنویر احمد علوی، ڈاکٹر — اصولِ تحقیق و ترتیبِ متن
دہلی: ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس — ۱۹۹۴

۲۹۔ جرأت، شیخ قلندر بخش — کلیاتِ جرأت مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن
لاہور: مجلس ترقیٔ ادب — ۱۹۷۱

۳۰۔ جلال لکھنوی، سید ضامن علی	مفید الشعرا مشہور بہ رسالہ تذکیر و تانیث	
	لاہور: شیخ مبارک علی	س ن
۳۱۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر	ادبی تحقیق	
	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۹
۳۲۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر	تاریخ ادب اردو جلد دوم	
	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۸۷
۳۳۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر	قدیم اردو کی لغت	
	لاہور: مرکزی اردو بورڈ	۱۹۷۳
۳۴۔ چاند، شیخ	سودا	
	کراچی: انجمن ترقی اردو	۱۹۶۳
۳۵۔ حاتم، شیخ ظہور الدین	دیوان زادہ مرتبہ ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار	
	لاہور: خیابان ادب	۱۹۷۵
۳۶۔ حسرت، جعفر علی	کلیات حسرت مرتبہ نور الحسن ہاشمی	
	لکھنو: ادارہ فروغ اردو	۱۹۶۶
۳۷۔ حسرت موہانی	انتخاب دیوان میرسوز در اردوے معلی	
	علی گڑھ: احسن المطابع	۱۹۲۸
۳۸۔ حسرت موہانی	انتخاب سخن جلد چہارم	
	لکھنو: اترپردیش اردو اکادمی	۱۹۸۲
۳۹۔ حسرت موہانی	ارباب سخن اول دوم	
	لکھنو: اترپردیش اردو اکادمی	۱۹۸۲
۴۰۔ خدا بخش سیمینار رپورٹ	تدوین متن کے مسائل	
	پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۸۲

۴۱۔ خلیق انجم، ڈاکٹر — مرزا محمد رفیع سودا
دہلی: انجمن ترقی اردو — ۱۹

۴۲۔ خورشید احمد خان یوسفی (مرتب) — خمخانۂ جاوید از لالہ سری رام جلد ششم
اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان — ۱۹۹۰

۴۳۔ خوش گو، بندرابن داس — سفینۂ خوش گو مرتبہ عطا کاکوی
پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی — ۱۹۵۹

۴۴۔ درد، خواجہ میر — دیوان درد مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی
لاہور: مجلس ترقی ادب — ۱۹۸۸

۴۵۔ رحمان علی، مولانا — تذکرۂ علمائے ہند
لکھنؤ: مطبع نول کشور — ۱۹۱۴

۴۶۔ رشید حسن خان — ادبی تحقیق - مسائل اور تجزیہ
لاہور: الفیصل ناشران — ۱۹۸۹

۴۷۔ رشید حسن خان — اردو املا
دہلی: ترقی اردو بورڈ / نیشنل اکادمی — ۱۹۷۴

۴۸۔ رنج، حکیم فصیح الدین — بہارستان ناز مرتبہ خلیل الرحمٰن داؤدی
لاہور: مجلس ترقی ادب — ۱۹۶۵

۴۹۔ زور، محی الدین قادری، ڈاکٹر — اردو شاعری کا انتخاب
دہلی: ساہتیہ اکادمی — ۱۹۶۰

۵۰۔ " — تذکرۂ مخطوطات
دہلی ترقی اردو بیورو — ۱۹۸۴

" — جلد سوم — ۱۹۸۴

" — جلد چہارم — ۱۹۸۴

مصنف	کتاب / ناشر	سنہ
زور، محی الدین قادری، ڈاکٹر	تذکرۂ مخطوطات جلد پنجم	۱۹۸۴
۵۱. ،،	تذکرۂ اردو مخطوطات جلد دوم	
	حیدر آباد: ادارۂ ادبیات اردو	۱۹۵۱
۵۲. سخاوت مرزا	حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت	
	حیدر آباد دکن، انسٹی ٹیوٹ آف انڈو مڈل ایسٹ کلچرل سٹڈیز	۱۹۶۲
۵۳. سرور، رجب علی بیگ	فسانۂ عجائب مرتبہ رشید حسن خان	
	لاہور، نقوش پریس	۱۹۹۰
۵۴. سرور، میر محمد اعظم الدولہ	عمدۂ منتخبہ مرتبہ خواجہ احمد فاروقی	
	دہلی: شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی	۱۹۶۱
۵۵. سکسینہ، رام بابو، ڈاکٹر	تاریخ ادب اردو مرتبہ تبسم کاشمیری	
	لاہور: علمی کتب خانہ	س۔ن
۵۶. سودا، مرزا محمد رفیع	کلیات سودا	
	لکھنؤ: مطبع منشی نولکشور	۱۹۳۲
۵۷. ،،	کلیات سودا مرتبہ عبدالباری آسی	
	لاہور: مکتبہ شعر و ادب	س۔ن
۵۸. ،	کلیات سودا مرتبہ ڈاکٹر محمد حسن	
	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۸۴
۵۹. ،	کلیات سودا مرتبہ ڈاکٹر شمس الدین صدیقی	
	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۳
۶۰. سوبا، ماسے (مرتب)	فہرست مطبوعات فورٹ ولیم کالج	
	اوساکا: گریجویٹ فارن اسٹڈیز سوسائٹی	
	اوساکا یونیورسٹی جاپان شش ۱۳	۱۹۹۰

۶۱۔ سید حسن، ڈاکٹر (مرتب) دیوان رکن صاین پردی
پٹنہ: پوسٹ گریجویٹ اسٹڈیز انسٹی ٹیوٹ مجلس تحقیقات فارسی
و عربی ۱۹۵۹

۶۲۔ شفیق، لچھمی نراین چمنستان شعرا
دکن: انجمن ترقی اردو ۱۹۲۸

۶۳۔ شورش، غلام حسین تذکرہ شورش (رموز الشعرا) مرتبہ ڈاکٹر محمود الہی
لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی ۱۹۸۴

۶۴۔ شوق، قدرت اللہ تذکرہ طبقات الشعرا مرتبہ نثار احمد فاروقی
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۶۸

۶۵۔ شیفتہ، محمد مصطفیٰ خان گلشن بے خار مرتبہ کلب علی خان فائق رام پوری
لاہور: مجلس ترقی ادب ۱۹۷۳

۶۶۔ صابر، مرزا قادر بخش گلستان سخن
لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی ۱۹۸۲

۶۷۔ صباح الدین عبدالرحمن، سید بزم مملوکیہ
اعظم گڑھ: مطبع معارف ۱۹۵۴

۶۸۔ صفدر مرزاپوری مشاطۂ سخن
لاہور: گیلانی الیکٹرک پریس ۱۹۲۸

۶۹۔ صفیر بلگرامی، سید فرزند احمد تذکرۂ جلوۂ خضر
آگرہ: مطبع نور الانوار ۱۸۸۴

۷۰۔ ضیاء الدین لاہوری جوہر تقویم
لاہور: الحقائق ۱۹۸۶

۷۱۔ طوفان: ابن امین اللہ — تذکرہ شعرا مرتبہ قاضی عبد الودود
پٹنہ: آزاد پریس — ۱۹۵۴

۷۲۔ طپش دہلوی: مرزا جان — شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان مرتبہ عابد رضا بیدار
پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری — ۱۹۷۹

۷۳۔ ظہور علی (مرتب) — فہرست کتب قلمی و مطبوع کتب خانہ ایشیاٹک سوسائٹی
گلدستہ نشاط — ۱۸۳۸

۷۴۔ ظہیر احمد صدیقی، ڈاکٹر — فکری زاویے
لکھنو: نسیم بک ڈپو — ۱۹۷۲

۷۵۔ عابد امام زیدی — فہرست مخطوطات اردو جلد اول
پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری — ۱۹۶۲

۷۶۔ عابد پیشاوری: شیام لال کالڑا: انشاء اللہ خان انشا
لکھنو: اترپردیش اردو اکادمی — ۱۹۸۵

۷۷۔ عبد الحئی لکھنوی: مولانا سید — گل رعنا
اعظم گڑھ: دار المصنفین — ۱۳۷۰ھ

۷۸۔ عبد اللہ، ڈاکٹر سید محمد — شعرائے اردو کے تذکرے اور تذکرہ نگاری کا فن
لاہور: مکتبہ خیابان ادب — ۱۹۵۲

۷۹۔ عبد الودود قاضی — درد و سودا
پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری — ۱۹۹۵

۸۰۔ ، — فرہنگ آصفیہ پر تبصرہ
پٹنہ: خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری — ۱۹۸۱

۸۱۔ عرفان، ڈاکٹر محمد — احوال و افکار و آثار شاہ فقیر اللہ لفرین لاہوری
بہار (سنتھال پرگنہ) ملت کالج — ۱۹۸۶

۸۲۔ عشرت، خواجہ محمد عبدالرؤف، آب بقا
لکھنؤ: نامی پریس — س۔ن

۸۳۔ عطا کاکوی، سید عطاءالرحمٰن — تذکرہ گلشن و گلزار (گلشن سخن و گلزار ابراہیم)
پٹنہ: ادارہ تحقیقات عربی و فارسی — ۱۹۶۸

۸۴۔ علی ابراہیم خان — گلزار ابراہیم مرتبہ مرزا علی لطف تحشیہ شبلی نعمانی تقدیم عبدالحق
لاہور: دارالاشاعت پنجاب — ۱۹۰۶

۸۵۔ علی حسن، سید — بزم سخن
آگرہ: مفید عام پریس — ۱۲۹۸ھ

۸۶۔ غلام حسین (مرتب) — انتخاب میر سوز
لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی — ۱۹۸۳

۸۷۔ غلام حسین آفاق بنارسی — معین الادب معروف بہ معین الشعرا
لکھنؤ: صدیق بک ڈپو — س۔ن

۸۸۔ غلام حسین ذوالفقار، ڈاکٹر — اردو شاعری کا سیاسی و سماجی پس منظر
لاہور: جامعہ پنجاب — ۱۹۶۶

۸۹۔ غلام مصطفیٰ خان، ڈاکٹر — علمی نقوش
کراچی: اعلیٰ کتب خانہ — ۱۹۵۷

۹۰۔ فاروقی، خواجہ احمد — میر تقی میر: حیات اور شاعری
علی گڑھ: انجمن ترقی اردو — ۱۹۵۴

۹۱۔ فاطمی، ایم۔ کے — اردو تذکروں میں نکات الشعرا کی اہمیت
لکھنؤ: دانش محل — ۱۹۶۲

۹۲۔ 〃 — تذکرۂ میر مصنفہ میر تقی میر
لکھنؤ: دانش محل — ۱۹۶۲

۹۳۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر — اردو شعرا کے تذکرے اور تذکرہ نگاری
لاہور: مجلس ترقی ادب — ۱۹۷۲

۹۴۔ فیلن و کریم الدین — تذکرہ طبقات شعرائے ہند
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی — ۱۹۸۳

۹۵۔ قاسم، حکیم قدرت اللہ — مجموعۂ نغز مرتبہ حافظ محمود خان شیرانی (اول و دوم)
دہلی: نیشنل اکادمی — ۱۹۷۳

۹۶۔ قائم چاندپوری — مخزن نکات مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن
لاہور: مجلس ترقی ادب — ۱۹۶۶

۹۷۔ " — مخزن نکات مرتبہ مولوی عبدالحق
دکن، انجمن ترقی اردو — ۱۹

۹۸۔ " — کلیات قائم جلد اول مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن
لاہور: مجلس ترقی ادب — ۱۹۶۵

۹۹۔ کلیم الدین احمد (مرتب) — دو تذکرے (تذکرہ عشقی و تذکرہ شورش)
پٹنہ: لیبل لیتھو پریس — ۱۹۵۹

۱۰۰۔ گردیزی، سید فتح علی حسینی — تذکرہ ریختہ گویاں مرتبہ مولوی عبدالحق
دکن: انجمن ترقی اردو — ۱۹۳۳

۱۰۱۔ گوکل پرشاد — ارمغان گوکل پرشاد مرتبہ ڈاکٹر فرمان فتح پوری
کراچی: انجمن ترقی اردو — ۱۹۷۵

۱۰۲۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر — ادبی زاویے
اسلام آباد: مجلس فروغ تحقیق — ۱۹۹۲

۱۰۳۔ " — (مرتب) منتخب مقالات اردو املا و رموز اوقاف
اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان — ۱۹۸۲

۱۰۴۔ گیان چند، ڈاکٹر | تحقیق کا فن
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۹

۱۰۵۔ لالہ سری رام | خم خانۂ جاوید جلد اوّل
دہلی: مخزن پریس ۱۹۰۸

۱۰۶۔ " | " جلد دوم دہلی امپیریل بک ڈپو پریس ۱۹۱۱

۱۰۷۔ | جلد سوم: دہلی: دلی پرنٹنگ ورکس پریس ۱۹۱۷

۱۰۸۔ " | جلد چہارم بار اول دہلی: ہمدرد پریس ۱۹۲۶

۱۰۹۔ " | جلد پنجم مرتبہ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی
دہلی: لالہ امیر چند کھنہ ۱۹۴۰

۱۱۰۔ لطف، مرزا علی | گلشن ہند
لکھنؤ: اتر پردیش اردو اکادمی ۱۹۸۶

۱۱۱۔ مار تھا روسٹ | قرۃ العین طاہرہ مترجم عباس علی بٹ
کراچی: بہائی ہال ۱۹۸۳

۱۱۲۔ مبتلا، غلام محی الدین و عشق میر تقی | تذکرۂ طبقات سخن مرتبہ ڈاکٹر نسیم اقتدار علی
لکھنؤ: بیگم نسیم اقتدار علی ۱۹۹۱

۱۱۳۔ مبتلا لکھنوی، مردان علی خاں | گلشن سخن مرتبہ مسعود حسن رضوی ادیب
علی گڑھ: انجمن ترقی اردو ۱۹۶۵

۱۱۴۔ محسن، سید محسن علی لکھنوی | تذکرہ سراپا سخن
لکھنؤ: مطبع منشی نولکشور ۱۸۷۵

۱۱۵۔ " | تذکرہ سراپا سخن مرتبہ ڈاکٹر اقتدا حسن
لاہور: اظہار سنز ۱۹۷۰

	مصنف	کتاب	سال
۱۱۶	محمد مبین کیفی چڑیا کوٹی	جواہر سخن جلد دوم	
		الہ آباد : ہندوستانی اکیڈمی	۱۹۳۵ء
۱۱۷	مسعود حسن رضوی ادیب	اردو زبان اور اس کا رسم خط	
		لکھنؤ : دانش محل	۱۹۴۸
۱۱۸	"	(مرتب) گلشن سخن ۔۔۔ مرتب : مسلم لکھنوی	
۱۱۹	مشفق خواجہ	تحقیق نامہ	
		لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی	۱۹۹۱
۱۲۰	"	جائزۂ مخطوطات اردو جلد اول	
		لاہور : مرکزی اردو بورڈ	۱۹۷۹
۱۲۱	مصحفی غلام ہمدانی	تذکرۂ ہندی مرتبہ مولوی عبدالحق	
		دکن : انجمن ترقی اردو ہند	۱۹۳۰
۱۲۲	"	عقد ثریا	
		کراچی : انجمن ترقی اردو پاکستان	۱۹۷۸
۱۲۳	"	ریاض الفصحا	
		دکن : انجمن ترقی اردو	۱۹۳۴
۱۲۴	"	دیوان مصحفی مرتبین اسیر لکھنوی و امیر مینائی	
		پٹنہ : خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری	۱۹۹۰
۱۲۵	مظفر حسین مولوی محمد	روز روشن	
		بھوپال : مطبع شاہ جہانی	۱۲۷۹ھ
۱۲۶	میر تقی میر	نکات الشعرا مرتبہ مولوی عبدالحق	
		کراچی : انجمن ترقی اردو	۱۹۷۹
۱۲۷	"	مرتبہ محمود الٰہی ، دہلی : ادارہ تصنیف	۱۹۷۲

۱۲۸۔ میر تقی میر	کلیاتِ میر مرتبہ عبدالباری آسی	
	لکھنؤ: مطبع منشی نول کشور	۱۹۴۱
۱۲۹۔ "	کلیاتِ میر جلد اول مرتبہ کلب علی خاں فائق رام پوری	
"	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۸۶
۱۳۰۔ "	جلد دوم "	۱۹۹۱
۱۳۱۔ "	جلد سوم "	۱۹۹۲
۱۳۲۔ "	جلد چہارم "	۱۹۸۱
۱۳۳۔ "	جلد پنجم "	۱۹۸۲
۱۳۴۔ "	جلد ششم "	۱۹۸۴
۱۳۵۔ "	کلیاتِ میر مقدمہ سید احتشام حسین (جلد اول)	
	لاہور: مکتبہ عالیہ	۱۹۸۷
۱۳۶۔ "	ذکرِ میر مرتبہ و مترجم ڈاکٹر نثار احمد فاروقی	
	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۹۶
۱۳۷۔ میر حسن	تذکرہ شعرائے اردو مرتبہ حبیب الرحمٰن خان شروانی	
	دہلی: انجمن ترقی اردو	۱۹۴۰
۱۳۸۔ نارنگ، ڈاکٹر گوپی چند	املانامہ	
	دہلی: ترقی اردو بیورو	۱۹۹۰
۱۳۹۔ ناز، ایم۔ ایس، ڈاکٹر (مرتب)	اردو میں فنی تدوین	
	اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی/مقتدرہ قومی زبان	۱۹۹۱
۱۴۰۔ ناصر، سعادت خان	خوش معرکۂ زیبا جلد اول مرتبہ مشفق خواجہ	
	لاہور: مجلس ترقی ادب	۱۹۷۰
۱۴۱۔ "	" جلد دوم "	۱۹۷۲

۱۴۲۔ نثار احمد فاروقی، ڈاکٹر تین تذکرے (مجمع الانتخاب، طبقات الشعرا، گل رعنا)
دہلی: مکتبہ برہان ۱۹۶۸

۱۴۳۔ نساخ، عبدالغفور خان سخنِ شعرا
لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی ۱۹۸۲

۱۴۴۔ " تذکرہ قطعہ منتخب مرتبہ انصار اللہ نظر
کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۷۴

۱۴۵۔ نسیم، پنڈت دیا شنکر گلزارِ نسیم مرتبہ رشید حسن خان
دہلی: انجمن ترقی اردو ۱۹۹۵

۱۴۶۔ نصراللہ خان خویشگی گلشنِ ہمیشہ بہار مرتبہ ڈاکٹر اسلم فرخی
کراچی: انجمن ترقی اردو ۱۹۶۷

۱۴۷۔ نصیر الدین ہاشمی کتب خانہ سالار جنگ مرحوم کی اردو قلمی کتابوں کی وضاحتی فہرست
حیدر آباد دکن ۱۹۵۷

۱۴۸۔ " اسٹیٹ سنٹرل لائبریری (کتب خانہ آصفیہ) کے اردو مخطوطات
حیدر آباد دکن ۱۹۶۱

۱۴۹۔ نظیر لدھیانوی، اصغر حسین خان تذکرۂ شعرائے اردو
لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس ۱۹۵۲

۱۵۰۔ نورالحسن خان سید تذکرۂ طور کلیم
آگرہ: مطبع مفید عام ۱۲۹۸ھ

۱۵۱۔ نورالحسن ہاشمی دلی کا دبستان شاعری

۱۵۲۔ نورالدین فائق تذکرہ مخزن الشعرا
لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی ۱۹۸۵

۱۵۳۔ نیاز فتح پوری	استفسارات جلد اول و دوم کراچی : حلقۂ نیاز و نگار	۱۹۹۶
۱۵۴۔ نیّر، سید علی حیدر	کلیاتِ میر سوز پٹنہ : ادارہ تحقیقاتِ عربی و فارسی	۱۹۷۷
۱۵۵۔ ولی اللہ فرخ آبادی، مفتی	عہد بنگش (تاریخ فرخ آباد) مترجم شریف الزماں مرتبہ ایوب قادری کراچی : اکیڈمی آف ایجوکیشنل ریسرچ	۱۹۶۵
۱۵۶۔ ولی دکنی	کلیات ولی مرتبہ نور الحسن ہاشمی لاہور : الوقار پبلی کیشنز	۱۹۹۶
۱۵۷۔ یحییٰ تنہا، مولوی محمد	مرآۃ الشعرا جلد اول لاہور : عالمگیر پریس	س۔ن
۱۵۸۔ یکتا، احمد علی خان	دستور الفصاحت مرتبہ امتیاز علی خان عرشی رام پور : ہندوستانی پریس	۱۹۴۳
۱۵۹۔ ؟	چمنِ بے نظیر دہلی : مطبع جوہر ہند	س۔ن

ب۔ فارسی کتب

اردو شعرا کے تذکرے جو فارسی میں لکھے گئے ہیں اپنی عمومی شناخت کی بنا پر کتب اردو میں مندرج ہیں :

۱۶۰۔ حافظ، خواجہ محمد شمس الدین، شیرازی	دیوان غزلیات مولانا شمس الدین خواجہ حافظ شیرازی بتحقیق دکتر خلیل خطیب رہبر تہران : انتشارات صفی علی شاہ	۱۳۷۱ھ

۱۶۱۔ حافظ شیرازی — دیوان خواجہ شمس الدین محمد حافظ شیرازی باہتمام محمد قزوینی و قاسم غنی
تہران: انتشارات زوار — ۱۳۶۹ ق

۱۶۲۔ سید حسن رضوی، سید دکتر — فارسی گویان پاکستان
اسلام آباد: مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان — ۱۳۵۴ ق

۱۶۳۔ شفیق، لچھمی نرائن — شام غریبان مرتبہ محمد اکبر الدین صدیقی
کراچی: انجمن ترقی اردو — ۱۹۷۷ء

۱۶۴۔ عروج، عبدالرؤف — تذکرہ فارسی گو شعرای اردو
کراچی: کمیٹی برائے جشن دو ہزار پانصد سالہ شاہنشاہی ایران — 1971

۱۶۵۔ علی رضا نقوی، دکتر سید — تذکرہ نویسی فارسی در ہند و پاکستان
تہران: موسسہ مطبوعات علمی — 1964

۱۶۶۔ نادری، خواجہ امیر احراری — معدن الجواہر
دکن: مطبع گلزار لصمدی — ۱۳۰۱ھ

۱۶۷۔ مہدی بیانی — احوال و آثار خوش نویسان جلد سوم و چہارم
تہران: انتشارات علمی — س۔ن

۱۶۸۔ سیف قلم، غلام محمد — تذکرہ خوش نویسان
کلکتہ — ۱۹۱۰ء

ج۔ انگریزی کتب

169. Ali Bin Ahmad, Haji
Catalogue of Urdu Manuscripts in the Library of the International Institute of Islamic thought & Civilization
Kualalampur : The Library of The International

Institute of Islamic thought and civilization. 1994.

170- Blumhardt, J. F.
Catalogue of the Hindi, Panjabi and Hindustani MSS. in the Library of the British Museum
London. 1899.

171- Blumhardt, J. F.
Catalogue of the Hindustani Manuscripts in the Library of The India office.
London. 1926

172- Blumhardt, J. F
Catalogue of the Hindustani Printed Books in the Library of the British Museum
London. 1889.

173- K.K. Aziz
A Chronology of Muslim India 1700 — 1947
National Documentation Centre
Islam Abad. 1997

174- Sprenger, A
A catalogue of Arabic, Persian and Hindustani MSS. of the Libraries of the Kings of Oudh
vol. 1
Calcutta 1854.

د۔ قلمی نسخے

۱۔ دیوانِ میر سوز — سید محمد میر سوز
مملوکہ برٹش میوزیم لندن / عکس مائیکروفلم پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

۲۔ دیوانِ میر سوز — سید محمد میر سوز
مملوکہ کتب خانہ اردو لغت بورڈ کراچی

۳۔ دیوانِ میر سوز (انتخاب) — سید محمد میر سوز
مملوکہ ڈاکٹر مختار الدین احمد علی گڑھ

۴۔ دیوانِ میر سوز — سید محمد میر سوز
مملوکہ کتب خانہ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اینڈ سولائزیشن۔ کوالالمپور – ملائشیا

۵۔ دیوانِ میر سوز — سید محمد میر سوز
مملوکہ کتب خانہ انٹرنیشنل انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک تھاٹ اینڈ سولائزیشن۔ کوالالمپور – ملائشیا

۶۔ بیاضِ شہاب بیگ — شہاب بیگ
مملوکہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری، لاہور

۷۔ تذکرہ شعرا — خیراتی لال بے جگر
مملوکہ برٹش میوزیم لندن / مائیکروفلم پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور

۴۔ مقالات

۱۔ احمد خان۔ ڈاکٹر سردار	میر سوز تحقیق ساتواں شمارہ۔ جام شورو: سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۲
۲۔ اورنگ زیب عالمگیر، ڈاکٹر	تدوین کلیات شعر ناسخ مقالہ برائے پی ایچ ڈی مخزونہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری ۱۹۹۰
۳۔ تبسم کاشمیری، ڈاکٹر	دستاویزی تحقیق اورئینٹل کالج میگزین ج ۵۲ ش ۱ لاہور: اورئینٹل کالج
۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر	لکھنوی تہذیب کا نمائندہ شاعر۔ قلندر بخش جرات نقوش۔ ۱۳۹ لاہور: ادارہ فروغ اردو ۱۹۹۱
۵۔ خلیق انجم۔ ڈاکٹر	ہندوستان میں اردو تحقیق اور تدوین کا کام مشمولہ اردو میں اصول تحقیق جلد دوم، اسلام آباد ۱۹۸۸
۶۔ زاہد منیر عامر	دیوان میر سوز کا نسخہ کراچی خدا بخش لائبریری جرنل ۸۰۔۷۸ ۱۹۹۲
۷۔ زاہد منیر عامر	میر سوز کا سلسلۂ سخن مجلہ اقبال، لاہور: بزم اقبال اپریل۔ جولائی ۱۹۹۲ء
۸ "	میر سوز۔ درویش یا اداکار ماہنامہ قومی زبان کراچی: انجمن ترقی اردو اگست ۱۹۹۲ء
۹ "	میر سوز۔ تبدیلئ تخلص کا مسئلہ ماہنامہ قومی زبان کراچی: انجمن ترقی اردو نومبر ۱۹۹۲ء
۱۰۔	میر سوز۔ دہلی سے لکھنو تک اورئینٹل کالج میگزین ج ۶ عدد ۱ لاہور ۱۹۹۳

۱۱۔ زاہد منیر عامر — دیوانِ میر سوز۔ تدوین ردیف الف
تحقیقی مقالہ برائے ایم اے اردو، مخزونہ پنجاب یونیورسٹی ۱۹۹۱

۱۲۔ ″ — تدوین ـ معیاری اسلوب کی تلاش
تحقیق شمارہ ۱۰، ۱۱ جام شورو: سندھ یونیورسٹی ۱۹۹۶

۱۳۔ ″ — میر مہدی داغ ـ تیرھویں صدی ہجری کا فراموش شدہ شاعر
خدا بخش لائبریری جرنل ـ ۱۱۲ پٹنہ ۱۹۹۲

۱۴۔ شیرانی، حافظ محمود خان — رباعی کے اوزان یاد رکھنے کا ایک آسان طریقہ۔ قسط اول
اورینٹل کالج میگزین ـ لاہور فروری ۱۹۴۰

۱۵۔ ″ — رباعی کے اوزان یاد رکھنے کا ایک آسان طریقہ قسط دوم
اورینٹل کالج میگزین لاہور مئی ۱۹۴۰

۱۶۔ شمس اللہ قادری، حکیم — فہرست اردو مخطوطات (انڈیا آفس لائبریری میں)
سہ ماہی اردو ج ۸ ش ۳۲ اکتوبر ۱۹۲۸

۱۷۔ عبداللہ، ڈاکٹر سید محمد — تحقیق و تنقید کے مقاماتِ اتصال
اردو نامہ کراچی اپریل جون ۱۹۶۰

۱۸۔ عبدالودود، قاضی — سوز اور آبِ حیات
نیا دور لکھنؤ اگست ۱۹۶۲ء

۱۹۔ ″ — آزاد بحیثیت محقق
نوائے ادب بمبئی اپریل ۱۹۵۶

۲۰۔ ″ — اصولِ تحقیق
آج کل دہلی اگست ۱۹۶۷ء

۲۱۔ ″ — صحتِ متن
تحریک، دہلی ستمبر ۱۹۶۲

۲۲۔ عبدالودود، قاضی — کلیاتِ سودا کا پہلا مطبوعہ نسخہ
سویرا لاہور شمارہ ۲۹ ۱۹۶۱

۲۳۔ فاروقی، خواجہ احمد — تذکرۂ مجمع الانتخاب میں سوز کا ترجمہ
اردوئے معلّیٰ ج ۴ ش ۶-۷ دلی یونیورسٹی ۱۹۶۲

۲۴۔ فائق رام پوری، کلب علی خان — سوز
اورینٹل کالج میگزین ج ۳۸ ش ۱۴۹ لاہور ۱۹۶۲

۲۵۔ " — سوز قسط دوم
اورینٹل کالج میگزین ج ۳۸ ش اگست ۱۹۶۲

۲۶۔ " — حیاتِ سودا قسط اول
صحیفہ ش ۴۲ لاہور: مجلس ترقی ادب جنوری ۱۹۶۸

۲۷۔ " — حیاتِ سودا قسط دوم
صحیفہ ش ۴۳ اپریل ۱۹۶۸

۲۸۔ " — حیاتِ سودا قسط سوم
صحیفہ ش ۴۴ جولائی ۱۹۶۸

۲۹۔ " — حیاتِ سودا قسط آخری
صحیفہ ش ۴۵ اکتوبر ۱۹۶۸

۳۰۔ گوہر نوشاہی، ڈاکٹر — اردوئے معلّیٰ کا میر سوز نمبر
سالنامہ قومی زبان ج ۳۹ ش ۲ کراچی: مارچ ۱۹۶۷

۳۱۔ مالک رام — مخطوطات ـ تلاش، قرأت اور تدوین
آج کل، تحقیق نمبر دہلی اگست ۱۹۶۷

۳۲۔ ممتاز حسن (دیگران) — نادرات (ادارہ)
اردو نامہ پہلا شمارہ اگست ۱۹۶۰

۲۳۔ نجم الاسلام، ڈاکٹر	بیاض مرزا جان طپش	
	نقوش ـــ ۱۰۸ لاہور	ستمبر ۱۹۶۷
۲۴۔ نسیم احمد ڈاکٹر	سودا کا ایک قلمی دیوان	
	نقوش ـــ ۱۳۹ لاہور	۱۹۹۱
۲۵۔ ”	مصحفی کا اٹھواں دیوان اور اس سے متعلق دو تحریریں	
	خدا بخش لائبریری جرنل ۱۱۱ پٹنہ	مارچ ۱۹۹۸
۲۶۔ نصیر الدین ہاشمی	مجمع الانتخاب ـــ تعارف	
	رسالہ اردو کراچی ج ۳۵ ش ۱ کراچی جنوری ۱۹۵۶	
۲۷۔ یعقوب، ڈاکٹر محمد	میر کے ادبی معرکے ـــ ۲	
	نقوش ـــ ش ۱۲۷ لاہور	ستمبر ۱۹۸۱